نزدیک اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک امانت دار تھے آپ نے انکے ساتھ کیون مشرف بھیجا امیر المؤمنین عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت معاذ کو بلایا اور قصہ پوچھا جب اُنھون نے عرض کی تو آپ ہنس دیے اور انھین کچھ مرحمت فرمایا کہ اپنی بی بی کو دیدو اے عزیز جان تو کہ یہ بھی اُسیوقت درست ہے جب حاجت ہو اور جب حاجت نہو تو لوگون کو دھوکے مین ڈالنا درست نہین گو کہ بات سچ ہو حضرت عبداللہ ابن عتبہ رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین اپنے باپ کے ساتھ خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کے پاس گیا جب باہر نکلا تو کپڑے اچھے پہنے تھا لوگون نے کہا کہ امیر المومنین نے خلعت دیا ہے مین نے کہا حقتعالےٰ امیر المؤمنین کو جزاے خیر دے میرے باپ نے کہا کہ بیٹا جھوٹ اور جھوٹ کے مانند بات ہرگز نہ کہا کر یعنی یہ جھوٹ کے مانند ہے لیکن تھوڑی غرض سے یہ مباح ہو جاتا ہے جیسے خوش طبعی کرنا کسی کا دل خوش رکھنا جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑھیا جنت مین نہ جائے گی اور تجھے اونٹ کے بچہ پر سوار کرونگا اور تیرے شوہر کی آنکھ مین سپیدی ہے لیکن اسمین کوئی ضرر ہو تو درست نہین ہے جیسا کسی شخص کو فریب دینا کہ فلانی عورت تیری رغبت کرتی ہے تو وہ شخص اپنا دل اُس عورت سے مائل کریگا اور ایسی باتین اور اگر کچھ ضرر نہو اور مزاح کے واسطے کچھ جھوٹ بولے تو گناہ کے درجہ کو نہ پہونچیگا لیکن کمال ایمان کے درجہ سے گر جائیگا اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آدمی کا ایمان کامل نہین ہوتا تاوقتیکہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا ہے وہ خلق کے واسطے بھی نہ پسند کرے اور جھوٹ مزاح سے دست بردار نہ ہو اور علی ہذا القیاس وہ مقولہ بھی ہے جو لوگ کہا کرتے ہین کہ مین نے تمھین سو بار بلایا اور مین سو دفعہ تمھارے گھر آیا کہ یہ کہنا حرام کے درجہ کو تو نہین پہونچتا کیونکہ جانتے ہین کہ اس سے عدد مقرر کرنا نہین مقصود ہے کثرت کے محل پر لوگ کہا کرتے ہین اگرچہ اسقدر نہ ہو لیکن اگر بہت دفعہ تلاش نہین کیا ہے تو جھوٹ ہے اور یہ عادت ہے کہ لوگ جب کسی سے کہتے ہین کہ کچھ کھالے وہ کہدیتا ہے کہ مجھے نہین چاہیے اگر اُس چیز کی خواہش ہو تو یہ نہ کہنا چاہیے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی شب عروسی کو کاسہ بھر دودھ عورتون کو عنایت فرمایا اُنھون نے عرض کی کہ ہمین اسکی حاجت نہین ہے فرمایا کہ جھوٹ اور بھوک کو ساتھ جمع نہ کرو انھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اسقدر بھی جھوٹ ہے آپ نے فرمایا کہ ہان جھوٹ ہے اور جھوٹ مین لکھین گے اور جھوٹے جھوٹ کو لکھتے ہین کہ یہ جھوٹا جھوٹ ہے حضرت سعید ابن مسیب کی آنکھ درد کرتی تھی اور آنکھ کے کوئے مین کوئی چیز جمع ہو گئی تھی لوگون نے کہا کہ آپ اگر اسے چھڑا ڈالین تو کیا ہو فرمایا کہ مین نے طبیب سے کہا ہے کہ آنکھ مین ہاتھ نہ لگاؤنگا اگر اسے چھڑاؤن تو جھوٹا ہو جاؤن حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جو لوگ جھوٹ بات پر خدا کو گواہ کرتے ہین اور کہا کرتے ہین کہ خدا جانتا ہے کہ یہ بات ایسی ہے یہ بھی گناہ کبیرہ مین سے ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی جھوٹا خواب بیان کرتا ہے قیامت کے دن اسے حکم ہوگا کہ جو کے دانہ مین گرہ لگا بارھوین آفت غیبت ہے اور یہ بھی زبانون پر اکثر رہا کرتی ہے اور کوئی شخص اس سے نہین چھوٹتا اِلّا ماشاء اللہ اسکا بڑا وبال ہے حق سبحانہٗ تعالےٰ قرآن شریف مین فرماتا ہے جس نے غیبت کی اُس نے اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھایا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت سے دور رہا کرو کیونکہ غیبت زنا سے بدتر ہے زنا سے توبہ قبول ہو جاتی ہے غیبت سے نہین قبول ہوتی تاوقتیکہ جسکی غیبت کی ہے وہ بحل اور

ف زنا سے توبہ قبول ہوتی ہے بوجہ حق اللہ ہونے کے اور غیبت سے نہین قبول ہوتی بوجہ حق العباد ہونے کے ۱۲

معاف نہ کردے اور فرمایا ہے کہ معراج کی رات ایک قوم کی طرف مین گزرا وہ لوگ اپنے چہرے کا گوشت اپنے ناخونون سے اُتارتے تھے مین نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہین کہا کہ یہ وہ ہین جو لوگون کی غیبت کیا کرتے تھے حضرت سلیمان ابن جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی چیز ایسی بتایئے جو میری دستگیر ہو فرمایا کہ کار خیر کو حقیر نہ جان اگرچہ وہ اسی قدر ہو کہ تو اپنے ڈول سے کسی کے برتن مین پانی ڈالدے اور مسلمان بھائیون سے پیشانی کشادہ رکھے اور جب تیرے سامنے سے اُٹھ جائین تو تو غیبت نہ کرے حق سبحانہ تعالے نے حضرت موسیٰ علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ جو شخص غیبت سے توبہ کر کے مرے گا وہ سب کے بعد جنت مین جائیگا اور جو بے توبہ مریگا وہ سب کے پہلے دوزخ مین جائیگا حضرت جابر رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ مین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر مین تھا دو قبرون پر آپکا گزر ہوا فرمایا کہ یہ دونون عذاب مین ہین ایک غیبت کی وجہ سے اور ایک اس سبب سے کہ کپڑے کو پیشاب سے نہ بچاتا تھا پھر آپ نے ایک ہری شاخ کے دو ٹکڑے کر کے اُن کی قبرون پر نصب کردیے اور فرمایا جبتک یہ خشک نہ ہوجائین گے تب تک اُنپر بہت تخفیف عذاب رہیگی ایک شخص نے زنا کا اقرار کیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے سنگسار کیا حاضرین مین سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اسطرح بٹھاتا ہے جیسے کتے کو بٹھاتے ہین پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک مردار کے قریب ہو کر گزرے اور ان لوگون سے کہا کہ اس مردار مین سے کھاؤ اُنھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مردار کو کیونکر کھائین فرمایا کہ اس بھائی کے گوشت مین سے جو تم نے کھایا ہے وہ اس سے بدتر اور گندہ تر ہے آپکے کہنے سننے والے سے گرفت کی کیونکہ سننے والا بھی گناہ مین شریک ہوتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کشادہ روئی سے ایک دوسرے کو دیکھتے تھے اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرتے تھے اس فعل کو فاضلترین عبادت جانتے تھے اسکے خلاف کو منجملہ نفاق جانتے تھے حضرت قتادہ رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ عذاب قبر کی تین قسمین ہین ایک ثلث غیبت کرنے سے ہے ایک ثلث سخن چینی کرنے سے ایک ثلث کپڑے کو پیشاب سے پاک نہ رکھنے سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حوارین کے ساتھ ایک مرے ہوئے کتے کی طرف گزرے ساتھیون نے کہا یہ بدبو کا ہے کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اسکے دانتون کی سفیدی بہت اچھی ہے ان لوگون کو تعلیم کردیا کہ جس چیز کو دیکھا کرین تو وہ بات کہین جو اسمین بہت اچھی ہو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے سے ایک سور گزرا فرمایا صحیح سلامت جا لوگون نے عرض کی کہ یا روح اللہ خوک کو آپ ایسا اچھا کلمہ فرماتے ہین فرمایا اپنی زبان کی عادت ڈالتا ہون حضرت علی ابن الحسین رضی اللہ عنہما نے کسی کو غیبت کرتے دیکھا کہا چپ رہ کہ یہ دوزخ کے کتون کی نان خورش ہے

فصل اے عزیز جان تو کہ غیبت وہ ہے کہ تو کسی کے پیٹھ پیچھے اسکا ایسا ذکر کرے کہ اگر وہ سنے تو بُرا مانے گو کہ تو نے سچ کہا ہو اور اگر جھوٹ کہا ہو تو اُسے زور اور بہتان کہتے ہین جس بات کا مآل کسی کے عیب کی طرف ہو اسکا کہنا غیبت ہے اگرچہ تو ایسی بات اسکے بدن نسب لباس جانور گھر کردار گفتار مین بھی کہے بدن مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فلانا آدمی لمبا یا کالا یا زرد یا کرنجا یا ڈھیرا ہے اور نسب مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ ہندو بچہ یا حمامی کا لڑکا یا جولاہے کا بچہ ہے اور خلق مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ وہ بدگو متکبر زبان دراز بزدل کاہل ہے یا اور ایسی باتین اور فعل مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے وہ چور خائن بے نماز ہے رکوع سجود تمام نہین کرتا قرآن غلط پڑھتا ہے کپڑے

پاک نہین رکھتا زکوٰۃ نہین دیتا حرام کھاتا ہے زبان نہین روکتا بہت کھاتا ہے بہت سوتا ہے اپنی جگہ پر نہین بیٹھتا اور کپڑے مین کہنا یون ہوتا ہے کہ مثلاً تو کہے کہ فراخ آستین دراز دامن ہے کپڑے میلے رکھتا ہے غرضکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کچھ تو کسی کو کہے اگر وہ سنے تو اسے کراہت معلوم ہو تو وہ غیبت ہے اگرچہ وہ سچ ہو ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ایک عورت کو پست قد کہا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ تم نے غیبت کی تھوک ڈالو مین نے تھوکا تو کالا لہو تھا بعضے علما نے کہا ہے کہ جب کوئی شخص گناہ کرے اور لوگ اسکا گناہ نقل کرین تو غیبت نہین ہے ایسی مذمت بھی دین مین سے ہے علما کا یہ کہنا غلط ہے بلکہ یہ نہ کہنا چاہیے کہ فلانا آدمی فاسق شراب‌خوار بے نماز ہے مگر کسی عذر کے سبب سے وہ عذر آگے بیان ہونگے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غیبت اُسے کہتے ہین جس سے کراہت آئے اور ان سب باتون سے کراہت آتی ہے اور جب کہنے مین کچھ فائدہ نہ ہو تو نہ کہنا چاہیے **فصل** اے عزیز جان تو کہ فقط زبان ہی سے غیبت نہین ہوتی بلکہ آنکھ سے ہاتھ سے اشارون سے لکھنے سے بھی ہوتی ہے اور یہ سب حرام ہے ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ مین نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ فلانی عورت ٹھنگنی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے غیبت کی اسیطرح لنگڑا کر چلنا اور آنکھ ڈھیری کرنا تاکہ کسی کا حال معلوم ہو جائے یہ سب غیبت ہے لیکن اگر نام نہ لے اور کہے کہ کسی شخص نے ایسا کیا تو غیبت نہین ہے لیکن اگر حاضرین جان جائین گے کہ فلانے آدمی کو کہتا ہے تو حرام ہو جایگا اسواسطے کہ سمجھانا ہی مقصود ہوتا ہے کس طرح سے ہو بعضے پڑھے ہوے آدمی اور پرہیزگار لوگ غیبت کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ غیبت نہین ہے مثلاً انکے سامنے کسی شخص کا ذکر آتا ہے تو کہتے ہین الحمد للہ کہ خدا نے ہمین اس بات سے محفوظ رکھا ہے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ وہ شخص ایسا کام کرتا ہے یا کہتے ہین کہ فلانا آدمی بہت خوش اوقات ہے مگر ہماری طرح وہ بھی مبتلائے خلق ہوا ہے دیکھیے اس آفت اور فطرت سے کب نجات پائے اور ایسی باتین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنی مذمت کرتے ہین تاکہ اُس سے اورون کی مذمت حاصل ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ انکے سامنے لوگ جب کسی کی غیبت کرتے ہین تو وہ کہتے ہین سبحان اللہ یہ عجب بات ہے تاکہ وہ خوش ہو اور جو لوگ غافل تھے وہ سن لین اور یہی کہتے ہین کہ ہمین بڑا رنج ہوا کہ فلانے آدمی پر یہ ماجرا گزرا خدا بچائے اور مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ماجرا اور لوگ بھی جان لین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب کسی کا ذکر کرتے ہین تو یہ کہتے ہین کہ خدا ہمین تو بہ نصیب کرے تاکہ لوگون کو معلوم ہو جائے کہ اسنے گناہ کیا ہے یہ سب باتین غیبت ہین اور جب اس انداز سے غیبت ہوتی ہے تو نفاق بھی اسکے ساتھ ہوتا ہے کہ اپنے تئین پرہیزگار رجتایا اور یہ ظاہر کیا کہ ہم غیبت نہین کرتے ہین اس مین دو گناہ ہوتے ہین اور وہ لوگ اپنی نادانی سے سمجھتے ہین کہ ہم نے غیبت ہی نہین کی اور شاید کوئی شخص غیبت کرے اسے اگر کوئی کہے کہ خاموش رہ غیبت نہ کر اور خود دل سے اسے بُرا نہ جانے تو وہ منافق بھی ہے اور اسنے غیبت بھی کی اور غیبت مین سننے والا بھی شریک غیبت ہوتا ہے لیکن اگر دل سے کارہ ہو تو خیر امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما ایک دن ساتھ جاتے تھے ایک نے دوسرے سے کہا کہ فلانا آدمی بہت سوتا ہے پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے نان خورش مانگی آپنے فرمایا کہ تم دونون تو نان خورش کھا چکے ہو عرض کی کہ ہم نہین جانتے کہ ہم نے کیا کھایا فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا حضرت

صلے اللہ علیہ وسلم نے دونون سے گرفت کی حالانکہ ایک نے کہا تھا دوسرے نے سنا اگر آدمی دل سے کارہ ہو کر آنکھ یا ہاتھ سے اشارہ کرے کہ چپ رہ تو بھی تقصیر کی اسواسطے کہ صراحۃً تاکید سے کہنا چاہیے تاکہ شخص غایب کے حق مین قصور نہ ہو کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو کوئی مسلمان بھائی کی غیبت کرے اور وہ اپنے بھائی کی مدد نہ کرے اور اس سے فروگذاشت کرے تو حق سبحانہ تعالے بھی اس فروگذاشت کرنیوالے سے اُسوقت فروگذاشت کریگا جب اُسے حاجت ہو **فصل** اے عزیز جان تو کہ جسطرح زبان سے غیبت کرنا حرام ہے اُسیطرح دل سے بھی غیبت کرنا حرام ہے اور جس طرح دوسرے سے کسی کا عیب نہ کہنا چاہیے اسی طرح اپنے دل سے بھی کہنا نہ چاہیے دل سے غیبت اسطرح ہوتی ہے کہ بے دیکھے سنے اور بغیر یقین کیے کسی کی طرف گمان بد کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے مسلمان کا خون اور مال اور اسکی طرف بدگمانی کرنا تینون باتین حرام کی ہین اور جو ایسی بات دلمین آئے کہ نہ تو اسکا یقین ہو نہ دو مرد عادل سے ثابت ہوئی ہو وہ بات شیطان نے دلمین ڈالی ہوگی حق سبحانہ تعالے ارشاد فرماتا ہے اِنْ جَآءَکُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْا یعنے فاسق کی بات باور نہ کرو اور شیطان کے برابر کوئی فاسق نہین ہے اور حرام یہ امر ہے کہ تو اپنے دل کو اس بات پر ٹھہرا دے لیکن جو خطرہ بے اختیار آئے تو اس سے کارہ ہو اسپر ماخوذ نہ ہوگا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ گمان بد سے مسلمان خالی نہین ہوتا لیکن سلامتی اسی مین ہوتی ہے کہ اپنے دلمین اسے تحقیق نہ کرے اور جب تک اسمین احتمال کی گنجایش ہو تب تک نیک توجہ پر اسے حمل کرے اور دلمین تحقیق کرنے کی علامت یہ ہے کہ جسکی طرف سے بدگمانی آتی ہے وہ شخص اسکے دلمین بہت گران ہوتا ہے اور اسکی مراعات مین یہ قصور کرنے لگتا ہے مگر جب دل و زبان اور معاملہ مین اسکے ساتھ ویساہی رہے جیسا تھا تو اس بات کی علامت ہے کہ اسنے اپنے دلمین تحقیق نہین کیا اور اگر مرد عادل سے سنے تو توقف کرنا چاہیے اس عادل کو جھوٹا نہ جاننا چاہیے اسواسطے کہ اس عادل پر بھی گمان بد کرنا روا نہین ہے اور فاسق پر بھی درست نہین ہے اور کہے کہ جیسے اسکا حال مجھ پر پوشیدہ تھا اور پوشیدہ ہے ویساہی اسکا حال بھی پوشیدہ ہے پس اگر جانے کہ ان مین کچھ عداوت اور حسد ہے تو توقف اولیٰ تر ہے اور اگر اسے بڑا عادل جانے تو اسکی طرف زیادہ میل کرنا نہ چاہیے اور جب کسی کے دل مین کسی شخص کی طرف گمان بد آئے تو اس سے زیادہ میل جول کرے تاکہ اس سے شیطان کو غصہ آئے اور وہ گمان کم ہو جائے اور جب یقینی جان لیا تو غیبت نہ کرے تنہائی مین نصیحت کرے اور نصیحت کرنے مین ذلیل و شرمندہ نہ کرے بلکہ اندوہگین ہو کر نصیحت کرے تاکہ ایک مسلمان کے واسطے اندوہگین بھی ہوا ہو اور نصیحت بھی کی ہو اور دونون امرون کا اجر پائے **فصل** اے عزیز جان تو کہ غیبت کی حرص آدمی کے دل مین بیماری ہوتی ہے اسکا علاج کرنا واجب ہے اور علاج کی دو قسمین ہین ایک علمی علاج ہے اور وہ دو چیزین ہین ایک تو یہ کہ جو حدیثین غیبت کی بُرائیون مین وارد ہین انمین غور و تامل کرے اور یہ جانے کہ ہر غیبت کرنے سے میرے نامۂ اعمال سے میری نیکیان اُس کے نامۂ اعمال مین منتقل کرین گے حتی کہ مین مفلس رہ جاؤن گا اسی واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ غیبت آدمیون کی نیکیون کو اس طرح نیست و نابود کر دیتی ہے جیسے آگ خشک لکڑی کو اور ممکن ہے کہ اس کے گناہون سے اسکی ایک ہی نیکی زیادہ ہو اور یہ غیبت جو کرتا ہے اسکے سبب سے گناہون کا پلہ بھاری ہو جائے اور وہ دوزخ مین جائے دوسرے

یہ کہ اپنی غیبت کا سوچ کرے اگر اپنی ذات مین کوئی عیب دیکھے تو جانے کہ وہ بھی اس عیب مین ایسا ہی معذور ہے جیسا مین آور اگر اپنی ذات مین کچھ عیب نہ معلوم ہو تو جانے کہ اپنے عیب کا نہ جاننا سب عیبون سے بڑھکر ہے پس اگر سچ کہتا ہے تو مردے کے گوشت کھانے سے زیادہ کوئی عیب نہین خود بے عیب ہوکر اپنے تئین عیب دار نہ کرے اور شکر مین مشغول ہو اور جانے کہ وہ شخص جو اس کام مین تقصیر کرتا ہے تو کوئی بندہ تقصیر سے خالی نہین اور جب آپ شرع کی حد پر قائم نہین ہو سکتا گو کہ فقط گناہ صغیرہ مین مبتلا ہو اور اپنے ساتھ بر نہین آتا تو اورون سے کیا عجب رکھتا ہے اگر وہ عیب اسکی خلقت مین ہے تو جانے کہ یہ صانع کی عیب گیری کرتا ہون کہ یہ عیب اس شخص کے اختیار مین نہین ہے کہ اُسے ملامت کرنا پہونچے لیکن تفصیل کے ساتھ عیب کا علاج یہ ہے کہ دیکھے کہ کون سا سبب مجھے غیبت پر مستعد رکھتا ہے وہ آٹھ سبب سے باہر نہین ہوتا پہلا سبب یہ ہوتا ہے کہ اس سے کسی سبب سے خشمناک ہو تو یہ جانتا ہے کہ کسی پر خشمناک ہونے سے اپنے تئین دوزخ مین ڈالنا حماقت ہے یہ اپنے ساتھ بُرائی اور عداوت ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص غصہ کو پی جاتا ہے اسے حق تعالئے قیامت کے دن بلا بلائیگا اور فرمائیگا کہ بہشت کی حورون مین سے جسے تو چاہے اختیار کر دوسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اورونکی موافقت ڈھونڈھتا ہے تاکہ انکی رضامندی حاصل ہو اسکا علاج یہ ہے کہ جان لے کہ لوگون کی رضامندی کے سبب سے حق تعالئے کی ناراضی حاصل کرنا حماقت اور نادانی ہے بلکہ لوگون پر غصہ اور انکار کرنے سے حقتعالی کی رضامندی ڈھونڈھے تیسرا سبب یہ ہوتا ہے کہ اسے کسی خطا مین پکڑا اور وہ اپنی خلاصی کے واسطے اس خطا کو دوسرے پر رکھتا ہے تو یہ جانتا ہے کہ حقتعالئے کے غصہ کی بلا جو وقت پر یقیناً آئے گی وہ اس آفت سے بہت بڑی ہے جس سے وہ حذر کرتا ہے اور حق تعالئے کے غصہ کی بلا یقیناً آئے گی اور جس سے نجات ڈھونڈھتا ہے وہ مشکوک ہے تو چاہیے کہ اپنے اوپر سے تو دفع کرے مگر دوسرے کے سر نہ دھرے شاید یون کہے کہ اگر مین حرام کھاتا ہون یا بادشاہ کا مال لیتا ہون تو فلانا آدمی بھی تو لیتا ہے یہ کہنا حماقت ہے اسواسطے کہ جو شخص گناہ کرے اسکی پیروی نہ کرنا چاہیے اور اس بات کے کہنے مین فائدہ اور عذر کیا ہے اگر تو کسی کو آگ مین جاتے دیکھے تو تو اسکے پیچھے نہ جائے گا پس گناہ مین بھی موافقت کرنا ایسا ہی ہے عذر گناہ بتر از گناہ کے سبب سے دوسرا گناہ اور غیبت کیونکر چوتھا سبب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص چاہتا ہے کہ اپنی تعریف کرے اور نہین کر سکتا تو اورون کا عیب کرنے لگتا ہے تاکہ اسکے سبب سے اپنی فضیلت اور بزرگی اور پاکی دکھائے مثلاً یون کہے کہ فلانا آدمی کچھ نہین سمجھتا یا فلانا شخص ریا سے حذر نہین کرتا یعنے مین کرتا ہون تو جاننا چاہیے کہ جو عقلمند ہوگا وہ اس بات سے اُسکے فسق اور جہل کا اعتقاد کرے گا فضیلت اور پارسائی کا اعتقاد نہ کریگا اور جو بے عقل ہوگا اسکے معتقد ہونے سے کیا فائدہ بلکہ آدمی اگر اپنے تئین کسی بندہ بیچارہ عاجز بے اختیار محض کے نزدیک بڑھانے کے واسطے خدائے قادر و توانا کے نزدیک گھٹا دے تو اسمین کیا نفع ہے پانچوان سبب حسد ہوتا ہے کہ کسی کو کچھ رتبہ اور علم اور مال حاصل ہو اور لوگ اس سے نیک اعتقاد رکھتے ہون اسے نہین دیکھ سکتا اس کی عیب جوئی کرنے لگتا ہے تاکہ اسکے ساتھ جھگڑا کرے یہ نہین جانتا کہ حقیقت مین اپنے ساتھ جھگڑا کرتا ہے کہ اس جہان مین تو رنج وحسد کے عذاب مین رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس جہان مین بھی غیبت کے عذاب مین مبتلا رہون تاکہ دونون جہان کی نعمت سے محروم رہون اتنا نہین جانتا کہ جسکے واسطے کوئی جاہ وحشمت

حق تعالےٰ نے مقرر کردی ہے حاسد کا حسد اس جاہ کو اور زیادہ کرتا ہے چھٹا سبب استہزا ہوتا ہے تاکہ خندہ اور بازی کرے اور کسی کو فضیحت کرے اور یہ نہین جانتا کہ حق تعالےٰ کے نزدیک اپنے تئین بہت فضیحت کرتا ہے یا لوگون کے نزدیک اسے اے عزیز اگر تو سوچ کرے کہ قیامت کے دن وہ اپنے گناہ تیری گردن پر لادیگا اور تجھے گدھے کی طرح دوزخ کی طرف ہانکین گے تو تجھے معلوم ہوجائے کہ تو اس باب مین اولیٰ تر ہے کہ لوگ تجھکو ہنسین اور یہ جان لے کہ جبکا یہ حال ہوگا وہ اگر عقلمند ہو تو نہ ہنسنے مین مشغول ہو اور نہ بازی مین ساتوان سبب یہ ہوتا ہے کہ کسی شخص سے کوئی گناہ سرزد ہو اور یہ خدا کے واسطے اس سے اندوہگین ہو جیسا دیندارون کی عادت ہے اور اس رنج کے کرنے مین سچ کہتا ہے لیکن اس گناہ کے ذکر کرنے مین گنہگار کا نام اسکی زبان پر آئے اور اس امر سے غافل رہے کہ یہ غیبت ہے اور یہ نہ جانے کہ ابلیس نے جانا کہ رنج کرنے سے اسے ثواب ہوگا اسواسطے حسد کیا اور اس گنہگار کا نام اسکی زبان سے لوادیا تاکہ غیبت کا گناہ اس ثواب کو رائگان کردے آٹھوان سبب یہ ہے کہ اسے خدا کے واسطے اسپر غصہ آئے کہ اسنے گناہ کیا یا اس سے عجب آئے اور غصہ یا تعجب مین اسکا نام لے تاکہ لوگون کو معلوم ہوجائے اور یہ امر اسکے ثواب کو ضائع کردے بلکہ چاہیے کہ فقط غصہ و تعجب کی بات کرے اسکا نام نہ لے **عذرون کے سبب سے غیبت کی اجازت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ غیبت حرام ہے جیسے جھوٹ اور بے حاجت مباح نہین ہوتی اور وہ چھ عذر ہین پہلا عذر فریاد ہے جو قاضی اور بادشاہ کے سامنے ہو کہ یہ درست ہے یا اسکے سامنے جس سے مظلوم ہوچاہے مظلوم کو یہ نہ چاہیے کہ جس سے کچھ فائدہ نہ ہو اسکے سامنے ظالم کا ظلم بیان کرے حضرت ابن سیرین کے سامنے ایک شخص حجاج کا ظلم بیان کرتا تھا انھون نے فرمایا کہ حق تعالےٰ جس طرح لوگونکا انتقام حجاج سے لے گا اسی طرح حجاج کا انتقام اُس شخص سے لیگا جو اسکی غیبت کرتا ہے دوسرا عذر یہ ہے کہ کہین پر فساد اور بُرائی دیکھے اور اس شخص سے کہے جو احتساب کرنے پر قادر ہو اور اس برائی کرنے والے کو باز رکھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ حضرت طلحہ یا حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی طرف گزرے اور سلام کیا اُنھون نے جواب نہ دیا حضرت عمر فاروقؓ نے امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے گلہ کیا حتے کہ اُنھون نے اس باب مین اس جواب نہ دینے والے سے گفتگو کی اس گلہ کرنے کو غیبت نہ ٹھہرایا تیسرا عذر فتوے پوچھنا ہے کہ جورو یا باپ یا فلانا شخص میرے ساتھ ایسا کرتا ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ یون پوچھے کہ اگر کوئی ایسا کرے تو تم کیا کہتے ہو لیکن اگر نام لے لیا تو اجازت ہے کہ شاید مفتی اگر اس واقعہ کو بعینہ جانتے تو اُسکے دل مین اور کوئی بات آئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہندہ نے عرض کی کہ ابوسفیان مرد بخیل ہے میرا اور میرے بچون کا خرچ پورا نہین دیتا اگر اس کی لاعلمی مین کوئی چیز لے لون تو درست ہے آپ نے فرمایا کہ جتنا خرچ کافی ہو اُتنا انصاف سے لے لے اور بخیلی اور فرزندون پر ظلم کا بیان کرنا غیبت ہے لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتوےٰ کے عذر سے روا رکھا چوتھا عذر یہ ہے کہ اس شخص کی شر سے حذر کرنا چاہتا ہو مثلاً کوئی شخص بدعتی ہو یا چور اور اُسپر کوئی اعتماد کریگا یا کسی عورت کی خواستگاری یا لونڈی غلام کی خریداری کریگا اور کوئی جانے کہ اگر اس سے اس عورت یا لونڈی غلام کا عیب نہ کہون گا تو اسکا نقصان ہوگا تو یہ عیب کہدینا اولیٰ تر ہے اور پوشیدہ رکھنا مسلمانون پر مہربانی کرنے مین کھوٹاپن ہے اور مزکی کو درست ہے کہ گواہ کے باب مین طعن کرے علیٰ ہذا القیاس

اُسکے ساتھ جس سے مشورہ کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فاسق مین جو عیب ہے صاف کہدو تاکہ لوگ اس سے حذر کرین
یہ حکم اس مقام پر ہے جہان آفت کا خوف ہو بے عذر کے کہنا درست نہین ہے بزرگون نے کہا ہے کہ تین آدمیون کی شکایت غیبت نہین -
ایک[1] بادشاہ ظالم دوسرا[2] بدعتی تیسرا[3] وہ شخص جو کھلم کھلا فسق کرے یہ اسوجہ سے ہے کہ یہ لوگ خود اُس عیب کو پوشیدہ نہین رکھتے اور کسی کے
کہنے سے رنجیدہ نہین ہوتے پانچوان عذر یہ ہے کہ کوئی شخص کسی نام سے مشہور ہو اور اس نام مین عیب ہو جیسے اعمش[12] اور اعرج[12] وغیرہ کیونکہ
آدمی جب ایسے نامون سے مشہور ہو چکا تو یہ نام لینے سے رنجیدہ نہین ہوتا مگر اولیٰ یہ ہے کہ اور کوئی نام لین جیسے اندھے کو بصیر اور چشم پوشیدہ
کہین اور مثل اسکے چھٹا عذر یہ ہے کہ کوئی شخص فسق ظاہر کرتا ہو جیسے مخنث اور شرابی جو لوگ فسق وفجور معیوب نہین جانتے اُن کا ذکر کرنا
درست ہے **غیبت کا کفارہ** آے عزیز جان تو کہ غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ توبہ کرے اور پشیمان ہو تاکہ حق تعالےٰ کے مظلمے سے نجات پائے اور
جسکی غیبت کی ہے اس سے اسے عفو طلب کرنا چاہیے قبل ازین کہ ایک دن آئیگا کہ اسکی نیکیان بدلے مین مظلوم کو دینگے اگر نیکیان
نہ ہونگی تو مظلوم کے گناہ ظالم پر رکھین گے اس دن بجز اسکے نہ درم ہوگا نہ دینار حضرت ام المؤمنین بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے
ایک عورت کو کہا کہ زبان دراز ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے غیبت کی اُس عورت سے معافی چاہو حدیث شریف مین
ہے کہ جسنے کسی کی غیبت کی تو چاہیے کہ حق تعالےٰ سے اسکی آمرزش چاہے بعض علما اس حدیث مین سمجھے ہین کہ فقط آمرزش چاہنا کافی ہے
اس شخص سے معافی طلب کرنا نہ چاہیے اور حدیثون کی دلیل سے یہ سمجھنا خطا ہے استغفار اُس مقام پر ہوتا ہے جہان وہ شخص جسکی غیبت
کی ہے زندہ نہ ہو تو اسکے واسطے طلب مغفرت کرنا چاہیے اور معافی چاہنا یون ہوتا ہے کہ فروتنی اور پشیمانی سے اسکے سامنے جائے اور کہے
کہ مین نے خطا کی اور جھوٹ کہا تو معاف کردے اگر وہ نہ معاف کرے تو اسکی تعریف اور مراعات کرنا چاہیے تاکہ اُسکا دل خوش ہو
وہ معاف کردے پھر بھی اگر معاف نہ کرے تو اسکا حق ہے لیکن اس مراعات کو منجملہ حسنات لکھین گے اور شاید کہ قیامت کے دن اسے
عوض مین دیدین لیکن عفو کردینا اولےٰ ہے بعضے بزرگان سلف نے نہین معاف کیا اور کہا کہ ہمارے نامۂ اعمال مین اس سے بہتر
کوئی نیکی نہین ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ بخشدینا اس سے بہتر نیکی ہے حضرت حسن بصری قدس سرہٗ کی کسی نے غیبت کی آپ نے خرمے
کا ایک طباق اسکے پاس بھیجا اور فرمایا کہ مین نے سنا ہے کہ تو نے اپنی عبادت مجھے ہدیہ بھیجی مین نے چاہا کہ مکافات کرون معاف کرکہ
پوری مکافات نہ کرسکا آے عزیز جان تو کہ معافی اسوقت درست ہے کہ جو کچھ کہا ہے وہ کہدے کیونکہ نامعلوم بات سے بیزار ہونا نہین
درست ہے تیرھوین[13] آفت غمازی اور چغلخوری کرنا ہے حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے هَمَّازٍ مَّشَّاءٍۭ بِنَمِيمٍ اور فرماتا ہے وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ
اور فرماتا ہے حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ان سب آیتون مین غمازی اور چغلخوری مراد ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ چغلخور بہشت مین نہ جائے گا اور فرمایا کہ مین تمھین خبر دون کہ تم مین سب سے بدتر کون ہے وہ لوگ بدتر ہین جو چغلخوری کرین اور جھوٹی
باتین ملا کر کہین اور لوگون کو برہم کردین اور فرمایا ہے کہ جب حق تعالےٰ نے بہشت کو پیدا کیا تو فرمایا کہ بول وہ بولی کہ نیکبخت وہ
ہے جو مجھ مین داخل ہو حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی آٹھ آدمی ہین کہ اُن کو تیری طرف
راہ نہ دونگا شرابخوار[1] اور وہ زناکار[2] جو زنا پر قائم رہے اور چغلخور[3] اور دیوث[4] اور عوان[5] اور مخنث[6] اور قاطع رحم[7] اور وہ شخص[8] جو کہے کہ

مین نے خدا سے عہد کیا ہے کہ ایسا کرونگا اور ویسا نہ کرے حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایکبار قحط پڑا حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام کئی بار دعائے باران کے واسطے نکلے اور پانی نہ برسا پھر وحی آئی کہ مین تمھاری دعا نہ قبول کرونگا اسواسطے کہ تم مین ایک چغلخور ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ وہ کون شخص ہے مین اُسے نکالدون ارشاد ہوا کہ مین چغلخور کو دشمن رکھتا ہون اور خود چغلخوری کرون حضرت موسیٰ علیہ السلام نے سب سے کہا کہ چغلخوری سے توبہ کرو سبھون نے توبہ کی تو پانی برسا **حکایت** کہتے ہین کہ کسی شخص نے سات سو کوس چلکر ایک حکیم کو ڈھونڈھ نکالا اور اس سے پوچھا آسمان سے زیادہ کیا چیز فراخ ہے زمین سے زیادہ کون سی شئے گران ہے پتھر سے زیادہ کیا شئے سخت ہے آگ سے زیادہ کونسی چیز گرم ہے زمہریر سے زیادہ سرد کیا ہے دریا سے زیادہ تونگر کون شئے ہے یتیم سے زیادہ ذلیل کون چیز ہے اُسنے جواب دیا کہ حق آسمان سے زیادہ فراخ ہے بیگناہ پر بہتان زمین سے زیادہ گران ہے کافر کا دل پتھر سے زیادہ سخت ہے حسد آگ سے زیادہ گرم ہے جو شخص عزیز قریب کی حاجت روا نہ کرے وہ زمہریر سے زیادہ سرد ہے دل قانع دریا سے زیادہ تونگر ہے جس چغلخور کو لوگ پہچانتے ہین وہ یتیم سے زیادہ ذلیل ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ غمازی اور چغلخوری یہی نہین ہے کہ آدمی ایک بات دوسرے سے کہدے بلکہ جو شخص کوئی کام ظاہر کرے کہ اس سے کوئی آدمی رنجیدہ ہو تو وہ شخص بھی غماز اور چغلخور ہے بات ہو خواہ کام قول سے آشکارا کرے یا اشارے سے یا لکھنے سے بلکہ ایسا کوئی راز فاش کرنا نہ چاہیے جس سے کوئی شخص رنجیدہ ہو جائیگا مگر یہ کہ کسی نے کسی شخص کے مال مین پوشیدہ خیانت کی ہو تو اسکا افشا کر دینا درست ہے اسیطرح جس بات مین کسی مسلمان کا نقصان متصور ہو اُسکا ظاہر کر دینا درست ہے جس شخص سے لوگ یہ بات نقل کرین کہ فلانا آدمی تجھے ایسی بات کہتا ہے یا تیرے حق مین ایسا کام کرتا ہے اور اس قسم کی بات کہے تو اس شخص کو چھ چیزین بجا لانا چاہیے اول تو یہ کہ ان کا کہنا باور نہ کرے اسواسطے کہ چغلخور اور غماز فاسق ہے اور حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ فاسق کی بات نہ سنو دوسرے یہ کہ اس کہنے والے کو نصیحت کرے اور اس گناہ سے منع کرے اسواسطے کہ نہی منکر واجب ہے تیسرے یہ کہ اسے خدا کے واسطے دشمن ٹھہرائے کیونکہ چغلخور کے ساتھ دشمنی واجب ہے چوتھے یہ کہ کسی کی طرف گمان بد نہ لیجائے اسلیے کہ بدگمانی حرام ہے پانچوین یہ کہ اُسکا تجسس نہ کرے کہ اُسکا راست و درست ہونا معلوم ہو اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے اسکی ممانعت فرمائی ہے چھٹے یہ کہ جو بات اپنے واسطے نہین پسند کرتا وہ اسکے واسطے بھی پسند نہ کرے کہ اُسکی چغلخوری کا حال دوسرے سے نقل نہ کرے پوشیدہ رکھے یہ چھؤن باتین واجب ہین خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک شخص نے چغلخوری کی فرمایا کہ مین دیکھتا ہون اگر تو نے جھوٹ کہا ہے تو جن لوگون کی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ تو بھی اُن ہی مین سے ہے اور اگر تو نے سچ کہا ہے تو جنکی شان مین یہ آیت نازل ہوئی ہے هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيْمٍ تو انہین سے ہے اور اگر تو چاہے تو بہ کر تو مین بخشدونگا اسنے کہا یا امیر المومنین مین نے توبہ کی ایک شخص نے کسی حکیم سے کہا کہ فلانے آدمی نے تجھے ایسا کہا حکیم بولا تو بہت دیر کے بعد میری ملاقات کو آیا اور تو نے تین خیانتین کی ہین ایک یہ کہ ایک بھائی کو میرے دل مین بُرا ٹھہرایا اور میرے دل فارغ کو تردد مین ڈالا اور اپنے تئین میرے نزدیک فاسق اور مفتری بنایا سلیمان ابن عبد الملک نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو نے مجھے کچھ کہا ہے اُسنے جواب دیا نہین کہا ایک مرد عادل اور معتمد نقل کرتا تھا زہری بیٹھے تھے فرمایا

یا امیر المومنین چغلخور عادل نہین ہوتا کہا آپنے سچ فرمایا اور اس شخص سے کہا کہ تو صحیح سلامت اپنے گھر جا حضرت حسن بصری قدس سرہ فرماتے ہین کہ جو شخص اور کی بات تیرے سامنے کہیگا وہ تیری بات بھی اور کے سامنے کہیگا ایسے آدمی سے حذر کرنا چاہیے اور حقیقت مین اسے دشمن رکھنا چاہیے کہ غیبت غدر خیانت کھوٹاپن حسد اپنی طرف سے جھوٹی باتین ملانا نفاق فریب دینا یہ سب اس کے کام ہین اور یہ سب کام خیانت کے سبب سے ہوتے ہین بزرگون کا قول ہے کہ غماز اور چغلخور ایسا آدمی ہے کہ سچائی سب سے پسندیدہ ہوتی ہے اور اسکی سچائی بھی پسندیدہ نہین ہوتی مصعب ابن الزبیر رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ میرے نزدیک چغلی کہنے سے چغلی سننا بدتر ہے کیونکہ چغلخوری سے بھڑکانا مقصود ہوتا ہے چغلی سننے والا اسکو قبول کرتا ہے گویا اسنے چغلی کی اجازت دی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ چغلخور حلال زادہ نہین ہے اے عزیز جان تو کہ مفسد اور چغلخور کا شر بڑا ہے اور ممکن ہے کہ انکے سبب سے لوگون کے خون ہوجاین ایک شخص ایک غلام بیچتا تھا کہنے لگا کہ اسمین اور تو کوئی عیب نہین مگر غمازی اور فتنہ انگیزی ہے ایک آدمی نے اُسے مول لیا اور کہا کچھ پروا نہین غلام نے آقا کی جورو سے کہا کہ آقا تجھے نہین چاہتا ایک لونڈی مول لیا چاہتا ہے اب جو وہ سو جائے تو استرہ لے کر اسکے حلق کے پاس سے چند بال مونڈ لا تو مین ان بالون پر تجھے منتر پڑھ دون کہ آقا تجھ پر عاشق ہوجائے اور آقا سے کہا کہ آپکی جورو کسی پر عاشق ہے اور آپکو مار ہی ڈالے گی آپ اپنے تئین سوتے مین ڈالیے تو حال دیکھیے اسنے اپنے تئین سوتے مین ڈال دیا اسکی جورو استرہ لے کر پہونچی اور اُسکی ڈاڑھی کی طرف ہاتھ بڑھایا تب تو اُسے یقین آیا کہ واقعی مجھے مار ہی ڈالیگی بس شوہر نے اُچک کر جورو کو مار ہی ڈالا جورو کے عزیز پہونچے اور لڑکر شوہر کو مار ڈالا اور بہت سے خون ہوے چودھوین آفت دو دشمنون مین دوروئی کرنا ہے جیسے ہر ایک کے سامنے ایسی بات کہے جو اسے اچھی معلوم ہو اور ایسا ہوتا ہے کہ اسکی بات اُسے پہونچائے اُسکی بات اسے اور ہر ایک سے ظاہر کرے کہ مین تیرا ہی دوست ہون یہ چغلخوری سے بھی بدتر ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس جہان مین دورو ہوتا ہے اُس جہان مین دوزبان ہوگا اور فرمایا ہے کہ دورو خدا کے بندون مین سب سے بدتر ہے اے عزیز جان تو کہ جو شخص دو دشمنون سے دوستی رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ جو بات سنے تو یا چپ ہو رہے یا اسکے روبرو یا اس کے پس پشت حق بات کہے تاکہ منافق نہ ہوجائے ایک کی بات دوسرے سے نہ کہے اور ہر ایک سے یہ نہ کہے کہ مین تیرا دوست ہون حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے لوگون نے عرض کی کہ ہم امیرون کے پاس جاتے ہین اور ایسی باتین کہتے ہین کہ باہر نکلکر نہین کہتے فرمایا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین ہم اس آئین کو نفاق جانتے تھے اور جس شخص کو ضرورت نہو کہ بادشاہون کے پاس جائے اور اُنکے سامنے ایسی باتین بنائے جو پیٹھ پیچھے زبان پر نہ لائے وہ منافق دورو ہے اور اگر ضرورت ہے تو اجازت ہے پندرھوین آفت لوگون کی تعریف کرنا اور تعریف مین مبالغہ کرنا ہے اس آفت مین چھ آفتین ہین چار تعریف کرنے والے مین دو سننے والے مین جو ممدوح ہے تعریف کرنیوالے کی آفتون مین سے پہلی آفت یہ ہے کہ فضول تعریف کرے اور جھوٹا ہوجائے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص لوگون کی تعریف مین افراط کرتا ہے قیامت کے دن اسکی زبان اتنی لمبی ہوگی کہ زمین مین گھسیٹتا ہوگا اور اُس پر پاؤن دھرتا ہوگا اور گر گر پڑتا ہوگا دوسری آفت در آفت یہ ہے کہ تعریف کرنے مین نفاق ہوجائے تعریف کرے کہ مین تمھین دوست

رکھتا ہون اور شاید نہ دوست رکھتا ہو تیسری آفت درآفت یہ ہے کہ ایسی کوئی بات کہے جسے تحقیق نہ جانتا ہو جیسا کہ یون کہے کہ وہ پارسا اور پرہیزگار اور سراپا علم ہے یا اور ایسی باتین کہے ایک شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کسی کی تعریف کی آپ نے فرمایا افسوس تو نے اسکی گردن ماری پھر فرمایا کہ تجھے اگر کسی کی تعریف کرنا ضرور رہو تو یون کہہ کہ مین ایسا جانتا ہون اور عند اللہ اسے عیب سے بری نہین کرتا اگر اپنی سمجھ مین سچا ہے تو اسکا حساب حق تعالےٰ کے ساتھ ہے چوتھی آفت درآفت یہ ہے کہ شاید جس کی تعریف کرتا ہے وہ ظالم ہو اور اسکی بات سے خوش ہو اور ظالم کو خوش کرنا نہ چاہیے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ جب فاسق کی تعریف کرتے ہین تو حق سبحانہ تعالےٰ کو ان پر غصہ آتا ہے اور ممدوح کو کئی وجہ سے نقصان ہے ایک یہ کہ اس مین کبر اور عجب پیدا ہوتا ہے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک دن درّہ لیے بیٹھے تھے ایک شخص جارود نام حاضر ہوا ایک شخص نے کہا کہ قبیلہ ربیعہ کا سردار ہے جب وہ بیٹھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسے دُرّے سے مارا اُسنے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین یہ کیا فرمایا کہ تو نے نہین سنا کہ اس شخص نے کیا کہا اُسنے عرض کی کہ مین نے سنا اُسنے کہا تو کیا ہوا فرمایا کہ مین ڈرا کہ تیرے دل مین غرور پیدا ہو جائے مین نے چاہا کہ تیرا کبر توڑ دون دوسرے یہ کہ جب صلاحیت اور علم پر لوگ اسکی تعریف کرینگے تو وہ آیندہ کے واسطے کاہل ہو جائیگا اور اپنے جی مین کہیگا کہ مین کمال کے درجے کو پہونچ گیا اسی سبب سے تھا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے لوگون نے ایک شخص کی تعریف کی آپنے فرمایا کہ تم نے اسکی گردن ماری کیونکہ اگر وہ سن لیگا تو کوشش سے باز رہیگا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کے سامنے تیز چھری لیکر جائے تو یہ اُس سے بہتر ہے کہ اُسکے روبرو اسکی تعریف زبان پر لائے حضرت زیاد ابن اسلم رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی تعریف سنتا ہے شیطان اُسکے سامنے سے آکر اسے جگہ سے اُٹھاتا ہے لیکن مومن اپنے تئین پہچانتا ہے اور فروتنی کرتا ہے جہان کہین یہ چھ آفتین نہون وہان تعریف کرنا بہتر ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کی تعریف فرمائی ہے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے آپنے فرمایا کہ یا عمرؓ اگر حقتعالےٰ مجھے رسول کرکے نہ بھیجتا تو تجھ ہی کو بھیجتا[۱] اور فرمایا ہے کہ اگر تمام عالم کا ایمان ابو بکرؓ کے ایمان کے مقابل کرین تو ابو بکرؓ کا ایمان زائد نکلے گا اور ایسی تعریفین آپ نے کی ہین اسواسطے کہ جانتے تھے کہ صحابہؓ کو کچھ نقصان نہ ہوگا مگر اپنی تعریف کرنا بری بات ہے اور مذموم ہے حق تعالےٰ نے اسکی ممانعت فرمائی ہے اور ارشاد فرمایا ہے وَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ[۲] لیکن اگر کوئی شخص خلق کا پیشوا ہو اور اپنا حال اسواسطے بتائے کہ لوگون کو اسکی پیروی کی توفیق ہو تو درست ہے جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَلَا فَخْرَ[۳] یعنے اس سرداری سے مین فخر نہین کرتا اس سے فخر کرتا ہون جس نے یہ بزرگی عنایت فرمائی آپ نے یہ اسواسطے فرمایا کہ سب لوگ آپ کی فرمانبرداری کرین اور حضرت یوسف علےٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا اِجْعَلْنِيْ عَلٰى خَزَآئِنِ الْاَرْضِ اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ[۴]

فصل لوگ جب کسی کی تعریف کرین تو اُسے چاہیے کہ کبر اور عجب سے حذر کرے اور خاتمے کا خطر سوچ کر اس کا حال کسی کو نہین معلوم اور جو شخص دوزخ سے نہ بچے گا

---

[۱] ایک حدیث مین یہ بھی ہے لَوْ كَانَ النَّبِيُّ بَعْدِيْ لَكَانَ عُمَرُ اگر میرے بعد کوئی نبی مبعوث ہوتا تو عمرؓ ہوتا ۱۲ [۲] اپنے آپ کو بڑا اور بے عیب نہ سمجھو ۱۲

[۳] مین سردار اولاد آدم ہون اور کوئی فخر کی بات نہین ہے بلکہ یہ انعام الٰہی ہے ۱۲ [۴] مقرر کرو تم مجھے خزانون پر اپنی سرزمین کے تحقیق کہ مین حفاظت کرنے والا دانا ہون ۱۲ –

کتّا اور سُور اس سے افضل ہے اور یہ کوئی نہین جانتا کہ مین دوزخ سے بچگیا اور یہ سوچنا چاہیے کہ اگر میرا اچھا ہوا سب حال جانے تو یہ تعریف کرنے والا تعریف نہ کرے تو شکر کرنا چاہیے کہ حق تعالےٰ نے میری باطنی باتون کو اس سے پوشیدہ رکھا اور چاہیے کہ لوگ جب تعریف کرین تو کراہت ظاہر کرے اور دل سے بھی کارہ رہے لوگون نے ایک بزرگ کی تعریف کی ان بزرگ نے کہا کہ بارخدایا یہ لوگ میرا حال نہین جانتے تو ہی جانتا ہے اور ایک بزرگ کی لوگون نے تعریف کی ان بزرگ نے کہا کہ بارخدایا یہ لوگ اس چیز سے میرا تقرب کرتے ہین جسے مین دشمن رکھتا ہون تجھے گواہ کرتا ہون کہ مین اُسکی دشمنی کے سبب سے تیرا تقرب کرتا ہون امیرالمؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی لوگون نے تعریف کی آپ نے کہا کہ بارخدایا یہ لوگ جو مجھے کہتے ہین اسکے سبب سے تو مجھ سے مواخذہ نہ کر اور یہ لوگ جو کچھ نہین جانتے ہین اسے بخشدے اور مجھے اس سے بھی بہتر کردے جو یہ لوگ سمجھتے ہین ایک شخص امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوست نہ رکھتا تھا آپ کی تعریف منافقانہ کیا کرتا تھا آپ نے فرمایا اے شخص جو کچھ تو زبان سے کہتا ہے اس سے تو مین کمتر ہون اور جو بات تیرے دل مین رکھتا ہے اس سے بہت بڑھ کر ہون

چوتھی اصل غصہ اور کپٹ اور حسد اور انکے علاج کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ غصہ جب غالب ہو جائے تو صفت مذموم ہے اور اسکی اصل آگ سے ہے کیونکہ اسکا صدمہ دل پر ہوتا ہے اور آگ کی نسبت شیطان کے ساتھ ہے جیسا کہ اس نے خود کہا خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ طِیْنٍ اور آگ کا کام حرکت اور بیقراری ہے اور مٹی کا کام سکون اور چین ہے جس شخص پر غصہ غالب ہے اسکو جتنی نسبت حضرت آدم علیہ السلام کے ساتھ ہے اس سے زیادہ کھلی ہوئی نسبت شیطان کے ساتھ ہے اسیواسطے تھا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب جناب سرورکائنات علیہ افضل التحیات سے عرض کی کہ یارسول اللہ وہ کون سی چیز ہے جو مجھے حقتعالےٰ کے غصہ سے دور رکھے فرمایا وہ یہ ہے کہ تو خشمناک نہ ہوا کر اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یارسول اللہ وہ مختصر سا کام جسمین حسن انجام کی امید ہو مجھے ارشاد فرمایئے فرمایا قصداً خشمگین نہ ہوا کر ہرچند پوچھا آپ نے یہی فرمایا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصہ ایمان کو ایسا خراب کردیتا ہے جیسا ایلوا شہد کو اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یحییٰ سے فرمایا کہ خشمگین نہ ہوا کر کہا کہ یہ نہین ہوسکتا ہے کیونکہ مین بشر ہون فرمایا مال جمع نہ کر کہا یہ ہوسکتا ہے اے عزیز جان تو کہ اصل غصہ سے آدمی کا خالی ہونا ممکن نہین لیکن غصہ کو پی جانا ضرور ہے حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَالْکَاظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ یعنے ان لوگون کی تعریف فرمائی ہے جو غصہ کو پی جاتے ہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص غصے کو پی جاتا ہے حق سبحانہ تعالےٰ اپنا عذاب اُسپر سے اُٹھالیتا ہے اور جو کوئی حق تعالےٰ کی تقصیر مین عذر کرتا ہے حق تعالےٰ اُس کا عذر قبول فرماتا ہے اور جو شخص زبان کو نگاہ رکھتا ہے حق تعالےٰ اسکی شرم چھپاتا ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص غصہ نکال سکتا ہے اور پی جائے قیامت کے دن حق تعالےٰ اُسکے دل کو رضامندی سے بھردیگا اور فرمایا ہے کہ دوزخ کا ایک دروازہ ہے اسمین سے

کوئی اندر نہ جائیگا مگر وہ شخص جسنے اپنا غصہ خلاف شرع نکالا ہے اور فرمایا ہے کہ جو جو گھونٹ آدمی پیتا ہے ان مین سے کوئی گھونٹ غصہ کے گھونٹ سے زیادہ حق تعالےٰ کے نزدیک دوست نہین ہے اور جو بندہ غصے کا گھونٹ پیتا ہے حق تعالےٰ اس کے دل کو ایمان سے پُر کر دیتا ہے حضرت فضیل عیاض اور حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہما اور بزرگون کی ایک جماعت نے اس امر پر اتفاق کیا ہے کہ غصے کے وقت بردباری اور طمع کے وقت صبر کرنے سے زیادہ کوئی کام افضل نہین ہے ایک شخص نے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ سے سخت بات کہی اُنھون نے سر جھکا لیا اور فرمایا کہ تو نے چاہا تھا کہ مجھے غصہ مین لائے اور شیطان کبر سلطنت کی وجہ سے مجھے جگہ سے اُٹھائے تاکہ آج تو مین تجھے غصہ کرون اور فردا سے قیامت کو تو مجھ سے بدلا لے یہ ہرگز نہ ہوگا اور چپ ہو رہے ایک نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی ایسا ہے جو مجھسے قبول کرے اور کفالت کرے کہ خشمگین نہ ہوگا اور میرے بعد میرا خلیفہ رہے اور بہشت مین میرے برابر رہے ایک شخص نے عرض کی کہ مین نے قبول کیا اور کفالت کی دوبارہ پھر فرمایا اس نے پھر عرض کی کہ مین نے قبول کیا اور عہد وفا کر کے اُن نبی کا قائم مقام ہوا لوگون نے اُسکا ذوالکفل نام رکھا اس سبب سے کہ اسنے کفالت کی یعنی قبول کیا **فصل** اَے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ نے آدمی مین غصہ اسواسطے پیدا کیا کہ اسکا ہتھیار بنے اور اس کو جو چیز نقصان کرتی ہے اسے اپنے سے باز رکھے جیسا کہ خواہش کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ آدمی کا آلہ ہو تاکہ جو چیز آدمی کو مفید ہو اسے اپنی طرف کھینچ لے آدمی کو ان دونون چیزون سے چارہ نہین ہے لیکن جب افراط سے ہونگی تو نقصان کرنے گی اور اس آگ کے مثل ہو جائینگی جو دلمین لگے اور اسکا دھوان دماغ مین بھر جائے اور عقل و فکر کی جگہ کو تاریک کر دے تاکہ آدمی وجہ صواب کو نہ دیکھے جیسے وہ دھوان جو کسی غار مین بھرتا ہے تو اسے ایسا تاریک کر دیتا ہے کہ کوئی جگہ نہین دکھائی دے سکتی اور یہ بات نہایت مذموم ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ غصہ غول عقل ہے اور شاید کہ یہ غصہ ضعیف ہو تو یہ بھی مذموم ہے اسواسطے کہ حمیت ناموس اور کافرون کے ساتھ لڑ کر دین کی حمیت غصہ ہی سے پیدا ہوتی ہے حق سبحانہ تعالےٰ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ[لہ] اور صحابہؓ کی تعریف فرمائی اور ارشاد کیا اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ[لہ] یہ سب غصے کا ثمرہ ہے تو چاہیے کہ غصہ نہ شدت سے ہو نہ ضعیف ہو بلکہ معتدل ہو اور دین اور عقل کے اشارے مین ہو بعض لوگ سمجھے ہین کہ ریاضت سے غصہ کی جڑ اکھاڑ ڈالنا مقصود ہے یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ غصہ تو ہتھیار ہے اُس سے چارہ نہین اور جب تک آدمی زندہ ہے تب تک غصہ کی جڑ کا معدوم ہونا محال ہے جسطرح اصل شہوت کا باطل ہونا ممکن نہین ہے مگر یہ ممکن ہے کہ بعض کام کے سبب سے بعض وقت غصہ بالکل پوشیدہ رہے اور لوگ سمجھین کہ غصہ نیست و نابود ہو گیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ غصہ اس سبب سے آتا ہے کہ جس چیز کی حاجت اسے ہو وہ کوئی چھین لینے کا قصد کرے اور جس چیز کی حاجت نہ ہو مثلاً کسی کا ایک کتا ہو کہ وہ اس کتے سے بے پروا ہو تو اگر کوئی شخص اس کتے کو لیجائے یا مار ڈالے تو ممکن ہے کہ جسکا کتا تھا وہ خشمگین نہ ہو لیکن کھانا کپڑا گھر تندرستی اور ایسی چیزون سے حاجت ہرگز منقطع نہین ہوتی تو اگر کسی کو زخمی کرین تاکہ اسکی سلامتی فوت ہو جائے یا اسکا کھانا کپڑا لے لین تو ضرور غصہ ظاہر ہوگا اور جس شخص کو حاجت بہت ہوگی اسے غصہ بھی بہت ہوگا اور وہ بہت بیچارہ اور در ماندہ ہوگا اسواسطے کہ آزادی

لہ جہاد کرو کافرون اور منافقون کے ساتھ اور سختی کرو ان پر ۱۲ لہ یعنی بہت سخت ہین کافرون پر ۱۲

بے حاجتی ہی مین ہے جسقدر حاجت زیادہ ہوتی ہے آدمی اُسیقدر قید سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ کوئی شخص ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ایسا کردے کہ اسے بقدر ضرورت ہی حاجت پڑا کرے حتی کہ جاہ و مال اور دنیا کی فضول چیزون کی حاجت جاتی رہے تو جو غصہ اس حاجت کا تابع ہے وہ بھی خواہ نخواہ جاتا رہیگا اسواسطے کہ جو شخص جاہ کی تلاش مین نہین ہوتا ہے تو جو آدمی اسکے آگے چلے یا مجلسون مین اُس سے برتر جگہ بیٹھے تو وہ شخص غصہ نہین کرتا اس امر مین خلق مین بڑا تفاوت ہے اس واسطے اکثر غصے جاہ و مال کی زیادتی کے سبب سے ہوتے ہین حتی کہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ادنی چیزون مین فخر کرتا ہے جیسے شطرنج چوسر کبوتر بازی بہت شراب خواری اگر کوئی شخص اسے کہے کہ شطرنج خوب نہین کھیلتا اور شراب بہت نہین پیتا تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور اس مین کچھ شک نہین ہے کہ جو غصہ اس قسم کا ہوتا ہے ریاضت کرنے سے آدمی اُس سے رہائی پا سکتا ہے لیکن جو چیزین آدمی کو ضروریات سے ہین ان مین اصل خشم باطل نہین ہوتا اور باطل ہونا چاہیے بھی نہین کہ یہ اچھی بات نہین ہے لیکن یہ چاہیے کہ ایسا غصہ نہو کہ اسے بے اختیار کردے اور عقل اور شرع کے خلاف اسپر غلبہ کرے ریاضت کرتے کرتے آدمی غصے کو اس درجے پر لاسکتا ہے اس امر پر کہ غصے کی جڑ نہین جاتی اور اسکو جانا چاہیے بھی نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم غصے سے خالی نہ تھے اور فرمایا کہ مین ایک آدمی ہون اَغْضِبُ کَمَا یَغْضَبُ الْبَشَرُ یعنے جسطرح آدمی غصہ کرتے ہین اسیطرح مین بھی غصہ کرتا ہون جس کسیکو مین لعنت کرون یا غصے مین سخت کلام کہون یا ماربیٹھون تو بار خدایا اسے تو میری طرف سے اُسپر رحمت کا سبب کردے حضرت عبداللہ ابن عمر ابن العاص رضی اللہ تعالے عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ جو فرماتے ہین اسے مین لکھتا ہون اگر غصے مین کچھ فرمائین ارشاد کیا کہ اُسے بھی لکھ لیا کرو کہ قسم ہے اُس خدا کی جسنے مجھے رسول برحق کرکے خلق کیطرف بھیجا ہے کہ اگر مین غصے مین بھی ہوتا ہون تو بھی حق بات کے سوا میری زبان سے اور کچھ نہین نکلتا تو آپ نے یہ فرمایا کہ مجھے غصہ نہین ہے لیکن یہ فرمایا کہ غصہ مجھے حق اور انصاف سے خارج نہین کرتا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا ایک دن خشمگین ہوئین حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا شیطان آیا اُنھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپکا شیطان نہین ہے فرمایا کہ ہے لیکن حقتعالے نے مجھے اُسپر فتح دی حتی کہ وہ میرا زیردست ہوگیا نیک بات کے سوا اور کچھ حکم نہین کرتا آپ نے یہ نہ فرمایا کہ مجھے غصے کا شیطان نہین ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ اگرچہ باطن سے غصہ کی جڑ نہین اُکھڑتی لیکن ممکن ہے کہ کسی شخص پر بعض یا اکثر اوقات توحید غالب ہوجائے جو کچھ وہ دیکھے خدا ہی کی طرف سے دیکھے تو اس توحید کے سبب سے غصہ پوشیدہ ہوجاتا ہے اور اس شخص مین کچھ بھی غصہ نہین پیدا ہوتا جیسا کہ کسی کو لوگ پتھر مارین تو کسی حال مین وہ پتھر پر غصہ نہین کرتا اگرچہ اُس کے باطن مین غصہ کی جڑ برقرار ہوتی ہے اسواسطے کہ وہ خطا پتھر سے نہین دیکھتا بلکہ اُس شخص کی خطا جانتا ہے جسنے پتھر پھینکا اور اگر کوئی بادشاہ حکم لکھے کہ فلانے آدمی کو قتل کرو تو وہ قلم پر خشمگین نہین ہوتا کہ اس سے لکھا ہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ قلم تو مسخر ہے اگرچہ حرکت اسمین ہے لیکن اس سے نہین ہے علی ہذا القیاس جس شخص پر توحید غالب ہوتی ہے تو وہ ضرور بالضرور جانتا ہے کہ جو کام خلق سے ہوجاتا ہے اسمین خلق بے اختیار ہے کیونکہ اگرچہ حرکت تو قدرت کی قید مین ہے لیکن قدرت ارادہ اور خواہش

کی قید مین ہے اور ارادت آدمی کے اختیار مین نہین ہے لیکن خواہش کو اسپر مسلط کر دیا ہے چاہے یا نہ چاہے اور جب خواہش کو بھیجا اور قوت عنایت فرمائی تو ضرور فعل حاصل ہوگا تو اسکی مثل اس پتھر کی سی ہے جو اسپر پھینکین اور پتھر سے دکھ درد حاصل ہو لیکن پتھر پر غصہ نہین کرتا تو اگر بکری سے اس موحد کی روزی تھی اور بکری مر گئی تو وہ رنجیدہ ہوگا لیکن خشمگین نہ ہوگا اور جب کوئی اسے مار ڈالے تو اگر توحید کا نور غالب ہوگا تو بھی چاہیے کہ ویساہی رہے لیکن توحید کا غلبہ ہمیشہ ایسا نہین رہتا بلکہ بجلی کی طرح آن کی آن رہتا ہے اور تقاضائے بشریت اور جو اسباب درمیان مین ہین انکی طرف التفات پیدا ہو جاتا ہے اور اکثر آدمی بعض اوقات ایسے ہوتے ہین اور یہ نہین ہے کہ غصے کی جڑ نکل گئی لیکن چونکہ اس امر کو کسی آدمی سے نہین سمجھتا ہے اس سبب سے غصے کا رنج نہین پیدا ہوتا جیسے پتھر جو اسپر آتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ اگرچہ غلبۂ توحید نہ ہو لیکن اسکا دل کسی بہت بڑے کام مین ایسا مشغول ہو کہ اسکے سبب سے غصہ پوشیدہ رہے ظاہر نہو حضرت سلمان رضی اللہ تعالے عنہ کو ایک شخص نے گالی دی اُنھون نے کہا کہ اگر قیامت کے دن میرے گناہون کا پلہ بھاری ہوگا تو جو کچھ تو کہتا ہے اس سے بھی مین بدتر ہون اور اگر گناہون کا پلہ ہلکا ہوگا تو تیری بات سے مجھے کیا ڈر ہے ربیع ابن خیثم رحمۃ اللہ تعالے علیہ کو کسی نے گالی دی کہنے لگے کہ میرے اور جنت کے درمیان مین ایک گھاٹی ہے مین اسے طے کرنے مین مشغول ہون اگر طے کر گیا تو تیری بات کا کچھ ڈر نہین اور اگر طے نہ کر سکا تو جو کچھ تو کہتا ہے یہ میرے حق مین بہت ہی کم ہے یہ دونون بزرگ آخرت کے غم مین ایسے ڈوبے ہوے تھے کہ گالی دینے سے انکا غصہ ظاہر نہ ہوا امیر المؤمنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کو کسی نے گالی دی فرمایا کہ جو میرا حال تجھ پر پوشیدہ ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے وہ اپنے ساتھ جو مشغولی رکھتے تھے اسکے سبب سے انکا غصہ ظاہر نہ ہوا حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالے علیہ کو ایک عورت نے ریاکار کہہ کر پکارا فرمایا کہ اے نیکبخت تیرے سوا مجھے کسی نے نہین پہچانا حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالے کو ایک شخص نے کوئی بات کہی کہنے لگے کہ اگر تو سچ کہتا ہے تو مجھے خدا بخشے اور اگر جھوٹ کہتا ہے تو تجھے بخشے یہ حالات اس بات کی دلیل ہین کہ ایسی حالتون کے سبب سے غصے کا مقہور اور مغلوب رہنا ممکن ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کسی نے معلوم کیا ہو کہ جو کوئی غصہ نہ کرے حق تعالے اسے دوست رکھتا ہے تو جب غصے کا سبب پیش آئے تو حق تعالے کی محبت اُس غصے کو چھپائے جس طرح کسی کا کوئی معشوق ہو اور اسکا بیٹا عاشق کو گالیان دیتا ہو اور عاشق جانے کہ معشوق چاہتا ہے کہ وہ اس جفا کو فروگذاشت کرے تو غلبۂ عشق اسے ایسا کر دیتا ہے کہ اس جفا کا درد و رنج عاشق کو معلوم نہین ہوتا اور غصہ نہین کرتا آدمی کو چاہیے کہ ان سببون مین سے کسی سبب سے ایسا ہو جائے کہ اپنے غصے کو مار ڈالے اگر یہ نہین کر سکتا تو اسکی قوت توڑ دے تاکہ غصہ سرکشی نہ کرے اور عقل و شرع کے برخلاف حرکت نہ کرے **فصل** اے عزیز جان تو کہ غصے کا علاج اور اسکی ریاضت فرض ہے اسواسطے کہ اکثر خلق کو غصہ ہی دوزخ مین لیجاتا ہے اور غصے سے بہت فساد پیدا ہوتے ہین اسکا علاج دو طرح پر ہوتا ہے کہ ایک کی مثل مسہل کے مانند ہے کہ غصے کی جڑ اور مادے کو باطن سے نکال ڈالے اور ایک کی مثل سکنجبین کی ایسی ہے کہ تسکین کر دے جڑ اور مادے کو نہ نکال ڈالے مسہل تو یہ ہے کہ آدمی دیکھے کہ باطن مین غصے کا کیا سبب ہے اس سبب کو جڑ سے اُکھاڑ ڈالے اور اسکے پانچ سبب ہین پہلا سبب کبر ہے اسواسطے کہ متکبر ذرا سی بات یا معاملے مین جو اس کی

تعظیم کے برخلاف ہو خشمگین ہوتا ہے تو تکبر کو فروتنی سے توڑنا چاہیے اور سمجھ لے کہ مین بھی اور بندون کی جنس سے ہون اور بندگی نیک اخلاق کے سبب سے ہوتی ہے اور کبر اخلاق بد مین سے ہے اور فروتنی کے سوا اور کسی چیز سے زائل نہین ہوتا دوسرا سبب عجب ہے کہ اپنی شان مین کچھ اعتقاد رکھتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ اپنے تئین پہچانے کبر اور عجب کا تمام علاج اپنے مقام پر بیان کیا جائیگا تیسرا سبب مزاح ہے کہ اکثر اوقات اسکا نتیجہ غصہ ہوتا ہے تو چاہیے کہ اپنے تئین آخرت کے کام بنانے اور نیک اخلاق حاصل کرنے مین جد وجہد سے مشغول کرے اور مزاح سے باز رہا کرے علی ہذا القیاس ہنسنا اور مسخراپن بھی موجب خشم ہوتا ہے تو اپنے تئین اس سے محفوظ رکھنا چاہیے اسواسطے کہ جو شخص دوسرون سے ہنسی کریگا اُس سے اور لوگ بھی ہنسی کرینگے اور اسکی ہنسی کا جواب دینگے تو اسنے ہنسی کر کے خود اپنے تئین ذلیل کیا چوتھا سبب کسی کو ملامت کرنا اور کسی کا عیب کرنا یہ بھی جانبین سے غصے کا سبب ہوتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ جو خود بے عیب نہو اُسے عیب کرنا نہین پہونچتا ہے اور بے عیب کوئی نہین ہے یعنی کسی کو نہ چاہیے کہ دوسرے کا عیب کرے پانچوان سبب مال وجاہ کی حرص ہے اور مال وجاہ کی اکثر حاجت ہوتی ہے جو بخیل ہوتا ہے اس سے اگر ایک حبہ لے لین تو وہ خشمگین ہوتا ہے اور جو طامع ہوتا ہے تو جو ایک لقمہ اس سے فوت ہو جائے اسکے سبب سے خشمناک ہو جاتا ہے اور یہ سب بد اخلاق ہین اور غصے کی جڑ بھی ہین اس کا علاج علمی بھی ہے علمی تو یہ ہے کہ آدمی اسکی آفت اور بُرائی جانے کہ دین و دنیا مین اسکا ضرر کس قدر ہے تاکہ دل سے اس سے نفرت کرے پھر علاج عملی مین مشغول ہو اور علاج عملی یہ ہے کہ ان صفتون کی مخالفت کرے کہ مخالفت سب اخلاق بد کا علاج ہے جیسا ہم نے ریاضت نفس مین بیان کیا ہے اور غصہ اور اخلاق بد برپا ہونے کا بڑا سبب یہ ہوتا ہے کہ آدمی کسی ایسے گروہ کے ساتھ صحبت رکھے جنپر غصہ غالب ہو اور شاید صلابت اور شجاعت اسکا نام رکھین اور اسکے سبب سے فخر کرین اور حکایت کرین کہ فلانے بزرگ نے ایک بات مین فلانے آدمی کو مار ڈالا اور اسکا جان و مال ویران کر ڈالا اور کسی کی مجال نہوئی کہ اُسکے برخلاف کوئی بات کہتا کیونکہ مرد مردانہ تھا اور مرد ایسے ہی ہوتے ہین کسی کو چھوڑ دینا اپنی ذلت اور بے حمیتی اور نالائقی ہے تو غصہ جو کتون کی عادت ہے اسکا نام شجاعت اور مردانگی رکھتے ہین اور حلم اور بردباری جو پیغمبرونکا خلق ہے اسکا نام نالائقی رکھتے ہین اور شیطان کا کام یہ ہے کہ سب کو مکر و فریب اور بُرے الفاظ کے سبب سے نیک اخلاق سے باز رکھتا ہے اور اچھے الفاظ سے اخلاق بد کیطرف بلاتا ہے اور عقلمند جانتا ہے کہ اگر ایسا ہی غصہ مردی کے سبب سے ہوتا تو چاہیے تھا کہ عورتین اور لڑکے اور ضعیف نفس بوڑھے اور بیمار غصے سے بہت دور رہتے اور یہ معلوم ہے کہ یہ لوگ بہت جلد غصے مین آجاتے ہین بلکہ کوئی مردانگی اس مرتبہ کو نہین پہونچتی ہے کہ آدمی اپنے غصے سے بر آئے اور یہ انبیا و اولیا علیہم السلام کی صفت ہے اور وہ دوسری صفت پہلوانون اور ترکون اور اُن لوگون کی صفت ہے جو درندو چرندسے بہت نزدیک ہین اے عزیز تو غور تو کر کہ تیری بزرگی اس بات مین ہے کہ تو انبیا و اولیا کے مانند ہو جائے یا اس امر مین کہ احمقون اور بے عقلون کے مثل ہو جائے فصل اے عزیز جان تو کہ یہ باتین جو اوپر مذکور ہوئین وہ خشم غصہ کے مادہ کو دفع کرنے کے واسطے مسہل کا حکم رکھتی ہین جو شخص اسے دفع نہین کر سکتا اسے چاہیے کہ غصہ جب ہیجان کرے تو اسکو تسکین دے اور تسکین اس سکنجبین سے ہوتی ہے جو حلم کی شیرینی اور صبر کی تلخی سے بناتے ہین اور علم و عمل کی معجون سب اخلاق کا علاج ہے

علم یہ ہے کہ ان آیتون اور حدیثون مین غور و تامل کرے جو غصّہ کرنے کی بُرائی اور غصّہ پی جانے کے ثواب مین نازل اور وارد ہوئی ہین چنانچہ اس کا بیان اوپر گزرا اور اپنے دل سے کہے کہ جتنی قدرت تو دوسرے پر رکھتا ہے اس سے زیادہ قدرت حق تعالےٰ تجھپر رکھتا ہے اور حق تعالےٰ سے تیری مخالفت بہت بڑھ کر ہے اگر تو کسی پر غصّہ کریگا تو قیامت مین خدا کے غضب سے کیونکر بچےگا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک غلام کو کسی کام کے واسطے بھیجا وہ دیر کے بعد آیا آپ نے فرمایا کہ قیامت کا انتقام نہوتا تو مین تجھے مارتا اور اپنے دل سے یون کہے کہ یہ تیرا غصّہ اسواسطے ہے کہ جسطرح خدا نے چاہا اُسیطرح تیرا کام ہوا تیرے چاہنے کے موافق نہوا اور یہ ربوبیت مین جھگڑنا ہے یہ اسباب جو آخرت سے علاقہ رکھتے ہین انکے سبب سے اگر غصّہ نہ ٹھہر جائے تو دنیا کی غرض پیش خود تجویز کرے اور اپنے دلمین کہے کہ اگر تو غصّہ نکالے گا تو شاید طرف ثانی بھی برسر مقابلہ آجائے اور بدلا لے اور اپنے دشمن کو حقیر و ناچیز نہ سمجھنا چاہیے اگر مثلاً لونڈی غلام ہو کہ خدمت مین قصور کرتا ہے اور بھاگ جاتا ہے شاید کہ کچھ عذر و فریب کر بیٹھے اور غصّے مین جو اپنی صورت بُری صورت بنجاتی ہے اُسے بھی یاد کرے کہ ظاہر کیسا بُرا اور متغیّر ہو جاتا ہے اور اُس بھیڑیے کی ایسی صورت ہو جاتی ہے جو کسی کے پیچھے پڑا ہو اور باطن مین بالکل آگ لگجاتی ہے اور بھوکے کتّے کے مثل ہو جاتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جب طرح دینے کا قصد کرتے ہین تو شیطان کہتا ہے کہ سکوت کرنا تیری عاجزی اور ذلّت سے جانین گے اور تیری حشمت کیواسطے یہ امر نقصان ہے اور لوگونکی نگاہ مین تو حقیر ہو جائیگا تو اسے یہ جواب دینا چاہیے کہ کوئی عزت اسے نہین پہونچتی کہ آدمی انبیا علیہم السلام کی سیرت اختیار کرے اور حق تعالےٰ کی خوشنودی ڈھونڈھے اگر آج لوگ مجھے خوار و ذلیل جانین تو یہ اس سے بہتر ہے کہ فردائے قیامت کو مین خوار و ذلیل ہون یہ اور اسکی مثل علمی علاج ہے اور علاج عملی یہ ہے کہ زبان سے کہے اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اور سنت یہ ہے کہ آدمی غصّے کیوقت اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور اگر بیٹھا ہو تو لیٹ جائے اگر اس سے غصّہ نہ ٹھہرے تو ٹھنڈے پانی سے وضو کرے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ غصہ آگ سے ہے پانی سے ٹھنڈا ہو جاتا ہے اور ایک روایت مین ہے کہ سجدے کرے اور منھ خاک پر رکھے تاکہ آگاہ ہو جائے کہ مین خاک سے پیدا ہون اور بندہ ہون اور مجھے غصّہ کرنا نہین پہونچتا ایک دن امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خشمگین ہوئے ناک مین ڈالنے کو پانی مانگا اور فرمایا کہ غصہ شیطان سے ہے ناک مین پانی ڈالنے سے جاتا رہتا ہے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن کسی سے لڑائی کی اور کہا یا ابن الحمراء یعنی اسکی مان کا عیب کیا کہ اسکا سرخ رنگ ہے یعنی لونڈی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ذر مین نے سنا ہے کہ تو نے آج کسی کا عیب کیا مان کے سبب سے اے ابو ذر تو جانے رہ کہ تو کسی سیاہ اور سرخ سے افضل نہین ہے مگر یہ کہ تقویٰ مین اس سے زیادہ ہو حضرت ابو ذر اُس شخص سے عذر کرنے گئے وہ شخص سامنے آیا اور حضرت ابو ذر کو سلام کیا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو جب غصّہ آتا تو حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم انکی ناک پکڑتے اور فرماتے کہ اے عائشہ کہو اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَاذْهِبْ غَيْظَ قَلْبِيْ وَاَجِرْنِيْ مِنْ مُضِلَّاتِ الْفِتَنِ[1] یہ بھی کہنا سنّت ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ اگر کوئی شخص کسی پر ظلم کرے یا سخت بات کہے تو اولیٰ یہ ہے کہ وہ چپ ہو رہے جواب نہ دے

[1] اے اللہ پروردگار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بخشدے تو گناہ میرا اور دور کردے غصّہ میرے دل کا اور آزاد کر مجھے فسادون کی گمراہیون سے ۱۲

مگر چپ رہنا واجب نہین ہے اور ہر بات کا جواب دینے کی بھی اجازت نہین ہے گالی کے مقابلہ مین گالی دینا غیبت کے بدلے غیبت کرنا یا اور ایسی باتین درست نہین ہین کیونکہ ان سببون سے تعزیر واجب آتی ہے لیکن اگر کوئی شخص ایسی سخت بات کہے جس مین کچھ جھوٹ نہ ہو اسمین اجازت ہے وہ قصاص کے مثل ہے ہرچند کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص تیرا عیب اُس امر کے سبب سے کرے جو امر تجھ مین ہو تو اُسکا عیب اس چیز کے سبب سے جو اسمین ہے تو نہ کر یہ احتساب کا طریقہ ہے اور نہ کہنا واجب نہین ہے اگر گالی اور زنا کی طرف نسبت نہو اسپر دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُسْتَبَّانِ مَاقَالَا فَعَلَى الْبَادِیْ حَتّٰی یَعْتَدِیَ الْمَظْلُوْمُ یعنے دو آدمی جب ایک دوسرے کو بُرا کہین تو جو کچھ کہین گے وہ اسی پر ہے جسنے ابتدا کی حتی کہ مظلوم حد سے تجاوز کر جائے پس اسکو کچھ جواب نہ دیا حد سے تجاوز کرنیکے پہلے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازواج مطہرات نے حضرت خاتون جنت بی فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا سے پیغام دیا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہو کہ ہم مین اور حضرت عائشہ رضؓ مین انصاف کا خیال رکھا کیجیے کہ آپ انھین بہت چاہتے ہین اور انکی طرف بہت رغبت کرتے ہین رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب مین تھے کہ حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالے عنہا نے پیغام پہونچا دیا آپ نے فرمایا کہ اے فاطمہ جسے مین دوست رکھتا ہون اسے کیا تو دوست نہین رکھتی عرض کی کہ مین بھی اُسے دوست رکھتی ہون فرمایا کہ تو بھی عائشہ کو بہت دوست رکھ کہ مین اسے بہت دوست رکھتا ہون حضرت بی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا ان ازواج طاہرات کے پاس گئین اور یہ ماجرا بیان کیا انھون نے کہا کہ اس بات سے ہماری سیری نہین ہوتی حضرت زینب رضی اللہ تعالی عنہا جو ازواج طاہرات مین سے تھین سبھون نے اُنھین بھیجا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت مین وہ مجھسے برابری کا دعوی کرتی تھین وہ آئین اور کہنے لگین کہ ابوبکرؓ کی بیٹی ایسی ہین اور ابوبکرؓ کی بیٹی ویسی ہین وہ بُرا کہتی تھین اور مین خاموش تھی کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مجھے جواب دینے کی اجازت دین جب آپ نے اجازت دی تو مین بھی جواب دینے لگی اور بُرا کہنے لگی یہان تک کہ میرا دہن خشک ہوگیا اور وہ عاجز آئین پس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے زینبؓ یہ ابوبکرؓ کی بیٹی ہے یعنی گفتگو مین تم اس سے بر نہ آوگی تو یہ قصہ اس بات کی دلیل ہے کہ جواب دینا درست ہے بشرطیکہ سچ ہو جھوٹ نہ ہو جیسا کہ یون کہے کہ اے احمق اے جاہل شرم کر چپ رہ کیونکہ کوئی آدمی حماقت اور جہل سے خالی نہین ہوتا ہے آدمی کو چاہیے کہ جو لفظ بہت زشت نہو اُسکی عادت ڈالے کہ غصہ کے وقت وہی لفظ کہے تاکہ فحش اسکی زبان پر نہ آنے پائے مثلاً بدبخت ناکس ناہموار ٹکڑگدا اور مثل اسکے غرضکہ جب جواب دینے پر آئیگا تو حد سے تجاوز کرنا دشوار ہے اسی سبب سے جواب نہ دینا اولے ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص حضرت ابوبکر رضی للہ تعالے عنہ کو بُرا کہتا تھا حضرت صدیق اکبر رضؓ چپ تھے جواب دینے لگے تو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کھڑے ہوے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ابتک تو آپ بیٹھے رہے جب مین جواب دینے لگا تو آپ اُٹھ کھڑے ہوے فرمایا کہ تو جبتک چپ تھا فرشتہ تیری طرف سے جواب دیتا تھا جب تو نے جواب دیا تو شیطان آیا مین نے نہ چاہا کہ شیطان کے ساتھ بیٹھون اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حقتعالے نے آدمیون کو انواع و اقسام پر پیدا کیا ہے ایک آدمی ہوتا ہے جو دیر کو خشمگین بھی ہو اور خوشنود بھی ہو ایک ہوتا ہے کہ خشمگین بھی جلدی ہو اور خوشنود بھی جھٹ پٹ ہو یہ اسکے مقابلے مین ہے کہ تم مین بہتر وہ آدمی ہے کہ خشمگین تو دیر کو ہو اور خوشنود جلدی ہو اور تم مین

بدتر وہ ہے کہ خشمگین تو جلدی ہو اور خوشنود دیر کو **فصل** اے عزیز جان تو کہ جو شخص اختیار اور دیانت سے غصہ پی جاتا ہے وہ نیکبخت ہے لیکن اگر عجز اور ضرورت کے سبب سے پی جائیگا تو غصہ اسکے باطن مین جمع ہوکر کبر اور کپٹ کا سرمایہ ہوگا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْمُؤْمِنُ لَيْسَ بِحُقُوْدٍ یعنی مومن کینہ ور نہین ہوتا تو کینہ غصہ کا بیٹا ہے اور اس سے آٹھ پوتے پیدا ہوتے ہین انمین سے ہر ایک دین کی تباہی کا سبب ہوتا ہے پہلا تو حسد ہے کہ جسکے ساتھ کینہ ہے آدمی اسکی خوشی پر رنجیدہ ہوتا ہے اور رنج پر خوش ہوتا ہے دوسرا یہ کہ شماتت کرتا ہے یعنی اسپر بلا نازل ہونے کے سبب سے خوشی کرتا ہے اور اس خوشی کو ظاہر کرتا ہے تیسرا یہ کہ اس سے زبان کو روک لیتا ہے اور اسکے سلام کا جواب نہین دیتا چوتھا یہ کہ حقارت اور ذلت کی نظر سے اسکو دیکھتا ہے پانچوان کہ غیبت جھوٹ فحش افشائے راز کے ساتھ اُسپر زبان دراز کرتا ہے چھٹا یہ کہ اسکا چرچا اور مسخراپن کرتا ہے ساتوان یہ کہ اسکا حق ادا کرنے مین قصور کرتا ہے رشتہ قرابت توڑ دیتا ہے اسکا قرض نہین دیتا اسکا مظلمہ نہین پھیرتا اس سے معافی نہین چاہتا آٹھوان یہ کہ اگر موقع پاتا ہے تو اسے مارتا ہے ستاتا ہے اور اورون کو اغوا کرتا ہے کہ تم اسے مارو تو اگر کوئی شخص بڑا ہی دیانتدار ہوتا ہے اور گناہ کا کوئی فعل نہین کرتا تو بھی اس سے خالی نہین ہوتا ہے کہ اپنا احسان اس سے پھیر لے اور اسکے ساتھ نرمی نہ کرے اور اسکے کام مین مہربانی نہ کرے اور ذکر خدا مین اسکے ساتھ نہ بیٹھے اور اسکے حق مین دعا اور ثنا نہ کرے یہ سب باتین اس شخص کے درجون کو گھٹا دیتی ہین اور ان باتون کا نقصان بہت ہے جیسے مسطح نام جو امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا عزیز قریب تھا اُم المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے واقعۂ افک مین اسنے جب سخن دروغ کہا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسے نفقہ دینا موقوف کر دیا اور قسم کھائی کہ اب نہ دونگا یہ آیت نازل ہوئی وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ یہان تک کہ ارشاد ہوا اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ یعنی تم یہ قسم نہ کھایا کرو کہ جسنے جفا کی اسکے ساتھ ہم نیکی نہ کرینگے کیا یہ دوست نہین رکھتے ہو کہ حق تعالےٰ تمھین بخشدے امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر نے کہا کہ واللہ مین اس امر کو دوست رکھتا ہون اور پھر اسے نفقہ دینا شروع کیا تو جس کسی کے دل مین کسی شخص کی طرف سے کینہ ہوتا ہے وہ تین حال سے خالی نہین ہوتا یا تو آپنے ساتھ مجاہدہ کرتا ہے کہ اسکے ساتھ نیکی کرون اور مراعات زیادہ کرون یہ تو صدیقون کا درجہ ہے یا نیکی نہین کرتا تو برائی بھی نہین کرتا ہے یہ پرہیزگارون کا درجہ ہے یا برائی کرتا ہے یہ فاسقون اور ظالمون کا درجہ ہے جو شخص تیرے ساتھ برائی کرے تو اسکے ساتھ نیکی کر کہ اس سے زیادہ کوئی چیز موجب تقرب خدا نہین ہے اگر یہ نہ ہوسکے تو معاف کردے کہ معاف کر دینے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین باتون پر مین قسم کھا سکتا ہون صدقہ دینے سے کوئی مال کم نہین ہوتا تم صدقہ دیا کرو اور جو شخص کسی کا قصور معاف کرتا ہے تو قیامت کے دن حق تعالےٰ معاف کرنیوالے کی عزت مین زیادتی عنایت فرماویگا اور جو شخص سوال اور گدائی کا دروازہ اپنے اوپر کھولتا ہے حق تعالےٰ مفلسی کا دروازہ اسکے اوپر کھولدیتا ہے اُم المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہین کہ مین نے نہین دیکھا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حق مین کسی سے بدلا لیا ہو لیکن لوگ جب خدا کے حق کو فروگذاشت کرتے تو اس پر آپ کے غصہ کی کچھ انتہا نہ ہوتی تھی اور جن کامون مین آپ کو اختیار دیا جاتا اُن دونون مین خلق پر

جو بہت آسان ہوتا اُسی کو آپ اختیار کرتے لیکن جو گناہ ہوتا اُسے اختیار نہ کرتے تھے حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے
ہین کہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ مین تجھے اس بات سے آگاہ کرون کہ اہل دنیا اور اہل آخرت
کے اخلاق مین کون سا خلق افضل ہے یہ افضل ہے کہ جو شخص تجھ سے قطع کرے تو اس سے مل اور جو تجھے محروم رکھے تو
اسے عطا کر اور جو کوئی تجھ پر ظلم کرے تو اُسے عفو کر دے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے حق سبحانہ تعالےٰ سے عرض کی کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین سے تیرے نزدیک کون بندہ عزیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ بندہ
جو بدلا لینے کی قدرت رکھتا ہو اور عفو کر دے اور فرمایا ہے کہ جسنے ظالم کے واسطے بد دعا کی وہ اپنا حق لے چکا رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم نے جب مکہ معظمہ کو فتح کیا اور قریش پر قابو پایا تو چونکہ قریش نے آپ پر بہت ظلم کیا تھا اسوجہ سے ڈرتے تھے اور اپنی جان سے ہاتھ
اُٹھائے ہوئے تھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کعبہ شریف کے دروازے پر دست مبارک رکھکر فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اسکا
کوئی شریک نہین اسنے اپنا وعدہ سچ کیا اور اپنے بندون کو فتح دی اور اپنے دشمنون کو شکست نصیب کی تم لوگ کیا دیکھتے ہو اور
کیا کہتے ہو قریش نے عرض کی کہ یا رسول اللہ خیر کے سوا اور ہم کیا کہین گے آپ کے کرم کے امیدوار ہین آج قوت آپ ہی کے
قبضۂ قدرت مین ہے آپ نے فرمایا کہ مین وہ کہتا ہون جو بھائی یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیون پر قابو پاکر کہا تھا کہ لَا تَثْرِیْبَ
ملامت نہین ہے تم پر آج ۱۲
عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ اور سب کو امن دیدی اور فرمایا کہ تم سے کسی کو کچھ سروکار نہین ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ جب تمام خلق قیامت مین اُٹھے گی تو منادی ندا کریگا کہ جن جن کا اجر حق تعالےٰ پر ہے وہ اٹھین کئی ہزار آدمی اُٹھین گے اور جنت
مین بے حساب چلے جائین گے اسواسطے کہ یہ لوگ بندگان خدا کا قصور معاف کر دیا کرتے تھے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے
ہین کہ غصّہ کی حالت مین صبر کیا کرو تاکہ بہت فرصت پاؤ اور جب فرصت پاؤ اور بدلا لے سکتے ہو تو معاف کر دو خلیفہ ہشام
رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کے پاس لوگ ایک قصور وار کو لائے وہ دلیلین کرنے لگا ہشام نے کہا تو میرے سامنے حجت کرتا ہے اسنے
کہا یَوْمَ تَاْتِیْ کُلُّ نَفْسٍ تُجَادِلُ عَنْ نَفْسِھَا احکم الحاکمین کے سامنے تو اپنا عذر بیان کرنے مین بندے حجت کر سکتے ہین تو مین تیرے
سامنے کیون نہ حجت کر سکون ہشام نے کہا اچھا آ کہہ کیا کہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کوئی چیز چور لے گئے لوگ
چور پر لعنت کرنے لگے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا خدایا اگر وہ چیز کسی حاجت کے سبب سے چور اٹھا لے گیا ہے تو اسے مبارک
ہو اور اگر معصیت کی دلیری سے اُٹھا لیگیا ہے تو اسکا گناہ اخیر ہو یعنی اس گناہ کے بعد تو اسے اور گناہون سے بچا حضرت فضیل
رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ ایک شخص کو مین نے طواف مین دیکھا کہ چورون نے اسکا مال چرا لیا تھا وہ رونے لگا مین نے پوچھا
کہ اے شخص تو مال کے واسطے روتا ہے اسنے کہا نہین بلکہ مین اس بات پر روتا ہون کہ مین نے فرض کیا کہ قیامت مین وہ چور میرے
ساتھ کھڑا ہے اور اپنے اس گناہ کا کچھ عذر نہین کرتا مجھے اسپر رحم آیا کچھ قیدیون کو عبد الملک بن مروان کے سامنے لوگ لے گئے وہان
ایک بزرگ تشریف رکھتے تھے انھون نے فرمایا جو امر تو دوست رکھتا تھا وہ حق تعالےٰ نے تجھے دیا یعنے ظفر اب جو کچھ حق تعالےٰ
دوست رکھتا ہے وہ تو بھی دے یعنی عفو پس عبد الملک نے سب قیدیون کا قصور معاف کر دیا انجیل مین ہے کہ جو شخص حق تعالیٰ سے

اپنے ظالم کی مغفرت چاہتا ہے اُس شخص سے شیطان شکست کھاتا ہے تو آدمی کو چاہیے کہ جب غصہ آئے تو عفو کردے اور کامون مین نرمی کرنا چاہیے تاکہ غصہ نہ آنے پائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا عائشہ حق تعالےٰ نے جسے نرمی کی صفت سے بہرہ مند کیا وہ دین و دنیا سے بہرہ ور ہوا اور جسکو نرمی کی صفت سے محروم کیا وہ دین و دنیا کی خیر سے محروم رہا اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ رفیق ہے اور رفیق کو دوست رکھتا ہے اور جو کچھ رفق یعنی نرمی کرنے سے عنایت فرماتا ہے سختی کرنے سے نہین دیتا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ سب کامون مین نرمی نگاہ رکھا کرو کیونکہ جس کام مین نرمی کا دخل ہوتا ہے وہ کام سنجاتا ہے اور جس کام مین نرمی منقطع ہو جاتی ہے وہ بگڑ جاتا ہے **حسد اور اُسکی آفتون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ غصہ سے کپٹ پیدا ہوتا ہے اور کپٹ سے حسد اور حسد منجملہ مہلکات ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نیکیون کو اسطرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو اور فرمایا ہے کہ کوئی شخص تین چیزون سے خالی نہین ہے گمان بد حسد فال بد سے اور مین تعلیم کرون کہ اسکا علاج کیا ہے جب بدگمانی کر تو اپنے دل سے اُسے تحقیق نہ کر اور اُسپر قائم نہ رہ اور جب بدفالی دیکھ تو اُسپر اعتماد نہ کر اور جب حسد پیدا ہو تو دست و زبان کو اسپر عمل کرنے سے بچا اور فرمایا کہ مسلمانون تم مین وہ چیز پیدا ہونا شروع ہوئی ہے جسنے تم سے پہلے بہت اُمتون کو ہلاک کر ڈالا وہ چیز حسد اور عداوت ہے قسم اُس خدا تعالےٰ کی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے کہ تم لوگ جنت مین نہ جاؤ گے تاوقتیکہ ایمان نہ رکھوگے اور ایمان نہ رکھوگے تاوقتیکہ ایک دوسرے کے دوست نہوگے اور مین تمھین خبر دون کہ محبت کاہے سے حاصل ہوتی ہے ایک دوسرے کو علانیہ سلام کیا کرو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک مرد کو عرش کے سایہ مین دیکھا اُنھیں اس مقام کی آرزو ہوئی کہا کہ حق تعالےٰ کے نزدیک اس شخص کا بڑا درجہ ہے پوچھا کہ یا الہ العالمین یہ مرد کون ہے اور اسکا نام کیا ہے حق تعالےٰ نے نام تو انھین نہ بتایا اور فرمایا کہ اسکے کردار سے مین تجھے خبر دیتا ہون کہ اسنے کبھی حسد نہین کیا اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہین کی اور چغلخوری نہین کی حضرت زکریا علیٰ نبینا و علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ حاسد ہی نعمت کا دشمن ہے اور میرے حکم سے خفا ہوتا ہے اور اپنے بندون مین جو مین نے قسمت کی ہے اسے پسند نہین کرتا حضرت سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا کہ چھ گروہ چھ گناہون کے سبب سے بے حساب دوزخ مین جائینگے حکام ظلم کے سبب سے عرب تعصب کے سبب سے مالدار تکبر کے سبب سے سوداگر خیانت کے سبب سے گنوار نادانی کے سبب سے علما حسد کے سبب سے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ہم بیٹھے تھے آپ نے فرمایا کہ اسوقت جنتیون مین سے کوئی شخص آتا ہے تو انصار مین سے ایک شخص بائین ہاتھ مین نعلین لٹکائے ہوے داڑھی سے وضو کا پانی ٹپکتا ہوا حاضر ہوا دوسرے دن بھی آپ نے یہی فرمایا اور وہی شخص آیا تین دن تک ایسا ہی اتفاق ہوا حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص نے چاہا کہ اسکا کردار معلوم ہو کہ کیا ہے اسکے پاس جاکر کہا کہ مین اپنے باپ سے لڑا ہون چاہتا ہون کہ تین شب تیرے پاس رہون اسنے کہا اچھا تین شب برابر اسے دیکھتے رہے سوا اسکے اور کوئی عمل نہ دیکھا کہ وہ جسوقت سو اٹھتا تو خدا کو یاد کرتا تب انھون نے کہا کہ مین نے اپنے باپ کے ساتھ لڑائی نہین کی ہے لیکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے حق مین یہ فرمایا مین نے چاہا کہ تیرا عمل معلوم کرون اسنے کہا

کہ میرا عمل یہی ہے جو تم نے دیکھا جب مین چلا تب اسنے پکارا اور کہنے لگا کہ ایک بات اور بھی ہے کہ مین نے کبھی کسی کی بھلائی پر حسد نہین کیا کہا اسی سے یہ تیرا مرتبہ ہے حضرت عون بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے ایک بادشاہ کو نصیحت کی اور فرمایا کہ تکبر سے دور رہا کر اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالےٰ کا پہلا گناہ تکبر کے سبب سے ہوا ہے کیونکہ ابلیس نے سجدہ نہ کیا تو تکبر ہی سے نہ کیا اور حرص سے دور رہا کر اسواسطے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے حرص ہی نے نکالا اور حسد سے دور رہا کر اسلیے کہ خون ناحق پہلے حسد ہی سے ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو مار ڈالا اور جب صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا ذکر ہو یا حق تعالےٰ کی صفتین بیان ہون یا ستارون کی باتین ہون تو چپ رہ اور زبان کو نگاہ رکھ بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ ایک مرد پادشاہ کے سامنے ہر روز کھڑا ہو کر کہا کرتا کہ نیکون کے ساتھ نیکی کر کیونکہ بدکردار کو اسکا کردار ہی کافی ہے اُسے اُسکے کردار پر چھوڑ دے بادشاہ اس بات کے سبب سے اسے عزیز رکھتا ایک آدمی نے اسکا حسد کیا اور بادشاہ سے کہدیا کہ یہ شخص کہتا ہے کہ بادشاہ گندہ دہن ہے بادشاہ نے پوچھا اسپر کیا دلیل ہے اسنے کہا کہ آپ اس شخص کو اپنے پاس بلا کر دیکھ لیجیے کہ اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لیتا ہے کہ بو نہ سونگھے بعدہ وہ حاسد آیا اور اس شخص کو اپنے گھر لیجا کر لہسن پڑا کھانا کھلایا پھر بادشاہ نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اُس نے اپنا ہاتھ منھ پر رکھ لیا تاکہ بادشاہ کی ناک مین لہسن کی بو نہ جائے بادشاہ سمجھا کہ اسنے سچ کہا اور بادشاہ کی عادت تھی کہ بھاری خلعت اور بڑے انعام کے سوا اور کچھ حکم اپنے دستخط خاص سے نہ لکھتا تھا ایک غلام (عامل) کو لکھا کہ اس خط پہونچانیوالے کا سر کاٹ کر اور اسکی کھال مین بھس بھر کر میرے پاس بھیجدے اور مُہر کر کے اُسی شخص کو خط دیدیا جب وہ باہر نکلا تو اُس حاسد نے اُسے دیکھا پوچھا یہ کیا ہے اُسنے کہا خلعت ہے حاسد بولا مجھے دے اُسنے دیدیا وہ لیکر عامل کے پاس گیا اسنے کہا کہ اس خط مین تجھے قتل کر کے تیری کھال مین بھس بھرنے کا حکم لکھا ہے بولا سبحان اللہ یہ حکم دوسرے شخص کے حق مین لکھا ہے تم بادشاہ سے پھر پوچھ لو عامل نے کہا کہ بادشاہ کے حکم مین پھر دوبارہ پوچھنے کی حاجت نہین ہوتی غرضکہ اُس حاسد کو قتل کر ڈالا عادت کے موافق دوسرے دن وہ شخص جا کر بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوا اور روز جو کہا کرتا تھا وہی کہنے لگا بادشاہ کو تعجب ہوا پوچھا تو نے وہ خط کیا کیا وہ بولا کہ فلانے آدمی نے مجھ سے مانگا مین نے دیدیا بادشاہ نے کہا کہ وہ تو مجھ سے کہتا تھا کہ تو نے ایسا ایسا کہا ہے اُس نے عرض کی کہ مین نے کبھی نہین کہا بادشاہ نے کہا کہ پھر تو نے منھ اور ناک پر ہاتھ کیون رکھا تھا اسنے کہا کہ اس آدمی نے مجھے لہسن کھلایا تھا بادشاہ نے کہا کہ ہر روز تو یہی کہا کرتا ہے کہ بدکردار کو اُسکا فعل ہی کافی ہے واقعی اُس بدکردار کو کافی ہو گیا حضرت ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہین کہ دنیا کے باب مین مین نے کسی کا حسد نہین کیا اسواسطے کہ اگر وہ شخص جنتی ہے تو جو نعمتین جنت مین ہونگی اُسکے مقابلے مین دنیا کی کیا حقیقت ہے اور اگر دوزخی ہے تو چونکہ آگ مین جلیگا اسے اس نعمت سے فائدہ کیا حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ سے ایک شخص نے پوچھا کہ مسلمان حسد کرتا ہے فرمایا کہ حضرت یعقوب علیٰ نبینا و علیہ السلام کے بیٹون کو کیا تو بھول گیا اگر سینہ مین ایسا رنج رہے کہ معاملہ کرنے سے نہین نکلتا تو وہ نقصان نہین کرتا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جو موت کو بہت یاد کرتا ہے وہ نہ خوش ہوتا ہے نہ حسد کرتا ہے

حسد کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ حسد اسے کہتے ہین کہ کسی کو کوئی نعمت ملے اور تجھے بُرا معلوم ہو تو چاہیے کہ

یہ نعمت اسکے پاس سے جاتی رہے احادیث کی روسے بھی یہ حرام ہے اور اس دلیل سے بھی کہ یہ حکم الٰہی سے ناراضی اور خبث باطنی ہے کیونکہ جو نعمت تجھے نہ ملجائے گی دوسرے کے پاس سے اسکا زوال چاہنا خبث کے سوا اور کیا ہے لیکن اگر تو یہ چاہے کہ مجھے بھی ایسی نعمت ملے اور اسکے پاس سے بھی نہ زائل ہو اور اسکے پاس وہ نعمت ہونا تجھے بُرا نہ معلوم ہو تو اُسے غبطہ اور منافسہ کہتے ہین یہ اگر دین کے کام مین ہے تو اچھی بات ہے اور واجب بھی ہوجاتا ہے اسواسطے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَفِی ذٰلِکَ فَلْیَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُونَ اور فرمایا ہے سَابِقُوا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ یعنے تم اپنے تئین ایک دوسرے کے آگے بڑھاؤ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسد نہین ہے مگر دو چیزون مین ایک تو یہ کہ کسی کو حق تعالیٰ مال اور علم دونون عنایت فرمائے اور وہ اپنے مال کو علم کے موافق کام مین لائے دوسرے یہ کہ کسی کو علم بے مال کے مرحمت کرے یہ کہے کہ اگر حق تعالیٰ مجھے بھی مال عطا فرماتا تو مین بھی اسکی طرح صرف مین لاتا تو یہ دونون شخص ثواب مین برابر ہین اور اگر کوئی شخص مال کو فسق مین صرف کرے اور دوسرا کہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی کھوتا تو یہ دونون شخص گناہ مین برابر ہین اس منافست کو بھی حسد کہتے ہین مگر اسمین دوسرے کی نعمت سے کراہت نہین ہوتی اور کراہت کہین درست نہین ہے مگر جو نعمت کسی فاسق اور ظالم کو ملے کہ وہ اسکے فسق اور ظلم کا سبب ہو اس نعمت کا زوال چاہنا درست ہے اور حقیقت مین فسق اور ظلم کی نیستی اور نابودی چاہنا ہے زوال نعمت چاہنا نہین ہے اسکی علامت یہ ہے کہ جب وہ فاسق توبہ کرے تو زوال چاہنے والے کو کچھ کراہت نہ رہے اور یہان پر ایک نکتہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے کسی شخص کو کوئی نعمت دی اور کوئی آدمی اپنے واسطے بھی ایسی ہی نعمت چاہتا ہے چونکہ نہین ملتی تو شاید کہ یہ آدمی اس تفاوت سے کارہ رہے تو زوال نعمت کے سبب سے یہ تفاوت جاتا رہنا اس آدمی کے دل پر سبکتر ہوگا اسکے رہنے سے اور خوف یہ ہوتا ہے کہ طبیعت اس خواہش سے خالی نہ رہے مگر جب اس سے کارہ رہیگا تو ایسا ہو جائیگا کہ اگر اس شخص کا کام اس آدمی کے اختیار مین ہو جائے تو یہ اسکی نعمت چھین نہ لے گا پس اسقدر جو طبیعت مین رہتا ہے اس سے آدمی ماخوذ نہ ہوگا **حسد کے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ حسد دل کی بڑی بیماری ہے معجون علمی اور عملی سے اسکا علاج ہوتا ہے معجون علمی یہ ہے کہ حاسد یہ جان لے کہ حسد دین و دنیا مین حاسد کے نقصان اور محسود کے نفع کا سبب ہوتا ہے حاسد کے واسطے نقصان یہ ہے کہ وہ ہمیشہ غم و اندوہ اور عذاب مین رہتا ہے کیونکہ کوئی وقت اس سے خالی نہین ہوتا کہ کسی نہ کسی کو نعمت نہ مہونچتی ہو اور جس رنج و کیفیت پر اپنے دشمن کا ہونا چاہتا ہے خود ہی اس رنج و کیفیت مین رہتا ہے کیونکہ غم حسد سے بڑھکر کوئی غم نہین ہوتا تو اس سے زیادہ اور کیا بے عقلی ہوگی کہ حاسد اپنے تئین اپنے دشمن کے سبب سے خود رنجیدہ رکھتا ہے اور حسد سے دشمن کا کچھ نقصان نہین اسواسطے کہ تقدیر الٰہی مین اُس نعمت کی ایک مدت معینہ ہے وہ پس و پیش کم و بیش کچھ نہین ہوتی اس واسطے کہ تقدیر ازلی اس نعمت کا سبب ہے اور بعض لوگ اُس سے نیک طالع تعبیر کرتے ہین بہر حال اس بات پر سب متفق ہین کہ اسمین تغیر کو گنجایش نہین اسی سبب سے تھا کہ ایک نبی علیہ السلام نے ایک عورت صاحب سلطنت سے درماندہ ہو کر حق سبحانہ تعالیٰ کی درگاہ مین بڑی شکایت کی وحی آئی فِرَّ مِنْ قُدَّامِہَا حَتّٰی تَنْقَضِیَ اَیَّامُہَا یعنے اسکے سامنے سے بھاگ حتی کہ اس کی مدت گزر جائے کیونکہ جتنی مدت ازل مین مقدر ہو چکی وہ نہین پھرتی ایک نبی علیہ السلام ایک بلا مین پڑ گئے تھے بہت دعا اور

۱؎ اور اسمین چاہئے کہ رغبت کرین رغبت کرنیوالے ۱۲

زاری کرتے تھے اُنپر وحی آئی کہ جس دن مین نے زمین و آسمان کا ایک اندازہ ٹھہرایا تیری قسمت مین یہی آیا کیا تو یہ کہتا ہے کہ نئے سر سے تیرے واسطے قسمت کرون اور اگر کوئی حاسد چاہے کہ اسکے حسد کے سبب سے نعمت زائل ہو تو اسکا نقصان اسی کی طرف پھرے گا اور دوسرے کے حسد کی وجہ سے اپنی نعمت زائل کریگا اور کافرون کا حسد کرنے سے نعمت ایمان بھی جاتی رہتی ہے جیسا حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَدَّتْ طَائِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ پس حسد حاسد کے واسطے سردست رنج و عذاب ہے اور آخرت کا بڑا نقصان ہے اسواسطے کہ احکم الحاکمین کے حکم کے ساتھ اسکی خفگی اور نارضامندی ہے اور اُس قسمت سے کراہت اور انکار ہے جو حکیم علے الاطلاق نے کمال حکمت کے ساتھ کی ہے اور کسی کو اُسکے بھید کی طرف راہ نہین دی ہے تو حسد مین اس سے زیادہ اور کیا جنایت ہوگی پھر اسمین مسلمانون پر نامہربانی بھی ہوتی ہے کہ انکی بدخواہی کی اس بدخواہی مین ابلیس کا شریک ہوا اس سے زیادہ اور کیا شامت ہوگی اور محسود کو دنیا مین یہ فائدہ ہے کہ وہ اسکے سوا اور کیا چاہیگا کہ اسکا حاسد ہمیشہ رنج و عذاب مین رہے حسد سے زیادہ اور کیا عذاب ہے اسواسطے کہ حاسد کی طرح کوئی ظالم مظلوم کا سا نہین ہو جاتا اگر محسود کو حاسد کے مرنے کی خبر ہو یا یہ معلوم ہو کہ حاسد حسد کے رنج و عذاب سے چھوٹ گیا تو محسود رنجیدہ ہوتا ہے اسواسطے کہ وہ چاہا کرتا ہے کہ مین نعمت مین ہمیشہ محسود رہون اور حاسد رنج حسد مین مبتلا رہے اور محسود کا دینی فائدہ یہ ہے کہ وہ حسد کے سبب سے حاسد کا مظلوم ہے اور شاید کہ حاسد زبان اور معاملے سے بھی ظلم کرے اور اس سبب سے اسکی نیکیان محسود کے نامۂ اعمال مین نقل کردین اور محسود کے گناہ اسکی گردن پر دھر دین پس حاسد نے تو یہ چاہا کہ محسود سے نعمت دنیا جاتی رہے حالانکہ اسکے واسطے نعمت آخرت زیادہ ہوگئی اور دنیا مین حاسد کو سردست رنج و عذاب ہوا اور عذاب آخرت کی نیو جم گئی پس وہ تو یہ سمجھا تھا کہ مین اپنا دوست اور محسود کا دشمن ہون غور کرے تو حقیقت مین اپنا دشمن اور محسود کا دوست ہے اپنے تئین مغموم اور رنجور رکھتا ہے اور ابلیس جو بڑا دشمن ہے اسے شاد اور مسرور کرتا ہے اسواسطے کہ ابلیس نے جب دیکھا کہ حاسد کو علم و ورع اور جاہ و مال کی نعمت حاصل نہین ہے تو ڈرا کہ اگر یہ راضی رہیگا تو اسے ثواب آخرت حاصل ہوگا اُسنے چاہا کہ ثواب آخرت بھی اُس سے فوت ہو جائے اور فوت ہو گیا کیونکہ جو شخص عالمون اور دینداروں کو دوست رکھتا ہے اور اُن کے جاہ و حشمت سے راضی رہتا ہے وہ قیامت کے دن اُنھین کے ساتھ ہوگا اسواسطے کہ بزرگون نے کہا ہے کہ ثواب اسے ہے جو عالم ہو یا متعلم یا انکا دوستدار اور حاسد تینون ثوابون سے محروم ہے حاسد کی مثل اس شخص کی ایسی ہے جو اپنے دشمن کو مارنے کے واسطے پتھر پھینکے دشمن کے تو پتھر نہ لگے اُلٹ کر اُسی شخص کی داہنی آنکھ پر لگے اور وہ آنکھ پھوٹ جائے اور اس شخص کو اور زیادہ غصہ آئے دوبارہ زور سے پتھر مارے وہ بھی اُلٹ کر اسی کی دوسری آنکھ پھوڑ ڈالے پھر اور پتھر مارے وہ اُلٹ کر اسی کا سر توڑے اسی طرح پتھر مار مار کر خود زخمی ہو اور دشمن صحیح سلامت رہے اور دشمن اُسے دیکھ دیکھ کر ہنسین یہی حال حاسد کا ہے شیطان اسکے ساتھ مسخراپن کرتا ہے حسد کی یہ سب آفتین ہین پھر اگر یہ نوبت پہونچے کہ حاسد دست و زبان سے غیبت کرے اور جھوٹ بولے اور حق بات کا انکار کرے تو اسکا مظلمہ اور بھی زیادہ ہوتا ہے تو جو شخص جانے گا کہ حسد زہر قاتل ہے وہ اگر عقل رکھتا ہوگا تو حسد اُس سے چھوٹ جائے گا اور علاج علمی یہ ہے کہ محنت اور مشقت کرکے اسباب حسد کو اپنے باطن سے کھود پھینکے کیونکہ

کبر و عجب عداوت جاہ و مال کی محبت وغیرہ حسد کا سبب ہین جیسا کہ غصے کے بیان مین ہم بیان کر چکے ہین چاہیے کہ ان جڑون کو اپنے دل سے اکھاڑ ڈالے یہی سہل ہے تاکہ حسد خود نہ رہے جب حسد پیدا ہو تو اُسکو اس طرح روکے اور ٹھہرائے کہ جو کچھ حسد فرمائے اُسکے خلاف عمل مین لائے مثلاً اگر حسد کہے کہ فلانے آدمی پر طعن کر اس کی تعریف کرے اور جب حسد حکم کرے کہ تکبر کر تو فروتنی کرے اور جب کہے کہ فلانے آدمی کی نعمت زائل کرنے مین کوشش اور عداوت کر تو اسکی یاری کرے اس سے بہتر کوئی علاج نہین ہے کہ پیٹھ پیچھے اُسکی تعریف کرے اور اُسکے کام کو بالا کرے تاکہ وہ سنکر خوشدل ہو تو وہ پر تو تجھپر پڑیگا اور اُسکے عکس سے تیرا دل بھی خوش ہوگا اور عداوت منقطع ہو جائیگی جیسا کہ حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ اس مقام پر شیطان یون بہکاتا ہے کہ اگر تو اپنی فروتنی اور اُسکی تعریف کریگا تو تجھے عاجز جانینگے پس اے عزیز تجھے اختیار ہے خواہ حق تعالے کا فرمانبردار بن خواہ ابلیس کا اے عزیز جان تو کہ یہ دوا بہت مفید اور نافع ہے لیکن کڑوی ہے آدمی اُسپر صبر نہین کر سکتا مگر قوت علم سے کہ یہ جان لے کہ دین و دنیا مین میری نجات اسی سے ہے اور دین و دنیا مین میری تباہی حسد سے ہے اور ممکن نہین کہ کوئی دوا ایسی نہ ہو جس مین تلخی اور تکلیف نہ سہنا پڑے اس بات سے قطع امید کرنا چاہیے جب بیماری ہو تو شفا کی امید پر دوا کی تلخی اور تکلیف گوارا کرنا چاہیے ورنہ بیماری منجر بہلاکت ہوگی اور وہ رنج خواہ نخواہ زیادہ ہوگا **فصل** اے عزیز اگر تو مجاہدے کی کثرت کریگا تو غالب ہے کہ جسنے تجھے ستایا ہو اور جو تیرا دوست ہو ان دونون مین تجھے دل سے فرق معلوم ہو جائے اور دونون کی نعمت اور محنت تیرے نزدیک برابر نہ رہے بلکہ دشمن کی نعمت سے تو بالطبع کارہ ہو جائے اور اپنی طبیعت پھیرنے کا تو مکلف نہین ہے کیونکہ یہ امر تیرے اختیار مین نہین تو دو چیزون کا مکلف ہے ایک تو یہ کہ اس کراہت طبعی کو قول و فعل سے تو ہرگز ظاہر نہ کر دوسرے یہ کہ عقلاً کارہ رہے اور اپنے دلمین اس صفت سے انکار رکھے اور اس امر کا خواہان رہے کہ مجھ سے یہ صفت جاتی رہے جب تو نے یہ کیا تو وبال حسد سے چھوٹ گیا لیکن اگر تو قول و فعل سے ہرگز اظہار نہ کرے اور یہ صفت جو تجھ مین پائی جاتی ہے اس سے تو اپنے دلمین کارہ بھی نہ ہو تو بعض علما نے کہا ہے کہ اسکے سبب سے تو ماخوذ نہ ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ ماخوذ ہوگا کیونکہ حسد حرام ہے اور یہ دل کا کام ہے بدن کا نہین اور جو شخص کسی مسلمان کے رنج کا خواہان اور خوشی سے اندوہگین رہے گا وہ ضرور ماخوذ ہوگا مگر یہ کہ اے عزیز کہ اُس صفت سے تو کراہت رکھے تو البتہ حسد کے وبال سے نجات پائیگا اور حسد سے بالکل وہی شخص نجات پاتا ہے جسپر توحید غالب ہو جائے کسی کو دوست اور دشمن نہ سمجھے بلکہ سبھون کو خدا کا بندہ جانے اور سب امور کو ایک ہی جگہ سے دیکھے اور یہ حالت نادر ہوتی ہے بجلی کی طرح چمک جاتی ہے زیادہ نہین ٹھہرتی ہے

پانچوین اصل علاج حب دنیا کے بیان مین اور اس بات کے اعلان مین کہ محبت دنیا سب گناہونکی افسر ہے

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا سب سرون کی سر ہے اور اسکی محبت سب گناہون کی جڑ ہے اور اس چیز سے زیادہ شوم کیا شے ہوگی جو خدا کی دشمن خدا کے دوستون کی دشمن خدا کے دشمنون کی دشمن ہو خدا کی دشمنی تو یون ہوتی ہے کہ راہ خدا مین بندون کی رہزنی کرتی ہے تاکہ بندے خدا تک نہ پہونچین اور خدا کے دوستون کے ساتھ بایطور دشمنی کرتی ہے کہ انکو اپنا جلوہ دکھاتی ہے اور انکی

نگاہون مین اپنے تئین آراستہ بناتی ہے حتی کہ اس سے صبر کرنے مین تلخیان چکھتے ہین مصیبتین اٹھاتے ہین آور خدا کے دشمنون کے ساتھ دشمنی کا یہ انداز ہے کہ مکر و حیلہ سے انھین اپنے دام محبت مین کھینچتی ہے جب وہ عاشق ہو جاتے ہین تو انسے دور دور بھاگتی ہے اور انکے دشمنونکے قبضہ مین جاتی ہے نابکار رنڈی کی طرح ایک مرد کے پاس سے دوسرے مرد کی بغل مین پڑی پھرتی ہے حتی کہ آدمی اس جہان مین کبھی اسکا رنج اور کبھی اسکے فراق کی حسرت کھینچتا ہے اور آخرت مین خدا کا غصہ اور عذاب دیکھتا ہے دنیا کے پھندے سے کوئی نہین چھوٹتا مگر وہ شخص جو اسے اور اسکی آفت کو کماحقہ پہچانے اور اس سے پرہیز کرے جسطرح جادوگرون سے پرہیز کرتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ ہاروت ماروت سے بھی زیادہ اسکا جادو ہے ہم نے دنیا کی حقیقت اور آفتین اور دھوکے آغاز کتاب کے تیسرے عنوان مین بیان کیے ہین اور یہان وہ حدیثین بیان کرتے ہین جو دنیا کی مذمت مین وارد ہوئی ہین اسواسطے کہ آیات قرآنی اس مضمون مین بہت ہین آور قرآن اور کتب انبیا اور رسولون کے بھیجنے سے حق تعالے کا یہی مقصود ہے کہ خلق کو دنیا کی طرف سے آخرت کی جانب بلائین اور دنیا کی آفت اور بلا اور محنت خلق سے کہ سنائین تاکہ خلق اس سے پرہیز کرے **حدیثون سے دنیا کی مذمت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ایک دن ایک مری ہوئی بکری کے قریب سے گذرے فرمایا کہ دیکھو یہ مردار کس درجہ خوار ہے کہ کوئی اسکی طرف دیکھتا بھی نہین قسم ہے اس خدا کی جسکے ہاتھ مین محمدؐ کی جان ہے کہ حق تعالے کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ خوار ہے اگر خدا کے نزدیک وہ مچھر کے پر کی برابر بھی ہوتی تو کوئی کافر ایک چلو پانی بھی نہ پیتا اور فرمایا ہے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ سب ملعون ہے مگر جو کچھ خدا کے واسطے ہو اور فرمایا ہے کہ دنیا کی دوستی سب گناہونکی افسر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کو دوست رکھتا ہے آخرت کا نقصان کرتا ہے اور جو آخرت کو دوست رکھتا ہے وہ دنیا کا نقصان کرتا ہے تو جو چیز باقی نہ رہے اسے چھوڑ کر اسی چیز کو اختیار کرو جو باقی رہے یعنی دنیا کو چھوڑ کر آخرت کو اختیار کرو حضرت زیدؓ بن ارقم کہتے ہین کہ مین امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کے ساتھ تھا لوگ آپ کے واسطے شہد ڈالکر پانی لائے آپ منھ کے پاس لے جاکر پھیر لائے اور اس قدر شدت سے روئے کہ ہم سب رونے لگے اور چپ ہو کر پھر رونے لگے کسی کو یہ قدرت نہ ہوئی کہ وجہ پوچھ سکے جب آپ نے آنکھ پونچھی لوگون نے عرض کی کہ یا خلیفۂ رسولؐ اللہ یہ کیا ماجرا تھا فرمایا کہ مین ایک دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین بیٹھا تھا دیکھا کہ دست مبارک سے کوئی چیز اپنے پاس سے دور فرماتے ہین اور کوئی چیز دکھائی نہ دی مین نے عرض کی کہ یارسولؐ اللہ یہ کیا ہے فرمایا کہ دنیا ہے اپنے تئین مجھ پر عرض کرتی تھی مین نے اُسے دور کیا وہ پھر آئی اور کہا کہ اگر آپ مجھسے بچ گئے تو بچ گئے جو لوگ آپکے بعد ہونگے وہ تو نہ بچین گے اب مین ڈرا کہ اس نے مجھے پایا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے نے ایسی کوئی چیز نہین پیدا کی جو اسکے نزدیک دنیا سے زیادہ دشمن ہو جب سے دنیا کو پیدا کیا ہے اسکی طرف دیکھا بھی نہین اور فرمایا ہے کہ دنیا اُجڑون کا گھر مفلسون کا مال ہے اسے وہ شخص جمع کرتا ہے جسے عقل نہ ہو اسکی طلب مین وہ شخص عداوت کرتا ہے جو بے علم ہو اسپر حسد وہ کرتا ہے جو بے فقہ ہو اسے طلب وہ کرتا ہے جو بے یقین ہو اور فرمایا ہے جو صبح کو اُٹھے اور اسکی بہت ہمت دنیا کی طرف ہو وہ مردان خدا مین سے

نہین ہے کیونکہ اسکے واسطے دوزخ ہے اور چار خصلتین اسکے دلکو لازم ہوتی ہین ایک تو وہ رنج جو ہرگز نہ جائے دوسرے وہ شغل کہ ہرگز اس سے فراغت نہ پائے تیسرے ایسی فقیری جس سے تونگری کے درجہ کو ہرگز نہ پہونچے چوتھے وہ امید جسکی کچھ نہایت ہی نہین حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہین کہ ایک دن جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو چاہتا ہے کہ تجھے دنیا بالکل دکھا دون یہ فرماکر میرا ہاتھ پکڑ لیا اور ایک گھورے پر لیگئے کہ اسمین آدمیون اور بکریون کی کھوپریان اور لتے اور لوگون کی پلیدی پڑی تھی فرمایا اے ابوہریرہ تمھارے سرون کی طرح یہ سر بھی حرص وہوا سے پُر تھے آج استخوان بے پوست ہوگئے اور جلدی خاک ہوجائینگے اور یہ پلیدی وہ انواع واقسام کے کھانے ہین جن کو بڑی محنت سے لائے اور اس طرح پھینکدیا کہ سب لوگ اس سے بھاگتے ہین اور یہ لتے ان کے لباس فاخرہ ہین کہ ہوا مین اُڑتے ہین اور یہ ہڈیان انکے چارپایون اور سواریون کی ہڈیان ہین کہ انکی پیٹھ پر چڑھ چڑھ کر جہان کے گرد پھرتے تھے تمام دنیا یہ ہے جو شخص چاہے کہ دنیا پر روؤن اس سے کہدو کہ روکہ رونے ہی کی جگہ ہے پس جو شخص حاضر تھا رونے لگا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے زمین وآسمان کے درمیان مین لٹکتی ہے حق تعالے نے اسکی طرف دیکھا بھی نہین قیامت کے دن دنیا عرض کریگی کہ یا اللہ جو بندون مین سب سے زیادہ کمتر ہے مجھے اسکے حوالے فرما ارشاد ہوگا کہ اے ناچیز خاموش رہ اُس جہان مین تو مین نے پسند ہی نہ کیا کہ تو کسی کو حاصل ہو بھلا آج پسند کرون گا اور فرمایا ہے کہ کچھ لوگ قیامت مین آئینگے اُنکے اعمال تہامہ کے پہاڑون کے برابر ہون گے اور وہ لوگ دوزخ مین بھیجدیے جائینگے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ نمازی لوگ ہونگے فرمایا کہ ہان نمازین پڑھی ہون گی روزے رکھے ہونگے شب بیداریان کی ہون گی لیکن دنیا کی چیزون پر گرے ہونگے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے اور صحابۂ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا کہ تم مین کون ایسا شخص ہے جو اندھا ہو اور یہ چاہتا ہو کہ حق تعالی مجھکو ڈھیارہ کردے تم یہ جان لو کہ جو شخص دنیا کی رغبت کرتا ہے اور بہت کچھ امید رکھتا ہے حق تعالی اُسیقدر اُسکے دل کو اندھا کردیتا ہے اور جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا ہے اور تھوڑی امید رکھتا ہے حق تعالی اُسکو بے کسی سے سیکھے ہوئے بڑا علم عنایت فرماتا ہے اور بے وساطت کسی راہبر کے اُسکی رہنمائی کرتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن باہر تشریف لائے اور حضرت ابوعبیدہ جراح رضی اللہ تعالے عنہ نے کچھ مال بحرین سے بھیجا تھا اور انصار نے یہ سنا تھا صبح کی نماز مین ہجوم کیا جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا سب آپ کے سامنے کھڑے ہوے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کہ شاید تم نے سنا ہے کہ مال آیا ہے انھون نے عرض کی ہان آپ نے فرمایا کہ بشارت ہو تم کو کہ آیندہ ایسے کام ہون گے جنسے تم خوش ہوگے اور مین تمھاری محتاجی سے نہین ڈرتا ہون البتہ اس بات سے ڈرتا ہون کہ دنیا کا مال حق تعالے تمھین افراط سے عطا کرے جیسا ان لوگونکو عنایت فرمایا جو تم سے پہلے گزر گئے ہین پھر تم اس مناقشہ کرو جیسا اگلون نے کیا اور ہلاک ہوجاؤ جیسے وہ ہلاک ہوگئے اور فرمایا کہ دنیا کی یاد مین کسی طرح مشغول نہ ہو آپ نے دنیا کے ذکر سے ممانعت فرمائی تو دنیا کی محبت اور طلب کا کیا ذکر ہے حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی اسے عضبا کہتے تھے سب اونٹون سے بہتر دوڑتی تھی ایک دن کوئی اعرابی ایک ونٹ لایا اور اسکے ساتھ دوڑایا وہ اونٹ آگے نکلگیا مسلمان غمناک ہوے آپ نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے پر حق ہے کہ دنیا مین کسی چیز کو سرفراز نہین کرتا کہ اسے خوار نہ کردے

اور فرمایا ہے کہ اسکے بعد دنیا تمھاری طرف متوجہ ہوگی اور تمھارے دین کو اسطرح کھاجائیگی جیسے آگ لکڑی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیا کو خدا نہ بناؤ کہ وہ تمھین اپنا بندہ نہ بنالے خزانہ ایسا رکھا کرو جسکے تلف ہونے سے نہ ڈرو اور ایسے شخص کے پاس رکھو جو ضائع نہ کرڈالے کیونکہ دنیا کا خزانہ آفت سے خالی نہین رہتا اور جو خزانہ خدا کے واسطے رکھوگے وہ محفوظ رہے گا اور فرمایا ہے کہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے کی ضد ہے جتنا اس ایک کو تو خوش کریگا اتنی ہی وہ دوسری ناخوش ہو جائیگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حوارین سے فرمایا کہ مین نے تمھارے سامنے دنیا کو خاک مین ملا دیا تم اسکو پھر نہ لو کیونکہ دنیا کی ایک نجاست یہ ہے کہ اُسی مین خدا کا گناہ ہوتا ہے اور ایک پلیدی یہ ہے کہ جبتک اسے نہ ترک کرے جبتک کوئی آخرت مین نہین پہونچتا تو تم دنیا سے باہر گزر جاؤ اور اُسکی آبادی مین مشغول نہ ہو اور یہ جانتے رہو کہ دنیا کی محبت اور خواہش کی کثرت سب گناہونکی سردار ہے اور اسکا ثمرہ بڑا رنج ہے اور کہا ہے جسطرح آگ پانی ایک جگہ نہین ٹھہرتا اُسیطرح دنیا اور آخرت کی محبت ایک دل مین اکٹھا نہین ہوتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے کہا کہ اگر آپ ایک گھر بنائین تو کیا ہو فرمایا کہ اورون کے پُرانے گھر مجھے کافی ہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک دن مینھ کی بارش برق کی چمک رعد کی کڑک نے گھیرا آپ دوڑتے پھرتے تھے کہ ایسی جگہ ملے جہان پناہ ہو ایک خیمہ دیکھا اُسمین گئے ایک عورت کو دیکھا بھاگ گئے ایک غار تھا اسمین گئے شیر کو دیکھا نکل آئے عرض کی کہ بار خدایا تو نے جسے پیدا کیا ہے اسکے واسطے ایک آرام گاہ ہے مگر میرے واسطے۔ وحی آئی کہ میری رحمت کا گھر یعنے بہشت تیرے آرام کی جگہ ہے بہشت مین سَو حورون کو تیرا جوڑا کرونگا اُنکو مین نے اپنے دست لطف سے پیدا کیا ہے چارہزار برس تیری شادی عروسی رہے گی ہر دن دنیا کی کئی عمر دن کے برابر ہوگا اور منادی سے حکم کردونگا کہ ندا کردے کہ دنیا کے زاہد کہان ہین سب عیسیٰ علیہ السلام کی شادی مین حاضر ہون سب حاضر ہون گے ایک بار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے حوارین کے ساتھ ایک شہر مین گزرے راہ مین سبھون کو مردہ دیکھا فرمایا اے لوگو یہ سب غضب خدا سے مرے ہین ورنہ زیر خاک ہوتے حوارین نے عرض کی کہ ہم چاہتے ہین کہ معلوم ہو کس سبب سے یہ مرے ہین اُس رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بلندی پر چڑھے اور پکارا کہ اے شہر والو ایک شخص نے جواب دیا لبیک یا روح اللہ فرمایا کہ تمھارا کیا قصہ ہے اُسنے عرض کی کہ رات کو تو ہم بخیر وعافیت تھے صبح ہی اپنے تئین دوزخ مین دیکھا فرمایا کیون عرض کی اسواسطے کہ ہم دنیا کو دوست رکھتے تھے اور گناہگارون کی اطاعت کرتے تھے فرمایا کیونکر تم دنیا کو دوست رکھتے تھے عرض کی جس طرح لڑکا مان کو دوست رکھتا ہے جب دنیا ہمارے پاس آتی تو ہم خوش ہوتے جب چلی جاتی تو غمناک ہو جاتے فرمایا کہ اورون نے کیون نہ جواب دیا عرض کی کہ ان مین سے ہر ایک کے منھ مین آگ کی لگام ہے فرمایا تو نے کیون جواب دیا عرض کی مین ان مین تھا مگر اُن مین سے نہ تھا جب عذاب آیا تو مین بھی انہین رہ گیا اور اب دوزخ کے کنارے ہون نہین جانتا کہ نجات پاؤنگا یا دوزخ مین جاؤنگا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے حوارین دنیا اور آخرت کی عافیت کے ساتھ جَو کی روٹی اور کھاری نمک کھانا اور ٹاٹ کا لباس پہننا اور گھورے پر سونا بہت اچھا ہوتا ہے اور فرمایا ہے کہ دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑی سی دنیا کے اوپر قناعت کرو جیسا اورون نے دنیا کی سلامتی کے ساتھ تھوڑے سے دین پر قناعت کی ہے اور فرمایا ہے کہ کمینے لوگ جو ثواب کے واسطے دنیا طلب کرتے ہین اگر دنیا سے دست بردار

ہوجائین تو بہت ثواب پائین حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام ایک دن اپنے تخت پر سوار چلے جاتے تھے جانور اور دیو پری سب آپکی خدمت مین حاضر تھے عبّاد بنی اسرائیل مین سے ایک عابد کی طرف گزرے اُسنے عرض کی کہ اے ابن داؤد آپ کو حق تعالےٰ نے بڑی سلطنت عنایت فرمائی ہے فرمایا کہ مسلمان کے نامۂ اعمال مین ایک تسبیح اس سلطنت سے بہتر ہے جو مجھے عنایت ہوئی اسواسطے کہ وہ تسبیح باقی رہے گی اور یہ سلطنت نہ رہے گی شعر پس از سی سال این معنی محقق شد بخاقانی ؛ کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملک سلیمانی ؛ حدیث شریف مین ہے کہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب گیہون کھایا اور پاخانہ کی حاجت ہوئی تو جگہ ڈھونڈھنے لگے کہ اپنی حاجت سے فراغت پائین حق تعالےٰ نے ایک فرشتہ کو انکے پاس بھیجا اُسنے پوچھا آپ کیا ڈھونڈھتے ہین فرمایا کہ مین چاہتا ہون کہ جو کچھ میرے پیٹ مین ہے اُسے کہین رکھون اُسنے کہا کہ جنت کے اور کسی کھانے مین حق تعالےٰ نے یہ تاثیر نہین رکھی ہے مگر گیہون مین آپ اسے کہان رکھیے گا عرش پر یا کرسی پر یا بہشت کی نہرون مین یا درختون کے نیچے دنیا مین جائیے کہ ایسی نجاستون کی جگہ وہین ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام سے پوچھا کہ باوصف اس عمر دراز کے آپ نے دنیا کو کیسا پایا کہا جیسے دو دروازون کا گھر ایک دروازہ سے اندر آیا ایک سے نکلگیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ ہمین ایسی کوئی چیز بتائیے جس سے حق تعالےٰ ہمین دوست رکھے فرمایا کہ دنیا کو دشمن رکھو تا کہ حق تعالےٰ تمھین دوست رکھے اسقدر حدیثین کافی ہین لیکن اس باب مین صحابہؓ اور بزرگون کے اقوال بھی ہین امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب حضرت علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جسنے یہ کام کیے اُسنے جنت ڈھونڈھنے اور دوزخ سے بھاگنے مین کچھ نہین باقی رکھا خدا کو پہچانا اور اسکی فرمانبرداری کی شیطان کو جانا اور اسکی مخالفت پر کمر باندھی حق بات کو پہچانا اور اسکو مضبوط پکڑا باطل بات کو سمجھا اور اس سے دست بردار ہوگیا دنیا کو پہچانا اور ترک کیا آخرت کو پہچانا اسکی تلاش مین قائم ہوگیا ایک حکیم کا قول ہے کہ دنیا مین جو چیز حق تعالےٰ تجھے عنایت کرتا ہے وہ تجھ سے پہلے کسی کو دے چکا ہوگا اور تیرے بعد اور کسی کے واسطے رہے گی تو اسپر کیا دل لگاتا ہے صبح شام کے کھانے کے سوا دنیا مین اور کچھ تیرا حصہ نہین ہے اسقدر کے واسطے اپنے تئین ہلاک نہ کر اور دنیا سے بالکل روزہ رکھ حتی کہ آخرت مین افطار کر کیونکہ ہوا و ہوس دنیا کا سرمایہ ہے اور ہاویہ یعنی دوزخ اسکا فائدہ ہے ایک شخص نے حضرت ابو عازم رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا کہ مین دنیا کو دوست رکھتا ہون کیا کرون کہ یہ دوستی میرے دل سے جاتی رہے فرمایا کہ جو کچھ کھاؤ وجہ حلال سے کھاؤ اور بیجا صرف نہ کرو کہ اسکی دوستی تجھے کچھ نقصان نہ کریگی اور حقیقت مین یہ اسواسطے کہا کہ وہ سمجھے کہ جب ایسا کریگا تو اسپر دنیا خود منغص ہوجائیگی اور اسکے دلمین بُری معلوم ہوگی حضرت یحییٰ بن معاذ کا قول ہے کہ دنیا شیطان کی دکان ہے اسکی دکان سے کچھ نہ اُٹھا ورنہ شیطان خواہ نخواہ تیرے پیچھے پڑیگا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ اگر دنیا سونے کی ہوتی اور فانی ہوتی اور آخرت مٹی کی ہوتی اور باقی ہوتی تو عقل پر واجب تھا کہ جو مٹی باقی رہے گی اس کو اس سونے سے جو فنا ہوجائے گا بہت دوست رکھتی پھر کیونکر ہو کہ تو فانی مٹی کو باقی سونے پر اختیار کرے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ دنیا سے پرہیز کرو کہ مین نے سنا ہے کہ جو شخص دنیا کو بزرگ جانے گا قیامت مین اسے ٹھہرا کر اسکے سر پر منادی کرینگے کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس چیز کو حق تعالےٰ نے حقیر جانا اسے اسنے بزرگ جانا حضرت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ دنیا مین جو شخص ہے وہ مہمان ہے اور جو کچھ اسکے پاس ہے وہ عاریت ہے اور مہمان کا انجام جانا ہے اور عاریت کا انجام پھیر لینا ہے لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی کہ بیٹا دنیا آخرت کے عوض بیچ کہ دونون کا فائدہ اٹھا اور آخرت کو دنیا کے بدلے نہ بیچنا کہ دونون کا نقصان اُٹھائیگا حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خلق کیطرف بھیجا تو ابلیس کا لشکر ابلیس کے پاس گیا کہ حقتعالےٰ نے ایسے رسول کو بھیجا اب ہم کیا کرین ابلیس نے پوچھا کہ بھلا وہ لوگ دنیا کو دوست رکھتے ہین اُسکے لشکریون نے کہا ہان ابلیس نے کہا تو کچھ تردد نہ کرو اگر بت نہ پوجا نہ پوجا مین محبت دنیا مین ان لوگون کو اس بات پر آمادہ رکھونگا کہ جو کچھ لین ناحق پر لین اور جو کچھ دین ناحق پر دین اور جو کچھ رکھ چھوڑین ناحق پر رکھ چھوڑین اور تمام شر انھین تین کامون کے تابع ہین حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کا قول ہے کہ اگر حق سبحانہ تعالیٰ تمام دنیا حلال و بیحساب مجھے عنایت فرمائے تو جسطرح تم مردار سے ننگ رکھتے ہو اس طرح مین اُس سے ننگ و عار رکھون حضرت عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالےٰ عنہ امیر شام تھے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب وہان پہونچے تو انکے گھر مین کچھ نہ دیکھا مگر ایک تلوار ایک سپر ایک رحل فرمایا تم نے گھر مین ضروری چیزین کیون نہ مہیا کین کہا جہان مین جاتا ہون یعنی قبر مین وہان یہی کافی ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہما اللہ تعالےٰ کو خط لکھا کہ وہ دن آیا سمجھ جس دن وہ شخص مریگا جسکی موت سب سے اخیر اور بعد لکھی ہے اس سے زیادہ اور کچھ نہ لکھا خلیفہ نے جواب لکھا کہ وہ دن آیا جانیے جبدن آپ کہین گے دنیا پیدا ہی نہین ہوئی ہمیشہ آخرت ہی تھی کسی بزرگ کا قول ہے کہ جو شخص موت کو حق جانتا ہے اس سے تعجب ہے کہ پھر کیونکر خوش ہوتا ہے اور جو دوزخ کو حق جانتا ہے اس سے تعجب ہے کہ پھر کس طرح ہنستا ہے اور جو دیکھتا ہے کہ دنیا کسی کے پاس نہین ٹھہرتی اس سے تعجب ہے کہ پھر کس طرح اس سے دل لگاتا ہے اور جو تقدیر کو حق جانتا ہے اس سے عجب ہے کہ دنیا کے ساتھ کیونکر دل مشغول رکھتا ہے حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ آدمی توبہ اور اطاعت کو روز پیچھے ڈالدیتا ہے اور راست گوئی کو بیکار کر دیتا ہے تاکہ اسکی منفعت دوسرے کو حاصل ہو حضرت ابو حازم رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ دنیا مین ایسی کوئی چیز نہین کہ تو اسکے سبب سے خوش ہو اور اسکے نیچے ایسی کوئی چیز نہ ہو جسکے سبب سے تو غمگین ہو صاف خوشی تو حق تعالےٰ نے دنیا مین پیدا ہی نہین کی حضرت حسن بصری قدس سرہٗ کہتے ہین کہ جو شخص دنیا سے جاتا ہے مرتے وقت تین حسرتین اسکا ٹیٹوا دبائے ہوتی ہین ایک تو یہ کہ جو کچھ اسنے جمع کیا تھا سیر ہو کر نہ کھایا اور جو امید رکھتا تھا اس امید کو نہ پہونچا اور آخرت کا کام جیسا چاہیے تھا ویسا نہ کیا حضرت محمد ابن المنکدر قدس سرہٗ کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص تمام عمر ہر روز روزہ رکھے اور رات بھر نماز پڑھا کرے اور حج اور جہاد کرے اور سب حرام چیزون سے پرہیز کرے لیکن دنیا اسکے نزدیک بڑی چیز ہو تو قیامت مین اس شخص کو کہین گے کہ یہ وہ ہے جسنے اس چیز کو بڑا مانا جسے حق تعالےٰ نے حقیر کیا تھا اسکا کیا حال ہوگا اور ہم مین کون شخص ایسا نہین ہے ساتھ اسکے گناہ بھی بہت ہین اور فرائض مین بھی قصور کرتے ہین مصرع بجیرتم کہ سر انجام ما چہ خواہد بود ۞ اور بزرگون نے کہا ہے کہ دنیا ایک سرائے ویران ہے اور اس شخص کا دل اس سے بھی زیادہ ویران ہے جو طلب دنیا مین مشغول ہے اور بہشت ایک سرائے آباد ہے اور وہ دل اس سے بھی زیادہ آباد ہے جو طلب بہشت مین مشغول ہے حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ نے ایک شخص سے پوچھا کہ تو خواب مین درم کو دوست

رکھتا ہے یا جاگتے ہین دینار کو اسنے کہا کہ جاگتے ہین دینار کو فرمایا کہ تو جھوٹ کہتا ہے کیونکہ دنیا خواب ہے اور آخرت جاگنا ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے تو اُسکو بہت دوست رکھتا ہے حضرت یحییٰ بن معاذ قدس سرہٗ کہتے ہین عقلمند وہ شخص ہے جو تین کام کرے دنیا سے دستبردار ہو جائے قبل اسکے کہ دنیا خود اس سے دست بردار ہو اور قبر تعمیر کرے قبل ازین کہ قبر مین جائے اور حق سبحانہٗ تعالےٰ کو خوشنود کرے پیش ازین کہ اسکے دیدار سے مشرف ہو اور کہا ہے کہ دنیا کی شومی اس درجہ ہے کہ اُسکی آرزو خدا سے غافل کرتی ہے پھر دنیا کے پانے کا کیا کہنا حضرت بکر بن عبداللہ قدس سرہٗ کہتے ہین کہ جو شخص چاہے کہ دنیا داری کے ساتھ اپنے تئین دنیا سے بے پروا کر دے اسکی مثال اس آدمی کی ایسی ہے جو آگ بجھایا چاہے اور سوکھی لکڑیاں اسمین ڈالتا جائے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ دنیا چھ چیزون سے عبارت ہے کھانے پینے پہنے سونگھنے سوار ہو بیٹھنے نکاح کرنے کی چیز سے کھانے کی چیزون مین سب سے بہتر شہد ہے وہ مکھی کے منھ سے نکلتا ہے پینے کی چیزون مین سب سے بہتر پانی ہے اسمین تمام جہان برابر ہے پہننے کی چیزون مین سب سے زیادہ عمدہ ریشم ہے وہ کیڑون سے پیدا ہوتا ہے سونگھنے کی چیزون مین سب سے پاکیزہ تر مشک ہے وہ ہرن کا خون ہے سوار ہو بیٹھنے کی چیزون مین سب سے شریف تر گھوڑا ہے سب مرد اُنکو اسکی پیٹھ پر قتل کرتے ہین سب شہوتون مین بڑی عورت کی خواہش ہے اسکا حاصل یہ ہے کہ متنا متنی مین جاتا ہے اور عورت مین جو چیز بہتر ہے وہ اُسے سنوارتی ہے اور جو چیز عورت مین بدتر ہے تو اُسے ڈھونڈھتا ہے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کہتے ہین کہ اے مسلمانون حق تعالےٰ نے تمھین ایک کام کیواسطے پیدا کیا ہے اگر تم اسکا ایمان نہ رکھوگے تو کافر ہو اور اگر ایمان رکھتے اور آسان جانتے ہو تو احمق ہو حق تعالیٰ نے تم کو ہمیشہ رہنے کے واسطے پیدا کیا ہے مگر ایک سرا سے دوسری سرا مین لے جائےگا **دنیائے بد کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ اس کی ایک فصل عنوان مسلمانی مین بیان کی ہے یہان اسقدر جاننا چاہیے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے دنیا اور جو کچھ دنیا مین ہے وہ ملعون ہے مگر اسمین سے جو چیز خدا کے واسطے ہے اب یہ جاننا چاہیے کہ خدا کے واسطے کیا چیز ہے کہ وہ مذموم نہین ہے اور اسکے سوا جو کچھ ہے وہ ملعون ہے اور اسکی محبت سب گناہون کی افسر ہے اے عزیز جان تو کہ جو کچھ دنیا مین ہے وہ تین قسم پر ہے ایک قسم وہ چیز ہے کہ اسکا ظاہر و باطن دونون دنیا سے ہین اور وہ خدا کے واسطے نہین ہو سکتی کیونکہ وہ گناہون مین سے ہے اور نیت وقصد سے گناہ خدا کے واسطے نہین ہو جاتے اور مباح چیزون مین عیش وعشرت اسی قبیل سے ہے کیونکہ وہ محض دنیا ہے اور تکبر اور غفلت کا تخم اور تمام گناہون کا سرمایہ ہے دوسری قسم وہ چیز ہے جو صورت کی رو سے تو خدا کے واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ نیت کے سبب سے منجملہ دنیا ہو جائے وہ تین چیزین ہین فکر ذکر خواہشون کی مخالفت کہ یہ تینون چیزین اگرچہ آخرت اور رضا کی محبت کے سبب سے ہون تو گو کہ دنیا مین ہین لیکن خدا کیواسطے ہین اور اگر فکر سے طلب علم مقصود ہو تاکہ اس علم کے سبب سے مقبولیت اور مرتبہ حاصل ہو اور اس ذکر سے یہ غرض ہو کہ پارسا جانکر لوگ اسے دیکھین اور دنیا سے ہاتھ روکنے مین یہ مطلب ہو کہ لوگ اسے زاہد جانکر دیکھین تو دنیا مین سے یہ باتین مذموم اور ملعون ہین اگرچہ صورت کی رو سے ایسی معلوم ہوتی ہین کہ خدا ہی کے واسطے ہین تیسری قسم وہ چیز ہے جو بظاہر تو حظ نفس کے

واسطے ہے لیکن ممکن ہے کہ قصد اور نیت کرنے سے خدا کے واسطے ہو جائے دنیا سے نہ رہے جیسے کھانا کھانا تاکہ اس سے عبادت کے واسطے قوت مقصود ہو اور نکاح کرنا جب اس سے فرزند مقصود ہو اور تھوڑا مال ڈھونڈھنا جبکہ اس سے فراغت طاعت اور خلق سے بے پروائی مقصود ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کو لاف اور تفاخر کے واسطے تلاش کرتا ہے وہ خدا کو اپنے اوپر غصّہ مین دیکھے گا اور اگر اسواسطے تلاش کرتا ہے کہ خلق سے بے نیاز ہو جائے وہ قیامت کے دن جب آئیگا تو اسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کی طرح نورانی ہو گا تو دنیا وہ ہے جس مین فی الحال حظ نفس ہے اور آخرت کو کچھ اس کی حاجت نہین اور جس چیز کی آخرت کو حاجت ہے جب وہ آخرت کیواسطے ہو گی تو دنیا سے نہین جیسا راہ حج مین سواری کے جانور کا چارہ منجملہ زاد حج ہے اور جو چیز دنیا سے ہے اسے حق تعالےٰ نے ہوا ارشاد کیا ہے کہ فرمایا وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى دوسری جگہ حقتعالیٰ نے تمام دنیا کو پانچ چیزون مین جمع کیا ہے اور ارشاد فرمایا اِنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ یعنی دنیا سب پانچ چیزین ہین کھیل اور خواہشون کی خوشی اور اپنے تئین آراستہ کرنا اور دوسرون سے تفاخر کرنا اور جھگڑنا اور مال و اولاد کی زیادتی ڈھونڈھنا اور جن چیزون مین یہ پانچون جمع ہین ان کو ایک اور آیت مین یون جمع کیا ہے زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ الآیہ یعنی خلق کے دل مین ان سب چیزون کی محبت کو آراستہ کر دیا ہے جورو لڑکے سونا چاندی گھوڑا کھیتی یعنی گائے بیل اونٹ بکری ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا دنیا مین خلق کی یہی برخورداری ہے اے عزیز جان تو کہ ان سب چیزون مین سے جو چیز آخرت کے کام کیواسطے ہے وہ بھی آخرت مین سے ہے اور عیش و عشرت زائد از قدر کفایت آخرت کے واسطے نہین ہے بلکہ دنیا کے تین درجے ہین ایک بقدر ضرورت کھانا پینا اور مسکن ہے اسکے اور امقدار زینت اور زیادتی تجمل ہے وہ کچھ انتہا ہی نہین رکھتی جسنے ضرورت کی قدر پر قناعت کی وہ جنت مین ہے اور جو تجمل کے درجے پر گیا وہ دوزخ مین پڑا کہ اسکی کچھ انتہا ہی نہین جس نے بقدر حاجت پر اقتصار کیا وہ خطر سے خالی نہین کیونکہ حاجت کے دو کنارے ہین ایک ضرورت سے نزدیک ہے اور ایک تنعم سے نزدیک ہے اور ان دونون کنارون کے درمیان مین دو درجے ہین کہ وہ کمال اجتہاد سے آدمی جان سکتا ہے اور شاید جس زیادتی کی حاجت نہ ہو اُسے حاجت کے حساب مین شمار کرے اور روز حساب کے خطر مین پڑ جائے اور بزرگون اور احتیاط والے لوگون نے اسی سبب سے بقدر ضرورت پر قناعت کی ہے اس قناعت مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ پیشوا اور مقتدیٰ ہین کہ انھون نے اپنے اوپر دنیا کو اسقدر تنگ پکڑا تھا کہ لوگ انھین دیوانہ جانتے تھے اور ایسا ہوتا تھا کہ سال سال دو دو سال تک لوگ انکی صورت نہ دیکھتے تھے کہ کہان ہین فجر کی اذان کے وقت باہر چلے جاتے تھے اور عشا کی نماز کے بعد تشریف لاتے تھے راستہ مین چھوہارے کی گٹھلیان چن چن کر کھایا کرتے اگر کھانے کی قدر خرمے پا جاتے تو انکی گٹھلیان خیرات دیتے نہین تو گٹھلیون سے روزہ افطار کرنے کی قدر خرمے مول لیتے گھورے پر سے چیتھڑے چن چن کر دھو دھو کر لباس بناتے لڑکے پتھر مارتے کہ یہ شخص دیوانہ ہے وہ فرماتے کہ میان لڑکو چھوٹے چھوٹے پتھر مارو کہ مین وضو اور نماز سے معذور نہ ہو جاؤن یہی سبب تھا کہ رسول مقبول

صلے اللہ علیہ وسلم نے انھین کبھی نہین دیکھا تھا اور بہت تعریف فرماتے تھے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو انکے حق مین وصیت کی تھی جب امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ منبر پر تھے اور اہل عراق کو دیکھا کہ جمع ہین فرمایا کہ جو شخص عراقی ہے وہ کھڑا ہو جائے سب عراقی کھڑے ہو گئے فرمایا کہ جو کوفی ہو بیٹھ جائے سب بیٹھ گئے پھر فرمایا کہ جو قرن کے رہنے والے نہ ہون وہ بھی بیٹھ جائین وہ بیٹھ گئے ایک شخص کھڑا رہ گیا پوچھا کہ تو کیا قرن کا باشندہ ہے اُسنے کہا ہان فرمایا کہ اویس قرنی کو جانتا ہے اُسنے عرض کی جانتا ہون وہ تو اس درجہ حقیر ہے کہ اس لائق نہین کہ آپ اسکی بات کیجیے کیونکہ ہم لوگون مین اس سے زیادہ احمق اور دیوانہ اور محتاج اور ناکس کوئی نہین ہے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضؓ نے جب یہ سنا تو روئے اور فرمایا کہ مین انھین اسو اسطے تلاش کرتا ہون کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ قبیلۂ ربیعہ اور مضر کی گنتی کے برابر لوگ انکی شفاعت سے جنت مین جائین گے اور ربیعہ اور مضر دو قبیلے تھے کہ کثرت کی وجہ سے لوگ انکے شمار مین نہین آسکتے تھے حضرت ہرم بن حبان کہتے ہین کہ مین نے جب یہ حال سنا تو کوفے گیا اور حضرت اویس قرنی کو تلاش کیا حتیٰ کہ فرات کے کنارے وضو کرتے اور کپڑے دھوتے پایا چونکہ انکی تعریف سن چکا تھا اس سبب سے مین نے پہچانکر سلام کیا انھون نے جواب دیا اور مجھے دیکھا مین نے چاہا کہ ان کا ہاتھ پکڑلون مگر ہاتھ مجھے نہ دیا مین نے کہا رَحِمَكَ اللّٰهُ يَا اُوَيْسُ وَغَفَرَ لَكَ[1] تم کیسے ہو یہ کہہ کر ان کی غریبی اور شکستہ حالی دیکھ کر مجھے شفقت اور محبت جو ان پر آئی تو مین بے اختیار رونے لگا وہ بھی روئے اور کہا حَيَّاكَ اللّٰهُ يَا هَرِمُ بْنَ حَبَّانَ[2] میرے بھائی تم کیسے ہو اور تمھین میرا پتا نشان کس نے بتایا مین نے کہا تم نے میرا اور میرے باپ کا نام کیونکر پہچانا تم نے مجھے کبھی دیکھا ہی نہین کہا نَبَّانِیَ الْعَلِيْمُ الْخَبِیْرُ یعنے اس خدا نے مجھے خبر دی جسکے علم سے کوئی چیز باہر نہین اور میری روح نے تیری روح کو پہچان لیا کہ مسلمانون کی روحون کو ایک کو دوسرے کی خبر ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے آشنا ہوتی ہین گو کہ ایک نے دوسرے کو نہ دیکھا ہو مین نے کہا کچھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کر دو تاکہ میرے پاس تمھاری یادگاری رہے کہا میرا تن و جان حضرت رسول صلے اللہ علیہ وسلم پر قربان مین آپ کی قدمبوسی سے مشرف نہین ہوا ہون آپ کی حدیثین اورون سے سنی ہین مین یہ نہین چاہتا کہ حدیث کا راوی بنون اور محدث مفتی واعظ ہو جاؤن مجھے ایسا شغل ہے کہ ان باتون مین مین مشغول نہین ہوتا مین نے کہا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت میرے سامنے پڑھیے کہ مین آپ کی زبان سے سُن لون اور میرے واسطے دعا کیجیے اور مجھے کچھ نصیحت فرمائیے کہ مین آپ کو للہ بہت ہی دوست رکھتا ہون پس فرات کے کنارے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ یہ کہکر رونے لگے پھر فرمایا کہ میرا مالک یون ارشاد فرماتا ہے اور اسکا کلام راست اور حق ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ مَا خَلَقْنٰهُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ[3] تک پڑھا اور

[1] رحم کرے اللہ تعالیٰ تیرے اویس اور بخشدے تمھین ۱۲ [2] خدا تمھین خوش رکھے یا ہرم بن حبان ۱۲ [3] اور نہین پیدا کیا ہے آسمانون اور زمین کو اور جو چیزین ان دونون کے درمیان مین ہین کھیلتے کھیلتے اور نہین پیدا کیا ہم نے ان دونون کو مگر ساتھ درست کے ساتھ لیکن اکثر لوگ نہین جانتے اور اس آیت کے بعد یہ ہے اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْئًا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ تحقیق فصل کا دن قیامت جسکے لیے معین ہے جسدن کوئی دوست اپنے دوست کو کسی شے سے مستغنی نہ کرے گا اور نہ اس روز مدد کیے جائین گے مگر جس پر خدا کا رحم ہو وہی خدا غالب رحم والا ہے ۱۲

اور ایسی ایک چیخ ماری کہ مین سمجھا کہ بیہوش ہوگئے اور کہا کہ اے ابن جبان تیرا باپ مرگیا اور قریب ہے کہ تو بھی مرجائیگا یا بہشت مین جائیگا یا دوزخ مین تیرے دادا حضرت آدم علیہ السلام مرگئے حضرت حوا علیہا السلام مرگئین حضرت ابراہیم خلیل اللہ مرگئے حضرت موسیٰ کلیم اللہ مرگئے حضرت داؤد خلیفۃ اللہ مرگئے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے انکے خلیفہ ابوبکر صدیق چل بسے میرے بھائی اور دوست عمر فاروق نے بھی دنیا سے کوچ کیا واعمراہ واعمراہ مین نے کہا اے اویس خدا تجھ پر رحمت کرے حضرت عمر تو نہین مرے ہین کہا میرے خدا نے مجھے خبر دی کہ عمر فاروق مرگئے پھر کہا مین اور تو بھی مُردون مین سے ہون اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور تھوڑی سی دعا کی اور کہا کہ نصیحت یہ ہے کہ کتاب اللہ اور صالحون کی راہ تو اختیار کر اور ایک ساعت بھی موت کی یاد سے غافل نہ رہ جب اپنی قوم کے پاس جا تو انکو نصیحت کر اور خلق خدا کو نصیحت کرنا نہ چھوڑ اور جماعت امت کی موافقت سے قدم بھر بھی پاؤن ہٹانا ورنہ فوراً بیدین ہوجائیگا اور جانیگا بھی نہین اور دوزخ مین پڑیگا اور کہا اے ہرم ابن جبان دوبارہ نہ تو مجھے دیکھیگا نہ مین تجھے مجھے دعا کے ساتھ یاد رکھنا کہ مین بھی تجھے دعا کے ساتھ یاد کرونگا تو اسطرف جا مین اس جانب جاؤن مین نے چاہا کہ ایک ساعت ان کی ہمراہی کرون نہ آنے دیا اور رونے لگے اور مجھے رُلانے لگے مین انکے پیچھے دیکھتا تھا حتیٰ کہ ایک گلی مین چلے گئے پھر انکی خبر نہ ملی اے برادر اس بات کو باور کر کہ جن لوگون نے دنیا کی آفت کو پہچانا ہے انکی سیر مین ایسی ہی کچھ ہوا کرتی ہین اور انبیا و اولیا علیہم السلام کی یہی راہ ہے یہی لوگ اہل احتیاط اور عاقبت اندیش ہین اگر تو اس درجہ کو نہ پہونچے تو اس سے کم نہ رہ کہ قدر حاجت پر اقتصار کر اور عیش و عشرت کی راہ ایکبار بھی نہ اختیار کر تاکہ خطر عظیم مین نہ پڑ جائے اسقدر دنیا کا حال کافی ہے باقی تو عنوان مین ہم بیان کر چکے ہین واللہ تعالےٰ اعلم ۵

چھٹی اصل محبت مال کے علاج اور بخل و حرص کی آفت اور سخاوت کی تعریف کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ دنیا کی بہت سی شاخین ہین اسکی شاخون مین سے ایک شاخ مال و نعمت ہے ایک شاخ جاہ و حشمت ہے اسی طرح اور شاخین بھی ہین لیکن مال کا فتنہ بہت بڑا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اسے عقبہ کہا ہے فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَآ اَدْرٰكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ اَوْ اِطْعَامٌ فِيْ يَوْمٍ ذِيْ مَسْغَبَةٍ اور اس سے زیادہ کوئی سخت گھاٹی نہین ہے کیونکہ آدمی کو اس سے چارہ نہین اس واسطے کہ یہ موجب عیش و عشرت بھی ہے اور زاد آخرت بھی ہے اسلیے کہ بندہ کو قوت لباس مسکن ضرور ہے اور یہ عین مال ہے اور مال ہی سے ہاتھ آتا ہے تو اسکے نہ پانے مین صبر نہین ہے اور پانے مین سلامتی نہین ہے اگر یہ نہ ہو تو محتاجی کا سامنا ہے کہ اس سے خوف کفر ہے اور اگر ہو تو آدمی تونگر ہے اسمین غرور اور تکبر کا خطر ہے فقیر کی دو حالتین ہین ایک حرص دوسری قناعت قناعت اچھی صفت ہے اور حرص کی بھی دو حالتین ہین ایک لوگون سے طمع کرنا دوسری اپنے ہاتھ سے کسب کرنا اپنے ہاتھ سے کسب کرنا اچھا کام ہے اور امیر کی بھی دو حالتین ہین ایک بخل و امساک یہ بُری صفت ہے دوسری دہش اور سخاوت اور دینے والے کی دو حالتین ہین ایک اسراف دوسری میانہ روی ان دونون حالتون مین ایک بد ہے اور دوسری سے ملی ہوئی ہے اسکا پہچاننا بھی ضرور ہے غرضکہ مال آفت اور فائدے سے خالی نہین اور دونون کو پہچاننا فرض ہے تاکہ لوگ اسکی آفت سے

حذر کرین اور فائدے کے موافق اُسے ڈھونڈھین **محبت مال کی کراہت کا بیان** حق تعالے ارشاد فرماتا ہے لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ یعنے مال اور اولاد جسے خدا کی یاد سے غافل کردے وہ اہل خسران اور زیانکارون مین سے ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مال وجاہ کی محبت دل مین نفاق کو اسطرح اُگاتی ہے جسطرح پانی سبزے کو اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسی جاہ و مال کی محبت مرد مسلمان کے دین مین تباہی ڈالتی ہے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہؐ آپ کی امت مین سب سے بدتر کون لوگ ہین فرمایا امیر لوگ اور فرمایا کہ میرے بعد ایک قوم پیدا ہوگی کہ وہ لوگ اقسام اقسام کے خوش مزہ کھانے کھائین گے اور طرح طرح کی عمدہ پوشاک پہنین گے اور خوبصورت عورتین رکھینگے اور بیش قیمت گھوڑے باندھین گے تھوڑے مین اُنکا پیٹ نہ بھریگا بہت پر قناعت نہ کرینگے اُنکی تمام ہمت طلب دنیا مین مصروف ہوگی دنیا کو خدا جانتے ہونگے جو کچھ کرینگے دنیا ہی کیواسطے کرینگے مین جو محمدؐ ہون تم کو میرا حکم ہے کہ تمھاری اولاد مین جو شخص اُن لوگون کو پائے ان کو سلام نہ کرے انکی بیمار پرسی نہ کرے انکے جنازے کے ساتھ نہ جائے انکے بزرگون کی عزت و حرمت نہ کرے اور جو کوئی یہ باتین کریگا وہ اسلام کو ویران کرنے مین انکا یار و مددگار ہوگا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کو دنیا دارون کے ساتھ چھوڑو کیونکہ جسنے قدر کفایت سے زیادہ اسمین سے لیا تو وہ اسکی ہلاکت ہے اور وہ جانتا بھی نہین اور فرمایا ہے کہ آدمی ہمیشہ کہا کرتا ہے کہ میرا مال میرا مال اسکے سوا تیرے مال مین سے تیرا اور کیا ہے کہ تو کھائے اور زیست و نابود کردے پہنے اور پُرانا کر ڈالے صدقہ دے اور ہمیشہ کے واسطے چھوڑے ایک شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ کیا سبب ہے کہ مین سامان مرگ نہین رکھتا ہون فرمایا کہ تو مال رکھتا ہے اسنے عرض کی رکھتا ہون فرمایا کہ اُسے پہلے سے بھیجدے یعنے خیرات کردے اسواسطے کہ آدمی کا دل مال کے ساتھ لگا رہتا ہے اگر چھوڑ جاتا ہے تو چاہتا ہے کہ رہے اور اگر بھیج دیتا ہے تو چاہتا ہے کہ جائے اور فرمایا ہے کہ آدمی کے تین دوست ہین ایک تو وہ جو اسکے ساتھ وفا کرے مرتے دم تک اور ایک لب گور تک اور ایک قیامت تک جو مرتے دم تک وفا کرتا ہے وہ مال ہے اور جو لب گور تک آدمی کے ساتھ جاتا ہے وہ عزیز و قریب ہین اور جو قیامت تک آدمی کے ساتھ رہتا ہے وہ اسکے اعمال ہین اور فرمایا ہے آدمی جب مرتا ہے تو لوگ کہتے ہین کیا چھوڑ مرا اور فرشتے کہتے ہین کہ پہلے سے کیا بھیج رکھا اور فرمایا ہے کہ ریاست اور زمینداری نہ پیدا کرو ورنہ دنیا کو دوست رکھنے لگوگے حواریین نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اسکا کیا سبب ہے کہ آپ پانی پر چل سکتے ہین اور ہم نہین چل سکتے فرمایا کہ تمھارے دلون مین سونا چاندی کیسا ہے اُنھون نے عرض کی اچھا ہے فرمایا کہ میرے نزدیک خاک کے برابر ہے بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ایک شخص نے حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالے عنہ کو ستایا انھون نے کہا کہ بار خدایا تندرستی اور بڑی عمر اور بہت مال تو اسے عنایت فرما اس دعا کو سب دعاؤن مین بدتر جانا کیونکہ جسے حق تعالے نے یہ چیزین عطا کین تو خواہ نخواہ تکبر اور غفلت اُسے آخرت سے غافل کرکے ہلاک اور تباہ کرینگے حضرت امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے ہتھیلی پر ایک درم رکھکر فرمایا کہ تو وہ چیز ہے کہ جبتک میرے ہاتھ سے نہ نکلجائے تب تک مجھے کچھ فائدہ نہ ہو حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ قسم خدا کی جسنے چاندی سونا عزیز رکھا حق تعالے نے اسے خوار

و ذلیل کیا روایت ہے کہ جب لوگون نے پہلے پہل درم دینار بنائے ابلیس انھین اُٹھالیگیا اور اپنی آنکھون پر ملکر بوسہ دیکر کہا کہ تجھے جو کوئی دوست رکھے حق یہ ہے کہ وہ میرا بندہ ہے حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ درم دینار بچھو ہین جب تک انکا منتر نہ سیکھ لے تب تک انھین ہاتھ نہ لگا ورنہ انکے زہر سے تو ہلاک ہوجائیگا لوگون نے پوچھا انکا منتر کیا ہے کہا آمدنی حلال سے ہو اور خرچ برحق اور بجا ہو مسلمہ ابن عبدالملک خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالے کے پاس ان کی وفات کے وقت گئے اور کہا کہ یا امیر المؤمنین تم نے ایسا کام کیا ہے کہ کبھی کسی نے نہین کیا تیرہ[۱۳] بیٹے رکھتے ہو اور انکے واسطے ایک درم اور ایک دینار نہ چھوڑا کہا مجھے اٹھا بٹھا لو لوگون نے بٹھادیا کہا کہ سنو مین نے نہ تو انکی کوئی ملک اورون کو دیدی اور نہ اورون کی کوئی ملک انھین دی میرا بیٹا یا قابل اور مطیع خدا ہوگا یا ناقابل ہوگا اور جو مطیع اور لائق ہوگا اسے اللہ بس ہے اور جو نالائق ہوگا وہ کسی حالت مین گرفتار ہو مجھے کچھ پروا نہین حضرت محمد ابن کعب القرظی رحمہ اللہ تعالے نے بہت سا مال پایا لوگون نے کہا کہ اسے اپنے بیٹون کے واسطے چھوڑ دو کہا نہین مین یہ مال اپنے واسطے خدا کے پاس چھوڑ ونگا اور حق تعالے کو اولاد کے واسطے چھوڑ ونگا تاکہ حق تعالے انھین اچھا رکھے حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ مالدار کے واسطے مرتے وقت دو مصیبتین ہین کہ اور کسی کو نہین ہین ایک تو یہ کہ سب مال اس سے چھین لیتے ہین دوسرے یہ کہ تمام مال کے واسطے اسے ماخوذ کر کے باز پرس کرتے ہین **فصل** اے عزیز جان تو کہ مال اگرچہ کئی وجہ سے برا ہے مگر ایک وجہ سے اچھا بھی ہے کیونکہ مال مین شر بھی ہے خیر بھی ہے اسی وجہ سے حق سبحانہ تعالے نے اسے خیر ارشاد کیا اور فرمایا اِنْ تَرَكَ خَيْرَاً نِ الْوَصِيَّةُ الآیۃ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اچھے آدمی کے واسطے اچھا مال اچھی چیز ہوتا ہے اور فرمایا کَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا یعنے یہ خوف ہے کہ افلاس کفر کا سبب ہوجائے اور سبب یہ ہے کہ جب کوئی شخص اپنے تئین ایک ایک روٹی کا محتاج دیکھتا ہے اور اسمین جانکنی کرتا ہے اور اپنے اہل و عیال کو رنجیدہ دیکھتا ہے اور دنیا مین بہت سی نعمتین نظر آتی ہین تو شیطان اس بیچارے سے کہتا ہے کہ معاذ اللہ خدا کا یہ کیا عدل و انصاف ہے اور خدا نے کیا بے قرینہ تقسیم کی ہے فاسق کو تو اتنا مال دیدیا کہ اس کو معلوم بھی نہین کہ کیا کچھ رکھتا ہون اور کیا کرونگا اور بیچارون کو بھوکون مارتا ہے اور ایک درم نہین دیتا خدا اگر تیری حاجت نہین جانتا تو اسکے علم مین خلل ہے اور اگر جانتا ہے اور دے نہین سکتا تو اسکی قدرت مین نقصان ہے اور اگر جانتا بھی ہے اور دے بھی سکتا ہے اور پھر نہین دیتا تو اسکی بخشش اور رحمت مین فتور ہے اور اگر اسواسطے نہین دیتا کہ آخرت مین ثواب دیگا اور فاقون کی تکلیف کے بغیر بھی ثواب دے سکتا ہے تو پھر کیون نہین دیتا اور اگر نہین دے سکتا ہے تو اسکی قدرت کاملہ نہین اور ان سب باتون کے ساتھ اعتقاد کرنا کہ وہ رحیم ہے اور جواد و کریم ہے اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہے اور اسکا خزانہ نعمتون سے بھرا ہوا ہے کسی مصلحت سے نہین دیتا یہ دشوار ہے یہان پر شیطان وسوسہ کی گنجائش پاکر قضا و قدر کا مسئلہ جسکا بھید سبھون پر پوشیدہ ہے سجھاتا ہے تاکہ شاید یہ غصہ اُس مضطر پر غالب ہوجائے اور آسمان کو اور زمانے کو گالیان دینے لگے اور کہہ بیٹھے کہ آسمان احمق ہوگیا اور زمانہ اُلٹا ہوگیا جو لوگ مستحق نہین ہین انھین تمام نعمت دیے دیتا ہے اور تمام عالم کو رنج مین رکھتا ہے اور اگر اس سے کہین کہ یہ آسمان اور زمانہ قدرت خدا کا مسخر ہے تو اگر وہ کہہ بیٹھے کہ نہین ہے تو کافر ہے اور کہے کہ ہان ہے تو گویا سخت کلام حق تعالے کو کہے یہ بھی کفر ہے اسی واسطے

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَاتَسُبُّوا الدَّھرَ فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَالدَّھرُ یعنے زمانے کو برا نہ کہو زمانہ خدا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ تم جسپر اپنے کامون کو حوالہ کرتے ہو اور اسکا نام زمانہ رکھتے ہو وہ خدا کی ذات ہے تو مفلسی سے کفر کی بو آتی ہے مگر اس شخص کے حق مین نہین جسکا ایمان ایسا غالب اور مضبوط ہو کہ مفلسی مین بھی خدا سے راضی رہے اور یہ جانے کہ مفلسی ہی مین میری خیریت ہے لیکن چونکہ اکثر آدمی اس مرتبے اور فہم کے نہین ہوتے تو مال بقدر کفایت کا ہونا اولیٰ تر ہے تو اسواسطے ایک وجہ سے مال اچھی چیز ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سعادت آخرت سب بزرگون کا مقصود ہے اور اس سعادت کو بے تین طرح کی نعمتون کے پہونچنا ممکن نہین ایک اپنے نفس مین ہے جیسے علم اور حسن خلق ایک بدن مین ہے جیسے صحت اور سلامتی ایک بدن کے باہر ہے وہ دنیا ہے بقدر کفایت اور ان تینون نعمتون مین وہ نعمت بہت خسیس ہے جو بدن کے باہر ہے وہ مال ہے اور مال مین خسیس تر اور حقیر تر سونا چاندی ہے اسمین فی نفسہ کوئی فائدہ نہین ہے ہان وہ روٹی کپڑے کے واسطے اور روٹی کپڑا بدن کے واسطے اور بدن حواس اُٹھانے کے لیے اور حواس صیاد عقل کا پھندا بننے کے واسطے اور عقل اسلیے ہے کہ دل کا چراغ اور روشنی ہو تاکہ دل حضرت الٰہیت کو دیکھ سکے اور معرفت الٰہی حاصل کرلے اور خدا کی معرفت تخم سعادت ہے تو سب کی غایت حق تعالےٰ ہے اول بھی وہی ہے آخر بھی وہی ہے اور ان سب کی ہستی اسی کے سبب سے ہے جس نے یہ جان لیا وہ مال دنیا مین سے اسی قدر لے گا جو اس راہ مین کام آئے باقی کو زہر قاتل جانیگا دنیا کا مال اچھے آدمی کے واسطے اچھا ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے پروردگار آل محمد کو قدر کفایت روزی دے اس واسطے کہ آپ نے جانا کہ جو بقدر کفایت سے زیادہ ہے اسمین بوے ہلاکت آتی ہے اور جو بقدر کفایت سے کم ہے اسمین بوے کفر پائی جاتی ہے اور یہ بھی سبب ہلاکت ہے تو جس شخص نے یہ جان لیا وہ مال کو ہرگز دوست نہین رکھتا اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو کسی غرض کیلیے طلب کرتا ہے وہ اسی غرض کو دوست رکھتا ہوگا اس چیز کو نہین جو نفس مال کو دوست رکھتا ہے وہ اندھا اور اوندھی سمجھ کا آدمی ہے اور اسنے مال کی حقیقت کو نہین پہچانا اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ عَبدُالدِّینَارِ وَتَعِسَ عَبدُالدِّرھَمِ یعنی دینار و درم کا بندہ اوندھا ہے اور جو شخص جس چیز کا پابند ہو وہ اس چیز کا بندہ ہے اور جو جس چیز کی طاعت مین ہوتا ہے وہی چیز اسکی خداوند ہوتی ہے اسیواسطے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا وَاجنُبنِی وَبَنِیَّ اَن نَّعبُدَ الاَصنَامَ یعنے عرض کی کہ بارخدایا مجھے اور میرے فرزندون کو بت پوجنے سے محفوظ رکھ بزرگون نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یہان پر بت سے سونا چاندی مراد لیا ہے کیونکہ تمام خلق کے بت یہی ہین کہ سب سونے چاندی کی طرف متوجہ ہین اسواسطے کہ انبیا علیہم السلام کا منصب اس امر سے برتر ہے کہ انہین بت پرستی کا خوف ہوتا

مال کے فائدون اور آفتون کا بیان اے عزیز جان تو کہ مال سانپ کے برابر ہے کہ اسمین زہر بھی ہے تریاق بھی جبتک زہر کو تریاق سے ہم جدا نہ کرلین تب تک اسکا تمام بھید ظاہر نہ ہوگا اسواسطے مال کے فوائد اور آفات ایک ایک پوست کندہ ہم بیان کرتے ہین فوائد مال کی دو قسمین ہین ایک دنیوی اسکے بیان کرنیکی کچھ حاجت نہین سبھی جانتے ہین دوسری دینی اسکی تین قسمین ہین پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی مال کو اپنے اوپر عبادت یا سامان عبادت مین صرف کرے لیکن عبادت جیسے حج اور جہاد ہے اسمین

جو مال صرف کریگا وہ عین عبادت مین صرف ہوا اور سامان عبادت مین جو صرف ہوتا ہے وہ وہ مال ہے جو روٹی کپڑے اور ضروری چیزون مین بقدر کفایت صرف ہو کہ اُس سے عبادتون کی قوت اور فراغت حاصل ہوتی ہے کیونکہ جس چیز کے سبب سے آدمی عبادت کر سکتا ہے وہ چیز بھی عین عبادت ہے اور جسکے پاس بقدر کفایت مال نہ ہوگا وہ تمام دن ہاتھ پاؤن اور دل سے اسے طلب کرنے مین مشغول رہیگا اور عبادت جسکا خلاصہ ذکر و فکر ہے اس سے محروم رہیگا تو فراغت عبادت کے واسطے جب مال بقدر کفایت ہو تو وہ عین عبادت ہے اور دین کے فائدون مین سے ہے منجملۂ دنیا نہین ہے اور یہ بات نیت اور خیال کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اگر راہ آخرت مین فراغت پانا مقصود دلی ہے تو یہ مال بقدر کفایت زاد راہ بھی ہوتا ہے اور خود راہ بھی ہوتا ہے شیخ ابو القاسم گرگانی قدس سرہٗ کی کچھ زمین حلال تھی اس سے روزی بقدر کفایت ملتی تھی خواجہ عبد اللہ فاردی قدس سرہٗ سے مین نے سنا ہے کہ ایکدن اسکا غلہ لوگ لائے تھے شیخ ابو القاسم نے اسمین سے مٹھی بھر اُٹھایا اور فرمایا کہ مین سب متوکلون کے توکل سے اسے بدلا نہ کرون گا فی الحقیقت یہ بھید وہی پہچانے جو مراقبۂ دل مین مشغول ہو کیونکہ وہ جانتا ہے کہ فراغت معاش سلوک راہ دین مین کیا کچھ مدد کرتی ہے دوسری قسم یہ ہے کہ لوگونکو دے اسکے چار طور ہین پہلا طور صدقہ ہے دین و دنیا مین اسکا ثواب بہت بڑا ہے کیونکہ فقیرون کی دعا کی برکت اور ہمت اور خوشنودی کا بہت بڑا اثر ہے جسکے پاس مال نہ ہوگا وہ اس سے عاجز ہوگا دوسرا طور مروت ہے یعنی مہربانی کرے اور دینی بھائی اگرچہ مالدار ہو انکے ساتھ نیکی کرے اور ہدیہ دے اور غمخواری کرے اور لوگون کے حقوق ادا کرتا رہے اور رسوم بجا لائے یہ بات اگرچہ تونگرون کے ساتھ ہو تو بھی اچھی ہے اور سخاوت کی صفت اس سے حاصل ہوتی ہے اور سخاوت بزرگترین اخلاق ہے چنانچہ اسکی تعریف آتی ہے تیسرا طور یہ ہے کہ اسکے سبب سے اپنی عزت بچائے مثلاً شاعر یا طمعدار کو دے اگر نہ دیگا تو اسکے ساتھ زبان درازی کرینگے اور غیبت کرینگے اور فحش بکین گے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ چیز جسکے سبب سے آدمی اپنی آبرو لوگونکی زبان سے بچائے وہ صدقہ ہے کیونکہ بدگوئی اور غیبت کی راہ ان لوگون پر بند کرتا ہے اور خود تشویش کی آفت سے بچتا ہے اگر ایسا نہ کرے تو شاید خود بھی بدلا لینے کا ارادہ کرے اور عداوت بڑھ جائے یہ کام بے مال کے نہین ہو سکتا چوتھا طور یہ ہے کہ اُن لوگون کو مال دے جو اسکی خدمت کرتے ہین کیونکہ جو شخص اپنے سب کام اپنے ہی ہاتھ سے کریگا جیسے دھونا جھاڑنا خریدنا بنانا وغیرہ اس کا تمام وقت ضائع ہوگا اور ایک کے فرض عین کو دوسرا نہین ادا کر سکتا ہے ذکر فکر فرض عین ہے اور جو کام اسکی طرف سے دوسرا شخص کر سکتا ہے اسمین اوقات صرف کرنے سے افسوس ہوگا اسواسطے کہ عمر کم ہے موت قریب ہے سفر آخرت کی راہ دور و دراز ہے اسکا توشہ بہت سے ہے ہر ایک سانس بہت غنیمت ہے جس کام سے بچنا ممکن ہو اسمین مشغول نہونا چاہیے اور بچاؤ بغیر مال کے نہین بن پڑتا کیونکہ مال خدمتگارون کو دیگا تو وہ اسکے کام کرین گے اور اسے محنت سے بچائینگے اور سب کام اپنے ہی ہاتھ سے کرنا اگرچہ موجب ثواب ہے لیکن یہ اُس درجہ والے سے ہوگا جو بدن سے عبادت کرے دل سے نہین لیکن جو شخص کامل دل ہے اور ذکر فکر کی لیاقت رکھتا ہے اسکا کام چاہیے کہ اور کوئی کرے تاکہ جو کام عبادت بدنی سے بہتر ہے اسمین اسے فراغت حاصل ہو تیسری قسم یہ ہے کہ کسی کو معین نہ کرے بلکہ خیرات عام کرے جیسے پل اور سرا اور مسجد اور دار الشفا اور فقرا پر وقف وغیرہ کہ یہ عام خیرات ہے

اور بہت دنون تک رہتی ہے اور ان چیزون کے سببسے دعائین اور برکتین اسکے مرنیکے بعد اسے پہونچتی ہین یہ خیرات بھی بے مال کے نہین ہوسکتی دین مین مال کے یہی فائدے ہین اور دنیا مین مال کے جو فائدے ہین وہ پوشیدہ نہین ہین کہ مال کے سببسے معزز و مکرم ہوتا ہے اور خلق اسکی حاجتمند ہوتی ہے وہ خلق سے بے پروا ہوتا ہے بہت سے دینی بھائی اور دوست بنا سکتا ہے سب کے دلون مین محبوب رہتا ہے حقارت کی نظر سے کوئی اسے نہین دیکھتا اور اس قسم کے بہت دنیوی فائدے ہین **مال کی آفتون کا بیان** بعضی آفتین دنیوی ہین بعضی دینی آفتون کی تین قسمین ہین ایک یہ کہ فسق اور معصیت کی راہ آدمی پر مال آسان کر دیتا ہے اور آدمی کے دل کی خواہشین خود معصیت کی متقاضی ہین لیکن عاجزی اور مفلسی عصمت اور پارسائی کا ایک سببہے جب مال کی بدولت قدرت حاصل ہوگئی تو اگر مبتلاے گناہ ہو جائے گا تو تباہی مین پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو رنج و مصیبت مین پڑیگا کیونکہ جب قدرت ہو تو صبر کرنا بہت مشکل ہوتا ہے دوسری آفت یہ ہے کہ دین مین یہ مرد قوی ہے اور اپنے تئین گناہون سے بچا سکتا ہے جو عیش و عشرت مباح چیزون مین ہوتی ہے اس سے اپنے تئین نہ بچا سکے گا ایسا کون ہے جو مقدرت رکھے اور جو کی روٹی چکھے اور برا کپڑا پہنے جیسا حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی بادشاہت مین کرتے تھے آدمی جہان عیش و عشرت مین پڑ جاتا ہے تو بدن اس عیش و عشرت پر اڑ جاتا ہے حتی کہ پھر اس سے صبر نہین کر سکتا اور دنیا اسکی بہشت ہو جاتی ہے موت بری معلوم ہوتی اور عیش و عشرت کا سامان ہمیشہ مال حلال سے ہاتھ نہین آسکتا تو شبہے کا مال پیدا کرنے لگتا ہے اور بے مدد سلاطین وہ ہاتھ نہ آئیگا تو آدمی چکنی چکنی باتون اور ریا اور جھوٹ اور نفاق اور خدمتگزاری مین پڑ جائیگا اور جب بادشاہون کا مقرب ہوگا تو اسکا اندیشہ پیدا ہوگا کہ دیکھیے یہ ہم سے خوش رہین یا کراہت کرنے لگین اور جب مقرب ہوگیا تو لوگ اسکا حسد کرین گے اور دشمن بنین گے اس کے درپے رہینگے اسے ستائین گے تو یہ بھی مکافات کے واسطے ان کی عداوت پر کمر باندھے گا اور آپ بھی ان کے ساتھ جھگڑا اور حسد کرنے لگے گا اور یہ عادتین سب گناہون کا سبب ہوتی ہین کیونکہ انکے سبب سے جھوٹ غیبت بدخواہی اور دل و زبان کے سب گناہ پیدا ہوتے ہین محبت دنیا سب گناہون کا سر ہے اسکے یہی معنی ہین کہ یہ سب شاخین اسی سے پیدا ہوتی ہین اور یہ نہ ایک آفت ہے نہ دس نہ سو بلکہ بیشمار آفتین ہین بلکہ ایک غار ہے جسکی انتہا نہین جیسے دوزخ کا غار جو اس گروہ کے واسطے خدا نے پیدا کیا ہے تیسری آفت جس سے کوئی بچ ہی نہین سکتا مگر جسے خدا بچائے یہ ہے کہ اگرچہ آدمی گناہ اور عیش و عشرت نہ کرے اور شبہات سے بھی بچے اور حقیقت مین پارسا بن جائے حلال ہی کا مال لے اور خدا ہی کی راہ مین دے مگر اس مال کا رکھنا تعلق دل کا سبب ہوگا اور یہ تعلق خدا کا ذکر اور اسکی عظمت و جلال مین فکر کرنے سے اسے باز رکھے گا حالانکہ سب عبادتون کا خلاصہ یہی ہے کہ خدا کا ذکر آدمی پر غالب ہو جائے اور اسکے ساتھ کمال انس پیدا ہو جائے اور اسکے سببسے ماسوی اللہ سے مستغنی ہو جائے اور یہ بات ایسا دل فارغ چاہتی ہے جو کسی اور کی طرف مشغول نہ ہو مالدار آدمی اگر زمین رکھتا ہے تو اکثر اوقات اسکی آبادی شرکا کی خصومت خراج دینے رعایا سے حساب لینے کے خیال مین رہتا ہے اگر تجارت کرتا ہے تو شریک کی خصومت و تقصیر مین اور سفر کی تدبیر اور نفع والا معاملہ ڈھونڈھنے مین سرگرم رہتا ہے اگر گاے بکری رکھتا ہے تو اسکا بھی یہی خیال ہوتا ہے اور اس سے زیادہ

کسی حال مین بے شغلی نہین ہوتی کہ مثلاً خزانہ مدفون ہو اور آدمی اسمین سے بقدر حاجت لیکر خرچ کرتا ہے اور ہمیشہ اسکی نگہبانی مین اور اس خوف مین مشغول رہتا ہے کہ مبادا اسے کوئی لیجائے یا اسکا لالچ کرے اور پتا لگا کر جان جائے و دنیاداروں کی فکر کے میدان بہت وسیع اور بے نہایت ہین اور جو شخص یہ چاہے کہ مین دنیاداری کے ساتھ فارغ البال رہون وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص چاہے کہ پانی مین رہون اور بھیگون نہین مال کے فوائد اور آفات یہی ہین عقلمندون نے جب یہ آفتین دیکھین تو سمجھے کہ مال بقدر ضرورت تو تریاق ہے اور زیادہ زہر ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل بیت کیواسطے بھی بقدر ضرورت چاہا اور مختصر سی بات ارشاد کی کہ جسنے کفایت کی قدر سے زیادہ مال لیا وہ اپنی ہلاکت اور تباہی کی چیز لیتا ہے اور نہین سمجھتا ہے اور مال کو دفعۃً لٹا دینا کہ کچھ بھی نہ باقی رہے اور حاجت کیوقت دل کو تشویش ہو شرع مین مکروہ ہے جیسا کہ حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا[1] **طمع اور حرص کی آفت اور فائدہ قناعت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ طمع بد اخلاق مین سے ہے اس مین سر دست خواری اور ذلت ہے اور آخر کو خجلت ہے طمع بر نہین آتی تو بہت سے اخلاق بد اس سے پیدا ہوتے ہین کیونکہ جو شخص کسی سے طمع کرتا ہے تو اسکے ساتھ چکنی چکنی باتین بناتا ہے اور نفاق کرتا ہے عبادت مین ریا کرتا ہے اسکی تحقیر پر صبر کرتا ہے اسکی ناحق باتون مین سہل انکاری کرتا ہے اور حق تعالے نے آدمی کو لالچی بنایا ہے کہ جو کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اسپر قناعت نہین کرتا اور بے قناعت کے آدمی حرص اور طمع سے نہین چھوٹتا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر آدمی کے پاس دو میدان بھر سونا ہو تو تیسرا میدان اور چاہے گا خاک کے سوا اور کوئی چیز آدمی کے دل کو سیر نہین کرتی اور جو شخص توبہ کرتا ہے اسکی توبہ حق تعالے قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ آدمی کی سب چیزین بوڑھی ہو جاتی ہین مگر دو چیزین جوان ہوتی جاتی ہین ایک بڑی زندگی کی امید اور ایک بہت مال کی محبت اور فرمایا ہے کہ جسے حق تعالے نے اسلام کی راہ دکھائی اور مال بقدر کفایت عنایت فرمایا اور اس نے اسپر قناعت کی وہ نیک بخت ہے اور فرمایا ہے کہ میرے دل مین روح القدس نے یہ پھونکا کہ کوئی بندہ نہین مرتا تا وقتیکہ اسکی تمام روزی اسے پہونچ نہ جائے حق تعالے سے ڈرو اور آہستگی کے ساتھ دنیا طلبی کرو یعنی اسمین مبالغہ اور حد سے زیادہ لالچ نہ کرو اور فرمایا ہے کہ شبہے کے مال سے پرہیز کر تا کہ تو عابد ترین خلق ہو جائے اور جو کچھ حق تعالے نے عنایت فرمایا اسپر قناعت کر تا کہ تو شاکر ترین خلق ہو جائے اور خلق کے واسطے وہی بات پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تا کہ مومن ہو جائے حضرت عوف ابن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ہم سات یا آٹھ یا نو آدمی حاضر تھے آپ نے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہم نے عرض کیا کہ ہم نے کیا ایک بار بیعت نہین کی ہے پھر آپ نے فرمایا کہ رسول خدا سے بیعت کرو ہم نے ہاتھ بڑھائے اور عرض کی کہ کس بات پر بیعت کرین فرمایا کہ خدا کی پرستش کیا کرو پانچون نمازین پڑھا کرو حق تعالے جو کچھ حکم فرمائے اسے سنو اور بجا لاؤ اور ایک بات چپکے سے ارشاد فرمائی کہ کسی سے کسی چیز کا سوال نہ کرو اس فرمانے کے بعد لوگون کا یہ حال ہو گیا کہ اگر کوڑا ہاتھ سے گر پڑتا تو کسی سے نہ کہتے کہ ہمین اٹھا دو حضرت موسیٰ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی کہ یا الٰہ العالمین تیرے بندون مین سب سے زیادہ تونگر

[1] اے محمد نہ کھولو تم اپنے ہاتھ کو ایسا کھولنا کہ بیٹھو تم ندامت کیے گئے حسرت مین ۱۲

کون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو قناعت کرے اس چیز پر جو ہین اسے دون عرض کی کہ عادل ترکون ہے ارشاد ہوا کہ وہ جو آپ سے انصاف کرے حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ سوکھی روٹی بھگو بھگو کر کھاتے اور فرماتے جو شخص اسپر قناعت کرتا ہے وہ خلق سے بے پروا رہتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ روز ایک فرشتہ منادی کرتا ہے کہ اے فرزند آدم جو تھوڑا مال تجھے کفایت کرے وہ اس بہت مال سے بہتر ہے جس سے بہت خوشی اور غفلت پیدا ہو حضرت سمیط ابن عجلان رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ تیرا تمام پیٹ عرض و طول مین ایک بالشت سے زیادہ نہین ہے پھر تجھے دوزخ مین کیون ڈالے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرزند آدم اگر تمام دنیا مین تجھے دیدون تو اپنی قوت سے زیادہ اسمین تجھے کچھ نصیب نہو گا جب قوت سے زیادہ نہ دون اور دنیا کے حساب کا بکھیڑا اورون پر رکھون تو اس سے زیادہ تیرے اوپر میرا اور کیا احسان ہوگا ایک حکیم کا قول ہے کہ لالچی اور طمعدار سے زیادہ کوئی رنج پر صابر نہین ہوتا اور قانع سے زیادہ کوئی خوش عیش نہین ہوتا اور حاسد سے زیادہ کسی کو رنج نہین ہوتا اور تارک الدنیا سے زیادہ کوئی سبکبار نہین ہوتا اور عالم بے عمل سے زیادہ کسی کو پشیمانی نہ ہوگی **حکایت** حضرت شعبی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ ایک شخص نے ممولا پکڑا اسنے پوچھا اے شخص تیرا کیا ارادہ ہے کہا یہ ارادہ ہے کہ تجھے ذبح کرکے کھا جاؤن وہ بولا میرے کھانے سے تیرا کچھ بھی نہو گا مین تجھے ایسی تین باتین سکھاؤن جو میرے کھانے سے زیادہ تیرے واسطے بہتر ہون ایک بات تو تیرے ہاتھ ہی مین کہدون گا دوسری بات اس وقت کہون گا جب تو مجھے چھوڑ دے اور مین درخت پر جا بیٹھون تیسری بات جب کہونگا کہ جب درخت سے اڑکر پہاڑ پر جاؤن اسنے کہا اچھا پہلی بات تو کہہ بولا جو چیز تیرے ہاتھ سے جاتی رہے اُسپر افسوس نہ کیا کر بس اُس شخص نے اسے چھوڑ دیا وہ اُڑکر درخت پر جا بیٹھا اس شخص نے کہا کہ اب دوسری بات کہہ بولا محال بات باور نہ کیا کر اور اڑکر پہاڑ پر جا بیٹھا اور خود کہنے لگا کہ اے بدبخت اگر تو مجھے ذبح کرتا تو ایسا امیر ہو جاتا کہ کبھی فقیر ہوتا ہی نہین اسواسطے کہ میرے پیٹ مین دو موتی بیس بیس مثقال بھر کے ہین اس شخص نے دانت کے نیچے انگلی دبائی اور نہایت افسوس کرنے لگا پھر کہنے لگا اب تیسری بات کہہ وہ بولا کہ تو ان دو باتون کو تو بھول ہی گیا تیسری بات سنکر کیا کرے گا مین نے تجھ سے کہا تھا کہ گئی چیز کا افسوس نہ کیا کر اور محال بات باور نہ کیا کر مین تیرے ہاتھ مین تمام گوشت پوست بال و پر سمیت دس مثقال بھر بھی نہ تھا پھر بھلا میرے پیٹ مین بیس بیس مثقال بھر کے موتی کیونکر ہون گے یہ کہا اور اُڑ گیا یہ حکایت اسواسطے کہی گئی تاکہ معلوم ہو جائے کہ جب طمع دامنگیر ہوتی ہے تو سب محالات کو آدمی باور کر لیتا ہے حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ طمع تیرے گلے مین رسی ہے اور تیرے پاؤن مین پھندا ہے گلے کی رسی نکال تاکہ پاؤن کا پھندا کٹ جائے۔

حرص اور طمع کے علاج کا بیان اے عزیز جان تو کہ اسکی دوا دہ معجون ہے جو صبر کی تلخی اور علم کی شیرینی اور عمل کی دشواری سے مرکب ہوتی ہے اور دل کی سب بیماریون کی تمام دوائین ان ہی اجزا سے ہوتی ہین اور یہ علاج پانچ چیزون سے ہوتا ہے ایک عمل سے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے خرچ کو گھٹائے موٹے کپڑے روکھی روٹی پر قناعت کرے کبھی کبھی دال وغیرہ کھا لیا کرے کیونکہ اسقدر رکھانا کپڑا طمع اور حرص کے بغیر آسانی سے ہاتھ آتا ہے لیکن اگر شان و شوکت کریگا اور اخراجات بڑھائیگا تو قناعت نہ کر سکے گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَا عَالَ مَنِ اقْتَصَدَ یعنے جو کوئی خرچ کرنے مین میانہ روی اختیار کرے گا

وہ کبھی محتاج نہ ہوگا اور فرمایا ہے کہ تین چیزین ہین کہ ان مین خلق کی نجات ہے علانیہ اور پوشیدہ حق تعالیٰ سے ڈرنا امیری اور فقیری مین میانہ روی کے ساتھ خرچ کرنا خفگی اور خوشی مین انصاف سے نہ درگزرنا حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک شخص نے دیکھا کہ چھوہارے کی گٹھلیان چنتے تھے اور کہتے تھے کہ معیشت مین آسانی اور نرمی نگاہ رکھنا عقلمندی اور علم کی بات ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میانہ روی کے ساتھ خرچ کریگا حق تعالےٰ اسے بے پروا رکھیگا اور جو شخص فضول خرچی کریگا حقتعالیٰ اُسے محتاج رکھیگا اور جو خدا کو یاد کریگا خدا اُسے دوست رکھیگا اور فرمایا ہے کہ آہستگی اور تدبیر کے ساتھ خرچ کرنا آدھی معیشت ہے دوسری چیز یہ کہ جب اس دن کی کفایت کے قدر روزی ملگئی تو آیندہ کی فکر نہ کرے کیونکہ شیطان اس سے کہتا ہے کہ شاید زندگی بہت ہو اور کل کوئی چیز نہ ملے آج طلب معاش مین کوشش کر لے آرام طلبی نہ کر جہان سے ہو تلاش کر جیسا کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اَلشَّیْطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَأْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَاءِ[1] یعنے شیطان چاہتا ہے کہ کل کی محتاجی کے خوف سے تجھے آج سردست رنج و تشویش مین رکھے اور فقیر کی صورت بنا کر تجھپر ہنسے کیونکہ فردا کہ دید شاید کہ کل کا دن ہی نہ آنے پائے اور اگر آئیگا تو جتنے رنج مین آج سردست تو نے اپنے تئین ڈال رکھا ہے اسکا رنج اس سے زیادہ نہ ہوگا اس سے بایطور پرہیز ہوتا ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ حرص کے سبب سے روزی نہین ملتی روزی تو تقدیر مین لکھی ہے خواہ نخواہ پہونچے گی شعر ؎ بے مگس ہرگز نماند عنکبوت ٭ رزق را روزی رسان پر میدہد ٭ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کیطرف گزرے انھین غمگین دیکھا فرمایا بہت رنج نہ کر کہ حقتعالےٰ جو کچھ مقدر کر چکا ہے وہ ہوگا جو تیرا رزق ہے وہ خواہ مخواہ تجھے پہونچے گا جاننا چاہیے کہ بندے کا رزق اکثر اس جگہ سے پہونچتا ہے جہان سے مطلق خیال مین نہ ہو حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ یَّتَّقِ اللّٰہَ یَجْعَلْ لَّہٗ مَخْرَجًا وَّیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ یعنے جو شخص پرہیزگار ہوتا ہوتا ہے اسکی روزی ایسی جگہ سے پہونچتی ہے جس کا وہ خیال بھی نہ رکھتا ہو حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ پرہیزگار ہو جا کہ پرہیزگار کبھی بھوک سے نہین مرتا یعنے حق تعالےٰ خلق کو اسپر ایسا مہربان کر دیتا ہے کہ بے مانگے اُسکے پاس مال کافی لیجاتی ہے حضرت ابو حازم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جو کچھ ہے اسکی دو قسمین ہین جو کچھ میری روزی ہے وہ بے تعجیل مجھے ملے گی اور جو اورون کی روزی ہے وہ تمام اہل آسمان اور اہل زمین کی کوشش سے بھی مجھے نہ ملے گی تو طلب مین میری بیقراری کیا کام آئیگی تیسری چیز یہ ہے کہ آدمی یہ سمجھ لے کہ اگر طمع نہ کریگا اور صبر کریگا تو رنجیدہ رہیگا اور اگر طمع کریگا اور صبر کریگا تو ذلیل و خوار بھی ہوگا اور رنجیدہ بھی طمع کے سبب سے لوگ بھی ملامت کرین گے اور عذاب آخرت کے خطر مین بھی پڑیگا اور اگر صبر کریگا تو ثواب بھی پائیگا اور لوگ بھی تعریف کرینگے تو آخر ثواب اور تعریف اور عزت کیساتھ جو رنج ہو وہ اس رنج سے اولیٰ ہے جو ذلت اور مذمت اور خوف عقوبت کے ساتھ ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسلمان کی عزت اسی مین ہے کہ خلق سے بے پروا رہے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ تو جس شخص کا محتاج ہے اسکا اسیر ہے اور جو تیرا محتاج ہے تو اسکا امیر ہے اور جس سے تو بے پروا ہے اسکا مانند اور نظیر ہے چوتھی چیز یہ ہے کہ خیال کرے کہ یہ حرص و طمع کس واسطے کرتا ہے اگر پیٹ بھرنے کے واسطے کرتا ہے تو گدھا بیل وغیرہ اس سے زیادہ کھاتے ہین

[1] شیطان تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے اور بُری باتون کا حکم کرتا ہے ۱۲ -

اگر شہوت فرج کے واسطے کرتا ہے تو سور اور ریچھ اس سے زیادہ شہوت رکھتے ہین اگر شان و شوکت اور خوش پوشاکی کے واسطے کرتا ہے تو اس امر مین اکثر یہود اور نصاریٰ کو اپنے سے زیادہ دیکھتا ہے اور اگر طمع دور کرے اور تھوڑے پر قناعت کرے تو انبیا اولیا کے سوا اور کسی کو اپنے مثل نہ دیکھے تو ان بزرگان فرشتہ خصلت کے مانند ہونا ان درندون اور آدمی صورت بہائم سیرت کے مثل ہونے سے بہتر ہی ہے پانچوین چیز یہ ہے کہ آفت مال کا خیال کرے کہ دنیا مین جب مال بہت ہوگا تو آفتون کا خطرا اور خیال بہت ہوگا اور آخرت مین پانسو برس فقیرون کے بعد جنت مین جائیگا چاہیے کہ ہمیشہ ایسے آدمی کے حال پر نظر ہو جو دولت دنیا مین سے کمتر ہو تاکہ شکر کرے اور امیرون کو نہ دیکھے تاکہ حق تعالےٰ نے جو نعمت اسے عنایت کی ہے وہ اسکی نگاہ مین حقیر نہ معلوم ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس شخص کے حال پر نظر کرو جو تم سے دولت مین کمتر ہو اور ابلیس ہمیشہ یہی کہا کرتا ہے کہ فلانے فلانے آدمی تو اتنا اتنا مال رکھتے ہین تو کیون قناعت کرتا ہے جب تو پرہیز کرتا ہے تو ابلیس کہتا ہے کہ فلانے فلانے عالم اور فلانے فلانے امام تو پرہیز کرتے ہی نہین تھے حرام کا مال کھانے مین تو کیون پرہیز کرتا ہے اور دنیا کے امر مین ہمیشہ اُسکو تیرے پیش نظر رکھتا ہے جو تجھ سے زیادہ ہو اور دین کے باب مین اُسے جو کم ہو اور سعادت اسکے برخلاف ہے کیونکہ دین کے امور مین ہمیشہ بزرگون کے حالات دیکھنا چاہیے تاکہ آدمی اپنے تئین جانے کہ مین قاصر ہون اور دنیا کے امور مین فقیرون محتاجون کو دیکھنا چاہیے تاکہ اپنے تئین سب سے تونگر ہون **سخاوت کی فضیلت اور ثواب کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو شخص مال نہ رکھتا ہو اُسے چاہیے کہ قناعت اختیار کرے حرص نہ اختیار کرے اور جو مال رکھتا ہو وہ سخاوت اختیار کرے بخل نہ اختیار کرے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ہے کہ سخاوت بہشت مین ایک درخت ہے اسکی شاخین دنیا مین لٹکتی ہین جو سخی مرد ہوتا ہے وہ اسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے وہ شاخ اسے بہشت مین لیجاتی ہے اور بخل دوزخ مین ایک درخت ہے اسکی شاخین دنیا مین ہین جو شخص بخیل ہوتا ہے وہ اسکی ایک شاخ پکڑ لیتا ہے وہ شاخ اسے دوزخ مین لیجاتی ہے اور فرمایا ہے کہ دو خلق ہین کہ انکو حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے ایک سخاوت دوسری نیک عادت اور دو خلق ہین کہ انکو حق تعالےٰ دشمن رکھتا ہے ایک بخل دوسری خوے بد اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے کوئی ولی نہین پیدا کیا مگر سخی اور نیک خو اور فرمایا ہے کہ سخی کے قصور معاف کر دیا کرو کیونکہ جب اسے حسرت اور تکلیف ہوتی ہے تو حق تعالےٰ اسکا دستگیر ہوتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگون کو جہاد مین قید کر لیا اور سب کو قتل کر ڈالا مگر ایک آدمی کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ آپ نے سبھون کو قتل کر ڈالا کہ دین ایک گناہ ایک خدا ایک ہے اس ایک آدمی کو کیون نہ قتل کیا فرمایا کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے آکر مجھ سے کہا کہ اسے نہ قتل کرنا کہ یہ سخی ہے اور فرمایا ہے کہ سخی کا کھانا دوا ہے اور بخیل کا کھانا بیماری اور فرمایا ہے کہ سخی خدا سے نزدیک بہشت سے نزدیک لوگون سے نزدیک ہے دوزخ سے دور ہے اور بخیل خدا سے دور بہشت سے دور لوگون سے دور ہے دوزخ سے نزدیک ہے اور جاہل سخی کو عابد بخیل سے زیادہ خدا دوست رکھتا ہے اور بخل سب بیماریون سے بدتر بیماری ہے اور فرمایا ہے کہ میری امت کے ابدال بہشت مین جو گئے تو نہ نماز کے سبب سے گئے نہ روزے کے باعث سے گئے مگر سخاوت کی بدولت اور پاک دلی اور نصیحت اور شفقت کے سبب سے جو خلق پر رکھتے تھے اور حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر

وحی بھیجی کہ سامری کو نہ قتل کرو وہ سخی ہے بزرگون کے اقوال اسباب مین یہ ہین کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جب دنیا تیری طرف متوجہ ہو تب بھی تو خرچ کر کہ تجھے پہونچتی جائے اور جب تیری طرف سے منہ پھیرے تب بھی تو خرچ کر کہ باقی نہ رہے ایک شخص نے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اپنا حال زار لکھکر دیا آپ نے لیا اور فرمایا کہ تیری حاجت روا ہوگئی لوگون نے عرض کی کہ آپنے اسکے کاغذ کو کیون نہ پڑھا فرمایا کہ مین ڈرا کہ اسکو ذلت کے ساتھ اپنے سامنے کھڑا رکھون تو حق تعالےٰ مجھ سے سوال کریگا حضرت محمد بن المنکدر رحمہ اللہ تعالےٰ حضرت ام ورزہ خادمۂ ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہین کہ وہ کہتی ہین کہ ایکبار حضرت ابن زبیر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دو تھیلی بھر چاندی اور ایک لاکھ اسی ہزار درم حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نذر بھیجین حضرت صدیقہؓ نے طباق منگاکر سب بانٹ دیا شام کو مجھ سے فرمایا کہ کھانا لاؤ کہ مین روزہ کھولون مین روٹی اور روغن زیتون لیگئی کیونکہ گوشت نہ تھا اور مین نے عرض کی کہ بی بی صاحب آپ نے یہ مال خرچ کر ڈالا اگر ہم لونڈیون کیواسطے ایک درم کا گوشت منگالیتین تو کیا ہوتا فرمایا کہ ہان اگر تو یاد دلادیتی تو مین منگادیتی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب مدینہ منورہ مین حاضر ہوئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے کہا کہ انھین سلام نہ کرنا جب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر گئے تو حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مین قرضدار ہون اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے اور انسے اپنی قرضداری کا حال بیان فرمایا ایک اونٹ پیچھے رہ گیا تھا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا کہ اسپر کیا ہے لوگون نے عرض کی کہ مال ہے اسّی ہزار دینار تھے فرمایا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے حوالے کردو کہ اپنا قرضا ادا کرین حضرت ابو الحسن مداینی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور حضرت عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہم حج کو جاتے تھے جس اونٹ پر زاد راہ لدا تھا وہ پیچھے رہگیا ایک جگہ بھوکے پیاسے ہوکر ایک بڑھیا کے پاس گئے اور فرمایا کچھ پینے کو ہے اُس نے عرض کی ہان ہے ایک بکری تھی اسکا دودھ دوھ کر حاضر کیا انھون نے پیا پھر پوچھا کہ کچھ کھانا ہے اس نے عرض کی تیار نہین ہے اس بکری کو ذبح کرکے کھالیجیے اسے ذبح کرکے کھالیا اور فرمایا کہ ہم قریش مین سے ہین جب اس سفر سے پھرینگے تو تو ہمارے پاس آنا ہم تیرے ساتھ سلوک کرینگے یہ کہکر روانہ ہوگئے جب اُس نیکبخت کا شوہر آیا تو خفا ہوکر کہنے لگا کہ تونے بکری ان لوگون کو کھلادی جنکو جانتی بھی نہین کہ کون ہین تھوڑے دن گزرے تھے کہ وہ جورو خاوند مفلسی کے سبب سے مدینہ منورہ مین آپڑے اونٹ کی لینڈیان چُن چُن کر بیچنے لگے ایک دن بڑھیا کہین جاتی تھی حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اپنے دروازے پر کھڑے تھے اُس نیکبخت کو پہچانا اور فرمایا اے بڑھیا تو مجھے پہچانتی ہے اسنے عرض کی کہ نہین فرمایا مین وہ شخص ہون جو فلانے دن تیرا مہمان ہوا تھا اسنے عرض کی آپ وہی ہین فرمایا ہان بعدہٗ حکم فرمایا کہ ہزار بکریان مول لے کر اور ہزار دینار اسے دیدو اسے دیدیے اور اپنے غلام کو ساتھ کرکے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے پاس اس نیکبخت کو بھیجدیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے اُس سے پوچھا کہ بھائی صاحب نے تجھے کیا عنایت فرمایا اسنے عرض کی کہ ہزار بکریان اور ہزار دینار حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی ہزار بکریان اور ہزار دینار اُسے مرحمت کیے اور اپنے غلام کے ساتھ حضرت عبد اللہ ابن جعفر رضی اللہ عنہما کے پاس بھیجدیا انھون نے پوچھا کہ ان حضرات نے تجھے کیا مرحمت فرمایا اسنے عرض کی دو ہزار بکریان اور دو ہزار دینار انھون نے بھی دو ہزار بکریان اور دو ہزار دینار عطا کیے

اور فرمایا کہ اگر تو پہلے میرے پاس آتی تو مین ان حضرات کو زحمت مین نہ ڈالتا یعنی مین اسقدر تجھے دیتا کہ وہ نہ دے سکتے وہ بڑھیا چار ہزار بکریان اور چار ہزار دینار لیکر اپنے خاوند کے پاس گئی **حکایت** عرب مین ایک مرد سخی مشہور تھا وہ مرگیا کچھ لوگ سفر سے بھوکے آتے تھے اسکی قبر پر اترے اور بھوکے سو رہے اسمین سے ایک شخص کے پاس ایک اونٹ تھا اس شخص نے مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے تو اس اونٹ کو میرے نجیب اونٹ کے عوض بیچے گا اسنے کہا ہان بیچونگا مردہ بہت اچھا نجیب اونٹ چھوڑ کر مرا تھا غرض کہ اس مسافر نے اپنے اونٹ کو نجیب کے بدلے بیچا مردے نے اس کے اونٹ کو ذبح کیا وہ لوگ جب جاگے تو اونٹ کو ذبح کیا ہوا پایا دیگ مین بھر کر چڑھایا اور پکا کر خوب کھایا جب وہان سے چلے تو راہ مین ایک قافلہ پیش آیا اس قافلہ مین سے ایک شخص نے اس اونٹ کے مالک کو آواز دی اور اسکا نام لے کر پکارا اور پوچھا کہ تو نے فلانے مردے سے کوئی نجیب اونٹ مول لیا ہے اسنے کہا ہان مگر خواب مین مول لیا ہے اور تمام قصہ کہہ سنایا اسنے کہا وہ نجیب یہ ہے تو لیجا کیونکہ مین نے بھی اُس مردے کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو یہ میرا نجیب اونٹ فلانے آدمی کو دیدے **حکایت** ابو سعید خرگوشی رحمہ اللہ تعالے نے روایت کی ہے کہ مصر مین ایک شخص محتسب نام تھا فقیرونکو کچھ جمع کر دیتا تھا ایک شخص کے گھر فرزند پیدا ہوا اسکے پاس کچھ نہ تھا وہ کہتا ہے کہ مین محتسب کے پاس گیا وہ میرے ساتھ آیا اور ہر ایک سے سوال کیا کسی نے کچھ نہ دیا مجھے ایک قبر پر لیگیا وہان بیٹھ کر کہنے لگا کہ اے مُردے خدا تجھ پر رحمت کرے تو ایسا آدمی تھا کہ فقیرون کا رنج دور کیا کرتا تھا جو چاہیے ہوتا وہ انکو دیا کرتا تھا آج مین نے اس شخص کے لڑکے کے واسطے بڑی کوشش کی کسی نے کچھ نہ دیا یہ کہہ کر اُٹھا اسکے پاس ایک دینار تھا اسکے دو حصّے کیے ایک مجھے دیا اور کہا کہ جبتک کچھ ملے مین تجھے یہ قرض دیتا ہون یہ شخص کہتا ہے کہ مین نے لے لیا اور لڑکے کے کام مین صرف کیا محتسب نے اسی رات کو مردہ کو خواب مین دیکھا کہ کہتا ہے جو کچھ تو نے کہا مین نے سنا لیکن جواب دینے کا ہمین حکم نہین ہے اب تو میرے گھر جا کر میرے لڑکون سے کہہ کہ چولھے کے پاس کھودین سونے کے پانسو دینار وہان گڑے ہین وہ اس شخص کو دیدین کہ اسکے لڑکا پیدا ہوا ہے دوسرے دن محتسب اسکے گھر گیا اور جیسا خواب مین دیکھا تھا ویسا ہی کیا پانسو دینار پائے اسکے لڑکون سے کہا کہ میرا خواب حکمی نہین ہے یہ دینار تمھاری ملک ہین تم رے لو اُن لڑکون نے کہا سبحان اللہ جو مردہ ہے وہ تو سخاوت کرتا ہے ہم زندہ ہو کر بخل کرین اسیطرح لیجا کر اس مرد حاجتمند کو دیدیے جیسا کہ مردے نے کہا تھا محتسب ان دینارون کو اس مرد کے پاس لے گیا اسنے ایک دینار لیکر دو حصّے کیے ایک حصّہ سے اسکا قرض ادا کیا اور کہا کہ باقی لیجا کر محتاجون کو دیدے مجھے اسیقدر حاجت تھی ابو سعید خرگوشی کہتے ہین کہ نہ معلوم ان سب مین کون شخص بہتر اور بڑا سخی ہے اور کہتے ہین کہ مین جب مصر مین گیا تو اس مردہ کا گھر ڈھونڈھا اسکے لڑکون کو دیکھا تو انکے چہرون سے خیر کے آثار نمایان تھے مجھے یہ آیت یاد آئی وَکَانَ اَبُوْھُمَا صَالِحًا[۲] اے عزیز سخاوت کی برکتون سے یہ تعجب نہ کر کہ مرنے کے بعد بھی رہتی ہے اور خواب کے طور پر پہچانی جاتی ہین اسواسطے کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عادت تھی کہ لوگون کو مہمان رکھا کرتے اور ابتک انکے مرقد شریف پر وہ برکتین باقی ہین ربیع ابن سلیمان رحمہ اللہ تعالے حکایت کرتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالے مکۂ معظمہ مین پہونچے تو دس ہزار دینار انکے ساتھ تھے مکۂ معظمہ کے باہر خیمہ کھڑا کیا اور ان دینارون کو چادر پر انڈیلا جو شخص انھین سلام کرتا مٹھی بھر دینار

ف یہ عجیب کہانی ہے کہ اسمین مذکور مردہ کی میزبانی ہے ۱۲

ف یہ عجیب حکایت ہے اسمین مذکور مردہ کی سخاوت ہے ۱۲

[illegible] یعنی ان دونون کا باپ نیک تھا ۱۲

اسے دیتے جب ظہر کی نماز پڑھنے کو چادر جھاڑی تو کچھ باقی نہ تھا ایک شخص نے سوار ہونے کے ساتھ ہی انکی رکاب پکڑلی ربیع سے حکم کیا کہ چار سو دینار اسے دیدے اور عذرخواہی کر امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن رو رہے تھے لوگون نے عرض کی کہ یا امیر المومنین آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ سات دن گزرے کوئی مہمان میرے گھر نہین آیا ایک شخص اپنے کسی دوست کے پاس گیا اور کہا کہ مین چار سو درم کا قرضدار ہون اُس دوست نے اسے چار سو درم دیے اور رونے لگا اسکی جورو نے کہا کہ اگر رونا منظور تھا تو دینا کیا ضرور تھا اسنے یہ بات کہی کہ اری نادان مین اس سبب سے روتا ہون کہ مین اس سے کیون غافل ہوگیا جو اُسے مجھ سے مانگنے کی حاجت پڑی **بخل کی مذمت کا بیان** حق تعالےٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ یعنے جسے حق تعالےٰ نے بخل سے بچایا وہ فلاح کو پہونچا اور فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنے یہ نہ سمجھنا کہ جو لوگ خدا کی دی ہوئی دولت مین بخل کرتے ہین یہ انکے لیے بھلا ہے بلکہ یہ انکے واسطے بُرا ہے اور قریب ہے کہ جس چیز مین وہ بخل کرتے ہین اسکا طوق بنا کر ان کی گردن مین قیامت کے دن ڈالا جائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بخل سے تم دور رہو اسواسطے کہ جو قوم تم سے پہلے تھی وہ بخل کے سبب سے ہلاک ہوئی اور بخل انکو اس بات پر لایا کہ انھون نے خون کیے اور حرام کو حلال ٹھہرایا اور فرمایا ہے کہ تین چیزین مہلک ہین ایک بخل اگر تو اسکی اطاعت کرے اور اسکی تو مخالفت نہ کرے دوسری وہ خواہش باطل جسکا تو پیچھا کرے تیسری خود پسندی حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین دو شخص آئے اور ایک اونٹ کی قیمت مانگی آپ نے عنایت کی جب وہ باہر گئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شکریہ ادا کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے یہ کیفیت نقل کی آپ نے فرمایا کہ فلانا شخص اس سے زیادہ لیگیا اور شکر نہین کیا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم مین سے جو شخص آئے اور الحاح کر کے مجھ سے لیجائے وہ آگ ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ اگر آگ ہے تو آپ کیون دیتے ہین فرمایا اسواسطے کہ وہ الحاح کرتے ہین اور حق تعالےٰ اس بات کو پسند نہین کرتا کہ مین بخیل ہوجاؤن اور نہ دون اور فرمایا ہے کہ تم کہتے ہو کہ بخیل کا قصور معاف ہوگا ظالم کا نہ ہوگا اسواسطے کہ حق تعالےٰ کے نزدیک بخل سے ظلم بدتر ہے حق تعالیٰ نے اپنی عزت اور عظمت کی قسم کھائی ہے کہ کسی بخیل کو بہشت مین جانے ہی نہ دیگا ایک دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم طواف کرتے تھے اور ایک شخص حلقہ کعبہ کو پکڑے کہہ رہا تھا کہ یا ارحم الراحمین اس گھر کی برکت سے میرا گناہ بخشدے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تیرا گناہ کیا ہے اسنے عرض کی کہ میرا گناہ اتنا بڑا ہے کہ مین بیان نہین کرسکتا آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا زمین اُس نے عرض کی میرا گناہ بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا آسمان اُسنے عرض کی کہ میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا عرش اُس نے عرض کی میرا گناہ پھر آپ نے فرمایا کہ بھلا تیرا گناہ بڑا ہے یا حق تعالےٰ اسنے کہا کہ حق تعالےٰ تو سب سے بڑا ہے آپ نے فرمایا کہ اپنا گناہ تو بیان کر اسنے بیان کیا کہ مین بڑا مالدار ہون جب کوئی محتاج دور سے نظر آتا ہے تو مین جانتا ہون کہ آگ آتی ہے مجھے جلادے گی آپ نے فرمایا کہ تو مجھ سے دور رہ کہ اپنی آگ مین کہین مجھے بھی نہ جلادے قسم اس خدا کی جسنے مجھے راہ راست پر بھیجا ہے کہ اگر

رکن اور مقام کے درمیان مین تو ہزار برس تک نماز پڑھے اور اتنا روئے کہ تیرے آنسوؤن سے نہرین ہو جائین اور درخت نکل آئین اور تو بخل پر مرے تب بھی دوزخ کے سوا کہین تیرا ٹھکانا نہین خبردار رہ کہ بخل کفر سے ہے اور کفر آگ مین ہے افسوس تو نے یہ نہین سنا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَنْ يَّبْخَلْ فَاِنَّمَا يَبْخَلُ عَنْ نَّفْسِهٖ اور وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ ہر روز ہر شخص پر دو فرشتے موکل رہتے ہین اور منادی کیا کرتے ہین کہ اے پروردگار جو شخص مال کو رکھ چھوڑے تو اسکا مال تلف کر اور جو خرچ کرے اُسے نعم البدل عنایت فرما حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ مین بخیل کو عادل نہ کہونگا اور اسکی گواہی نہ سنونگا کیونکہ بخل اسے اسبات پر رکھتا ہے کہ وہ تجسس کرکے اپنے حق سے زیادہ لیتا ہے حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام نے ابلیس کو دیکھا پوچھا وہ کون ہے جسے تو بہت دشمن رکھتا ہے اور وہ کون ہے جسے تو بہت دوست رکھتا ہے کہا زاہد بخیل کو مین بہت ہی دوست رکھتا ہون کیونکہ جان کھوتا ہے اور عبادت کرتا ہے اور بخل اس عبادت کو ضائع کرتا ہے اور فاسق سخی کو بہت ہی دشمن رکھتا ہون کہ خوب چکھتا ہے اور چین سے بسر کرتا ہے مین ڈرتا ہون کہ سخاوت کے سبب سے حق تعالیٰ اُسپر رحم کرے اور اسکو توبہ نصیب ہو **ایثار کے ثواب کا بیان** اے عزیز جان تو کہ ایثار سخاوت سے بڑھ کر ہے اسواسطے کہ سخی وہ ہے کہ جس چیز کی اسے احتیاج نہ ہو وہ دیدے اور ایثار یہ ہے کہ جس چیز کا محتاج ہے اسے دوسرے کی حاجت مین صرف کرے جیساکہ کمال سخاوت یہ ہے کہ آدمی جس چیز کا محتاج ہو وہ دیدا اسیطرح کمال بخل یہ ہے کہ آدمی کو جس چیز کی حاجت ہو اسے خود اپنے صرف مین نہ لائے یہانتک کہ اگر بیمار ہو تو اپنی دوا نہ کرے اور اسکے دلمین آرزوئین رہین اور منتظر رہے کہ کسی سے مانگ لون اپنے مال سے نہ خرچ کرسکے ایثار کی بڑی فضیلت یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ایثار پر انصار کی تعریف فرمائی يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ جو شخص ایسی کوئی چیز پائے جسکی آرزو اسکے دلمین ہو اور اپنی آرزو باقی رکھ کر اُس چیز کو دیڈالے حق تعالیٰ اسے بخشدیتا ہے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر مین تین دن آسودہ ہو کر کبھی ہم نے نہین کھایا اور نہ کھا سکے لیکن ایثار کیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مہمان آیا گھر مین کچھ نہ تھا انصار مین سے ایک شخص آیا اور اس مہمان کو اپنے گھر لیگیا کھانا تھوڑا تھا چراغ ٹھنڈا کردیا اور کھانا اسکے سامنے رکھدیا آپ جھوٹ موٹ ہاتھ ہلاتا منھ چلاتا تھا اور کھانا نہ کھاتا تھا تاکہ وہ مہمان کھالے دوسرے دن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ خوش خلقی اور سخاوت جو تم نے مہمان کے ساتھ کی اس سے حق تعالیٰ کو تعجب ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی يُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ الآیۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے درگاہ الٰہی مین عرض کی کہ اے پروردگار محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی منزلت مجھے دکھا ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تو اسے دیکھنے کی طاقت نہین رکھتا ہے لیکن محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے درجون مین سے ایک درجہ تجھے دکھاتا ہون جب دکھایا تو یہ خوف تھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اسکے نور اور عظمت سے مدہوش ہو جائین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ بارخدایا محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ درجہ کاہے سے پایا ارشاد ہوا کہ ایثار سے اے موسیٰ علیہ السلام جو بندہ تمام عمر مین ایک بار ایثار کرتا ہے مجھے یہ شرم آتی ہے کہ اس سے حساب کرون اسکا مقام بہشت ہے جہان چاہے رہے حضرت عبداللہ

ف سلطان الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ مرتبہ ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی درخواست کے جواب مین ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی منزلت دیکھنے کی طاقت نہین رکھتے ہو ۱۲

۱ اور جو کوئی بخل کرتا ہے وہ نہین بخل کرتا ہے مگر اپنی ہی ذات سے ۱۲ ۲ اور جو شخص بچایا گیا بخیلی سے تو وہی لوگ فلاح پانیوالے ہین ۱۲ ۳ ایثار غیر کی منفعت کو اپنی منفعت پر مقدم رکھنا ۱۲ ۴ ترجیح دیتے ہین اپنے نفسون کو اگرچہ انکو خود سخت احتیاج ہو ۱۲

ابن جعفر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک بار سفر مین تھے خرمے کے ایک باغ مین وارد ہوے ایک غلام حبشی اس باغ کا نگہبان تھا اس غلام کے واسطے تین روٹیان لائے ایک کتا آگیا اسنے ایک روٹی اس کتے کو ڈالدی اسنے کھالی دوسری بھی ڈالدی وہ بھی کھالی تیسری بھی ڈال دی کتے نے وہ بھی کھالی حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے پوچھا کہ ہر روز تیری روزی کسقدر ہے اسنے کہا یہی جو تم نے دیکھی فرمایا کہ پھر تو نے کتے کو سب کیون کھلادی اسنے کہا کہ یہان کتا نہین رہتا ہے مین نے جانا کہ کہین دور سے آیا ہے مین نے یہ نہ چاہا کہ بھوکا جائے پوچھا کہ بھلا آج تو کیا کھائے گا اسنے کہا آج مین صبر کرونگا فرمایا کہ سبحان اللہ لوگ سخاوت کے سبب سے مجھے ملامت کرتے ہین یہ غلام تو مجھ سے بھی زیادہ سخی ہے پھر اس غلام کو مول لیکر آزاد کردیا اور وہ باغ مول لیکر اس غلام کو دیڈالا اجناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین کافرون کی ایذا سے حذر کرتے تھے امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر سو رہے تاکہ اگر خدا ناکردہ کفار رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کا قصد کرین تو اپنے تئین حضرت پر سے قربان کردون حق تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ اور حضرت میکائیلؑ علیہما السلام سے فرمایا کہ تمھارے درمیان مین ہم نے برادری کی اور ایک کی عمر دوسرے سے بڑی کی تم مین ایسا کون ہے کہ اپنی عمر دوسرے کو دیدے اُنمین سے ہر ایک نے اپنی عمر دراز چاہی ارشاد ہوا کہ تم نے بھی ویسا ہی کیون نہ کیا جیسا علیؓ نے کیا مین نے اس کو محمدؐ کے ساتھ برادری دی اسنے اپنی جان فدا اور اپنی ذات ایثار کی اور اپنے بھائی کی جگہ پر سو رہا تم دونون جاؤ اور اسکو دشمن سے بچاؤ دونون آئے جبرئیل علیہ السلام سرہانے اور میکائیل علیہ السلام پائینتی کھڑے ہوئے اور کہتے تھے واہ واہ خوش رہ اے فرزند ابوطالب کے حق تعالےٰ اپنے فرشتون کے ساتھ تیری ذات سے فخر و مباہات کرتا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِىْ نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ الآیۃ حضرت حسن انطاکی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک اکابر مشائخ مین سے تھے تیس اور کئی آدمی انکے یارون مین سے جمع ہوئے سب کے لائق روٹیان نہ تھین جسقدر تھین انکے ٹکڑے کرکے سبھون کے سامنے رکھدیے اور چراغ اٹھالے گئے وہ لوگ دسترخوان پر بیٹھے جب چراغ پھر لائے تو سب ٹکڑے اسیطرح رکھے تھے کیونکہ ایثار کے قصد سے کسی نے نہ کھایا کہ ہمارا ساتھی کھائے حضرت حذیفہ عدوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جنگ تبوک کے دن بہت لوگ شہید ہوے مین پانی لیے ہوئے اپنے چچازاد بھائی کو ڈھونڈھتا تھا اسے پایا تو دم بھر کا مہمان تھا مین نے پوچھا کہ بھائی پانی پیے گا اسنے کہا ہان پیونگا دوسرے زخمی نے کہا آہ میرے بھائی نے اشارہ کیا کہ پہلے اسکے پاس لیجا مین اسکے پاس لیگیا وہ حضرت ہشام ابن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے قریب تھا کہ انکی روح بدن سے مفارقت کرے مین نے کہا کہ پانی پیو پیر اور کسی نے آہ کی حضرت ہشام نے کہا پہلے اُسے پانی دو مین جب اسکے پاس پہونچا تو وہ مرچکا تھا پھر ہشام کے پاس آیا تو انھین بھی مردہ پایا جب اپنے چچازاد بھائی کے پاس آیا تو وہ بھی جان بحق تسلیم ہوچکا تھا بزرگون نے کہا ہے کہ کوئی شخص دنیا سے ایسا نہین گیا جیسا آیا تھا مگر حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ کیونکہ جانکنی کے وقت ایک سائل آیا اور کچھ مانگا ان کے پاس ایک پیراہن کے سوا اور کچھ نہ تھا اُتار دیا اور کپڑا عاریت مانگ کر پہنا اور انتقال کیا **سخاوت اور بخل کی حد کا بیان کہ سخی کون ہے اور بخیل کون ہے** اے عزیز جان تو کہ ہر شخص اپنے تئین سخی جانتا ہے شاید اور لوگ اُسے بخیل جانتے ہون تو اسکی حقیقت پہچاننا ضرور ہے کہ یہ بڑی بیماری ہے تاکہ لوگ اسے جانین اور اسکا علاج کرین اور ایسا کوئی نہین کہ لوگ اس سے

جو کچھ مانگین وہ دے ہی دے اگر اس بات سے آدمی بخیل ہونے لگے تو سب بخیل ہی ہو جائین اسمین بہت سے اقوال ہین اکثر لوگون کا قول یہ ہے کہ جسپر جو چیز شرعاً دینا واجب ہے اگر وہ نہ دے تو بخیل ہے اور اگر اسکا دینا آسان نہ جانے تو بخیل ہے اور یہ بات ٹھیک نہین کیونکہ ہمارے نزدیک یہ ہے کہ جو شخص نانبائی کو روٹی اور قسائی کو گوشت پھیر دے کہ یہ کچھ کم ہے وہ بخیل ہے اور جو شخص جورو لڑکون کو اسیقدر نفقہ دے جتنا قاضی نے مقرر کر دیا ہو اس سے ایک لقمہ زیادہ دینا روا نہ رکھے وہ بخیل ہے اور جو شخص روٹی سامنے لیے بیٹھا ہو اور کوئی فقیر دور سے آجائے اور وہ اسے دیکھ کر روٹی چھپائے وہ بخیل ہے کیونکہ شرع اسیقدر پر اقتصار کرتی ہے جسقدر کی طاقت بخیل لوگ رکھتے ہین جیسا حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنْ یَّسْاَلْکُمُوْھَا فَیُحْفِکُمْ تَبْخَلُوْا وَیُخْرِجْ اَضْغَانَکُمْ[لہ] تو صحیح یہ ہے کہ بخیل وہ شخص ہے جو دینے کی چیز نہ دے اور حقتعالیٰ نے مال کو ایک حکمت کے واسطے پیدا کیا ہے جب حکمت الٰہی دینا چاہے تو نہ دینا بخل ہے اور دینے کے قابل چیز وہ ہوتی ہے جسکے دینے کا شرع حکم کرے یا مروت اور شرع مین جو دینا واجب ہے وہ معلوم ہے لیکن مروت کی رو سے جو دینا واجب ہے وہ لوگون کے احوال اور مقدار مال اور بخیل کے ساتھ بدلتا رہتا ہے بہت باتین ایسی ہین کہ بحسب عادت امیرون سے تو بری معلوم ہوتی ہین اور فقیرون سے بری نہین معلوم ہوتین اہل و عیال کے ساتھ تو بری ہوتی ہین اورون کے ساتھ نہین دوستون کے ساتھ تو بری ہوتی ہین بیگانون کے ساتھ نہین مہمانی مین بُری ہوتی ہین اور ویسی ہی باتین بیع اور معاملات مین بری نہین ہوتین بوڑھون سے بُری ہوتی ہین جوانون سے نہین مردون سے بری ہوتی ہین عورتون سے نہین اسکی حد یہ ہے کہ جب مال رکھ چھوڑنا مقصود ہے اور رکھ چھوڑنے سے زیادہ صرف کرنیکی کوئی ضرورت پیش آئے تو اس صورت مین نہ خرچ کرنا بخل ہے اور جب رکھ چھوڑنا بہت ضرور ہو اور ضرورت خفیف ہو تو صرف کرنا اسراف ہے اور بخل و اسراف دونون بد ہین تو جب کوئی مہمان آجائے تو مروت کا خیال کرنا مال کے خیال کرنے سے زیادہ ضرور ہے اور اس عذر سے کہ مین زکوٰۃ دے چکا ہون مہمان کی مہمانداری نہ کرنا بُری بات ہے اور بخل ہے اور جب پڑوسی بھوکا ہو اور آدمی کے پاس زیادہ کھانا ہو تو نہ دینا بخل ہے اور جب شریعت اور مروت کے واجبات ادا کر چکا اور مال بہت سا ہے تو خیرات کر کے آخرت کا ثواب ڈھونڈھنا ضرور ہے اور زمانہ کی مصیبتون اور آفتون کے لحاظ سے مال رکھ چھوڑنا بھی ضرور ہے لیکن اسے ثواب کی غرض پر مقدم کرنا بزرگون کے نزدیک بخل ہے اور عوام کے نزدیک بخل نہین ہے اسواسطے کہ عوام کی نظر اکثر فقط دنیا ہی پر ہوتی ہے اور یہ بات ہر ایک کے حال کے موافق بدلتی رہتی ہے پس اگر کسی نے فقط شریعت اور مروت کے واجبات ادا کیے تو وہ بخل سے تو چھوٹ گیا لیکن سخاوت کا درجہ جب ہی پائے گا کہ اسپر اور زیادہ خرچ کرے اور جسقدر زیادہ خرچ کریگا اسیقدر سخاوت مین اسے درجہ بھی زیادہ ملیگا اور ثواب بھی بہت پائیگا تھوڑا ہو خواہ بہت ہر ایک کو اسی کی قدر درجہ اور ثواب ہے اور آدمی سخی جب ہوتا ہے کہ دینا اسپر شاق نہ ہو اگر مشکل سے دیتا ہے تو سخی نہوگا اور اگر کبھی کبھی بھی شکر اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو بھی سخی نہ ہوگا بلکہ جواد اور سخی حقیقت مین وہی شخص ہوتا ہے جو بے غرض دے یہ امر آدمی سے محال بلکہ یہ حق تعالیٰ ہی کی صفت ہے لیکن آدمی ثواب آخرت اور نیکنامی پر اکتفا کرے تو اسکو مجازاً سخی کہتے ہین کہ وہ بالفعل کچھ عوض نہین چاہتا دنیا مین تو سخاوت یہ ہے اور دین مین سخاوت یہ ہے کہ حق تعالیٰ کی محبت مین جان قربان کرنے سے باک نہ رکھے اور آخرت مین ثواب پانیکا امیدوار نہ ہو فقط حقتعالیٰ کی محبت ہی جان قربان

ف: زمانہ کی آفتون کے لحاظ سے مال رکھ چھوڑنا بھی ضرور ہے مگر اسے ثواب کی غرض پر مقدم کرنا بزرگون کے نزدیک بخل ہے ۱۲

لہ اگر مانگے تم سے مال تمہارا پھر مبالغہ کرے سوال مین تو بخل کرو گے تم اور ظاہر کر دیگا بخل تمہارے کینون کو ۱۲

کرنے کی باعث ہو بلکہ اپنے تئین فدا کرنا ہی اسکی عین غرض اور عین لذت ہو کیونکہ جب کچھ امید رکھے گا تو معاوضہ ہو جائیگا سخاوت نہ رہیگی بخل کے

علاج کا بیان اے عزیز جان تو کہ یہ علاج بھی علم و عمل سے مرکب ہے علم تو یہ ہے کہ پہلے تو بخل کا سبب پہچان کیونکہ جس بیماری کا سبب تو نہ جانے گا اسکا علاج نہ کر سکے گا خواہشون کی محبت اسکا سبب ہے اسواسطے کہ بغیر مال کے آدمی اپنی خواہش کو نہین پہونچ سکتا ہے اسکے ساتھ درازی عمر کی امید بھی ہوتی ہے کیونکہ اگر بخیل جانے کہ ایک دن یا ایک برس سے زیادہ میری زندگی نہین باقی رہی تو اسکو خرچ کرنا بہت آسان ہو جائیگا مگر یہ کہ فرزند رکھتا ہو کہ فرزند کی بقا کو اپنی بقا جانتا ہے اور اُسکا بخل مضبوط ہو جاتا ہے اسی واسطے جناب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ فرزند بخیلی اور بزدلی اور نادانی کا سبب ہوتا ہے اور کسی وقت مال کی محبت سے بُری خواہش پیدا ہوتی ہے یا محبت مال خواہش نفس کے واسطے نہین ہوتی بلکہ خود عین مال ہی اسکا معشوق ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی عمر بھر مال رکھا ہی رہنے دیتا ہے اور اس نقد کے علاوہ اسکی زمین وغیرہ کی آمدنی اسکے جورو لڑکون کو قیامت تک کافی ہوتی ہے لیکن اگر بیمار ہوتا ہے تو اپنی دوا تک نہین کرتا اور زکوٰۃ نہین دیتا اور زمین مین مال گاڑ رکھتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ مین مر ہی جاؤنگا اور دشمن میرا مال لے ہی جائینگے لیکن خرچ کرنے سے بخل اسے باز رکھتا ہے یہ بہت بڑی بیماری ہے بہت کم علاج پذیر ہوتی ہے اب جو تو نے سبب پہچان لیا تو قناعت سے اور ترک شہوات پر ذرا صبر کرنے سے خواہشون کی محبت کا علاج کر سکے گا تاکہ مال سے بے پروا ہو جائے اور امید زندگی کا علاج آدمی یون کرے کہ موت کا بہت خیال رکھے اور اپنے ہمجنسون کو دیکھے کہ وہ غافل تھے اور دفعۃً مر گئے اور حسرت لیگئے دشمنون نے انکا مال افسوس کر کر کے بانٹ لیا اور اولاد کی محتاجی کے خوف کا یون علاج کرے کہ یہ جان لے کہ جسنے انھین پیدا کیا ہے اسنے انکا رزق بھی ان کے مقدر مین لکھدیا ہے اگر انکے مقدر مین محتاجی ہے تو اسکی بخیلی سے تونگر نہ ہو جائینگے اور وہ مال ضائع کر دینگے اور اگر ان کے مقدر مین تونگری ہے تو انھین اور کہین سے مل ہی جائیگا وہ دیکھتا ہے کہ بہت امیر ایسے ہین کہ انھون نے اپنے باپ کی کچھ بھی میراث نہین پائی اور بہتون نے میراث پائی اور ضائع کر ڈالی اور یہ جان لے کہ اولاد خدا کی فرمانبردار ہوگی تو خدا خود ہی ان کی ضروریات کو کفایت کریگا ورنہ محتاجی ہی انکے واسطے دین و دنیا مین مصلحت ہے تاکہ گناہون مین مال نہ صرف کرین اور جو حدیثین بخل کی مذمت اور سخاوت کی ثنا و صفت مین وارد ہین اُن مین غور و تامل کرے اور سوچے کہ دوزخ کے سوا بخیل کا اور کہین ٹھکانا نہین اگرچہ عبادت بہت رکھتا ہو تو آدمی کو مال سے اس سے زیادہ اور کیا فائدہ ہوگا کہ دوزخ کی آگ اور خدا کی ناخوشی سے اپنے تئین بچالے اور بخیلون کے حال مین غور کرے کہ لوگون کے دلون پر کیسے گران ہوتے ہین اور سب انھین دشمن رکھتے ہین اور انکی ہجو کرتے ہین یہ سمجھ لے کہ بخل کرونگا تو مین بھی اسی طرح لوگون کے دلون مین گران اور نظرون مین حقیر رہونگا علمی علاج تو یہ ہے جب ان باتون مین غور کرے تو اگر بیماری علاج پذیر ہو جائے اور خرچ کرنے کی رغبت اسکے دلمین پیدا ہو تو چاہیے کہ عمل مین مشغول ہو پہلے جیسے ہی خیال آئے فوراً خرچ کرنا شروع کر دے حضرت ابو الحسن ابو سجہ رحمہ اللہ تعالےٰ نے طہارت خانہ مین مرید کو آواز دی کہ میرا پیراہن لے اور فلانے فقیر کو دیدے مرید نے عرض کیا کہ شیخ آپ نے باہر نکلنے تک صبر کیون نہ کیا فرمایا کہ مین ڈرا کہ مبادا دوسرا خیال مجھے آجائے کہ مجھے باز رکھے اور ممکن نہین کہ

بے مال خرچ کیے بخل جائے جسطرح یہ ممکن نہین کہ بے سفر کیے اور معشوق سے جدا ہوے عاشق عشق سے نجات پائے اسیطرح مال سے جدا ہونا عشق مال کا بھی علاج ہے فی الحقیقت اگر عشق مال سے نجات پانے کیواسطے آدمی مال کو دریا مین ڈالدے تو بخیلی کر کے رکھ چھوڑنے سے بہتر ہے ایک حیلۂ لطیف اور علاج پاکیزہ یہ ہے کہ اپنے تئین نیکنامی پر فریفتہ کرے اور اپنے دل سے کہے کہ خرچ کر تاکہ لوگ تجھے سخی جانین اور اچھا کہین ریا اور جاہ کی حرص کو مال کی حرص پر مسلط کر دے حتی کہ جب حرص مال چھوٹے تو ریا کا علاج کرے جسطرح جب لڑکے کا دودھ چھڑاتے ہین تو پہلے سے اُسے اس چیز کی چاٹ پر لگاتے ہین جسے وہ دوست رکھتا ہو تاکہ اسکے شغل مین دودھ کو بھول جائے اخلاق خبیثہ کے علاج کا یہ بہت اچھا طریقہ ہے کہ ایک صفت کو دوسری صفت پر مسلط کر دیا کرین تاکہ جسے مسلط کیا ہے اسکی قوت کے باعث پہلی صفت سے نجات ملے اسکی مثل ایسی ہے کہ جو خون کپڑے پر سے پانی سے نہین چھوٹتا ہے اسے پیشاب سے دھوتے مین تاکہ شوریت کے سبب پیشاب اسے زائل کر دے پھر پیشاب کو پانی سے دھو ڈالین تو جو شخص بخل کو ریا سے دور کرے اُسنے نجاست کو نجاست سے دھویا لیکن ریا جب اسکے دلمین قرار نہ پکڑے تو اسکا فائدہ ہوگا اگرچہ بخل اور اپنی تعریف کا شوق دونون بشریت کے کوچے سے ہین لیکن بشریت کے کوچہ مین گلخن بھی ہے اور گلشن بھی بخل تو گلخن ہے اور سخاوت گلشن ہے اور ریا اور نیکنامی کیواسطے سخاوت کرنا حرام نہین ہے کیونکہ ریا فقط عبادت ہی مین حرام ہے اور دنیا اور رکھ چھوڑنا جو خدا کے واسطے ہوتا ہے وہ بشریت کے کوچے سے باہر ہے اور وہی نہایت محمود اور بہتر ہے تو بخیل کو یہ اعتراض کرنا نہین پہونچتا ہے کہ فلانا آدمی ریا کے ساتھ خرچ کرتا ہے اسواسطے کہ ریا کے ساتھ خرچ کرنا نہ خرچ کرنے سے اور اس بخل سے اور ریا کے سبب سے ہوا ولی ہے جیسا کہ گلشن مین ہونا گلخن مین ہونیسے بہتر ہے بخل کا یہی علاج ہے جو بیان ہوا یعنی رنج و تکلیف سے دینا حتی کہ عادت ہوجائے اور بعض شیوخ نے اس طور سے مریدونکا علاج کیاہے کہ ہر ایک کے واسطے جدا جدا گوشہ مقرر کر دیتے کہ اس گوشہ کے ساتھ دل لگ جائے جب دیکھتے کہ اسکے ساتھ دل لگ گیا تو اسکو دوسرے گوشہ مین بھیجدیتے اور اسکا گوشہ دوسرے مرید کو دیدیتے اور اگر دیکھتے کہ مرید نے نیا جوتا پہنا ہے اور اسے اچھا معلوم ہوتا ہے تو کہتے کہ دوسرے مرید کو دیدے وہ دیدیتا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایکبار نعلین شریفین مین نیا تسمہ ڈالا نماز مین اسپر نظر پڑی آپ نے فرمایا کہ وہی پُرانا تسمہ لاؤ نیا تسمہ نکالکر وہی پُرانا تسمہ ڈالدیا جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا تو معلوم ہوا کہ دل سے مال کی محبت دور کرنے کی یہی تدبیر ہے کہ اسے اپنے پاس سے جدا کر دین اسواسطے کہ جبتک ہاتھ فارغ نہ ہوگا دل بھی فارغ نہ ہوگا اسی سبب سے محتاج فراخ دل ہوتا ہے اور جب اسکے پاس مال جمع ہوجاتا ہے تو وہ ننانوے کے پھیر مین پڑ کر بخیل ہوجاتا ہے اور آدمی کے پاس جو چیز نہین ہوتی دل اس سے فارغ رہتا ہے حکایت کسی بادشاہ کے پاس کوئی شخص فیروزے کا ایک کاسہ جواہر جڑا ہوا ہدیہ لایا وہ کاسہ لاجواب تھا اسکا نظیر نایاب تھا ایک حکیم دربار مین حاضر تھا اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ تو نے اس کاسہ کو دیکھا کیسا ہے اسنے عرض کیا مین دیکھتا ہون کہ اس کاسہ کا انجام یا تو مصیبت ہے یا محتاجی اور اسکے آنے کے پہلے آپ دونون باتون سے مطمئن تھے بادشاہ نے کہا کیون عرض کی کہ اگر ٹوٹ جائے تو مصیبت ہے اسواسطے کہ بے نظیر ہے اور اگر چوری جائے تو درویشی اور حاجت ہے تاوقتیکہ پھر نہ ملے ناگاہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہ کاسہ ٹوٹ گیا بادشاہ کو نہایت رنج ہوا فرمایا حکیم نے سچ کہا تھا

مال کے زہر کے منتر کا بیان

اے عزیز جان تو کہ مال کی یہ مثال ہے جیسا سانپ کا حال ہے کہ اسمین زہر بھی ہے تریاق بھی جیسا ہم نے

بیان کیا ہے تو جو شخص منتر نہ جانے اور اسپر ہاتھ ڈالے وہ ہلاک ہوجائیگا چونکہ مال بالکل بُرا ہی نہین ہے اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین مین کچھ لوگ مالدار تھے جیسے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تو مالدار ہونا کچھ عیب نہین یہ ایسا امر ہے جیسے کوئی لڑکا کسی افسونگر کو دیکھے کہ سانپ پکڑ پکڑ کر اپنی پٹاری مین بھر رہا ہے اور سمجھے کہ یہ سانپ اسواسطے پکڑتا ہے کہ وہ نرم ہے اور ہاتھ مین اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ بھی سانپ پکڑنے پر قدم مارے اور ناگاہ ہلاک ہوجائے مال کے پانچ منتر ہین پہلا منتر یہ ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ مال کو خدا نے کیون پیدا کیا ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ قوت اور لباس اور مسکن کے واسطے مال ہوتا ہے کہ یہ چیزین آدمی کے بدن کے واسطے ضرور ہین اور بدن حواس کے واسطے اور حواس عقل کے واسطے اور عقل دل کے لیے تاکہ دل خدا کی معرفت سے آراستہ ہو آدمی نے جب یہ سمجھ لیا تو اپنے مطلب کی قدر مال سے دل لگائے اور نیک مصارف مین انداز کے موافق صرف کرے دوسرا منتر یہ ہے کہ آمد پر نگاہ رکھے تاکہ حرام اور شبہہ کا مال نہ ہو اور ایسی وجہ سے نہ ہو جو مروت کے برخلاف ہے جیسے رشوت اور گدائی اور حمامی کی اجرت اور مثل اسکے تیسرا منتر یہ ہے کہ مقدار مال کو نگاہ رکھے کہ قدر حاجت سے زیادہ جمع نہ ہونے پائے جو قدر حاجت سے زیادہ ہے کہ زاد راہ دین مین اسکی حاجت نہین اسے حاجتمندون کا حق جانے اگر کوئی محتاج آئے تو جو کچھ قدر حاجت سے زائد اس کے پاس ہے وہ محتاج کو دیدے بچا نہ رکھے اور اگر ایثار کی قدرت نہین رکھتا ہے تو محل حاجت مین صرف کرے چوتھا منتر یہ ہے کہ خرچ نگاہ رکھے اور اسراف نہ کرے تھوڑے پر قناعت کرے نیک کامون مین صرف کرے اسواسطے کہ بیجا صرف کرنا بھی ایسا ہے جیسے بُری طرح سے کسب کرنا اور مال پیدا کرنا پانچوان منتر یہ ہے کہ آمد اور خرچ اور رکھ چھوڑنے مین اپنی نیت نیک اور درست کرے کہ جو کچھ کمائے عبادت مین فراغت حاصل ہونے کے واسطے کمائے اور جس مال سے دست بردار ہو دنیا کو بُرا جاننے اور زر کے سبب سے دستبردار ہو کہ اسکے خیال سے اپنے دل کو محفوظ اور پاک رکھے تاکہ خدا کی یاد مین مشغول ہو اور جو کچھ مال رکھ چھوڑے اسے ایسی ضروری حاجت کیواسطے رکھ چھوڑے جو راہ دین اور فراغت راہ دین مین پیش آئیگی اور خرچ کر ڈالنے کیواسطے حاجت کا منتظر رہے آدمی جب ایسا کرے تو اسے مال کچھ نقصان نہین کرتا اور اسے مال سے تریاق نصیب ہے زہر نہین اسیواسطے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی شخص خدا کے تمام روئے زمین کا مال حاصل کرے تو وہ زاہد ہے اگرچہ تونگر ترین خلق ہے اور اگر تمام دنیا کو ترک کردے اور للّٰہیت مقصود نہ ہو وہ زاہد نہین ہے چاہیے کہ خدا کی عبادت اور راہ آخرت کی طرف دل متوجہ رہے تاکہ جو حرکت کرے اگرچہ وہ کھانا کھاتا ہو یا پائخانے جاتا ہو وہ سب عبادت ہوجائے اور سب پر ثواب پائے اور اسواسطے کہ راہ دین کو سب کی حاجت ہے لیکن نیک نیت درکار ہے اور چونکہ اکثر خلق اس سے عاجز ہے اور ان منترون کو نہین جانتی اور اگر جانتی ہے تو کام مین نہین لاسکتی تو اولیٰ یہ ہے کہ جہانتک ہوسکے بہت مال سے دور رہے کیونکہ اگر مال کی کثرت اترانے اور غفلت کا سبب نہ بھی ہوا آخر درجات آخرت تو گھٹا دیگی اور یہ کمال نقصان اور نہایت خسران ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب انتقال فرمایا تو بہت مال چھوڑا بعضے صحابہؓ نے کہا کہ بہت سا مال چھوڑنے کے سبب سے ہمین انکی طرف سے خوف ہے حضرت کعب الاحبار نے کہا کہ سبحان اللہ تم کیا ڈرتے ہو انھون نے حلال مال حاصل کیا حق اور بجا صرف کیا جو چھوڑا وہ مال حلال چھوڑا ان کا کیا خوف ہے یہ خبر حضرت ابوذرؓ کو پہونچی نہایت غصہ مین باہر نکل آئے اونٹ کی ہڈی ہاتھ مین لیے حضرت کعب الاحبار

کو مارنے کے واسطے ڈھونڈتے تھے وہ بھاگے اور امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھر مین گئے اور انکی پیٹھ کے پیچھے پناہ لی حضرت ابوذر بھی انکے پیچھے پیچھے گئے اور کہا کہ ہان اے یہودی بچے تو کہتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن نے جو مال چھوڑا وہ کیا نقصان رکھتا ہے حالانکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن احد کیطرف جاتے تھے اور مین ساتھ تھا فرمایا کہ اے ابوذر مین نے جواب دیا لبیک یا رسول اللہ فرمایا کہ مالدار لوگ قیامت مین سب سے کمتر اور آخر تر ہونگے مگر وہ شخص جو داہنے بائین آگے پیچھے مال پھینکتا ہے اور خرچ کرتا ہے اے ابوذر مین نہین چاہتا کہ میرے پاس کئی کوہ احد کے برابر مال ہو اور خدا کی راہ مین صرف کرون اور جسدن مرون تو مجھے دو قیراط بچ رہین جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے او یہودی بچے تو یون کہتا ہے تو تو جھوٹا ہے اور کسی نے حضرت ابوذرؓ کو کچھ جواب نہ دیا ایکبار حضرت عبدالرحمن ابن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اونٹون کا لشکر یمن کی تجارت سے آیا مدینہ مین شور اور غلغلہ پڑ گیا ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے پوچھا یہ کیا ہے لوگون نے عرض کیا کہ حضرت عبدالرحمنؓ کے اونٹ ہین حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا تھا یہ خبر حضرت عبدالرحمن کو پہونچی حضرت صدیقہؓ کے اس کلمہ سے متفکر ہو کر اُسی وقت حضرت صدیقہؓ کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ یا ام المؤمنین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا تھا فرمایا کہ آپ نے ارشاد کیا تھا کہ جنت مجھے دکھائی گئی اپنے محتاج اصحاب کو مین نے دیکھا کہ دوڑے چلے جاتے ہین اور تونگر صحابی کو نہین دیکھا مگر عبدالرحمن ابن عوف کو کہ وہ گرتا پڑتا جنت کے دروازہ تک پہونچا حضرت عبدالرحمن نے کہا کہ ان اونٹون کو اور جو مال ان پر ہے مین نے فی سبیل اللہ تصدق کیا اور ان سب غلامون کو آزاد کر دیا تاکہ شاید مین بھی ان محتاج اصحابؓ کے ساتھ جا سکون رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف سے فرمایا کہ میری امت کے امیرون مین سب سے پہلے تو جنت مین جائیگا مگر جد و جہد سے اندر جا سکے گا ایک بڑے صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے تھے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ روز ہزار دینار حلال سے کسب کرون اور خدا کی راہ مین صرف کرون گرچہ اس سبب سے جماعت کی نماز سے باز نہ رہون لوگون نے کہا کیون کہا موقف سوال مین خدا مجھسے استفسار فرمائیگا کہ اے میرے بندے تو کہان سے لایا تھا اور کہان خرچ کیا مین سوال اور حساب کی طاقت نہین رکھتا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لائینگے اُسنے وجہ حرام سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین اُڑایا ہوگا اسے دوزخ مین بھیجدینگے دوسرے کو لائین گے اس نے وجہ حلال سے مال کمایا ہوگا اور حرام مین لٹایا ہوگا اسے بھی دوزخ مین بھیجدینگے تیسرے کو لائین گے اسنے حرام سے مال جمع کیا ہوگا اور راہ حلال مین خرچ کیا ہوگا اُسے بھی دوزخ مین روانہ کرینگے چوتھے کو لائینگے اسنے حلال سے مال پیدا کیا ہوگا اور راہ حق حلال مین خرچ بھی کیا ہوگا حکم ہوگا اسے ٹھہراؤ اسواسطے کہ شاید یہ مال ڈھونڈھنے مین اسنے طہارت مین کوئی قصور کیا ہو یا رکوع و سجود مین کچھ فتور پیدا ہوا ہو یا وقت پر شرط کے ساتھ اسنے نماز نہ پڑھی ہو وہ شخص عرض کریگا کہ اے پروردگار مین نے حلال سے کمایا اور بجا اور راہ حق مصرف مین صرف کیا اور کسی فرض مین قصور نہین کیا اور اس مال کے سبب سے تفاخر نہین کیا کہینگے شاید گھوڑا اور لباس تکلف کا کھا ہو اور فخر و نخوت سے چلا ہو وہ عرض کریگا کہ بارخدایا مین نے اس مال کے سبب سے تفاخر بھی نہین کیا ہے کہین گے شاید تو نے کسی یتیم یا مسکین یا پڑوسی یا بیگانہ کے حق مین تقصیر کی ہو وہ عرض کریگا کہ بارخدایا مین نے یہ مال حلال سے پیدا کیا

اور حق بات میں صرف کیا اور فرائض میں کچھ قصور نہیں کیا پھر یہ سب لوگ آئینگے اور اسے گھیر لینگے اور عرض کرینگے کہ بار خدایا تو نے ہم میں اس شخص کو مال اور نعمت عطا کی تھی ہمارے حق کی نسبت بازپرس کر ایک ایک کے حق کی نسبت پرسش ہوگی اگر کچھ بھی تقصیر نہ کی ہوگی تو حکم ہوگا کہ کھڑا رہ اب ان نعمتوں کا شکر پیش کر جو لقمہ تو نے کھایا اور جو مزہ تو نے پایا ہے اسکا شکر سامنے لا اسیطرح پوچھینگے اسی سبب سے تھا کہ بزرگوں میں سے کوئی شخص تونگری پر راضی نہ ہوا کہ اگر عذاب نہ ہوگا مگر اسطرح سے ذرا ذرا سی بات کا حساب تو ہوگا بلکہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پیشوائے امت تھے آپ نے اسواسطے فقیری اختیار کی کہ امت کو معلوم ہو جائے کہ فقیری بہتر ہے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہیں کہ مجھے جناب رحمۃ للعالمین کی خدمت میں گستاخی حاصل تھی ایک دن آپ نے فرمایا کہ آ فاطمہؓ کی عیادت کو چلیں جب انکے گھر کے دروازے پر پہونچے دروازہ کھٹکھٹا کر فرمایا السلام علیکم ہم اندر آئیں انھوں نے عرض کیا آئیے فرمایا میں ہوں اور ایک شخص میرے ساتھ ہے جناب سیدہ رضی اللہ تعالے عنہا نے فرمایا کہ یا رسول اللہ میرے تمام بدن پر ایک پرانی کملی کے سوا اور کچھ کپڑا نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ وہی کملی اپنے بدن پر لپیٹ لو انھوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ تمام بدن پر لپیٹ لی مگر سر کھلا ہے پرانی چادر آپ نے پھینکدی کہ سر پر ڈال لو پھر آپ اندر تشریف لیگئے اور پوچھا اے فرزند عزیز کیسی ہو انھوں نے عرض کیا کہ نہایت بیمار اور دردمند ہوں اسوجہ سے اور بھی زیادہ تکلیف ہوتی ہے کہ اس بیماری میں بھوکی ہوں اور کچھ نہیں پاتی ہوں کہ کھاؤں اب بھوک کی تاب نہیں جناب سلطان الانبیا حضرت محبوب خدا علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل الثنا بے اختیار رونے لگے اور فرمایا کہ اے فاطمہؓ بے صبری نہ کر قسم خدا کی تین دن ہوئے کہ میں نے بھی کچھ چکھا تک نہیں اور حق تعالے کے نزدیک میرا درجہ تجھ سے زیادہ ہے اگر میں کچھ مانگتا تو وہ عنایت فرماتا لیکن میں نے دنیا پر آخرت کو اختیار کیا ہے پھر اپنا دست مبارک انکے کاندھے پر رکھا اور فرمایا کہ بشارت ہو تجکو قسم خدا کی کہ تو بہشت کی عورتوں کی سردار ہے جناب سیدہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر آسیہؓ فرعون کی بی بی اور مریمؓ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ماں کیا ہیں فرمایا کہ انمیں سے ہر ایک اپنے عالم کی سردار ہیں اور تو تمام عالم کی عورتوں کی سردار ہے تم سب ایسے ایسے چاندی سونے کے آراستہ مکانوں میں رہوگی جسمیں نہ غل ہے نہ دکھ نہ دھندا پھر فرمایا کہ اے بیٹی تو بس کر میرے چچازاد بھائی پر جو تیرا شوہر ہے کہ میں نے ایسے کے ساتھ تجھے جفت کیا ہے جو دنیا اور آخرت میں سردار ہے **حکایت** ایک مرد نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی صحبت میں رہا کروں اور آپ کے ساتھ چلا حتی کہ ایک شہر کے کنارے پہونچے تین روٹیاں پاس تھیں دو کھائیں ایک باقی رہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام گئے جب پھر آئے تو روٹی نہ دیکھی فرمایا کہ کون لے گیا اس شخص نے کہا میں نہیں جانتا پھر وہاں سے بڑھے ایک ہرنی دو بچوں سمیت آتی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک کو آواز دی وہ آپ کے پاس چلا آیا آپ نے اسے ذبح کیا وہ اسی وقت بھن گیا دونوں آدمیوں نے آسودہ ہو کر کھایا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ زندہ ہو جا حکم الٰہی سے وہ زندہ ہو کر چلا گیا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس مرد سے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا بتا تو وہ روٹی کیا ہوئی اسنے پھر یہی کہا کہ میں نہیں جانتا وہاں سے بڑھے ایک دریا کے قریب پہونچے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور دونوں آدمی پانی کے اوپر چل نکلے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے اس خدا کی جسنے یہ معجزہ تجھے دکھایا

بتاتو کہ وہ روٹی کیا ہوئی پھر اسنے کہا کہ مین نہین جانتا وہان سے آگے بڑھے ایک جگہ پہونچے وہان ریت بہت تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس ریت کو جمع کیا اور فرمایا کہ خدا کے حکم سے تو سونا ہوجا وہ ریت سب سونا ہوگئی حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اس کے تین حصے کیے اور فرمایا کہ ایک حصہ تیرا ہے ایک میرا ہے ایک اس شخص کا ہے جو روٹی لے گیا اس مرد نے سونے کے لالچ کے مارے اقرار کرلیا کہ وہ روٹی میرے پاس ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب سب تیرا حصہ ہے اور اسکے حوالے کرکے چلے گئے دو آدمی اسکے پاس پہونچے چاہا کہ اسے مار ڈالین اور سونا چھین لین اسنے کہا مجھے قتل نہ کرو ان تینون حصون مین سے ایک ایک آدمی ایک ایک حصہ لے لیگا پھر ایک آدمی سے کہا کہ ہمارے واسطے کھانا مول لے آوہ گیا اور کھانا مول لیا اور اپنے جی مین کہا کہ افسوس کی بات ہے کہ یہ لوگ وہ سونا لیجائین مین اس کھانے مین زہر ملادون وہ کھاکر مرجائین اور مین سب سونا لے لون اور ان دونون آدمیون نے آپسمین کہا کہ اسے سونا کیون دین وہ پھر کر آئے تو اسے مار ڈالین اور سونا اٹھالے جائین جب وہ پھر کر آیا ان دونون آدمیون نے اسے مار ڈالا اور اسکا لایا ہوا کھانا جو کھایا تو خود بھی مرگئے اور سونا اسی طرح پڑا رہا حضرت عیسےٰ علیہ السلام جب ادھر سے پھرے تو سب سونا وہین پر دیکھا اور تین مردے پڑے ہوے دیکھے فرمایا یارو دنیا ایسی ہی ہوتی ہے اس سے حذر کرو اس حکایت سے معلوم ہوا کہ آدمی اگرچہ استاد اور افسون گر ہو مگر اولیٰ یہی ہے کہ مال پر نظر نہ ڈالے اور اس کے گرد نہ پھٹکے مگر بقدر حاجت لے اسواسطے کہ سانپ پکڑنے والے کو آخر سانپ ہی مارتا ہے واللہ اعلم بالصواب

ساتوین اصل محبت جاہ وحشمت کے علاج اور آفات کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ بہت لوگ جاہ وحشمت اور نیکنامی اور ثنائے خلق کی طلب مین ہلاک ہوے ہین اسی سبب سے بہت سے جھگڑون اور عداوتون اور گناہون مین پڑے ہین جہان یہ خواہش غالب ہوئی بس راہ دین منقطع ہوگئی اور نفاق اور برے اخلاق سے دل بھر گیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جاہ ومال کی محبت دلمین نفاق کو اسطرح اگاتی ہے جسطرح پانی سبزے کو اُگاتا ہے اور فرمایا ہے کہ دو بھوکے بھیڑیے بکریون کے گلے مین ایسی تباہی نہین ڈالتے جیسی محبت جاہ ومال مرد مومن کے دل مین تباہی ڈالتی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا کہ خلق کو دو چیزون نے ہلاک کیا ہوا اور ہوس کی پیروی نے اور اپنی ثنا وصفت کو دوست رکھنے نے اس سے وہی شخص نجات پاتا ہے جو اپنی بلند نامی اور شہرت نہ ڈھونڈھے اور گمنامی پر قناعت کرے اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا یعنے سعادت آخرت اس شخص کے واسطے ہم نے مقرر کی ہے جو دنیا مین بزرگی اور جاہ نہ ڈھونڈھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے وہ لوگ جنتی ہین جو خاک آلود پریشان مو کثیف لباس ہون کوئی ان کی قدر ومنزلت نہ کرتا ہو اگر امیرون کے گھر مین جانے کی اجازت چاہین تو لوگ نہ جانے دین اگر نکاح کرنا چاہین تو کوئی شخص انھین اپنی لڑکی نہ دے اگر بات کہین تو کوئی اُن کی بات نہ سنے ان کی آرزوئین ان کے سینون مین موجزن رہی ہون قیامت کے دن ان لوگون کا نور تقسیم کیا جائے گا تو تمام

خلق کو پہونچ جائیگا **شعر** خاکساران جہان رابحقارت منگر توچہ دانی کہ درین گرد سوارے باشد اور فرمایا ہے کہ بہت خاکسار کہنہ لباس ایسے ہین کہ اگر خدا کو قسم دلاکر بہشت مانگین تو خدا انھین عنایت فرمائے اور اگر دنیا کی کوئی چیز چاہین تو نہ ملے اور فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہین کہ اگر تم سے ایک دینار یا ایک درم یا ایک حبہ مانگین تو تم نہ دو اور اگر خدا سے جنت مانگین تو وہ عنایت کر دے اور اگر دنیا مانگے تو خدا نہ دے اور دنیا نہ دینے کی وجہ یہ نہین کہ وہ ذلیل اور بیقدر ہین امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ مسجد مین حاضر ہوئے حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو روتے دیکھا پوچھا کیون روتے ہو عرض کیا کہ مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ذرا سی ریا بھی شرک ہے اور حق تعالےٰ ایسے چھپے ہوے پرہیزگارون کو دوست رکھتا ہے کہ جو غائب ہو جائین تو کوئی انھین نہ ڈھونڈھے اور اگر حاضر ہون تو کوئی نہ پہچانے ان کے دل راہ ہدایت کے چراغ ہوتے ہین اور تمام شبہون اور ظلمتون سے پاک ہوتے ہین حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ جو شخص نیکنامی اور شہرے کو دوست رکھتا ہے وہ خداے پاک کے دین مین کامل نہین ہے حضرت ایوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہین کہ صدق کی علامت یہ ہے کہ آدمی یہ نہ چاہے کہ مجھے کوئی پہچانے حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پیچھے پیچھے ان کے کئی شاگرد جاتے تھے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان کو دُرّے مارے اُنھون نے عرض کیا یا امیر المؤمنین دیکھیے آپ یہ کیا کرتے ہین فرمایا کہ یہ امر پیچھے چلنے والے کے حق مین باعث ذلت ہے اور آگے چلنے والے کے حق مین موجب غرور ونخوت ہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے کہا ہے کہ جو احمق لوگون کو اپنے پیچھے پیچھے چلتے دیکھتا ہے کسی حالت مین اسکا دل ٹھکانے نہین رہتا حضرت ایوب علیہ السلام کہین سفر کو جاتے تھے کچھ لوگ ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگے فرمایا کہ اگر حق سبحانہ تعالےٰ یہ نہ جانتا ہوتا کہ مین اس امر سے کارہ ہون تو مین اسکے غضب سے ڈرتا حضرت ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ اگلے بزرگ ایسے کپڑے کو برا جانتے تھے کہ نئے یا پرانے ہونے کے سبب سے جسپر انگلیان اُٹھین بلکہ ایسا ہونا چاہیے کہ کوئی اس کا ذکر نہ کرے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کا قول ہے کہ مین کسی کو ایسا نہین جانتا کہ وہ اس بات کو دوست رکھتا ہو کہ لوگ مجھے پہچانین اور اسکا دین تباہ اور وہ رسوا نہ ہو **حقیقت جاہ کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جس طرح تونگری کے یہ معنی ہین کہ مال وزر اُسکی ملک مین ہو اور اسکے قبض وتصرف مین رہے اسی طرح محتشم اور صاحب جاہ کے یہ معنی ہین کہ لوگون کے دل اسکی ملک مین ہون یعنی اُسکے مسخر ہون اسکا تصرف لوگون کے دلون مین جاری ہو اور جب آدمی کا دل کسی کا مسخر ہو جاتا ہے تو بدن اور مال بھی دل کا تابع ہے اور جبتک کسی کے ساتھ نیک اعتقاد نہ ہو تب تک دل اسکا مسخر نہین ہوتا جیسے کہ کسی شخص کی عظمت آدمی کے دل مین سما جائے کسی کمال کی وجہ سے جو اُس شخص مین ہے یا علم یا عبادت یا نیک خلقی یا قوت یا ایسی چیز کے سبب سے جسے لوگ کمال اور بزرگی جانتے ہین آدمی نے جب یہ اعتقاد کیا تو دل مسخر ہو گیا خوشی اور رغبت سے آدمی اُس شخص کی اطاعت کرتا ہے اور اپنی زبان اسکی مدح وثنا مین کھولتا ہے اور بدن سے اسکی خدمت مین مستعد رہتا ہے اور مال فدا کرنے پر آمادہ رہتا ہے جس طرح غلام اپنے آقا کا مسخر رہتا ہے اسی طرح وہ آدمی صاحب جاہ کا مرید اور دوستدار اور مسخر رہتا ہے بلکہ غلام زبردستی سے مسخر ہوتا ہے اور یہ اپنی طبیعت اور خوشی سے تو مال ف سے چیزون کی ملک مقصود ہے اور جاہ سے دلون کی ملک اور ف بہت آدمیون کو مال سے جاہ زیادہ پیارا ہوتا ہے

ف مال سے چیزون کی ملک مقصود ہے اور جاہ سے دلون کی ملک ف بہت آدمیون کو مال سے زیادہ جاہ پیارا ہوتا ہے ۱۲

اسکے تین سبب ہین ایک سبب تو یہ ہے کہ مال اس سبب سے پیارا ہوتا ہے کہ اسکے سبب سے سب حاجتین نکل سکتی ہین اور جاہ بھی ایسی ہے بلکہ جو شخص صاحب جاہ ہو اسے مال حاصل کرنا آسان ہوتا ہے لیکن اگر کمینہ یہ چاہے کہ مال کی بدولت جاہ حاصل کرون تو یہ مشکل ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ مال مین یہ ڈر رہتا ہے کہ مبادا ضائع ہو جائے یا چور لیجائین یا خرچ ہو جائے اور جاہ مین یہ ڈر نہین تیسرا سبب یہ ہے کہ مال بے رنج تجارت و حراست زیادہ نہین ہوتا اور جاہ سرایت کرتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے اسواسطے کہ جس کا دل تیرے دام عقیدت مین پھنسا وہ تمام جہان مین تیری تعریف کرتا پھرتا ہے حتی کہ اور لوگ بھی نادیدہ تیرے پھندے مین پھنستے ہین اور آدمی جتنا زیادہ مشہور ہوتا ہے اتنا اسکا جاہ بھی بڑھتا ہے اور تابعین زیادہ ہوتے ہین تو جاہ و مال دونون مطلوب ہین اسواسطے کہ سب حاجتین نکلنے کا وسیلہ ہین اور یہ آدمی کی طبیعت سے ہے کہ ان شہرون مین اپنے نام اور جاہ کو دوست رکھتا ہے کہ جہان جانتا ہے کہ مین ہرگز نہ پہونچونگا اور چاہتا ہے کہ تمام عالم اسکی ملک رہے اگرچہ یہ جانتا ہو کہ مین اسکا محتاج نہ ہونگا اور اسکا بھید بہت بڑا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی فرشتون کے گوہر سے اور حق سبحانہ تعالے کے کامون مین سے ہے جیسا کہ حق تعالے فرماتا ہے قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ[1] تو چونکہ حضرت ربوبیت سے از بس مناسبت رکھتا ہے لہذا ربوبیت ڈھونڈھنا اسکی طبیعت ہے اور وہ جو فرعون نے کہا تھا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی[2] اسکی چاہ ہر ایک کے باطن مین گھسی ہوئی ہے تو ہر شخص بالطبع ربوبیت کو دوست رکھتا ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب وہی ہو اسکے ساتھ کوئی دوسری چیز ہووے ہی نہ کیونکہ جب دوسری چیز ہوگی تو کمال نرہیگا نقصان ہو جائیگا آفتاب اسی سے کامل ہے ایک ہی ہے اور تمام اسیکا نور ہے اگر آفتاب کے ساتھ کوئی دوسرا ہوتا تو آفتاب ناقص ہو جاتا اور یہ کمال کہ سب وہی ہو جناب احدیت کی خصوصیت ہے اسواسطے کہ حقیقت مین ہست وہی ہے بس اسکے سوا اور کچھ موجود ہی نہین اور جو کچھ ہے وہ اسی کی قدرت کا نور ہے تو اسکا تبع ہے شریک اور ساتھی نہین جیسا کہ نور آفتاب تبع آفتاب ہے آفتاب کے مقابلے مین نور آفتاب دوسرا موجود اور آفتاب کا شریک اور ساتھی نہین ہے کہ اگر دوئی ظاہر ہوئی تو آفتاب کا نقصان ہے آدمی کی طبیعت مین[3] یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ سب مین ہی ہون چونکہ اس سے عاجز ہے تو چاہتا ہے کہ سب کچھ میری ہی ملک مین رہے یعنے اسی کا مسخر رہے اور اسی کے تصرف اور ارادے مین رہے مگر اس سے بھی عاجز ہے کیونکہ موجودات دو قسم پر ہین ایک قسم وہ ہے کہ اسپر آدمی کا تصرف نہین ہوسکتا جیسے آسمان اور ستارے اور ملائکہ اور شیاطین اور جو کچھ زمین کے نیچے اور دریاؤن کے قعر اور پہاڑون کے عمق مین ہے تو آدمی چاہتا ہے کہ علم کے سبب سے ان چیزون پر مستولی اور محیط ہو جائے تاکہ سب اسکے علم کے تصرف مین آجائین اگرچہ اسکی قدرت کے تصرف مین نہین آتے اسی سبب سے آدمی چاہتا ہے کہ ملکوت زمین و آسمان اور عجائب بحر و بر اور سب اسے معلوم ہین جیسے جو شخص شطرنج بنانے سے عاجز ہوتا ہے مگر یہ چاہتا ہے کہ اسے معلوم ہو کیونکر بنائی ہے کیونکہ یہ بھی استیلا کی ایک قسم ہے دوسری قسم وہ ہے کہ جسپر آدمی تصرف کرسکتا ہے روئے زمین مین ہے اور جو کچھ زمین پر نباتات حیوانات جمادات ہین آدمی چاہتا ہے کہ سب میری ہی ملک ہو جائین یعنی اسی کے تصرف مین رہین تاکہ اسے سب پر کمال قدرت اور کمال استیلا ہو اور جو کچھ زمین پر ہے ان سب مین آدمیون کا دل بہت نفیس ہے آدمی چاہتا ہے کہ وہ بھی میرے ہی مسخر رہین اور مین ہی ان پر تصرف کرون تاکہ ہمیشہ میری ہی یاد مین مشغول رہین جاہ کے یہی معنی ہین تو ربوبیت کو آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے کہ اسکی نسبت اس طرف کھینچتی ہے

[1] کہدو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ روح خدا کا حکم ہے ۱۲
[2] مین تمھارا بڑا خدا ہون ۱۲
[3] ربوبیت ڈھونڈھنا آدمی کی طبیعت ہے ۱۲

اور اسی درگاہ سے آتی ہے اور ربوبیت کے یہ معنی ہین کہ سب کمال اُسیکو ہو اور کمال استیلا مین ہوتا ہے اور استیلا علم قدرت سے حاصل ہوتا ہے اور آدمی کی قدرت مال وجاہ سے ہوتی ہے تو محبت جاہ ومال کا یہی سبب ہے **فصل** اگر کوئی شخص کہے کہ جب کمال ربوبیت کی طلب آدمی کی طبیعت ہے اور وہ علم قدرت کے سوا نہین ہے اور طلب علم اچھی بات ہے کیونکہ وہ طلب کمال ہے تو چاہیے کہ طلب مال وجاہ بھی اچھی بات ہو کیونکہ یہ بھی طلب قدرت ہے اور قدرت منجملہ کمال ہے اور منجملہ صفات خداے لایزال ہے جیسے علم اور بندہ جتنا کامل تر ہوتا ہے اتنا ہی حق تعالی سے نزدیک تر ہوتا ہے اسکا جواب یہ ہے کہ علم وقدرت بھی دو کمال ہین اور منجملہ صفات ربوبیت ہین لیکن آدمی علم حقیقی حاصل کر سکتا ہے قدرت حقیقی نہین حاصل کر سکتا اور علم ایسا کمال ہے کہ فی الحقیقت ممکن ہے کہ آدمی کو حاصل ہو جائے اور اسکے ساتھ رہے لیکن قدرت نہین حاصل ہوتی آدمی سمجھتا ہے کہ حاصل ہوگئی پھر اسکے ساتھ نہین رہتی کیونکہ قدرت تو مال اور خلق سے علاقہ رکھتی ہے مرنے کے ساتھ ہی آدمی سے منقطع ہو جاتی ہے اور جو چیز مرنے سے زائل ہو جائے وہ منجملہ باقیات صالحات نہین ہے اور اُسکی تلاش مین اوقات صرف کرنا نادانی ہے تو قدرت اُسیقدر کام آتی ہے جو تحصیل علم کا وسیلہ ہو اور علم کا قیام دل کے ساتھ ہے بدن کے ساتھ نہین اور دل باقی اور ابدی ہے عالم جب اس جہان سے جاتا ہے تو علم اُسکے ساتھ رہتا ہے اور وہ علم ایسا نور ہوتا ہے کہ اُسکے سبب سے عالم جناب الٰہی کو دیکھے حتیٰ کہ ایسی لذت پائے کہ جنت کی سب لذتین اسکے سامنے حقیر اور ناچیز ہو جائین اور علم کو کسی ایسی چیز سے علاقہ نہین ہے جو موت کے سبب سے زائل ہو جائے کیونکہ علم کو نہ مال سے علاقہ ہے نہ خلق کے دلون سے بلکہ خدا کی ذات اور صفات سے علاقہ ہے اور اسکی حکمت سے جو ملک اور ملکوت مین ہے اور عجائب معقولات سے جو جائزات اور واجبات اور محالات مین ہین اور یہ چیزین ازلی اور ابدی ہین کیونکہ ہرگز نہین بدلتین اسواسطے کہ واجب ہرگز محال نہین ہوتا اور محال ہرگز جائز نہین ہوتا اور جو علم مخلوق اور فانی چیزون سے علاقہ رکھتا ہے وہ کسی گنتی مین نہین مثلاً علم لغت کہ لغت حادث اور فانی ہے اور اس کی قدر اس وجہ سے ہے کہ قرآن حدیث کے معنے سمجھنے کا وسیلہ ہے اور قرآن وحدیث کو سمجھنا معرفت خدا کا وسیلہ ہے اور خدا کی راہ مین جو گھاٹیان ہین انھین طے کرنے کا ذریعہ ہے تو جو چیز متغیر اور فنا ہو جاتی ہے اسکا علم خود مقصود نہین ہوتا بلکہ علم ازلیات کا تابع ہوتا ہے اور علم ازلیات وہ ہے جو منجملہ باقیات صالحات ہے وہ جناب الٰہی ہے کہ ازلی اور ابدی ہے تغیر کو اس مین دخل نہین تو آدمی کو ازلیات کا علم جسقدر زیادہ ہو اسی قدر وہ حق تعالےٰ سے نزدیک تر ہوتا ہے تو آدمی کو علم حقیقی ہے قدرت حقیقی نہین ہے مگر ایک طرح کی قدرت بھی باقیات صالحات مین سے ہے وہ حریت ہے یعنے خواہشون کے ہاتھ سے آزاد ہو جانا کیونکہ جو پابند شہوات ہے وہ شہوات کا بندہ ہے اسے جو حاجت ہوتی ہے اس کے سبب سے اس کا نقصان ہوتا ہے تو اس حاجت سے آزاد ہونا اور شہوات پر قادر ہو جانا ایسا کمال ہے کہ حق تعالےٰ اور ملائکہ کے صفات سے باین وجہ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آدمی تغیر اور حاجت سے دور تر رہتا ہے اور جسقدر تغیر اور حاجت سے دور تر رہتا ہے اُسی قدر ملائکہ کے مانند ہو جاتا ہے فی الحقیقت ایک کمال تو علم اور معرفت ہے دوسرا خواہشون کے ہاتھ سے آزادی اور حریت اور مال وجاہ وکمال وکھائی دیتا ہی نہین اور مرنے کے بعد باقی نہین رہتا پس خلق کو طلب کمال ضرور ہے بلکہ خلق اس امر کی

مامور ہے مگر کمال حقیقی سے جاہل ہے اور جو چیز کمال نہین ہے خلق اسے کمال جانتی ہے اور سب لوگ اسی کی طرف متوجہ ہین اور جو کمال ہے اسکی طرف پیٹھ کر دی ہے سب لوگ اپنے نقصان کی راہ چلتے ہین اسی سبب سے حق تعالٰی نے ارشاد فرمایا ہے وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ فصل اے عزیز جان تو کہ جاہ بھی مال کے مثل ہے جسطرح مال سب برا نہین بلکہ بقدر کفایت زاد راہ آخرت ہے اور کثرت مال مین اگر دل مستغرق ہو جائے تو مال راہ آخرت مین راہزن ہو جاتا ہے یہی حال جاہ کا بھی ہے کیونکہ آدمی کو خادم اور رفیق ضرور ہے کہ اسکی خدمت اور معاونت کرے اور بادشاہ بھی درکار ہے کہ ظالمون کے شر سے اسے بچائے اور ضرور ہے کہ ان لوگون کے دلون مین آدمی کی کچھ قدر و منزلت ہو تو ان لوگون کے دلون مین اپنی جاہ اسقدر چاہنا جس سے یہ مقصود حاصل ہو جائے درست ہے جیسا حضرت یوسف علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے اِنِّيْ حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ اسی طرح اگر استاد کے دلمین اسکی قدر نہ ہوگی تو اسے تعلیم نہ کرے گا اور اگر شاگرد کے دل مین اسکی منزلت نہ ہوگی تو اس سے تعلیم نہ لے گا تو طلب جاہ بقدر کفایت مباح ہے جیسے طلب مال بقدر کفایت درست ہے لیکن آدمی جاہ کو چار طور سے طلب کر سکتا ہے اس مین دو مباح ہین اور دو حرام جو دو طریقے حرام ہین ان مین سے ایک یہ ہے کہ اپنی عبادت اظہار کر کے طلب کرے کیونکہ یہ حرام اور ریا ہے عبادت خالصاً مخلصاً خدا ہی کے واسطے ہونا چاہیے اس طریقہ سے طلب جاہ حرام ہے دوسرا حرام طریقہ یہ ہے کہ دغا دے اور اپنے تئین ایسی صفت کے ساتھ موصوف ظاہر کرے جو اسمین نہ ہو مثلاً یون کہنا کہ مین علوی ہون میرا نسب یہ ہے یا مین فلانا پیشہ جانتا ہون اور نہ جانتا ہو یہ ایسا ہے جیسے دغا سے طلب مال کرنا اور وہ دو طریقے جو مباح ہین ان مین سے ایک یہ ہے کہ ایسی چیز سے طلب جاہ کرے جس مین دغا نہ ہو اور وہ چیز عبادت نہ ہو دوسرا مباح طریقہ یہ ہے کہ اپنا عیب چھپائے کیونکہ فاسق اگر اپنا گناہ اسواسطے پوشیدہ رکھے کہ اسے بادشاہ کے نزدیک جاہ و مرتبہ حاصل ہو اسواسطے نہین کہ بادشاہ اسے پارسا جانے تو یہ بھی مباح ہے

محبت جاہ کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ محبت جاہ جب دل پر غالب ہو جاتی ہے تو دل کی بیماری ہو جاتی ہے اور علاج کی حاجت پڑتی ہے اسواسطے کہ وہ محبت مال کی طرح ضرور بالضرور آدمی کو نفاق یا جھوٹ فریب عداوت حسد مناقشہ اور گناہون کی طرف کھینچتی ہے بلکہ محبت مال سے بدتر ہے کیونکہ اس سے زیادہ آدمی کی طبیعت پر غالب ہے اور جو شخص جاہ و مال اسی قدر حاصل کرے جس مین اس کا دین سلامت رہے اور اس سے زیادہ نہ چاہے وہ شخص بیمار نہین ہے اسواسطے کہ اس نے حقیقت مین جاہ و مال کو دوست نہین رکھا بلکہ فراغت کار دین کو دوست رکھا لیکن کوئی ایسا ہوتا ہے کہ جاہ کو اس قدر دوست رکھتا ہے کہ اسکا تمام خیال خلق مین ڈوبا رہتا ہے کہ خلق مجھے کیونکر دیکھتی ہے اور مجھے کیا کہتی ہے اور میری نسبت کیا اعتقاد رکھتی ہے کسی کام مین ہو مگر اس کا خیال اسی امر مین لگا رہتا ہے کہ لوگ مجھے کیا کہتے ہین تو اس پر اس بیماری کا علاج فرض ہے اور اس کا علاج علم و عمل سے مرکب ہے علاج علمی یہ ہے کہ جاہ کی آفتین جو دین و دنیا مین ہین ان مین غور کرے دنیا مین تو یہ آفتین ہین کہ طالب جاہ ہمیشہ رنج و مذلت اور خلق کے دلون کی رعایت مین مشغول رہتا ہے اور جاہ حاصل نہ ہو تو خود ذلیل رہتا ہے اور اگر حاصل ہو تو لوگ اُسکے قصد مین رہتے ہین اس کا حسد کیا کرتے ہین اور یہ ہمیشہ عداوت اور دشمنون کا قصد دفع کرنے کے

لہ قسم ہے عصر کی تحقیق آدمی البتہ ٹوٹے مین ہے ۱۲ ۔ زبان کاری کے ہے ۱۲ ف ۔ آدمی جاہ کو چار طرح سے طلب کر سکتا ہے ۱۲ ف ۔ اپنی عبادت ظاہر کر کے طلب کرنا حرام ہے ۱۲ ۔ تحقیق مین حفاظت کرنے والا جاننے والا ہون ۱۲

رنج مین رہتا ہے اور دشمنون کے مکر اور غدر سے ایمن نہین رہتا اور دشمن جسکے درپے ہووہ اگر خصومت مین مغلوب ہو تو ذلت مین ہووے ہی گا اور اگر غالب ہو تو اسے کچھ ثبات نہین کیونکہ تمام جاہ خلق کے دل سے علاقہ رکھتی ہے اور خلق کا دل جلدی بھر جاتا ہے موج دریا کے مثل ہوتا ہے اور وہ عزت نہایت ہی ضعیف ہے جسکی بنا چند بدبختون کے دل پر ہو کہ جو خطرہ دل مین آئے اسکے سبب سے وہ عزت بدل جائے خصوصًا وہ شخص جس کی جاہ حکومت اور سرداری کے سبب سے ہو کیونکہ قابل معزولی ہے ایک خطرہ جو والی ملک کے دل مین آجائے تو اسکے سبب سے اسے معزول کردے اور وہ ذلیل ہو جائے تو طالب جاہ کو دنیا مین رنج رہتا ہے اور آخرت مین بھی رہے گا یہ بات سب ضعیف العقل نہ سمجھ سکین گے جسے بصیرت کامل حاصل ہو وہ خود جانتا ہے کہ اگر تمام روے زمین کی سلطنت مشرق سے مغرب تک اسے مل جائے اور تمام عالم اسے سجدہ کرے تو یہ امر خوشی کرنے کے قابل نہین کیونکہ وہ جب مر جائیگا تو یہ بات جاتی رہیگی اور تھوڑے ہی دنون مین نہ وہ رہیگا نہ سجدہ کرنیوالے وہ مرے ہوے بادشاہون کے مثل ہو جائیگا کہ کوئی اُنھین یاد بھی نہین کرتا اس صورت مین اس لذت چند روزہ کے پیچھے اسنے سلطنت ابد مدت کو کھو دیا ہوگا کیونکہ جس شخص نے جاہ سے دل لگایا خدا کی محبت تو اُسکے دل سے تشریف لیگئی اور جو شخص اُس جہان مین جائے اور خدا کی محبت کے سوا اور کوئی چیز اسکے دل پر غالب ہو اُسپر بڑا عذاب ہوگا علاج علمی تو یہ تھا اور دواے علمی مین سے ایک یہ ہے کہ جہان سے اسے جاہ حاصل ہو وہان سے بھاگے اور کسی جگہ جائے جہان لوگ اسے نہ پہچانتے ہون یہی دوا کامل ہے کیونکہ اگر اپنے وطن مین عزلت اختیار کریگا اور لوگ جانین گے کہ اسنے ترک جاہ کیا تو اس بات سے اسے شرہ پہونچیگا اسکی علامت یہ ہے کہ لوگ جب اسپر قدح کرین اور کہین کہ گوشہ گیری نفاق سے کرتا ہے تو بے صبری اور رنج اسکے دلمین پیدا ہوگا اور اگر لوگ اسے کسی جرم کی طرف نسبت کرین تو گو کہ لوگونکا کہنا بالکل جھوٹ ہو مگر لوگون سے انکا عذر طلب کرے تاکہ خلق اس سے بدعقیدہ نہ ہو جائے یہ سب باتین اس امر کی دلیل ہین کہ ہنوز حب جاہ اسکے دلمین برقرار ہے دوسرا علاج یہ ہے کہ ملامتیا بنجائے اور ایسے کام کرے کہ لوگون کی نظرون سے گر جائے یہ نہین کہ حرام کھانے لگے جیسا کہ احمقون کا ایک گروہ فساد ڈال رہا ہے اور اپنے تئین ملامتی کہتا ہے بلکہ ایسا کام کرے جیسا کہ ایک زاہد نے کیا ایک زاہد تھا امیر شہر اسکے سلام کو آیا تاکہ اس سے برکت حاصل کرے جیسے ہی زاہد نے اسے دور سے آتے دیکھا روٹی اور ترکاری مانگی اور جلدی جلدی بڑے بڑے نوالے کھانے لگا جب امیر نے اسے دیکھا تو اس حرص کے سبب سے اسکا اعتقاد جاتا رہا اور پھر گیا اور ایک بزرگ کو ایک شہر مین عزت اور قبولیت پیدا ہوئی اور خلق اس کی طرف متوجہ ہوئی وہ بزرگ ایک دن حمام سے نکلے اور کسی کے اچھے کپڑے پہنکر باہر آئے اور راستہ مین کھڑے ہوے تھے کہ لوگون نے انھین پکڑا اور خوب پتھر مارے اور کپڑے چھین لیے اور کہا کہ یہ شخص چور ہے اور ایک بزرگ شراب کے رنگ کا شربت پیالہ مین اُنڈیل اُنڈیل کر پیتے تاکہ لوگ سمجھین کہ یہ شراب ہے حرص جاہ توڑنے کا یہ علاج ہے اور مثل اسکے **لوگون کی تعریف کی محبت اور شکایت سے کراہت کے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ آدمی لوگون سے اپنی تعریف کا حریص ہوتا ہے اور بالکل اپنی نیکنامی ہی چاہتا ہے اگرچہ ایسے کام پر ہو جو خلاف شرع ہووے اور خلق کی مذمت سے کارہ ہوتا ہے اگرچہ ایسے کام پر ہو جو حق ہووے یہ بھی دل کی بیماری ہے اور جبتک مدح و مذمت مین دل کے الم اور لذت کا سبب نہ معلوم ہو تب تک

اس بیماری کا علاج نہین معلوم ہوتا اے عزیز جان تو کہ مدح کی لذت کے چار سبب ہین ایک تو وہ جو ہم نے بیان کیا کہ آدمی اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور نقصان کو دشمن اور مدح و ثنا کمال کی دلیل ہوتی ہے کیونکہ آدمی اپنے کمال مین شک رکھتا ہے اور لذت کاملہ حاصل نہین ہوتی جب کسی سے اپنی مدح سنتا ہے تو اپنے کمال کی نسبت یقین کامل کا مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے اور اس کے سبب سے چین اور آرام پاتا ہے اور لذت پوری ہو جاتی ہے کیونکہ جب اپنے سے پورے کمال پائی تو آپ مین ربوبیت کی علامت نظر آئی اور طبیعت کو ربوبیت محبوب ہے اور جب مذمت سنتا ہے تو اپنے نقصان پر آگاہی پاتا ہے اس سبب سے رنجور اور ملول ہو جاتا ہے پس اگر اپنی تعریف اور مذمت ایسے شخص سے سنتا ہے جو دانا ہو اور فضول گو نہ ہو جیسے استاد منصف اور عالم تو خواہ مخواہ رنج و راحت سے زیادہ آگاہی پاتا ہے اور اگر کوئی بے بصیرت آدمی کہے تو لذت نہین حاصل ہوتی کیونکہ اسکے قول سے یقین کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا دوسرا سبب یہ ہے کہ مدح و ثنا اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مداح کا دل ممدوح کی ملک ہے اور اسکا مسخر ہے اور مداح کے دل مین اسکی بڑی جگہ اور جاہ و منزلت ہے اور جاہ محبوب ہے تو مداح اگر کوئی مرد محتشم ہو تو اسکی تعریف سے بہت لذت ہوتی ہے کیونکہ اس کا دل اپنی ملک مین آنے سے بڑی قدرت ہوتی ہے اور اگر مداح کمینہ آدمی ہو تو وہ لذت نہین حاصل ہوتی تیسرا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی خوشخبری ہوتی ہے کہ اور لوگون کے دل بھی اسکے دام عقیدت مین پھنسین گے کہ جب وہ تعریف کرتا ہے تو اور لوگ بھی اعتقاد کرتے ہین اسی طرح ہر ایک معتقد ہو جائیگا تو اگر برملا تعریف ہو اور تعریف کرنے والا ایسا نہ ہو کہ لوگ اسکی بات مانین تو تعریف کی بڑی لذت ہوتی ہے اور مذمت اسکے برخلاف ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ تعریف اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ تعریف کرنے والا اسکی حشمت کے حکم کا مقہور ہے اور حشمت بھی محبوب ہے اگرچہ قہر سے ہو کیونکہ اگرچہ جانتا ہے کہ تعریف کرنے والا جو کچھ کہہ رہا ہے اسکا اعتقاد نہین رکھتا لیکن اس کی حاجتمندی اس سے تعریف کرواتی ہے تو اسمین اپنی قدرت کا کمال جانتا ہے پس اگر تعریف کرنے والا ایسی تعریف کرے کہ وہ جانے کہ جھوٹ کہتا ہے اور کوئی قبول نہ کرے گا اور نہ یہ خود دل سے کہتا ہے نہ میرے خوف سے تعریف کرتا ہے بلکہ مسخرے پن سے کہتا ہے تو کچھ لذت نہ باقی رہے گی کیونکہ وہ سب جاتی رہے گی اے عزیز اب جو تونے اسباب جان لیے تو علاج آسانی سے جان لے گا اگر کوشش کرے گا تو علاج بھی کر سکے گا پہلا سبب یہ تھا کہ تو مداح کے کہنے سے اپنے کمال کا اعتقاد کرے تو چاہیے کہ تو خیال کر کہ یہ صفت جو وہ کہتا ہے مثلاً علم و ورع یہ سچ ہے تو اس صفت پر تیری خوشی اس خدا کے سبب سے ہونا چاہیے جس نے وہ صفت عطا فرمائی اس کے کہنے کے سبب سے نہین کیونکہ کسی کے کہنے سے وہ صفت نہ زیادہ ہو جائے گی نہ کم اور اگر تونگری اور سرداری اور اسباب دنیا کی وجہ سے وہ تیری تعریف کرتا ہے تو یہ صفتین خوشی کے لائق نہین ہین اور اگر ہین تو ان صفتون کے سبب سے خوش ہونا چاہیے تعریف کے سبب سے نہین بلکہ عالم بھی اگر اپنا علم و ورع جانتا ہے تو خاتمہ کے خوف سے خوش نہین ہوتا کیونکہ خاتمہ کا حال نہین معلوم اور جب تک یہ نہ معلوم ہو جائے تب تک تمام علم و ورع ضائع ہے جب عالم کا یہ حال ہے تو جس شخص کا مقام دوزخ مین ہوگا اُسے خوشی کا کیا محل ہے لیکن اگر جانتا ہے کہ یہ صفت مجھ مین نہین ہے جیسے علم و ورع اگر اس پر خوش ہوگا تو حماقت ہے اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اس سے کہے کہ یہ خواجہ مرد عزیز ہے اور اسکی انتڑیان عطر اور مشک

اسکے دل پر گران نہو اور اگر کسی کام مین معاونت چاہے تو اس کی معاونت تعریف کرنے والے کی معاونت کے بہ نسبت دشوار نہ ہو اور اگر اس کی ملاقات کو کمتر جائے تو دل جتنا تعریف کرنے والے کی ملاقات کو چاہتا ہے اتنا ہی اسکی ملاقات کو بھی چاہے کم نہ چاہے اور اگر مرجائے تو اسکے مرنے کا رنج تعریف کرنے والے کی موت کے رنج سے کم نہو اور اگر کوئی مذمت کرنے والے کو ستائے تو اتنا ہی رنجیدہ ہو جتنا مداح کے ستانے سے رنجیدہ ہوتا اور اگر مداح کوئی خطا کرے تو وہ خطا اسکے دل پر ہلکی نہ معلوم ہو یہ باتین نہایت دشوار ہین اور شاید کہ عابد اپنے تئین غرور مین لاکر کہے کہ مذمت کرنے والے پر مین اسوجہ سے غصہ کرتا ہون کہ وہ میری اس مذمت کے سبب سے گنہگار ہوا یہ شیطان کا فریب ہے کیونکہ اسی وقت بہت لوگ ایسے ہین کہ گناہ کبیرہ اور اور لوگون کی مذمت کرتے ہین تو جب ان سے ناخوش نہین ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ غصہ نفسانیت کا ہے دینداری کا نہین اور جو عابد جاہل ہوتا ہے وہ ایسی باریکیون کو مشکل سے سمجھتا ہے چوتھا درجہ صدیقون کا ہے کہ تعریف کرنے والے کو دشمن ٹھہراتے ہین اور مذمت کرنے والے کو دوست رکھتے ہین کیونکہ اس سے تین فائدے حاصل کرتے ہین ایک تو یہ کہ اس سے اپنا عیب سُنا دوسرے اس نے اپنی نیکیان انھین ہدیہ بھیجدین تیسرے اسنے انھین اس بات پر حریص کیا کہ اُس عیب سے اور جو ویسا عیب ہو اس سے پاک ہونے کی فکر کرین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ افسوس ہے روزہ دار اور تہجد گزار پر اور اس پر جو صوف پہنے مگر یہ کہ اس کا دل دنیا سے آزاد ہو جائے اور تعریف کو دشمن رکھے مذمت کو دوست جانے اگر یہ حدیث صحیح ہے تو بڑا سخت امر ہے اسواسطے کہ ایسے درجہ پر پہونچنا سخت متعذر ہے بلکہ دوسرے ہی درجہ پر پہونچنا دشوار ہے کہ آدمی بظاہر فرق نہ کرے اگرچہ یہ دل کرے کیونکہ غالب یہ ہے جب کوئی کام اور معاملہ پڑتا ہے تو مرید اور مادح کی جانب آدمی میل کرتا ہے اور اس آخری درجہ کو وہی شخص پہونچتا ہے جسنے اپنے نفس سے اتنی عداوت کی ہو کہ خود اپنا دشمن ہو گیا ہو وہ جب کسی سے اس کا عیب سنے گا خوش ہوگا اور عیب کرنے والے کی زیرکی اور عقلمندی کا اعتقاد کرے گا جیسا کہ کسی سے اپنے دشمن کا عیب سنکر خوش ہوتا ہے اور یہ نادر ہوتا ہے بلکہ اگر کوئی تمام عمر کوشش کرے کہ تعریف کرنے والا اور مذمت کرنے والا اس کے نزدیک برابر ہو جائے تو بھی اس درجہ کو مشکل سے پہونچے گا اے عزیز جان تو کہ اس مین خطر کی وجہ یہ ہے کہ جب تعریف اور مذمت مین فرق پیدا کرے گا تو مدح کی طلب دل پر غلبہ کرے گی اور آدمی اسکے حیلے بنانے لگے گا اور شاید کہ عبادت مین ریا کرنے لگے اور اگر کسی گناہ سے اپنے مطلب کو پہونچ سکتا ہے تو وہ گناہ بھی کر بیٹھے اور یہ جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ افسوس ہے روزہ دار تہجد گزار پر یہ شاید اس سبب سے فرمایا ہو کہ اگر محبت دنیا اور محبت ثنا کی جڑ دل سے نہ کھود ڈالی جائے گی تو آدمی جلدی گناہ مین پڑ جائے گا لیکن مذمت سے کراہت کرنا اور سچی تعریف کو دوست رکھنا فی نفسہ حرام نہین ہے بشرطیکہ اس سے اور کوئی فساد اور برائی نہ پیدا ہوا اور نہ پیدا ہونا بہت بعید ہے اور لوگون کے اکثر گناہ مدح کی محبت اور مذمت کی عداوت سے ہوتے ہین اور خلق کو بالکل یہی خیال رہتا ہے کہ جو کچھ کیجیے لوگون کی رواداری کے واسطے کیجیے اور جب یہ خیال غالب ہو گیا تو آدمی سے ناشائستہ کام کرائے گا ورنہ لوگون کی دلداری جو ریا کے طور پر نہو وہ حرام نہین ہے واللہ اعلم

آٹھوین اصل ریا کے علاج کے بیان مین جو عبادات اور طاعات مین ہوتی ہے

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ حق تعالے کی عبادت مین ریا کرنا گناہ کبیرہ ہے اور شرک کے قریب ہے پارسا لوگون کے دل پر کوئی بیماری اس سے زیادہ نہین ہے کہ جب عبادت کرین تو چاہین کہ لوگ اس سے مطلع ہون اور ان کی پارسائی کا اعتقاد کرین اور جب عبادت سے اعتقاد خلق مقصود ہو تو وہ عبادت خدا کی عبادت نہ رہے گی بلکہ خلق کی پرستش ہو جائے گی اور اگر لوگون کا اعتقاد اور حق تعالے کی پرستش دونون مقصود ہون تو شرک ہو جائیگا عبادت کرنے والے نے خدا کے ساتھ اور کو بھی عبادت مین شریک کر لیا حق تعالے ارشاد فرماتا ہے فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْ لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا یعنے جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کا امیدوار ہو اس سے کہدو کہ وہ نیک کام کرے اور اپنے رب کی عبادت مین کسی کو شریک نہ کرے اور فرماتا ہے فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ یعنے افسوس ہے ان لوگون پر جو سہو اور ریا کے ساتھ نماز پڑھتے ہین ایک شخص نے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ نجات اور رستگاری کاہے مین ہے فرمایا کہ نجات اسمین ہے کہ تو حق تعالیٰ کی بندگی کرے اور لوگون کے دکھانے کے واسطے نہ کرے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لائینگے اور کہین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہیگا کہ مین نے اپنی جان خدا کی راہ مین فدا کی کفار نے جہاد مین مجھے شہید کیا حق تعالے ارشاد فرمائے گا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے اسواسطے جہاد کیا تھا تاکہ لوگ کہین فلانا آدمی بڑا بہادر ہے اسے دوزخ مین لے جاؤ اور دوسرے شخص کو لائین گے اس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا عبادت کی ہے وہ کہے گا کہ مین جو کچھ رکھتا تھا سب خیرات کر دیا حق تعالے ارشاد فرمائیگا کہ تو جھوٹ کہتا ہے تو نے خیرات اسواسطے کی تھی کہ لوگ کہین کہ فلانا آدمی سخی ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ پھر اور شخص کو لائینگے اس سے پوچھین گے کہ تو کیا عبادت رکھتا ہے وہ کہے گا کہ مین نے بڑی محنت سے علم سیکھا اور قرآن شریف پڑھا ہے ارشاد ہوگا کہ جھوٹا ہے تو نے اسواسطے پڑھا تھا کہ لوگ کہین فلانا شخص عالم ہے اسے دوزخ مین لیجاؤ رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اپنی امت پر کسی چیز سے اتنا نہین ڈرتا ہون جتنا چھوٹے شرک سے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ وہ کیا ہے فرمایا کہ ریا قیامت کے دن حق تعالے ارشاد کریگا کہ اے ریاکارو تم ان لوگون کے پاس جاؤ جنکے واسطے تم نے عبادت کی تھی اور ان ہی سے اپنی جزا مانگ لو اور فرمایا ہے کہ جب الحزن یعنی غم کے غار سے خدا کی پناہ مانگو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ جب الحزن کیا چیز ہے فرمایا کہ ریاکار عالمون کے واسطے دوزخ مین ایک غار ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ جس نے عبادت کی اور کسی اور کو میرے ساتھ شریک کیا مین شریک سے بے نیاز ہون مین نے سب عبادت اس شریک کو دیدی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے اس عبادت کو قبول نہین فرماتا جس مین ایک ذرہ ریا ہو حضرت معاذ رضی اللہ تعالے عنہ روتے تھے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے پوچھا کہ کیون روتے ہو کہا کہ مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے سنا ہے کہ تھوڑی سی ریا بھی شرک ہے اور فرمایا ہے کہ ریاکار کو قیامت کے دن یون پکارینگے کہ او ریاکار او غدار او نابکار تیرا عمل ضائع ہوگیا اور اجر باطل ہوگیا اور اس شخص سے اجر مانگ جس کے واسطے

تونے عمل کیا تھا حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مین نے دیکھا کہ رو رہے تھے مین نے پوچھا یارسول اللہ آپ کیون روتے ہین فرمایا مین ڈرتا ہون کہ میری امت شرک کرے یہ نہین کہ بت پوجے یا آفتاب یا ماہتاب لیکن عبادت رو و ریا کے ساتھ کرے اور فرمایا ہے کہ جبدن سایہ عرش کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا اسدن عرش کے سایہ مین وہ شخص ہوگا جسنے داہنے ہاتھ سے صدقہ دیا ہو اور چاہا ہو کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو اور فرمایا ہے کہ حق تعالے نے جب زمین کو پیدا کیا تو وہ تھرتھرائی پہاڑ کو پیدا کیا اس نے دبالیا ملائک نے کہا کہ حق تعالے نے پہاڑ سے زیادہ قوی کوئی چیز نہین پیدا کی پھر لوہے کو پیدا کیا اس نے پہاڑ کو کاٹ ڈالا ملائکہ نے کہا کہ لوہا پہاڑ سے بھی زیادہ قوی ہے پھر آگ کو پیدا کیا اسنے لوہے کو گلادیا پھر پانی کو پیدا کیا اسنے آگ کو بجھا دیا پھر ہوا کو حکم کیا اس نے پانی کو ایک جگہ ٹھہرادیا پس ملائکہ مین اختلاف پڑا انھون نے کہا کہ ہم حق تعالے سے پوچھتے ہین اور یہ پوچھا کہ یاالہ العالمین تیرے مخلوق مین سب سے زیادہ قوی کیا چیز ہے ارشاد ہوا کہ وہ آدمی جو داہنے ہاتھ سے اس طرح صدقہ دے کہ بائین ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو مین نے اس سے زیادہ قوی کسی کو نہین پیدا کیا حضرت معاذ رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالے نے آسمان کو پیدا کرنے کے قبل سات فرشتے پیدا کیے پھر آسمان کو پیدا کیا اور ہر ایک کو ایک ایک آسمان پر متعین کردیا اور اس آسمان کی دربانی اُسے دی جب زمین کے فرشتے جن کو حفظہ کہتے ہین وہ بندون کے اعمال جو بندون نے صبح سے شام تک کیے ہون پہلے آسمان تک اٹھالے جاتے ہین اور بندہ کی عبادت کی بہت تعریف کرتے ہین اور اس نے ایسی عبادت کی ہو کہ اس کا نور آفتاب کے نور کے مانند ہو تو وہ فرشتہ جو آسمان پر متعین ہے کہتا ہے کہ یہ عبادت اسی بندہ کے منھ پر دے مارو کہ مین اہل غیبت کا نگہبان ہون مجھے حق تعالے نے حکم کیا ہے کہ جو شخص غیبت کرے اس کے عمل کو آگے نہ بڑھنے دینا پھر جس نے غیبت نہ کی ہو اس کا عمل دوسرے آسمان تک لے جاتے ہین اس پر جو فرشتہ متعین ہے وہ کہتا ہے کہ یہ عمل لیجاکر اس کے منھ پر دے مارو کیونکہ اسنے یہ عمل دنیا کے واسطے کیا ہے اور مجلسون مین لوگون پر فخر کیا ہے اور رب مجھے حکم ہے کہ اسکے عمل روکون پھر اور شخص کے عمل لیجاتے ہین انہین روزہ نماز اور صدقہ ہوتا ہے حفظہ اُن اعمال کے نور سے تعجب مین ہوتے ہین جب تیسرے آسمان تک پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ مین کبر پر متعین ہون کہ متکبرون کے عمل کو منع کرون کہ وہ لوگون کے ساتھ تکبر کرتا ہے پھر اور کسی کے عمل چوتھے آسمان تک بلند کرتے ہین کہ وہ عمل تسبیح اور نماز اور حج کی برکت سے ستارون کی طرح درخشان ہوتے ہین اُس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال اسی بندہ کے منھ پر ٹپک دو مین مؤکل عجب ہون اس بندہ کا عمل بے عجب نہین ہے مین اسکے عمل کو آگے نہ جانے دون گا پھر پانچوین آسمان تک اور کسی کے عمل لے جاتے ہین یہ عمل حسن وجمال مین ایسے ہوتے ہین جیسے وہ بنائی سنواری نئی دُلھن جسے پہلے پہل دولھا کے گھر رخصت کرتے ہین اس آسمان کا فرشتہ کہتا ہے کہ ان اعمال کو اسی بندہ کے منھ پر پھینک مارو اور اسی کی گردن پر لادو کہ مین حسد پر متعین ہون جو شخص علم و عمل مین اس بندہ کے برابر ہوتا ہے یہ اس کا حسد کرتا ہے اور اس کے حق مین زبان دراز کرتا ہے مجھے حکم ہے کہ حاسدون کے اعمال کو باز رکھون پھر چھٹے آسمان تک اور کسی کے عمل لیجاتے ہین انہین نماز روزہ حج زکوٰۃ عمرہ ہوتا ہے اس آسمان کا

فرشتہ کہتا ہے کہ یہ عمل اُسی بندہ کے منہ پر دے پٹکو کہ وہ ایسے شخص پر شفقت نہین کرتا جسے کوئی رنج وبلا پہونچی ہو بلکہ خوش ہوتا ہے مین فرشتہ رحمت ہون مجھے حکم ہے کہ بے رحمون کے اعمال کی روک ٹوک کرون پھر ساتوین آسمان تک اور کسی کے اعمال لے جاتے ہین یہ اعمال روزہ نماز نفقہ جہاد ورع سے بھرپور ہوتے ہین اور انکا نور ایسا ہوتا ہے جیسے نور آفتاب اور بزرگی کے سبب سے رعد کی گھڑگھڑاہٹ کے مانند انکا نور آسمانون مین پڑ جاتا ہے اور تین ہزار فرشتے انکے ساتھ پہونچانے جاتے ہین اور کوئی فرشتہ انھین نہین روک سکتا جب ساتوین آسمان تک یہ اعمال پہونچتے ہین تو فرشتہ کہتا ہے کہ یہ اعمال اسی بندہ کے منہ پر پھیر مارو اور اس کے دل پر قفل لگادو کیونکہ اس عمل سے خدا سے مقصود نہ تھا بلکہ علما کے نزدیک اپنی حشمت مقصود تھی اور شہرون مین اپنا نام اور شہرہ مقصود تھا مجھے حکم ہے کہ اسکے اعمال کو راہ نہ دون اور جو عمل خالصاً خدا کے واسطے نہین ہوتا وہ ریا ہوتا ہے اور حق تعالے ریاکار آدمی کے عمل نہین قبول کرتا پھر اور کسی کے اعمال اُٹھاتے ہین اور ساتوین آسمان کے آگے بڑھالے جاتے ہین انمین بالکل خلق نیک اور تسبیح اور طرح طرح کی عبادت ہوتی ہے اور سب آسمانون کے فرشتے پہونچانے جاتے ہین حتے کہ حق سبحانہ تعالے کی درگاہ مین پہونچتے ہین اور سب فرشتے گواہی دیتے ہین کہ یہ اعمال پاک اور با اخلاص ہین حق تعالے ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو تم اس کے اعمال کے نگہبان ہو اور مین اس کے دل کا نگہبان ہون اس نے یہ عمل میرے واسطے نہین کیا اپنے دل مین اور نیت کی ہے میری لعنت اس پر ہو فرشتے کہتے ہین کہ بار خدایا تیری لعنت اور ہم سب کی لعنت اس پر ہو ساتون آسمان اور ساتون زمین اور جو کچھ زمینون اور آسمانون مین ہے سب اسپر لعنت کرتے ہین ریا کے باب مین ایسی بہت سی حدیثین ہین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک مرد کو دیکھا کہ تصنع سے سر جھکائے ہوے ہے یعنے مین پارسا ہون فرمایا اے ٹیڑھی گردن والے گردن سیدھی کر خشوع دل مین ہوتا ہے گردن مین نہین حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ سجدے مین پڑا ہوا مسجد مین رو رہا ہے کہا کہ یہ جو تو مسجد مین کرتا ہے اگر گھر مین کرتا تو کوئی تجھ سا نہ ہوتا امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ ریاکار کی تین علامتین ہین جب اکیلا ہو تو سُست ہو جب لوگون کو دیکھے تو خوشی مین آئے جب اس کی تعریف کرین تو عمل زیادہ کرے اور جب مذمت کرین تو عمل بہت کم کرے ایک شخص نے حضرت سعید بن مسیب سے پوچھا کہ جو آدمی ثواب کے واسطے اور لوگون کی تعریف کے لیے مال دے اسکے بارہ مین آپ کیا کہتے ہین فرمایا کہ بھلا وہ یہ چاہتا ہے کہ خدا اسے دشمن ٹھہرائے کہا نہین فرمایا کہ پھر جو کام کرے خدا ہی کے واسطے کرے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک شخص کو دُرّے مارے اور فرمایا کہ بھائی آ مجھ سے اپنا قصاص لے لے اور مجھے مارلے اس نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین آپ کی خاطر سے اور خدا کے واسطے مین نے بخشدیا فرمایا یہ بخشنا کام نہین آتا یا فقط میری خاطر سے بخش کہ مین اس کا حق پہچانون یا بلا شرکت محض خدا کے واسطے بخش اس نے عرض کی کہ مین نے خدا ہی کے واسطے بے شریک کے بخشا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ ایک زمانہ تھا کہ لوگ جو کام کرتے تھے اس مین ریا کرتے تھے اب جو کام نہین کرتے ہین اس مین ریا کرتے ہین حضرت قتادہ رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ بندہ جب ریا کرتا ہے تو حق سبحانہ تعالے

جن کامون مین ریا کرتے ہین اُن کا بیان

ارشاد فرماتا ہے کہ دیکھو تو میرا بندہ مجھ سے کیسی ٹٹھول کرتا ہے جن کامون مین ریا کرتے ہین اُن کا بیان اے عزیز جان تو
کہ ریا کی حقیقت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین لوگون کے سامنے پارسا جتائے تاکہ انکے نزدیک اپنے تئین آراستہ کرے اور اُن کے
دلون مین اپنی جگہ کرے تاکہ لوگ اس کی عزت اور تعظیم کرین اور نیک جانین یہ اس طور سے ہوتا ہے کہ جو چیز دین مین پارسائی
اور بزرگی کی دلیل ہے اسے لوگون پر ظاہر کرے اور دکھائے اسکی پانچ قسمین ہین پہلی قسم بدن کی ظاہری صورت ہے مثلاً آدمی
اپنا چہرہ زرد کرے تاکہ لوگ جانین کہ رات کو نہین سوتا ہے اور اپنے تئین دبلا بنائے تاکہ لوگ سمجھین کہ بڑی ہی ریاضت کرتا ہے اور
رونی صورت بنائے رکھے تاکہ لوگون کو معلوم ہو کہ دین کے غم مین ایسا ہو رہا ہے اور بالون مین کنگھی نہ کرے تاکہ لوگ جانین کہ
اسے اتنی بھی مہلت نہین ہے اور خود فراموش ہے اور آہستہ آہستہ بات کرے آواز نہ نکالے تاکہ لوگ سمجھین کہ اسکے دلمین وقار دین ہے
اور مرد متدین ہے اور ہونٹھ خشک رکھے تاکہ لوگ جانین کہ روزے رکھتا ہے چونکہ یہ باتین لوگون کے پندار کا سبب ہوتی ہین تو
انکے ظاہر کرنے مین حلاوت اور لذت ہوتی ہے اسیواسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ روزہ دار کو چاہیے بالون مین
کنگھی کرے تیل لگائے اور ہونٹھون مین تیل مل لے تاکہ کوئی اسے روزہ دار نہ بتائے دوسری قسم کپڑے کے سبب سے ریا ہوتی ہے
مثلاً صوف پہنتا ہے اور موٹا جھوٹا میلا پھٹا ہوا کپڑا پہنتا ہے تاکہ لوگ اُسے زاہد سمجھین یا نیلا لباس اور گدڑی کی صوفیانہ جانماز
رکھتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ صوفی ہے اور صوفیون کے حالات سے اس مین کچھ بھی نہ ہو یا پگڑی کے اوپر سے چادر اوڑھے
اور چمڑے کی جرابین پہنے تاکہ لوگ جانین کہ طہارت مین محتاط ہے اور محتاط ہو نہین یا پیراہن اور چادر رکھتا ہے تاکہ لوگ
سمجھین کہ عالم ہے اور ہو نہین لباس مین ریا کرنے والون کے دو فریق ہوتے ہین ایک گروہ عوام الناس کی قبولیت کا جویا رہتا ہے
اور ہمیشہ پھٹے اور میلے کپڑے پہنتا ہے اگر اس جماعت سے کہین کہ تو ڈرتے ٹھ خرچ جو حلال ہے اسے پہنو تو یہ امر اُنپر موت سے زیادہ
سخت ہوتا ہے کہ لوگ کہین گے زاہد زہد سے باز آیا دوسرے گروہ کے لوگ سب خاص و عام اور بادشاہ کے نزدیک قبولیت ڈھونڈھتے
ہین ان لوگون کو یہ خیال ہوتا ہے کہ اگر پرانے کپڑے پہنتے ہین تو بادشاہ کی نظر مین حقیر ہوتے ہین اور اگر لباس فاخرہ پہنتے ہین تو
عوام کی نگاہ مین ذلیل ہوتے ہین تو کوشش کرتے ہین کہ باریک صوف اور گل بوٹہ دار لنگیان ہاتھ لگین جیسا صالحون اور زاہدون
کے کپڑون کا رنگ ہوتا ہے تاکہ عوام تو اسکا ظاہر دیکھین اور اس کی قیمت امیرون کے لباس کے برابر ہوتی ہے تاکہ بادشاہ
حقارت سے نہ دیکھین ان لوگون مین سے اگر کسی سے کہیے کہ خز یا توزے کا لباس پہن تو گو کہ اس کی قیمت ان کی لنگی کی قیمت
سے بہت کم ہوتی ہے مگر اسے موت کی سختی کے برابر جانتا ہے غرضکہ جو لباس پہننے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ عوام
جانین گے کہ زہد اور پرہیزگاری سے وہ پشیمان ہوا اُسے پہن نہین سکتا وہ احمق جب دل مین سمجھتا ہے کہ یہ لباس
حلال ہے اور دینداروں نے اسے پہنا ہے تو بازار مین نہین پہن سکتا گھر مین چھپا کر پہن سکتا ہے اس قدر نہین جانتا کہ اس
فعل سے خلق کو پوجتا ہے اور شاید کہ جانتا ہو مگر باک رکھتا ہو تیسری قسم بات مین ریا ہے مثلاً لب ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین
کہ یہ ذکر سے کبھی آسودہ نہین ہوتا اور شاید کچھ ذکر کرتا ہو لیکن اگر چاہے کہ دل سے ذکر کرے لب ہلائے تو نہ ہو سکے کیونکہ ڈرتا ہے

ف قبا اور عمامہ اور موزہ وغیرہ جو کہ مروج ہین کے موسم مین پہننا جائز ہے ۱۲ ـ

کہ لوگ نہ جانین گے کہ یہ ذکر کرتا ہے یا لوگون کے سامنے جیسا احتساب کرتا ہے خلوت مین ویسا نہین کرتا یا صوفیون کی باتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ علم تصوف مین بڑا کامل ہے یا ہر وقت سر جھکا جھکا کر گردن ہلاتا ہے تاکہ لوگ جانین کہ وجد مین ہے یا آہ کرتا ہے یا غمگین دکھائی دیتا ہے تاکہ لوگ سمجھین کہ دین اسلام کا غم کھا رہا ہے یا حدیثین اور حکایتین سیکھ لی ہین اور بیان کرتا ہے تاکہ لوگ کہین کہ یہ شخص بڑا عالم ہے اور اسنے بہت پیرون کو دیکھا اور سیر و سفر کیا ہوگا چوتھی قسم عبادت مین ریا ہے مثلاً جب کوئی دور سے آیا تو اسکے سامنے اچھی طرح سے نماز پڑھتا ہے سر جھکا رکوع سجود لمبے کرتا ہے ادھر اُدھر نہین دیکھتا یا لوگون کو جتا کر خیرات دیتا ہے اور ایسے بہت سے امور ہین ور لوگون کے سامنے چلتے وقت آہستہ چلتا ہے اور سر آگے جھکائے رہتا ہے اور جب اکیلا ہوتا ہے تو ہر طرف دیکھتا ہوا جلدی جلدی چلتا ہے جب دوسرے کوئی نظر آجاتا ہے تو آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے پانچوین قسم یہ ہے کہ ظاہر کرے کہ میرے مرید اور شاگرد بہت ہین اور سردار اور امیر لوگ میرے سلام کو آتے ہین اور مجھ سے برکت لے جاتے ہین اور علما میری تکریم کرتے ہین اور مجھے اچھا جانتے ہین اور کبھی یہ باتین اسکی زبان پر آتی ہین کہ مثلاً اگر کسی سے لڑتا ہے تو کہتا ہے کہ تو کون ہے اور تیرا پیر اور مرید کون ہے مین نے اتنے پیرون سے ملاقات کی ہے اتنے برس فلانے مرشد کی حضوری مین رہا ہون تو نے کسے دیکھا ہے اور ایسی باتین کرتا ہے اور اس سبب سے اپنے اوپر بہت رنج گوارا کرتا ہے اور کھانے پینے مین ریا بہت ہی آسان ہے ایک راہب تھا اسنے اس مزے کیواسطے کہ لوگ جانتے ہین اور اسکی تعریف کرتے ہین گھٹاتے گھٹاتے ایک چنا اپنی غذا کر دی تھی اگر عبادت مین اظہار پارسائی کے واسطے ہون تو یہ سب باتین حرام ہین اسواسطے کہ پارسائی خدا ہی کے واسطے کرنا چاہیے لیکن جو کام عبادت نہ ہو اگر اس کے سبب سے قبولیت اور جاہ طلب کریگا تو درست ہے اسواسطے کہ اگر کوئی شخص بہت اچھے کپڑے پہنکر اور نہایت آراستہ ہوکر باہر نکلے تو مباح ہے بلکہ سنت ہے کیونکہ اس جمال سے اپنی مروت ظاہر کرتا ہے پارسائی نہین بلکہ اگر کوئی شخص علم لغت اور علم نحو اور علم حساب اور علم طب کے سبب سے اپنی فضیلت ظاہر کرے یا ایسی چیز کے سبب سے جو نہ علم دین مین سے ہو نہ عبادت کے واسطے تو یہ ریا مباح ہے کیونکہ ریا طلب جاہ کا نام ہے اور یہ ہم بیان کر چکے ہین کہ طلب جاہ اگر حد سے تجاوز نہ کرے تو مباح ہے لیکن طاعت اور عبادت سے نہ ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن باہر جانا چاہا کہ اصحاب جمع تھے پانی کے گھڑے مین دیکھ کر آپ نے اپنے بال اور عمامہ درست کر لیا حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ آپ ایسا کرتے ہین فرمایا ہان حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنے بندے سے اس امر کو دوست رکھتا ہے کہ جب اپنے بھائیون کو دیکھنے جانے لگے تو انکے واسطے تجمل کرے اور اپنے تئین سنوارے ہر چند کہ یہ فعل رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم ہی سے اصل دین تھا کیونکہ آپ اس بات کے مامور تھے کہ لوگون کے دل اور نظر مین اپنے تئین آراستہ رکھین تاکہ آپ کی طرف لوگ زیادہ میل کرین اور پیروی کرین لیکن اگر کوئی اور یہ فعل تجمل کے واسطے کرے تو درست ہے بلکہ سنت ہے اسکے فائدون مین سے ایک یہ بات ہے کہ اگر آدمی اپنے تئین پریشان صورت رکھے گا اور مروت نہ نگاہ رکھے گا تو لوگ اس کی غیبت کرینگے اور اس سے نفرت کرین گے اور وہی خود اسکا سبب ہوگا لیکن اگر عبادت مین ریا ہو تو دو سبب سے حرام ہے ایک سبب تو یہ ہے کہ اسمین دغا ہے کہ لوگون کو دکھاتا ہے کہ مین اس عبادت مین مخلص ہون اور چونکہ اسکا دل خلق کی طرف نگران ہے وہ مخلص نہین ہے اور اگر لوگ جانین گے کہ یہ ہمارے

واسطے کرتا ہے تو اسے دشمن ٹھہرائینگے اور قبول نہ کرینگے دوسرا سبب یہ ہے کہ روزہ نماز تو خدا کی عبادت ہے جب بندون کے واسطے کیا تو حق تعالے کے ساتھ ٹھٹھول کی اور ضعیف اور عاجز بندہ کو ایسے کام مین مقصود رکھا جس مین حق تعالے مقصود اور معبود ہوتا ہے اسکی مثل اس شخص کی ایسی ہے جو کسی بادشاہ کے تخت کے سامنے خدمت کے واسطے کھڑا ہو اور اسکی غرض یہ ہو کہ کسی غلام یا لونڈی کو دیکھے اور بادشاہ کو جتائے کہ مین کھڑا ہون اور مقصود اور ہی چیز ہے تو یہ بادشاہ کے ساتھ ہلکاپن اور دل لگی بازی ہے کیونکہ دوسری غرض اسکے نزدیک بادشاہ کی خدمت سے زیادہ اہم ہوئی اسی طرح جو شخص نماز کو کھڑا ہو اور حقیقت مین رکوع سجود اور کسی کے واسطے کرتا ہے تو اگر سجود اس کی تعظیم کے واسطے ہوگا تو خود شرک ظاہری ہے آدمی کی تعظیم اسوجہ سے ہوئی کہ اسکی قبولیت بھی مقصود ہے حتی کہ خدا کو تو سجدہ کرتا ہے اور آدمی کی قبولیت حاصل کرتا ہے یہ ریا شرک خفی ہے شرک جلی نہین **ریا کے درجون کا بیان**

اے عزیز جان تو کہ ریا کے درجے مختلف ہین کوئی درجہ بہت بڑا ہے ان درجون کا تفاوت تین اصلون سے ہے پہلی اصل یہ ہے کہ قصد ریا بے قصد ثواب کے ہو جیسا کہ روزہ رکھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے اگر اکیلا ہوتا تو نہ کرتا یہ بہت بڑی ریا ہے اسکے سبب سے بڑا عذاب ہوگا اور اگر ثواب کا قصد بھی رکھتا ہے لیکن اگر تنہا ہوتا تو نہ کرتا یہ بھی پہلے درجے کے قریب قریب ہے اور خفیف سا قصد اُسے حق تعالے کے غصہ سے نہ بچائے گا اور اگر ثواب کا قصد غالب ہے جیسا کہ اگر اکیلا ہوتا تو بھی کرتا لیکن اگر کوئی دیکھتا ہے تو خوشی زیادہ ہوتی ہے اور نماز روزہ اس پر آسان تر ہو جاتا ہے تو ہم یہ امید رکھتے ہین کہ اس سے عبادت باطل اور ثواب حبط نہ ہو جائے لیکن جس قدر ریا ہوگی اسقدر عذاب کرین گے یا اتنا ثواب کم دینگے اور دونون قصد برابر ہین ایک کو دوسرے پر غلبہ نہین تو یہ صورت شرکت کی ہے ظاہر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی اس ریا کے سبب سے صحیح سلامت نہ بچ جائے گا بلکہ معذب ہوگا دوسری اصل اس چیز کا تفاوت ہے جس مین ریا کرتے ہین وہ عبادت ہے اسکے تین درجے ہین پہلا درجہ اصل ایمان مین ریا یہ ایمان منافق کا ہوتا ہے اس کا انجام کار کافر سے بھی بدتر اور سخت تر ہوگا کیونکہ منافق باطن مین کافر بھی ہے اور ظاہر مین دغا بھی کرتا ہے ابتدائے اسلام مین ایسے بہت لوگ ہوئے ہین اب کم ہوتے ہین مگر اباحتی لوگ اور جو لوگ ملحد ہو گئے ہین اور شریعت اور آخرت کا ایمان نہین رکھتے ہین اور ظاہر مین اسکے خلاف کرتے ہین یہ بھی منجملہ منافقین ہین کہ ہمیشہ دوزخ مین رہین گے دوسرا درجہ اصل عبادت مین ریا ہوتی ہے جیسے لوگون کے سامنے کوئی شخص بے طہارت نماز پڑھے یا روزہ رکھے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ رکھتا یہ بڑی ریا ہے لیکن ویسی نہین ہے جیسے اصل ایمان مین ریا غرضکہ آدمی جب خلائق کے نزدیک اپنی قدر و منزلت کو خدا کے نزدیک سے زیادہ دوست رکھے گا تو اسکا ایمان ضعیف ہوگا اگرچہ کافر نہ ہو جائے گا لیکن اگر توبہ نہ کریگا تو مرنے کے وقت خطر کفر مین رہے گا تیسرا درجہ یہ ہے کہ اصل ایمان اور اصل فرائض مین ریا نہ کرے مگر سنت مین کرے مثلاً نماز تہجد پڑھے اور صدقہ دے اور جماعت کے واسطے جائے اور عرفہ عاشورہ دوشنبہ پنجشنبہ کے دن اسواسطے روزہ رکھے تاکہ لوگ اسکی مذمت نہ کرین یا اسکی تعریف کرین اور شاید کہے کہ اسکا کرنا نہ کرنا یکسان ہے کہ یہ مجھ پر واجب نہین ہے اب مجھے ثواب کی کچھ تمنا نہین ہے چاہیے کچھ عذاب بھی نہ ہو اور ایسا نہین ہے کیونکہ عبادتین خدا کے واسطے ہین ان مین خلق کا کچھ حصہ نہین ہے جب خلق

کے واسطے کریگا تو ایسی چیز مین جو خدا ہی کا حق ہے خدا سے خلق کو درپیش رکھا اور یہ خدا کے ساتھ دل لگی بازی ہے اور موجب عذاب ہو گا اگرچہ اس شدت سے نہ ہو جس شدت سے فرائض مین ریا کرنے سے ہوتا اور جو سنتین صفات عبادت ہین ان مین ریا کرنا بھی اسی کے قریب ہے مثلاً جب کسی کو دیکھتا ہے تو رکوع اچھی طرح سے کرتا ہے ادھر اُدھر نہین دیکھتا قرأت بہت کرتا ہے طلب جماعت کرتا ہے اگلی صف کا قصد کرتا ہے زکوٰۃ بہتر مال مین سے دیتا ہے روزہ مین زبان کو محفوظ رکھتا ہے گوشہ مین بیٹھتا ہے اور تنہائی مین یہ باتین نہین کرتا ہے تیسری اصل ریاکار کے مقصود کا تفاوت ہے کہ ریا سے ریاکار کو لابد کوئی غرض ہوگی اس کے بھی تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اسے جاہ مقصود ہو تاکہ اس جاہ کے سبب سے کسی فسق اور گناہ کو پہونچے جیسا کہ اپنے تئین امین اور متقی اور شبہہ کی چیزون سے پرہیزگار بنا کر دکھاتا ہے تاکہ اسے وقف کی چیزون کا اور قضا اور وصایا اور ودیعت اور امانت اور مال یتیم کا متولی کردین کہ وہ اسمین خیانت کرے یا زکوٰۃ اور صدقہ کا مال اسے دین کہ مستحقون کو بانٹ دے یا راہ حج مین فقیرون پر نفقہ کردے یا صوفیون کی خانقاہ مین صرف کرے یا مسجد یا سرا اور پل اور اس کی تعمیر مین خرچ کرے یا مجلس کرتا ہے اور اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھاتا ہے اور کسی عورت کو گھورتا ہے اور چاہتا ہے کہ وہ عورت میرے ساتھ رغبت کرے تاکہ بُرے طور پر اسکے ساتھ مل بیٹھے یا کسی مجلس مین جاتا ہے اور مقصود یہ ہے کہ کسی رنڈی یا لونڈے کو گھورے اور مثل اسکے بہت ہی سخت اور بد مقصود ہین کہ خدا کی عبادت کے حیلہ سے اسکے گناہ مین مرتکب ہوا چاہتا ہے اسی طرح شاید کسی کو کسی مال یا عورت کے ساتھ تہمت لگائین وہ اپنا مال صدقہ دے کر پرہیزگاری جتائے تاکہ اس تہمت سے بچے اور لوگ کہین کہ جو شخص اپنا مال تو صدقہ کرتا ہے وہ اورون کے مال کو کیونکر حلال جانے گا دوسرا درجہ یہ ہے کہ فعل مباح اسکی غرض ہو جیسے کوئی واعظ اپنے تئین پارسائی کے ساتھ موصوف دکھائے اس غرض سے کہ لوگ کچھ اسے دین یا کوئی عورت اس کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش کرے یہ شخص بھی حق تعالےٰ کے عتاب مین ہے اگرچہ اسکا گناہ ویسا سخت نہین جیسا پہلے درجہ والے کا تھا اسنے بھی خدا کی عبادت کو متاع دنیا کا حیلہ کیا اور عبادت خدا کا تقرب اور سعادت آخرت پانے کے واسطے ہوتی ہے جب اسنے عبادت سے حصول دنیا کا قصد کیا تو بڑی خیانت کی تیسرا درجہ یہ ہے کہ اسے کسی چیز کی طلب اور خواہش نہ ہو لیکن اس بات سے حذر کرتا ہے کہ لوگ اسے چشم حقارت سے دیکھین یہ چاہتا ہے کہ مجھے زاہدون اور صالحون کی طرح دیکھین مثلاً جاتا ہے جب کسی کو دیکھتا ہے تو بہت آہستہ آہستہ چلنے لگتا ہے اور سر جھکا لیتا ہے پیرون کی طرح چلنے لگتا ہے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ وہ اہل غفلت مین سے ہے اور جانین کہ راہ مین بھی دین کے کام مین رہتا ہے یا ہنسی آتی ہو اور روک لے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ بیہودہ پن اسپر غالب ہے یا اس خوف سے مزاح نہ کرے کہ لوگ کہینگے کہ مسخراپن کرتا ہے یا آہ سرد کھینچے اور استغفار کرے اور کہے سبحان اللہ آدمی کس غفلت مین پڑا ہے باوجود ان چیزون کے جو درپیش ہین ہمین غفلت کا کیا محل ہے اور حق تعالےٰ اسکے دل کا دانائے حال ہے کہ اگر وہ تنہا ہوتا تو استغفار اور افسوس نہ کرتا یا اسکے سامنے لوگ کسی کی غیبت کرین تو کہے کہ آدمی کو اس سے زیادہ ضروری کام ہے آدمی کو اپنے عیب اور غیبت مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ لوگ جانین کہ یہ غیبت نہین کرتا یا لوگون کو دیکھے کہ تراویح اور تہجد کی نماز پڑھتے ہین

یا دوشنبہ یا پنجشنبہ کو روزہ رکھتے ہین اور اگر وہ نہ کرے گا تو اسے کاہل جانین گے اس خوف سے ان کی موافقت کرے یا عرفہ اور عاشورہ کے دن روزہ نہ رکھے اور پیاسا ہو کر پانی نہ پیے تاکہ لوگ جانین کہ روزہ دار ہے یا یہ نہ جانین کہ روزہ دار نہین ہے یا کوئی کہے کہ کھانا کھا جواب دے کہ مجھے عذر ہے یعنی مین روزہ دار ہون اور ہو نہین یہ جواب دے کر دو پلیدی جمع کرتا ہے ایک نفاق کیونکہ حقیقت مین روزہ دار نہین ہے دوسرے یہ کہ یہ جتاتا ہے کہ مین صریح نہین کہتا ہون کہ روزہ دار ہون اور اپنی عبادت کو پوشیدہ کرتا ہون کیونکہ مین کہتا ہون کہ مجھے عذر ہے یہ نہین کہتا کہ روزہ دار ہون اور چاہتا ہے کہ اپنے تئین مخلص بھی ظاہر کرے اور شاید کہ صبر نہ آئے اور پانی پی کر عذر کرنے لگے کہ مین کل بیمار اور رنجور تھا آج روزہ نہ رکھ سکا یا فلانے آدمی نے میرا روزہ کھلوا ڈالا اور شاید کہ فوراً نہ کہے کہ لوگ ریا سمجھین بلکہ تھوڑی دیر ٹھہر کر کہین کی کوئی بات نکالتا ہے اور کہتا ہے کہ میری مان کو نہایت ضعف قلب ہے کہ لوگ سمجھین کہ اگر بیٹا روزہ رکھے تو مان ہلاک ہو جائے یعنی اپنی مان کی خاطر کے واسطے روزہ نہین رکھتا یا کہے کہ آدمی جب روزہ رکھتے ہین تو رات کو نیند جلدی آتی ہے اور شب بیداری نہین کر سکتے غرضکہ جب ریا کی پلیدی دل مین ہوتی ہے تو یہ باتین اور ان کے مثل اور باتین شیطان زبان سے نکلواتا ہے اور قاری جاہل اس سے غافل ہین کہ اپنی جڑ اکھاڑتے ہین اور اپنی عبادت کا نقصان کرتے ہین اس ریا کا پہچاننا تو آسان ہے اور بعضی ریا چیونٹی کے پاؤن کی آواز سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے کہ زیرک اور عالم لوگ اسکے پہچاننے سے عاجز ہین تو سیدھے سادے عابد کیا بیچارے ہین

جو ریا چیونٹی کی چاپ سے بھی زیادہ پوشیدہ ہے اسکا بیان

اے عزیز جان تو کہ بعضی ریا تو ظاہر ہے جیسے کوئی شخص لوگون کے بیچ مین تہجد کی نماز پڑھے اور اگر اکیلا ہو تو نہ پڑھے اس سے زیادہ پوشیدہ وہ ریا ہے کہ ہمیشہ تہجد پڑھنے کی عادت ہو لیکن اگر کوئی شخص موجود ہو تو زیادہ خوشی سے پڑھے اور پڑھنا بہت آسان اور سبک معلوم ہو یہ ریا بھی ظاہر ہے چیونٹی کی چاپ کے مثل نہین ہے کیونکہ اسے پہچان سکتے ہین بلکہ اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ریا ہوتی ہے جیسے کہ دوسرے کو دیکھنے سے تہجد مین خوشی بھی نہ بڑھے آسان بھی نہ معلوم ہو جس طرح ہر شب نماز پڑھتا تھا ویسا ہی رہے اور فی الحال کوئی علامت نہ ظاہر ہو لیکن جس طرح لوہے مین آگ ہوتی ہے اس طرح دل مین ریا ہو اور اس کا اثر اسوقت ظاہر ہوگا جبکہ لوگ جان جائین کہ یہ شخص اس صفت پر ہے تو یہ خوش ہو اور اپنے دل مین کشادگی اور انبساط دیکھے یہ فرحت و انبساط اس بات کی دلیل ہے کہ ریا اس کے باطن مین پوشیدہ ہے اگر فرحت کو انکار اور کراہت سے دور نہ کرے گا تو اس بات کا خوف رہیگا کہ مبادا یہ چھپی ہوئی رگ جنبش مین آجائے اور در پردہ چاہے کہ ایسا کوئی سبب کیجیے کہ لوگ آگاہ ہو جائین اگر صراحۃً نہ کہے تو کنایۃً کہے اور اگر کنایۃً بھی نہ کہے تو انداز اور وضع سے ظاہر کرے اپنے تئین جھکا ہوا اور شکستہ دل دکھائے تاکہ لوگ جانین کہ شب بیدار رہتا ہے اور ریا کبھی اس سے بھی زیادہ پوشیدہ ہوتی ہے وہ اس طرح پر ہوتی ہے کہ آدمی نہ تو خلق کے مطلع ہونے سے خوش ہو اور نہ لوگون کے حاضر اور موجود ہونے سے نشاط بڑھے لیکن اگر ریا سے دل خالی نہ ہوگا تو اس کی علامت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اس کے پاس پہونچے گا اور پہلے سلام نہ کرے گا تو یہ اپنے دل مین تعجب دیکھے گا اور اگر کوئی شخص اس کی حرمت اور تعظیم فروگذاشت کرے گا یا خوشی سے اسکے کام کاج

مین مستعد نہ رہیگا یا خرید فروخت مین اسکی کچھ رعایت اور خاطر نہ کریگا یا اسے اچھی جگہ بیٹھنے کو نہ دیگا تو وہ اپنے دل مین متعجب ہوگا اور انکار رکھے گا اگر وہ عبادت پوشیدہ نہ کی ہوتی تو یہ تعجب نہ ہوتا تو گویا اسکا نفس اس عبادت کے سبب سے عزت اور حرمت کا تقاضا کرتا ہے غرضکہ جب تک عبادت کا ہونا اور نہ ہونا آدمی کے نزدیک یکسان نہ ہو جائے تب تک اسکا دل ریائے خفی سے خالی نہین کیونکہ اگر وہ کسی کو ہزار دینار دے کر لاکھ دینار کی چیز لینا چاہے تو کسی پر احسان نہ رکھے گا اور اپنی عزت اور حرمت کا آرزومند نہ ہوگا اور اس امر کا کرنا نہ کرنا اسکے نزدیک لوگون کے حق مین برابر ہوگا تو جب سعادت ابدی کو پہونچنے کے واسطے خدا کی کچھ عبادت کرتا ہے تو اسکے عوض مین اپنی عزت اور حرمت کی امید کسی سے کیون رکھنا چاہیے تو یہ ریا سب ریاؤن سے زیادہ خفی ہے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہین کہ قیامت کے دن پڑھے ہوؤن سے (علماء) کہین گے کیا تمھارے ہاتھ لوگون نے سودا بہت سستا نہین بیچا اور کیا تمھارے کام کاج مین مستعد نہین رہے اور کیا پہلے تمھین سلام نہین کیا یعنی یہ سب باتین تمھارے اعمال کی جزا تھین جو تم حاصل کر چکے اور تم نے اپنے اعمال کو خالص نہین رکھا ایک شخص جو خلق سے بھاگ کر عبادت مین مشغول ہوا تھا وہ کہتا ہے کہ ہم فتنہ سے بھاگے ہین اور خوف ہے کہ ہمارے کام مین خلق کے سبب سے کچھ فتنہ نہ پیدا ہو جائے کیونکہ جب ہم کسی کو دیکھتے ہین تو چاہتے ہین کہ ہماری عزت اور حرمت اور ہمارا حق نگاہ رکھے اسی سبب سے مخلص لوگون نے کوشش کی ہے تاکہ اپنی عبادت کو اسطرح چھپائین جس طرح فواحش اور معاصی کو کیونکہ وہ سمجھے ہین کہ جو عبادت خالصاً للہ ہو وہی قیامت کے دن قبول ہوگی انکی مثل اس شخص کے مانند ہے جو حج کو جاتا ہے اور جانتا ہے کہ جنگل مین زر خالص ہی چلے گا اور وہان جان کا خطر ہوگا تو وہ زر خالص مغربی پیدا کرتا ہے اور جو سونا کھوٹا ہوا سے پھینک دیتا ہے اور حاجت کے دن کو نگاہ رکھتا ہے اور قیامت کے دن سے زیادہ کسی دن خلق عاجز نہ ہوگی اور جو کوئی آج عمل خالص نہین کرتا فردائے قیامت کو خراب رہیگا اور کوئی اسکا ہاتھ نہ پکڑیگا جب تک آدمی یہ فرق کرتا ہے کہ میری عبادت چارپایہ دیکھتا ہے یا آدمی تب تک ریا سے خالی نہین جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ فرماتے ہین کہ جو ریا بالکل پوشیدہ اور تھوڑی ہے وہ بھی شرک ہے یعنی خدا کی عبادت مین دوسرے کو شریک کرنا ہے جب خدائے تعالیٰ کے علم کو بس نہ سمجھا تب تو اوسکے جاننے نے اسکی عبادت مین اثر کیا

فصل

اے عزیز جان تو کہ جو شخص اس سبب سے خوش ہوتا ہے کہ لوگون کو اسکی عبادت کی اطلاع ہو وہ ریا سے خالی نہین اور جو خوشی حق پر ہوتی ہے اسکے چار درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ اس خیال سے خوش ہو کہ اسنے عبادت پوشیدہ رکھنے کا قصد رکھا اور حق تعالیٰ نے اسکی بے قصدی ظاہر کردی اور گناہ و قصور بہت سے کیے تھے وہ خدا نے نہ ظاہر کیے اور یہ سمجھ کر خوش رہتا ہے کہ اسپر حق سبحانہٗ تعالیٰ کا بڑا فضل وکرم ہے کہ اس کی بُرائی پوشیدہ رکھتا ہے اور نیکی ظاہر کرتا ہے تو یہ خوشی حق سبحانہٗ تعالیٰ کے فضل وکرم کے سبب سے ہے لوگون کی تعریف اور قبولیت کی وجہ سے نہین جیسا حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا[1] دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی خوش ہو اور کہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے میری برائیان دنیا مین پوشیدہ رکھین تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آخرت مین بھی پوشیدہ رکھے گا کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ ایسا

[1] کہدو تم اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ ساتھ فضل اور رحمت خدا کے چاہیے کہ خوش رہین ۱۲ –

کریم ہے کہ اس سے یہ بات بہت بعید ہے کہ دنیا مین بندے کے گناہ چھپائے اور آخرت مین رسوا کرے تیسرا درجہ یہ ہے کہ یہ سمجھ کر خوش ہو کہ لوگون نے جب اسکی عبادت دیکھی تو اسکی پیروی کرین گے اور سعادت کو پہونچین گے حتے کہ اسکے واسطے پوشیدہ کا ثواب بھی لکھین گے کہ اس نے پوشیدہ رکھنے کا قصد کیا اور علانیہ کا ثواب بھی لکھین گے کہ بے اسکے قصد کے عبادت ظاہر ہو گئی چوتھا درجہ یہ ہے کہ اس سبب سے خوش ہو کہ جسنے اسکی عبادت دیکھی وہ اسکی تعریف کرتا ہے اور اسکے ساتھ حسن عقیدت رکھتا ہے اور وہ اس تعریف اور عقیدے کے سبب سے حق سبحانہ تعالے کا مطیع رہتا ہے اور خدا کی اطاعت سے خوش ہوتا ہے نہ اپنی جاہ سے جو لوگون کے نزدیک حاصل ہوئی اسکی علامت یہ ہے کہ اگر دوسرے کی طاعت سے مطلع ہو تو بھی ایسا ہی خوش ہو **اُس ریا کا بیان جو عمل باطل کر دیتی ہے** اے عزیز جان تو کہ ریا کا خیال یا عبادت کے پہلے یا بعد یا بیچ مین ہوتا ہے پہلا وہ کہ جو خیال ریا عبادت کے پہلے ہوتا ہے وہ عبادت کو باطل کر دیتا ہے کیونکہ نیت مین اخلاص شرط ہے اور اس خیال کے سبب سے اخلاص باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر ریا اصل عبادت مین نہ ہو مثلاً ریا کے سبب سے اول وقت آدمی نماز کی جلدی کرے اور اگر تنہا ہوتا تو اصل نماز مین قصور نہ کرتا تو اول وقت کا ثواب باطل ہوگا اصل نماز چاہیے تو باطل نہ ہو درست ہو کیونکہ اصل نماز مین اسکی نیت پاک ہے جیسا کہ کوئی شخص غصب کیے ہوے مکان مین نماز پڑھے تو فرض ادا ہو جائیگا اگرچہ گنہگار ہوگا لیکن نفس نماز کے سبب سے گنہگار نہ ہوگا اسی طرح یہان پر بھی نفس نماز مین ریا کار نہین ہے بلکہ فقط وقت مین ہے اور اگر اخلاص کے ساتھ نماز پوری کرے پھر ریا کا خطرہ گذرے اور نماز کا اظہار کرے تو پڑھی ہوئی نماز باطل نہ ہوگی لیکن اس خیال ریا کے سبب سے معذب ہوگا روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے کل سورۂ بقر پڑھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا کہ عبادت سے اسے یہی نصیب تھا یعنی جو اظہار کیا ایک شخص نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین برابر روزے رکھتا ہون آپ نے فرمایا کہ تو نہ روزہ دار ہے نہ روزہ خوار محدثین نے کہا ہے کہ اسکے معنی یہ ہین کہ چونکہ تو نے اظہار کیا تو روزہ باطل ہو گیا اور ہمارے نزدیک ظاہرا یہ معنی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ اس لیے فرمایا کہ اسکے اظہار سے جانا کہ عبادت کیوقت ریا سے خالی نہ تھا لیکن اگر خالی ہو تو جو عبادت کہ درست ادا ہوئی اور تمام ہو گئی پھر ریا سے اسکا باطل ہو جانا بعید ہے اور اس حدیث کے یہ معنی بھی کہتے ہین کہ برابر روزہ رکھنا منع ہے لیکن جو ریا کا خیال عبادت کے درمیان آئے تو اگر اصل عبادت کی نیت کو مغلوب کرے تو عبادت باطل ہو جائیگی مثلاً نظارہ بازی کی چیز سامنے آئی یا کوئی چیز گم گئی تھی وہ یاد پڑی اور اگر لوگ نہ ہوتے تو نماز توڑ دیتا اور شرم سے نماز تمام کی یہ نماز باطل ہوگی کیونکہ عبادت کی نیت جاتی رہی اور یہ کھڑا رہنا لوگون کے واسطے ہوا اور اگر اصل نیت برقرار ہے مگر لوگون کے دیکھنے سے خوشی پیدا ہو اور نماز اچھی طور پڑھنے لگے تو ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نماز باطل نہ ہوگی اگرچہ اس ریا کے سبب سے گنہگار ہوگا لیکن اگر کوئی شخص اسکی عبادت دیکھے اور یہ اسکے سبب سے خوش ہو تو حارث محاسبی کہتے ہین کہ اس امر مین اختلاف ہے کہ اسکی نماز باطل ہوگی یا نہین اور کہتے ہین کہ مین اس امر مین متوقف تھا اور مجھے ظن غالب یہ ہے کہ نماز باطل ہو جائیگی پھر کہا کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کسی نے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ مین اپنی عبادت پوشیدہ کرتا ہون لیکن لوگ

جب اس سے واقف ہوجاتے ہین تو مین خوش ہوتا ہون تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے دو اجر ملین گے ایک عبادت پوشیدہ کا اجر دوسرے علانیہ کا تو اسکا جواب یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے اور اسکی اسناد متصل نہین اور شاید کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے یہ بات مراد لی ہو کہ فراغت کے بعد عبادت ظاہر اور عبادت کرنیوالا خوش ہو یا یہ مراد لی ہو کہ اپنی عبادت کے ظاہر ہوجانے مین حق تعالےٰ کے فضل سے خوش ہو جیسا کہ ہم نے قبل اسکے بیان کیا ہے اس دلیل سے یہ معنی مراد ہوسکتے ہین کیونکہ کوئی نہ کہے گا کہ لوگون کے مطلع ہونے پر خوش ہونا زیادتی اجر کا سبب ہے اگرچہ گناہ کا سبب نہ ہو یہ حارث محاسبی کی تقریر ہے اور ہمارے نزدیک معنی ظاہر تر یہ ہین کہ اسقدر جو خوش ہو وہ جب عمل مین زیادتی نہ کرے اور اصل نیت برقرار رہے اور اس نیت کے حکم سے عمل کرے تو نماز باطل نہ ہوگی

ریا کے سبب سے دل کو جو بیماری پیدا ہوجاتی ہے اسکے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ یہ بڑی بیماری ہے اسکا بڑا ہی علاج واجب ہے بے کوشش کامل کے یہ بیماری علاج پذیر نہین ہوتی اسواسطے کہ یہ بیماری مزاج دل کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور دل مین دخیل ہوگئی ہے بمشکل سے علاج پذیر ہوتی ہے اس بیماری کی صعوبت کا سبب یہ ہے کہ آدمی بچپن سے دیکھتا ہے کہ لوگ باہم رو و ریا کا لحاظ رکھتے اور ایک دوسرے کی نگاہ مین اپنے تئین آراستہ کرتے ہین اور اکثرون کے ساتھ اس کا بھی شغل ہوتا ہے تو عادت بچے کے دل مین اگنے لگتی ہے اور روز بروز زیادہ ہوتی جاتی ہے جب تک عقل کامل ہوجائے اور وہ جان لے کہ یہ زیانکاری ہے تب تک وہ عادت غالب ہوجاتی ہے اسکا محو کرنا مشکل ہوجاتا ہے کوئی شخص اس بیماری سے خالی نہین ہوتا اور یہ مجاہدت تمام خلق پر فرض عین ہے اور اس معالجہ مین دو مقام ہین ایک طلب مسہل کہ اس مادہ کو باطن سے قطع کردے اور یہ علم وعمل سے مرکب ہے علمی یہ ہے کہ اس بات کو ضروری جانے کہ آدمی جو کچھ کرتا ہے اس سبب سے کرتا ہے کہ اسے اسوقت کچھ لذت ہو جب یہ جان لے گا کہ انجام کو اسکا ضرر اس درجہ ہے کہ اسکی طاقت نہین رکھتا تو اس لذت سے دست بردار ہوجانا اسپر آسان ہوجائیگا جیسا کہ آدمی یہ جانے کہ شہد مین زہر قاتل ہے تو گو کہ اسکا لالچی ہو لیکن اس سے حذر کریگا اور اصل ریا اگرچہ بالکل جاہ ومنزلت کی محبت سے جمتی ہے لیکن تین جڑین ہین ایک جڑ ثنا وصفت کی محبت ہے دوسری جڑ خوف مذمت ہے تیسری جڑ خلائق سے طمع رکھنا اسی واسطے تھا کہ اعرابی نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ کیا فرماتے ہین اس مرد کے حق مین جو حمیت دین کے سبب سے جہاد کرے یا اسواسطے کہ لوگ اسکی مردانگی دیکھین یا اس لیے کہ لوگ اس کا ذکر کرین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اسواسطے جہاد کرتا ہے کہ کلمۂ توحید بلند ہو وہ خدا کی راہ مین ہے یہ اشارہ ہے کہ آدمی اپنا ذکر اور اپنی تعریف طلب نہ کرے اور مذمت سے نہ ڈرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اونٹ باندھنے کی رسی لینے کی نیت سے جہاد کرے تو جو نیت کی ہے اسکے سوا اور کچھ اسے نہ ملے گا تو یہی تین باتین ریا کا سبب ہوتی ہین ثنا وصفت کی حرص با این طور چھوڑنا چاہیے کہ قیامت کے دن اپنی رسوائی کا خیال کرے کہ برملا یون پکارینگے کہ اے ریاکار اے فاجر اے گمراہ تجھے شرم نہ آئی کہ تو نے خدا کی عبادت لوگون کی تعریف کے بدلے مین بیچڈالی اور دل خلق کی نگاہداشت کی خدا کی رضامندی سے کام نہ رکھا اور خلق سے نزدیک ہونے کو خدا سے دوری اختیار کی اور

قبولیت خدا سے قبولیت خلق کو بہتر سمجھا اور خلق کی تعریف حاصل کرنے کو خدا کی مذمت پر راضی ہوگیا حق سبحانہ تعالےٰ سے زیادہ کوئی شخص تیرے نزدیک ذلیل وخوار نہ تھا کہ تونے سب کی رضامندی ڈھونڈھی اور اس کے غصہ کا اندیشہ نہ رکھا جب عقلمند آدمی اس رسوائی اور فضیحتی کو سوچے گا تو سمجھے گا کہ لوگون کی تعریف ان رسوائیون کے برابر نہین ہوسکتی خصوصًا جب یہ سمجھے گا کہ جو عبادت مین کرتا ہون اسکے سبب سے نیکیون کا پلہ بھاری ہوگا اور جب ریا کے سبب سے یہ عبادت تباہ ہوجائے گی تو اس کے سبب سے گناہون کا پلہ بھاری ہوجائیگا اور اگر یہ ریا نہ کرتا تو انبیا اولیا کا رفیق ہوا ہوتا اب اسکے سبب سے دوزخ کے فرشتون کے ہاتھ پڑا اور محرومون کا ساتھی ہوگیا اور اسنے خلق کی رضامندی کے واسطے یہ سب کچھ کیا حالانکہ خود ان ہی کی رضامندی حاصل نہین ہوتی کیونکہ ایک خوش ہوتا ہے تو دوسرا ناخوش ہوتا ہے ایک اگر تعریف کرتا ہے تو دوسرا مذمت کرتا ہے پھر بالفرض اگر سب تعریف ہی کرین تو انکے ہاتھ نہ اسکی روزی ہے نہ عمر نہ سعادت دنیا نہ سعادت آخرت کمال نادانی کی بات ہے کہ فی الحال تو اپنا دل پریشان کرے اور عاقبت کو ایسی لچر غرض کے واسطے حق تعالےٰ کے عذاب اور خفگی مین پڑے آدمی کو چاہیے کہ یہ بات اور ایسی اور باتین اپنے دل پر تازہ رکھے اور طمع کا علاج اس طور پر کرے جو محبت مال کے بیان مین ہم نے کہا ہے اور اپنے دل مین یون فرض کرے کہ شاید یہ طمع وفا نہ کرے اور اگر کرے بھی تو منت اور ذلت کے ساتھ اور حق تعالےٰ کی رضامندی دم نقد فوت ہوتی ہے اور خلق کے دل بے حق تعالےٰ کی مشیت کے مسخر نہین ہوتے اور جب خدا کی رضامندی حاصل کریگا تو وہ خود خلق کے دلون کو مسخر کردے گا اور نہ حاصل کریگا تو اسکی رسوائی آشکارا ہوجائیگی اور دل بھی نفرت کرینگے اور خوف مذمتِ خلق کا علاج باین طور کرے کہ اپنے دل مین کہے کہ مین اگر حق تعالےٰ کے نزدیک نیک اور محمود ہون تو خلق کی مذمت مجھے کچھ نقصان نہ کرے گی اور معاذ اللہ اگر خدا کے نزدیک بُرا اور مذموم ہون تو خلق کی ثنا وصفت کچھ فائدہ نہ دے گی اور اگر اخلاص اختیار کرے گا اور پراگندگی خلق سے دل پاک رکھے گا تو حق تعالےٰ سب دلون کو اسکی دوستی سے آراستہ کردیگا اور اگر ایسا نہ کریگا تو لوگ خود اسکے نفاق اور اس کی ریا کو جھٹ پٹ پہچان لین گے اور جس مذمت سے وہ ڈرتا ہے وہی پھر سامنے آئیگی اور خدا کی رضامندی تو فوت ہوہی گئی اور جب دل حاضر کریگا اور اخلاص مین ایک ہی ہمت اور خیال باندھے رہے گا تو دل خلق کی مراعات سے نجات پائے گا اور انوار الٰہی اسکے دل مین بھر جائین گے خدا کی مہربانی اور مدد اور عنایت متواتر ہوگی اور اخلاص اور اسکی لذت کی راہ اُسکے دلمین کھل جائے گی اور علاج عملی یہ ہے اور کار خیرات اور طاعات کو ایسا چھپائے جیسے کوئی فواحش اور معاصی کو چھپاتا ہے تاکہ عبادت مین خدا کے علم پر قناعت کی عادت ہوجائے یہ امر ابتدا مین دشوار ہوتا ہے لیکن جب محنت اور مشقت کرے گا تو اُس پر آسان ہوجائے گا مناجات اور اخلاص کی لذت پانے لگے گا اور ایسا ہوجائیگا کہ اگر خلق دیکھے بھی تو وہ خود خلق سے غافل ہو دوسرا مقام تسکین ہے یعنے جب ریا کا خطرہ اور خیال آنے لگے تو اسکو دور کرنا اگرچہ آدمی نے اپنے تئین ایسا کرلیا ہے کہ خلق کے مال و دولت اور ثنا وصفت سے بے طمع ہوگیا ہے اور یہ سب چیزین اسکی نظر مین حقیر ہوگئی ہین لیکن شیطان عبادت مین ریا کے خطرے اور وسوسے ڈالتا ہے پہلا خطرہ تو یہ ہوتا ہے کہ آدمی یہ بات جانے کہ کسی کو اطلاع ہوگئی ہے یا امید ہے

کہ اطلاع ہو جائے دوسرا یہ کہ ایک رغبت دل مین پیدا ہوتی ہے کہ یہ معلوم ہو جائے کہ لوگون کے نزدیک اسے منزلت حاصل ہے تیسرا اس رغبت کا قبول کرنا ہوتا ہے حتیٰ کہ اسکے تحقیق کرنے کا قصد کرے تو یہ کوشش کرنا چاہیے کہ پہلے خطرے کو دفع کرے اور اپنے دل مین کہے کہ مین خلق کی اطلاع کو کیا کرونگا کیونکہ خالق تو مطلع ہے اور مجھے اسی کی اطلاع کفایت کرتی ہے میرا کام خلق کے ہاتھ نہین ہے اگر دوسرا خطرہ قبول خلق کی رغبت مین پیدا ہو تو جو کچھ پہلے فرض کیا تھا اسے یاد کرے کہ خلق کی قبولیت حق تعالےٰ کے رد اور غصہ کے ساتھ کیا فائدہ دے گی تاکہ اس رغبت کے مقابلہ مین اس خیال سے کراہت آئے وہ خواہش تو اسے قبول خلق کی طرف بلاتی ہے یہ کراہت اس سے منع کرے گی اور جو بات بہت غالب اور بہت قوی ہوتی ہے نفس اسی کا مطیع ہو جاتا ہے تو ان تینون خطرون کے مقابلے مین تین کام اور کرے ایک تو یہ معرفت کہ خدا کی لعنت اور غصہ مین رہے گا دوسرے کراہت جو اس معرفت سے پیدا ہو تیسرے یہ کہ ریا کے خطرے کو دور کرے اور شاید کہ ریا کی خواہش ایسا ازدحام کرے کہ دلمین کچھ جگہ باقی نہ رہے اور معرفت اور کراہت سامنے بھی نہ آنے پائے اگرچہ اسکے پہلے اپنے دلمین بہت کچھ فرض کر چکا ہو اور جب ایسا ہو جائے تو شیطان کی جیت ہوتی ہے اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی اپنے تئین حلم اور بردباری پر قائم رکھتا ہے اور غصہ کی آفتین اپنے دل مین خوب سوچ چکا ہے جب وقت آئے تو غصہ غالب ہو جائے اور وہ سب بھول جائے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ معرفت تو حاصل ہو اور یہ جانتا ہو کہ یہ ریا ہے لیکن چونکہ خواہش قوی ہو تو کراہت نہ پیدا ہو اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ کراہت بھی ہو لیکن اس خواہش سے نہ بر آئے اور اسے دفع نہ کر سکے اور خلق کی قبولیت کی طرف میل کرنے لگے اور بہت عالم ایسے ہوتے ہین کہ جانتے ہین کہ ہم ریا کے ساتھ لوگون سے بات کرتے ہین اور یہ ہمارے واسطے نقصان کی بات ہے لیکن کہتے ہین اور توبہ مین تاخیر کرتے ہین تو ریا کو دفع کرنا قوت کراہت کے قدر ہوتا ہے اور قوت کراہت قوت معرفت کے قدر ہوتی ہے اور قوت معرفت قوت ایمان کے قدر ہوتی ہے اور اس کی امداد ملائکہ سے ہوتی ہے اور ریا خواہش دنیا کے قدر ہوتی ہے اور اسکی مدد شیطان سے ہوتی ہے اور آدمی کا دل ان دو لشکر متنازع کے درمیان ہوتا ہے اور اسے ہر لشکر کے ساتھ ایک مناسبت ہے جسکی مناسبت بہت غالب ہوتی ہے اسکے اثر کو بہت قبول کرتا ہے اور اسکی طرف بہت میل کرتا ہے اور یہ مناسبت آگے سے حاصل کیے رہتا ہے کیونکہ نماز کے پہلے بندہ اپنے تئین ایسا کر لیتا ہے کہ فرشتون کے اخلاق اسپر بہت غالب ہو گئے باوصف اسکے شیاطین کے اخلاق اسپر غالب تر ہوتے ہین جب عبادت کے اندر ریا کا خیال آتا ہے تو وہی ظاہر ہونے لگتے ہین اور تقدیر ازلی اُسے ایسی جگہ کھینچ لی جاتی ہے جو قسمت ازلی سے اسکے حصہ مین ہے وہ ملائکہ کی مشابہت کا غلبہ ہو یا شیطان کی مناسبت کا

فصل اے عزیز جب ریا کے تقاضی کے ساتھ تو نے خلاف کیا اور دل سے اُسکے ساتھ کارہ ہوا پھر اگر تجھ مین اس کی خواہش اور وسوسہ باقی رہے تو تو اس کے سبب سے ماخوذ نہ ہوگا کیونکہ وہ تو آدمی کی طبیعت ہے اور تجھے یہ حکم نہین ہے کہ تو اپنی طبیعت کو زائل کرے بلکہ یہ حکم ہے کہ تو اپنی طبیعت کو مغلوب اور مقہور اور زیر دست کر لے تاکہ تجھے دوزخ مین نہ ڈالے جب تو اس پر قادر ہو گیا کہ جو کچھ طبیعت نے حکم کیا تو نے اس کی تعمیل نہ کی تو اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تیری مقہور اور زیر دست ہے حکم الٰہی بجا لانے کو اسقدر کافی ہے اور اس خواہش سے تیری کراہت اور

اور مخالفت ان خواہشون کا کفارہ ہے اسپر یہ دلیل ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمین ایسے وسوسے اور خطرے آتے ہین کہ اگر ہمین آسمان پر سے پھینک دین تو یہ اس سے بہتر ہے اور ہم اُن وسوسون سے کارہ ہین رسُول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہان تم نے یہ حالت پائی انھون نے عرض کیا جی ہان فرمایا کہ یہ صریح ایمان ہے اور وہ وسوسے حق تعالے کے حق مین گزرتے تھے ان سے کراہت کرنا صریح ایمان ہے پس جب کراہت اسکا کفارہ ہوتی ہے تو جو کچھ خلائق کے وسواس سے علاقہ رکھتا ہے وہ کراہت سے بطریق اولیٰ محو ہوجائے گا لیکن ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس شخص نے ایسے وسوسہ مین مخالفت نفس اور مخالفت شیطان کی قوت پائی تو شیطان اس کا حسد کرتا ہے اور اسے بتاتا ہے کہ اسکے دین کی بھلائی اسمین ہے کہ اس وسوسہ مین شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین مشغول ہو اور یہ دل کا جھگڑے مین مشغول ہونا مناجات کی لذت کھو دیتا ہے یہ خطا ہے اور یہ امر چار درجون پر ہے ایک تو یہ کہ شیطان کے ساتھ جھگڑنے مین اوقات ضائع کرے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسی پر اقتصار کرے کہ اسکی تکذیب کرکے دفع کرے اور مناجات مین مشغول ہوجائے تیسرا درجہ یہ ہے کہ تکذیب اور دفع مین بھی نہ مشغول ہو کیونکہ جانتا ہے کہ اسمین بھی کچھ وقت ضائع ہوگا اس کی طرف التفات ہی نہ کرے اور مناجات مین مشغول ہوجائے چوتھا درجہ یہ ہے کہ اخلاص کی حرص اور کوشش زیادہ کرے کیونکہ جانتا ہے کہ شیطان کو اس سے غصہ آتا ہے اور اس کی طرف خود التفات ہی نہ کرے اور کامل تر درجہ یہی ہے کیونکہ شیطان جب اس کی یہ صفت معلوم کرے گا تو اس سے ناامید ہوجائیگا اس کی مثل ان چار شخصون کی سی ہے جو طلب علم کے واسطے جاتے ہین اور کوئی حاسد ان کی راہ مین آکھڑا ہو ایک کو منع کرے وہ اس کی نہ مانے اور لڑنے کو مستعد ہوجائے اور اوقات ضائع کرے وہ حاسد دوسرے کو منع کرے تو وہ اسے دفع کردے لڑنے پر نہ آمادہ ہو اور تیسرا دفع کرنے مین بھی نہ مشغول ہو بلکہ التفات ہی نہ کرے اور جس طرح چلتا تھا اسی طرح چلا جائے تاکہ اسکی تضیع اوقات نہ ہو اور چوتھا اسکی طرف التفات بھی نہ کرے اور جلدی جلدی چلنے لگے تو اس حاسد نے ان دو سے تو کچھ اپنی مراد حاصل کی اور تیسرے سے کچھ مراد نہ حاصل ہوئی اور چوتھے سے باوصف اسکے کہ کچھ مراد حاصل نہ کی اسی کو کچھ زیادتی حاصل کرادی اگر ان تینون کے منع کرنے سے وہ حاسد نہ پشیمان ہوگا تو اس چوتھے کے منع کرنے سے تو پشیمان ہوگا اور کہے گا کہ کاش مین منع نہ کرتا تو اولیٰ اور انسب یہ ہے کہ جہانتک ممکن ہو شیطان کے وسوسہ اور جھگڑے مین آدمی نہ پڑے اور مناجات ہی مین مشغول رہے

اظہار طاعت کی اجازت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ طاعت کو چھپانے مین یہ فائدہ ہے کہ آدمی ریا سے نجات پائے اور ظاہر کرنے مین بڑا فائدہ یہ ہے کہ خلق اسکی پیروی کرے اور خلق کو خیر کی رغبت زیادہ ہو اسیواسطے حق تعالے نے دونون کی تعریف کی اور فرمایا اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ یعنے اگر صدقہ آشکارا دو تو کیا خوب بات ہے اور اگر پوشیدہ دو تو بہتر ہے ایک دن جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مال چاہیے تھا ایک انصاری تھیلی لے آئے جب اوروں نے دیکھا تو اور لوگ بھی مال لانے لگے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیک رسم مقرر کرے کہ اور لوگ بھی اسمین اسکی متابعت کرین تو اسے اپنا بھی ثواب ہوگا اور

دوسرون کی موافقت کا بھی اجر ملے گا اسیطرح جو شخص حج یا جہاد کو جانے والا ہے تو پہلے سے اس کا سامان کرے اور باہر نکلے تاکہ لوگون کو بھی حج یا جہاد کا شوق پیدا ہو یا تہجد کی نماز پڑھتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے تاکہ اور لوگ بھی جاگ پڑین تو حقیقت یہ ہے کہ اگر ریا سے بے خوف ہو اور اظہار دوسرون کی رغبت ہی کا سبب ہو تو اظہار افضل ہے اور اگر شہوت ریا تیز ہو اور دوسرون کو رغبت نہ پیدا ہو تو اس شخص کو طاعت پوشیدہ رکھنا اولےٰ ہے تو جو شخص کوئی عبادت ظاہر کیا چاہتا ہو اُسے چاہیے کہ ایسی جگہ ظاہر کرے جہان ممکن ہو کہ لوگ اس کی پیروی کرین اس واسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اسکے اہل و عیال اسکی اقتدا کرتے ہین بازاری لوگ نہین کرتے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ بازاری لوگ اسکی پیروی کرتے ہین اور لوگ نہین کرتے اور ایک بات یہ ہے کہ اپنے دل پر نظر کرے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ریا کا شوق اسکے دلمین پوشیدہ ہوتا ہے اور اسکو دوسرونکی اقتدا کے بہانے سے ظاہر کرنے پر لاتا ہے تاکہ وہ ہلاک ہو جائے ضعیف کی مثل اس شخص کی سی ہے جو پیرنا نہ جانتا ہو اور ڈوبنے لگے دوسرے کا ہاتھ پکڑ لے تاکہ دونون ہلاک ہو جائین اور قوی کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص پیرنے مین استاد ہو کہ آپ بچے اور دوسرون کو بھی بچالے یہ انبیاء اولیا علیہم السلام کا درجہ ہے یہ نہ چاہیے کہ ہر ایک اسکا غرہ کرے جو عبادت چھپا سکتا ہے اسے نہ چھپائے اور اس امر مین سچے ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرض کرے کہ لوگ اگر اس سے کہین کہ تو اپنی عبادت کو پوشیدہ رکھ تاکہ لوگ اس دوسرے عابد کی پیروی کرین اور تجھے ویسا اجر ہو جیسا اظہار مین ہے تو اگر اپنے مین اظہار کی رغبت پائے تو یہ بات ہے کہ اپنی منزلت ڈھونڈھتا ہے ثواب آخرت نہین ڈھونڈھتا اور ایک طریقہ اظہار کا یہ ہے کہ طاعت سے فراغت کرنے کے بعد کہے کہ مین نے کیا کیا نفس کو اس سے بھی لذت اور حلاوت ہوتی ہے شاید کہ زیادہ حکایت کرے تو زبان کو نگاہ رکھنا اور اظہار نہ کرنا واجب ہے تاوقتیکہ خلق کی تعریف اور مذمت اسکے نزدیک اپنے حق مین برابر ہو جائے اور ان کی رد و قبولیت یکسان ہو جائے پھر جب یہ جان لے کہ کہنے سے اورون مین رغبت خیر کی تحریک ہوتی ہے تو کہے جو بزرگ اہل قوت تھے انھون نے ایسا بہت کیا ہے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی نماز ایسی نہین پڑھی جس مین میرے دل نے اس بات کے سوا اور کوئی بات کی ہو کہ آخرت مین خدا مجھ سے یہ فرمائے گا تو مین یہ جواب عرض کرون گا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو کچھ مین نے سنا اسے بالیقین حق جانا امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے اندیشہ اور باک نہین کیونکہ مین صبح کو اُٹھتا ہون تو مجھے مشکل کام ہون یا آسان مین جان لیتا ہون کہ خیر کس مین ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین صبح کو جس حال پر اُٹھتا ہون یہ نہین چاہتا کہ وہ حال بدل جائے امیر المؤمنین حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ مین نے جب سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی نہ اپنی شرمگاہ داہنے ہاتھ سے چھوئی نہ گایا نہ جھوٹ بولا حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے مرتے وقت کہا کہ مجھ پر نہ رو کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی گناہ نہین کیا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالےٰ نے کہا کہ قضائے الٰہی سے مجھپر ایسا کوئی حادثہ نہین گزرا جسے مین نے چاہا ہو کہ یہ نہ ہوتا اور جو کچھ حق سبحانہ تعالےٰ نے میری تقدیر مین لکھدیا تھا مین اسی پر خوش رہا سب اہل قوت کی باتین ہین ضعیفون کو اسپر غرہ نہ کرنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے

کامون مین ایسی تہین حکمتین رکھی ہین کہ کوئی اُن تہون کی طرف راہ نہین پاتا ہر شر کے نیچے ایک خیر ہے کہ ہم اسکی طرف راہ نہین پاتے اور ریا مین خلق کے واسطے بہت خیر ہین اگرچہ اس مین ریاکار کی ہلاکت اور تباہی ہے کیونکہ بہت لوگ ریا کے ساتھ اکثر کام کرتے ہین اور اشخاص جانتے ہین کہ یہ اخلاص کے ساتھ کرتے ہین اور یہ سمجھ کر انکی پیروی کرتے ہین **حکایت** کہتے ہین کہ بصرہ مین صبح کو یہ حال ہوتا تھا کہ لوگ جب گلی مین جاتے تھے ذکر اور قرآن کی آواز سنتے تھے اور اس کی طرف خلق کی رغبت زیادہ ہوتی تھی ایک شخص نے دقائق ریا مین ایک کتاب لکھی ان لوگون نے وہ ذکر کرنا قرآن پڑھنا سب چھوڑ دیا اس کتاب کے سبب سے رغبت مین فتور پڑ گیا لوگ کہتے کہ کاش یہ کتاب نہ تصنیف کرتا تو ریاکار اورون پر تصدق ہوجاتا ہے کہ وہ خود تو ہلاک اور تباہ ہوجاتا ہے اور اورون کو نجات کی راہ بتاتا ہے **دوہا** پنڈت بھئے مشعلچی ؛ باتین کرے بنائے ؛ اور کو بھیجے چاندنی ؛ آپ اندھیرے جائے ؛ **معصیت چھپانے کی اجازت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ عبادت کا ظاہر کرنا کبھی ریا ہوجاتا ہے لیکن گناہ چھپانا سات عذر کے سبب سے ہمیشہ درست ہے پہلا عذر یہ ہے کہ حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے کہ فسق و معاصی کو پوشیدہ رکھو اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی سے کوئی معصیت سرزد ہوا سے چاہیے کہ اس پر خدا کا پردہ ڈالے رکھے دوسرا عذر یہ ہے کہ جب اس جہان مین گناہ پوشیدہ رہیگا تو اس امر کی بشارت ہے کہ اس جہان مین بھی پوشیدہ رہنے کی امید ہے تیسرا عذر یہ ہے کہ لوگون کی ملامت سے ڈرے کہ اسکے دل کو مشوش کر دیگی عبادت مین خلل پڑ جائیگا دل پراگندہ ہوگا چوتھا عذر یہ ہے کہ ملامت اور مذمت سے دل رنجور ہوگا کہ یہ آدمی کی طبیعت ہے اور ملامت سے رنجور ہونا اور اس سے حذر کرنا حرام نہین ہے تعریف اور مذمت کو برابر سمجھنا توحید کا نہایت مرتبہ ہے ہر ایک اس درجہ کو نہین پہونچتا لیکن مذمت کے خوف سے عبادت کرنا درست نہین ہے کیونکہ عبادت اخلاص کے ساتھ ہونا چاہیے ثنا اور صفت کے نہ ہونے پر صبر کرنا آسان ہے اور مذمت پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے پانچوان عذر یہ ہے کہ لوگ اسکے درپے ہونگے اور اسے ستائینگے اور شرع نے اجازت دی ہے کہ اگر گنہگار پر حد بھی واجب ہو تو بھی گناہ چھپائے اور توبہ کرے اور شر سے حذر کرنا درست ہے چھٹا عذر یہ ہے کہ لوگون سے شرم کرے شرم اچھی چیز ہے اور ایمان مین سے ہے اور شرم اور ہے ریا اور ساتوان عذر یہ ہے کہ اسے اس بات کا خوف ہو کہ اگر مین گناہ کو ظاہر کردونگا تو فاسق لوگ میری پیروی کرینگے اور گناہ کرنے پر دلیر ہوجائینگے جب ان نیتون سے آدمی گناہ کو پوشیدہ رکھے گا تو معذور ہے اگر اسکی یہ نیت ہے کہ لوگ اسے پرہیزگار جانین تو یہ ریا ہے اور حرام ہے لیکن اگر ایسا ہو کہ اسکا ظاہر و باطن یکسان ہے تو یہ صدیقون کا مرتبہ ہے اور یہ درجہ اس سے حاصل ہوتا ہے کہ آدمی خفیہ کوئی گناہ نہ کرے لیکن جب گناہ کر کے کہتا ہے کہ اوجی جب خدا کی چوری نہین تو بندہ کی کیا چوری ہے جو بات خدا جانتا ہے اسے خلق بھی جانا کرے یہ کہنا نہ چاہیے کہ یہ جہل ہے بلکہ حق سبحانہ تعالے کا پردہ اپنے اوپر اور اورون کے اوپر ڈالے رہنا واجب ہے **ریا کے خوف سے کس جگہ طاعت چھوڑ دینا چاہیے اسکا بیان** اے عزیز جان تو کہ طاعت کی تین قسم ہین ایک وہ ہے جو خلق سے علاقہ نہ رکھے جیسے نماز روزہ دوسری وہ ہے کہ بالکل خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے خلافت قضارت حکومت

تیسری وہ ہے کہ خلق مین بھی اثر کرے اور عمل کرنے والے مین بھی جیسے وعظ و نصیحت پہلی قسم مثلاً نماز و روزہ حج تو بخوف ریا ان سے ہرگز دست بردار ہونا نہ چاہیے نہ فرض سے نہ سنت سے لیکن اگر ریا کا خطرہ ابتدا مین آئے یا درمیان عبادت مین تو اسکے دفع کرنے مین کوشش کرنا چاہیے اور عبادت کی نیت کو تازہ کر لینا چاہیے اور خلق کے دیکھنے سے نہ عبادت گھٹائے نہ بڑھائے مگر جہان کہین عبادت کی نیت مطلق رہی نہ ہو اور بالکل ریا ہی ریا ہو وہان خود عبادت ہی نہین لیکن جب تک اصل نیت باقی رہے تب تک عبادت سے ہاتھ کھینچنا نہ چاہیے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ خلق کے دیکھنے کے خوف سے عبادت چھوڑ دینا ریا ہے اور خلق کو دکھانے کے واسطے عبادت کرنا شرک ہے اے عزیز جان تو کہ شیطان یہ چاہتا ہے کہ تو عبادت نہ کرے جب اس سے عاجز آتا ہے تو تجھسے کہتا ہے کہ لوگ دیکھتے ہین اور یہ ریا ہے طاعت نہین تاکہ یہ فریب دیکر تجھے عبادت سے باز رکھے اگر تو اسکی طرف التفات کریگا اور مثلاً لوگون سے بھاگ جائیگا اور زمین کے نیچے چلا جائے تو بھی یہی کہیگا کہ لوگ جانتے ہین کہ تو بھاگ آیا اور زاہد ہو گیا اور یہ زہد نہین بلکہ ریا ہے تو اسکا یہ جواب دے کہ خلق کا دھیان کر کے انکے سبب سے عبادت ترک کر دینا بھی ریا ہے بلکہ خلق کا دیکھنا اور نہ دیکھنا برابر ہے مجھے جیسی عادت ہے ویسا مین کرتا ہون اور سمجھتا ہون کہ خلق دیکھتی ہی نہین کیونکہ خلق کے خوف سے عبادت نہ کرنا ایسا ہے کہ کوئی شخص صاف کرنے کے واسطے اپنے غلام کو گیہون دے وہ صاف نہ کرے اور کہے کہ مین ڈرا کہ اگر صاف کرتا تو خوب صاف نہ کر سکتا تو آقا اُس سے کہیگا کہ او بیوقوف اب تو تو نے اصل کام ہی نہ کیا اسمین بھی تو صاف کرنا حاصل نہین ہوتا تو حق تعالےٰ نے بندون کو اخلاص کا حکم کیا ہے بندے جب عمل سے دست بردار ہونگے تو اخلاص سے پہلے ہی دست بردار ہو چکے کیونکہ اخلاص تو عمل ہی مین ہوتا ہے لیکن وہ جو حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی لوگون نے حکایت کی ہے کہ وہ قرآن شریف پڑھتے ہوتے جب کوئی شخص آجاتا تو قرآن شریف کو گردان دیتے یہ نہ چاہتے کہ یہ شخص دیکھے کہ مین ہر وقت قرآن شریف ہی پڑھا کرتا ہون یہ امر اس سبب سے ہوا ہوگا کہ وہ جانتے تھے کہ جب کوئی شخص آئے تو اُس سے بات کرنا چاہیے اور تلاوت قرآن موقوف کرنا چاہیے تو تلاوت قرآن کو پوشیدہ رکھنا اولیٰ جانا ہوگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ کوئی شخص تھا کہ اسے رونا آتا تو وہ منھ چھپاتا تاکہ لوگ اسے نہ پہچانین اور یہ درست ہے کیونکہ برملا رونے کو تنہائی مین رونے کے ساتھ نگاہ رکھنا بڑی فضیلت رکھتا ہے اور یہ کوئی عبادت نہین ہے جس سے وہ شخص باز رہا ہو اور کہتے ہین کہ کوئی شخص تھا کہ وہ راستہ پر سے اذیت کی چیز اُٹھانا چاہتا اور نہ اُٹھاتا تاکہ خلق اسے پارسا نہ جانے اور یہ کسی ضعیف کے حال کی حکایت ہوگی کہ وہ ڈرا ہو کہ خلق اُسے پارسا جانے گی اور دوسری عبادتین اس پر بے لطف ہو جائین گی لیکن شہوت ریا کے خوف کے سبب سے اس سے حذر کرنا اچھا نہین ہوتا بلکہ اسے کرنا چاہیے اور ریا کا دفعیہ کرنا چاہیے مگر وہ شخص جو ضعیف ہو اور حذر کرنے مین اپنی صلاح جانے اور یہ نقصان کی بات ہے دوسری قسم وہ ہے جو خلق ہی سے علاقہ رکھے جیسے حکومت قضاوت خلافت یہ اگر عدل سے آراستہ ہو تو بڑی عبادت ہے اور اگر بے عدل ہو تو بڑی معصیت ہے اور جو شخص اپنے اوپر مطمئن نہ ہو کہ مین عدل کرونگا تو اس پر ان کامون کا قبول کرنا حرام ہے کیونکہ ان مین بڑی بڑی آفتین ہین یہ نماز روزہ کے مثل نہین ہے کیونکہ عین نماز روزہ مین کچھ لذت نہین ہے اسی مین

لذت ہے کہ نماز روزہ لوگ دیکھین اور حکومت اور سرداری مین بڑی لذت ہے اور اسمین نفس پرورش پاتا ہے ملک رانی اسی شخص کو کرنا چاہیے جو اپنے اوپر مطمئن ہو لیکن آدمی اگر اپنے تئین آزما چکا ہو اور حکومت کے پہلے کامون مین امانت داری کی ہو لیکن ڈرتا ہو کہ مین جو حاکم ہون گا تو بدل جاؤن گا اور معزول ہونے کے خوف سے چکنی چکنی باتین بناؤن گا تو اس صورت مین علماء کا اختلاف ہے ایک گروہ نے کہا ہے کہ حکومت قبول کرے کہ یہ گمان ہی گمان ہے اور چونکہ اپنے تئین آزما چکا ہے تو اُسپر اعتماد رکھے اور ہمارے نزدیک صحیح و درست یہ ہے کہ قبول نہ کرنا چاہیے اسواسطے کہ نفس جبکہ انصاف کرنے کا وعدہ کرے گا تو ممکن ہے کہ فریب ہو اور حکومت پاکر بدل جائے پس جب پہلے ہی سے تردد ظاہر کرتا ہے تو اسکے بدل جانیکا ظن غالب ہے تو حذر اولیٰ ہے اور حکومت اہل قوت کے سوا دوسرے کا کام نہین ہے امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حضرت رافع رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے فرمایا ہے کہ تو حکومت ہرگز قبول نہ کرنا اگرچہ دو ہی آدمیون پر ہو پھر جب انھون نے خود خلافت قبول فرمائی تو حضرت رافع نے کہا کہ آپ نے مجھے تو حکومت قبول کرنے کو منع فرمایا تھا اور اب آپ نے خلافت قبول کرلی فرمایا مین اب بھی تمھین منع کرتا ہون اس پر خدا کی لعنت ہو جو عدل نہ کرے اور اس ضعیف اعتراض کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے بیٹے کو دریا کے کنارے جانے سے منع کرے اور خود پانی کے اندر اُتر جائے کہ پیرنا جانتا ہے اگر لڑکا بھی اُتر جائیگا تو ہلاک ہوگا جب بادشاہ ظالم ہو اور قاضی قضاءت مین عدل نہ کرسکے گا اور خوشامد لازم ہوگی تو عہدۂ قضا اور کوئی حکومت قبول کرنا نہ چاہیے اگر قبول کرے گا تو معزول ہوجانے کا خوف خوشامد کے واسطے عذر نہ ہوگا بلکہ عدل کرنا چاہیے تاکہ بادشاہ معزول کردے اگر خدا کے واسطے حکومت کرتا ہے تو معزولی سے خوش ہونا چاہیے تیسری قسم وعظ اور فتوی ہے اور درس دینا اور حدیث روایت کرنا ہے اس مین بھی لذت ہے اور نماز روزے سے زیادہ اسمین ریا کا دخل ہوتا ہے یہ حکومت کے قریب قریب ہے اتنا فرق ہے کہ وعظ و نصیحت اور حدیث جیسا سننے والے کو فائدہ دیتی ہے ویسا ہی کہنے والے کو بھی فائدہ دیتی ہے اور دین کی طرف بلاتی ہے اور ریا سے باز رکھتی ہے اور حکومت ایسی نہین ہے تو اگر ریا کسی کے سامنے آئے تو وعظ و نصیحت چھوڑ دینے مین بحث ہے بعضے علما نے اس سے گریز کیا ہے اور صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے لوگ جب فتوی پوچھتے تو وہ دوسرے پر حوالہ کرتے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے حدیث کی کتنی کتابین زمین مین دفن کردین اور فرمایا کہ مین اپنے مین محدثی کی خواہش دیکھتا ہون اگر نہ دیکھتا تو روایت کرتا اور بزرگان سلف نے کہا ہے کہ حدثنا دنیا کے بابون مین سے ایک باب ہے اور جو شخص حدثنا کہتا ہے وہ گویا یہ کہتا ہے کہ مجھے صدر نشین بناؤ اور مسند پر بٹھاؤ امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک شخص نے اجازت مانگی کہ مین صبح کو لوگون کے تئین نصیحت کیا کرون آپ نے منع فرمایا اور ارشاد کیا کہ مجھے یہ خوف ہے کہ تیرے پیٹ مین اتنی ہوا بھرے کہ تو اُڑ کر ثریا پر پہونچ جائے یعنے تیرا دماغ آسمان پر ہوجائے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ جب اپنے دل مین تو بات کرنے کی خواہش دیکھ تو چپ رہ اور جب چپ رہنے کی خواہش دیکھ تو باتین کر تو ہمارے نزدیک اس مسئلہ مین مختار یہ بات ہے کہ ناصح اور محدث اپنے دل پر نظر کرے اگر کچھ نیت طاعت بھی ریا کے ساتھ ملی ہوئی رکھتا ہے تو دست بردار نہ ہو

ف ایک شخص نے اجازت مانگی کہ صبح کو لوگون کو نصیحت کیا کرون حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے منع فرمایا۔

اور کہتا رہے اور اس نیت کو اپنے دلمین خوب پرورش کرتا رہے تاکہ قوی ہو جائے اور اس وعظ و نصیحت کا حکم نماز سنت و نوافل کا سا حکم ہے کہ جب تک اپنے دلمین اصل نیت پاتا ہے تب تک ریا کا خطرہ آنے سے دست بردار نہ ہو جائے بخلاف حکومت کے کہ اسمین جب اندیشہ ہو تو اس سے بھاگنا اولی ہے کیونکہ باطل نیت بہت جلد غالب ہو جاتی ہے اسی واسطے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے عہدۂ قضا سے دور دور بھاگے عہدۂ قضا انھین ملتا تھا اور فرمایا کہ مین اس کام کے لائق نہین ہون پوچھا کیون فرمایا کہ اگر مین سچ کہتا ہون کہ اسکے لائق نہین تو واقعی اسکے لائق نہین ہون اور اگر جھوٹ کہتا ہون تو جھوٹا آدمی قضا کے لائق نہین ہوتا حالانکہ امام ممدوح تعلیم سے نہ بھاگے اور تعلم سے ہاتھ نہ روکا لیکن اگر دل مین کچھ نیت عبادت نہین پاتا ہے اور بالکل ریا اور طلب جاہ وعظ و نصیحت کی باعث ہے تو دست بردار ہونا آدمی پر فرض ہے لیکن اگر ہم سے کوئی پوچھے کہ مین کیا کرون تو ہم دیکھین گے اگر اسکی بات سے خلق کو فائدہ نہ ہو جیسے وہ شخص جس کا بیان مسجع مقفی ہو یا بیہودہ باتین اور لطیفے ہون یا ایسی باتین ہون کہ رحمت کے وعدے سے خلق کو معصیت پر دلیر کرین جھگڑا اور خلاف اور مناظرہ کی تعلیم کرتا ہو کہ یہ باتین حسد اور فخر و مباہات کا تخم دل مین اُگائین تو اسے ہم منع کرین گے اور اسے ایسے کام سے منع کرنا اس کے حق مین اور لوگون کے حق مین بڑے خیر کی بات ہے اور اگر ان کا کہنا نافع خلق اور شرع کے موافق ہو اور لوگ اسے مخلص جانین اور اسکی تعلیم علوم دینی مین نفع کی بات ہو تو اسے ہم یہ اجازت نہ دین گے کہ ان باتون سے دست بردار ہو جائے اسواسطے کہ انکار کرنے مین اور بہتون کا نقصان ہے اور کہنے مین فقط اسی کا خسران ہے ہمین سو آدمیون کی نجات کا خیال رکھنا ایک آدمی کی نجات سے ضرور تر ہے ہم اُسے اور ان پر سے تصدق کر دین گے اس واسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے اس دین کی مدد ایسے لوگون کے ذریعہ سے کریگا جنھین دین مین سے کچھ نصیب نہ ہو اس سے یہی لوگ مراد ہین تو اس سے اتنی بات سے زیادہ ہم اور کچھ نہ کہین گے کہ تو اس درس و وعظ کو موقوف کر اور محنت کر کے ریا سے دور رہ اور نیت درست کر اور وعظ مین پہلے تو ہی نصیحت قبول کر کے خدا سے ڈر کر پھر اورون کو ڈرایا کر **سوال** اگر کوئی کہے کہ ہم کاہے سے جانین کہ واعظ کی نیت پاک اور درست ہے اور اس کی علامت کیا ہے **جواب** نیت کی پاکی اور درستی یہ ہوتی ہے کہ واعظ کا مقصود یہ ہو کہ خلق دنیا سے انکار کر کے خدا کی راہ پکڑے یہ مقصود اُس شفقت کے سبب سے ہو جو خلق پر رکھتا ہے اور اگر کوئی اور شخص ایسا پیدا ہو کہ اسکا وعظ بہت نافع ہو اور لوگ اسکے کہنے کو بہت مانین تو چاہیے کہ پہلا واعظ اسکے سبب سے خوش ہو کیونکہ اگر کوئی شخص کنوئین مین گر پڑا ہو اور کنوئین کے منھ پر پتھر اڑا ہو اور ایک آدمی مہربانی سے اسے نکالا چاہتا ہو اور دوسرا آکر پتھر اُٹھا دے اور اُسے پتھر ہٹانے کی تکلیف سے بچائے تو اس امر سے اُسے خوش ہونا چاہیے اگر پہلا واعظ خوش نہ ہو اور اپنے مین حسد کا اثر دیکھے تو جاننا چاہیے کہ وعظ سے اسکا مقصود یہ ہے کہ خلق کو اپنی طرف بلائے خدا کی طرف نہین اور ایک علامت یہ ہے کہ اگر دنیا دار اور حاکم مسجد مین آئے تو واعظ کی تقریر نہ بدلے اپنی عادت پر رہے اور ایک علامت یہ ہے کہ جب کوئی ایسی بات آنے لگے کہ اسکے سبب سے خلق نعرہ مارے گی اور رونے لگے گی اور اس بات کی کچھ اصل نہ ہو تو اسے چھوڑ دے یا اور ایسی باتین

ف اگر وعظ و نصیحت مین کچھ بھی نیت عبادت نہ ہو اور بالکل ریا اور طلب جاہ ہو تو اسے ترک کرنا فرض ہے

ف واعظ کی پاک نیت ہونے کی علامتین

ف تیسری علامت ف دوسری علامت

اپنے دل سے تجسس کر لینا چاہیے اگر ایسی کوئی بات دیکھے اور کراہت نہ معلوم ہو تو ریاکار ہے اور اگر کراہت معلوم ہو تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسکی اور نیت بھی ہے تو کوشش کرنا چاہیے کہ وہ نیت غالب ہو جائے **فصل** بسا اوقات لوگون کے دیکھنے سے عبادت کی خوشی پیدا ہوتی ہے اور وہ خوشی درست ہے ریا نہین کیونکہ مسلمان ہمیشہ عبادت کا راغب ہوتا ہے اور شاید کوئی مانع عبادت سے باز رکھتا ہو اور لوگون کے سبب سے وہ مانع جاتا رہے اور وہ خوشی ظاہر ہو جائے مثلاً کوئی شخص اپنے گھر مین ہے اور نماز تہجد اُسپر دشوار ہو کہ اپنی جورو کے ساتھ مشغول رہتا ہے یا باتین کیا کرتا ہے یا بچھونے بچھے رہتے ہین جب اور کسی کے گھر جائے تو یہ موانع جاتے رہین اور عبادت کی خوشی پیدا ہو یا اجنبی مکان مین جا پڑے اور نیند نہ آئے تو نماز مین مشغول ہو یا لوگون کو دیکھے کہ سب نماز پڑھتے ہین اُسے خوشی حاصل ہو اور کہے کہ لاؤ مین بھی ان کا ساتھ دون کہ مین بھی ان کی طرح ثواب کا محتاج ہون یا ایسی جگہ ہو جہان لوگ روزہ رکھتے ہین یا کھانے کا سامان نہین ہے تو روزہ کا شوق پیدا ہو یا لوگون کو مسجد مین تراویح پڑھتے دیکھے اور گھر مین سُستی کرتا ہے انھین دیکھ کر شریک ہونے کے شوق سے سُستی جاتی رہے یا جمعہ کے دن سب لوگون کو خدا کے ساتھ مشغول دیکھے تو وہ بھی روز سے زیادہ نماز اور تسبیح پڑھنے لگے ان سب صورتون مین ممکن ہے کہ ریا نہ ہو اور شیطان اس سے کہے کہ یہ شوق لوگون کے سبب سے پیدا ہوتا ہے یہ ریا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ خوشی لوگون کے سبب سے ہو رغبت خیر اور زوال موانع کے سبب سے نہین اور شیطان کہے کہ تو یہ عبادت کر یہ رغبت تو تجھ مین تھی ہی مگر مانع تھا اب وہ جاتا رہا تو آدمی کو چاہیے کہ ان دونون صورتون کو ایک دوسرے سے جدا کرے اسکی شناخت یہ ہے کہ سوچے کہ اگر بالفرض یہ لوگ اُسے نہ دیکھین اور وہ ان لوگون کو دیکھتا ہے تو اگر یہ عبادت کی خوشی اسی طرح برقرار رہے تو رغبت خیر کا سبب ہے اور اگر برقرار نہ رہے تو ریا سے دست بردار ہونا چاہیے اور اگر دونون ہون رغبت خیر بھی اور محبت ثنائے خلق بھی تو دیکھے کہ غالب کیا ہے جو غالب ہو اسی پر اعتماد کرے اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سنے اور لوگون کو روتے دیکھ کر خود بھی رونے لگے اور اگر تنہا ہوتا تو نہ روتا تو یہ ریا نہین ہے کیونکہ لوگون کا رونا دل کو رقیق کر دیتا ہے جب لوگون کو اندوہگین دیکھتا ہے تو اسے بھی اپنا حال یاد آتا ہے اور رونے چلّانے لگتا ہے اور کبھی اصل رونا تو رقت دل کے سبب سے ہوتا ہے اور نعرہ مارنا اور چلانا ریا سے ہوتا ہے تاکہ اور لوگ سنین اور شاید کہ غم و اندوہ کے سبب سے گر پڑے اور فوراً اُٹھنے کی قدرت حاصل ہو جائے لیکن نہ اُٹھے اور ڈرے کہ لوگ کہین گے کہ اس وجد کی کچھ اصل نہ تھی تو اصل مین ریاکار نہ تھا اب ریاکار ہو جائیگا اور شاید کہ رقص مین ہو اور قوت پائے لیکن کسی پر تکیہ لگائے اور آہستہ آہستہ چلے تاکہ لوگ یہ نہ کہین کہ اسکا وجد جلد جاتا رہا اور ایسا ہی یہ بھی ہوتا ہے کہ استغفار کرے اور اعوذ باللہ کہے یہ اس سبب سے ہو کہ کوئی گناہ اُسے یاد آیا ہو لوگون کو عبادت مین دیکھ کر اپنی تقصیر کا خیال کیا ہو تو یہ امور درست ہین اور کبھی ریا کے سبب سے بھی ہوتے ہین تو ان خطرون کو دیکھتے رہنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ و التسلیم فرماتے ہین کہ ریا کے ستر دروازے ہین اور چاہیے کہ جب ریا کا خطرہ پائے تو اپنے جی مین یہ ٹھہرائے کہ اسکی نجاست

باطنی پر حق سبحانہٗ تعالےٰ مطلع ہے اور وہ خدا کے غصہ غضب مین ہے حتیٰ کہ اُس خطرہ کو اپنے دل سے دور کرے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول یاد کرے کہ آپ نے فرمایا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ خُشُوْعِ النِّفَاقِ یہ نفاق وہ ہے کہ بدن خشوع مین ہو اور دل نہو **فصل** اے عزیز جان تو کہ جو کام عبادت ہے مثلاً روزہ نماز اسمین اخلاص واجب ہے مثلاً کسی سلمان کی حاجت روائی مین ثواب کے واسطے کوشش کرے تو اپنی غرض اور نیت کو درست کرنا چاہیے اور اس سلمان سے کچھ شکریہ اور مکافات کی اور کسی چیز کی امید نہ رکھے علیٰ ہذا القیاس جو شخص تعلیم کرتا ہے اگر مثلاً شاگرد سے یہ توقع رکھے کہ وہ میرے پیچھے پیچھے مؤدب چلے یا میری خدمت کرے تو معلم نے عوض طلب کیا اور ثواب نہ پائے گا لیکن اگر معلم خدمت کی کچھ امید نہ رکھے اور شاگرد خود خدمت کرے تو اولیٰ یہ ہے کہ معلم اس خدمت کو قبول نہ کرے اور قبول کریگا تو چونکہ اسے خدمت مقصود نہ تھی تو ظاہرا اسکا ثواب حبط نہ ہوگا بشرطیکہ شاگرد خدمت کرنے سے انکار کرے تو اسکے انکار سے معلم متعجب نہ ہو لیکن محتاط لوگون نے اس سے پرہیز کیا ہے حتیٰ کہ ایک بزرگ کنوین مین گر پڑے نکالنے کے واسطے لوگ رسّی لائے انھون نے قسم دلائی کہ جسنے مجھ سے حدیث سنی اور قرآن پڑھا ہو وہ رسّی مین ہاتھ نہ لگائے اسواسطے کہ یہ بزرگ ڈرے کہ یہ عوض ثواب کو باطل کردے گا ایک شخص حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس کچھ ہدیہ لیگیا انھون نے نہ لیا اُس شخص نے کہا کہ مین نے آپسے ہرگز حدیث نہین سنی فرمایا کہ مگر تیرے بھائی نے تو سنی ہے مین ڈرتا ہون کہ مبادا میرا دل اور و نکی بہ نسبت اسپر زیادہ مہربان ہو جائے ایک شخص اشرفی کی دو تھیلیان حضرت سفیانؒ کے پاس لیگیا اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میرا باپ آپکا دوست تھا اور حلال کھانے والا تھا اب یہ میراث حلال ہے مجھ سے قبول فرمائیے جب قبول کی اور وہ شخص رخصت ہوگیا تو اپنے بیٹے کو اسکے پیچھے پیچھے بھیجا اور تھیلیان پھیر بھیجین کہ انھین یاد آیا کہ اس شخص کے باپ کے ساتھ للہ دوستی تھی انکے بیٹے کہتے ہین کہ مین جب پھر آیا تو مجھے صبر نہ تھا مین نے اپنے باپ سے کہا کہ آپکا دل پتھر کا ہے کہ صریحًا آپ دیکھتے ہین کہ مین عیالدار ہون اور میرے پاس کچھ نہین ہم پر آپ رحم نہین کرتے فرمایا کہ اے فرزند تو چاہتا ہے کہ خوب کھائے پیے اور قیامت مین مجھ سے باز پرس ہو مجھے یہ طاقت نہین ہے اسی طرح شاگرد کو بھی چاہیے کہ علم سیکھنے سے اسے فقط رضائے الٰہی مطلوب ہو اور معلم سے کچھ امید نہ رکھے اور شاید کہ یہ سمجھے کہ اگر معلم سے اپنی اطاعت ظاہر کرون گا تو درست ہے تاکہ وہ تعلیم مین کوشش کرے یہ خطا ہے اور عین ریا ہے بلکہ چاہیے کہ معلم کی خدمت کرنے سے حق تعالےٰ کے نزدیک منزلت چاہے معلم کے نزدیک نہین اسی طرح ماں باپ کی رضامندی خدا کی رضامندی کے واسطے ڈھونڈھے اور اپنے تئین انکے سامنے پارسا نہ بنائے تاکہ اس سے وہ خوش ہون اسواسطے کہ یہ دم نقد گناہ ہے غرضکہ جس[2] کام مین آدمی ثواب کا طالب ہو اُسے اخلاص کے ساتھ کرنا چاہیے واللہ اعلم [1]

نوین اصل تکبر اور عجب کے علاج کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ تکبر اور اپنے تئین بزرگ جاننا بُری خصلت ہے اور حقیقت مین حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ خصومت ہے

[1] پناہ مانگتے ہین ہم اللہ سے خشوع سے نفاق کے ۱۲ [2] جس کام مین آدمی ثواب کا طالب ہو وہ کام خلوص کے ساتھ کرنا چاہیے ۱۲

کیونکہ بڑائی اور بزرگی اسی کو سزاوار ہے پس اسی وجہ سے قرآن شریف مین جبار اور متکبر آدمی کی مذمت تکرار ہے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے کَذٰلِکَ یَطْبَعُ اللّٰہُ عَلٰی کُلِّ قَلْبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ[۱] اور فرمایا ہے وَخَابَ کُلُّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ[۲] اور فرمایا ہے اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مِّنْ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ[۳] اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے دل مین رائی برابر بھی کبر ہوگا وہ جنت مین نہ جائے گا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جاننے کی عادت ڈالتا ہے اسکا نام متکبرون مین لکھا جاتا ہے اور جو عذاب متکبرون کو ہوتا ہے وہی اسے بھی ہوگا حدیث شریف مین ہے کہ حضرت سلیمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے دیو پری پرند آدمی سب سے حکم فرمایا کہ باہر نکلو دو لاکھ آدمی اور دو لاکھ جن جمع ہوئے ہوا نے انھین لیا اور آسمان تک لے گئی حتیٰ کہ انھون نے فرشتون کی تسبیح سنی اور وہان سے زمین پر لائے حتیٰ کہ قعر دریا مین پہونچے پھر ایک آواز آئی کہ اگر ایک ذرہ بھی کبر سلیمان کے دل مین ہوتا تو ہوا ین لیجانے کے قبل اسے بھی مین زمین کے اندر پہونچا دیتا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ متکبر لوگون کا قیامت کے دن چیونٹی کی صورت پر حشر ہوگا اس ذلت کے سبب سے جو انھین حق تعالےٰ کے سامنے ہوگی لوگون کے پاؤن کے نیچے پڑے ہونگے اور فرمایا ہے کہ دوزخ مین ایک غار ہے اُسے ہب ہب کہتے ہین اللہ تعالےٰ گردن کشون اور متکبرون کو اس غار مین ڈالے گا حضرت سلیمان علیہ السلام فرماتے ہین کہ جس گناہ کو عبادت مفید نہین ہوتی وہ کبر ہے حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا کہ جو شخص کپڑا زمین پر لٹکاتا ہو آ کبر اور فخر سے چلتا ہے حق تعالےٰ اس کی طرف دیکھتا بھی نہین اور فرمایا ہے کہ ایک بار ایک شخص ناز سے ٹہلتا تھا اور اچھے کپڑے پہنے تھا اور اپنے تئین دیکھتا تھا حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اسے زمین کے اندر دھنسا دیا اور اب تک دھنستا چلا جاتا ہے اور قیامت تک چلا جائے گا اور فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے تئین بڑا جانے اور چلنے مین ناز سے قدم اُٹھائے وہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کو اپنے اوپر غصہ مین دیکھے گا حضرت محمد ابن واسع رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک بیٹے کو ناز سے ٹہلتے دیکھا اسے آواز دی اور کہا جانتا ہے کہ تو کون ہے تیری مان کو تو مین نے دو سو درم کو مول لیا تھا اور تیرا باپ ایسا ہے کہ مسلمانون مین اسکے ایسے آدمی جتنے کم ہون بہتر ہے حضرت مطرف نے مہلب کو دیکھا کہ ناز سے ٹہلتے ہوئے چلتے ہین کہا اے بندہ خدا خدا ایسی چال کو دشمن رکھتا ہے کہا تم مجھے نہین جانتے فرمایا جانتا ہون پہلے تو تو ناپاک پانی تھا آخر کو مردار رسوا ہوگا درمیان مین نجاستون کا باربردار ہے

تواضع کی فضیلت کا بیان رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے فروتنی[۴] کی حق تعالےٰ نے اسکی عزت بڑھادی اور فرمایا ہے کہ کوئی ایسا نہین کہ اسکے سر پر ایک لگام دو فرشتون کے ہاتھ مین نہ ہو وہ جب فروتنی کرتا ہے تو فرشتے اس لگام کو اوپر کھینچتے ہین اور کہتے ہین کہ بارخدایا اسے سربلند رکھ اور جب تکبر کرتا ہے تو لگام نیچے کھینچتے ہین اور کہتے ہین کہ بارخدایا اسے سرنگون رکھ اور فرمایا ہے کہ نیک بخت وہ شخص ہے جو عاجز نہ ہو اور فروتنی کرے اور وہ مال دے جو گناہ سے نہ جمع کیا ہو اور بیچارون اور عاجزون پر

ف جس گناہ کو عبادت مفید نہین ہوتی وہ کبر ہے ۱۲

[۱] اسی طرح مُہر کر دیتا ہے اللہ اوپر ہر دل تکبر کرنے والے جبر کرنے والے کے ۱۲ [۲] اور خراب ہوا ہر جبر کرنے والا ۱۲ [۳] تحقیق کہ پناہ مانگی مین نے اپنے پروردگار اور تمھارے پروردگار سے ہر غرور کرنے والے سے جو یقین نہین رکھتا قیامت کے دن کا ۱۲ [۴] فروتنی ۱۲۔

رحم کرے اور حکیمون اور عالمون سے مخالطت رکھے حضرت ابو سلمہ مدنی رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے دادا سے حکایت کرتے ہین کہ وہ کہتے تھے کہ ایک دن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوۃ میرے گھر مہمان تھے اور آپ نے روزہ رکھا تھا روزہ افطار کرنے کو آپ کے سامنے دودھ کا ایک قدح مین نے حاضر کیا اسمین شہد پڑا تھا آپ نے جب چکھا اور میٹھا پن معلوم ہوا پوچھا یہ کیا ہے مین نے عرض کی کہ یا حضرت اسمین مین نے شہد ڈالا ہے آپ نے ہاتھ سے رکھ دیا اور نہ پیا اور فرمایا کہ مین یہ نہین کہتا کہ یہ حرام ہے لیکن جو شخص خدا کے واسطے فروتنی کرتا ہے حق تعالےٰ اسے سربلندی عنایت فرماتا ہے اور اگر تکبر کرتا ہے تو حق تعالےٰ اسے حقیر کر دیتا ہے اور جو شخص بے اسراف کے خرچ کرتا ہے حق تعالےٰ اسے بے نیاز رکھتا ہے اور جو شخص اسراف کرتا ہے حق تعالےٰ اسے محتاج رکھتا ہے اور جو خدا کی یاد بہت کرتا ہے حق تعالےٰ اسے دوست رکھتا ہے ایک بار ایک فقیر بیمار دلفگار نے سلطان دارین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ منورہ کے در انور پر سوال کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاصہ نوش فرماتے تھے اسے بلالیا سب لوگون نے اپنے تئین اس سے سمیٹا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی ران پر بٹھالیا اور فرمایا کھاؤ اہل قریش مین سے ایک شخص نے اسکی تحقیر کی اور کراہت سے اسکی طرف دیکھا وہ اسی بیماری مین مبتلا ہو کر موا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے مجھے اختیار دیا کہ مین رسول اور بندہ ہون خواہ نبی اور بادشاہ ہون مین نے توقف کیا ملائکہ مین سے میرے دوست جبرئیل تھے انکی طرف مین نے دیکھا انھون نے کہا کہ آپ فروتنی کیجیے مین نے حق سبحانہ تعالےٰ کی جناب مین عرض کی کہ مین چاہتا ہون کہ رسول اور بندہ ہون حق تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ مین اس شخص کی نماز قبول کرتا ہون جو میری بزرگی کی تواضع کرے اور میرے بندون کے ساتھ تکبر نہ کرے اور اپنے دل مین خوف رکھے اور تمام دن میری یاد مین بسر کرے اور اپنے تئین میرے واسطے خواہشون سے باز رکھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کرم تقویٰ مین ہے اور شرف تواضع مین اور تونگری یقین مین حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ دنیا مین جو اہل تواضع ہین وہ نیکبخت ہین کہ قیامت مین وہ صاحب منبر ہون گے اور جو شخص دنیا مین لوگون کے درمیان صلح کرین فردوس ان کا مقام ہوگا اور وہ لوگ نیکبخت ہین جن کا دل دنیا سے پاک ہے کہ حق تعالےٰ کا دیدار ان کا ثواب ہے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے جسے نعمت اسلام عنایت فرمائی اور اس کی صورت اچھی بنائی اور اس کا حال ایسا نہ کیا کہ اس سے ننگ وعار رکھنا چاہیے ہو اور ان صفتون کے ساتھ اسے فروتنی نصیب کی وہ خدا کے مقبولون مین سے ہے ایک شخص کے چیچک نکلی تھی وہ آیا لوگ کھانا کھا رہے تھے وہ جس شخص کے پاس بیٹھتا وہ شخص اُسکے پہلو سے اُٹھ جاتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے پاس بٹھالیا اور فرمایا ہے کہ مین اس شخص کو نہایت دوست رکھتا ہون جو حاجت کی چیزین ہاتھ مین لے کر اپنے گھر جائے تاکہ اسکے گھر والون کے واسطے روزی ہو اور اپنے ہاتھ مین لے جانے سے اس شخص کا کبر ٹوٹے صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے آپ نے فرمایا کیا سبب ہے کہ مین تم مین ایمان کی حلاوت نہین دیکھتا اُنھون نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ ایمان کی حلاوت کیا چیز ہے فرمایا کہ تواضع اور فرمایا ہے کہ جب فروتن کو دیکھو تو فروتنی کرو

اور جب متکبر کو دیکھو تو تکبر کرو تاکہ اسکی حقارت اور ذلت ظاہر ہو تواضع کے باب مین بزرگون کے اقوال یہ ہین کہ ام المؤمنین حضرت
بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ تم لوگ فاضلترین عبادت سے غافل ہو وہ تواضع ہے حضرت فضیل
رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ تواضع اس کا نام ہے کہ تو حق بات قبول کرے جس کسی سے ہو اگرچہ وہ لڑکا ہو یا جاہل ترین خلق
ہو حضرت ابن المبارک رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ تواضع یہ ہے کہ جو شخص تجھ سے دنیا کم رکھتا ہو تو اپنے تئین اس سے مرتبہ
مین گھٹ کر رکھے تاکہ وہ معلوم کرے کہ دنیا زیادہ ہونے کے سبب سے تو اپنی کچھ قدر نہین جانتا اور جو شخص تجھ سے زیادہ دنیا
رکھتا ہو اس سے اپنے تئین بالاتر رکھے تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ دنیا کے سبب سے تیرے نزدیک اسکی کچھ قدر نہین حق سبحانہٗ
تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے عیسیٰؑ مین جب تجھے کوئی نعمت بھیجون تو اگر تو تواضع سے اسکا استقبال
کرے گا تو تمام و کمال نعمت تجھے عنایت کرونگا حضرت ابن سماک رحمہ اللہ تعالےٰ نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا کہ یا امیر المؤمنین
تیری فروتنی تیری بزرگی کی حالت مین تیری بزرگی سے شریف تر ہے خلیفہ نے کہا کہ آپ نے بہت خوب بات کہی پھر کہنے لگے
یا امیر المؤمنین حق سبحانہٗ تعالےٰ جسے مال جمال حشمت عطا فرمائے اور وہ شخص مال مین اورون کی غمخواری کرے اور حشمت
مین تواضع کرے اور جمال مین پارسائی تو حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنے دفتر مین اس کا نام خالصون مین لکھتا ہے خلیفہ
ہارون رشید نے قلم دوات منگوا کر یہ لکھ لیا حضرت سلیمان علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی مملکت مین صبح کو تونگرون کی
احوال پرسی کرتے پھر محتاجون کے ساتھ بیٹھتے اور فرماتے کہ ایک مسکین مسکینون کے ساتھ بیٹھا تواضع کے بیان مین چند
بزرگان دین کے اقوال یہ ہین حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ تواضع یہ ہے کہ تو باہر جائے اور جسے دیکھے
اسے اپنے سے افضل جانے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد کے دروازے پر پکارے
کہ اے لوگو تم مین جو سب سے بدتر ہے وہ باہر آئے تو مین سب سے پہلے باہر نکل آؤنگا میرے آگے کوئی شخص خوشی سے نہ ہوگا
حضرت ابن مبارک رحمہ اللہ تعالےٰ نے جب یہ قول سنا تو کہنے لگے کہ مالکؒ کی بزرگی اسی سے ہے ایک شخص حضرت شبلی
رحمہ اللہ تعالےٰ کے سامنے آیا حضرت شبلی نے اپنی عادت کے موافق اس سے پوچھا کہ ما انت یعنے تو کیا چیز ہے اسنے جواب دیا کہ
مین وہ نقطہ ہون جو حرف یا کے لگا یا ہو یعنی اُس سے اُتر کر کوئی چیز نہین حضرت شبلی نے فرمایا اَبَادَ اللّٰہِ شَاھِدَکَ
یعنی خدا تجھے تیرے سامنے سے اُٹھائے یعنی مقام عالی عطا فرمائے تو نے اپنے تئین اخیر جگہ پر رکھا ایک بزرگ نے امیر المؤمنین
حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خواب مین دیکھا عرض کی مجھے کچھ نصیحت فرمائیے فرمایا کہ ثواب آخرت کے واسطے فقیرون
کے سامنے امیر کی تواضع کیا اچھی چیز ہوتی ہے اور فضل خدا پر بھروسہ کر کے امیرون کے ساتھ فقیرون کا تکبر اس سے بھی بہتر ہے
حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مرد کریم جب پارسا ہوتا ہے تو فروتن ہو جاتا ہے اور کمینہ اور سفیہ جب
پارسا ہوتا ہے تو اسمین تکبر پیدا ہو جاتا ہے حضرت بایزید قدس سرہٗ کہتے ہین کہ بندہ جب تک کسی کو اپنے سے بدتر جانتا ہے
تب تک متکبر ہے حضرت جنید قدس سرہٗ نے ایک دن جمعہ کی مجلس وعظ مین کہا کہ اگر حدیث شریف مین یہ نہ آیا ہوتا کہ اخیر

ف بندہ جب تک اپنے سے کسی کو بدتر جانتا ہے تب تک متکبر ہے ۱۲

زمانہ مین قوم کا سردار وہ شخص ہوگا جو ان سب مین کمتر ہو تو مین مجلس مین تمھارے سامنے وعظ کہنا روا نہ رکھتا حضرت جنید قدس سرہٗ کہتے ہین کہ اہل توحید کے نزدیک تواضع تکبر ہے یعنی تواضع وہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اتارے جب اُتارنے کی حاجت ہوگی تو جب تک اُتارے گا تب تک آدمی نے اپنے تئین مرتبہ عالی پر رکھا ہوگا جب آندھی آتی یا بادل گرجتا تو حضرت عطاءؒ سلمی رحمہ اللہ تعالے حاملہ عورت کی طرح اپنا پیٹ پکڑے پکڑے پھرتے اور کہتے کہ یہ آفت جو خلق پر آیا چاہتی ہے سب میری شومی ہے کچھ لوگ حضرت سلمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس گئے جاکر فخر کرنے لگے انھون نے فرمایا کہ میری ابتدا تو نطفہ ہے اور انتہا ایک مردار پھر ترازو کے پاس لیجائین گے اگر میری نیکی کا پلہ بھاری ہوگا تو مین بزرگ ہون ورنہ ذلیل اور کمتر ہون **تکبر کی حقیقت اور آفت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ تکبر بُرا خلق ہے اور اخلاق دل کی صفت ہوتے ہین لیکن انکا اثر ظاہر مین پیدا ہوتا ہے اور تکبر کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے تئین اورون سے فائق اور بہتر جانے اور اس سبب سے خوش ہو ہو کر پھولے تو جو ہوا اسے پھلاتی ہے اسے تکبر کہتے ہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَعُوْذُ بِكَ مِنْ نَفْخَةِ الْكِبْرِ یعنے اے اللہ مین کبر کی ہوا سے تیری پناہ مانگتا ہون آدمی مین جب یہ ہوا بھرتی ہے تو لوگون کو اپنے سے کم جانتا ہے اور اپنا خادم جان کر انھین دیکھتا ہے بلکہ شاید اپنی خدمت کے لائق بھی نہ جانے اور کہے کہ بھلا تو بیچارہ کیا ہے جو میری خدمت کے لائق ہو جیسا کہ سلاطین ہر کسی کے واسطے نہین مانتے کہ انکی آستانہ بوسی کرے اور اپنے تئین انکی طرف اضافت کرکے بندہ لکھے گر بادشاہون کے واسطے مانتے ہین اور یہ نہایت درجے کا تکبر ہے خدا کی کبریائی سے بھی بڑھ گیا کیونکہ وہ سب کو بندگی اور سجود کے ساتھ قبول فرماتا ہے اور اگر تکبر مین اس درجے کو نہین پہونچتا تو چلنے اور بیٹھنے مین پیشی ڈھونڈھتا ہے اور تعظیم کا امیدوار رہتا ہے اور اس درجہ کو پہونچ جاتا ہے کہ اگر لوگ اسے نصیحت کرین تو نہ مانے اور اگر خود نصیحت کرتا ہے تو سختی سے کہتا ہے اور اگر اسکے تئین تعلیم کیجیے تو غصہ مین آتا ہے اور آدمیون کو اس طرح دیکھتا ہے جیسے بہائم کو دیکھتے ہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یارسول اللہ کبر کیا چیز ہے فرمایا تکبر یہ ہے کہ آدمی حق تعالےٰ کے آگے گردن نرم نہ رکھے اور لوگون کو چشم حقارت سے دیکھے اور یہ دونون خصلتین آدمی اور حق تعالےٰ کے درمیان مین بڑی آڑ ہین اس سے سب بُرے اخلاق پیدا ہوتے ہین اور نیک اخلاق سے آدمی باز رہتا ہے کیونکہ جس شخص پر اپنی خواجگی اور عزت اور بزرگی کا خیال غالب ہوا وہ جو چیز اپنے واسطے پسند کرتا ہے اور مسلمانون کے واسطے پسند نہ کرسکے گا یہ شرط ایمان نہین ہے اور کسی کے ساتھ فروتنی نہ کرسکے گا یہ متقیون کی صفت نہین ہے اور کینے اور حسد سے دست بردار نہ ہوسکے گا غصہ کو نہ روک سکے گا اور زبان کو غیبت سے نہ بچاسکے گا دل کو میل اور غبار سے پاک صاف نہ کرسکے گا اسواسطے کہ جو شخص اسکی تعظیم نہ کریگا اسکی طرف سے کچھ نہ کچھ اپنے دل مین لائے گا اور کم سے کم یہ ہے کہ تمام دن اپنے پیچھے اور اپنی خود پرستی مین اور اپنی بات بالا کرنے مین مشغول رہے گا اور فریب نفاق جھوٹ سے مستغنی نہ ہوگا تاکہ اپنا کام لوگون پر بالا رکھے اور حقیقت یہ ہے کہ آدمی کچھ بھی اسلام کی بو نہ سونگھے گا تاوقتیکہ اپنے تئین فراموش نہ کرے بلکہ دنیا کی راحت بھی نہ پائے ایک بزرگ نے کہا کہ اگر تو بہشت کی

خوشبو سونگھا چاہے تو اپنے تئین ہر فرد بشر سے گھٹ کر جان کہ بوے بہشت سونگھ لے حق سبحانہ تعالی اگر کسی کو بینائی عنایت کرے تاکہ دو متکبر جو باہم ملتے ہین انکے دل دیکھے تو وہ کسی گھورے مین وہ نجاست اور عفونت نہ دیکھے گا جو ان متکبرون کے دلون مین ہوتی ہے کیونکہ انکا باطن تو کتّون کی صورت ہوگیا ہوگا اور اپنے ظاہر کو عورتون کی طرح ایک دوسرے کے سامنے سنوار رہے ہین باہم پاس بیٹھنے سے مسلمانون کو جو انس ہوتا ہے وہ متکبرون کو ہرگز نہین ہوتا بلکہ اے عزیز تو جس شخص کو دیکھے گا تو راحت جب ہی پائے گا کہ تو اس شخص مین بالکل فنا ہوجائے اور ہمہ تن اسکی تعظیم ہوجائے تاکہ دوئی اٹھ جائے اور یگانگی پیدا ہوجائے وہی وہ رہے تو باقی نہ رہے یا وہ تجھ مین آجائے اور تو ہی تو باقی رہے وہ باقی نہ رہے یا دونون حق تعالے کی ذات مین فنا ہوجائین اور اپنی طرف التفات ہی نہ کرا اور کمال یہی ہے اور اس یگانگی سے کمال راحت ہوتی ہے غرضکہ جب تک دوئی رہے گی راحت محال ہے کیونکہ راحت یگانگی اور خدمت مین ہوتی ہے کبر کی حقیقت اور آفت یہی ہے **تکبّر کے درجون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ بعض تکبر بہت قبیح اور بد ہوتا ہے اور جسپر تکبّر ہوتا ہے اسکے تفاوت سے تکبر مین تفاوت پیدا ہوتا ہے اور تکبر یا خدا پر ہوتا ہے یا رسول پر یا بندون پر لیکن پہلا درجہ وہ تکبّر ہے جو خدا پر ہو جیسے نمرود و فرعون ابلیس کا تکبّر اور اُن کا تکبّر جنھون نے خدائی کا دعویٰ کیا اور بندگی سے ننگ و عار رکھی اور حق سبحانہ تعالے نے ارشاد فرمایا ہے لَنْ یَّسْتَنْکِفَ الْمَسِیْحُ اَنْ یَّکُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰہِ وَلَا الْمَلٰٓئِکَۃُ الْمُقَرَّبُوْنَ یعنے نہ عیسےٰ بندگی سے ننگ و عار رکھتے ہین نہ ملائکہ المقربین دوسرا درجہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر تکبر ہے جیسا کفار قریش نے کیا اور کہا کہ ہم اپنے ایسے آدمی کے سامنے سر نہ جھکائین گے خدا نے ہماری طرف فرشتہ کو رسول کر کے کیون نہ بھیجا اور مرد محتشم کو کس واسطے نہ بھیجا یتیم کو کیون بھیجا وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ یہ کفار دو گروہ تھے ایک گروہ کا تکبّر تو ان کا حجاب ہوگیا تھے کہ انھون نے خود تفکر نہ کیا اور نبوت کو پہچانا ہی نہین جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ یعنی مین متکبّرون کو راہ نہین دیتا ہون تاکہ وہ آیات حق دیکھین اور ایک گروہ جانتا تھا اور انکار کرتا تھا کبر کے سبب سے اقرار کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا جیسا کہ حق تعالے ارشاد فرماتا ہے وَجَحَدُوْا بِھَا وَاسْتَیْقَنَتْھَآ اَنْفُسُھُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اور بندون پر تکبّر کرے اور انھین چشم حقارت سے دیکھے اور حق بات نہ مانے اور اپنے تئین ان سے بہتر سمجھے اور بزرگ جانے اور یہ اگرچہ ان دونون درجون سے کم ہے لیکن پھر بھی دو سبب سے بُرا ہے ایک تو یہ کہ بزرگی خدا ہی کی صفت ہے بندہ ضعیف و عاجز جسکے اختیار مین اپنا کوئی کام نہین اسے کہان سے بزرگی کا دعوے پہونچے گا تاکہ اپنے تئین سمجھے کہ مین کچھ ہون اور آدمی جب اپنے تئین بزرگ جانے گا تو خدا کی صفت مین اسکے ساتھ منازعت اور دعویداری ہوگی اُس متکبّر کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی غلام بادشاہ کا تاج

ۓ اور کہا انھون نے کیون نہ اتارا گیا یہ قرآن اوپر کسی مرد بزرگ کے ان دو گاؤن والون مین سے یعنے مکہ اور طائف ۱۲ ۲ۓ اور سبھون نے آیات خدا کا انکار کیا ظلم اور بڑائی کی وجہ سے حالانکہ ان کے نفسون کو اس کا یقین تھا ۱۲

اپنے سر پر رکھ کر تخت سلطنت پر بیٹھے اے عزیز دیکھ تو کہ غلام بادشاہ کے غیظ و غضب کا کیسا مستحق ہوگا اسی واسطے حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے یعنی حدیث قدسی مین آیا ہے اَلْعَظَمَةُ اِزَارِیْ وَالْکِبْرِیَاءُ رِدَائِیْ فَمَنْ نَازَعَنِیْ فِیْهِمَا قَصَمْتُهٗ یعنے عظمت اور کبریائی میری خاص صفت ہے جو شخص ان دونون صفتون مین میرے ساتھ منازعت کرتا ہے مین اُسے ہلاک کر دیتا ہون چونکہ خالق کے سوا اور کسی کو بندون پر تکبر کرنا نہین پہونچتا ہے تو جو شخص بندون پر تکبر کرے گا اس نے خالق کے ساتھ منازعت کی جیسے کوئی شخص بادشاہ کے خاص غلامون کو ایسے کام کا حکم کرے جو بادشاہ کے سوا اور کسی کو لائق نہ ہو دوسرا سبب یہ ہے کہ تکبّر اورون کی حق بات قبول کرنے سے آدمی کو باز رکھتا ہے حتےٰ کہ جو لوگ متکبّر ہوتے ہین وہ دین کے مسائل مین جھگڑا کرتے ہین تو جب حق بات کسی کی زبان سے نکلتی ہے تکبّر دوسرے سے انکار کروا تا ہے قبول نہین کرنے دیتا اور حق سے انکار کرنا کافرون اور منافقون کی عادت ہے جیسا حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ کفار کا مقولہ قرآن مین آیا ہے لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِیْهِ لَعَلَّکُمْ تَغْلِبُوْنَ[1] اور جیسا ارشاد ہوا وَاِذَا قِیْلَ لَهُ اتَّقِ اللّٰهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ یعنے جب اُس سے کہتے ہین کہ خدا سے ڈر تو اپنے تئین بڑا جاننا اور عزت دار سمجھنا اس سے گناہ پر اصرار کراتا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ یہ بڑا گناہ ہے کہ جب کسی سے کہین کہ خدا سے ڈر اور وہ کہے کہ تجھے اپنے کام سے کام ہے ایک دن جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا کہ داہنے ہاتھ سے کھا اس نے کہا مین نہین کھا سکتا آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ تکبّر سے کہتا ہے فرمایا کہ تو داہنے ہاتھ سے نہین کھا سکتا بس اسکا ہاتھ پھر ہل ہی نہ سکا اے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ نے ابلیس کا قصہ جو قرآن شریف مین فرمایا ہے فقط کہانی کے طور پر نہین فرمایا ہے بلکہ اسواسطے ارشاد کیا ہے کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ تکبّر کی آفت کہان تک پہونچتی ہے کیونکہ ابلیس نے تکبّر ہی کے سبب سے کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ[2] اور تکبّر نے اسے اس درجہ پر پہونچا دیا کہ اس نے حکم الٰہی کی تعمیل نہ کی اور سجدہ نہ کیا اور ملعون ابدی ہو گیا **تکبّر کے اسباب اور علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو کوئی تکبّر کرتا ہے اسی سبب سے کرتا ہے کہ اپنے مین ایسی صفت کمال جانتا ہے کہ اورون مین گویا وہ نہین ہے اور وہ سات سبب ہین **پہلا سبب علم** مین تکبّر ہے کہ عالم جب اپنے تئین کمال علم سے آراستہ دیکھتا ہے تو اورون کو اپنے بہ نسبت بہائم جانتا ہے یہ تکبّر اس پر غالب ہو جاتا ہے اس کا اثر یہ ہے کہ لوگون سے کام خدمت اور مراعات اور تعظیم اور تقدیم کی امید رکھتا ہے اگر وہ نہین کرتے تو تعجب کرتا ہے اور اگر وہ لوگونکی طرف دیکھتا ہے یا کہین دعوت مین جاتا ہے تو احسان جتاتا ہے اور عاقبت کے کامون مین خدا کے نزدیک اپنے تئین ان سے بہتر جانتا ہے اپنی نجات کی قوی امید رکھتا ہے اور ان لوگون کے حق مین بہت ڈرتا ہے اور کہتا ہے کہ سب میری دعا اور نصیحت کے محتاج ہین میرے طفیل مین دوزخ سے نجات پائین گے اسی واسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] نہ سنو تم قرآن کو اور بیہودہ باتین بکو تم اس کے سننے مین شاید کہ غالب ہو جاؤ تم ۱۲ [2] مین بہتر ہون آدم سے کہ پیدا کیا ہے تو نے مجھے آگ سے اور پیدا کیا ہے تو نے اُسے مٹی سے ۱۲۔

نے فرمایا آفۃُ العِلمِ الخُیَلاءُ یعنے اپنے تئین بڑا جاننا علم کی آفت ہے اور حقیقت مین ایسے عالم کو عالم کہنے سے جاہل کہنا اولے تر ہے کیونکہ حقیقت مین عالم وہ شخص ہے جو خطر آخرت کو معلوم کرے اور صراط مستقیم کی باریکی کو پہچانے اور جنے اسے پہچانا وہ ہمیشہ اپنے تئین اس سے دور اور مقصر جانتا ہے اور اپنے انجام کے خطر سے اور اس بات کے خوف سے کہ علم اسکے اوپر حجت اور دلیل ہوگا تکبر مین مشغول نہین ہوتا جیسا کہ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ جتنا علم بڑھتا ہے درد و مصیبت بھی بڑھتی ہے لیکن علم سیکھنے سے لوگون کا تکبر جو بڑھ جاتا ہے اس کے دو سبب ہین ایک تو یہ کہ علم حقیقی جو علم دین ہے اُسے نہین سیکھتے اور یہ ایسا علم ہے کہ اسکے سبب سے آدمی اپنے تئین اور راہ دین اور راہ حق کی گھاٹیون کو اور عاقبت کے خطر کو اور حق تعالے سے جو حجاب اور آڑ ہے اسکو پہچانتا ہے اور اسکے سبب سے درد اور شکستگی زیادہ ہوتی ہے تکبر نہین زیادہ ہوتا لیکن آدمی جب طب اور حساب اور نجوم اور لغت اور مناظرہ کا علم سیکھتا ہے تو اس سے تکبر ہی بڑھتا ہے قریب ترین علم علم فتاوی ہے اور دنیا مین خلق کی اصلاح کا علم ہے تو وہ علم دنیا ہے اگرچہ دین کو اسکی احتیاج ہے اس سے خوف نہین پیدا ہوتا بلکہ اگر فقط علم فتاوے پر آدمی اٹک جائے اور دوسرے علمون یعنی علم سلوک و تصوف کو ترک کردے تو دل تاریک اور تکبر زیادہ ہو جاتا ہے مصرع شنیدہ کے بود مانند دیدہ ؛ اے عزیز علماء ظاہر کو دیکھ لے کہ انکا کیا حال ہے اسیطرح طیارات واعظین کا علم اور انکی مسجع اور بے فائدہ باتین اور ان باتون کی تلاش جن کے سبب سے خلق سے نعرہ زنی کرواتے ہین اور وہ نکتے جن کے سبب سے مذہبون مین تعصب کرتے ہین تاکہ عوام سمجھین کہ یہ باتین دین کی راہ ہین یہ سب امور کبر و حسد اور عداوت کا تخم دلمین بوتے ہین انکے سبب سے درد اور شکستگی نہین بڑھتی بلکہ تکبر اور نخوت بڑھتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ شاید کوئی شخص علم نافع پڑھے مثلاً تفسیر و حدیث اور اگلے بزرگون کے احوال اور اس قسم کے علوم جو اس کتاب مین اور احیاء العلوم مین ہم نے بیان کیے اور پھر بھی متکبر رہے تو اسکا سبب یہ ہے کہ دراصل اسکا باطن خبیث ہے اور اخلاق بد رکھتا ہے اور پڑھنے سے بیان ہی کرنا اسے مقصود ہوتا ہے کہ اسکے سبب بڑائی حاصل ہو اسے برتنا اور اسپر عمل کرنا مقصود نہین ہوتا تو جب علم اسکے باطن مین جاتا ہے اسکے باطن ہی کی صفت پر ہو جاتا ہے جیسے تنقیہ کے پہلے دوا جو معدہ مین جاتی ہے معدہ کے خلط کی صفت پر ہو جاتی ہے اور جیسے پانی کہ آسمان سے ایک ہی صفت پر صاف اور شفاف برستا ہے اور جس نبات مین پہونچتا ہے اسی کی صفت کو بڑھاتا ہے اگر وہ کڑوی ہے تو کڑواہٹ بڑھ جاتی ہے اور اگر میٹھی ہے تو مٹھائی زیادہ ہو جاتی ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ لوگ قرآن پڑھتے ہین اور ان کے خلق سے تجاوز نہین کرتا اور کہتے ہین کہ کون ایسا ہے جو ہماری طرح قرآن پڑھے اور جو کچھ ہم جانتے ہین وہ کون جانتا ہے یہ فرما کر آپ نے اصحابؓ کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ یہ لوگ تم ہی مین سے ہین یعنے میری امت ہین اور سب دوزخی ہین امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو تم متکبر علما مین سے نہ ہو جاؤ کہ اُس وقت تمہارا علم تمہارے جہل کو وفا نہ کرے گا اور حق تعالے نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو تواضع کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا

ف ایسے عالم کو جاہل کہنا بہتر ہے ف جتنا علم بڑھتا ہے درد و مصیبت بھی بڑھتی ہے

ف علم حاصل کرکے تکبر زیادہ ہونیکے دو سبب ہین ایک تو یہ کہ علم حقیقی نہین حاصل کرتے

ف آدمی فقط علم فتاوی مین اٹک رہے اور سلوک و تصوف کو ترک کرے تو سیاہ دل اور متکبر ہو جاتا ہے

ف عالم کے متکبر ہونے کا دوسرا سبب

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اسی سبب سے صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین تکبر سے اپنے اوپر ہراسان رہتے تھے حتیٰ کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک بار امامت کی پھر کہا کہ دوسرا امام ڈھونڈھو کیونکہ میرے دل مین آتا ہے کہ مین تم سے بہتر ہون جب یہ حضرات تکبر کے خیال سے نہ چھوٹے تو اور لوگ کیونکر چھوٹ سکین گے اور ایسا عالم اس زمانہ مین کہان پائین گے بلکہ ایسا عالم کبھی نادر رہے جو اس صفت کو جانے کہ مذموم ہے اس سے حذر کرنا چاہیے کیونکہ اکثر علما خود اس سے غافل رہتے ہین اور اپنے تکبر پر فخر کرتے ہین کہ مین فلانے آدمی کو کسی لائق نہین جانتا ہون اس کی حقیقت نہین سمجھتا بلکہ اس کی طرف دیکھتا بھی نہین اور ایسی تکبر کی باتین بکتے ہین تو اگر کسی عالم کو اس بات کی آگاہی حاصل ہو تو اسکو نہایت عزیز جاننا چاہیے اس کی زیارت بھی عبادت ہے اسکے واسطے سبکو چھوڑ دینا چاہیے اور اگر حدیث شریف مین یہ نہ آیا ہوتا کہ ایک زمانہ آئیگا اس زمانہ مین جو شخص تمہارے اعمال کا دسوان حصہ بھی عمل کریگا وہ نجات پائیگا تو نا امید ہو جانیکا خوف تھا لیکن اُس زمانہ مین تھوڑا نیک عمل بھی بہت ہے کیونکہ دین مین کوئی یار مددگار نہ رہا اور حقائق دین مندرس ہو گئے اور جو شخص یہ راہ چلتا ہے وہ اکثر تنہا ہی ہوتا ہے یار نہین رکھتا اسکا رنج دونا ہوتا ہے تو ناچار تھوڑے ہی پر قناعت کرتا ہے دوسرا سبب زہد اور عبادت مین تکبر ہے کیونکہ عابد زاہد صوفی پارسا تکبر سے خالی ہی نہین ہوتے حتیٰ کہ جانتے ہین کہ ہماری خدمت اور زیارت کرنا اورون کے حق مین بہتر ہے گویا کہ اپنی عبادت کے سبب سے لوگون پر احسان رکھتے ہین اور شاید یہ بھی جانتے ہون کہ اور لوگ تباہ ہونے والے ہین مغفور اور رستگار ہم ہی ہین اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص انھین ستائے اور اتفاقاً اسے کوئی آفت پہونچ جائے تو کہتے ہین کہ دیکھو یہ ہماری کرامت ہے کہ ہمارے ساتھ جو بے ادبی کی یہ اسی کا نتیجہ ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کہے کہ لوگ ہلاک ہوے وہ خود ہلاک ہوگا یعنی اپنے لوگون کو چشم حقارت سے دیکھا اور فرمایا ہے کہ بڑا گناہ ہے کہ کوئی کسی مسلمان بھائی کو حقیر جانے اس حقیر جاننے والے مین اور اس شخص مین بڑا فرق ہے جو مسلمان بھائی سے برکت لے اور اُسے اپنے سے بہتر جانے اور خدا کے واسطے اسے دوست رکھے اور اس بات کا خوف ہے کہ حق تعالےٰ اس عابد کا درجہ ان لوگون کو دیدے اور عبادت کی برکت سے اُسے محروم رکھے **حکایت** بنی اسرائیل مین ایک مرد تھا کہ اس سے زیادہ کوئی عابد نہ تھا اور ایک شخص تھا کہ اُس سے زیادہ کوئی فاسق نہ تھا وہ عابد بیٹھا تھا بدلی کے ایک ٹکڑے نے اسکے سر پر سایہ کر لیا فاسق نے اپنے جی مین کہا کہ مین بھی جاکر اس عابد کے پاس بیٹھون شاید حق تعالےٰ اسکی برکت سے میرے اوپر رحمت کرے جب اُس کے پاس جاکر بیٹھا تو عابد نے کہا یہ کون ہے جو میرے برابر بیٹھا ہے یہ بڑا ہی نابکار ہے اُٹھ چلدے فاسق بیچارہ اٹھا اور چل نکلا وہ ابر بھی اُسکے ساتھ روانہ ہو گیا اس زمانہ مین جو رسول تھے اُن پر وحی آئی کہ اس فاسق اور عابد دونون سے کہدو کہ نئے سر سے عمل کرین کیونکہ جو کچھ فاسق نے گناہ کیے تھے وہ اُسکے نیک ایمان کے سبب سے ہم نے بخشدیے اور عابد نے جو عبادت کی تھی وہ اسکے تکبر کے سبب سے ہم نے چھین لی ایک شخص نے ایک عابد کی گردن پر پاؤن رکھا عابد نے کہا کہ اپنا پاؤن اُٹھا ورنہ قسم خدا کی خدا تجھ پر رحمت نہ کریگا اُس زمانہ کے رسول پر وحی آئی کہ فلانے عابد سے کہدو کہ اے شخص تو میرے اوپر قسم کھا کر تحکم کرتا ہے کہ مین اُسے نہ بخشونگا بلکہ مین تجھ ہی کو نہ بخشونگا اور اکثر یہ ہوتا ہے کہ جو کوئی کسی عابد کو ستاتا ہے تو عابد جانتا ہے کہ حق تعالےٰ اس ستانے والے پر رحمت

نہ کرے گا اور شاید کہہ بیٹھے کہ یہ ستانے والا بہت جلدی اس گستاخی کی سزا پائیگا اور اگر کوئی آفت اسے پہونچتی ہے تو عابد کہتا ہے کہ تم نے دیکھا اسپر کیا گزری یعنی یہ میری کرامت ہے اور یہ احمق نہین جانتا کہ اکثر کافرون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو ستایا اور حق تعالے نے ان سے انتقام نہ لیا اور بعضون کو دولت اسلام نصیب کی تو معاذ اللہ یہ بیوقوف جانتا ہے کہ مین رسول مقبول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے زیادہ بزرگ ہون کہ حقتعالیٰ میرے سبب سے انتقام کریگا اور جاہل عابد ایسے ہوتے ہین اور زیرک ایسے ہوتے ہین کہ خلق پر جو کچھ آفت آتی ہے تو جانتے ہین کہ یہ ہماری شومی نفاق اور ہماری ہی تقصیر کے سبب سے آئی جیسے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے باوصف اس صدق اور اخلاص کے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ مجھ مین نفاق کی کیا علامت پاتے ہو تو مسلمان پرہیزگاری کرتا ہے اور ڈرتا ہے اور احمق عابد ظاہر مین تو عمل کرتا ہے اور دلکو تکبر اور پندار کی نجاست مین آلودہ رکھتا ہے اور اس سے ڈرتا نہین اور حقیقت مین جسنے یقین کر لیا کہ مین دوسرے سے بہتر ہون اسنے اپنی عبادت کو اس نادانی کی وجہ سے ضائع کیا کیونکہ جہل سے بڑھکر کوئی گناہ نہین ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک دن کسی شخص کی تعریف کرتے تھے اتفاقاً وہ بھی وہان آپڑا اصحابہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہم جس مرد کی تعریف کرتے تھے وہ یہی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا کہ مین اسمین نفاق کی علامت پاتا ہون سب تعجب مین رہے جب وہ شخص رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیا تو آپ نے فرمایا کہ تجھے قسم ہے خدا کی سچ کہہ کہ کبھی تیرے خیال مین آتا ہے کہ اس قوم مین تجھسے بہتر کوئی نہین اس نے عرض کی کہ یارسول اللہ ہان آتا ہے تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے اس خبث کو اسکے باطن مین دیکھا اور اسکو نفاق کہا عالمون اور عابدون کے واسطے تکبر بڑی آفت ہے یہ لوگ اس بات مین تین درجے کے ہین پہلا درجہ وہ شخص ہے جو اپنے دل کو اس سے پاک نہ کر سکے مگر کوشش اور تکلف کر کے فروتنی کرتا ہے اور اس شخص کے ایسے فعل کرتا ہے جو اورون کو اپنے سے بہتر جانتا ہے حتی کہ کسی طرح اسکے قول و فعل سے تکبر ظاہر نہین ہوتا یہ شخص تکبر کا درخت اپنے باطن سے نہ اُکھاڑ سکے گا لیکن اسکی شاخین بالکل کاٹ ڈالے دوسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی زبان کو نگاہ رکھے تاکہ اظہار کبر نہ کرے اور کہے کہ مین اپنے تئین سب سے کمتر جانتا ہون لیکن اسکے معاملات اور افعال مین ایسی باتین ظاہر ہون جو اس کے تکبر باطنی کی علامت ہون مثلاً جہان کہین جاتا ہے تو مقام صدر ڈھونڈھتا ہے اور آگے آگے چلتا ہے اور جو عالم ہو تو ایک ہی طرف اپنا سر رکھتا ہے جیسے لوگون سے ننگ و عار رکھتا ہے اور اگر عابد ہو تو تیوری چڑھائے رہتا ہے گویا لوگون پر غصّہ مین ہے یہ دونون احمق یہ نہین جانتے کہ علم و عمل نہ سر پھیرنے مین ہے نہ ترشروئی مین بلکہ دل مین ہے اور ظاہر مین تواضع اور شفقت اور کشادہ روئی سب اسکا نور ہے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم تمام خلق سے زیادہ عالم اور متقی تھے اور آپ سے زیادہ کوئی فروتن اور کشادہ رو نہ تھا آپ کسی کی طرف بے مسکرائے ہوے اور کشادہ پیشانی کیے ہوے نہ دیکھتے تھے حق تعالےٰ نے آپ سے خطاب فرمایا وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اور فرمایا فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم خدا کی رحمتون مین سے یہ بھی

له اور جھکائیے اپنے بازو اسے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ان مسلمانون کے لیے جو آپ کے پیرو اور تابع ہین ۱۲

ف عالمون اور عابدون کے واسطے تکبر بڑی آفت ہے ۱۲

تم پر ایک رحمت تھی کہ تم سبھون کے ساتھ کشادہ رو اور نرم دل اور مہربان رہے کہ وہ تم سے نفور اور کنارہ کش نہ ہوئے تیسرا درجہ یہ ہے کہ زبان سے تکبر اظہار کرکے فخر اور خودستائی کرتا ہے اور حال اور کرامت کا مدعی ہوتا ہے عابد تو کہتا ہے کہ فلانا شخص کیا بیچارہ ہے اور اسکی عبادت کیا ہے مین صائم الدہر قائم اللیل ہون روز ختم قرآن کرتا ہون جو میرے درپے ہوتا ہے وہ ہلاک ہی ہو جاتا ہے فلانے آدمی نے مجھے ستایا تھا جو کچھ اسے دیکھنا تھا دیکھا اسکا مال اور اولاد سب غارت ہوگئی اور شاید لڑائی جھگڑا بھی کرے حتیٰ کہ اگر کچھ لوگ تہجد کی نماز پڑھتے ہون تو وہ ان سے بہت زیادہ پڑھے تاکہ وہ عاجز ہون اور اگر روزہ رکھتے ہون تو وہ مدت تک بھوکا بیٹھا رہے اور عالم ہے تو یہ کہتا ہے کہ مین اتنا علم جانتا ہون فلانا شخص کیا جانے وہ تو وہ اس کا استاد کیا تھا اور مناظرہ مین مخالف کو زیر کرنے کے واسطے کوشش کرتا ہے اگرچہ خود بالکل باطل ہی پر ہو اور رات دن اسی فکر مین رہتا ہے کہ کوئی عبارت اور سجع اور نادر بات یاد کرے تاکہ محفلون مین کہے اور اسمین لوگون پر سبقت کرے اور کبھی عجیب غریب لغت اور حدیث شریف کے الفاظ حفظ کرتا ہے تاکہ اورون کے سامنے اپنا کمال اور انکا نقصان ظاہر کرے ایسا عابد اور عالم کون ہے جو ان باتون سے خالی ہے یہ باتین تھوڑی بہت سب مین ہین پس جب یہ دیکھے سنے گا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکے دل مین ایک حبّے کے برابر تکبر ہے اسپر جنت حرام ہے تو اسے خوف اور درد زیادہ ہوگا اور تکبر نہ کریگا اور سمجھ لیگا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندے اگر تو اپنے نزدیک بیقدر رہے تو میرے نزدیک تیری قدر ہے اور اگر تو خود اپنی کچھ قدر جانتا ہے تو میرے نزدیک بیقدر رہے اور جو کوئی حقائق دین مین سے اتنا بھی نہ سمجھے اسے عالم کہنے سے جاہل کہنا اولیٰ تر ہے تیسرا سبب نسب کی وجہ سے تکبر ہے حتیٰ کہ جو لوگ علوی ہوتے ہین یا خواجہ زادے ہوتے ہین وہ جانتے ہین کہ سب لوگ انکے چیلے اور غلام ہین اگرچہ پارسا اور عالم ہون مگر یہ تکبر انکے باطن مین رہتا ہے گو کہ اظہار نہ کرین ان لوگون کو اگر غصہ آتا ہے تو آپے سے باہر ہو جاتے ہین اور غصہ قول و فعل سے ظاہر ہو جاتا ہے دوسرے سے کہنے لگتے ہین کہ تیری کیا حقیقت ہے جو میرے ساتھ بات کرے تو اپنی اصالت نہین پہچانتا اور ایسی باتین کہتے ہین حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین نے ایک شخص سے جھگڑا کیا اور کہا یا ابن السودا یعنی او حبشی کے بچے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوذرؓ آپے سے باہر نہ ہو کیونکہ کوئی گورے آدمی کا بچہ کالے آدمی کے بچے پر فضیلت نہین رکھتا حضرت ابوذرؓ کہتے ہین کہ مین لیٹ گیا اور اس شخص سے کہا کہ تو اپنا پاؤن میرے منھ پر رکھ اے عزیز دیکھ تو کہ جب انھین معلوم ہوا کہ یہ کلمہ تکبر کا ہے تو کیا فروتنی کی تاکہ اس سے تکبر ٹوٹ جائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو آدمی آپس مین تفاخر کرتے تھے ایک نے کہا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون تو کون ہے پس رسول مقبول صلعم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بھی دو آدمیون نے فخر کیا تھا ایک نے کہا تھا کہ مین فلان ابن فلان کا بیٹا ہون اور بزرگون کی نو پشتین گن دی تھین حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اس سے کہدو کہ وہ نو تو دوزخ مین ہین اور تو ان کا دسوان ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ دوزخ مین کوئلہ ہوگئے ہین ان پر بھی فخر کرنے سے دست بردار ہو ورنہ حق تعالےٰ کے نزدیک کوزہ سے بھی بدتر ہو جاؤگے کہ وہ آدمی کی نجاست سونگھتا ہے اور چکھتا ہے چوتھا سبب

حسن وجمال کے سبب تکبر ہوتا ہے یہ عورتون مین اکثر ہوا کرتا ہے جیسا کہ حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایک عورت کو فرمایا کہ کوتاہ قد ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے اُنکو فرمایا کہ تم نے غیبت کی اور یہ اپنے قد پر تکبر ہے کیونکہ اگر وہ خود کوتاہ قد ہوتین تو یہ کلمہ نہ فرماتین پانچوان سبب تونگری کے باعث سے تکبر ہوتا ہے کہ آدمی یون کہتا ہے کہ میرا مال اور میری دولت ایسی ہے اور تو ٹکڑگدا اور مفلس ہے مین اگر چاہون تو تیرے ایسے کتنے غلام مول لے لون اور ایسی باتین کہتا ہے اور سورۂ کہف مین دو بھائیون کا قصہ جو ہے ایک نے کہا اَنَا اَکْثَرُ مِنْکَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا وہ اسی قبیل سے ہے چھٹا سبب قوت کے سبب سے ضعیفون پر تکبر ہوتا ہے ساتوان سبب تابعین اور شاگردون اور غلامون اور نوکرون اور مریدون کے سبب تکبر ہوتا ہے غرضکہ جس چیز کو آدمی نعمت سمجھتا ہے اسکے سبب سے فخر کرتا ہے اگرچہ وہ نعمت نہ ہو حتی کہ مخنث بھی اسباب مخنثی کے سبب سے اور مخنثون پر فخر کرتا ہے تکبر کے اسباب یہی ہین اور تکبر ظاہر ہونے کا سبب یا عداوت اور حسد ہوتا ہے کیونکہ آدمی جب کسی کو دشمن رکھتا ہے تو چاہتا ہے کہ اسپر تکبر اور فخر کرے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ریا تکبر کا سبب ہو کہ آدمی لوگون کے سامنے تکبر کرے تاکہ لوگ اسے تعظیم سے دیکھین حتی کہ کوئی شخص کسی سے مناظرہ کرے کہ جانتا ہے کہ طرف ثانی بڑا فاضل ہے اور اپنے دل مین متواضع رہے فقط ظاہر مین تکبر کرے تاکہ لوگ طرف ثانی کو افضل نہ جانین اے عزیز اب جو تو تکبر کے اسباب جان چکا تو اسکا علاج پہچاننا چاہیے **تکبر کے علاج کا بیان**

اے عزیز جان تو کہ جو بیماری ایک حبہ کی قدر ہو خواہ سعادت بند کردے اور بہشت سے محجوب رکھے اُسکا علاج فرض عین ہے اور اس بیماری سے کوئی شخص خالی نہین ہے اسکا علاج دو قسم پر ہے ایک مجمل ایک مفصل مجمل علاج علم وعمل کی معجون سے مرکب ہے علاج علمی یہ ہے کہ آدمی حق سبحانہ تعالےٰ کو پہچانے تاکہ معلوم ہو جائے کہ کبریائی اور عظمت اسکے سوا اور کسی کو سزاوار نہین اور اپنے تئین پہچانے تاکہ معلوم کرے کہ مجھ سے زیادہ حقیر اور ذلیل وخوار اور کمتر کوئی نہین اور یہ مسہل ہے کہ بیماری کی جڑ اور مادہ کو باطن سے قطع کرتا ہے اگر کوئی شخص تمام علاج جاننا چاہے اسے قرآن شریف کی ایک آیت کافی ہے اسے جان لے وہ آیت یہ ہے قُتِلَ الْاِنْسَانُ مَآ اَکْفَرَہٗ ۝ مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ ۝ مِنْ نُّطْفَةٍ ؕ خَلَقَہٗ فَقَدَّرَہٗ ۝ ثُمَّ السَّبِیْلَ یَسَّرَہٗ ۝ ثُمَّ اَمَاتَہٗ فَاَقْبَرَہٗ ۝ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَہٗ ۝ حق سبحانہ تعالےٰ نے آدمی کو اپنی قدرت پہچوائی اور اس کے اول اور آخر اور درمیان کا کام اس سے بیان کردیا اول کا کام تو یہ ہے کہ فرمایا مِنْ اَیِّ شَیْءٍ خَلَقَہٗ تو آدمی کو چاہیے کہ یہ بات جان لے کہ کوئی چیز نیست سے زیادہ ناچیز نہین ہوتی اور آدمی نیست تھا کیونکہ اس کا نام ونشان کچھ بھی نہ تھا اور ازل سے پیدا ہونیکے وقت تک عدم کے پردے مین چھپا تھا جیسا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ یَکُنْ شَیْـًٔا مَّذْکُوْرًا حق تعالےٰ نے خاک کو پیدا کیا کہ اس سے زیادہ کوئی چیز ذلیل نہین اور نطفہ اور علقہ کو پیدا کیا کہ وہ ذرا سا پانی اور خون ہے اور

تکبر کا علاج فرض عین ہے

---

۵۱ مین بہت زیادہ ہون تجھ سے از روئے مال کے اور بہت عزت دار ہون باعتبار ذات کے ۱۲ ۵۲ انسان ہلاک ہو جیو کس قدر ناشکرا ہے کس چیز سے پیدا کیا ہے اس کو نطفے سے پیدا کیا ہے اس کو پیدا کیا اس کو پھر اندازہ کیا اس کو پھر راہ آسان کی اس کی پھر مارا اس کو پھر گاڑا اس کو پھر جب چاہے جلا اُٹھائے گا اُسکو ۱۲ شاہ رفیع الدین ۵۳ ہر آئینہ آئی ہے آدمی پر ایک مدت زمانہ مین سے کہ نہ تھا وہ کوئی چیز ذکر کی گئی ۱۲

اس سے زیادہ کوئی چیز پلید نہین اور آدمی کو اس نیست سے ہست کیا اور اسکی اصل ناچیز مٹی اور گندے پانی اور پلید خون سے بنائی اسکے بعد آدمی پارۂ گوشت تھا اسمین سماعت بصارت گویائی قوت حرکت کچھ نہ تھی بلکہ ایک جماد تھا کہ اپنی بھی کچھ خبر نہ رکھتا تھا تو اور چیز کا کیا ذکر پھر حق تعالےٰ نے اسمین سماعت بصارت ذوق گویائی قوت قدرت ہاتھ پاؤن آنکھ اور سب اعضا پیدا کیے چنانچہ وہ دیکھتا ہے کہ ان چیزون مین سے کوئی چیز نہ تو خاک مین تھی نہ نطفہ مین نہ خون مین اور اسمین اتنی عجائب غرائب چیزین پیدا کین تاکہ انکے سبب سے خالق کی بزرگی اور بڑائی پہچانے نہ یہ کہ ان کے سبب سے تکبر کرے کیونکہ اسنے کچھ اپنی کوشش سے یہ چیزین نہین حاصل کی ہین کہ اسکے سبب سے تکبر کرے جیسا کہ حق تعالےٰ نے ارشاد کیا وَمِنْ اٰیَاتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ [ل] آدمی کا پہلا کام تو یہ ہے اَے عزیز دیکھ تو کہ اسے اب تکبر کی جگہ ہے یا اپنے سے ننگ وعار رکھنے کی اور اسکے درمیان کے کام یہ ہین کہ حق تعالیٰ اسے اس عالم مین لایا اور ایک مدت تک رکھا اور یہ قوتین اور اعضا اسے عنایت کیے اگر حق تعالےٰ اسکے کام اسی کے اختیار مین دیتا اور اسے بے پروا کرتا تو ممکن تھا کہ غلطی مین پڑکر سمجھتا کہ مین کچھ ہون بلکہ بھوک پیاس بیماری جاڑا گرمی درد رنج دو لاکھ مختلف بلائین اسکے سر پر لگا رکھی ہین تاکہ کسی ساعت اپنی طرف سے امین نہ ہو کیونکہ شاید مرجائے یا اندھا یا بہرا یا دیوانہ یا بیمار یا درماندہ ہو جائے یا بھوک پیاس کے مارے مرجائے اور حق سبحانہ تعالےٰ نے اسکی منفعت کڑوی دواؤن مین رکھی تاکہ اگر وہ فائدہ چاہتا ہے تو سردست رنج اُٹھائے اور اسکا زیان اچھی چیزون مین رکھا تاکہ اگر فی الحال لذت پائے تو پھر اسکا رنج اُٹھائے اسکے کامون مین سے کوئی کام اسکے ہاتھ مین نہین دیا حتی کہ جو کچھ وہ چاہتا ہے کہ جانون اُسے نہین جانتا ہے اور جو کچھ چاہتا ہے کہ بھول جاؤن اسے نہین بھول سکتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ نہ خیال کرون وہ اسکے دل پر غلبہ کرتی ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے کہ خیال کرون اس سے دل بھاگتا ہے اور باوصف ان عجائب صنعتون اور جمال اور کمال کے جو اسکے واسطے پیدا کیا اسے ایسا عاجز کردیا کہ اس سے زیادہ بدبخت اور رکتر اور عاجز کوئی چیز نہین اور اسکا اخیر کام یہ ہے کہ مرجائیگا نہ سماعت رہے گی نہ بصارت نہ قوت نہ جمال نہ بدن نہ اعضا بلکہ ایسا مردار گندہ اور متعفن ہو جائیگا کہ سب لوگ اس سے اپنی ناک بند کرین گے اور کیڑے مکوڑون اور حشرات الارض کے پیٹ مین نجاست ہو جائیگا پھر آخر کو دوبارہ خاک ہوکر ذلیل وخوار ہوگا اور اسی طرح خاک ہی رہتا تو بھی فائدہ اُٹھاتا کہ چارپایون کے برابر رہتا وہ تو یہ دولت بھی نہ پائیگا بلکہ اسے حشر کرین گے اور ہیبت کے مقام مین رکھین گے حتیٰ کہ آسمانون کو پھٹا ہوا دیکھے گا اور ستارون کو گرا ہوا اور آفتاب اور ماہتاب کو بے نور اور پہاڑون کو دھنکی ہوئی روئی کی طرح پراگندہ اور زمین کو بدلی ہوئی اور دیکھے گا کہ دوزخ کے فرشتے کمند ڈال رہے ہین اور دوزخ گرج رہی ہے اور فرشتے ایک ایک کے ہاتھ مین اعمالنامہ دے رہے ہین حتی کہ جو کچھ تمام عمر مین فضیحتیان اور رسوائیان کی ہین سب آدمی اسے دیکھتے ہین اور ایک ایک پڑھتے ہین اور رام ہوتے ہین فرشتے اس سے کہتے ہین آ جواب دے کہ تو نے کیون کیا کیون کھایا کیون بیٹھا کیون اُٹھا کیون دیکھا کیون خیال کیا اور معاذ اللہ اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکے گا تو اسے دوزخ مین ڈالدینگے اسوقت وہ کہیگا کہ کاش مین سُور یا کتا ہوتا تاکہ خاک ہو جاتا کیونکہ وہ اس عذاب سے چھوٹے ہوئے ہین تو جس شخص کا حال

ل اور خدا کی نشانیون مین سے ہے کہ پیدا کیا تمھین مٹی سے پھر ناگہان آدمی ہوکر جابجا پراگندہ ہوگئے ۱۲۔

سُور اور کتّے سے بھی بدتر ہونا ممکن ہو اسکو تکبر کرنیکا کیا محل ہے اور فخر کرنیکا کیا موقع ہے کیونکہ اگر آسمان زمین کے سب ذرّے اسکی مصیبت پر روئین اور اسکی فضیحتی اور رسوائیون کا کاغذ پڑھین تو قاصر رہین اے عزیز بھلا کبھی تو نے دیکھا ہے کہ پادشاہ نے کسی کو کسی گناہ کے سبب سے پکڑا اور قیدخانہ مین بند کیا اور وہ قیدی اس خطر مین ہے کہ مجھے سولی دین گے یا عذاب کرین گے باوجود اسکے وہ قیدی تفاخر اور تکبر مین مشغول ہو اور تمام خلق دنیا مین بادشاہ عالم کے قیدخانے مین ہے اور گناہ بہت رکھتی ہے اور انجام کا نہین پہچانتی ہے تو ایسی جگہ مین اس حال کے ساتھ فخر اور تکبر کا کیا محل ہے تو جس شخص نے اپنے تئین اس صفت کے ساتھ پہچانا تو یہ پہچان اسکا مسہل ہو جائے گی اور اسکے باطن سے تکبر کی جڑ بالکل کھود ڈالے گی حتیٰ کہ وہ کسی چیز کو اپنے سے زیادہ کمتر نہ دیکھیگا بلکہ چاہے گا کہ خاک ہوتا یا چڑیا یا جماد کہ اس سخت خطر مین نہ ہوتا اور علاج عملی یہ ہے کہ سب احوال و اقوال مین متواضعون کی راہ اختیار کرے جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم زمین پر روٹی کھاتے تکیہ نہ لگاتے اور فرماتے کہ مین بندہ ہون مین اسطرح کھاتا ہون جس طرح بندے کھاتے ہین حضرت سلیمان علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ تم نیا کپڑا نہین پہنتے کہا مین بندہ ہون اگر کسی دن آزاد ہون گا تو آخرت مین نیا لباس پہنون گا اے عزیز جان تو کہ اسرار نماز مین سے ایک تواضع بھی ہے کہ رکوع سجودے سے حاصل ہوتی ہے اور چہرہ جو سب اعضا سے زیادہ عزت دار ہے آدمی اسے خاک پر رکھتا ہے جو سب چیزون سے زیادہ ذلیل ہے اسواسطے کہ عرب کو ایسا تکبر تھا کہ پیٹھ نہ جھکاتے تھے تو یہ سجدہ ان پر قہر عظیم تھا پس آدمی کو چاہیے کہ کبر جو حکم دے اسکے خلاف ہی کرے اور صورت اور زبان اور آنکھ اور نشست و برخاست اور لباس اور سب حرکات و سکنات پر کبر ظاہر ہوتا ہے تو چاہیے کہ آدمی تکلف کرکے کبر سب سے دور کرے تاکہ تواضع اسکی سرشت ہو جائے تکبر کی علامتین بہت ہین ایک یہ ہے کہ جبتک کوئی دوسرا آدمی اسکے ساتھ نہ ہو تب تک اکیلا کہین جانا نہ چاہے اس امر سے حذر کرنا چاہیے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جتنے آدمی تیرے ساتھ زیادہ ہوتے ہین اتنا ہی تو حق تعالےٰ سے دور رہتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگون کے بیچ مین چلا کرتے تھے کبھی ایسا ہوتا کہ لوگونکو آگے کر لیتے اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر چاہتا ہے کہ لوگ اسکے سامنے کھڑے رہین اور اسکے واسطے سروقد اٹھ کھڑے ہوا کرین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اس امر سے کراہت رکھتے تھے کہ کوئی آپ کیواسطے سروقد اُٹھ کھڑا ہو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ جو کوئی دوزخی کو دیکھا چاہتا ہو اس سے کہدو کہ ایسے آدمی کو دیکھ لے جو خود تو بیٹھا ہو اور لوگ اسکے سامنے کھڑے ہون اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر کسی کی ملاقات کو نہین جاتا حضرت سفیانؒ ثوری مکہ معظمہ مین پہونچے تو حضرت ابراہیمؒ ادھم نے انکو بلایا کہ یہان آکر مجھ سے حدیث روایت کرو حضرت سفیانؓ چلے آئے حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ مین نے چاہا کہ تمھاری تواضع آزماؤن اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر یہ نہین چاہتا کہ فقیر اسکے پاس بیٹھے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فقیر کے ہاتھ مین اپنا دست مبارک دیتے جبتک وہ نہ چھوڑتا آپ اسی طرح رہتے اور جو شخص ایسا بیمار ہوتا کہ اور لوگ اس سے حذر کرتے آپ اسکے ساتھ کھانا نوش کرتے اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر اپنے گھر مین کچھ کام نہین کرتا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سب کام کرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبدالعزیزؒ نے ایک رات کسی کو مہمان رکھا چراغ گل ہونے لگا مہمان نے کہا کہ مین تیل لے آؤن فرمایا نہین مہمان سے کام کو کہنا مروت سے بعید ہے

ف: تکبر کا علاج عملی ہے ۱۲

ف: تکبر کی علامتین

مہمان نے کہا کہ غلام کو جگاؤن فرمایا نہین وہ ابھی سویا ہے پھر آپ اُٹھکر تیل کا برتن لائے اور چراغ مین تیل ڈالا مہمان نے کہا کہ یا امیر المؤمنین یہ کام خود آپ نے کیا فرمایا ہان جب مین گیا تھا تب بھی عمر تھا اور اب پھر آیا تو بھی عمر ہون اور ایک علامت یہ ہے کہ متکبر سودا سلف بازار سے خود اپنے گھر نہین لے جاتا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن کوئی چیز لی تھی اور خود لیے جاتے تھے ایک شخص نے چاہا کہ مین لیچلون آپ نے نہ مانا اور فرمایا کہ جسکی چیز ہے اسی کا لیچلنا بہتر ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ لکڑیان پیٹھ پر لادے بازار مین جاتے اور کہتے کہ اپنے امیر کو راہ دو یہ اسوقت کا ذکر ہے جب وہ امیر تھے امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بائین ہاتھ مین گوشت لٹکائے ہوے اور داہنے ہاتھ مین دُرّہ لیے ہوے بازار مین جاتے اور ایک علامت یہ ہے کہ جب تک اچھے کپڑے نہ ہون تب تک متکبر باہر نہین نکلتا امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو لوگون نے بازار مین دیکھا کہ ہاتھ مین درہ لیے ہین اور چودہ پیوند چادر مین سیے ہین انمین بھی بعضے چمڑے کے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کوتاہ کپڑا پہنتے تھے لوگون نے شکایت کی فرمایا کہ اس لباس سے دل خاشع رہتا ہے اور لوگ پیروی کرتے ہین فقیر خوش ہوتے ہین حضرت طاؤس رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مین جب دھوے ہوے کپڑے پہنتا ہون تو جبتک پھر میلے نہ ہوجائین تب تک اپنے دل کو مین پاتا ہی نہین یعنی اپنے دلمین رعونت اور تکبر پاتا ہون خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ علیہ کے واسطے خلافت کے پہلے ہزار دینار کا کپڑا مول لیا جاتا کہتے کہ اچھا تو ہے لیکن اس سے بھی زیادہ نرم چاہیے اور خلافت کے بعد پانچ درم کا کپڑا مول لیتے اور فرماتے کہ خوب ہے لیکن اس سے زیادہ موٹا کپڑا چاہیے لوگون نے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے فرمایا کہ حق تعالےٰ نے مجھے نفس لذت طلب دیا ہے جب ایک چیز کی حلاوت چکھ چکتا ہے تو اسے نہین طلب کرتا ہے اب خلافت کا مزہ چکھا اس سے بڑھ کر کوئی مرتبہ نہین تو اب بادشاہی ابد کی طرف دوڑتا ہے اور اسے ڈھونڈھتا ہے اے عزیز یہ گمان نہ کرنا کہ جتنے اچھے کپڑے ہین سب تکبر ہی کی وجہ سے ہوتے ہین کیونکہ کوئی آدمی ہر چیز مین اچھائی کو دوست رکھتا ہے اسکی پہچان یہ ہے کہ خلوت مین بھی اچھے ہی کپڑے کو دوست رکھے اور کوئی شخص پُرانے کپڑے کے سبب سے تکبر کرتا ہے کہ اسے پہنکر اپنے تئین زاہد ظاہر کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے لوگون سے کہا کہ کیا ہے جو تم راہبون کا لباس پہنے ہو اور باطن کی بھیڑیے کی صورت بنا رکھا ہے بادشاہون کا لباس پہنو اور خوف خدا سے دل کو نرم کرو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب ملک شام کو پہونچے تو پھٹے پرانے کپڑے پہنے تھے لوگون نے عرض کی کہ یا امیر المؤمنین یہان دشمن لوگ ہین اگر آپ اچھے کپڑے پہن لیجیے گا تو کیا ہوگا فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے مجھے اسلام کے سبب سے عزت دار کیا ہے اور کسی چیز مین عزت نہ ڈھونڈھون گا غرضکہ جو کوئی تواضع سیکھا چاہے اسے چاہیے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی سیرت دریافت کرکے اسکی پیروی کرے حضرت ابوسعید خدری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جانورون کو چارہ ڈالتے اونٹ کو باندھتے گھر جھاڑتے بہارتے بکری کا دودھ دوہتے نعلین شریفین ٹانک لیا کرتے کپڑے مین پیوند لگا لیتے خادم کے ساتھ کھانا کھاتے جب خادم تھک جاتا تو چکی پیسنے مین اس کی اعانت کرتے بازار سے چادر مین سودا سلف باندھ لاتے امیر فقیر چھوٹے بڑے سب کو پہلے خود سلام کرکے مصافحہ کرتے غلام آزاد چھوٹے بڑونکے درمیان

دین کے امور مین فرق نہ کرتے دن رات کا ایک ہی لباس رکھتے جو خاکسار پریشان حال آپکی دعوت کرتا قبول فرماتے جو کھانا آپ کے سامنے رکھدیا جاتا اگرچہ تھوڑا ہوتا اُسے حقیر نہ جانتے رات کا کھانا صبح کیواسطے نہ رکھتے صبح کا کھانا رات کیواسطے نہ رکھتے آپ نیک خو تھے کریم الطبع ملنسار شگفتہ رو تھے مسکراتے بے قہقہہ لگائے اندوہ گین ہوتے بے تیوری بھوین چڑھائے متواضع تھے بے مذلت باہیبت تھے بے درشتی و شدت بے اسراف سخی اور کریم تھے سب لوگون پر رحیم تھے آپ کا دل بہت نرم تھا سر جھکائے رہتے یہ مقتضائے حیا و شرم تھا کسی سے طمع نہ رکھتے تھے جو کوئی اپنی سعادت چاہے آپ کی پیروی کرے یہی سبب تھا کہ حق تعالےٰ نے آپ کی تعریف کی اور فرمایا اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ اور علاج تفصیلی یہ ہے کہ تو غور کر کہ کس سبب سے تکبر کرتا ہے اگر نسب کے سبب سے تکبر کرتا ہے تو اپنا نسب جاننا چاہیے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ یعنی تیری اصل خاک سے ہے اور فرع نطفہ سے تو نطفہ باپ ہوا اور خاک دادا اور دونون سے زیادہ خوار و ذلیل کون ہے اگر تو کہے کہ آخر باپ بھی تو درمیان مین ہے تو تجھ مین اور تیرے باپ کے درمیان مین نطفہ اور علقہ اور مضغہ اور بہت ناپاکیان اور رسوائیان ہین تو انھین کیون نہین دیکھتا اور تعجب یہ ہے کہ اگر تیرا باپ خاکروبی یا حجامی کرتا تو تو اس سے ننگ و عار رکھتا اور کہتا کہ عجب ناپاک ہے کہ خاک و خون مین ہاتھ بھرتا ہے تو بھی تو خاک اور خون ہی سے بنا ہے پھر کیون فخر کرتا ہے اور تو نے جب یہ جان لیا تو تیری مثل اس شخص کی ایسی ہوگی جو اپنے تئین سید علوی سمجھے اور دو گواہ عادل اسپر گواہی دین کہ یہ غلط ہے اور فلانے حجام کا لڑکا اور وہ ثابت کردین جب تجھے یہ معلوم ہوجائیگا تو پھر تو تکبر نہ کرسکے گا دوسری بات یہ ہے کہ جو شخص نسب کے سبب سے ناز کرتا ہے تو حقیقت مین دوسرے کے سبب سے ناز کرتا ہے اور بزرگی تجھ ہی مین ہونا چاہیے اس واسطے کہ آدمی کے پیشاب سے جو کیڑا پیدا ہوتا ہے اسے اس کیڑے پر جو گھوڑے کے پیشاب سے پیدا ہو کچھ بزرگی نہین ہوتی دوسرا تکبر وہ بیان ہوا جو حسن و جمال کے سبب سے ہو تو جو شخص اپنے حسن و جمال کے سبب سے فخر کرے اسے چاہیے کہ اپنے باطن مین دیکھے تاکہ برائیان ظاہر ہون اور نظر کرے کہ اس کے پیٹ اور مثانہ اور رگون اور ناک کان اور سب اعضا مین کیا کیا نجاست اور کثافت ہے اور ہر روز دو بار اپنے ہاتھ سے اپنی ایسی چیز دھوتا ہے جسکی نہ صورت دیکھنا گوارا ہے نہ بو سونگھنا اور ہمیشہ اس کا باربردار اور حمال رہتا ہے پھر یہ سوچے کہ اسکی پیدائش خون حیض اور نطفہ سے ہے اور پیشاب کی دو راہ گذرون سے جب گذرتا ہے تب عالم وجود مین قدم دھرتا ہے حضرت طاؤس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک شخص کو خرامان دیکھا کہا یہ اس شخص کی چال نہین ہے جو یہ جانتا ہو کہ مین اپنے پیٹ مین کیا بھرے ہون اگر آدمی ایک دن اپنی شست و شو نہ کرے تو سب گھوڑے اور سنڈاس اس سے پاکیزہ تر ہین کیونکہ گھورون اور سنڈاسون مین اس سے زیادہ پلید کوئی چیز نہین ہوتی جو آدمی کے پیٹ سے نکلتی ہے پھر اسکا حسن و جمال کچھ اس کے سبب سے نہین ہے کہ فخر کرے اور اورون کی بدصورتی کچھ ان اورون کے سبب سے نہین ہے کہ ان کا عیب کرے اور اُس کا حسن و جمال اعتماد کے قابل بھی نہین ہے کیونکہ ایک بیماری سے زائل ہو جاتا ہے اور چیچک سب بیماریون سے زیادہ اسے بدصورت کردیتی ہے غرضکہ یہ چیزین تکبر کے لائق نہین ہین اور اگر اپنی

ف تکبر کا علاج تفصیلی ۱۲ سلہ تحقیق کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم بڑے خلیق ہو ۱۲

طاقت کے سببسے آدمی تکبر کرتا ہے تو یہ جان رکھے کہ اگر اسکے ایک درد ہوتا ہے تو اس سے زیادہ عاجز کوئی نہین ہوتا اگر مکھی اسے ستاتی ہے تو عاجز آتا ہے اگر بھنگا اُسکی ناک مین یا چیونٹی اسکے کان مین گھس جاتی ہے تو عاجز اور ہلاک ہوجاتا ہے اگر کانٹا اُس کے پاؤن مین گڑجاتا ہے تو جگہ سے ہل نہین سکتا پھر اگر بڑا قوی اور طاقتور ہے تو بیل گدھا ہاتھی اونٹ اس سے زیادہ قوی ہین تو ایسی چیز کے سببسے فخر کرنا کیا جسمین بیل گدھا اس سے بڑھ کر ہے اور اگر تونگری اور مال اور نوکرون غلامون کے سبب سے تکبر کرے یا حکومت اور سرداری کی وجہسے تو یہ سب چیزین اسکی ذات سے باہر ہین کیونکہ اگر مال چور لیجائین یا حکومت سے بادشاہ معزول کردے تو پھر کیا اُسکے قبضہ مین رہیگا اور اگر مال رہے بھی تو بہتیرے یہودی اس سے زیادہ مال دولت رکھتے ہین اور اگر حکومت پر منصوب رہے تو بہتیرے بے عقل مثلاً ترک کُرد اجلاف اسکی حکومت کی وہ گونہ حکومت رکھتے ہین غرضکہ جو چیز تیری ذات سے نہ ہو وہ تیری ملک نہین اور جو تیری ملک نہ ہو اسکے سبب سے تکبر اور فخر کرنا بالکل بیجا اور بُرا ہے اور انہین سے کوئی چیز تیری ذات سے نہین ہے اور منجملہ ان اسباب کے جس سبب سے تکبر کرسکتے ہین ظاہراً علم اور عبادت ہے اسکا علاج دشوار ہے کیونکہ یہ کمال ہے اور حق تعالے کے نزدیک علم عزیز ہے اور بڑی چیز ہے اور حق تعالے کی صفتون مین سے ہے اور عالم پر بہت مشکل ہوگا کہ اپنی طرف التفات ہی نہ کرے اور یہ مشکل دو طرح سے آسان ہوتی ہے ایک تو یہ ہے کہ جان رکھے کہ علم کے سببسے بڑی گرفت ہوگی اور عالم کا بڑا خطرہ ہے کیونکہ جاہل سے بہت کامون مین طرح دیجائیگی اور عالم سے نہ دی جائیگی اور عالم کی تقصیر بہت بڑی ہوتی ہے اور جو احادیث عالم کے بارہ مین وارد ہوئی ہین ان مین غور و تامل کرنا چاہیے کیونکہ قرآن شریف مین حق سبحانہ تعالے نے اُس عالم کو گدھے کے مانند فرمایا ہے جو اپنے علم کے موافق کاربند نہ ہوا سواسطے کہ گدھے کے بوجھ بھر کتابین اُٹھائے ہے حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ یعنی جانے خواہ نجانے اپنی طبیعت اور سرشت سے دستبردار نہین ہوتا کتے اور گدھے سے زیادہ اور کیا چیز خبیث ہے اور درحقیقت عالم اگر آخرت مین نجات نہ پائیگا تو سب کنکر پتھر اس سے افضل نکلین گے تو حیوانات کا کیا ذکر اسی سبب سے ایک صحابیؓ کہتے تھے کہ کاش مین چڑیا ہوتا اور ایک صحابیؓ کہتے تھے کہ کاش مین بکری ہوتا اور لوگ مجھے ذبح کرکے کھا لیتے اور ایک صحابیؓ کہتے تھے کہ کاش مین گھاس ہوتا بس جسکے دلمین آخرت کا خطرہ جم جاتا ہے وہ ہرگز تکبر نہین کرتا اگر کسی کو اپنے سے زیادہ جاہل دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ نادان ہے گناہ مین معذور ہے اور مجھسے بہتر ہے اور اگر کسی کو اپنے سے زیادہ عالم دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ وہ ایسی چیز جانتا ہے جو مین نہین جانتا مجھسے وہ بہتر ہے اور اگر بوڑھے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ اسنے مجھسے زیادہ خدا کی عبادت کی ہے یہ مجھسے بہتر ہے اور اگر لڑکے کو دیکھتا ہے تو کہتا ہے کہ مین نے بہت گناہ کیے اور اس معصوم نے ابھی زمانہ بھی نہین دیکھا یہ مجھسے بہتر ہے بلکہ اگر کافر کو دیکھتا ہے تو بھی تکبر نہین کرتا اور کہتا ہے کہ شاید یہ مسلمان ہوجائے اور اسکی عاقبت بخیر ہو اور مبادا میرا خاتمہ کفر پر ہو کیونکہ بہت مسلمانون نے اسلام قبول کرنے کے قبل امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ کو دیکھا اور تکبر کیا حق تعالے کے علم مین وہ تکبر خطا تھا تو جب آدمی کی بزرگی نجات آخرت مین ہے اور وہ کسی کو معلوم نہین تو چاہیے کہ ہر ایک اسکے خوف مین رہے تاکہ تکبر نہ کرے دوسری طرح یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ کبر حق سبحانہ تعالے ہی کو سزاوار ہے اور جو کوئی اس امر مین اس سے جھگڑتا ہے اسے خدا دشمن رکھتا ہے اور حق تعالے نے

ہر ایک کو فرمایا ہے کہ میرے نزدیک تیری قدر اسوقت ہوگی جب تو اپنے تئین کچھ نہ سمجھے اگر بالفرض آدمی یہ بھی جان لے کہ میری عاقبت بخیر ہوگی تو بھی حق تعالٰے کا فرمانا یاد رکھ کر تکبر نہ کرے اسی سبب سے انبیا علیہم السلام متواضع ہوتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ حق تعالٰے تکبر کو دشمن رکھتا ہے اور عابد کو چاہیے کہ عالم بے عبادت پر تکبر نہ کرے اور کہے کہ شاید علم اسکا شفیع ہو اور اس کی برائیون کو محو کر دے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عالم کو عابد پر ایسی فضیلت ہے جیسی مجھے کسی اپنے صحابی پر اور اگر کوئی عابد کسی جاہل کو دیکھے اور اسکا حال پوشیدہ ہو تو اپنے جی مین کہے کہ شاید یہ جاہل مجھ سے زیادہ عابد ہو اور اپنے تئین مشہور نہ کیا ہو اور اگر فاسق ہو تو اپنے جی مین یہ کہنا چاہیے کہ سب وسواس اور خطرے ایسے گناہ ہین جو دل ہی سے ہوتے ہین اور فسق ظاہری سے بدتر ہین اور ممکن ہے کہ میرے باطن مین ایسا کوئی گناہ ہو جس سے مین غافل ہون اور میرے ظاہری عمل اس سے خبط ہو جائین اور اس کے باطن مین کوئی خلق نیک ایسا ہو جو اسکے سب ظاہری گناہون کا کفارہ ہو جائے بلکہ شاید وہ توبہ کر لے اور خاتمہ بخیر اسے نصیب ہو اور مجھ سے ایسا کوئی گناہ سرزد ہو جسکے سبب سے موت کے وقت ایمان خطرے مین پڑ جائے غرضکہ جب یہ امر ممکن ہے کہ حق سبحانہٗ تعالٰے کے نزدیک اسکا نام اشقیا مین لکھا ہے تو تکبر کرنا نادانی ہے اسی سبب سے بڑے بڑے عالم اور مشائخ ہمیشہ متواضع رہے ہین **عجب اور اسکی آفت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خودپسندی برے اخلاق مین سے ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تین چیزین مہلک ہین بخل حرص خودپسندی اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو بھی مجھے تم سے ایسی ایک چیز کا خوف ہے کہ وہ گناہ سے بھی بدتر ہے ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰے عنہا سے لوگون نے پوچھا کہ آدمی بدکار کب ہوتا ہے فرمایا کہ جب اپنے تئین نیکوکار جانے اور یہ جاننا خودپسندی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالٰے عنہ نے کہا ہے کہ تباہی اور ہلاکت دو چیزون مین ہے خودپسندی اور ناامیدی مین اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ ناامید آدمی طلب مین سست ہوتا ہے اور معجب جانتا ہے کہ مین طلب سے بے نیاز ہون حضرت مطرف رحمہ اللہ تعالٰی کہتے ہین کہ اگر مین تمام رات سوؤن اور صبح کو ڈرتا ہوا اور شکستہ دل اٹھون تو اس امر کو مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ رات بھر نماز پڑھون اور صبح کو اس پر خودپسندی کرون حضرت بشیر ابن منصور رحمہ اللہ تعالٰے ایک دن بڑی لمبی نماز پڑھتے تھے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ انکی عبادت مین متعجب ہے جب سلام پھیرا تو کہا کہ اے جوان تعجب نہ کر کیونکہ ابلیس نے مدتون عبادت کی اور اسکا خاتمہ تو جانتا ہے کہ کیسا ہوا اے عزیز جان تو کہ خودپسندی سے بہت آفتین پیدا ہوتی ہین انہین سے ایک تکبر ہے کہ آدمی اپنے تئین دوسرون سے بہتر جانے دوسری آفت یہ ہے کہ خود اپنے گناہ یاد نہین کرتا اور تدارک مین مشغول نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ مین بخشا ہوا ہون عبادت مین شکرگزار نہین ہوتا اور جانتا ہے کہ شکرگزاری سے بے نیاز ہون اور عبادت کی آفتین نہین جانتا اور نہین تحقیق کرتا اور جانتا ہے کہ وہ خود بے آفت ہے اور اسکے دل سے خوف وہراس جاتا رہتا ہے اور حق سبحانہٗ تعالٰے کے مکر سے نڈر رہتا ہے اور عبادت کے سبب سے حق سبحانہٗ تعالٰی پر اپنا حق جانتا ہے کہ عبادت اس پر خود نعمت الٰہی ہے اور اپنی تعریف کرتا ہے اور اپنے تئین پاک جانتا ہے اور جب اپنے علم مین خودپسند ہوتا ہے تو کسی سے کچھ پوچھتا نہین

یعنی خودبینی ۱۲

اور اگر اُس سے اُسکے خلاف رائے کوئی بات کہین تو سنتا ہی نہین اور ناقص رہتا ہے اور کسی کی نصیحت نہین سنتا ہے عجب اور
ادلال کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ حق تعالے نے جسے کوئی نعمت عطا فرمائی جیسے علم اور توفیق عبادت وغیرہ
اور اسکے زائل ہوجانے سے ہراسان رہتا ہے اور ڈرا کرتا ہے کہ مبادا اس سے پھیر لین وہ خودپسند نہین ہے اور اگر ڈرتا نہ رہے
اور اس نعمت کے سبب سے بدین وجہ خوش رہے کہ حق تعالیٰ کی عطا اور نعمت ہے اسوجہ سے نہین کہ اُس شخص کی صفت ہے تو بھی خودپسند
نہوگا اور اس وجہ سے خوش ہو کہ یہ میری صفت ہے اور اس امر سے غافل ہو کہ وہ خدا کی نعمت ہے اور اسکے ہراس سے خالی ہو تو اس صفت سے
یہ خوشی خودپسندی ہے اور اگر ساتھ اسکے حق تعالے کے نزدیک اپنا کچھ حق جانے اور اس عبادت کو اپنے واسطے خدمت پسندیدہ جانے تو
اسے ادلال یعنی ناز کرنا اور اترانا کہتے ہین کیونکہ خود اپنے تئین نازان جانتا ہے اور جب کسی کو کوئی چیز دے اور اپنے دل
مین سمجھے کہ مین نے بڑا کام کیا تو خودپسند ہے اور اگر اسکے عوض مین کسی خدمت اور مکافات کی امید رکھتا ہے تو اسے ناز کہتے ہین رسول مقبول
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کے سبب سے ناز کرتا ہے اسکی نماز اسکے سر سے تجاوز نہین کرتی اور فرمایا ہے کہ اگر تو ہنسے گا
اور اپنی تقصیر کا مقر رہے گا تو اس سے بہتر یہ ہے کہ روئے اور اسے بڑا کام جانے **عجب کے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو
عجب بیماری ہے جہل محض اسکا سبب ہے تو معرفت محض اسکا علاج ہے پس جو شخص رات دن علم اور عبادت مین مشغول رہتا ہے
ہم اُس سے پوچھتے ہین کہ بھلا تیرا یہ عجب اس سبب سے ہے کہ عمل کیا تیری قوت اور قدرت کے بغیر تجھ پر گزرتا ہے یعنی تجھسے ظاہر ہوتا ہے اور تو
راہ گزر یعنی اسکا مظہر ہے یا اس سبب سے یہ عجب ہے کہ یہ امر تیری ذات سے پیدا ہوتا ہے اور تیری قوت سے حاصل ہوتا ہے اگر پہلے سبب سے
ہے تو راہگزر کو خودپسندی نہین پہونچتی ہے کیونکہ وہ تو مسخر ہے اُس سے کچھ کام نہین ہوتا اور اگر کہے کہ یہ عمل مین کرتا ہون اور میری قوت وقدرت
سے ہے تو ہم کہینگے کہ تو کچھ جانتا ہے کہ جس قوت اور قدرت اور اعضا اور ارادت سے یہ عمل کرتا ہے اُسے کہان سے لایا ہے اگر کہے کہ میری خواہش سے
یہ عمل ہوتا ہے تو ہم پوچھین گے کہ بھلا اس خواہش اور اس داعیہ کو کس نے پیدا کیا اور کس نے تیرے اوپر مسلط کر دیا کہ اسنے قہر اور زبردستی کی
زنجیر تیری گردن مین ڈالکر تجھے کام مین رکھا کیونکہ جسپر خواہش اور داعیہ کو مسلط کیا تو اسکے اوپر گویا ایسا ایک موکل بھیجا کہ وہ اسکے
خلاف کرہی نہین سکتا اور داعیہ اس شخص کے اختیار سے نہین ہے کیونکہ اُسے زبردستی کام مین رکھتا ہے تو سب خداہی کی
نعمت ہے اور تیری خودپسندی کا سبب جہالت ہے کیونکہ تیری ذات سے کوئی چیز نہین تو چاہیے کہ حق تعالے کے فضل وکرم سے
تو تعجب کرے کہ اسنے بہتیرے خلق کو غافل کر دیا اور انکے داعیہ کو بُرے کامون مین صرف کیا اور تجھپر اپنی عنایت کا پہرہ بھیجا
اور داعیہ کو تیرے اوپر تعینات کر دیا اور تجھ کو قہر اور زبردستی کی زنجیر مین جکڑ کر اپنی درگاہ مین لیے جاتا ہے اگر کوئی بادشاہ
اپنے غلامون کو دیکھے اور ان مین سے ایک کو خلعت دے بے کسی سبب اور خدمت کے کہ اُسنے پہلے سے کی ہو تو اس غلام
کو بادشاہ کی عنایت کے سبب سے متعجب ہونا چاہیے کیونکہ بادشاہ نے بے استحقاق کے خود بخود اسے خلعت خاص سے
سرفراز کیا پس اگر وہ غلام کہے کہ بادشاہ حکیم ہے جبتک مجھ مین استحقاق کی صفت نہین دیکھ لی خلعت خاص نہین عنایت کیا
تو جواب دینگے کہ بھلا یہ استحقاق کی صفت تو کہان سے لایا اگر یہ صفت بھی بادشاہ کی عطا کی ہوئی ہے تو تجھے خودپسندی کا

کچھ محل نہین ہے اسکی مثل ایسی ہے کہ بادشاہ اگر تجھے گھوڑا عنایت کرے تو تو تعجب نہ کرے اور اگر بادشاہ تجھے غلام عطا فرمائے تو تو عجب کرے اور کہے کہ بادشاہ نے مجھے غلام اس سے عنایت فرمایا کہ میرے پاس گھوڑا تھا اور ون کے پاس نہ تھا پس چونکہ گھوڑا بھی اُسنے دیا ہے تو تجھے کچھ عجب کا محل نہین بلکہ یہ ایسا ہے جیسے دونون چیزین تجھے ایک ہی بار مرحمت کرتا اسی طرح اگر تو کہے کہ حق تعالےٰ نے مجھے عبادت کی توفیق اس سبب سے دی کہ مین اسے دوست رکھتا ہون تو جواب دینگے کہ بھلا یہ دوستی تیری دل مین کس نے ڈالی ہے اگر تو کہے کہ مین نے اس سبب سے دوست رکھا کہ اسے پہچانا اور اسکا جمال لازوال دیکھا تو جواب دین گے کہ بھلا یہ پہچان اور یہ دیدار تجھے کس نے دیا پس چونکہ سب چیزین اسی کی طرف سے ہین تو اسی کے جود وفضل کے سبب سے عجب ہونا چاہیے جسنے تجھے پیدا کیا اور تجھ مین یہ صفتین پیدا کین اور قدرت اور ارادہ پیدا کیا اور تو درمیانی تو خود کچھ ہے ہی نہین اور نہ کوئی چیز تیرے سبب سے ہے مگر اتنی بات ہے کہ تو قدرت حق کا رہگزر اور مظہر ہے **شعر** وہم مین اپنے تھے بہت کچھ لیک ؛ خوب دیکھا تو کچھ نہین ہین ہم ؛

سوال اگر کوئی شخص کہے کہ جب مین کچھ کرتا ہی نہین اور سب خدا ہی کرتا ہے تو ثواب کی امید کہان سے رکھی جائے اور بیشک ہین ثواب اپنے ہی عمل پر ہے جو ہمارے اختیار سے ہے **جواب** حقیقی اور واقعی اور صحیح تو یہ ہے کہ تو قدرت الٰہی کا فقط مظہر اور راہگزر ہے بس اور اپنی ذات سے تو کچھ ہے ہی نہین وَمَا رَمَیْتَ اِذْ رَمَیْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی یعنے حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو کچھ تم نے کیا وہ تم نے نہین کیا بلکہ خدا ہی نے کیا لیکن اے عزیز چونکہ علم اور قدرت اور ارادہ کے بعد حق تعالےٰ نے حرکت کو پیدا کیا تو تو جانتا ہے کہ جو کچھ کیا وہ مین ہی نے کیا اے عزیز یہ بھید نہایت ہی پوشیدہ ہے اور یہ بات بہت ہی باریک ہے تو اسے نہ سمجھ سکے گا انشاءاللہ العزیز توکل اور توحید کے بیان مین اسکا کچھ اشارہ کیا جائے گا مگر یہان اپنی فہم کے موافق کچھ سمجھ لے اور یہ فرض کرے کہ عمل تیری ہی قدرت سے ہے لیکن تیرا عمل بے قدرت و ارادہ اور علم کے ممکن نہین تو تیرے عمل کی کنجی بھی تین صفتین ہین اور یہ تینون صفتین خدا کی عطا فرمائی ہوئی ہین پس اگر خزانہ خوب محکم ہو اور اسمین بہت سی نعمتین اور دولتین ہون اور تو انھین لینے سے عاجز ہو اسکی کنجی تیرے پاس نہ ہو اور خزانچی تجھے کنجی دیدے اور تو اس خزانہ پر ہاتھ مارے اور دولت کو اس دولت کو اسپر حوالے کریگا جسنے وہ کنجی تجھے دی یا اپنے ہاتھ کیطرف کہ تو نے ہاتھ سے دولت اُٹھائی ہے اور تو جانتا ہے کہ جب اُسنے تجھے کنجی دیدی تو دولت کا اُٹھا لینا بیقدر فعل ہے قدر اسی بات کو ہے کہ اسنے تجھے کنجی دیدی تو دولت اُسی کی طرف سے ہو گی بس تیری قدرت جو اعمال کی کنجی ہے اسکے سب اسباب خدا ہی کے عنایت فرمائے ہوے ہین تو اُس کے فضل سے تو تعجب کر کہ اُسنے عبادت کی کنجی تجھے دیدی اور سب فاسقون کو محروم رکھا اور گناہون کی کنجی اور ون کو دے کر عبادت کے خزانہ کو انکے واسطے بند رکھا انکے کسی قصور کے سبب سے نہین بند رکھا بلکہ بمقتضائے عقل بند رکھا اور تجھکو کسی خدمت کیوجہ سے کنجی نہین دیدی بلکہ محض اپنے فضل سے دی تو جسنے توحید کو حقیقتاً پہچانا اسے ہرگز عُجب نہین ہوتا اور عجب یہ ہے کہ مفلس عاقل اس بات سے تعجب کرے کہ حق تعالےٰ جاہل کو مال عنایت فرماتا ہے اور مجھ عقلمند کو محروم رکھا اسقدر نہین جانتا کہ عقل سب نعمتون سے بہتر ہے اور یہ بھی خدا نے دی ہے اگر عقل و مال دونون اسی کو عنایت فرماتا اور جاہل کو دونون سے

رکھتا تو یہ عدل سے بعید ہوتا اور اگر اس عاقل سے جو شکایت کرتا ہے لوگ کہین کہ اپنی عقل کو اسکے مال سے بدل لے تو کبھی نہ بدلے گا اور جو خوبصورت عورت محتاج ہو وہ بدصورت عورت کو زیور اور لباس فاخرہ پہنے ہوے بڑے ٹھاٹھ سے دیکھ کر کہے یا الٰہی یہ کیا حکمت ہے کہ ایک بدصورت کو تو نے نعمت اور دولت عطا فرمائی کہ اسے زیب نہین دیتی تو وہ اسقدر نہین سمجھتی کہ جو دولت حسن مجھے عنایت فرمائی وہ اس زر و زیور سے بہتر ہے اگر دونون نعمتین اسکو مرحمت ہوتین تو عدل سے بعید ہوتا اس کی مثل ایسی ہے جیسے بادشاہ ایک شخص کو گھوڑا عطا فرمائے اور ایک کو غلام صاحب اسپ تعجب کر کے کہے کہ گھوڑا تو میرے پاس ہے بادشاہ نے غلام اُسے کیون دیا یہ کہنا نادانی سے ہوتا ہے اسی سبب سے تھا کہ حضرت داوٗد علیٰ نبینا و علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا کوئی رات ایسی نہین آتی کہ میری اولاد مین سے ایک نہ ایک صبح تک نماز نہ پڑھتا ہو اور کوئی دن ایسا نہین آتا کہ ایک نہ ایک روزہ نہ رکھے وحی آئی کہ اے داوٗد اگر مین توفیق نہ دیتا تو انھین یہ بات کہان سے حاصل ہوتی اب لحظہ بھر مین تجھے تیری راے پر چھوڑتا ہون جب حق تعالےٰ نے انھین انکی رائے پر چھوڑ دیا تو اُنسے ایسی چوک ہوگئی کہ تمام عمر اُسکی حسرت اور ندامت مین رہے حضرت ایوب علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ بارخدایا تو نے یہ سب بلا مجھ پر ڈالی اور مین نے ذرہ بھی اپنی خواہش تیری برحق اور مراد پر اختیار نہ کی تیری رضا پر راضی رہا اور ذرا بھی بے صبری نہین کی پس ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا اسمین سے دس ہزار آواز ون کے ساتھ ندا سنی کہ اے ایوب وہ تیرا صبر کہان سے آیا تھا حضرت ایوب علیہ السلام متنبہ ہوے اور تھوڑی سی خاک سر پر ڈال کر التجا کرنے لگے اور عرض کرنے لگے کہ بارخدایا وہ صبر تیرے ہی فضل و کرم سے تھا مین نے توبہ کی اور حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا وَّلٰكِنَّ اللّٰهَ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَآءُ یعنے اگر میرا فضل نہ ہوتا تو کوئی شخص اپنی پاکی کی طرف راہ نہ پاتا تو اور کام کا کیا ذکر اور حضرت سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے اسی سبب سے ارشاد کیا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات نہ پائے گا لوگون نے عرض کیا کہ رسول اللہ کیا آپ بھی نہ پائین گے آپ نے فرمایا ہان مین بھی نہ پاوٗن گا مگر خدا کی رحمت سے اور اسی سبب سے تھا کہ بڑے بڑے صحابی کہا کرتے تھے کہ کاش ہم خاک ہوتے یا ہوتے ہی نہ تو جو کوئی یہ امر جانتا ہے وہ خوف کے مارے غرور اور خودپسندی نہین کرتا **فصل** اے عزیز جان تو کہ بعضے آدمی ایسے نادان ہوتے ہین کہ ایسی چیز کے سبب سے خودپسندی کرتے ہین جو انکے سبب سے نہین ہوتی اور انکی قدرت سے کچھ علاقہ بھی نہین رکھتی جیسے طاقت اور حسن و جمال اور نسب اور یہ خودپسندی بالکل نادانی ہے اسواسطے کہ اگر عالم اور عابد کہے کہ مین نے علم حاصل کیا اور مین نے عبادت کی تو اسکے خیال کا ایک محل ہے لیکن یہ تو محض حماقت ہی حماقت ہے اور کوئی شخص ظاہرین اور بادشاہون کے نسب کے سبب سے غرور اور ناز کرتا ہے اگر ان ظالمون اور بادشاہون کو دیکھتا کہ کس حالت اور صفت پر دوزخ مین رہتے ہین اور قیامت کے دن انکے دشمن ان پر کیا کیا استخفاف کرینگے اور کیسا کیسا ہنسین گے تو ان سے ننگ و عار رکھتے بلکہ جناب سید الانبیاء محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نسب سے کوئی نسب شریف نہین ہے اسپر بھی غرہ کرنا بیجا ہے اور بعضے آدمیون کو اس درجہ غرور ہوتا ہے کہ جانتے ہین کہ ہمارے حق مین گناہ خود نقصان ہی نہ کریگا انکا جو جی چاہتا ہے کرتے ہین اتنا نہین جانتے کہ جب

اپنے باپ دادا کے خلاف کرتے ہین تو انکے ساتھ نسب کا سلسلہ منقطع ہوجاتا ہے انکے باپ دادا پرہیزگاری اور فروتنی ہی مین شرف اور عزت سمجھتے تھے نسب مین نہین اور یہ بھی ہے کہ انکے اجداد مین ایسے لوگ تھے جو دوزخی ہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نسب کے سبب سے فخر کرنے کو منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ سب حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہین اور حضرت آدمؑ خاک سے بنے تھے حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب اذان دیتے تو بزرگان قریش کہتے کہ اس حبشی غلام کو یہ عہدہ سپرد ہونے کا کیا محل ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ[1] اور جب یہ آیت نازل ہوئی وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ[2] تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے جناب سیدۃ النساء حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ اے محمدؐ کی بیٹی اپنی تدبیر کر کہ فردائے قیامت کو مجھ سے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ اے محمدؐ کی پھوپھی اپنے کام مین مشغول ہو کہ مین تیرا دستگیر نہ ہونگا اگر آپکے عزیزون کو آپکی قرابت کفایت کرتی تو چاہیے تھا کہ جناب سیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو پرہیزگاری کے رنج وتکلیف سے چھڑا دیتے تاکہ خوشی سے زندگی بسر کرتین اور دونون جہان انہین حاصل ہوتے بہرحال قرابت والون کو شفاعت کی امید زیادہ ہے لیکن شاید گناہ ایسے ہون کہ شفاعت کے لائق نہ ہون جیسا حق سبحانہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰی[3] اور شفاعت کی امید پر کھل کھیلنا اور من مانے کام کرنا ایسا ہے جیسے کوئی بیمار اس بھروسے پھول کر پرہیز نہ کرے اور سب چیزین کھانے لگے کہ میرا باپ طبیب کامل ہے اُس بیمار سے کہنا چاہیے کہ بعضی بیماری ایسی ہوتی ہے کہ علاج پذیر نہین ہوتی اور طبیب کا کمال اور اُستادی کچھ مفید نہین ہوتی مزاج ہی ایسا ہونا چاہیے کہ طبیب اسکی مدد کرسکے اور نہ یہ بات ہے کہ جس کسی کو بادشاہ کے نزدیک منزلت حاصل ہو وہ ہرحال مین شفاعت کرسکے بلکہ جس شخص کو بادشاہ دشمن رکھتا ہے اسکے حق مین شفاعت نہین قبول کرتا اور کوئی گناہ ایسا نہین ہوتا کہ حق تعالےٰ کی ناخوشی کا سبب نہ ہوسکے کیونکہ حق سبحانہ تعالےٰ نے گناہ مین اپنی ناخوشی کو پوشیدہ رکھا ہو کہ جس گناہ کو تو بہت ہی کم جانتا ہے وہی ناخوشی کا سبب ہوجائے جیسا ارشاد فرمایا ہے وَتَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ یعنے تم اسے تھوڑی بات سمجھے ہو اور خدا کے نزدیک وہ بڑی بات ہے اور سب[4] مسلمانون کو شفاعت کی امید ہے اور شفاعت کی امید پر عقلمندون کے دل سے ہراس نہین جاتا اور ہراس کے ساتھ غرور اور خودپسندی جمع نہین ہوتی

دسوین اصل غفلت اور گمراہی اور غرور کے علاج کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ جو شخص سعادت آخرت سے محروم رہا وہ اس سبب سے محروم رہا کہ راہ نہ چلا اور جو شخص راہ نہ چلا وہ اس سبب سے نہ چلا کہ اسنے راہ جانی ہی نہین یا جانی تو سہی مگر چل نہ سکا اور جو شخص راہ نہ چل سکا وہ اس سبب سے نہ چل سکا کہ خواہشون مین گرفتار تھا اور ان سے باز نہ آیا اور جس نے راہ جانی ہی نہین اس کا سبب یہ تھا کہ وہ غافل رہا اور بےخبر ہوگیا یا راہ بھولا

[1] خدا کے نزدیک تو وہی بزرگ ہے جو خدا سے بہت ڈرتا ہو ۱۲ [2] اور اے رسول اپنے قرابتیون کو ڈرائیے ۱۲ [3] اور نہین سفارش کرتے مگر اسی کی جو پسندیدہ ہو ۱۲ جعفر علی [4] سب مسلمانون کو امید شفاعت ہے مگر شفاعت کے بھروسے پر عقلمندون کا ہراس نہین جاتا ۱۲

یا راہ مین آکر الٹی سمجھ کے سبب سے بہک گیا راہ نہ چل سکنے کے سبب سے جو شقاوت حاصل ہوتی ہے اُسے ہم مفصل بیان کر چکے ہین اور جو شقاوت نادانی کے سبب سے حاصل ہوتی ہے اسے یہان بیان کرتے ہین جو لوگ راہ نہ چل سکنے کے سبب سے سعادت سے محروم رہے ان کی مثل ایسی ہے جیسے کسی شخص کو کوئی راہ چلنا چاہیے اور راہ مین گھاٹیان اور چڑھائیان دشوار گزار ہین اور چلنے والا ضعیف گھاٹیون سے گزر نہ سکیگا اور راہ دین کی گھاٹیان مثلاً مال و جاہ کی خواہشین شکم اور فرج کی شہوتین ہین ان گھاٹیونین سے کوئی تو ایک ہی گھاٹی طے کرتا ہے دوسری مین عاجز ہوکر رہجاتا ہے کوئی دو طے کرتا ہے تیسری مین تھک رہتا ہے اسیطرح جبتک سب گھاٹیونکو طے کر کے پس پشت نہ چھوڑے منزل مقصود کو نہ پہونچیگا اور جو شقاوت کہ نادانی کے سبب سے ہے وہ تین قسم کی نادانی سے ہے ایک غفلت اور بیخبری ہے کہ اسے نادانی کہتے ہین اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سر راہ پڑا ہوتا ہے اور قافلہ روانہ ہوتا ہے اور اگر کوئی اسے نہ جگائیگا تو وہ غریب ہلاک ہو جائیگا دوسری قسم ضلالت ہے اسے گمراہی کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کسی کی منزل مقصود پورب طرف ہو اور پچھم طرف منھ اُٹھائے چلا جائے وہ جتنا زیادہ چلیگا اپنی منزل مقصود سے دور پڑیگا اسے ضلالت بعید یعنی بڑی گمراہی کہتے ہین اور جو شخص راہ بھٹک کر داہنے بائین چلے تو یہ بھی ضلال ہے لیکن ضلال بعید نہین تیسری قسم غرور ہے اسے فریفتگی اور اُلٹی سمجھ کہتے ہین اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص حج کو جانیوالا ہو اسے جنگل مین زر خالص کی حاجت ہوگی اور جو اس کے پاس ہے اسے بیچ کر نقدی کیے لیتا ہے لیکن زر نقد جو لیتا ہے وہ کھوٹا یا عیب دار ہے اور وہ نہ جانتا ہے نہ پہچانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ زاد راہ حاصل کر رہا ہے اور اپنی منزل مقصود کو پہونچ جائے گا اور جب جنگل مین پہونچے اور زر نقد پیش کرے تو کوئی اسکی طرف دیکھے بھی نہ اور اس غریب کو حسرت اور تاسف ہی ہاتھ لگے ایسے لوگون کے حق مین آیا ہے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ أَعْمَالًا الَّذِينَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ يُحْسِنُونَ صُنْعًا یعنی قیامت کے دن ان لوگون کا بڑا نقصان ہوگا جنھون نے رنج و محنت اُٹھائی ہو اور سمجھے ہون کہ ہم نے اچھے کام کیے اور جب دیکھین تو سب کام خلاف ہون ایسے آدمی کا قصور یہ ہے کہ اسے چاہیے تھا کہ پہلے صرافی سیکھتا پھر زر نقد لیتا کہ کھرے کھوٹے کو پہچان جاتا اور اگر خود پہچان نہ سکتا تھا تو کسی صراف سے زر نقد پرکھوا لیا ہوتا اگر یہ بھی نہ کر سکا تھا کسوٹی بہم پہونچائی ہوتی صراف پیر اور استاد کے مثل ہے تو آدمی کو چاہیے کہ یا تو خود پیرون کے مرتبہ کو پہونچا ہو یا کسی پیر کی خدمت مین رہے اور اپنے کام اس سے عرض کیا کرے اگر ان دونون باتون سے عاجز ہو تو چاہیے کہ کسوٹی حاصل کرے کسوٹی اس کی خواہش ہے جس کام کی طرف اس کی خواہش اور طبیعت میل کرے تو جاننا چاہیے کہ وہ کام باطل اور بیجا ہے اور اسمین بھی خطا ہو جاتی ہے لیکن اکثر یہ ہے کہ راے صواب پر ہوتی ہے تو شقاوت مین نادانی اصل اول ہے اور یہ تین قسم پر ہے اور تینون قسمون کی تفصیل جاننا اور علاج پہچاننا فرض ہے کیونکہ پہلی اصل تو راہ پہچاننا ہے پھر راہ چلنا اگر یہی دونون اصلین حاصل ہو گئین تو کچھ باقی نہین رہا اسی سبب سے امیر المؤمنین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دعا مین اسیقدر پر اقتصار کرتے اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ یعنی اے اللہ مجھے حق کو حق دکھا اور اسکی پیروی نصیب کر پس یہ جو نکور ہو چکا ہے اسمین راہ نہ چل سکنے کا علاج بیان کیا ہے اب راہ نہ جاننے کا علاج بیان کرتے ہین **غفلت اور نادانی کے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ اکثر

خلق جناب احدیت سے آڑمین ہے تو غفلت کے سبب سے آڑمین ہے سَو مین سے ننانوے ۹۹ آدمیون کا یہی حال ہے اور غفلت کے معنی یہ ہین کہ کار آخرت کے خطر کی آدمی خبر نہ رکھے لوگ اگر خبردار ہوتے تو تقصیر نہ کرتے اس واسطے کہ حق تعالےٰ نے آدمی کی یہ سرشت کی ہے کہ جس چیز مین خطر دیکھتا ہے اس سے حذر کرتا ہے اگرچہ حذر کرنے مین رنج و تکلیف بہت اُٹھانا پڑے اور کار آخرت کا خطر یا نور نبوت سے آدمی دیکھ سکتا ہے یا منادی نبوت سے سن سکتا ہے جو دوسرون کو پہونچے یا جو علما وارث انبیا ہین انکی منادی سے اور جو شخص سر راہ ہو رہا ہو اسکا علاج اسکے سوا اور کچھ نہین ہے کہ کوئی مہربان دوست جو بیدار ہوا سکے پاس جاکر اسے جگاوے اور یہ بیدار مشفق جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین ہین اور انکے نائب جو علمائے دین ہین اور حق سبحانہٗ تعالےٰ نے سب انبیا کو اسیواسطے بھیجا ہے جیسا خود فرمایا ہے لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ اور فرمایا لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین نے تمھین اسواسطے بھیجا ہے کہ خلق کو خواب غفلت سے بیدار کردو اور سبھون کے گوش گزار کردو اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یعنی سب دوزخ کے کنارے ہین مگر ایماندار پرہیزگار فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَاٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى یعنی جو شخص دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور رہوا و ہوس کی پیروی کرنے لگا وہ دوزخ مین پڑا کیونکہ اسکی خواہش کی مثل اس پرانی چٹائی کی ایسی ہے جو دوزخ کے غار پر بچھی ہے جو شخص چٹائی پر چلیگا خواہ نخواہ غار مین پڑے گا اور جسنے اپنی خواہش کے خلاف کیا وہ جنت مین داخل ہو خواہش کی مثل جنت کی راہ مین گھاٹی کی سی ہے جو شخص اس سے گزرا خواہ نخواہ جنت مین پہونچا اسی واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ تو جو اللہ کے بندے جنگل مین رہتے ہین جیسے بدو اور کوہستانی وغیرہ کہ انمین عالم نہین ہوتے یہ لوگ خواب غفلت مین پڑے ہین کہ انہین کوئی بھی بیدار نہین کرتا اور آخرت کے خطر سے یہ خود بیخبر ہین اسی سبب سے راہ خدا نہین چلتے اور جو لوگ دیہات مین ہین وہ بھی ایسے ہی ہین کیونکہ انہین بھی عالم کمتر ہوتے ہین اسواسطے کہ گاؤن قبر کے مثل ہے کیونکہ حدیث شریف مین ہے کہ اَهْلُ الْكُفُوْرِ اَهْلُ الْقُبُوْرِ اور جو شخص ایسے شہر مین ہے جہان ایسا عالم واعظ جو منبر پر بیٹھ کر وعظ و نصیحت کرے یا اس شہر کے عالم دنیا مین مشغول ہین دین کی محنت و مصیبت مین مصروف نہین وہ بھی غفلت مین رہے گا اسواسطے کہ یہ عالم تو خود خواب خرگوش مین ہے دوسرے کو کیا بیدار کریگا اور اگر عالم شہر منبر پر بیٹھا ہے اور مجلس وعظ ہوتی ہے اور ناصحان بیہودہ کیطرح تقریر مسجع اور واہیات خرافات باتین اور رنگتے بیان کرتا ہے اور رحمت الٰہی کے وعدے سے لوگون کو فریب دیتا ہے اسواسطے کہ لوگونکو گمان ہو کہ ہم کسی سنت پر ہون رحمت الٰہی ہمارے شامل حال ہوگی تو ان لوگون کا حال غافلون سے بھی بدتر ہے اور انکی مثل اس شخص کی سی ہے جو سر راہ سوتا ہوا اور کوئی اسے جگا کر ایسی شراب پلادے کہ اس سے متوالا ہو کر گر پڑے تو یہ کمبخت پہلے تو ایسا تھا کہ ہر ایک

لہ گھیری گئی ہے جنت کروہات مین اور گھیری گئی ہے دوزخ خواہشون مین ۱۲ کہ گاؤن والے قبرون والے ہین ۱۲

کی آواز سنتا اور آسانی سے جاگ اُٹھتا اب ایسا ہو گیا کہ اگر پچاس لاٹھین اسکے سر پر ماری جائین تو بھی خبر تک نہ ہو اور جو جاہل ان مجلسون مین بیٹھتا ہے وہ اس صفت پر ہو جاتا ہے کہ آخرت کا خطرہ اسکے دلمین آئے بھی نہین اور جو کچھ تو اس سے کہے وہ بھی جواب دے گا کہ اے شخص خدا کریم و رحیم ہے میرے گناہ سے اسکا کیا نقصان ہوتا ہے اور اسکی جنت ایسی وسیع ہے کہ میرے سبب سے اور جو لوگ مجھ ایسے گنہگار ہین انکی وجہ سے تنگ نہو جائیگی اور ایسے ایسے خیال خام اسکے دماغ مین پیدا ہوتے ہین جو واعظ اس قسم کی باتین کہے وہ جاہل ہے اور خلق کا دین کھونے کی فکر مین ہے اس واعظ کی مثل اس طبیب کی ایسی ہے جو ایسے بیمار کو کہ حرارت کے سبب سے مشرف بموت ہے شہد دیدے اور کہے کہ شہد مین شفا ہے یہ تو سچ ہے لیکن شفا اس بیمار کے واسطے ہے جس کی بیماری سردی کے سبب سے ہو آیات کلام اللہ اور احادیث جناب رسالت پناہ جو رجا اور امید رحمت خدا کے بارہ مین ہین وہ شفا تو ہین لیکن دو ہی بیمارون کے حق مین ایک تو اس مبتلائے مرض عصیان کے حق مین جس نے اس قدر گناہ کیے ہون کہ رحمت الٰہی سے ناامید ہو گیا ہو اور ناامیدی سے توبہ نہ کرے اور کہے کہ حق تعالےٰ میری توبہ ہرگز نہ قبول کرے گا تو یہ آیت اور احادیث اسکے حق مین باعث شفا ہین قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ بشرطیکہ اس آیت کو اگلی اس آیت سے ملا کر پڑھتا ہے وَاَنِیْبُوْٓا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ یعنے اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم تم میرے بندون سے کہدو کہ تم ناامید نہ ہو کیونکہ حق تعالےٰ سب گناہون کو بخشدیتا ہے بشرطیکہ تم توبہ کرو اور اسکی طرف پھرو اور احکام الٰہی کی اتباع کرو دوسرا بیمار وہ ہے جسپر ایسا خوف خدا غالب ہو جائے کہ عبادت سے کبھی خود آسودہ ہی نہ ہو اور اس بات کا خوف ہو کہ وہ ریاضت کرتے کرتے اپنے تئین ہلاک کر ڈالے گا کیونکہ اسنے خواب و خور بالکل چھوڑ دیا ہو تو رحمت کی آیتین اسکے زخم دل کا مرہم ہین مگر ایسی آیتین اور حدیثین اگر غافلون اور نڈر لوگون کے سامنے پڑھیگا تو گویا زخم پر نمک چھڑکا یعنے انکی بیماری بڑھ جائے گی اور جیسا وہ طبیب ہے جو حرارت کا علاج شہد سے کرتا ہے یعنی بیمار کے خون ناحق سے اپنا ہاتھ بھرتا ہے ایسا ہی یہ عالم بھی ہے یعنی لوگون کے دین کے درپے ہے اور دجال کا رفیق ہے اور ابلیس کا دوست شفیق ہے جس شہر مین ایسا عالم ہوتا ہے وہان شیطان کے جانے کی کچھ حاجت نہین کیونکہ عالم تو خود اسکا نائب مستقل ہے اور اگر واعظ کا بیان شرع کے موافق ہے اور خوف دلا دلا کر نصیحت کرتا ہے تو اگر اس کی خصلت اسکے قول کے برخلاف ہو اور دنیا کا لالچی ہو تو اسکے کہنے سے اور لوگون کی غفلت دور نہ ہو گی اسواسطے کہ اس کی مثل اس شخص کی ایسی ہے جو لوزینہ کا طباق سامنے رکھے ہوے بڑے شوق سے کھا رہا ہو اور پکار پکار کہتا ہو کہ اے لوگو خبردار اس لوزینہ کے پاس نہ پھٹکنا کیونکہ یہ زہر آلود ہے تو ایسی بات سن کر لوگ اس لوزینہ کے نہایت حریص ہون گے اور اپنے جی مین کہین گے کہ شاید یہ شخص اسواسطے منع کرتا ہے کہ سب خود ہی کھا جائے اور کوئی اس کے پاس نہ جائے لیکن اگر اسکا قول و فعل دونون موافق شرع ہین اور وہ قولاً اور فعلاً اگلے بزرگون کے قدم بقدم ہے تو غافل لوگ اسکے کہنے کے سبب سے خواب غفلت سے بیدار ہون گے بشرطیکہ وہ مقبول خلق ہو اور اگر اسے مقبولیت

نہ حاصل ہو کچھ لوگ اسکی بات سنتے ہین کچھ سنتے نہین آتے غفلت مین پڑے ہین تو اس پر واجب ہے کہ جہانتک ہو سکے ان لوگون کے درپے ہو ان کے گھرون مین جائے اور ان کو خدا کی طرف دعوت کرے پس اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ ہزار مین نوسو ننانوے آدمیون پر غفلت کا پردہ پڑا ہے اور کار آخرت سے بے خبر ہین غفلت ایسی بیماری ہے کہ اسکا علاج بیمار کے اختیار مین نہین ہے جب کہ غافل کو اپنی غفلت کی خبر ہی نہ ہوگی تو اس کا علاج کیونکر ڈھونڈھ سکے گا تو غفلت کا علاج علما کے ہاتھ ہے جیساکہ لڑکے ماں باپ اور معلم کے کہنے سے خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہین اسیطرح جوان اور بوڑھے واعظون کے کہنے سے بیدار ہوتے ہین چونکہ ایسے عالم اور واعظ مفقود ہین تو خواہ نخواہ غفلت کی بیماری پھیل گئی اور خلق پر پردہ پڑگیا اگر آخرت کی بات کہتے بھی ہین تو رسم کے طور پر زبانی کہتے ہین انکا دل اس صفت کے درد سے اور اس ہراس کے خطرے سے غافل اور بیخبر ہوتا ہے ایسے کے کہنے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا **ضلالت اور گمراہی اور اسکے علاج کا بیان** اے عزیز جان تو کہ بعض لوگ آخرت سے غافل تو نہین ہین لیکن اعتقاد باطل کرکے راہ حق سے بھٹک گئے ہین یہی گمراہی انکے واسطے حجاب اور آڑ ہے اسکی پانچ مثالین ہم بیان کرتے ہین تاکہ بخوبی حال معلوم ہو جائے **پہلی مثال** یہ ہے کہ کچھ لوگون نے آخرت سے منکر ہوکر یہ اعتقاد کیا ہے کہ آدمی جب مرجاتا ہے تو نیست و نابود ہو جاتا ہے جیسے گھاس کہ خشک ہو جاتی ہے اور چراغ گل ہو جاتا ہے اسی سبب سے تقوی کی لگام اُتار کر مطلق العنان ہوکر عیش و عشرت سے زندگی بسر کرتے ہین اور سمجھتے ہین کہ انبیا علیہم السلام نے جو ہدایت اور نصیحت فرمائی ہے محض خلق کی صلاح دنیوی کے واسطے یا اپنی جاہ اور اپنے تابعین پیدا کرنے کے واسطے فرمائی ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ یہ منکرین صاف کہہ بیٹھتے ہین کہ دوزخ کی بات تو ایسی ہے جیسے لڑکے سے کہین کہ تو اگر مکتب نہ جائے گا تو تجھے چوہون کے بل مین ڈال دین گے یہ کمبخت اگر اس مثال مین نظر کرے تو معلوم کرلے کہ مکتب مین نہ جانے کے سبب سے جس بدبختی مین لڑکا پڑے گا وہ چوہون کے بل سے بدتر ہے جیساکہ اہل بصیرت جان چکے ہین کہ حق تعالے سے حجاب اور آڑ مین جو حجاب اور بدبختی ہے وہ دوزخ سے بدتر ہے اور شہوت پرستی اس کہنے کا سبب ہے لیکن اسکا انکار طبیعت کے موافق ہے اور اخیر زمانہ مین بہتیری خلق کے دلون پر یہ انکار غالب ہوگیا اگرچہ یہ لوگ زبان سے نہین کہتے اور شاید کہ اپنے اوپر بھی پوشیدہ رکھتے ہین لیکن ان کے معاملات اس انکار پر دلیل ہین اسواسطے کہ انکی عقل کا یہ حال ہے کہ دنیا مین جو رنج پیش آنے والا ہے اسکے خوف سے سردست بہت رنج کھینچتے ہین تو اگر عاقبت مین کسی خطر کا اعتقاد رکھتے ہوتے تو اسے آسان نہ جانتے اسکا علاج یہ ہے کہ حقیقت آخرت اس منکر کو معلوم ہو جائے اسکے تین طریقے ہین ایک یہ کہ بہشت اور دوزخ اور پرہیزگار اور گنہگار مردون کا حال مشاہدہ مین دیکھے یہ نظر انبیا اولیا کے واسطے خاص ہے کیونکہ یہ لوگ اگرچہ اس جہان مین ہوتے ہین لیکن اس فنا اور بیخودی کی حالت مین جو ان پر طاری ہوتی ہے اس جہان کا احوال مشاہدہ کر لیتے ہین اسواسطے کہ حواس انسانی اور شہوات نفسانی کا شغلہ اس مشاہدہ سے حجاب اور آڑ ہے عنوان کتاب مین اس مضمون کا اشارہ ہم کر آئے ہین اور یہ مشاہدہ بہت نادر امر ہے جو شخص آخرت ہی کا ایمان نہ رکھتا ہوگا وہ اس کا ایمان کب لائیگا اور اسکی طلب کہان سے پائے گا اور اگر طلب کرے بھی تو اس مرتبہ کو کیون

پہونچنے لگا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ دلیل اور برہان سے پہچانے کہ آدمی کی روح اور حقیقت کیا ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ ایک جوہر اپنی ذات سے قائم ہے اور اس قالب سے مستغنی اور بے پرواہ ہے یہ قالب اسکی سواری اور آلہ ہے اسکا قوام نہین قالب کی نیستی سے حقیقت اور روح نہین نیست ہو جاتی اس پہچاننے کا ایک طریقہ ہے لیکن وہ بھی نادر اور مشکل ہے جو علما کہ علم مین راسخ ہین یہ طریقہ ان کی راہ ہے عنوان کتاب مین اسکا بھی اشارہ ہو چکا ہے تیسرا طریقہ جو عام خلق کا ہے وہ یہ ہے کہ انبیا اولیا اور علماء راسخ سے اس معرفت کا نور ان لوگون مین سرایت کرے جو انکی زیارت کرتے ہین اور انکی صحبت سے حصول سعادت کرتے ہین اسے ایمان کہتے ہین پیر کامل اور عالم پرہیزگار کی صحبت جس کسی کی مدد نہین کرتی وہ شقاوت مین رہتا ہے پیر اور عالم جسقدر زیادہ بزرگ ہوتا ہے اسی قدر اسکے نور کی سرایت سے آدمی کا ایمان بھی زیادہ قوی اور مضبوط ہوتا ہے اسی سبب سے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہؓ آپ کی زیارت سراپا سعادت کی بدولت سب لوگون سے زیادہ خوش نصیب اور قوی الایمان تھے پھر صحابہؓ کی زیارت کی برکت سے تابعین بہتر تھے اسی سبب سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے لڑکا اپنے باپ کو دیکھے کہ جہان سانپ کو دیکھتا ہے وہان سے بھاگتا ہے اور سانپ کے سبب سے اپنا گھر تک چھوڑ دیتا ہے اور لڑکے نے مکرر یہ دیکھا ہو تو اس بات کا ایمان اسے ضرور بالضرور حاصل ہو جائے گا کہ سانپ برا جانور ہے کہ اس سے بھاگنا ہی چاہیے حتیٰ کہ اس لڑکے کی طبیعت بھی ایسی ہی ہو جائے گی کہ جہان سانپ دیکھے گا وہان سے بے سانپ کی حقیقت دریافت کیے ہوئے فوراً بھاگ جائے گا اور شاید کہ فقط سنا ہی ہو کہ سانپ مین زہر ہوتا ہے اور زہر کا نام ہی نام جانے اسکی حقیقت نہ پہچانے لیکن کمال مرتبہ کا خوف اس سے پیدا ہو جائے گا انبیا علیہم السلام کے مشاہدہ کی مثل ایسی ہے جیسے لوگ دیکھین کہ سانپ نے کسی کو کاٹا وہ مرگیا پھر اور کسی کو کاٹا وہ بھی مرگیا اور اس مشاہدے سے سانپ کا ضرر معلوم ہو جائے اور یہ یقین کا منتہا ہے اور علماء راسخ کی دلیل کی مثل ایسی ہے کہ سانپ کے کاٹے سے آدمی کا مرجانا آنکھ سے تو نہ دیکھا ہو لیکن کسی طرح سے آدمی اور سانپ کا مزاج جان کر یہ سمجھ مین آیا ہو کہ ان دونون مین ضد ہے تو اس سبب سے بھی یقین آجاتا ہے لیکن ویسا یقین نہین آتا جیسا کہ مشاہدہ سے آتا ہے علمائے راسخ کے سوا اور تمام خلق کا ایمان علما بزرگونکی صحبت کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے یہ علاج بیمار سے بہت ہی قریب ہے دوسری مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت سے بالکل منکر تو نہین ہین اور آخرت کے نہ آنے کا اعتقاد کامل نہین رکھتے مگر اسمین متحیر رہتے ہین اور کہتے ہین کہ آخرت کی حقیقت نہین معلوم ہو سکتی پس شیطان موقع پاکر ایک دلیل پیش کر دیتا ہے حتیٰ کہ یہ کہنے لگے کہ دنیا تو یقینی ہے اور آخرت مین شک ہے اور یقینی چیز کو وہمی اور مشکوک چیز کے بدلے ہاتھ سے نہ کھونا چاہیے انکا یہ کہنا باطل ہے اسواسطے کہ یقین والونکے نزدیک آخرت ہی یقینی ہے اس متحیر کا علاج یہ ہے کہ لوگ کہین کہ دوا کی تلخی تو یقینی ہے اور شفا وہمی اور مشکوک ہے اور سفر دریا کا خطر تو یقینی ہے اور تجارت کا نفع مشکوک اگر پیاس کی حالت مین کوئی شخص تجھ سے یہ بات کہتا ہے کہ یہ پانی نہ پینا اسمین سانپ نے سر ڈالا تھا تو پانی پینے کی لذت تو یقینی ہے اور سانپ کا زہر وہمی اور مشکوک ہے پھر تو پانی کیون ہاتھ سے رکھدیتا ہے اگر تو کہیگا کہ یہ یقین جاتا رہے تو چندان نقصان نہین اور

اور اگر زہر کی بات سچ ہے تو ہلاکت اُسکا نتیجہ ہے پیاس کی تکلیف اُٹھ سکتی ہے اور ہلاکت پر صبر نہین آسکتا تو ہم کہتے ہین کہ دنیا کی لذت بھی سو برس سے زیادہ نہین ہے جب گزر گئی تو خواب و خیال تھی اور آخرت تو ہمیشہ ہے اور ہمیشہ کی تکلیف اور مصیبت نہین اُٹھ سکتی اگر یہ بات جھوٹ ہے تو تو سمجھ لے کہ مین دنیا مین چندر روز نہ تھا جیسا کہ ازل مین نہ تھا اور ابد مین نہ ہون گا اور اگر سچ ہے تو ہمیشہ کے عذاب سے چھوٹا اسی سبب سے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ملحد سے فرمایا کہ جیسا تو کہتا ہے اگر واقع مین بھی ایسا ہی ہے تو سبھون نے چھٹکارا پایا و الا ہم چھوٹے اور تو عذاب مین پڑا تیسری مثال یہ ہے کہ کچھ لوگ آخرت کا ایمان تو رکھتے ہین مگر کہتے ہین کہ آخرت قرض ہے اور دنیا نقد اور نقد مال قرض سے بہتر ہوتا ہے اتنا نہین جانتے کہ نقد قرض سے جب بہتر ہوتا ہے کہ قرض کے برابر ہو اور اگر قرض ہزار ہو اور نقد ایک تو قرض ہی بہتر ہے چنانچہ تمام خلق کے معاملات کی بنا اسی بات پر ہے یہ بھی منجملہ ضلال و گمراہی ہے چوتھی مثال کچھ لوگ ہین کہ آخرت کا ایمان تو رکھتے ہین لیکن چونکہ اس جہان مین انکے حسب دلخواہ انکے کام ہوتے ہین اور اپنے واسطے دنیا کی نعمتین مہیا دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ جس طرح یہان ہم ناز و نعمت مین ہین اسیطرح وہان بھی رہینگے کیونکہ حق سبحانہ تعالےٰ نے یہ نعمت ہمین اسواسطے عنایت فرمائی ہے کہ ہمین دوست رکھتا ہے اور فردائے قیامت کو بھی وہ ایسا ہی کریگا جیسے وہ بھائی جنکا قصہ سورہ کہف مین ہے کہ اُس ایک مالدار نے کہا وَلَئِنْ[۱] رُدِدْتُ اِلٰی رَبِّیْ لَاَجِدَنَّ خَیْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا دوسرے نے کہا اِنَّ[۲] لِیْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰی اسکا علاج یہ ہے کہ یہ سمجھ لے کہ جو کوئی فرزند کو عزیز رکھتا ہے اور غلام کو ذلیل وہ فرزند کو تمام دن مکتب مین علم کی قمچی کے نیچے رکھتا ہے اور غلام کو اسکے حال پر چھوڑ دیتا ہے وہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا ہے کیونکہ وہ اسکی بدبختی کی کچھ پروا نہین رکھتا تو اگر غلام سمجھے کہ یہ میری دوستی کے سبب سے مجھ سے خبر نہین ہوتا اور مین چین کرتا ہون اور مجھے اپنے فرزند سے زیادہ چاہتا ہے تو یہ اس غلام کی حماقت ہے حق سبحانہ تعالےٰ کی عادت یہی ہے کہ اپنے دوستون کے واسطے دنیا عنایت کرنے سے دریغ رکھتا ہے اور اپنے دشمنون کو دنیا ریل پیل دیتا ہے اسکی آسائش اور راحت کی مثل ایسی ہے جیسے اس شخص کی راحت جو کاہلی اور سستی کرکے کھیت نہ بوئے تو وہ یقیناً کھیت کاٹے گا بھی نہین - پانچوین مثال کچھ لوگ کہتے ہین کہ خدا رحیم اور کریم ہے بہشت دینے مین کسی سے دریغ نہ رکھے گا یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ اس سے زیادہ اور کیا کرم اور رحم ہوگا کہ تجھے اسکے اسباب مرحمت فرماتا ہے کہ تو ایک دانہ زمین مین ڈالے تاکہ سات سو دانے کاٹے اور تھوڑی مدت عبادت کرے اور ابد الآباد کے واسطے سلطنت بے نہایت کے مرتبہ کو پہونچ جائے اگر کرم اور رحم کے یہی معنی ہین کہ تو بے بوئے کاٹ لے تو زراعت اور تجارت اور طلب معاش کیون کرتا ہے صبر کر اور بیکار رہ کہ خدا کریم اور قادر ہے کہ بے جوتے بوئے گھاس پیدا کرتا ہے رزق کے معاملہ مین وہ خود ارشاد فرماتا ہے وَمَا[۳] مِنْ دَابَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا باوصف اس کے تو اُسکے اس کرم اور رحم کا جب ایمان نہین رکھتا اور آخرت کے باب مین کہ وہ خود فرماتا ہے وَاَنْ[۴] لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی باوصف اسکے تو وہ اعتقاد رکھتا ہے تو یہ نہایت گمراہی کی بات ہے جیسا جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَحْمَقُ[۵] مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَهٗ هَوٰهَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰهِ اور جسطرح کوئی شخص بے نکاح اور جماع کیے یا جماع کرکے انزال سے بچے ہوئے فرزند

[۱] اور ہر آئینہ اگر چلا جاؤن مین طرف اپنے پروردگار کے تو بیشک پاؤنگا بہتر اس سے بازگشت ۱۲ [۲] بیشک میرے واسطے خدا کے نزدیک بہتری ہے ۱۲ [۳] اور نہین ہے کوئی جنبش کرنیوالا زمین پر مگر خدا ہی کے ذمہ ہے اسکی روزی ۱۲ [۴] اور نہین آدمی کیواسطے مگر وہی جو اسنے کوشش کی ۱۲ [۵] احمق وہ شخص ہے کہ پیروی کرتا ہے اسکا نفس خواہش آرزو کی اور امید نیک رکھتا ہے خدا سے ۱۲ -

کی اُمید رکھے تو با وصف اسکے کہ خدائے کریم بے صحبت اور بے نطفہ کے فرزند پیدا کرنے پر قادر ہے مگر امید رکھنے مین وہ امید رکھنے والا احمق اور بیوقوف ہے اور جو شخص جماع کر کے بیج جمائے اور امیدوار ہو رہے کہ حق تعالےٰ آفات سے محفوظ رکھے اور فرزند پیدا ہو وہ شخص عاقل ہے علیٰ ہذا القیاس جو شخص ایمان نہ لائے یا ایمان تو لائے مگر نیک عمل نہ کرے اور نجات کی امید رکھے وہ احمق ہے اور جو شخص ایمان بھی لائے اور نیک کام بھی کرے اور خدا کے فضل سے امیدوار رہے کہ وہی موت کے وقت آفتون سے بچائے تاکہ یہ ایمان سلامت لیجائے تو یہ شخص عاقل ہے اور وہ مغرور اور جو لوگ کہتے ہین کہ خدا تعالےٰ نے ہمین اس جہان مین تو اچھے حال پر رکھا اُس جہان مین بھی اچھے ہی حال پر رکھے گا وہ خود رحیم و کریم ہے وہ خدا پر غرہ کرتے ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ دنیا نقد اور یقینی ہے اور آخرت اُدھار اور مشکوک وہ دنیا پر بھولے ہین اور حق تعالےٰ نے ان دونون باتون سے حذر کرنیکا حکم فرمایا ہے یَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَلَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ یعنی اے لوگو مین نے جو وعدہ کیا ہے وہ حق ہے کہ جو نیک کام کریگا نیک اجر پائے گا اور جو بُرے کام کریگا بری سزا پائیگا یہ وعدہ کان لگا کر سنو تاکہ نہ دنیا پر بھولو نہ حق تعالیٰ پر غرہ کرو پندار **اوراسکے علاج کابیان** اے عزیز جان تو کہ پندار والے لوگ دھوکے مین ہین یہ وہ لوگ ہین جو اپنی طرف اور اپنے عملون کی طرف نیک گمان رکھتے ہین اور اسکی آفت سے غافل رہتے ہین اور کھوٹے کھرے مین اس سبب سے تمیز نہین کرتے کہ انھون نے صرافی کے علم کی تکمیل ہی نہین کی فقط ظاہری رنگ وصورت پر دھوکا کھاتے ہین اور جو لوگ علم وعمل مین مشغول ہین اور غفلت وضلالت کے حجاب سے باہر نکل آئے ہین اُن مین سے سو مین ننانوے دھوکے مین ہین اسی سبب سے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰة والتسلیم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حق سبحانہ تعالےٰ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰة والسّلام سے ارشاد فرمائیگا کہ اپنی ذریت مین سے دوزخیون کو چھانٹ وہ عرض کرین گے کہ بار خدایا کتنون مین سے کتنون کو چھانٹون ارشاد ہوگا کہ ہزار مین سے نوسوننانوے دوزخی نکال یہ لوگ اگرچہ دوزخ مین ہمیشہ نہ رہین گے لیکن انھین دوزخ مین جانا ضرور ہے کیونکہ بعضے اہل غفلت ہونگے بعضے اہل ضلال بعضے اہل غرور بعضے اہل عجز کہ اپنی خواہشون مین پھنسے رہے ہونگے اگرچہ یہ جانتے ہون کہ ہم مقصر ہین اور اہل پندار بہت ہین ان کے اقسام گنتی مین نہین آتے مگر چار طبقون سے باہر نہین ہین علما عباد صوفی مالدار پہلا طبقہ اہل پندار سے علماء ہین کہ بعضے انمین سے اپنی تمام عمر علم حاصل کرنے مین گنواتے ہین تاکہ بہت سے علم حاصل کرین لیکن معاملہ اور عمل مین قصور کرتے ہین اور ہاتھ زبان آنکھ فرج کو گناہ سے نہین بچاتے اور سمجھتے ہین کہ ہم علم مین اس مرتبہ کو پہونچ چکے کہ ہم ایسون کو عذاب ہووے ہی گا نہین اور معاملہ مین ماخوذ ہی نہ ہونگے اور ہماری ہی شفاعت سے تمام خلق نجات پائے گی ان علما کی مثل اس بیمار کی ایسی ہے جو اپنی بیماری کا علم پڑھے اور رات بھر مباحثہ اور تکرار کرے نسخہ خوب لکھے دوا اور بیماری کما حقہ جانے اور خود ہرگز ٹھنڈائی نہ پیے اور دوا کی تلخی پر صبر نہ کرے تو اسمین ٹھنڈائی کی صفت بار بار پڑھنا اسے کیا فائدہ کرے گی اور حق تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى یعنی نجات وہی پائے گا جو پاک صاف ہو جائے نہ وہ جو فقط پاکی اور صفائی کا علم سیکھ لے اور فرمایا ہے وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى یعنی بہشت مین وہی جائے گا جو اپنی خواہش نفسانی کے خلاف کرے نہ وہ

جو فقط جانتا ہے کہ خواہش کے خلاف کرنا چاہیے اس سادہ دل کو اگر یہ پندار اور کج فہمی اُن حدیثون سے پیدا ہوئی ہے جو علم کی فضیلت
مین آئی ہین تو ان احادیث اور آیات کو کیون نہین پڑھتا جو علماء بے عمل کے حق مین وارد ہوئی ہین کیونکہ قرآن شریف مین حقتعالیٰ
نے ایسے عالم کی مثال اُس گدھے کے ساتھ دی ہے جسکی پیٹھ پر کتابین لدی ہون اور ایسا عالم تھپر کے شل ہے رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین کہ عالم بے عمل کو اس طرح دوزخ مین ڈالین گے کہ اسکی گردن اور ریٹھہ ٹوٹ جائے گی اور آگ اُسے اس طرح
گھمائے گی جیسے گدھا چکی گھوماتا ہے سب دوزخی اسکے گرد جمع ہو جائین گے اور کہین گے اے شخص تو کون ہے اور یہ کیا عذاب
ہے وہ بولے گا بھائیو مین وہ ہون کہ اورون کو حکم فرمایا اور خود نہ کیا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ قیامت کے دن
اُس عالم سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جو شخص جاہل ہو
اُسپر تو ایک ہی بار افسوس ہے اور عالم بے عمل پر سات بار افسوس ہے یعنی علم اُسپر حجبت اور دلیل پکڑا جائے گا کہ تو نے جان بوجھ کر
گناہ کیا اور بعضے علما نے علم و عمل دونون مین قصور تو نہین کیا لیکن سب ظاہری عمل کیے دل کی طہارت سے غافل رہے باطن سے
برے اخلاق نہین دور کیے جیسے تکبر حسد ریا طلب جاہ لوگون کی بدخواہی اُنکے رنج پر خوش ہونا راحت پر رنجیدہ ہونا اور ان حدیثون سے
غافل رہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ذرا سی ریا بھی شرک ہے اور جسکے دلمین ایک ذرہ بھی تکبر ہے وہ جنت مین نہ جائیگا
اور ایمان کو حسد ایسا تباہ کرتا ہے جیسا لکڑی کو آگ اور یہ نہین دیکھتے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
حق تعالےٰ تمھاری صورت کو نہین دیکھتا ہے تمھارے دلون کو دیکھتا ہے بس ان لوگونکی مثل اُس شخص کی ایسی ہے جسنے کھیتی کی ہو
اور وہان کانٹے اُگے اور گھانس نکل آئی تو اُسے ضرور ہے کہ کانٹے گھانس کو جڑ سے کھود کر پھینکے تاکہ کھیت زور پکڑے وہ اوپر اوپر
سے گھانس کاٹتا ہے اور اُسکی جڑ زمین مین باقی رہنے دیتا ہے جسقدر زیادہ کاٹتا ہے اسی قدر زیادہ گھانس بڑھتی ہے برے اخلاق
برے کامونکی جڑ ہین انھین کو اُکھاڑنا دور کرنا چاہیے بلکہ جو شخص ظاہر آراستہ اور باطن پلید اور گندہ رکھتا ہے اسکی مثل ایسی
ہے جیسے سنڈاس کہ باہر سے تو گچ کی ہوئی سراپا نفاست ہے اور اندر سے بالکل گندگی اور نجاست ہے یا جیسے قبر کہ ظاہر مین آراستہ
ہے اور اسکے اندر مردار مردہ ہے یا جیسے اندھیرا مکان ہے کہ اسکی دیوار کے پیچھے چراغان ہے حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا و علیہ
السلام نے عالم بے عمل کی اسطرح مثال دیکر فرمایا ہے کہ تم لوگ چلنی کے مانند مت رہو کہ اسمین سے آٹا تو گر پڑتا ہے اور
بھوسی رہجاتی ہے تم بھی علم اور حکمت کی باتین تو کہہ ڈالتے ہو جو بری بات ہے وہ تم مین رہجاتی ہے اور بعضے علما جانتے ہین کہ
یہ برے اخلاق ہین انسے حذر کرنا چاہیے دل پاک رکھنا چاہیے مگر جانتے ہین کہ ہمارا دل تو خود ان اخلاق سے پاک ہے یہ لوگ
ان سے بڑھ کر ہین جنسے یہ امور سرزد ہون کیونکہ یہ سب سے زیادہ اسکی برائی جانتے ہین لیکن جب انمین تکبر کا اثر پیدا ہوتا ہے
تو شیطان اُن سے کہدیتا ہے کہ یہ تکبر نہین ہے دین کی عزت اور عظمت چاہتا ہے اگر تو ہی عزت دار نہ رہے گا تو اسلام بے عزت ہوجائیگا
ایسا شخص اگر اچھے کپڑے پہنتا ہے اور گھوڑا اور ساز و سامان اور تجمل رکھتا ہے تو شیطان کہدیتا ہے کہ یہ رعونت اور سرکشی نہین
ہے بلکہ دشمنان دین کی شکست اور خفت ہے کیونکہ اہل بدعت علما کے باشان و شوکت ہونے سے مغلوب ہوتے ہین

ف اس عالم سے زیادہ کسی پر عذاب نہ ہوگا جو اپنے علم پر عمل نہ کرے ف عالم بے عمل پر سات بار افسوس ہے ف برے اخلاق برے کامون کی جڑ ہین ف جو شخص ظا[hir]...

یہ علما جناب سید المرسلین اور خلفاء راشدین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی سیرت بھول کر سمجھتے ہین کہ ان حضرات علیہم السلام و الصلوٰۃ کے افعال واطوار معاذاللہ اسلام کی خواری اور ذلت تھے اب ہماری شان وشوکت سے اسلام عزت پائیگا اور اگر ان مین حسد پیدا ہوتا ہے تو کہتے ہین کہ یہ دین کی سختی ہے اگر ریا پیدا ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ یہ خلق کے ساتھ نیکی ہے کہ ہماری عبادت دیکھین اور ہماری پیروی کرین اور جب بادشاہون کے دربار مین جاتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ ظالم کے ساتھ فروتنی نہین کہ یہ توحرام ہے بلکہ درباداری ہے مسلمانون کی سعی اور سفارش کے واسطے اور ان کی خیرخواہی کے لیے اور اگر حرام کا مال لیتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ حرام کا مال نہین ہے لاوارث ہے اسے لیکر دین کے کامون مین صرف کرنا چاہیے اور دین کے کام ہم سے متعلق ہین یہ عالم اگر اپنے دل مین انصاف کرے اور حساب لگائے توجان جائے کہ دین کیواسطے اس امر سے بہتر کوئی صلاح نہین ہے کہ خلق دنیا سے منھ پھیرے اور جو لوگ اسکے سبب سے دنیا کی رغبت کرتے ہین وہ ان لوگون سے زیادہ ہین جو دنیا سے اعراض کرتے ہین تو اسلام ایسے عالم کی نیست ونابود ہونے کے ساتھ وابستہ ہے اور اسلام کی بہبود اور مصلحت اسی مین ہے کہ ایسے علما بدباطن ہو دین ہی نہین اور ایسے پندار غلط اور خیالات خام بہت ہین ان کا علاج اور انکی حقیقت ان اصلون مین ہم بیان کرچکے ہین جو اوپر مذکور ہوئین مکرر بیان کرنا تطویل لاطائل ہے اور بعضے علمانے خود نفس علم مین غلطی کی ہے اور جو علم بہت ضروری ہے جیسے تفسیر حدیث تصوف علم اخلاق اور طریق ریاضت اور جوکچھ اس کتاب مین بیان ہے اور علم راہ آخرت اور راہ دین کی آفتین اور مراقبۂ دل کا طریقہ کہ یہ سب فرض عین ہے انھین نہ حاصل کیا ہو اور جانتے بھی نہین کہ یہ منجملہ علوم ہے اور جدل ومناظرہ مین یا تعصب مذہب مین یا فتاوٰی خصومات خلق مین یا اور علمون مین جو اسے دنیا سے آخرت کی طرف اور حرص سے قناعت کیطرف اور ریا سے اخلاص کی جانب اور غفلت وایمنی سے خوف اور پرہیزگاری کی جانب نہین بلاتے تمام عمر ضائع کرتے ہین اور جانتے ہین کہ علم یہی ہین اور جو کوئی علوم باطنی کی طرف متوجہ ہوا سے کہتے ہین کہ یہ علم سے منکر اور مہجور ہے ان پندار بے اعتبار کی تفصیل دراز ہے احیاء العلوم کی کتاب الغرور مین مذکور ہے یہ کتاب اسکی تفصیل کی گنجائش نہین رکھتی اور بعضے علما علم وعظ مین مشغول ہوتے ہین انکی باتین مسجع اور نکات اور مضامین واہیات ہوتی ہین اسکی عبارتین ڈھونڈھ لیتے ہین انکا مقصد یہی ہوتا ہے کہ خلق انکا کلام سنکر نعرہ مارے اور تعریف کرے وہ اسقدر نہین جانتے کہ اصل نصیحت یہ ہے کہ ایسی آتش مصیبت دل مین پیدا ہوجائے کہ آدمی کار آخرت کے خطر دیکھنے لگے پھر اس مصیبت کی نوحہ گری مین مشغول ہو اور وعظ ونصیحت اس مصیبت کا نوحہ ہے مگر جو نوحہ کہ آتش مصیبت مین نہ سلگا ہوگا وہ جو بات کہیگا وہ مانگے کی ہوگی کسی کے دلمین کچھ بھی اثر نہ کرے گی ان لوگون مین بھی بہت مغرور ہین اسکی تفصیل بھی طولانی ہے اور بعضے علمائے ظاہری فقہ مین اوقات بسر کرتے ہین اتنا نہین سمجھتے کہ فقہ کی تعریف اس سے زیادہ نہین ہے کہ جس قانون سے بادشاہ خلق کو سیاست کرے اسے یاد رکھنا اور جو چیز راہ آخرت سے علاقہ رکھتی ہے اس کا علم ہی اور ہے یہ فقیہ جانتا ہے کہ جو بات ظاہری فقہ مین راست اور درست ہوتی ہے وہ آخرت مین فائدہ دیگی اسکی مثال ایسی ہے کہ جو کوئی زکوٰۃ کا

ف۲ فتاوی کی خصومات خلق

ف۳ علم فقہ کی تعریف یہ ہے کہ جس قانون سے بادشاہ خلق کو سیاست کرے

ل جو چیز راہ آخرت سے علاقہ رکھتی ہے اسکا علم اور ہی ہے ۱۲

ال اخیر سال مین اپنی جورو کے ہاتھ بحکیر اسکا مال مول لیلے توظاہری فتوی یہ ہے کہ اسکے ذمہ سے زکوٰۃ ساقط ہوجائے گی یعنی بادشاہ کی طرف
سے جو شخص تحصیل کرتا ہے اسے نہین پہونچتا کہ اس شخص سے زکوٰۃ طلب کرے کیونکہ اسکی نگاہ ظاہر ملک پر ہوتی ہے اور سال تمام ہونے سے
پہلے ملک منقطع ہوگئی اور شاید فقیہ یہی فتوی دے اور اسقدر جانتے بھی نہین کہ جو شخص زکوٰۃ ساقط ہوجانے کے واسطے قصداً
ایسا کرتا ہے وہ عالم الغیب کے غصہ مین گرفتار ہوگا اسیطرح وہ بھی حق تعالیٰ کی ناخوشی مین مبتلا ہوگا جو زکوٰۃ دیوے ہی نہین کیونکہ بخل
مہلک ہے اور زکوٰۃ دینے مین پلیدی بخل سے طہارت ہوتی ہے اور وہ بخل مہلک ہوتا ہے جسکی اطاعت کرین اور یہ حیلہ کرنا بخل کی طاعت
ہے پھر جب حیلہ کے سبب سے بخل کی اطاعت ہوئی توہلاکت پوری ہوچکی پھر وہ حیلہ کرنے والا کیونکر نجات پائے گا علیٰ ہذا القیاس جو
شخص اپنی جورو کے ساتھ بدخوئی کرے اور اسے ستائے حتیٰ کہ وہ خلع کرکے مہر پھیر دے توظاہری فتوی کی رو سے یہ درست ہے
کیونکہ دنیا کے قاضی کو زبان سے کام ہے دل کا راز وہ نہین جانتا لیکن وہ شخص آخرت مین ماخوذ ہوگا کیونکہ یہ خلع اکراہ سے ہوگا علیٰ ہذا القیاس
کوئی شخص کسی آدمی سے کوئی چیز برملا مانگے اور وہ آدمی شرم سے دیدے توظاہر فتوی مین مباح ہے لیکن حقیقت مین یہ مصادرہ یعنی زبردستی
لینا ہے اسواسطے کہ ظاہر لاٹھی مار کر زبردستی لینے مین اور شرم کا کوڑا مار کر لینے مین کچھ فرق نہین اور ایسی بہت باتین ہین اور جو
شخص ظاہری فقہ کے سوا اور کچھ نہین جانتا وہی اس پندار مین رہتا ہے اور دین کے دقائق اسرار کو نہین سمجھتا دوسرا فرقہ عابد زاہد
لوگ ہین انمین بھی اہل پندار بہت ہین بعضے تو مغرور رہین کہ فضائل کے سبب سے فرائض سے باز رہے جیسے وہ شخص جسے طہارت مین
ایسا وسوسہ رہے کہ نماز بے وقت پڑھتا ہے اور ماں باپ رفیق کو سخت سست کہتا ہے اور پانی کی نجاست کا گمان بعید اسکے نزدیک
قریب ہوگیا اور جب کھانے پر بیٹھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ سب چیزین حلال ہین اور شاید حرام محض سے بھی حذر نہین کرتا بے کفش کے
پاؤن زمین پر رکھتا ہی نہین اور حرام محض کھاجاتا ہے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی سیرت بھولا رہتا ہے کہ امیر المؤمنین
حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حرام مین گرنے کے خوف سے سترطرح کے حلال ہم نے چھوڑ دیے اور باین احتیاط
ترسا عورت کے برتن سے آپ نے طہارت کی بس جھوٹ موٹ کے عابد زاہد احتیاط لقمہ کے بدلے احتیاط طہارت عمل مین لاتے ہین ایسا
ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص دھوبی کا دھویا ہوا کپڑا پہن لے تو جانتے ہین کہ اسنے بڑا ہی گناہ کیا حالانکہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ و
الثنا کے واسطے کفار جو کپڑا ہدیہ بھیجتے تھے آپ اسے بھی پہن لیتے تھے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جو کپڑا کفار کی لوٹ مین پاتے بے تکلف
پہن لیتے کسی نے یہ روایت نہین کی کہ اسے دھو کر پہنتے تھے بلکہ کفار کے ہتیار کمر مین باندھ باندھ کر نماز پڑھتے یہ کوئی نہ کہتا کہ جو پانی
لوہے کو دیا ہو یا لاکھ جو قبضہ وغیرہ مین بھری ہو یا چمڑا جو اسپر منڈھا ہو شاید ناپاک ہوگا پس جو شخص پیٹ زبان ہاتھ پاؤن وغیرہ
کے بارہ مین تو احتیاط نہ کرے اور احتیاط طہارت مین مبالغہ کرے وہ شیطان کا مسخرہ ہے بلکہ سب احتیاطین اگر آدمی بجالائے
اور پانی بہانے مین اسراف کرے یا نماز اول وقت نہ پڑھے تو بھی مغرور رہے اس احتیاط کی شرط طہارت کے بیان مین ہم ذکر کرچکے ہین
اور بعضے عابد ایسے ہین کہ انھین نماز کی نیت مین وسواس غالب ہوتا ہے حتیٰ کہ نیت کرتے وقت آواز نکالتے ہین ہاتھ جھٹکتے ہین
اس سبب سے شاید پہلی رکعت فوت ہوجاتی ہو اسقدر نہین جانتے کہ جیسے قرض ادا کرنے اور زکوٰۃ دینے کی نیت ہے ویسی ہی نماز کی

بھی نیت ہے اور ان لوگون مین سے نیت مین وسواس کے سبب سے نہ کوئی دوبارہ فرض ادا کرتا ہے نہ زکوٰۃ دیتا ہے اور بعضون کو سورۂ فاتحہ کے حروف ادا کرنے مین وسواس ہوتا ہے حتیٰ کہ حروف کو مخارج سے نکالتے ہین اور نماز مین بالکل دل اسی مین لگائے رہتے ہین کہ حروف مخرج سے نکلین نمازی کو قرآن کے معنون مین دل لگانا چاہیے تاکہ الحمد کہتے وقت ہمہ تن شکر ہو جائے اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کہتے وقت بالکل توحید اور عجز ہو جائے اور اِھْدِنَا کہتے وقت تضرع اور زاری مین ڈوب جائے اور وہ دل سے بالکل متوجہ کاہے کی طرف ہوا کہ اِیَّاكَ مخارج سے ادا ہو یہ نمازی ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی بادشاہ سے اپنی حاجت عرض کیا چاہتا ہو اور کہے یَا اَیُّھَا الْاَمِیْرُ اور پھر یہی کہے تاکہ اَیُّھَا ٹھیک ٹھیک زبان سے نکلے اور لفظ امیر کا میم کماحقہٗ ادا ہو تو وہ شخص بے شک خفیف ہونے اور مورد عتاب سلطانی بننے کا مستحق ہے اور بعضے لوگ ہر روز ایک قرآن ختم کرتے ہین اور بہت جلد جلد پڑھتے ہین زبان کے بل دوڑتے ہین اور دل غافل رہتا ہے انکی ہمت یہی ہوتی ہے کہ ایک ختم انکے واسطے گنتی مین آجائے تاکہ کہتے پھرین کہ ہم نے اتنے قرآن ختم کیے اور سات منزلون مین سے آج اتنی منزلین ہم نے پڑھین یہ جلد باز اتنا نہین جانتے کہ قرآن شریف کی ہر ہر آیہ ایک ایک نامہ ہے کہ احکم الحاکمین نے اپنے بندون کو لکھا ہے اسمین امر نہی وعدہ وعید مثال نصیحت خوف دلانا ڈرانا سب ہی کچھ ہے قرآن پڑھنے والے کو چاہیے کہ وعید کے محل پر ہمہ تن خوف ہو جائے اور وعدہ کے مقام پر سراپا خوشی بن جائے مثل کے محل پر بالکل اعتبار ہو جائے وعظ کے مقام پر ہمہ تن گوش بنجائے خوف دلانے کے وقت ہراس مین ڈوب جائے یہ سب کیفیتین دل کی حالتین ہین پھر زبان کی نوک ہلائے جانے سے کیا فائدہ ایسے شخص کی مثال اس آدمی کی سی ہے جسے بادشاہ نامہ لکھے اس نامہ مین احکام ہون وہ مکتوب الیہ بیٹھ کر اس نامہ کو ازبر کرے اور پڑھا کرے اور اسکے معنون سے غافل ہو اور بعضے آدمی حج کو جاکر کعبہ شریف کے مجاور ہو کر بیٹھ رہتے ہین روزے رکھتے ہین اور نہ دل و زبان کی حفاظت کرکے روزی کا حق ادا کرتے ہین نہ پاس حرمت کرکے مکۂ معظمہ کا حق بجا لاتے ہین نہ زاد حلال تلاش کرکے راہ کا حق ادا کرتے ہین اور ہمیشہ ان کا دل خلق ہی کے ساتھ متعلق رہتا ہے کہ خلق ہمین کعبۂ شریف کا مجاور جانے اور خود کہتے ہین کہ ہم اتنی دفعہ عرفات پر کھڑے ہوے ہین اور اتنے برس بیت اللہ کے مجاور رہے ہین یہ لوگ اتنا نہین جانتے کہ اپنے گھر مین کعبہ شریف کا شائق رہنا اس سے بہتر ہے کہ آدمی کعبہ شریف مین ہو اور اپنے گھر کا شائق رہے اور اس امر کا مشتاق رہے کہ خلق اسے مجاور جانے اور یہ طمع رکھے کہ اسے کوئی کچھ دے اور جو لقمہ وہ اٹھاتا ہے اسمین بخل پیدا ہو جاتا ہے یہ خوف کھاتا ہے کہ کوئی اس سے لیلے یا مانگ بیٹھے اور بعضے لوگ زہد کا طریقہ اختیار کرکے موٹا جھوٹا کپڑا پہنتے ہین تھوڑا سا کھانا کھاتے ہین مال مین تو زاہد رہتے ہین جاہ و قبول مین زاہد نہین رہتے خلق ان سے برکت لیتی ہے یہ اس امر سے خوش ہوتے ہین خلق کی نظر مین اپنا حال آراستہ رکھتے ہین اتنا نہین جانتے کہ مال سے زیادہ یہ جاہ نقصان کا باعث ہے اور جاہ کا ترک کرنا بہت دشوار ہے کیونکہ جاہ کی امید پر سب طرح کے رنج کھینچنا آسان ہین زاہد وہ ہے جو ترک جاہ کر سکے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس کچے زاہد کو کوئی شخص کچھ دے تو نہین لیتا کہ مبادا لوگ اپنے جی مین کہین کہ زاہد نہین ہے اگر اس سے کہین کہ تو ظاہر مین لے لے چھپا کر مستحق فقیر کو دیدینا تو یہ کہنا مار ڈالنے سے بھی زیادہ اُسپر شاق ہوتا ہے

اگرچہ مال حلال ہو تو بھی اس خیال سے نہین لیتا کہ مین لونگا تو لوگ کہینگے کہ یہ زاہد نہین ہے اسی سبب سے ایسا زاہد فقیرون کی بہ نسبت امیرون کی عزت حرمت زیادہ کرتا ہے اور ان کی مراعات بہت کرتا ہے یہ سب باتین غرور اور نادانی ہین اور بعضے آدمی سب نیک عمل کرتے ہین مثلاً ہر روز ہزار رکعت نماز کئی ہزار تسبیح پڑھتے ہین شب بیدار رہتے ہین ہر روز روزہ دار رہتے ہین لیکن دل کی مراعات نہین کرتے کہ برے اخلاق سے پاک ہو جائے انکا باطن حسد ریا کبر سے بھرا رہتا ہے ایسے آدمی اکثر بدخو اور ترشرو ہوتے ہین بندگان خدا کے ساتھ غصہ سے بات کرتے ہین گویا ہر ایک سے لڑے روٹھے رہتے ہین اتنا نہین جانتے کہ خوئے بد تمام عبادت کو حبط کر دیتی ہے اور خلق نیک سب عبادتون کا افسر ہے یہ کمبخت گویا عبادت کر کر کے خلق خدا پر احسان کرتا ہے اور سبھون کو حقارت کی نگاہ سے دیکھتا ہے اپنے تئین خلق اللہ سے کھینچے اور سمیٹے رہتا ہے کہ کوئی اسے چھو نہ جائے اتنا نہین سمجھتا کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات سب عابدون زاہدون کے سردار تھے اور تمام جہان سے زیادہ ہنسکھ اور ملنسار تھے جو شخص نہایت میلا کچیلا ہوتا کہ اس سے سب اپنے تئین سمیٹتے اسے آپ اپنے پاس بٹھاتے اور مصافحہ کے واسطے دست مبارک دیتے اس کمبخت سے زیادہ کوئی شخص بیوقوف نہین جو اپنے استاد سے بھی اونچی دوکان جمائے یعنی مرشد برحق سے بڑھ جانے کا خیال خام دل مین لائے یہ سیدھے سادے لوگ سلطان الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی کا تو دم بھرین اور آپ کی عادت سراپا سعادت کے خلاف کرین تو اس سے زیادہ اور کیا بیوقوفی ہوگی تیسرا طبقہ صوفی لوگ ہین جتنا غرور اور پندار ان لوگون مین ہوتا ہے اتنا کسی فرقے مین نہین ہوتا کیونکہ جسقدر راہ باریک اور مقصود عزیز اور بہتر ہوتا ہے اسی قدر شبہے اور دھوکے زیادہ پڑتے ہین راہ تصوف کا پہلا قدم یہ ہے کہ سالک نے تین درجے حاصل کر لیے ہین ایک یہ کہ اسکا نفس مقہور اور مغلوب ہو گیا ہو نہ اسمین خواہش باقی رہی ہو نہ غصہ نہین کہ خواہش اور غصہ جڑ سے نیست و نابود ہو گیا مگر ایسا مغلوب ہو گیا ہو کہ بے حکم شرع اسمین کچھ تصرف نہ کر سکے جس طرح جو قلعہ فتح ہو جاتا ہے اس قلعہ کے لوگون کو فتح کرنے والے مار نہین ڈالتے مگر وہ لوگ مطیع ہو جاتے ہین اسی طرح سالک کے سینہ کا قلعہ حاکم شرع کے ہاتھ فتح ہو گیا ہو دوسرا درجہ یہ ہے کہ دونون جہان سالک کے سامنے سے گم ہو گئے ہون اس کے یہ معنی ہین کہ حس اور خیال کے عالم سے وہ گزر گیا ہو اسواسطے کہ جو چیز حس اور خیال مین آتی ہے اس مین بہائم بھی شریک ہین اور وہ چیز آنکھ فرج پیٹ کی شہوت کا غصہ ہوتی ہے بہشت حس اور خیال کے عالم سے باہر نہین ہے اور جو چیز جہت پذیر ہوتی ہے اور خیال کو اس سے سروکار ہوتا ہے وہ اسکے نزدیک ایسی ہو گئی ہو جیسے اس شخص کے نزدیک گھاس ہو جاتی ہے جسنے لوزینہ اور بھنا ہوا مرغ پایا ہو کیونکہ سالک جان چکا ہے کہ جو چیز خیال مین آئے وہ بے قدر اور بے حقیقت ہے اور بھولے نادانون کو نصیب ہوگی وَاَکْثَرُ اَھْلِ الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ تیسرا درجہ یہ ہے کہ سالک کو جناب احدیت تے اور اسکے جلال اور جمال نے بالکل گھیر لیا ہو کہ جہت مکان حس خیال کو اس سے کچھ سروکار ہی نہ رہا ہو بلکہ حس اور خیال اور جو علم ان دونون سے پیدا ہوتا ہے اس کا حال سالک کے ساتھ ایسا ہو جیسے آنکھ کا آواز کے ساتھ اور کان کا رنگون کے ساتھ حال ہے یعنی اس سے بے خبر ہونا

ف اکثر جنتی بھولے ہوتے ہین ۱۲۔

ف خلق نیک سب عبادتون کا افسر ہے ۱۲ ف جھوٹے صوفیون مین سب سے زیادہ غرور پندار ہے ۱۲ ف راہ تصوف کا مختصر بیان ۱۲۔

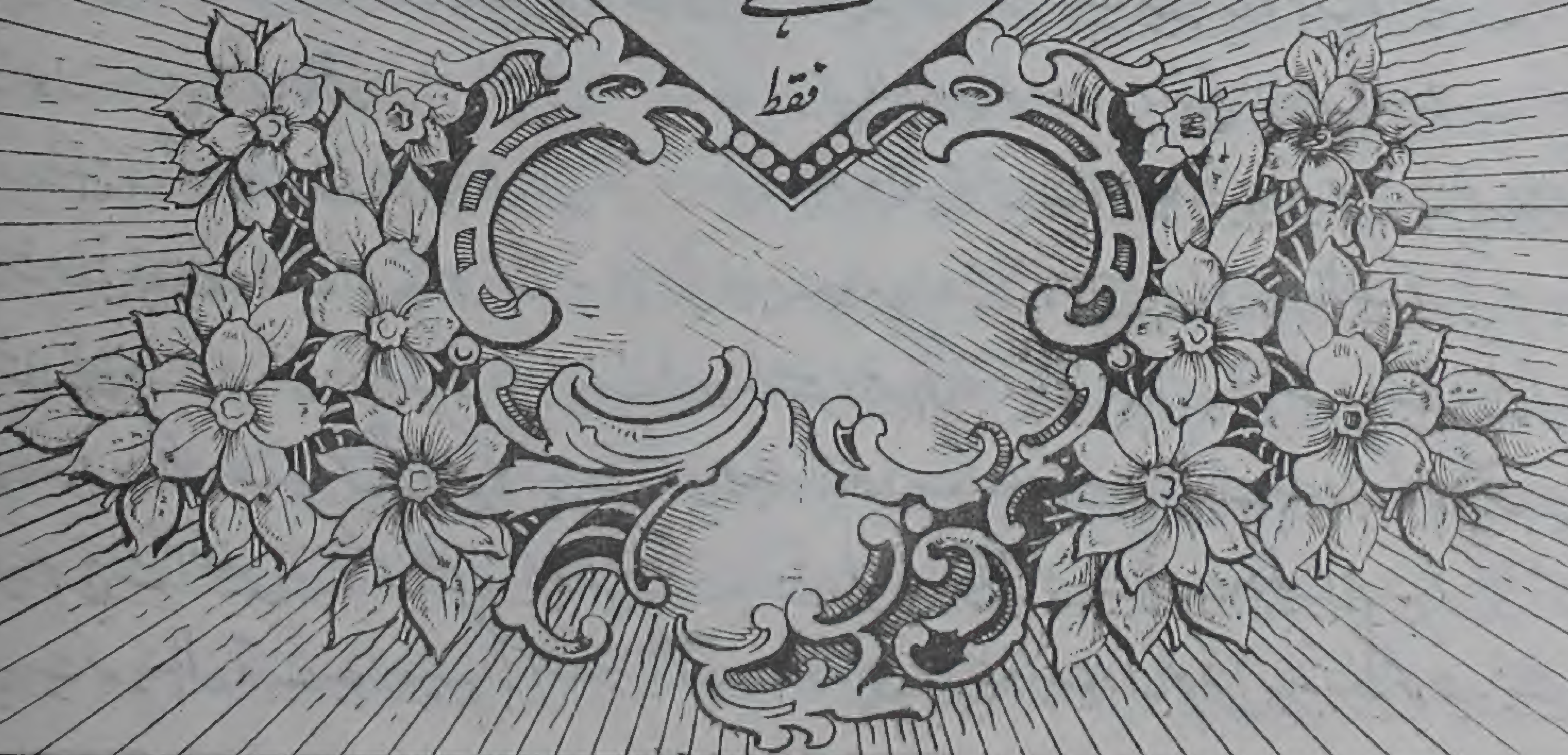
ضرور ہے جب سالک اس مقام پر پہونچا تو کوچۂ تصوف کے سرے پر آیا سالک کو ان درجون کے علاوہ بہت احوال حق سبحانہٗ تعالےٰ کے ساتھ ہوتے ہین کہ انکا بیان مین آنا دشوار ہے حتیٰ کہ بعضون نے اسے یگانگی اور اتحاد کے ساتھ تعبیر کیا اور بعضون نے حلول کے ساتھ جس شخص کا قدم علم مین راسخ نہ ہو اور یہ حال اسپر طاری ہو جائے تو وہ بخوبی بیان نہین کر سکتا جو کچھ کہنے لگتا ہے صریح کفر نظر آتا ہے اور فی نفسہ حق ہوتا ہے مگر اسے بیان کرنے کی قدرت نہین ہوئی یہ جو بیان کیا گیا راہ تصوف کا ایک شائبہ ہے اے عزیز اب تو دیکھ کہ نام کے صوفی کس الٹی سمجھ اور دھوکے مین گرفتار رہین ان مین سے کچھ لوگون نے تو سجّادے اور گدڑی اور نقلی باتون کے سوا نہ کچھ دیکھا نہ سنا اسے اختیار کر کے کچے صوفیون کا لباس اختیار کر کے انکی ظاہری وضع بنائی ان کی طرح سجادے پر بیٹھ کر گردن جھکاتے ہین اور شاید کہ وسوسہ اور خیال انھین پیش آتا ہے سر ہلاتے ہین اور جانتے ہین کہ یہی تصوف ہے ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے وہ عاجز بڑھیا جو سر پر ٹوپی رکھے چپکن پہنے ہتھیار لگائے اور صف جنگ مین بہادرون کی لڑائی اور رجز خوانی کا انداز سیکھے اور سپاہیون کے سب ظاہری حرکات سکنات جان چکی ہو وہ جب فوج مین اپنا نام لکھوانے کے واسطے بادشاہ کے سامنے جائزے مین جائے اور بادشاہ ایسا ہو کہ صورت اور لباس پر نہ جائے بلکہ دلیل طلب فرمائے یا اسے ننگا کرنے کا حکم دے یا کسی جوانمرد کے ساتھ لڑنے کا اور یہ دیکھکر کہ یہ ایک ضعیفہ بڑھیا ہے یہ حکم محکم فرمائے کہ اسے ہاتھی کے پاؤن کے تلے ڈالدو تاکہ کسی دوسرے کو بادشاہ کے حضور ایسی لچر حرکت کرنے کی جرأت نہ پڑے اور ان مین سے بعضے ایسے ہوتے ہین کہ وہ ان باتون مین بھی قاصر ہین کہ صوفیون کی ظاہری وضع اختیار کرین اور پھٹے ہوئے کپڑے پہنین بلکہ پاکیزہ گدڑیان باریک سرمئی لنگیان حاصل کر کے جانتے ہین کہ جب کپڑے رنگ لیے قصّہ تمام ہو گیا تصوف کا اختتام ہو گیا یہ نہین جانتے کہ صوفیۂ صافیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اگر لباس اسواسطے رنگتے تھے کہ ہر وقت دھونے کی حاجت نہ ہو اور نیلا اسواسطے رنگتے تھے کہ دین کی مصیبت مین تھے وہ رنگ انکے حال کے موافق تھا یہ کمبخت جب ایسا مستغرق نہین ہے کہ کپڑے نہ دھوے اور ایسا مصیبت زدہ نہین ہے کہ ماتمی کپڑے پہنے اور ایسا عاجز نہین ہے کہ جہان کپڑا پھٹ جائے پیوند لگائے تاکہ گدڑی ہو جائے بلکہ نئے نئے کپڑے قصداً پھاڑتا ہے کہ گدڑی بنجائے تو اس کمبخت نے ظاہری صورت مین بھی صوفیۂ صافیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کی موافقت نہ کی کیونکہ پہلے گدڑی پوش جناب امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ تھے کہ آپکے لباس مین چودہ پیوند لگے تھے ان مین سے بعضے پیوند چمڑے کے تھے اور ان مین سے بعضے ایسے بھی ہوتے ہین کہ جس طرح چھوٹا اور پھٹا ہوا کپڑا پہننے کے متحمل نہین اسی طرح اداے فرائض اور ترک معاصی کے بھی متحمل نہین ہوتے اسپر طرہ یہ ہے کہ اپنے عجز و قصور کے معترف بھی نہین ہوتے کہ شیطان اور خواہش نفسانی کے ہاتھ مین پھنسے ہین بلکہ ان کا مقولہ یہ ہے کہ دل سے کام ہے ظاہری صورت کو دیکھنا کیا ہمارا دل ہمیشہ نماز مین ہے اور حقتعالیٰ کیساتھ راز و نیاز مین ہے ہمین ان ظاہری اعمال کی کچھ حاجت نہین کیونکہ اس مشقت کا حکم ان ہی لوگون کو ہے جو اپنے نفس کے اسیر ہون ہمارا نفس خود مردہ ہے ہمارا دین دہ در دہ حوض کے مانند ہو گیا ہے کہ ایسی چیزون سے خراب ہی نہین ہوتا اور جب عابدون کو دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ بیگاری ہین جب علما کو دیکھتے ہین تو کہتے ہین کہ یہ لوگ باتون مین پھنسے پڑے ہین راہ حقیقت

جانتے ہی نہین ایسے گمراہ لوگ قتل کرنیکے لائق ہین ان کا خون بالاجماع مباح ہے اور بعضے لوگ ہین کہ صوفیون کی خدمت کرنے پر مستعد ہوتے ہین اور حق خدمت یہ ہے کہ آدمی اپنا جان و مال ان حضرات پر سے تصدق کردے اور اپنے تئین انکے عشق مین بالکل بھول جائے پھر جب کوئی انکے وسیلہ سے مال پیدا کرے اور انھین اپنا مطیع کرے تاکہ خود خادم مشہور ہو اور لوگ اس کی عزت اور حرمت کرین اور جہان سے پائے حرام حلال کا مال لے آئے اور انھین دے تاکہ اسکی سرد بازاری نہ ہو اور یہ نہ کھلے کہ یہ فریبیا ہے اور بعضے لوگ ہین کہ انھون نے ریاضت کی سب راہ طے کی اپنی خواہش کو مغلوب اور مقہور کرکے اپنے تئین بالکل خدا ہی کے سپرد کر دیا اور گوشہ مین بیٹھے ہوے ذکر کیا کرتے ہین انھین کشف ہونے لگتا ہے حتیٰ کہ جس چیز کی چاہتے ہین خبر پاتے ہین اگر کوئی قصور کرتے ہین تو تنبیہ ہو جاتی ہے اور ممکن ہے کہ پیغمبرون اور فرشتون کو مثالون مین اور اچھی اچھی صورتون مین دیکھنے لگین اور اپنے تئین آسمان مین دیکھین اور اس کی حقیقت اگر صحیح ہو تو سچے خواب کے مانند ہے لیکن وہ خواب سوتون کے خیال مین آتا ہے اور یہ حال جاگتون کے خیال مین آتا ہے اور وہ شخص اس سبب سے مغرور ہو کر کہتا ہے کہ جو کچھ ساتون زمین و آسمان مین ہے بار ہا میرے سامنے پیش کیا گیا ہے اور سمجھا ہے کہ اولیا کا اخیر کام یہی ہے حالانکہ آفرینش مین حق تعالےٰ کی جو عجیب عجیب صنعتین ہین ان مین سے ایک سر مو بھی نہین جانا ہے اور جانتا ہے کہ جو کچھ موجود ہے وہ سب یہی ہے جو مین نے دیکھا جب یہ حال پیدا ہو جاتا ہے تو آدمی جانتا ہے کہ مین کمال کے درجہ کو پہونچگیا اور اس بات کی خوشی مین مشغول ہو کر طلب مین قاصر ہو جاتا ہے اور شاید وہ نفس جو مقہور اور مغلوب ہو گیا تھا پھر زور اور زور پکڑنے لگے وہ سمجھے کہ مین ایسی ایسی چیزین دیکھ چکا تو اپنے نفس سے مطمئن ہو گیا اور کمال کے درجہ کو پہونچگیا یہ بڑا دھوکا ہوتا ہے اسپر کچھ اعتماد نہین اعتماد اسپر ہوتا ہے کہ اسکی طبیعت بدل جائے خوشی سے شریعت کا ایسا متبع بنجائے کہ کسی طرح اسمین تصرف اور قصور باقی نہ رہے شیخ ابوالقاسم گرگانی قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ پانی پر چلنا ہوا مین اڑنا غیب کی خبر دینا کچھ کرامت نہین بلکہ کرامت یہ ہے کہ آدمی بالکل امر الٰہی ہو جائے یعنے دل و جان تن و مال سے حکم شرع کی اتباع کرنے لگے کہ حکم کے خلاف کوئی بات اس سے سرزد ہی نہ ہو یہ حالت البتہ قابل اعتماد ہے اور پانی پر چلنا ہوا پر اڑنا غیب کی باتونکی خبر دینا ایسی باتین ممکن ہین کہ شیطان کیطرف سے ہون کیونکہ شیطان کو بھی غیب کی خبر ہے اور کاہن لوگ بھی بہتیری غیب کی باتونکی خبر دیتے ہین اور عجیب و غریب کام ایسے وقوع مین آتے ہین اعتماد اسی حالت پر ہے کہ تیری ہستی اور خواہش گم ہو جاے اور اسکے بدلے اتباع شریعت قرار پکڑے پھر اگر تو شیر پر نہ سوار ہو سکے گا تو کچھ پروا نہین کیونکہ جب غیظ و غضب کے کتے کو جو تیرے سینہ مین ہے تو نے پامال کر ڈالا اور اپنا مغلوب اور مقہور کر لیا تو بہت بڑے شیر پر بیٹھ چکا اور اگر غیب کی خبر تو نہ دے سکے گا تو کچھ پروا نہ کر اس واسطے کہ جب تو نے اپنے نفس کے عیب اور غرور کو پہچان لیا اور اس کی آفت اور مکاری سے آگاہ ہو گیا تو تیرا عیب ہی غیب ہے عیب جاتا تو غیب دان ہو چکا اگر پانی پر تو نہ چل سکے گا ہوا مین نہ اڑ سکے گا تو کچھ پروا نہ رکھ اس لیے کہ جب حس و خیال کے باہر تجھے کوئی مقام کھلا اور اسمین تو چل نکلا تو پانی پر چل چکا ہوا پر اڑ چکا اور اگر ایک شب مین تو جنگل اور صحرا طے نہ کرے تو کچھ باک نہ رکھ اسواسطے کہ جب دنیا کے جنگلون اور میدانون سے تو چھوٹ گیا اور دنیا کے شغل پیچھے چھوڑ آیا تو بڑا دشوار گزار جنگل اور بہت میدان طے کر آیا اور اگر کسی بڑے پہاڑ پر تو قدم نہ رکھ سکے تو کچھ پروا نہ رکھ کیونکہ تو نے جب شبہہ کے ایکدرہم پر لات ماردی تو گھاٹی

طے کر آیا اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے قرآن شریف مین اسے گھاٹی اور دشوار گزار مقام ارشاد فرمایا فلا اقتحم العقبۃ
ان لوگون کے غرور اور دھوکون کے یہ چند اقسام ہین سب بیان کرنا موجب طوالت ہوگا چوتھا طبقہ امیر اور مالدار لوگ ہین انھین
بھی دھوکے اور اُلٹی سمجھ والے بہت ہین اسواسطے کہ بعضے مالدار مسجد اور سرا اور پل وغیرہ بنوانے مین مال صرف کرتے ہین اور شاید
وہ مال وجہ حرام سے پیدا کیا ہو تو انپر یہ فرض تھا کہ مالک کو مال واپس کر دیتے انھون نے وہ مال یہ چیزین تعمیر کرانے مین صرف
کیا تاکہ گناہ اور زیادہ ہوجائے اور جانتے ہین کہ ہم نے بڑے ثواب کا کام کیا اور بعضے امیر مال حلال خرچ کرتے ہین مگر لوگون کو دکھانا
انھین مقصود ہوتا ہے کہ اگر ایک دینار صرف کرتے ہین تو چاہتے ہین کہ پتھر پر اپنا نام کھدوا کر وہان لگادین اگر ان سے کہیے کہ اپنے
نام کا پتھر نہ لگاؤ اور کسی کے نام سے لگاؤ کیونکہ عالم الغیب تو بنوانے والے کو جانتا ہی ہے تو وہ یہ نہین کر سکتے اس ریا کی علامت یہ ہے
کہ اسکے عزیز قریب اور پڑوسی محتاج ہوتے ہین اور ایک ایک ٹکڑے کو ترستے ہین تو وہ مال انھین دینا افضل ہے اور وہ انھین نہین
دے سکتے کیونکہ پتھر پر یہ عبارت کھود کر انکی پیشانی مین تھوڑے ہی لگا سکین گے کہ بناہ الشیخ فلان طال بقاءہ اور
بعضے مالدار خالص نیت سے مال حلال تو خرچ کرتے ہین مگر مسجد کے نقش و نگار مین صرف کرتے ہین اور جانتے ہین کہ یہ بہت نیک کام
ہے اس سے دو برائیان پیدا ہوتی ہین ایک تو نماز مین لوگونکا دل ان نقش و نگار مین مشغول رہتا ہے خشوع خضوع سے محروم
رہتے ہین دوسرے یہ کہ ویسے ہی نقش و نگار اپنے گھر و نمین بنانے کی آرزو پیدا ہوتی ہے اور دنیا اُنکی نگاہون مین آراستہ پیراستہ
معلوم ہوتی ہے اور جانتے ہین کہ ہم نے بڑا کام کیا جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ تم لوگ جب مسجد مین نقش و نگار
کرو اور قرآن شریف پر سونا چڑھاؤ تو تم پر افسوس ہے مسجد کی آبادی ان دلونکے سبب سے ہوتی ہے جو حضور اور خشوع و خضوع سے
آراستہ ہون اور نفرت دنیا سے پیراستہ ہون اور جو چیز لوگونکے دلونسے حضور اور خشوع دور کرے اور دنیا کو آراستہ دکھائے
وہ مسجد کی ویرانی کا سبب ہے اس کمبخت نے نقش و نگار بنواکر مسجد کو ویران کر دیا اور جانتا ہے کہ مین نے بہت اچھا کام کیا
ہے اور بعضے امیر اپنے دروازے پر فقیرون کے جمع ہونے کو دوست رکھتے ہین تاکہ شہر مین اسکا شہرہ ہو یا ایسے فقیرون کو
صدقہ دیتے ہین جو لسان اور نامور ہون یا جو قافلے حج کو جاتے ہین ان پر خرچ کرتے ہین یا ان لوگون کو دیتے ہین جو خانقاہون
مین رہتے ہون تاکہ سب لوگ جانین اور احسان مانین اگر انسے کہیے کہ یہ چھپا کر یتیمون کو دو کہ یہ راہ حج مین خرچ کرنے سے افضل ہے تو
نہین دے سکتے کہ لوگون سے اپنی تعریف اور اپنا شکر کرانے کا انکو مزہ اور شوق ہے اور جانتے ہین کہ ہم بڑے خیر کا کام کرتے ہین
حضرت بشر حافی قدس سرہٗ سے ایک شخص نے مشورہ کیا کہ میرے پاس دو ہزار درم ہین میرا جی چاہتا ہے کہ حج کو جاؤن فرمایا
کہ تو تماشا دیکھنے جائے گا یا حق تعالےٰ کی رضامندی ڈھونڈھنے عرض کی کہ خدا کی رضامندی کے واسطے فرمایا کہ جاکر دس
محتاجون کا قرض ادا کر دے یا دس یتیمون کو دیدے یا کسی عیالدار کو دے کہ جو راحت مسلمان کے دل کو پہونچتی ہے فرض
حج کے بعد سو حج سے افضل ہے اُس شخص نے عرض کی کہ مین اپنے دل مین حج کی بہت رغبت دیکھتا ہون فرمایا اسکا
سبب یہ ہے کہ یہ مال تو نے بے وجہ پیدا کیا ہے جب تک بے راہ نہ خرچ کریگا تیرے دل کو قرار نہ آئے گا اور بعضے مالدار ایسے

ہوتے ہین کہ زکوٰۃ کے سوا ایک کوڑی نہین دیتے اور زکوٰۃ اور عشر بھی ایسے لوگونکو دیتے ہین جو انکے کاروبار مین رہتے ہون جیسے معلم اور شاگرد تاکہ ان لوگون کے جمع رہنے سے ان امیرون کی جاہ وحشمت برقرار رہے جیسے وہ مدرس جو اپنے طالب علمون کو زکوٰۃ دے جب وہ اس سے پڑھنا موقوف کردین تو نہ دے یہ گویا تنخواہ ہوتی ہے اور خود جانتا ہے کہ شاگردی کے بدلے مین دیتا ہون اور یہ جانتا ہے کہ زکوٰۃ دی اور کبھی ایسے لوگون کو دیتا ہے جو بزرگون کی خدمت مین رہتے ہین اور انکی سعی سے اور لوگون کو دیتا ہے تاکہ اُنپر احسان ہو اور اتنی سی زکوٰۃ دیکر کئی مطلب نکالا چاہتا ہے اور کبھی شکر وثنا کی بھی امید رکھتا ہے پھر یہی جانتا ہے کہ مین نے زکوٰۃ دی اور بعضے مالدار ایسے بخیل ہوتے ہین کہ زکوٰۃ بھی نہین دیتے مال جمع کرتے ہین اور پارسائی کا دعویٰ کرنے پر مرتے ہین صائم الدہر اور قائم اللیل رہتے ہین انکی مثال اس شخص کی ایسی ہے جسے دردسر ہو اور ایڑی مین دوا لگائے یہ کمبخت نہین جانتا کہ اسے بخل کے سبب سے بیماری ہے بہت کھانے سے نہین تو بہت خرچ کرنا اسکا علاج ہے بھوکون مرنا اسکی دوا نہین ہے مالدارون کو ایسے دھوکے بہت ہوتے ہین کسی قسم کا آدمی اس سے نہین بچتا مگر جسنے وہ علم حاصل کیا ہو جو اس کتاب مین ہے تاکہ عبادت کی آفتین اور نفس کا فریب اور شیطان کا مکر پہچانے پھر حق تعالےٰ جل جلالہ وجل شانہ کی محبت اسپر غالب ہوتی ہے اور دنیا کے سامنے سے گم ہو جاتی ہے مگر بقدر ضرورت رہ جاتی ہے اور ہر وقت موت کو پیش نظر رکھتا ہے اور مرنے ہی پر مستعد رہتا ہے یہ باتین اُسی پر آسان ہو جاتی ہین جس پر خدا آسان کرے واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب ٥

حق تعالےٰ کی بڑی عنایت ہوئی کہ اکسیر ہدایت ترجمہ کیمیاے سعادت کے تیسرے رکن سے
فراغت ہوئی یہ ربع مہلکات تھا اسمین بیان عقبات تھا انشاءاللہ تعالےٰ
اب چوتھے رکن کی ابتدا ہے دَرِ افادہ واستفادہ
وا ہے وہ ربع منجیات ہے اس مین
بیان طریقۂ نجات
ہے
فقط



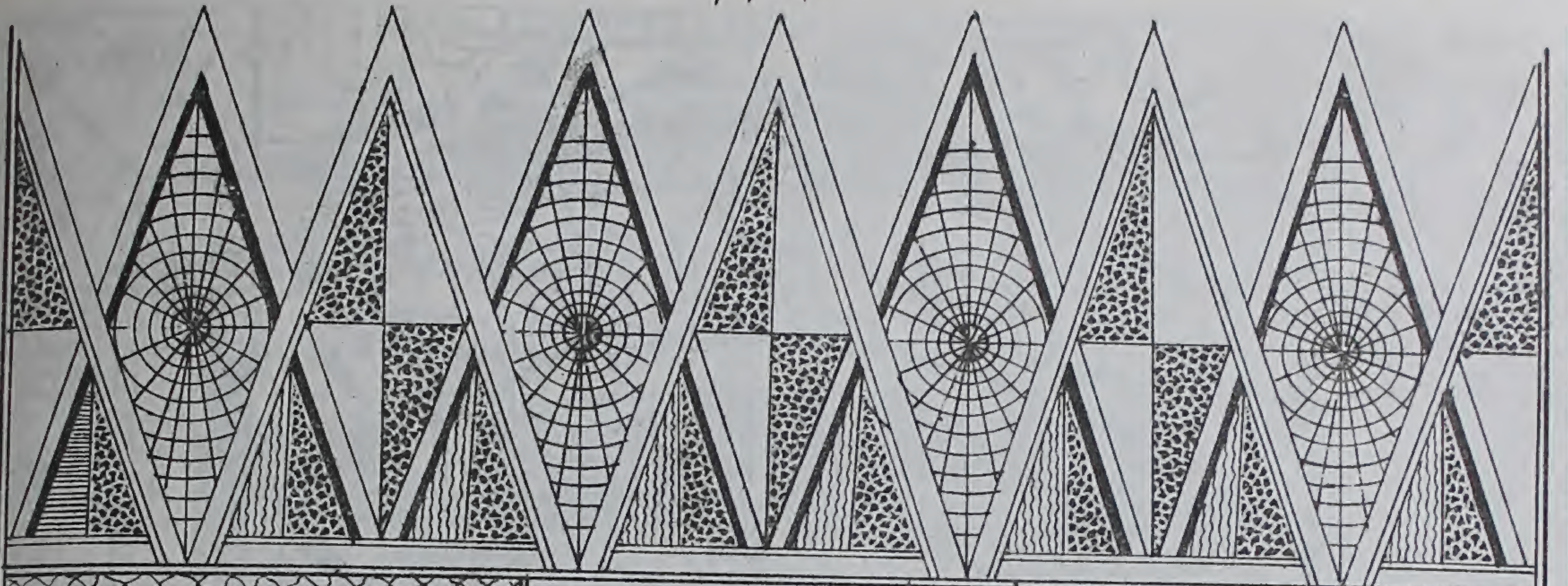
بہ عون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان نسخہ

سراپا منفعت مسمی بہ

اکسیر ہدایت

کا چوتھا رکن

مطبع منشی تیج کمار لکھنؤ میں بطبع مزین مقبول جہان ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

چوتھا رکن منجیات کے بیان مین

اسکی بھی دس اصلین ہین پہلی اصل توبہ کے بیان مین دوسری اصل صبر وشکر کے بیان مین تیسری اصل خوف ورجا کے بیان مین چوتھی اصل فقر وزہد کے بیان مین پانچوین اصل نیت اور اخلاص اور صدق کے بیانمین چھٹی اصل محاسبے اور مراقبے کے بیان مین ساتوین اصل تفکر کے بیان مین آٹھوین اصل توحید اور توکل کے بیان مین نوین اصل شوق ومحبت کے بیان مین -
دسوین اصل موت کو یاد کرنے اور آخرت کے احوال کے بیان مین

پہلی اصل توبہ کے بیانمین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ توبہ کرنا اور حق تعالے کی طرف پھرنا مریدونکا پہلا قدم اور سالکون کی راہ کا سرا ہے کسی آدمی کو اس سے چارہ نہین اسواسطے کہ ابتداء پیدائش سے انتہاء عمر تک گناہ سے پاک رہنا فرشتون کا کام ہے اور تمام عمر معصیت اور مخالفت مین ڈوبا رہنا شیطان کا پیشہ ہے نادم ہوکر توبہ کرنا اور راہ معصیت چھوڑ کر شاہراہ عبادت پر قدم دھرنا آدم اور آدمیون کا کام ہے جس آدمی نے توبہ کرکے پچھلے گناہون کی تلافی کی اس نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنی نسبت درست کرلی اور جس نے مرتے دم تک گناہون پر اصرار کیا اُسنے اپنی نسبت کو شیطان کے ساتھ مضبوط کرلیا مگر تمام عمر عبادت ہی مین رہنا آدمی سے ممکن نہین اسواسطے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اسے جب پیدا کیا تو ناقص اور بے عقل پیدا کیا اور خواہش نفسانی جو شیطان کا آلہ ہے پہلے اسی کو آدمی پر مسلط کردیا اور عقل جو خواہش کی دشمن اور جوہر ملائکہ کا نور ہے اُسے بعد کو پیدا کیا کہ جب تک یہ پیدا ہو ہو تب تک آدمی پر خواہش غالب ہوگئی اور سینۂ انسان کا قلعہ

بخوبی اپنے قبضے مین کر لیا اور نفس بھی اسکے ساتھ خوگر اور مالوف ہو گیا تو پھر جب عقل پیدا ہوئی تو ضرور بالضرور توبہ اور جہاد کرنے کی حاجت ہوئی تاکہ اس قلعہ کو فتح کرے اور شیطان و شہوت کے قبضے سے چھڑائے تو توبہ آدمیون کو ضرور ہے اور سالکون کا پہلا قدم ہے جب نور عقل اور نور شرع سے آدمی کی آنکھین کھلین اور راہ گمراہ مین تمیز کرنے لگے تو توبہ کے سوا اور کچھ فرض نہین پہلے توبہ ہی کرنا چاہیے توبہ کے یہی معنی ہین کہ آدمی ضلالت کا بیہڑ راستہ چھوڑ کر ہدایت کے ڈھرے پر آجائے **توبہ کی فضیلت اور ثواب کا بیان** اے عزیز جان تو کہ حق تعالے نے سب خلق کو توبہ کرنے کا حکم کیا ہے اور فرمایا ہے تُوبُوٓا اِلَی اللّٰہِ جَمِیۡعًا اَیُّھَا الۡمُؤۡمِنُوۡنَ لَعَلَّکُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ یعنے جو کوئی فلاح کی امید رکھتا ہے اسے توبہ کرنا چاہیے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مغرب کی طرف سے آفتاب نکلنے کے پہلے توبہ کریگا اسکی توبہ قبول ہوگی اور فرمایا ہے کہ پشیمانی توبہ ہے اور فرمایا ہے کہ راستے مین لاف زنی کی جگہ نہ کھڑے ہو کیونکہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ وہان کھڑا ہوتا ہے اور جو شخص ادھر سے گزرے اسپر ہنستا ہے اور جو عورت وہان پر آ ہو بدبختی ہے اس کے ساتھ بری بری باتین کرتا ہے وہان سے نہین ہٹتا وقتیکہ اس پر دوزخ واجب نہ ہو جائے مگر یہ کہ توبہ کرے اور فرمایا ہے کہ مین ہر روز ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون اور فرمایا ہے کہ جو شخص توبہ کرتا ہے حق تعالے اسکے گناہ اُن فرشتونکو بھلا دیتا ہے جنھون نے وہ گناہ لکھے تھے اور اُسکے ہاتھ پاؤن کو بھلا دیتا ہے جن سے وہ گناہ کئے تھے اور اس جگہ کو بھلا دیتا ہے جہان وہ گناہ سرزد ہوئے تھے تاکہ جب وہ شخص احکم الحاکمین کے سامنے حاضر ہو تو اسکے گناہ کا کوئی گواہ نہ نکلے اور فرمایا ہے کہ قبل اسکے کہ حلقوم مین جان آئے اور رگھر آلگے جو بندہ توبہ کرتا ہے حق تعالے اُسکی توبہ قبول فرماتا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالی اس شخص کے واسطے کرم کا ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے جسنے دن کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ رات کو توبہ کرے اور مین قبول کرلون اور اس شخص کیواسطے جسنے رات کو گناہ کیا ہو تاکہ وہ دن کو توبہ کرے اور مین قبول کر لون یہ دست شفقت پھیلا رہیگا تاوقتیکہ مغرب کی طرف سے آفتاب طلوع ہو امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ مین دن بھر مین سو بار توبہ کرتا ہون اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہین ہے جو گنہگار نہ ہو مگر جو توبہ کرے وہ سب گنہگارون سے بہتر ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ سے توبہ کرتا ہے وہ اس کے مثل ہے جس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو اور فرمایا ہے کہ گناہ سے توبہ کرنے کے یہ معنی ہین کہ پھر اس گناہ کے قریب بھی نہ جائے اور فرمایا ہے کہ اے عائشہ جو حق تعالے نے ارشاد کیا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ فَرَّقُوۡا دِیۡنَھُمۡ وَکَانُوۡا شِیَعًا[۱] اس سے اہل بدعت مراد ہین ہر گنہگار کی توبہ قبول ہوتی ہے مگر اہل بدعت کی توبہ نہین قبول ہوتی مین ان سے بیزار ہون اور وہ مجھ سے اور فرمایا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے تو انھون نے زمین پر دیکھا کہ ایک مرد عورت کے ساتھ زنا کرتا ہے ان کے واسطے بد دعا کی حتیٰ کہ وہ ہلاک ہو گئے پھر دوسرے کو دیکھا گناہ کرتا ہے اسکے واسطے بھی بد دعا کی وحی نازل ہوئی کہ ابراہیم میرے بندون سے درگزر کر کیونکہ ان تین امرون مین سے کوئی ایک امر تو ہو گا یا تو وہ توبہ کرینگے

۱؎ جن لوگون نے تفریق مذہب کی اور گروہ گروہ ہو گئے ۱۲

اور مین قبول کرونگا یا استغفار کرینگے اور مین بخشدونگا یا انکے کوئی اولاد ہوگی کہ وہ میری بندگی کرے گی اے ابراہیم تجھے نہین معلوم کہ میرا نام صبور ہے ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا ہے کہ حق تعالے جس بندے کو گناہ پر پشیمان جانتا ہے اسے بخشش چاہنے کے پہلے ہی بخشدیتا ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے اسکی چوڑان ستر برس کی راہ ہے یا چالیس برس کی جس دن سے زمین وآسمان پیدا ہوا اسدن سے وہ دروازہ توبہ کے واسطے کھلا ہوا ہے اور جب تک مغرب کی طرف سے آفتاب نہ نکلے گا تب تک وہ دروازہ بند نہ ہوگا اور فرمایا ہے کہ دوشنبہ اور جمعرات کو بندون کے اعمال عرض کیے جاتے ہین جس نے توبہ کی ہوگی اسکی توبہ قبول ہوتی ہے اور جسنے بخشش چاہی ہوگی اسکی مغفرت ہوجاتی ہے اور جو لوگ دلون مین کینہ بعبرار کھتے ہین وہ اسی طرح گنہگار چھوڑ دیے جاتے ہین اور فرمایا ہے کہ حق تعالے بندے کی توبہ سے اُس اعرابی کی نسبت بہت زیادہ خوش ہوتا ہے جو خونخوار جنگل مین اونگھ جائے اور اس کا ایک اونٹ زادراہ اور تمام پونجی سے لدا ہوا ہو جب چونکے تو اس اونٹ کو نہ پائے اور گھبراکر اُٹھے اور سرگرم تلاش ہو اور ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے یہ حال ہوجائے کہ اب بھوک پیاس کے مارے مرجائے گا اپنی جان سے بیزار ہو کر دلمین کہے کہ اپنی جگہ پر چل کر پڑ مریے اسی مقام پر پھر آئے اور مرنے کے قصد سے بانھہ پر سر رکھ کر سوجائے جب جاگ پڑے تو اونٹ کو دیکھے کہ اسی طرح لدا پھندا اس کے سرہانے کھڑا ہے تو خدا کا شکر کرنا چاہے اور کہنے لگے کہ اے خدا تو میرا خدا ہے اور مین تیرا بندہ ہون اور خوشی کے مارے زبان غلطی کرے اور کہہ بیٹھے کہ اے خدا تو میرا بندہ ہے مین تیرا خدا ہون تو یہ اعرابی جسقدر اپنا کھانا پینا مال اسباب پانے سے خوش ہوتا ہے اس سے زیادہ حق تعالے اپنے بندونکے توبہ کرنے سے خوش ہوتا ہے **توبہ کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ ایمان اور معرفت کا نور جو پیدا ہوتا ہے وہ توبہ کی اصل ہے اس نور کے سبب سے آدمی دیکھتا ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے جب دیکھتا ہے کہ اس زہر مین سے بہت کھا چکا ہون اور قریب ہے کہ ہلاک ہوجاؤن تو خواہ مخواہ پشیمانی اور ہراس اُسے پیدا ہوتا ہے جیسے وہ آدمی جس نے زہر کھایا ہو پشیمان ہوتا ہے اور ڈرتا ہے اور اس پشیمانی کے سبب سے حلق مین انگلی ڈال کر قے کرتا ہے اور اس ہراس کی وجہ سے دوا کی تدبیر کرتا ہے کہ وہ زہر جسقدر اپنا اثر کر چکا ہے وہ جاتا رہے اسی طرح گنہگار جب دیکھتا ہے کہ مین نے جو شہوت پرستی کی وہ زہریلے میوے شہد کے مثل تھی کہ اسوقت تو میٹھا معلوم ہوتا ہے اور آخر کو سانپ کی طرح ڈستا ہے تو وہ گنہگار زمانہ گزشتہ کے گناہون پر پشیمان ہوتا ہے اور اس کی جان مین خوف کی آگ لگتی ہے کہ اپنے تئین تباہ اور ہلاک دیکھتا ہے اور اسمین خواہش اور گناہ کی جو حرص ہے وہ اس خوف اور پشیمانی کی آگ مین جل بجھتی ہے اور وہ خواہش حسرت سے بدل جاتی ہے اور قصد کرتا ہے کہ گذشتہ کا تدارک اور تلافی کرے اور آیندہ کبھی اس گناہ کے قریب نہ جائے لباس جفا اتار کر بساط وفا بچھائے اپنے سب حرکات سکنات کو بدل ڈالے جس طرح قبل ازین سراپا گھمنڈ اور خوشی اور غفلت تھا اب ہمہ تن گریہ اور حسرت واندوہ ہوجائے پہلے اہل غفلت کے ساتھ جلسہ رکھتا

تھا اب اہل معرفت کے ساتھ صحبت رکھے تو توبہ فی نفسہ پشیمانی ہے اور اُسکی اصل معرفت اور ایمان کا نور ہے اور اسکی فرع حالات کا بدل ڈالنا اور معصیت ومخالفت سے طاعت اور موافقت کی طرف تمام اعضا کو منتقل کرنا ہے **ہر شخص پر ہر وقت توبہ واجب ہونے کا بیان** اے عزیز ہر شخص پر توبہ واجب ہونا تجھے یون معلوم ہوگا کہ تو جان لے کہ جو شخص بالغ ہوا گر وہ کافر ہے تو اسپر واجب ہے کہ کفر سے توبہ کرے اور اگر مسلمان ہے اور اُسکا اسلام محض اپنے مان باپ کی تقلید اور پیروی سے ہے زبان سے کلمہ کہتا ہے اور دل سے غافل ہے تو اسپر واجب ہے کہ اس غفلت سے توبہ کرے اور دل سے وہ کچھ کرے کہ اسکا دل حقیقت ایمان سے آگاہ اور خبردار ہو جائے اس سے ہمارا یہ مقصود نہین ہے کہ علم کلام مین جو دلیلین ہین وہ سیکھے کیونکہ وہ سیکھنا سب پر واجب نہین ہے ہمارا مطلب یہ ہے کہ سلطان ایمان اُسکے تختگاہ دل پر قاہر اور غالب ہو جائے حتیٰ کہ فقط اسکی حکومت رہے اور اسکی حکومت اسوقت ہوگی کہ جو کچھ ملک تن مین ہوتا ہے سب سلطان ایمان ہی کے حکم سے ہو شیطان کے حکم سے کچھ نہ ہونے پائے جبکہ گناہ سرزد ہوتا ہے تو ایمان کامل نہین رہتا جیسا کہ جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی زنا اور چوری کرتا ہے وہ زنا اور چوری کے وقت ایماندار نہین رہتا اس سے آپ کا مقصود یہ ہے کہ اسوقت وہ کافر ہو جاتا ہے لیکن ایمان کی شاخین اور ٹہنیان بہت سی ہین ان شاخون مین سے ایک یہ بھی ہے کہ آدمی یہ جان لے کہ زنا زہر قاتل ہے اور کوئی شخص زہر کو زہر جان کر نہین کھاتا تو زنا کرتے وقت سلطان شہوت نے اسکے اس ایمان کو کہ زنا مہلک ہے شکست دیدی ہوگی یا اس کی غفلت کے سبب سے ایمان غائب ہو گیا ہوگا یا نور ایمان ظلمت شہوت کے دھوئین مین چھپ گیا ہوگا پس اے عزیز یہ تو تو نے جان لیا کہ پہلے کفر سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر کافر نہ ہو تو ایمان عادتی تقلیدی سے توبہ واجب ہوتی ہے پھر اگر اُس سے بھی توبہ کی تو غالب ہے کہ گناہ سے خالی نہ رہے گا تو گناہ سے توبہ واجب ہوتی ہے اگر اپنے ظاہر کو سب گناہون سے پاک کیا تو اسکا باطن ان گناہون کے تخم سے خالی نہ ہوگا جیسے کھانے کی حرص بات کی حرص جاہ ومال کی محبت اور جیسے کبر ریا وغیرہ کہ یہ سب خبیث چیزین گناہون کی جڑ ہین ان سب سے توبہ کرنا واجب ہے تا کہ ان مین سے ہر ایک کو حد اعتدال پر رکھے اور ان خواہشون کو عقل اور شرع کا مطیع کرلے یہ بات بڑے مجاہدے اور ریاضت سے حاصل ہوتی ہے اگر اس سے بھی آدمی خالی ہوا تو وسواس اور نفس کی باتون اور خیالات باطل سے خالی نہ ہوگا ان سب باتون سے توبہ واجب ہے اگر ان امور سے بھی خالی ہوا تو خدا کی یاد مین بعض اوقات غفلت کرنے سے نہ خالی ہوگا اس سے بھی توبہ کرنا واجب ہے اور حق سبحانہ تعالےٰ کو بھول جانا اگرچہ لحظہ ہی بھر ہو سب قصورون اور نقصانون کی جڑ ہے اس سے توبہ کرنا واجب ہے اگر بالفرض آدمی ایسا ہو گیا کہ ہمیشہ ذکر و فکر مین رہتا ہے کبھی ذکر و فکر سے غافل ہی نہین ہوتا تو اسکے واسطے مختلف درجے ہین ان مین سے ہر ایک درجہ اپنے سے عالی اور کامل اور اونچے درجے کی بہ نسبت سافل اور ناقص اور نیچا ہوتا ہے پھر باوجودیکہ درجۂ کامل پر پہونچنا ممکن ہے اگر آدمی درجۂ ناقص پر قناعت کرکے ٹھہر جائے تو یہ بڑے نقصان کی بات ہے اس سے توبہ کرنا منجملہ واجبات ہے وہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مین دن بھر مین ستر ستر بار توبہ اور استغفار کرتا ہون وہ یہی مضمون ہوگا کہ چونکہ ہمیشہ ترقی

اور زیادتی پکڑنا آپ کا کام تھا تو جس قدم گاہ پر آپ پہونچتے وہان ایسا کمال دیکھتے کہ پہلا قدم اس کی بہ نسبت ناقص ہو جاتا
تو اس پہلے قدم سے آپ توبہ اور استغفار کرتے کیونکہ اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس سے ایک درم حاصل کر سکتا ہے تو ایک
درم حاصل کرکے خوش ہوتا ہے اور اگر جانے کہ مین دینار حاصل کر سکتا تھا اور درم پر قناعت کی تو اندوہگین ہوتا ہے اور
اپنی تقصیر پر پشیمان ہوتا ہے حتیٰ کہ جب دینار حاصل کر لیتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کچھ نہین ہے پھر
جب جانتا ہے کہ مین ہزار دینار قیمت کا موتی حاصل کر سکتا تھا تو اپنی تقصیر سے نادم ہو کر توبہ کرتا ہے اسی واسطے بزرگون
نے کہا ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین یعنی پارسا لوگون کا کمال بزرگ لوگون کے حق مین نقصان ہے کہ وہ اس سے
استغفار کرتے ہین **سوال** اگر کوئی کہے کہ آدمی نے جب کفر اور گناہ سے توبہ کی تو غفلت اور درجات بزرگ حاصل کرنے مین
قصور کرنے سے توبہ کرنا منجملہ فضائل ہے فرض نہین پھر یہ کیون کہا کہ اس سے توبہ کرنا واجب ہے **جواب** ہم کہین گے
کہ واجب کی دو قسمین ہین ایک وہ ہے جسے ظاہر فتوی مین درجۂ عوام خلق کے موافق ہم اس قدر کہتے ہین کہ اگر خلق اسمین مشغول
ہو تو عالم ویران نہ ہونے پاے اور معیشت دنیا مین خلق مصروف رہے یہ واجب خلق کو عذاب دوزخ سے بچاتا ہے
دوسرا واجب وہ ہے کہ عوام الناس اسکی طاقت نہین رکھتے جو اسپر قائم نہ رہیگا وہ عذاب دوزخ سے تو چھوٹا رہے گا مگر مرتبہ
بلند نہ حاصل ہونیکی حسرت سے نہ بچیگا جب قیامت کے دن ایک گروہ کو اپنے سے ایسا بالاتر دیکھے جیسے آسمان کے تارون کو
دیکھتا ہے تو وہ غبن[1] اور حسرت بھی ایک عذاب ہوگی جو ناقص رہ جانے کے سبب سے اپنے مین پائے گا اسکو توبہ
کو جو ہم نے واجب کہا تو اس حسرت کے عذاب سے چھٹنے کے واسطے کہا جسطرح ہم دیکھتے ہین کہ دنیا مین اگر کسی کے ہمسر کو جاہ اور
دارج مین زیادتی حاصل ہو تو دوسرے پر دنیا تنگ و تاریک ہو جاتی ہے اور غبن و حسرت کی آگ سے اسکی جان سلگتی ہے
اگرچہ لاٹھیان مارنے ہاتھ کاٹنے جرمانہ لینے کے عذاب سے چھوٹا ہے اسی سبب سے قیامت کے دن کو روز تغابن کہتے
ہین اسواسطے کہ کوئی شخص غبن سے خالی نہ ہوگا جسنے بالکل عبادت کی ہی نہین وہ پچھتائے گا کہ ہائے کیون نہ کی اور جسنے
کی ہے وہ افسوس کریگا کہ زیادہ کیون نہ کی اسی سبب سے انبیا اولیا کا طریقہ یہ ہوتا آیا ہے کہ جو عبادت کر سکے اس سے
باز نہین رہے اور کہا کہ فردائے قیامت اپنی تقصیر کی حسرت نہ رہے معترض یہان پر کیا کہیگا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ و
الثنا اپنے تئین قصداً بھوکا رکھتے تھے حالانکہ آپکو معلوم تھا کہ روٹی کھانا حرام نہین ہے حتیٰ کہ حضرت بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ
عنہا فرماتی ہین کہ مین نے آپکے شکم مبارک پر ہاتھ پھیرا مجھے رحم آیا مین رونے لگی اور عرض کی کہ یا رسول اللہ میری جان آپ
پر قربان اگر آپ دنیا مین سیر ہو کر کھانا تناول فرمائیے تو کیا ہو فرمایا کہ اے عائشہ میرے اولوالعزم بھائی پہلے سے جا چکے ہین
بزرگیان اور سرفرازی کے خلعت پا چکے ہین مین ڈرتا ہون کہ اگر دنیا سے کچھ حصہ پاؤن تو ان کے درجون سے میرا مرتبہ
گھٹ جائے اپنے بھائیون سے کم رہنے کی بہ نسبت چند روز صبر کرنے کو مین بہت دوست رکھتا ہون حضرت عیسے

[1] رائے اور تدبیر مین خطا واقع ہونا غبن خرید و فروخت مین نقصان اٹھانا ۱۲

علیہ السلام سر کے نیچے پتھر رکھے لیٹے تھے ابلیس نے کہا کہ آپ نے دنیا ترک کی تھی اب پچھتائے فرمایا مین نے کیا کیا کہنے لگا کہ سر کے نیچے پتھر رکھ کر استراحت کی آپ نے پتھر پھینک دیا اور فرمایا کہ لے دنیا کے ساتھ یہ بھی مین نے تیرے واسطے چھوڑا جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی نعلین شریفین مین نیا تسمہ لگا تھا چونکہ آپ کی نگاہ مین خوشنما معلوم ہوا حکم فرمایا کہ وہی پُرانا تسمہ لاؤ لوگون نے حاضر کیا امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے دودھ نوش کیا نوش کرنے کے بعد دودھ مین شبہہ معلوم ہوا حلق مین انگلی ڈال ڈال کر اس قدر قے کی کہ دودھ کے ساتھ آپ کی جان نکلنے کا خوف تھا بھلا یہان پر معترض کیا کہے گا انھین معلوم نہ تھا کہ عوام الناس کے فتوے مین یہ قے کرنا واجب نہین ہے عوام کا فتوی اور ہے صدیقون کے کام کا کھٹکا اور ہے آسے بھلا اس سے کیا نسبت خَلق خدا مین بڑے خداشناس اور مکر پہچاننے والے اور راہ خدا کے خطر جاننے والے بھی حضرات تھے اے عزیز یہ گمان نہ کر کہ ان حضرات نے یہ محنتین بفائدہ اپنے اوپر لادلی ہین اور پیشواؤن کی اقتدا کر اور عوام کے فتوے مین نہ پڑ کہ وہ اور ہی کہانی ہے ؏ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند بس اس تمام تقریر سے یہ تو تو نے جان لیا کہ بندہ کسی حال مین توبہ سے بے پروا نہین ہے اسی سے حضرت ابوسلیمان دارانی نے کہا ہے کہ بندہ اگر کسی چیز پہ نہ روئے فقط اس زمانے ہی پر روئے جو اب تک اسنے ضائع کیا ہے تو مرتے دم تک یہ رنج اسکے واسطے بہت ہے پس اس کا حال تو کیا پوچھتا ہے جو زمانہٗ گذشتہ کے مانند زمانہ آیندہ بھی رائگان کرتا ہے اے عزیز جان تو کہ جو شخص گوہر نایاب اپنے پاس رکھتا ہو اور وہ اس سے ضائع ہو جائے تو اسے رونے کا محل ہے اور اگر ضائع ہو جانے کے ساتھ بلا اور عذاب مین گرفتار ہونیکا بھی سبب ہو تو اس کا بڑا رونا ہے زندگی کا ہر دم ایک ایک دُردانہ ہے کہ اسکے سبب سے ہمائے سعادت ابدی کو آدمی شکار کر سکتا ہے جو شخص اپنے گناہون مین صرف کرے گا کہ اسکی ہلاکت اور تباہی کا سبب ہو اگر اسے اس مصیبت کی خبر ہو تو اسکا کیا حال ہوگا مگر یہ مصیبت تو ایسی ہے کہ آدمی اس سے اسوقت مطلع ہوتا ہے کہ حسرت کچھ سودمند نہ ہو یہ حق سبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے وَاَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُوْلَ رَبِّ لَوْلَآ اَخَّرْتَنِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ لوگون نے کہا ہے کہ اس کے یہ معنے ہین کہ مرتے وقت بندہ ملک الموت کو دیکھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ کوچ کا وقت ہے تو اسکے دل مین بڑی ہی حسرت پیدا ہوتی ہے کہ اس کی کچھ نہایت ہی نہین کہتا ہے کہ اے ملک الموت مجھے ایک دن کی مہلت دے کہ مین توبہ اور عذر خواہی تو کر لون ملک الموت فرماتے ہین کہ اے شخص تو بہت دنون کی مہلت پاچکا ہے اب تیری زندگی کا کوئی دن باقی نہین رہا وقت موعود آچکا ہے وہ کہتا ہے کہ اچھا ایک ساعت ہی کی مہلت دیدیجیے وہ فرماتے ہین کہ بہت سی ساعتین گذر گئین اب کوئی ساعت بھی نہین باقی جب بندہ ناامید ہو جاتا ہے تو اسکے اصل ایمان کو اضطراب ہوتا ہے اگر معاذ اللہ ازل مین اس کی شقاوت کا حکم ہو چکا ہوتا ہے تو وہ شک اور اضطراب مین اس جہان سے جاتا ہے اور بدبخت ہوتا ہے اور اگر ازل مین اس کی سعادت کا حکم ہو چکا ہوتا ہے تو اسکا اصل ایمان سلامت رہتا ہے اسی سے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ بزرگون نے کہا ہے کہ ہر بندہ کے ساتھ

ل جو لوگ گناہ کرتے رہتے ہین ان سے قبول توبہ کا وعدہ نہین ہے یہان تک کہ جب موت آپہونچتی ہے تو کہتے ہین کہ اب توبہ کرتا ہون ۱۲-

حق سبحانہ تعالےٰ کے دو راز ہین ایک اسوقت جب بندہ اپنی مان کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے بندے مین نے تجھے پاک صاف اور آراستہ پیدا کیا ہے اور تیری عمر تجھے امانت کے طور پر سپرد کی خبردار دیکھون موت کے وقت یہ امانت تو کیسی واپس دیتا ہے دوسرا راز موت کے وقت ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے بندے اس امانت مین تو نے کیا کیا اگر اسکی طرح حفاظت کی ہے تو جزاے خیر پائے گا اور اگر اسے رائگان کیا ہے تو دوزخ تیری منتظر ہے تو مستعد رہ

قبول توبہ کا بیان

اے عزیز جان تو کہ توبہ جب اپنی شرطون کے ساتھ ہوتی ہے تو ضرور بالضرور قبول ہوتی ہے جب تو توبہ کیا کر تو اسکے قبول ہونے مین شک نہ رکھا کر اس مین البتہ شک کیا کر کہ توبہ شرائط کے ساتھ ہے یا نہین جس شخص نے آدمی کے دل کی حقیقت پہچان لی کہ کیا ہے اور اسے بدن کے ساتھ علاقہ کس طرح ہے اور جناب الٰہی کے ساتھ مناسبت کیونکر ہے اور جناب الٰہی سے حجاب کس چیز کے سبب سے ہوجاتا ہے اسے اس امر مین کچھ شک نہین رہتا کہ گناہ تو سبب حجاب ہے اور توبہ حجاب اُٹھ جانے کا سبب ہوتی ہے تو توبہ قبول ہونا اسی سے عبارت ہے کیونکہ دل اصل مین گوہر ملائکہ کی جنس سے ایک پاک گوہر ہے اور آئینہ کے مانند ہے کہ اگر اس جہان سے بے زنگ لگے صاف شفاف جائے تو حضرت الٰہیت اسمین نظر آئے آدمی جو گناہ کرتا ہے اسکے سبب سے ایک ظلمت اسکے آئینۂ دل پر چھا جاتی ہے اور ہر عبادت کے سبب سے ایک نور دل مین پیدا ہوتا ہے اور ظلمت گناہ کو دور کر دیتی ہے ہمیشہ انوار عبادت اور ظلمت معصیت کے آثار آئینہ دل پر پے در پے آیا کرتے ہین جب ظلمت بہت ہوجاتی ہے اور آدمی توبہ کرتا ہے تو انوار طاعت اس ظلمت کو دور کر دیتے ہین دل اپنی پاکی اور صفائی کی طرف پھر آجاتا ہے مگر یہ کہ آدمی نے گناہون پر اسقدر اصرار کیا ہو کہ زنگ جوہر دل مین پہونچ گیا ہو اور ایسا پیوست ہوگیا ہو کہ علاج قبول نہ کرے جیسے وہ آئینہ جس کے اندر زنگ سرایت کر گیا ہو ایسا دل توبہ کر ہی نہین سکتا اگر آدمی زبان سے کہتا ہے کہ مین نے توبہ کی جس طرح میلا کپڑا صابون لگا کر دھونے سے صاف ہوجاتا ہے اسی طرح دل بھی انوار عبادت کے سبب سے ظلمت معاصی سے پاک ہوجاتا ہے اسیواسطے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر بدی کے بعد نیکی کرتا کہ نیکی اُس بدی کو محو کر دے اور فرمایا ہے کہ اگر تم اتنے گناہ کرو کہ آسمان تک پہونچ جائین پھر توبہ کرو تو بھی توبہ قبول ہی ہوتی ہے اور فرمایا ہے کہ کوئی بندہ ایسا ہوگا کہ گناہ کے سبب سے بہشت مین جائے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ کیونکر ہوگا فرمایا کہ اس طرح کہ وہ گناہ کرکے اس سے پشیمان ہوا اور وہ بہشت تک اس کے پیش نظر رہے بزرگون نے کہا ہے کہ ابلیس توبہ کرنے والے کے حق مین کہتا ہے کہ کاش مین اسے اس گناہ مین مبتلا نہ کرتا جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیکیان برائیون کو اس طرح مٹا دیتی ہین جیسے پانی کپڑے کے میل کو اور فرمایا ہے کہ ابلیس جب ملعون ہوا تو عرض کرنے لگا کہ اے اللہ قسم ہے تیری عزت کی جبتک آدمی کی جان بدن سے نہ نکل جائے گی تب تک مین بھی اس کے دل سے نہ نکلون گا حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بھی قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک آدمی کی جان اس کے بدن مین رہے گی مین بھی توبہ کا دروازہ اسکے واسطے نہ بند کرون گا ایک حبشی جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کی خدمت سراپا رحمت مین

حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین بھلا میری بھی توبہ قبول ہوگی فرمایا ہان قبول ہوگی جب چلا تو تھوڑی دور جاکر پھر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ مین جس وقت گناہ کرتا تھا تو کیا اس وقت حق تعالےٰ مجھے دیکھتا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا جبھی ایک نعرہ مارکر گر پڑا اور مرگیا حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے ایک پیغمبر سے فرمایا کہ تو گنہگارون کو خوشخبری دے دے کہ اگر تم توبہ کروگے تو مین قبول کرلون گا اور صدیقون کو ڈرادے کہ اگر تمھارے ساتھ از راہ انصاف معاملہ کرون گا تو سب کو عذاب مین مبتلا کرونگا طلق بن حبیب رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ کے حقوق اس امر سے بڑھ کر ہین کہ آدمی انپر قائم رہ سکے لیکن صبح کو توبہ کے ساتھ اٹھنا چاہیے اور رات کو توبہ کے ساتھ سونا چاہیے حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ گناہ بندے کے سامنے پیش کیے جائین گے ایک گناہ کو دیکھ کر کہے گا کہ آہ مین تو ہمیشہ تجھ سے ڈرتا تھا اس ڈر کے سبب سے وہ بخشدیا جائیگا حکایت بنی اسرائیل مین ایک شخص بڑا گنہگار تھا اس نے چاہا کہ توبہ کرے یہ معلوم نہ تھا کہ توبہ قبول ہوگی یا نہین لوگون نے اُسے ایک بڑے عابد کا پتا بتادیا اُس شخص نے وہان جاکر اس عابد سے کہا کہ مین بڑا گنہگار ہون ننانوے آدمیون کو بلا خطا مین نے ناحق مار ڈالا ہے بھلا میری توبہ قبول ہوگی اس عابد نے کہا کہ نہین اُس شخص نے اس عابد کو بھی قتل کرکے سَو پورے کرلیے پھر لوگون نے اُسے ایک بڑے عالم کا پتا بتایا اس نے اس عالم سے جاکر پوچھا کہ میری توبہ قبول ہوگی عالم نے کہا ہان مگر تو اپنی سرزمین سے نکلجا کہ وہ فساد کی جگہ ہے فلانے مقام پر جا وہان صالح لوگ رہتے ہین وہ چلا اور وسط راہ مین مرگیا عذاب اور رحمت کے فرشتون مین اختلاف پڑا ہر ایک نے کہا کہ یہ ہماری ولایت مین ہے ارحم الراحمین کا حکم ہوا کہ اس زمین کو ناپو زمین ناپی تو وہ صالحون کی سرزمین کی طرف بالشت بھر بڑھ چکا تھا پس رحمت کے فرشتے اسکی روح کو لے گئے اس سے معلوم ہوا کہ نجات پانے کے واسطے یہ شرط نہین ہے کہ گناہون کا پلہ گناہ سے بالکل خالی ہی ہو بلکہ اتنا چاہیے کہ نیکیون کا پلہ بھاری ہو اگر تھوڑا ہی سا جھکے تو اس کے سبب سے نجات حاصل ہوجائے گی **گناہ صغیرہ اور کبیرہ کا بیان** اے عزیز جان تو کہ توبہ گناہ سے ہوتی ہے اور گناہ جتنا چھوٹا ہو اسی قدر آسانی ہے بشرطیکہ آدمی اسپر اصرار اور ہٹ نہ کرے حدیث شریف مین ہے کہ فرض نمازین گناہ کبیرہ کے سوا اور سب گناہون کا کفارہ ہوجاتی ہین اور گناہ کبیرہ کے سوا اور گناہ جو ایک جمعے سے دوسرے جمعے تک ہوتے ہین اُن سب کا کفارہ جمعہ کی نماز ہوجاتی ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّـَٔاتِكُمْ یعنے حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اگر گناہ کبیرہ سے تم دست بردار ہو تو تمھارے گناہ صغیرہ مین معاف کردونگا تو یہ جاننا آدمی پر فرض ہے کہ گناہ کبیرہ کون کون گناہ ہین اس مین صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کا اختلاف ہے بعضون نے کہا ہے کہ گناہ کبیرہ سات ہین اور بعضون نے زیادہ کہے ہین بعضون نے کم حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ گناہ کبیرہ سات ہین اُنھون نے کہا کہ سات سے زیادہ ستر کے قریب ہین ابو طالب مکی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین نے احادیث اور صحابہؓ کے

اقوال سے قوت القلوب مین جمع کیا ہے ستر گناہ کبیرہ ہین چار دل سے علاقہ رکھتے ہین ایک کفر دوسرا گناہ پر اصرار کرنے کا قصد کرنا اگرچہ وہ صغیرہ ہو مثلاً کوئی شخص برا کام کرتا ہے اور اس سے توبہ کرنے کا دل مین قصد نہین رکھتا تیسرا خدا کی رحمت سے ناامید ہو جانا اسے قنوط کہتے ہین چوتھا خدا کے غصے سے نڈر رہنا جیسے کہ خاطر جمع رکھنا کہ مین بخشا ہوا ہون اور چار گناہ کبیرہ زبان سے ہوتے ہین ایک جھوٹی گواہی کہ اس سے کسی کا حق باطل ہو جاتا ہے دوسرا محصن کو زنا کی تہمت لگانا کہ اس پر حد واجب آتی ہے تیسرا جھوٹی قسم کہ اسکے سبب سے کسی کا مال یا حق چھن جاتا ہے چوتھا جادو کہ وہ کلمات سے ہوتا ہے کہ جو زبان سے کہے جاتے ہین اور تین گناہ کبیرہ پیٹ سے علاقہ رکھتے ہین ایک شراب پینا اور جو چیز نشہ لائے دوسرا یتیم کا مال کھا جانا تیسرا اسود کھانا اور دو گناہ کبیرہ فرج سے تعلق رکھتے ہین ایک زنا دوسرا الواطت اور دو گناہ کبیرہ ہاتھ سے سرزد ہوتے ہین ایک قتل کرنا دوسرا چوری کرنا جس سے حد واجب ہو جائے ایک گناہ کبیرہ پاؤن سے ہوتا ہے وہ کافر کی صف جنگ سے بھاگنا ہے جیسا کہ ایک مسلمان دو کافرون سے بھاگ جائے یا دس مسلمان بیس کافرون سے بھاگ جائین اگر کافر دونے سے زیادہ ہون تو بھاگنا درست ہے اور ایک گناہ کبیرہ تمام بدن سے ہوتا ہے وہ مان باپ کو رنج دینا ہے اے عزیز جان تو کہ یہ تفصیل اس سبب سے لوگون کو معلوم ہوئی ہے کہ اس مین سے بعضے گناہون پر حد واجب ہوتی ہے اور بعضون پر قرآن شریف مین بہت تہدید آئی ہے اور اس کی تفصیل مین پھیر ہے کہ احیاء العلوم مین ذکر کیا ہے یہ کتاب اس کی متحمل نہین ہو سکتی اس کے جاننے سے مقصود یہ ہے کہ ان کبائر سے آدمی بہت احتیاط رکھے اے عزیز جان تو کہ گناہ صغیرہ پر اصرار کرنا بھی گناہ کبیرہ ہے اگرچہ ہم یہ کہتے ہین کہ فرض نمازین گناہ صغیرہ کا کفارہ ہو جاتی ہین مگر اس مین کچھ اختلاف نہین ہے کہ آدمی اگر ایک دانگ مظلمہ اپنی گردن پر رکھتا ہے تو فرائض اس کا کفارہ نہین ہے جب تک اسے ادا نہ کرے گا اس سے عہدہ برائی نہ ہوگی غرضکہ جو گناہ حق تعالےٰ ہی سے علاقہ رکھتا ہے وہ اس گناہ کی بہ نسبت جو خلق کے مظلومون سے تعلق رکھتا ہے بخشش کے بہت قریب ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ اعمالنامے تین ہوتے ہین ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخشے نہ جائین گے وہ گناہ شرک ہے ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جو بخش دیے جائین گے کہ وہ حق تعالےٰ اور بندے کے درمیان ہین ایک مین وہ گناہ لکھے جاتے ہین جن سے رہائی کی امید نہین وہ بندون کے مظلومون کا دفتر ہے اے عزیز جان تو کہ جس امر سے کسی مسلمان کو رنج پہونچے وہ بھی اسی قبیل سے ہے خواہ وہ مسلمان کی ذات کے ساتھ ہو خواہ مال کے ساتھ خواہ حشمت اور مروت مین خواہ دین کے بارہ مین جیسا کہ کوئی آدمی کسی شخص کو بدعت کی طرف بلائے تاکہ اس کا دین لے لے یا کوئی شخص مجلس کر کے ایسی باتین کرے جس سے لوگ گناہ پر دلیر ہو جائین **جن سببون سے گناہ صغیرہ گناہ کبیرہ ہو جاتے ہین اُن کا بیان** اے عزیز جان تو کہ گناہ صغیرہ مین امید رہتی ہے کہ غفور الرحیم معاف کر دے مگر بعضے سببون سے صغیرہ کبیرہ ہو جاتا ہے اور اس کا بھی بڑا خطر ہو جاتا ہے وہ سبب چھ ہین پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ صغیرہ پر اصرار کرے جیسے کہ ہمیشہ غیبت کیا کرے یا ہمیشہ ریشمی کپڑا پہنا کرے یا لہو و لعب سمجھ کر گانا سنا کرے اسواسطے کہ جو گناہ

حاشیہ: نام کتاب

ف ۱ علانیہ کرتے ہین۔

ہمیشہ سرزد ہوا کرتا ہے اسے دل تاریک کر دینے مین بڑا اثر ہوتا ہے اسی واسطے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہ کار خیر سب کامون سے بہتر ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے گو کہ قلیل ہو کہ اس کی مثال ایسی ہے جیسے پانی کا قطرہ کہ متواتر کسی پتھر پر ٹپکا کرے تو خواہ مخواہ اس پتھر مین سوراخ کر دے گا اور اگر وہ پانی سب کا سب ایک ہی دفعہ اس پتھر پر بہا دیا جائے تو اس مین کچھ بھی اثر نہ کرے گا پس جو شخص گناہ صغیرہ مین مبتلا ہو اسے چاہیے کہ استغفار سے اس کا علاج کرتا رہے نادم اور پشیمان رہا کرے اور عزم بالجزم رکھے کہ بار دیگر یہ گناہ نہ کرون گا شعر دردمندانِ گنہ را روز و شب بہ شربتے بہتر ز استغفار نیست ؎ کہ بزرگون نے کہا ہے کہ کبیرہ استغفار سے صغیرہ ہو جاتا ہے اور صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی اگر گناہ کو کم اور حقیر جانیگا تو بھی وہ گناہ صغیرہ کبیرہ ہو جائیگا اور جب گناہ کو بڑا جانیگا تو وہ کم ہو جائے گا کہ گناہ کو بڑا جاننا ایمان اور خوف کے سبب سے ہوتا ہے ظلمت گناہ سے یہ امر دل کی حمایت کرتا ہے کہ اسکا اثر نہین ہونے پاتا اور گناہ کو چھوٹا جاننا غفلت اور گناہ کے ساتھ الفت کے سبب سے ہوتا ہے یہ بات اس امر کی دلیل ہوتی ہے کہ گناہ نے دل کے ساتھ مناسبت پیدا کر لی بہر حال کام دل ہی سے رہتا ہے جو بات دل مین بہت اثر کرے وہ بہت بڑی ہے حدیث شریف مین ہے کہ مسلمان اپنے گناہ کو اپنے اوپر پہاڑ سمجھتا ہے اور ہمیشہ ڈرتا رہتا ہے کہ ایسا نہ ہو مجھ پر پھٹ پڑے اور منافق اپنے گناہ کو مکھی جانتا ہے کہ اس کی ناک پر بیٹھتی ہے اور اُڑ جاتی ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جو گناہ نہین بخشا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ بندہ اپنے جی مین کہے کہ یہ گناہ سہل اور ہلکا ہے کاش میرے سب گناہ ایسے ہی ہوتے ایک پیغمبر علیہ السلام پر وحی آئی کہ گناہ کی خردی کی طرف نہ دیکھ حق تعالے کی بزرگی پر نظر رکھ کہ تو نے اس کی عدول حکمی کی ہے بندہ جسقدر حق تعالے کا جلال زیادہ پہچانتا ہے اسی قدر چھوٹے گناہ کو بڑا جانتا ہے ایک صحابی رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ تم لوگ ایسے کام کرتے ہو جسے بال برابر جانتے ہو اور ہم ان مین سے ہر ایک کام کو پہاڑ کے برابر سمجھتا ہون غرضکہ گناہون مین حق تعالے کا غصہ پوشیدہ ہے ممکن ہے کہ اسی گناہ مین ہو جسے تو بہت ہی آسان جانتا ہے جیسا کہ خود حق تعالے ارشاد فرماتا ہے وَتَحْسَبُونَهُ هَيِّنًا وَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ عَظِيمٌ[۱] چھوٹا گناہ بڑا ہو جائے گا تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی گناہ کے سبب سے خوش ہو اور اسے غنیمت اور فتوح جانے اس کے سبب سے فخر کرے اور اپنی تعلّی کر کے کہے کہ مین نے فلانے آدمی کو فریب دیدیا اور خوب لتاڑا اور اُس کا مال چھین لیا اور گالیان دین اور چھپا دیا اور مناظرے مین اسے ہرا دیا یا اور ایسی واہیات باتین کہے جو شخص اپنی ہلاکی اور تباہی پر خوش ہو تو اس بات پر دلیل ہے کہ اس کا دل سیاہ ہو گیا ہے یہی اس کی ہلاکت اور خرابی کا سبب ہو گا چوتھا سبب یہ ہے کہ حق تعالے تو اس کی پردہ پوشی کرے اور وہ یہ سمجھ کر کہ یہ میرے اوپر عنایت ہے اس بات سے نہ ڈرے کہ شاید حق تعالے نے مجھے مہلت دی ہو اور میرے واسطے آسانی کی ہو کہ مین بالکل تباہ اور ہلاک ہو جاؤن پانچوان سبب یہ ہے کہ اپنے گناہ کو ظاہر کر دے اور خدا کے پردے کو اپنے اوپر سے اُٹھا دے کہ شاید اور لوگ بھی اس کے سبب سے

[۱] یعنی سمجھتے ہو اسے آسان حالانکہ وہ خدا کے نزدیک بڑا ہے ۱۲۔

[illegible]

اس گناہ کی رغبت کرین اور ان لوگون کی معصیت اور رغبت کا وبال اسے حاصل ہو اور اگر کسی کو صریح ترغیب دے گا اور گناہ کے اسباب مہیا کرے گا کہ وہ سیکھ جائے تو دونا وبال ہوگا بزرگان سلف نے کہا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی خیانت نہین ہے کہ مسلمان کی نظر مین گناہ کو آدمی آسان اور ہلکا کردے چھٹا سبب یہ ہے کہ عالم اور پیشوا ہو کر گناہ کرے اور اسکے سبب سے اور لوگ گناہ پر دلیر ہوجائین اور کہین کہ اگر یہ بات نہ کرنے کے لائق ہوتی تو فلانا عالم اور پیشوا نہ کرتا مثلاً کوئی عالم ریشمی لباس پہنے اور بادشاہ کے پاس جایا کرے بادشاہون کا مال لیا کرے مناظرے مین سفاہت کی باتین کیا کرے اپنے زمانے کے اور علما پر طعن کرے کثرت مال وجاہ کے سبب سے فخر کرے تو اسکے سب شاگرد بھی ان باتون مین اُسکی پیروی کرینگے اور استاد ہی کے مثل ہوجائین گے پھر شاگردون کے شاگرد انکی اقتدا کرین گے اور ہر ایک کے سبب سے ایک بستی کی بستی تباہ اور خراب ہوجائے گی اسواسطے کہ ہر ہر شہر کے لوگ ان مین سے ایک ایک کے معتقد ہونگے تو خواہ نخواہ سبھون کا وبال مقتدا کے نامۂ اعمال مین لکھا جائے گا اسی واسطے بزرگون نے کہا ہے کہ وہ شخص بڑا نیکبخت ہے جو مرے اور اسکے گناہ بھی اس کے ساتھ مرجائین اور کوئی ایسا کمبخت ہوتا ہے کہ اسکے بعد ہزار برس تک اسکے گناہ باقی رہتے ہین علماء بنی اسرائیل مین سے ایک عالم نے توبہ کی اس زمانے مین جو رسول تھے انپر وحی نازل ہوئی کہ اس سے کہدو کہ اگر تیرے گناہ میرے ہی تیرے درمیان مین ہوتے تو مین بخشدیتا اب اکیلے تو نے توبہ کی جن لوگون کو تو گمراہ کرچکا ہے اور وہ ویسے ہی گنہگار رہین تو انھین کیا کرے گا اسیواسطے علما بڑے خطر مین ہین کہ انکا ایک ایک گناہ ہزار ہزار گناہون کے برابر ہے اور ایک ایک عبادت ہزار ہزار عبادتون کے برابر ہے اس واسطے کہ ان کو ان لوگون کا ثواب حاصل ہوتا ہے جو انکی پیروی کرتے ہین اسی باعث سے عالم پر واجب ہے کہ گناہ کرے ہی نہین اگر احیاناً کرے بھی تو پوشیدہ کرے بلکہ اگر کوئی مباح کام ایسا ہو جسکے سبب سے ازراہ غفلت خلق گناہ پر دلیر ہوجائیگی تو اس سے بھی پرہیز کرے زہری رحمۃ اللہ تعالے کہتے ہین کہ ہم آگے ہنستے کھیلتے تھے چونکہ اب مقتدا ہوگئے ہین تو ہمین مسکرانا بھی ناروا ہے عالم کی لغزش اور چوک نقل کرنا بڑا گناہ ہے کیونکہ اس سبب سے اکثر خلق گمراہ اور گناہ پر دلیر ہوجاتی ہے تو تمام خلق کی خطا چھپانا واجب ہے اور عالم کی خطا چھپانا واجب تر ہے۔

ف علما کی خطا چھپانا واجب تر ہے

سچی توبہ کی شرط اور علامت کا بیان اے عزیز جان تو کہ توبہ کی اصل پشیمانی ہے اور توبہ کا ثمرہ وہ ارادہ ہے جو ظاہر ہو پشیمانی کی علامت تو یہ ہے کہ توبہ کرنے والا ہمیشہ اندوہ وحسرت مین رہے گریۂ وزاری اور تضرع اسکا کام ہوجائے اسواسطے کہ جسنے اپنے تئین مشرف بہ ہلاکت دیکھا وہ اندوہ سے کیونکر خالی ہوگا اگر کسی کا لڑکا بیمار ہو اور کوئی طبیب ترسا کہدے کہ یہ بیماری پرخطر ہے اس سے ہلاکت کا ڈر ہے تو سبھون کو معلوم ہے کہ باپ کے دل مین کس قدر اندوہ وبیم کی آگ لگے گی اور ظاہر ہے کہ آدمی کو اپنی جان فرزند سے زیادہ عزیز ہوتی ہے اور خدا و رسول طبیب ترسا سے زیادہ سچے ہین اور ہلاکت آخرت کا خوف خوف مرگ سے بڑھ کر ہے اور خدا کے غصے پر گناہ کی دلالت موت پر بیماری کی دلالت سے اظہر ہے پھر اگر آدمی کو ان امور سے خوف وحسرت نہ پیدا ہو تو یہ سبب ہے کہ گناہ کی آفت پر ابھی ایمان نہین

لایا اور جسقدر یہ آگ تیز ہوتی ہے اسیقدر گناہون کو خاک سیاہ کرنے مین اسکا اثر بھی زیادہ ہوتا ہے کیونکہ گناہون کے سبب سے آدمی کے آئینۂ دل پر جو زنگ لگ جاتا ہے اور جو تاریکی چھاجاتی ہے حسرت وندامت کی آگ کے سوا اور کوئی چیز اسے دور نہین کرتی اور اسکی سوزش سے آدمی کا دل صاف اور رقیق ہوجاتا ہے حدیث شریف مین حکم ہے کہ توبہ کرنے والون کے ساتھ بیٹھو کہ انکا دل بہت رقیق ہوتا ہے اور دل جتنا صاف ہوتا ہے اتنا ہی گناہون سے نفرت کرتا ہے اور دل مین گناہ کی حلاوت تلخی سے بدل جاتی ہے ایک نبی علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کی توبہ قبول ہونے کے باب مین حق تعالیٰ کی جناب مین شفاعت اور سفارش کی وحی نازل ہوئی کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ اگر سب آسمانون کے فرشتے اسکے حق مین شفاعت کرین تو بھی جب تک اسکے دلمین گناہ کی حلاوت باقی رہے گی اسکی توبہ نہ قبول کرون گا اے عزیز جان تو کہ گناہ اگرچہ مرغوب ومطبوع ہوتا ہے لیکن توبہ کرنیوالے کے حق مین اسکی مثال زہریلے شہد کی ایسی ہے جسنے یہ شہد ایک بار کھایا اور اس سے بڑا رنج اور صدمہ اُٹھایا وہ دوبارہ جب اسے دیکھنے کا بھی خیال کرے گا تو اسکی کراہت کے سبب سے تمام بدن کے روئین کھڑے ہوجائین گے اور اسکی حلاوت کی خواہش اسکے نقصان کے خوف مین دب رہے گی ایک گناہ پر موقوف نہین بلکہ سب گناہون مین یہ تلخی پائے گا اس واسطے کہ وہ جو گناہ اس نے کیا تھا اس سبب سے زہر تھا کہ اس مین حق تعالےٰ کی ناخوشی تھی اور سب گناہون کا یہی حال ہے اور اس پشیمانی کے سبب سے جو ارادہ پیدا ہوتا ہے وہ تین زمانون سے علاقہ رکھتا ہے حال ماضی مستقبل حال سے تو یہ علاقہ رکھتا ہے کہ وہ سب گناہون کو ترک کردے اور جو کچھ اس پر فرض ہے اسمین مشغول رہے مستقبل سے یہ علاقہ رکھتا ہے کہ یہ عزم بالجزم کرلے کہ تمام عمر گناہون سے صبر کرون گا اور ظاہر وباطن مین حق سبحانہٗ تعالےٰ سے پکا عہد کرلے کہ پھر کبھی گناہ کے قریب بھی نہ جاؤن گا اور فرض چیزون مین قصور نہ کرون گا جیسے جو بیمار یہ جانے کہ میوہ مجھے نقصان کرتا ہے اور یہ جان کر عزم بالجزم کرلے کہ مین میوہ ہرگز ہرگز نہ کھاؤن گا اور عزم کرتے وقت سستی اور تردد نہ کرے اگرچہ ممکن ہے کہ خواہش پھر غلبہ کرے اور ممکن نہین کہ آدمی توبہ نباہ سکے مگر عزلت اور خاموشی اور لقمۂ حلال سے جو پیدا کرلیا ہو اس کے حاصل کرنے پر قادر رہو جب تک شبہے کی چیزون سے آدمی دست بردار نہین ہوتا توبہ کامل نہین ہوتی اور جب تک خواہشون کو نہ توڑے گا شبہے کی چیزین نہ چھوڑ سکے گا بزرگون نے کہا ہے کہ جبپر کسی چیز کی خواہش غالب ہو وقت اُٹھاکر اور تکلیف کرکے سات بار اس سے ہاتھ روکے پھر اس کے اوپر اس چیز کا ترک کردینا آسان ہوجائے گا اور زمانۂ ماضی سے ارادہ اسطرح پر علاقہ رکھتا ہے کہ گذشتہ گناہون کا تدارک کرے اور غور کرے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اور بندون کے کن کن حقوق مین مین نے قصور کیا حق تعالےٰ کے حقوق دو قسم پر ہین فرائض ادا کرنا اور گناہ سے بچا رہنا فرائض کے بارے مین چاہیے کہ آدمی جس دن سے بالغ ہوا ہے اُس دن سے ایک ایک دن کا خیال کرے اگر نماز فوت ہوگئی ہے یا کپڑا پاک نہین رکھا یا اس کی نیت درست نہ تھی کہ وہ لاعلم تھا یا اس کے اصل اعتقاد ہی مین کچھ خلل اور شک تھا تو جتنی نمازین نہین ہوئی ہین سب کی قضا کرے اور جس تاریخ سے مالدار ہوا ہو گو کہ لڑکا رہا ہو اس تاریخ سے جس قدر زکوٰۃ نہ دی ہو یا دی تو ہو مگر مستحق کو نہ

حوالہ کی ہو یا چاندی سونے کے برتن ملک مین رکھ کر ان کی زکوٰۃ نہ دی ہو سب کا حساب کرکے زکوٰۃ دیدے یا اگر رمضان کے روزے مین قصور کیا یا نیت بھول گیا یا اسکی شرط نہین ادا کی تو روزون کی بھی قضا کرے انمین سے جسے یقیناً جانتا ہے لے قضا کرے جس مین شک رکھتا ہے اس مین جس طرف ظن غالب ہو اُسے اختیار کرے اور غور و تامل کرکے جسقدر یقینی ہو اسے محسوب کرکے باقی کو قضا کرے اصل یہی ہے اور اگر جس مین ظن غالب ہے اسے بھی محسوب کرلیگا تو بھی درست ہے اور گناہون کو ابتدائے بلوغ سے دیکھنا چاہیے کہ آنکھ کان ہاتھ زبان معدہ وغیرہ اعضا سے کیا کیا گناہ کیے ہین اگر گناہ کبیرہ کیے ہین جیسے زنا لواطت چوری شرابخواری اور جس گناہ پر خدا کی مقرر فرمائی ہوئی حد واجب آئی ہے اس سے توبہ کرلے یہ واجب نہین ہے کہ حاکم کے سامنے جاکر اقرار کرے تاکہ وہ اس پر حد جاری کرے بلکہ پوشیدہ رکھے توبہ اور کثرت عبادت سے اسکی تلافی کرے اور صغائر ہون تو بھی ایسا ہی کرے مثلاً اگر نامحرم کی طرف دیکھا ہے یا بے وضو قرآن شریف چھوا ہے یا مسجد مین ناپاک بیٹھا ہے یا سماع رود سنا ہے توجو کام ان گناہون کے ضد اور خلاف ہین وہ کرکے ان گناہون کا کفارہ کرے تاکہ وہ کام ان گناہون کو مٹا دین حق تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ[1] مگر جو نیک کام گناہ کا ضد ہو اُسکا اثر بھی زیادہ ہو سماع رود کا کفارہ قرآن شریف سنکر اور علم کی مجلس مین جاکر کرے اور مسجد مین ناپاک بیٹھنے کا کفارہ اعتکاف اور عبادت سے کرے اور قرآن شریف بے وضو چھونے کا کفارہ دیکھ کر کثرت تلاوت سے کرے اور شرابخواری کا کفارہ اسی طرح کرے جو پینے کی چیز بہت دوست رکھتا ہے اور وہ حلال ہے اسے نہ پیے اور صدقے مین دے تاکہ ان گناہون سے جو ظلمت حاصل ہوئی اسکے مقابلے مین ان نیک کامون سے نور حاصل ہوکر ان ظلمتون کو دل سے دور کردے بلکہ دنیا مین جو جو خوشی حاصل ہوتی ہے اسکا کفارہ یہ ہے کہ ہر ہر خوشی کے مقابلے مین دنیا سے ایک ایک رنج کھینچے کیونکہ دنیا کی خوشی اور راحت کے سبب سے دنیا مین دل اٹک جاتا ہے اور جو رنج کھینچتا ہے اسکے سبب سے دنیا سے دل نفرت کرتا ہے اور کھٹک جاتا ہے اسی واسطے حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسلمان کو جو رنج پہونچتا ہے اگرچہ کانٹا ہی اس کے بدن مین چبھ جائے تو وہ اس کے گناہون کا کفارہ ہوتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بعضے گناہ ایسے ہین کہ رنج کے سوا اور کوئی چیز اس کا کفارہ نہین ہوتی اور ایک روایت مین یون آیا ہے کہ اندوہ عیال اور رنج معیشت کے سوا اور کوئی چیز کفارہ نہین ہوتی ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ جو بندہ بہت گناہ رکھتا ہے اور کوئی عبادت نہین رکھتا کہ وہ اس گناہ کا کفارہ ہوجائے تو حق سبحانہٗ تعالےٰ اس بندے کے دل مین رنج پیدا کردیتا ہے کہ اس گناہ کا کفارہ ہوجائے اے عزیز اگر تو کہے یہ اندوہ آدمی کے اختیار مین نہین تو ایسا امر نہین ہے کیونکہ شاید وہ خود دنیوی کامون سے اندوہگین ہو پھر اگر تو کہے کہ یہ تو خود عطا ہے خطا کا کفارہ کیونکر ہوگا تو ایسا امر نہین ہے بلکہ جو چیز تیرے دل مین دنیا سے نفرت پیدا کرے وہ تیری بھلائی ہے اگرچہ تیرے اختیار سے نہ ہو اسواسطے کہ اگر اس اندوہ کے بدلے مراد بر آنے کی خوشی ہوتی تو پھر تو دنیا کو

[1] تحقیق نیکیان برائیون کو میٹ دیتی ہین ۱۲ مصحح مطبع

اپنی بہشت ہی سمجھتا حضرت یوسفؑ نے حضرت جبرئیل علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ تم نے ان اندوہگین بڑے میان کو کیونکر چھوڑا یعنے حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہا اتنے رنج مین چھوڑا ہے جتنا رنج ان ستّو ماور مشفقہ کو ہو جنکے لڑکے مارے گئے ہون پوچھا کہ انھین اس رنج کے عوض مین کیا ملے گا کہا سو شہیدون کا ثواب آور بندون کے مظالم کے باب مین آدمی کو چاہیے کہ ہر ایک کے ساتھ اپنے معاملے کا حساب کرے بلکہ پاس بیٹھنے اور بات کرنے کا بھی حساب کرے تاکہ اسپر جس کسی کا مالی حق ہو یا اس قسم کا حق ہو کہ اسنے اُسے رنج دیا ہو یا اسکی غیبت کی ہو تو اس سے عہدہ برائی ہو جائے جو کچھ اسے پھیر دینے کے قابل ہو پھیر دے اور جو معاف کرا لینے کے لائق ہو معاف کرائے اگر کسی کو قتل کرڈالے تو اپنے تئین اسکے وارث کے حوالے کردے تاکہ وہ قصاص لیلے یا عفو کردے اور اگر کسی کا دام ودرم اسکے ذمے قرض ہو تو اسے دنیا مین تلاش کرکے ادا کردے اگر اسے نہ پائے تو اسکے وارث کو دیدے یہ امر عالمون اور سوداگرون کو بہت مشکل ہوتا ہے اسواسطے کہ انکے معاملات بہت ہوتے ہین اور سب لوگون پر غیبت کرنے سے دشوار ہوتا ہے کیونکہ جن جن کی غیبت کی ہے ان سب کو نہین تلاش کرسکتے کہ انسے معاف کرائین جب اس امر سے آدمی متعذر رہا تو سوا اسکے عہدہ برائی کا اور کوئی طریقہ نہین ہے کہ عبادت بہت کرے حتیٰ کہ اس قدر عبادت جمع ہوجائے کہ جب قیامت کے دن یہ حقوق اسکی عبادت مین ادا کیے جائین تو اسے کفایت کرنے کی قدر عبادت بچ رہے

فصل

توبہ کی مداومت کے بیان مین جس سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے اسے چاہیے کہ اس گناہ کے تدارک اور کفارے مین جھٹ پٹ مشغول ہوجائے بزرگون نے کہا ہے کہ آٹھ کام ہین کہ جب گناہ کے بعد کیے جائین تو گناہ کا کفارہ ہوجاتا ہے چار دل مین ہین ایک توبہ یا توبہ کا قصد اور اس بات کی چاہ کہ پھر ایسا نہ کرون گا اور اس امر کا خوف کہ اس گناہ کے سبب سے مجھ پر عذاب ہوگا اور عفو کی امید آور چار بدن مین ہین ایک یہ کہ دو رکعت نماز پڑھے بعد اس کے ستّر بار استغفار کرے سو بار کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اور صدقہ دے جسقدر ہو ایک دن روزہ رکھے آور بعضے بزرگون کا قول ہے کہ خوب طہارت کرکے مسجد مین جاکر دو رکعت نماز پڑھے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جب تونے چھپا کر گناہ کیا تو چھپا کر عبادت کرتا کہ اس گناہ کا کفارہ ہوجائے اگر آشکارا گناہ کیا ہے تو آشکارا عبادت کر اے عزیز جان تو کہ زبانی استغفار جس مین دل کو دخل نہ ہو بہت مفید نہین ہوتا اور دل کی شرکت اس طرح ہوتی ہے کہ استغفار کرتے وقت دل مین ہراس اور تضرع ہو خجلت اور ندامت سے خالی نہ ہو جب یہ حالت پیدا ہوئی تو گو کہ توبہ کرنے کا مصمم قصد نہ بھی ہو مگر آدمی بخشدیے جانے کا امیدوار ہے بہرحال غفلت دل کے ساتھ زبانی استغفار بھی فائدہ سے خالی نہین ہے کہ زبان کو بیہودہ باتون ہی سے روکے گا آور چپ رہنے سے بھی بہتر ہوگا اسواسطے کہ زبان کو جب نیک عادت پڑی تو گالی اور بیہودہ بات وغیرہ کی بہ نسبت استغفار کی بہت رغبت ہوگی آبو عثمان مغربی رحمہ اللہ تعالیٰ سے ان کے ایک مرید نے کہا کہ بعضے وقت بے دلی سے میری زبان پر ذکر خدا جاری ہوتا ہے فرمایا کہ شکر کر کہ تیرے ایک عضو کو تو حق تعالیٰ نے اپنے کام مین لگایا اے عزیز

لہ حضرات علماء کا بھی یہی قول ہے کہ جس کی غیبت کی ہو اسکے واسطے استغفار کرے اور اسکی جانب سے صدقہ دے تاکہ کچھ خفت اس عذاب مین ہوجائے ۱۲۔

اس امر مین شیطان بڑا دھوکا دیتا ہے تجھ سے کہتا ہے کہ زبان بند کر دل ہی حاضر نہین تو فقط زبانی ذکر بے ادبی ہے شیطان کو جواب دینے مین لوگون کے تین گروہ ہین ایک گروہ سابق اور بہتر ہے شیطان کو جواب دیتا ہے کہ تو نے سچ کہا اچھا مین تیرے جلانے کے واسطے خواہ مخواہ دل ہی حاضر کرتا ہون یہ شخص شیطان کے زخم پر نمک چھڑک دیتا ہے دوسرا گروہ ظالم ہے وہ شیطان سے کہتا ہے کہ تو نے سچ کہا واقعی زبان ہلانے مین کیا فائدہ اور چپ ہو رہتا ہے جانتا ہے کہ مین نے زیرکی کی اور حقیقت مین شیطان کے ساتھ محبت اور موافقت کرنے لگا تیسرا گروہ مقتصد ہے یہ کہتا ہے کہ اگرچہ مین دل نہین حاضر کر سکتا مگر زبان کو ذکر مین مشغول رکھنا چپ رہنے سے تو بہتر ہے گو کہ دل سے ذکر کرنا فقط زبانی ذکر کرنے سے بہتر ہے جیسے کہ بادشاہی صرافی سے اور صرافی خاکروبی سے بہتر ہے یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ جو کوئی بادشاہی سے عاجز ہو جائے وہ صرافی سے بھی دست بردار ہو کر خاکروبی کرنے لگے **توبہ کی تدبیر کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو لوگ توبہ نہین کرتے ان کا علاج یہ ہے کہ جاننا چاہیے کہ کس سبب سے گناہ پر اصرار کرتے ہین اور توبہ نہین کرتے وہ پانچ سبب ہین ہر ایک کا علاج جدا ہے پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی آخرت کا ایمان ہی نہ رکھتا ہو یا آخرت مین اسے شک ہو اسکا علاج غرور کے ذکر مین جو آخر مہلکات مین تھا ہم بیان کر چکے ہین دوسرا سبب یہ ہے کہ خواہش اسقدر غالب ہو گئی ہو کہ آدمی گناہ ترک کرنے کی طاقت نہین رکھتا اور دنیا کی لذتون نے ایسا گھیر لیا ہو کہ کار آخرت کے خطرے اسے غافل رکھتی ہین اکثر خلق کو خواہش حیات ہوتی ہے اسیواسطے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو حضرت جبرئیل سے فرمایا کہ دیکھ انھون نے دوزخ کو دیکھکر عرض کیا کہ قسم تیری عزت کی کہ کوئی ایسا نہ ہوگا کہ اسکی کیفیت سنکر ادھر آئے پھر حق سبحانہ تعالے نے دوزخ کے گرداگرد خواہشون کو پیدا کیا اور فرمایا کہ اب دیکھ پھر حضرت جبرئیل نے دیکھ کر عرض کیا کہ کوئی باقی رہیگا کہ دوزخ مین نہ رہے اور حق سبحانہ تعالے نے بہشت کو پیدا کر کے فرمایا کہ دیکھ حضرت جبرئیل نے عرض کیا مین نے دیکھا جو شخص اسکی صفت سنیگا بے اختیار اسکی طرف دوڑ پڑیگا پھر حق تعالے نے مکروہات کو اور ان تلخ کامونکو جو راہ بہشت مین ہین بہشت کے آس پاس پیدا کر کے فرمایا کہ اب تو دیکھ حضرت جبرئیل نے دیکھ کر عرض کیا کہ اب تو مجھے یہ خوف ہے کہ بہشت کی راہ مین جو رنج و تکالیف بہت ہین تو کوئی شخص بہشت مین نہ جائیگا تیسرا سبب یہ ہے کہ آخرت کا تو ابھی وعدہ ہی وعدہ ہے اور دنیا دم نقد موجود ہے اور آدمی کی طبیعت نقد مال کیطرف بہت مائل ہوتی ہے اور جو ادھار چیز اسکی آنکھ سے دور ہوتی ہے اسکے دل سے بھی دور ہوا کرتی ہے چوتھا سبب یہ ہے کہ جو مسلمان ہے وہ دن بھر توبہ کے قصد مین رہتا ہے لیکن پھر دوسرے دن پر اُٹھا رکھتا ہے اور جو خواہش سامنے آتی ہے کہتا ہے اسے تو کر لون اور کچھ نہ کرونگا **شعر** روز میگویم کہ فردا ترک این سودا کنم ؂ باز چون فردا شود امروز را فردا کنم ؂ پانچواں سبب یہ ہے کہ آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ یہ کچھ واجب نہین ہے کہ گناہ دوزخ مین لیجائے بلکہ عفو ممکن ہے اور آدمی کو اپنے نصیب کے حق مین نیک گمان ہوا کرتا ہے جب کوئی خواہش غالب ہوتی ہے کہتا ہے کہ حق تعالے معاف کر دیگا اور رحمت کی امید رکھتا ہے پہلے سبب یعنی آخرت پر ایمان نہ رکھنے کا علاج ہم بیان کر چکے ہین لیکن جو شخص آخرت کو اُدھار جانتا ہے اور دنیا جو نقد ہے اسے ترک نہین کرتا اور آخرت جو آنکھ سے اوٹ ہے اُسے دل سے بھی دور رکھتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ یہ بات سمجھ لے کہ جو چیز یقیناً آنے والی ہے اسے

آئی ہوئی سمجھ سے اتنی بات ہے کہ جب آنکھ بند کی اور مرگیا آخرت نقد ہوگئی اور شاید یہ بات آج ہی ہو اور یہ ادھار اسی دم نقد ہوجاوے اور وہ نقد یعنی دنیا گئی گذری ہو اور خواب و خیال ہوجائے شعر واے نادانی کہ وقت مرگ یہ ثابت ہوا ؛ خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا ؛ اور وہ شخص جو ترک لذت نہین کرسکتا اسے یہ جاننا چاہیے کہ جب اس لذت سے دم بھر صبر نہین کرسکتا تو آتش دوزخ کا کیونکر تحمل ہوگا اور بہشت کی لذتون سے کسطرح صبر کریگا آدمی اگر بیمار ہوتا ہے تو ٹھنڈے پانی سے زیادہ کوئی چیز نہین اچھی معلوم ہوتی اگر کوئی یہودی طبیب اس سے کہدیتا ہے کہ پانی تجھے نقصان کریگا تو شفا کی امید پر کیسا اپنی خواہش کے خلاف کرتا ہے خدا و رسول کے قول سے سلطنت ابدیت کی جو امید ہے وہ اولیٰ تر ہے کہ ترک شہوت کے سبب ہو اور وہ شخص جو توبہ کرنے مین تاخیر کرتا ہے اس سے کہنا چاہیے کہ تو کس بُھلاوے بھولا ہے توبہ کرنے مین کل تک کی کیا دیر لگا رکھی ہے کل کا دن شاید تیرے ہاتھ ہی نہ آوے تو آج ہی ہلاک ہوجائے شعر آئے نہ آئے دم کا کسے اعتبار ہے ؛ ناپائدار زندگی مستعار ہے ؛ اسی سبب سے حدیث شریف مین آیا ہے کہ دوزخی لوگ تاخیر کرنے کی وجہ سے اکثر واویلا کرین گے اور اس سے یہ کہنا چاہیے کہ توبہ کرنے مین تو آج کیون دیر کرتا ہے اگر اس سبب سے دیر کرتا ہے کہ آج ترک شہوت دشوار ہے کل آسان ہوجائیگا تو یہ خیال محال اپنے دل سے نکال جیسا آج دشوار ہے ویسا ہی کل بھی دشوار ہوگا اسواسطے کہ حق تعالےٰ نے ایسا کوئی دن پیدا ہی نہین کیا جس مین ترک شہوت آسان ہو اور تیری مثل اس شخص کی ایسی ہے جسے حکم کرین کہ اس درخت کو جڑ سے اکھاڑ ڈال اور وہ کہے کہ یہ درخت مضبوط ہے اور مین ضعیف ہون برس دن توقف کرو اگلے سال اکھاڑ ڈالون گا تو اسے یہی جواب دین گے کہ او احمق اگلے سال تو درخت اور بھی زیادہ مضبوط ہوجائے گا اور تو اور بھی ضعیف ہوجائے گا اسی طرح خواہشون کا درخت بھی روز بروز مضبوط ہوتا جاتا ہے اسواسطے کہ تو اسکی تعمیل کرتا ہے اور تو روز بروز اسکی مخالفت سے زیادہ عاجز ہوتا جاتا ہے تو جتنا جلدی اسے اکھاڑیگا اتنی ہی تجھے آسانی ہوگی اور وہ شخص جو یہ بھروسا رکھتا ہے کہ مین مسلمان ہون اور حق تعالیٰ مسلمانون کو معاف ہی فرمائیگا اس سے ہم کہتے ہین کہ شاید حق تعالےٰ نہ معاف کرے اور تو عبادت نہ کرے تو شاید تیرے ایمان کا درخت کمزور ہوجائے اور مرتے وقت سکرات کے تھپیڑے مین اُکھڑ جائے اسواسطے کہ ایمان ایسا درخت ہے کہ عبادت ہی کے پانی سے سینچتا ہے جب اس پانی کے سبب سے مضبوط نہ ہورہا ہو تو اس کا خطر مین رہنا ممکن ہے بلکہ جس شخص نے بہت گناہ کیے ہون اور عبادت نہ کی ہو اسکے ایمان کی مثل ایسی ہے جیسے وہ بیمار جس کی بیماری بڑھ گئی ہو تو ہر دم یہی ڈر رہتا ہے کہ کہین ہلاک نہ ہوجائے پھر وہ شخص ایمان ساتھ بھی لے جائے تو دونون امر ممکن ہین حق سبحانہٗ تعالےٰ اپنی رحمت کاملہ سے چاہے اسے بخشدے چاہے نہ بخشے عذاب کرے تو اس امید پر بیٹھ رہنا حماقت ہے اس احمق کی مثل اس بیوقوف کی ایسی ہے جو اپنی تمام گرستی ضائع کرکے اپنے جورو لڑکون کو بھوکا چھوڑ دے اور کہے کہ شاید یہ کسی ویرانے مین جائین اور وہان خزانہ پائین یا اس کی مثل اس نادان کی ایسی ہے کہ وہ جس شہر مین رہتا ہو اسے ظالم لوگ لوٹنے آئین وہ اپنا مال نہ چھپائے اسی طرح گھر متن چھوڑ کر بھاگ جائے اور کہے کہ شاید یہ ظالم میرے گھر مین پہونچکر مر جائین یا غافل رہین یا اندھے

ہو جائین میرے گھر مین دیکھ ہی نہ سکین حالانکہ یہ سب باتین ممکن ہین ایسا ہی حق تعالے کا بخشدینا بھی ممکن ہے اگر اس ممکن پر اعتماد کرکے احتیاط سے دست بردار ہونا حماقت ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ اگر کوئی شخص اپنے بعضے گناہون سے توبہ کرے سب گناہون سے نہ کرے تو یہ درست ہے یا نہین اس امر مین علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ محال ہے کہ کوئی شخص زنا کرنے سے توبہ کرے اور شراب پینے سے نہ کرے اسواسطے کہ اگر گناہ سمجھ کر زنا سے توبہ کرتا ہے تو شراب پینا بھی حرام ہے جیسے یہ امر محال ہے کہ ایک خم شراب سے تو آدمی توبہ کرے ایک سے نہ کرے اسواسطے حرمت مین دونون خم برابر ہین تو گناہ کا بھی یہی حال ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسا امر نہین ہے اسواسطے کہ ممکن ہے کہ آدمی زنا کو شرابخواری سے بدتر جانتا ہو اور بدترین گناہ سے توبہ کرے یا یہ سمجھکر شرابخواری سے توبہ کرے کہ شراب زنا سے بدتر ہے کیونکہ یہ زنا مین اور اور بُرے کامون مین مبتلا کرتی ہے یا مثلاً غیبت سے توبہ کرے شراب سے نہ کرے اور کہے کہ غیبت خلق سے تعلق رکھتی ہے اور اسکا بڑا خطر ہے بلکہ یہ بھی ممکن ہے کہ اصل شرابخواری سے توبہ نہ کرے فقط کثرت شرابخواری سے توبہ کرے اور کہے کہ جسقدر مین زیادہ پیونگا اُسیقدر عذاب بھی زیادہ ہوگا اور مین اپنی خواہش سے باز نہین آتا کہ بالکل شراب پینا چھوڑ دون بہت پینے سے بر آسکتا ہون اور یہ کچھ ضرور نہین ہے کہ شیطان جب ایک گناہ مین مجھے عاجز کردے اور وہ کرنا ہی پڑے تو دوسرا گناہ جسمین مین عاجز نہین ہون وہ بھی کرنے لگون یہ سب باتین ممکن ہین مگر یہ جو حدیث شریف مین آیا ہے اَلتَّائِبُ حَبِیْبُ اللّٰہِ[۱] اور حق تعالے نے فرمایا ہے اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ[۲] ظاہرا یہ محبت کا مرتبہ اسی توبہ کرنیوالے کو حاصل ہوگا جو سب گناہون سے توبہ کرے جنے یہ کہا ہے کہ بعضے گناہون سے توبہ درست نہین اسکا یہی مطلب ہے ورنہ جس گناہ صغیرہ سے آدمی توبہ کرتا ہے وہ توبہ اسکا کفارہ ہو جاتی ہے اور وہ گناہ نیست و نابود ہو جاتا ہے سب گناہون سے ایک ہی دفعہ توبہ کرنا مشکل ہے اور اکثر توبہ بتدریج ہی ہوتی ہے اور جسقدر گناہون سے توبہ نصیب ہوگی اُسی قدر ثواب ملیگا واللہ اعلم فقط

دوسری اصل صبر شکر کے بیان مین

اے برادر یہ یقین کر کہ بغیر صبر کے ٹھیک توبہ نہین ہو سکتی بلکہ کوئی فرض ٹھیک ٹھیک ادا کرنا اور کوئی گناہ ترک کرنا بھی بے صبر کے ممکن نہین لوگون نے جب رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے تو اسی سبب سے آپ نے فرمایا کہ صبر اور ایک حدیث مین آپ نے فرمایا ہے کہ صبر نصف ایمان ہے اور صبر کی بزرگی اور فضیلت کا یہ سبب ہے کہ حق سبحانہ تعالے نے قرآن مجید مین ستر جگہ سے زیادہ صبر کا ذکر کیا ہے اور جو بہت بڑا درجہ ہے اُسے صبر پر موقوف رکھا ہے اور فرمایا ہے وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا[۳] اور اجر بے نہایت و بے حساب کو صبر پر حوالہ فرمایا ہے اور ارشاد کیا اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ[۴] اور صابرون سے وعدہ کیا کہ مین تمہارے ساتھ ہون اور فرمایا

---

[۱] توبہ کرنے والا خدا کا پیارا ہے ۱۲ [۲] خدا توبہ کرنے والون کو محبوب رکھتا ہے ۱۲ [۳] اور کیا ہم نے ان مین سے مقتدا کہ ہدایت پاتے ہین ہمارے امر سے بوجہ صبر کے ۱۲

[۴] اور پورا پائینگے صابرین اجر اپنا بغیر حساب کے ۱۲

وَاللہُ مَعَ الصَّابِرِیْنَ[1] درود اور رحمت اور ہدایت تینون نعمتین اکٹھا کسی کو نہین مرحمت کین مگر صبر کرنے والون کو اور فرمایا اُولٰٓئِكَ عَلَیْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ[2] صبر کی ایک فضیلت اور بزرگی یہ ہے کہ حق تعالٰے اسے عزیز رکھتا ہے اور ہر ایک کو صبر نہین عنایت فرماتا مگر اپنے دوستون کو تھوڑا سا مرحمت کرتا ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّ اَقَلَّ مَا اُوْتِیْتُمُ الْیَقِیْنُ وَعَزِیْمَةُ الصَّبْرِ یعنی جو چیزین حق تعالٰے نے تمھین عنایت فرمائین ان مین یقین اور صبر بہت تھوڑا سا دیا ہے اور جسکو یہ دونون نعمتین مرحمت کی ہین اس سے کہدو کہ تو کچھ پروا نہ رکھ گو کہ روزہ نماز کم رکھتا ہے اور اے میرے اصحاب جس امر پر آج تم قائم ہو اگر اسپر صبر کرو اور اس سے پھر نہ جاؤ تو اُسے مین اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ تم مین سے ہر ایک اتنی اتنی عبادت کرے جتنی سبھون نے کی ہو مگر مین یہ ڈرتا ہون کہ میرے بعد تم پر دنیا کی راہ کھلے حتیٰ کہ تم ایک دوسرے سے منکر ہو جاؤ اور اہل ایمان تم سے منکر ہو جائین اور جو شخص صبر کرکے ثواب کا امیدوار رہتا ہے وہ ثواب کامل پائیگا تم صبر کرو کہ دنیا نہ رہیگی اور حق تعالٰی کے پاس ثواب باقی رہیگا یہ فرماکر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پوری پڑھی مَا عِنْدَكُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللہِ بَاقٍ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ[3] اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ صبر بہشت کے خزانون مین سے ایک خزانہ ہے اور فرمایا ہے کہ اگر صبر مرد ہوتا تو کریم ہوتا اور فرمایا ہے کہ صبر کرنے والون کو حق تعالٰے دوست رکھتا ہے حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد تو میرے اخلاق کی پیروی کر اور میرے اخلاق مین سے ایک یہ ہے کہ صبور ہون حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اے لوگو جب تک تم اپنی نامرادی پر صبر نہ کروگے تب تک اپنی مراد کو نہ پہونچوگے جناب سلطان الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ انصار کو دیکھا فرمایا تم مسلمان ہو انھون نے عرض کیا کہ ہان آپ نے فرمایا کہ اس پر دلیل کیا ہے انھون نے عرض کیا کہ ہم نعمت پر شکر کرتے ہین محنت پر صبر کرتے ہین قضائے الٰہی سے خوش رہتے ہین فرمایا مُؤْمِنُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنے قسم ہے رب کعبہ کی کہ تم پکے مسلمان ہو امیر المؤمنین شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ صبر کو ایمان کے ساتھ ایسی نسبت ہے جیسے سر کو بدن کے ساتھ جس شخص کا سر نہین بدن بھی نہین جسے صبر نہین ایمان نہین

صبر کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ صبر آدمی ہی کیواسطے خاص ہے اسواسطے کہ نہ بہائم کو صبر ہے کیونکہ وہ نہایت ناقص ہین اور نہ ملائکہ کو صبر کی حاجت ہے اسلیے کہ وہ نہایت کامل ہین اور خواہش سے پاک ہین پس بہائم خواہش کے مطیع اور مسخر ہین اور ان مین خواہش کے سوا اور کوئی متقاضی نہین ہے اور ملائکہ جناب الٰہی کے عشق مین ڈوبے ہوئے ہین انھین اس سے کوئی روکنے والا نہین ہے کہ اسے دفع کرنے مین صبر کرین مگر آدمی کو حق تعالٰے نے پہلے تو بہائم کی صفت پر پیدا کیا اور کھانے کپڑے زیب و زینت لہو و لعب کی خواہش اسپر مسلط کی پھر جوانی کے وقت انوار ملائکہ مین سے ایک نور اسمین پیدا ہوتا ہے کہ اس نور سے انجام کار دیکھنے لگتا ہے بلکہ حق تعالٰے نے دو فرشتون کو آدمی پر موکل کردیا ہے

---

[1] اور اللہ صابرون کے ساتھ ہے ۱۲ [2] صابرین وہ ہین کہ خدا کی طرف سے ان پر صلوٰۃ ہے اور رحمت ہے اور وہی ہدایت پانے والے ہین ۱۲ [3] جو کچھ تمھارے پاس ہے وہ فانی ہے اور جو خدا کے پاس ہے وہ باقی ہے اور ہم جزا دین گے ان لوگون کو جنھون نے صبر کیا بغیر حساب (یعنی بے نہایت)۔

بہائم اُن سے محروم ہین ایک فرشتہ تو اسے ہدایت فرماتا ہے اور راہ بتاتا ہے بایںطور کہ اس فرشتہ کے انوار ہین سے ایک نور آدمی مین سرایت کرتا ہے اس نور سے آدمی انجام کار پہچاننے اور مصلحت کار جاننے لگتا ہے حتیٰ کہ اس نور سے اپنے تئین اور حق تعالےٰ کو جان جاتا ہے اور یہ امر پہچان جاتا ہے کہ خواہشون کا انجام ہلاکت اور تباہی ہے اگرچہ اپنے وقت پر اچھی معلوم ہوتی ہین اور یہ بات جان لیتا ہے کہ خواہشون کی خوشی اور راحت جھٹ پٹ گذر جاتی ہے اور اسکا رنج مدت تک رہتا ہے بہائم کو یہ ہدایت نہین ہوتی مگر آدمی کو یہ ہدایت کفایت نہین کرتی کیونکہ اگر وہ اسی قدر جانے گا کہ خواہشین اسکے حق مین باعث نقصان ہین اور اُسے دفع کرنے کی قدرت نہ رکھیگا تو کیا فائدہ ہوگا اسواسطے کہ بیمار یہ تو جانتا ہے کہ بیماری اُسکے حق مین باعث نقصان ہے مگر اُسے دفع کرنے کی قدرت نہین رکھتا پس حق تعالےٰ نے اس دوسرے فرشتے کو آدمی پر اسواسطے متعین کیا ہے کہ اسے قوت اور قدرت دے اور اسکی تائید کرکے سدباب کردے حتیٰ کہ آدمی نے جس امر کو اپنے حق مین باعث نقصان جانا ہے اس سے دست بردار ہوجائے تو آدمی مین شہوت پرستی کی جیسی قوت ضروری تھی ویسی ایک اور قوت ضروری ہے تاکہ آدمی خواہشون کے خلاف کرکے آیندہ اُن کے ضرر سے رہائی پائے یہ مخالفت کرنے کی قوت ملائکہ کے لشکر مین سے ہے اور وہ شہوت پرستی کی قوت شیطان کے لشکر مین سے اس مخالفت شہوت کی قوت کو ہم باعث دینی کہتے ہین اور اس شہوتون کی قوت کو باعث ہوا پس ان دونون لشکرون مین ہمیشہ لڑائی اور مخالفت رہا کرتی ہے لشکر ملائکہ تو آدمی سے کہتا ہے کہ شہوت پرستی نہ کر اور لشکر شیطان کہتا ہے کہ کر بھی وہ بیچارہ اس دو عملہ مین حیران ہے کس کی مانے اور کس کی نہ مانے اگر باعث ہوا کے ساتھ جنگ و مقابلہ کرنے مین باعث دین ثابت قدم رہے اور جگہ نہ چھوڑے تو اسکے ثبات کو صبر کہتے ہین اور اگر ثابت قدمی کرکے باعث ہوا کو مغلوب کرے اور بھگادے تو اس کے اس غلبہ کو ظفر کہتے ہین اور جبتک باعث ہوا کے ساتھ کارزار مین رہے اسے جہاد نفس کہتے ہین پس باعث ہوا کے مقابلے مین باعث دین کا قائم رہنا یہی صبر کے معنی ہین جہان یہ دونون لشکر مخالف نہین ہوتے وہان صبر بھی نہین ہوتا اسی سبب سے ملائکہ کو صبر کی حاجت نہین ہے اور بہائم اور بچون کو صبر کی قوت نہین ہے اے عزیز جان تو کہ یہ جو دو فرشتے ہم نے کہے ہین کراماً کاتبین یہی ہین اور جسکے واسطے حق تعالےٰ نے فکر و تامل و استدلال کی راہ کھولدی ہے وہ جانتا ہے کہ جو چیز نئی پیدا ہوتی ہے اُسکا کوئی سبب ہوتا ہے جب مختلف دو چیزین ہونگی تو انکے واسطے دو مختلف سبب بھی ہونگے آدمی دیکھتا ہے کہ بہائم کو اور ابتدا مین بچون کو نہ ہدایت ہوتی ہے نہ معرفت کہ انکے سبب سے انجام کار جانین اور نہ صبر کرنے کی قوت ہوتی ہے جوانی کے قریب یہ دونون چیزین پیدا ہوتی ہین اور انکو دو سببون کی حاجت ہوتی ہے تو یہ دونون فرشتے ان ہی دونون سببون سے عبارت ہین اور آدمی یہ بھی جانتا ہے کہ ہدایت اصل ہے اور پہلے ہدایت ہی ہوتی ہے پھر اسپر عمل کرنے کی قدرت اور ارادہ ہوتا ہے پس جس فرشتے کے سبب سے ہدایت ہوتی ہے وہ بہت معزز اور افضل ہے تو صدر کے داہنے ہاتھ کو اسکا مقام ہوتا ہے اور صدر تو ہے اسواسطے کہ یہ فرشتے تجھپر مؤکل ہین تو وہ داہنے ہاتھ کا فرشتہ چونکہ تیری ہدایت کے واسطے ہے اگر تو ہدایت و معرفت حاصل کرنے کے واسطے اسکی طرف کان لگائیگا تو تیرا یہ کان لگانا ایسا ہے

کہ گویا تونے اسپر احسان کیا کہ اُسے بیکار نہین رکھا اور یہ بات تیرے نامۂ اعمال مین ایک نیکی لکھی جائے گی اور اگر تو اس سے انکار کرے گا اور اسے بیکار کردے گا تاکہ بہائم اور لڑکون کی طرح انجام کار کی ہدایت سے محروم رہے تو یہ ایک تقصیر ہے کہ تونے اپنے اور اسکے حق مین کی یہ تقصیر تیرے نام لکھی جائے گی اسطرح وہ قوت جو تونے اس فرشتہ سے پائی ہے اگر خواہشون کے خلاف کرنے مین صرف کریگا اور کوشش کرتا رہیگا تو یہ نیکی ہوگی ورنہ تقصیر ہوگی یہ دونون حالتین تیرے نام لکھی جائینگی نامۂ اعمال مین بھی اور تیرے دل مین بھی مگر تیرے دل سے پوشیدہ رہین گی یہ دونون فرشتے اور ان کی کتابین عالم شہادت سے نہین ہین انھین ان آنکھون سے آدمی نہین دیکھ سکتا جب موت آئے گی اور یہ آنکھ گذر جائے گی اور دوسری آنکھ جس سے عالم ملکوت دیکھ سکتا ہے کھلے گی تب تو ان کتابون کو اپنے ساتھ پائے گا اور دیکھ سکے گا اور قیامت صغریٰ سے آگاہی پائے گا مگر اسکی تفصیل قیامت کبریٰ یعنی حشر کے دن دیکھے گا قیامت صغریٰ تو موت ہی کے وقت ہوجاتی ہے جیسا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ مَاتَ فَقَدْ قَامَتْ قِيَامَتُهٗ[۱] جو کچھ قیامت کبریٰ مین ہے اسکا شائبہ اس قیامت صغریٰ مین بھی ہے اس کی تفصیل احیاء العلوم مین بیان کی ہے یہ کتاب اسکی متحمل نہین ہے لیکن غرض یہ ہے کہ تو یہ امر جان لے کہ صبر وہان ہوتا ہے جہان لڑائی ہو اور لڑائی وہان ہوتی ہے جہان دو مختلف لشکر ہون اور ان دونون لشکرون مین سے ایک تو ملائکہ کا لشکر ہے ایک شیاطین کا آدمی کے سینے مین یہ دونون جمع ہین تو اس لڑائی مین مشغول ہونا راہ دین کا پہلا کام ہے اسواسطے کہ بچپن سے سینے کے میدان پر شیاطین کے لشکر نے قبضہ کرلیا ہے اور ملائکہ کا لشکر جوانی کے قریب پیدا ہوتا ہے پس جب تک شہوتون کے لشکر کو مقہور نہ کرے گا سعادت کو نہ پہونچے گا اور جب تک جنگ نہ کرے گا اور جنگ مین صبر نہ کرے گا تب تک اُسے مقہور نہ کرسکے گا جو شخص اس جنگ مین مشغول نہین اسنے اپنے سینہ کی ولایت شیطان کے سپرد کردی اور جس نے اپنی خواہشون کو زیردست کرلیا وہ خود شرع کا مطیع ہوگیا اور میدان مارلیا جیساکہ جناب سلطان المجاہدین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے وَلٰكِنَّ اللهَ اَعَانَنِيْ عَلٰى شَيْطَانِيْ فَاَسْلَمَ[۲] اکثر ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب اپنے نفس پر جہاد کرتا ہے تو کبھی فتح پاتا ہے کبھی شکست کھاتا ہے گاہے شہوت نفسانی قبضہ کرلیتی ہے گاہے باعث دین بغیر صبر اور ثابت قدمی کیے ہوے یہ قلعہ فتح نہین ہوتا **اس امر کا بیان کہ صبر نصف ایمان اور روزہ نصف صبر کیون ہے** اے عزیز جان تو کہ ایمان ایک چیز نہین ہے بلکہ اس کی بہت سی شاخین اور بہت سے اقسام ہین چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ ایمان کے ستر اور کئی باب ہین لا الٰہ الا اللہ سب سے بزرگ ہے اور راستہ پر سے تنکا اُٹھالینا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو سب سے کمتر ہے ہرچند کہ ایمان کے اقسام اور اسکی شاخین بہت ہین لیکن اصلین تین ہی جنس سے ہین معرفتین احوال اعمال مقامات ایمان مین سے کوئی مقام ان تین جنسون سے خالی نہین مثلاً توبہ کی حقیقت ندامت ہے یہ دل کی حالت ہے اس کی اصل اس بات کی معرفت ہے کہ گناہ زہر قاتل ہے اور اسکی فرع یہ ہے کہ آدمی گناہ سے دست بردار ہوکر عبادت مین مصروف رہے پس یہ حالت اور معرفت اور عمل سب منجملۂ ایمان ہے اور ایمان تینون

[۱] جو شخص مرگیا پس تحقیق کہ قائم ہوگئی قیامت اسکی ۱۲ [۲] مگر اللہ ہی نے مدد کی میری شیطان کے مقابلہ مین پس وہ مسلمان ہوا ۱۲-

چیزون سے عبارت ہے مگر کبھی معرفت کے ساتھ تخصیص کرتے ہین کیونکہ وہ اصل ہے اسواسطے کہ معرفت ہی سے حالت پیدا ہوتی ہے اور حالت سے عمل ظاہر ہوتا ہے پس معرفتین گویا تنہ درخت ہین اور معرفت کے سبب سے دل کا حال متغیر ہونا درخت کی شاخین اور حالت متغیر ہونے سے جو افعال سرزد ہوتے ہین وہ گویا پھل ہین پھر تمام ایمان دو چیزین ہین دیدار اور کردار بے صبر کے ممکن نہین و صبر نصف ایمان ہے اور صبر دو جنس سے کرنا چاہیے ایک جنس شہوت سے دوسری جنس خشم سے چونکہ روزے مین جنس شہوت سے صبر ہوتا ہے پس روزہ نصف صبر ہے دوسرے اسوجہ سے بھی صبر نصف ایمان ہے کہ تو بالکل کردار ہی مین نظر کر اور ایمان اسی سے مراد لے تو رنج و محنت مین مسلمان کا کردار صبر ہے اور ناز و نعمت مین شکر ہے تو نصف ایمان صبر ہوا اور نصف ایمان شکر ہوا جیسا اور حدیث مین آیا ہے اے عزیز اگر اس بات کا خیال کرے کہ صبر بہت مشکل اور نہایت دشوار ہے صبر ہی کو تو اصل ایمان ٹھہرائے تو صبر سے زیادہ کوئی امر مشکل نہین اسوجہ سے صبر ہی پورا ایمان ہے جیساکہ صحابہ رضی اللہ تعالے عنہم نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ ایمان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا صبر یعنی ایمان مین صبر بہت مشکل امر ہے یہ فرمانا ویسا ہے جیسا کہ آپنے فرمایا کہ عرفہ حج ہے یعنے عرفے کے سبب سے خطر ہے کہ اگر عرفہ فوت ہوتا ہے تو حج بھی فوت ہوجاتا ہے اور اور ارکان کے سبب سے حج فوت نہین ہوتا

ہر وقت صبر کی حاجت ہونیکا بیان اے عزیز جان تو کہ بندہ کسی وقت ایسی چیز سے خالی نہین رہتا جو اسکی خواہش کے موافق یا مخالف ہو ہر حال صبر کا حاجتمند ہوتا ہے جو چیز آدمی کی خواہش کے موافق ہو جیسے مال نعمت جاہ تندرستی جورو لڑکے وغیرہ جو چیز حسب دلخواہ ہو ایسی چیز مین صبر کرنا اور سب چیزون مین صبر کرنے سے بہت زیادہ ضرور ہے کیونکہ اگر اپنے تئین نہ روکے بیٹھے گا اور ناز و نعمت مین کھل کھیلے گا اور دل پھنسا کر اٹک رہے گا تو اُن مین غرور اور سرکشی پیدا ہوجائیگی بزرگون کا قول ہے کہ رنج و محنت پر تو سبھی صبر کرتے ہین مگر خیر و عافیت پر صدیقون کے سوا کوئی صبر نہین کرتا صحابہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کے پاس جب مال بہت ہوجاتا نعمت بہت بڑھ جاتی تو فرماتے کہ ہم جبتک رنج و محنت مین رہے خوب صبر کرسکے اب کہ نعمت اور مقدرت حاصل ہے ویسا صبر نہین کرسکتے اسی سبب سے حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ[1] غرضکہ قدرت کی حالت مین صبر کرنا دشوار ہوتا ہے بڑی پاک دامنی یہی ہے کہ حق سبحانہ تعالے نعمت دیوے ہی نہین نعمت پر اسطرح سے صبر ہوتا ہے کہ آدمی اسکے ساتھ دل نہ لگائے اسکے سبب سے بہت خوشیان نہ منائے اسے عاریت جانے اور سمجھے رہے کہ یہ نعمت بہت جلد مجھ سے لے لی جائیگی بلکہ اسے نعمت ہی نہ جانے کہ شاید قیامت کے دن وہ اسکے درجات مین نقصان کا سبب ہو پس اسکے شکر مین مشغول ہونا چاہیے تاکہ مال اور تندرستی یا اور جو کچھ رکھتا ہے اسمین سے حق تعالے کا حق ادا ہوجائے اور انہین سے ہر ایک مین صبر کی حاجت ہوگی اور وہ حال جو خواہش کے موافق نہ ہون تین قسم کے ہوتے ہین ایک وہ جو آدمی کے اختیار مین ہو جیسے عبادت کرنا گناہ ترک کردینا دوسری جو اس کے اختیار مین نہ ہو جیسے بلا اور مصیبت تیسرا وہ جس کی اصل تو اس کے اختیار مین نہ ہو مگر اسے دفع کرنا اور اسکا بدلا لینا اس کے اختیار مین ہو جیسے لوگون کا اسے رنج دینا پہلی قسم جو اسکے اختیار مین ہو جیسے عبادت کرنا اسمین صبر کرنے کی احتیاج ہے اسواسطے کہ

[1] تحقیق کہ تمھارا مال اور اولاد فتنہ ہے یعنے مال و اولاد کی وجہ سے انسان اکثر فتنہ مین مبتلا ہو جاتا ہے ۱۲ جعفر علی۔

ف یعنی علم و عمل یعنی دیدار اور کردار

کہ بعضی عبادت کاہلی کی وجہ سے دشوار ہوجاتی ہے جیسے نماز اور بعضی بخل کے سبب سے مشکل ہوجاتی ہے جیسے زکوۃ اور بعضی کاہلی اور بخل دونون کے سبب سے دشوار ہوجاتی ہے جیسے حج یہ عبادتین بے صبر کے ممکن نہین ہوتین اور ہر عبادت مین صبر کی حاجت ہے اول مین بھی درمیان مین بھی آخر مین بھی اول مین اس طرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ نیت مین خلوص کامل پیدا کرے ریا کو دل سے نکال ڈالے یہ صبر بہت دشوار ہے درمیان مین یون صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ وہ عبادت شرط اور آداب کے ساتھ رہے کسی خلاف بات کا لوث نہ ہونے پائے مثلاً اگر نماز ہے تو اسکے درمیان مین ادھر اُدھر نہ دیکھے اور کسی چیز کا خیال نہ کرے آخر مین اس طرح صبر کی حاجت ہوتی ہے کہ عبادت کو ظاہر کرنے اور کہتے پھرنے سے اور اسپر غرور کرنے سے صبر کرے اور گناہ ترک کرنا تو بے صبر کے ہو ہی نہین سکتا جس قدر خواہش زیادہ اور گناہ آسان ہوتا ہے اسیقدر اس سے صبر کرنا دشوار تر ہوتا ہے اسی سبب سے زبان کے گناہون سے صبر کرنا مشکل ہے اسواسطے کہ زبان ہلا دینا بہت آسان بات ہے جب کوئی بُری بات کہی جاتی ہے تو عادت اور سرشت ہوجاتی ہے بُری بات بھی شیطان کے لشکر مین سے ہوتی ہے اسی سبب سے عبث جھوٹ اپنی تعریف اورون پر طعن و تشنیع وغیرہ مین زبان براق ہوتی ہے جب ایسی کوئی بات زبان پر آتی ہے جس سے لوگ متعجب ہونگے اور جسے پسند کرینگے تو کہنے والے کو بڑا رنج کھینچکر اس بات سے صبر آتا ہے اکثر یہ ہے کہ لوگون کی صحبت مین بیٹھ کر اس سے صبر کرنا ممکن نہین ہوتا مگر گوشہ نشینی کی بدولت البتہ آدمی اس سے بچ سکتا ہے دوسری قسم[1] جسمین آدمی بے اختیار رہے جیسے لوگون کا اسے دست و زبان سے رنج دینا لیکن اسکا بدلا لینے مین اُسے اختیار رہے اس مین صبر کامل کی حاجت ہے تاکہ رنج دینے والے سے بدلا لے یا بدلا لینے مین حد سے نہ بڑھجائے ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جبتک ایمان کے ساتھ لوگون کے دیے ہوے رنج پر صبر کرنے کی ہمین قدرت نہو تب تک ہم ایمان کو ایمان نہین جانتے اسی واسطے حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے دَعْ اَذٰھُمْ وَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ یعنی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوا کہ وہ لوگ جو تمھین ستاتے ہین تم اس سے درگذر کرکے توکل بخدا کرو اور فرمایا وَاصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاھْجُرْھُمْ ھَجْرًا جَمِیْلًا یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم وہ لوگ جو کچھ تمھین کہتے ہین اسپر صبر کرو اور بھلائی کے ساتھ ان سے جدائی اختیار کرو اور فرمایا ہے وَلَقَدْ نَعْلَمُ اَنَّکَ یَضِیْقُ صَدْرُکَ بِمَا یَقُوْلُوْنَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم مین جانتا ہون کہ دشمنون کی باتون سے تم دلگیر اور تنگ ہوتے ہو مگر تسبیح مین مشغول رہو ایک دن جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ مال تقسیم فرمارہے تھے ایک شخص نے کہا کہ یہ تقسیم خدا کے واسطے نہین ہے یعنی معاذ اللہ بے انصافی سے آپ تقسیم کرتے ہین یہ خبر آپ کو پہونچی چہرۂ نورانی سرخ ہوگیا اور ملول ہوکر آپ فرمانے لگے کہ حق تعالےٰ میرے بھائی موسیٰ پر رحمت کرے انھین اس سے زیادہ لوگون نے رنج دیے اور انھون نے صبر کیا اور حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ یعنی اگر تم کو کچھ اذیت پہونچے اور تم عوض لو تو اتنا ہی

[1] واضح ہو کہ اوپر والی تقسیم مین یہ تیسری قسم تھی مگر چونکہ اصل کتاب مین یہان ترتیب کا لحاظ نہین کیا ہے مترجم نے بھی اسی کی پیروی کی ورا اوپر جو دوسری قسم تھی وہ یہان تیسری قسم لکھی ۱۲

عوض جو جتنی تمھین اذیت پہونچی ہے اور اگر صبر کرو تو بہت اچھی بات ہے اور انجیل مین مین نے (یعنی امام صاحب نے) لکھا دیکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو انبیا میرے پہلے آئے انھون نے کہا کہ ہاتھ کے بدلے ہاتھ کاٹ ڈالو آنکھ کے عوض آنکھ پھوڑ ڈالو دانت کے بدلے دانت توڑ ڈالو مین انکے حکم کو منسوخ نہین کرتا ہون لیکن تمھین یہ نصیحت کرتا ہون کہ بُرائی کے بدلے بُرائی نہ کرو بلکہ اگر کوئی شخص تمھارے داہنے گال مین تھپڑ مارے تو تم بایان گال بھی اسکی طرف کردو کہ بھائی ادھر بھی طمانچہ مارے اور اگر کوئی تمھاری پگڑی چھین لے تو تم اپنا پیراہن بھی اسے دیدو اور اگر کوئی ایک میل تمھین اپنے ساتھ بیگار لیجائے تو تم دو میل اسکے ساتھ جاؤ اور جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمھین محروم رکھے تم اسے عطیہ دو اور جو شخص تمھارے ساتھ بُرائی کرے تم اسکے ساتھ بھلائی کرو ایسا صبر صدیقون کا درجہ ہے تیسری قسم جسکا اول اور آخر اختیار سے علاقہ نہین رکھتا وہ مصیبت ہے جیسے فرزند کا مرجانا مال کا ضائع ہوجانا عضو کا بیکار ہوجانا جیسے آنکھ کان پھوٹ جائین اور سب آسمانی بلائین اس مصیبت اور بلا پر صبر کرنے سے زیادہ کسی صبر مین ثواب اور فضیلت نہین ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ قرآن شریف مین صبر تین طور پر ہے ایک تو عبادت مین صبر ہے اسکا ثواب تین سو درجے ہے دوسرا احرام چیز سے صبر اسکا ثواب چھ سو درجے ہے تیسرا ابتدائے مصیبت مین صبر اسکا ثواب نوسو درجہ ہے اے عزیز جان تو کہ بلا پر صبر کرنا صدیقون کا درجہ ہے اسی سبب سے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا مین فرمایا کہ بارخدایا ہمین اسقدر یقین نصیب کر کہ دنیا کی مصیبتین ہم پر آسان ہوجائین اور جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جس بندے پر مین بیماری بھیجتا ہون اگر وہ صبر کرتا ہے اور لوگون سے میرا گلہ اور شکوہ نہین کرتا تو اگر مین اسے صحت دیتا ہون تو پہلے سے بہتر گوشت پوست عنایت کرتا ہون اور اگر دنیا سے لے جاتا ہون تو اپنی رحمت کے ساتھ لیجاتا ہون حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ بارخدایا جو شخص مصیبت مین خاص تیرے ہی واسطے صبر کرے اسکی کیا جزا ہے ارشاد ہوا کہ اسکی جزا یہ ہے کہ مین اسے ایمان کا خلعت پہناؤن گا اور ہرگز پھیر نہ لون گا جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین نے فرمایا ہے کہ صبر کے ساتھ خوشحالی اور فراغ بالی کا انتظار کرنا عبادت ہے اور فرمایا ہے کہ جس شخص پر مصیبت پڑے اور وہ کہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰھُمَّ اٰجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَعْقِبْنِیْ خَیْرًا مِّنْھَا[۱] حق تعالےٰ اس کی یہ دعا قبول فرماتا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے ارشاد فرمایا کہ اے جبرئیل تو جانتا ہے کہ مین جس کی آنکھون کی بینائی لے لیتا ہون اس کی جزا کیا ہے اسکی جزا یہ ہے کہ مین اپنا دیدار اسے کرامت فرماؤن گا ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک کاغذ پر لکھ رکھا تھا وَاصْبِرْ لِحُکْمِ رَبِّکَ فَاِنَّکَ بِاَعْیُنِنَا[۲] جب اُن بزرگ کو کوئی رنج پہونچتا اس کاغذ کو جیب سے نکال کر پڑھ لیا کرتے فتح موصلی

---

[۱] بیشک ہم خدا ہی کے واسطے ہین اور تحقیق کہ ہم اسی کی طرف پھرنے والے ہین اے اللہ تو اجر دے مجھے میری مصیبت مین اور بدلا دے تو مجھے بہتر اُس سے ۱۲ [۲] اور صبر کر حکم رب پر اس لیے کہ تو ہمارے سامنے ہے ۱۲-

کی زوجہ رحمہا اللہ تعالےٰ گر پڑین اور ناخون ٹوٹ گیا ہنسنے لگین پوچھا کہ بی بی کیا تیرا ناخن درد نہین کرتا بولین ثواب کی خوشی مین مجھے درد کی کچھ خبر نہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ کی بزرگ داشت مین سے ایک یہ ہے کہ بیماری مین تو شکوے نہ کرے اور مصیبت کو پوشیدہ رکھے ایک راوی کہتا ہے کہ سالم مولاے ابو حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو مین نے دیکھا کہ راہ مین زخمی پڑا ہے مین نے پوچھا تجھے پانی چاہیے کہا میری ٹانگ پکڑ کر کھینچ اور مجھے دشمن کے قریب تر کر دے اور پانی میرے سپر مین بھر دے کہ مین روزہ دار ہون اگر رات تک جیونگا تو پیونگا اے عزیز جان تو کہ لوگ روتے اور اندوھگین جو ہوتے ہین اسکے سبب سے صبر کی فضیلت نہین جاتی بلکہ چیخین مارنے کپڑے پھاڑنے بہت شکایت کرنے سے البتہ صبر کا ثواب جاتا رہتا ہے اسواسطے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے فرزند ارجمند حضرت ابراہیم نے جب انتقال فرمایا تو آپ رونے لگے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے رونے کو منع فرمایا ہے ارشاد کیا نہین یہ رونا تو رحمت ہے جو رحیم ہوتا ہے اسی پر حق تعالےٰ رحمت فرماتا ہے بزرگون نے کہا ہے کہ صبر جمیل یہ ہے کہ جسپر مصیبت پڑے لوگ اورون سے اسے تمیز نہ کرین پس کپڑے پھاڑنا منہ پیٹنا چیخین مارنا یہ سب حرام ہے بلکہ اپنی حالت بدل دینا چادر سے منہ لپیٹ لینا پگڑی چھوٹی کر دینا یہ کچھ نہ چاہیے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ حق تعالےٰ نے بے تیرے ایک بندہ پیدا کیا تھا اور بے تیرے لے لیا جیسا کہ رمیضا ام سلیم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی بی بی نے کہا ہے کہ میرا شوہر کہین گیا تھا قضاے الٰہی سے میرا بیٹا مر گیا مین نے اس پر ایک کپڑا اُڑھا دیا جب وہ آیا تو پوچھنے لگا کہ بیمار لڑکا کیسا ہے مین نے کہا کہ اور راتون کی بہ نسبت آج کی رات بہت اچھا ہے پھر مین کھانا لائی میرے خاوند نے کھانا کھایا اور مین نے اور راتون سے زیادہ بناؤ سنگار کیا حتی کہ میرے شوہر نے مجھ سے اپنی حاجت روائی کی پھر مین بولی کہ فلانے پڑوسی کو مین نے ایک چیز عاریت دی تھی جب واپس مانگی تو اس نے بڑی آہ وفریاد مچائی میرے شوہر نے کہا کہ بڑے تعجب کی بات ہے معلوم ہوا کہ وہ پڑوسی بڑا احمق آدمی ہے تب مین نے کہا کہ وہ تیرا چھوٹا سا بیٹا تیرے پاس حق تعالےٰ کا ایک ہدیہ اور عاریت تھا اب حق تعالےٰ نے اپنی وہ عاریت پھیر لی اسنے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ صبح کو جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے عرض کیا کہ رات کو یہ ماجرا گذرا فرمایا کہ حق تعالےٰ کل کی رات تمھین مبارک کرے کیا اچھی رات تھی پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین بہشت مین گیا تو وہان رمیضا ابوطلحہ کی بی بی کو دیکھا اے عزیز یہ سب جو بیان ہوا اس سے تو نے یہ تو جان لیا کہ بندہ کسی وقت مین صبر سے بے نیاز نہین ہے بلکہ آدمی اگر سب خواہشون سے چھٹکارا پا جاے اور عزلت اختیار کرے تو بھی لاکھ وسوسے اور طرح طرح کے خیالات اسکے دلمین پیدا ہون گے اور اسے یاد الٰہی سے باز رکھین گے وہ خیال اگرچہ مباح چیزون کے ہون مگر چونکہ اسکے وقت اور اسکی عمر کو جو اسکی پونجی ہے ضائع کیا تو بڑا ہی نقصان ہوا اس سے بچنے کی یہ تدبیر ہے کہ آدمی اپنے تئین اوراد مین مشغول رکھے اور نماز مین ایسا ہو تو اسکے واسطے کوشش بلیغ کرنا چاہیے ان وسوسون اور خیالات سے آدمی جب ہی چھوٹے گا کہ کسی ایسے کام مین مشغول ہو جو اس کے دل کو چھین کر اپنی طرف لگاے حدیث شریف مین ہے کہ

بیفکرے جوان کو حق تعالیٰ دشمن جانتا ہے یہ اسواسطے فرمایا ہے کہ جوان ظاہر مین فراغت سے بیٹھتا ہے وسوسے سے فارغ البال نہین ہوتا شیطان اسکے قریب رہتا ہے اسکے دل مین وسواس اپنا گھر کر لیتے ہین اگر یادِ خدا سے اسے دفع نہ کر سکے تو کسی پیشے یا خدمت مین مشغول ہو تاکہ وہ اسے وسواس سے چھڑا دے ایسے آدمی کو خلوت مین بیٹھ رہنا نہ چاہیے بلکہ جو شخص دل کے کام سے عاجز ہو اسے اپنا بدن کام مین لگائے رہنا چاہیے

صبر کرنے کے علاج کا بیان

اے عزیز جان تو کہ صبر کا باب ایک ہی نہین ہے بہت سے ہین ہر ایک سے صبر کرنے مین ایک نئی دقت اور دشواری ہوتی ہے اور ہر ایک کا علاج بھی جدا جدا ہے ہر چند کہ معجون علم و عمل سب کا علاج ہے اور جو کچھ ربع مہلکات مین ہے بیان کیا ہے وہ سب صبر سے حاصل کرنے کی دوا ہے لیکن یہان تمثیلاً ایک نسخہ ہم بیان کرتے ہین کہ وہ نمونہ رہے اور ون کو اسی پر قیاس کر کے آدمی دریافت کر لیا کرے اے عزیز جان تو کہ ہم کہہ چکے ہین کہ باعثِ شہوت کے مقابلے مین باعث دین کے ثابت قدم رہنے کو صبر کہتے ہین اور یہ ان دونون باعثون مین لڑائی ہے جو شخص دو کو لڑا کر چاہتا ہے کہ ان مین سے ایک غالب آجائے تو اس کی تدبیر یہ ہوتی ہے کہ جسکا غلبہ چاہتا ہے اسے قوت اور مدد دیتا ہے اور دوسرے کو ضعیف کرتا ہے اور اسکی مدد چھین لیتا ہے اب اگر کسی کو جماع کی شہوت اسقدر غالب ہو گئی کہ وہ فرج کو نہین بچا سکتا اگر ہو سکے تو آنکھ کو نظر سے دل کو خیال سے باز رکھے اور باز نہین رکھ سکتا اور صبر نہین کر سکتا ہے تو یہ تدبیر ہے کہ پہلے باعث شہوت کو ضعیف کرے ضعیف کرنا تین طرح سے ہوتا ہے ایک تو یہ ہے کہ اگر یہ معلوم ہو کہ اچھے کھانے سے شہوت زور کرتی ہے تو اسکی مدد چھین لے اور روزے رکھے رات کو تھوڑی سی روکھی روٹی کھا لیا کرے گوشت اور مقوی کھانا ہرگز نہ کھائے دوسرے یہ کہ جن سببون سے شہوت کی آگ بھڑکتی ہے اُن کا سدِ باب کرے اگر اچھی صورت دیکھنے سے یہ آگ بھڑکتی ہے تو آدمی کو چاہیے کہ عزلت اختیار کرے اور آنکھ کو نگاہ رکھے اور جہان رنڈیان لونڈے آتے ہین وہان نہ ٹھہرے تیسرے یہ کہ فعل مباح سے تسکین دے تاکہ اس کے سبب سے شہوت حرام سے رہائی پائے یہ سکون شہوت نکاح کرنے سے حاصل ہوتا ہے اکثر لوگ بے نکاح کیے ہوئے شہوت حرام سے نہین چھوٹتے نفس کی مثال سرکش چارپائے کی سی ہے وہ اس طرح پر دھیرا کیا جاتا ہے کہ یا تو اس کا دانہ چارہ موقوف کرتے ہین کہ وہ رام ہو جائے یا یہ کہ دانہ چارا اسکے سامنے سے دور کرتے ہین تاکہ وہ دیکھے ہی نہین یا جس قدر دانے چارے سے اسکی تسکین ہو اسقدر دیتے ہین شہوت کے بھی یہی تین علاج ہین یہ تو باعث شہوت کا ضعیف کرنا ہے اور باعث دین کا قوی کرنا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ کہ اسے شہوت کے ساتھ کشتی لڑنے کے فائدے کا لالچ دے یا اُن حدیثون مین غور و تامل کرے جن مین شہوت سے صبر کرنے والون کا ثواب مذکور ہے جب اس بات پر ایمان قوی ہو جائیگا کہ شہوت کا مزہ دم بھر کا ہے اور سلطنت ابد مدت صبر کرنے کا ثمرہ ہے تو باعث دین بھی اس ایمان کی قوت کے قدر قوی ہو جائیگا دوسرے یہ کہ باعث دین کو مخالفت شہوات کا بتدریج عادی کرے حتی کہ وہ دلیر ہو جائے اسواسطے کہ جب کوئی شخص چاہے کہ مین قوی ہو جاؤن تو اسے چاہیے کہ قوت آزمائی کرے اور تھوڑی تھوڑی زور آوری

ف باعث شہوت کے مقابلے مین باعث دین کے ثابت رہنے کو صبر کہتے ہین ۱۲ ف شہوت کا ضعیف کرنا تین طرح سے ہوتا ہے۔

ف نفس کی مثال سرکش چارپائے کی سی ہے۔

کا کام کرنا شروع کرے اور زور اذرا ہاتھ بڑھاتا جائے اور جو شخص کسی مرد قوی کے ساتھ کشتی لڑنے کا قصد رکھتا ہو اسے چاہیے کہ پہلے ان لوگون سے کشتی لڑے جو بہت کمزور ہون اور زور آزمائی کرے کہ اس تدبیر سے قوت زیادہ ہوتی ہے اسیو جہ سے جو لوگ سخت کام کرتے ہین ان کو قوت بڑی ہوتی ہے تو سب کامون مین صبر حاصل کرنے کی یہی تدبیر ہے **شکر کی فضیلت اور حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ شکر ایک بزرگ مقام ہے اور اس کا مرتبہ بلند ہے ہر ایک اُس درجہ کو نہین پہونچ سکتا اسیواسطے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ[1] اور ابلیس نے آدمی پر طعن کر کے کہا لَا تَجِدُ اَکْثَرَهُمْ شَاکِرِیْنَ یعنی ان مین سے اکثر شاکر نہین ہین اے عزیز جان تو کہ ہم نے جن صفات کو منجیات کہا ہے انکی دو قسمین ہین ایک قسم راہ دین کے مقدمات مین سے ہے فی نفسہ مقصود نہین ہے اسواسطے کہ توبہ صبر خوف زہد فقر محاسبہ یہ سب ایک بڑے کام کا وسیلہ ہین جو ان کے علاوہ ہے دوسری قسم مقاصد اور نہایات ہین یہ فی نفسہ مقصود ہین دوسرے کام وسیلہ ہونے کے واسطے نہین ہین جیسے محبت شوق رضا توحید توکل شکر بھی ان ہی مین سے ہے اور جو چیز فی نفسہ مقصود ہوتی ہے وہی آخرت مین باقی رہے گی شکر بھی اسی مین داخل ہے جیسا کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاٰخِرُ دَعْوٰهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ[2] تو شکر کو آخر کتاب مین بیان کرنا واجب تھا لیکن چونکہ صبر کے ساتھ علاقہ رکھتا ہے اس واسطے یہان بیان کیا گیا اور شکر کا درجہ بزرگ ہونے کی علامت یہ ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے اسے اپنے ذکر کے ساتھ ملا کر ذکر کیا اور فرمایا فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ[3] رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص کھانا کھائے اور شاکر رہے اسکا درجہ اس شخص کے درجہ کے برابر ہے جو روزہ رکھے اور صابر رہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن جب یہ ندا کیجائیگی کہ لِیَقُمِ الْحَمَّادُوْنَ[4] تو کوئی نہ اُٹھے گا مگر وہ شخص جو ہر حال مین خدا کا شکر بجا لایا ہو جب مال جمع کرنے کی ممانعت مین یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ الْاٰیَة تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ پھر مال مین سے کیا جمع کرین فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت مومنہ یعنی دنیا مین سے ان ہی تین چیزون پر قناعت کر کہ خدا کے ذکر اور شکر کی فراغت حاصل کرنے مین نیک جورو یار و مددگار رہتی ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ شکر نصف ایمان ہے حضرت عطار رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت سراپا عصمت مین مین حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا ام المؤمنین جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ واہل بیتہ اجمعین کے عجائب حالات مین سے کچھ ارشاد کیجیے رو کر فرمایا کہ آپ کا وہ کون سا حال تھا جو عجیب نہ تھا پھر فرمانے لگین کہ ایک رات آپ میرے ساتھ سونے کیواسطے میرے اوڑھنے بچھونے مین آکر لیٹے حتی کہ آپ کا جسم نورانی بحالت عریانی میرے بدن سے ملا تھا کہ آپنے فرمایا اے عائشہ مجھے

[1] اور شکر گزار بندے تھوڑے ہین ۱۲ [2] اور آخر دعا انکی یہ ہے کہ سب تعریف خدا کے واسطے ہے جو پروردگار ہے سب عالمون کا ۱۲ [3] پس یاد کرو تم مجھے یاد کرونگا مین تمھین اور شکر کرو تم میرا اور نا شکری کرو تم میری ۱۲ [4] چاہیے کہ اُٹھین بڑے حمد کرنے والے ۱۲ ۔

چھوڑ دے تاکہ مین جاکر اپنے خدا کی عبادت کرون مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اگرچہ مین چاہتی ہون کہ آپکے پاس رہون لیکن بسم اللہ آپ تشریف لیجائین پس آپ نے اٹھ کر مشک سے پانی لیا اور وضو کیا اور تھوڑا سا پانی بہایا پھر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے نماز پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے یہانتک کہ بلال آئے تاکہ آپ فجر کی نماز کیواسطے تشریف لیجائین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب آپ کے تمام گناہ حق تعالے بخش ہی چکا ہے تو پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین شکر گزار بندہ ہون مین کیونکر نہ روؤن کہ یہ آیت میرے اوپر نازل ہوئی ہے اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ یعنی عقلمند وہ لوگ ہین جو کھڑے بیٹھے لیٹے خدا کی یاد مین مشغول رہتے ہین اور زمین آسمان کے عجائب ملکوت کو نظر فکر سے دیکھتے ہین اور یہ درجہ پانے کی خوشی سے روتے ہین خوف سے نہین جیسا کہ لوگون نے روایت کی ہے کہ ایک پیغمبر علیہ السلام ایک چھوٹے سے پتھر کی طرف گزرے اس مین سے بہت پانی بہہ رہا تھا انھین تعجب آیا حق سبحانہ تعالے نے اس پتھر کو گویا کیا وہ کہنے لگا کہ جب سے مین نے یہ خبر سنی ہے وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ یعنی آدمی اور پتھر دوزخ کا ایندھن ہونگے تب سے مین اسی طرح رو رہا ہون ان پیغمبر صاحب نے دعا کی اور عرض کیا کہ بار خدایا اس پتھر کو خوف سے بیخوف کر دے انکی دعا قبول ہو گئی پھر جو اسکی طرف گزرے تو پھر اسی طرح پانی بہتے دیکھا پوچھا کہ بھلا اب تو کیون روتا ہے اس نے جواب دیا کہ وہ خوف کا رونا تھا یہ شکر کا رونا ہے یہی آدمی کے دل کی مثال ہے کیونکہ وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہے آدمی کو چاہیے کہ روتا رہے کبھی تو رنج کے مارے کبھی خوشی کے سبب سے تاکہ اس کا دل نرم ہو جائے

شکر کی حقیقت کا بیان اے عزیز جان تو کہ یہ تو ہم کہہ ہی چکے ہین کہ دین کے سب مدارج اور مقامات کی تین ہی اصلین ہین علم حال عمل علم اصل الاصول ہے اس سے حال پیدا ہوتا ہے اور حال سے عمل پیدا ہوتا ہے اسی طرح نعمت کو منعم حقیقی کی طرف سے پہچاننا شکر کا علم ہے اور اس نعمت کے سبب سے دل کی خوشی حال ہے اور اس نعمت سے منعم حقیقی کو جو کام مقصود ہے نعمت کو اس کام مین لانا عمل ہے یہ عمل دل سے بھی تعلق رکھتا ہے زبان سے بھی بدن سے بھی جبتک یہ سب نہ معلوم ہوگا تب تک شکر کی حقیقت بھی نہ معلوم ہوگی علم یہ ہے کہ تو یہ پہچان لے کہ جو نعمت تجھے ملی ہے وہ حق تعالے ہی نے دی ہے اس نعمت کے دینے مین خدا کا کوئی شریک نہین جب تک تو کسی درمیانی سبب کو دیکھتا ہے اور اسی کی طرف ٹکٹکی باندھے ہے اور جانتا ہے کہ نعمت دینے مین اسے بھی کچھ دخل ہے تب تک یہ معرفت اور شکر ناقص اور ناتمام ہے اگر بادشاہ تجھے خلعت دے اور تو جانے کہ یہ وزیر کی عنایت سے ملا ہے تو تیرا شکر نرا بادشاہی کے واسطے نہ ہوگا بلکہ کچھ وزیر کے واسطے ہوگا اور تیری خوشی بالکل بادشاہی سے نہ ہوگی لیکن اگر تو یہ جانیگا کہ حکم سلطانی سے تجھے خلعت ملا اور حکم قلم اور کاغذ کے ذریعے سے ہوا تو یہ جاننا شکر مین کچھ نقصان نہین لاتا اسواسطے کہ تو یہ جانتا ہے کہ قلم اور کاغذ مسخر ہین خلعت دینے مین انھین کچھ بھی دخل نہین بلکہ اگر تو جانے گا کہ خزانچی نے تجھے خلعت پہونچایا ہے تو بھی شکر مین کچھ نقصان نہ ہوگا کیونکہ خزانچی کو کچھ اختیار نہین ہوتا وہ مسخر ہوتا ہے بادشاہ جب اسے حکم دیتا ہے تو وہ خلاف نہین

ف دین کے سب مدارج و مقامات کی تین ہی اصلین ہین

کر سکتا اگر حکم نہین دیتا ہے تو وہ کچھ دے بھی نہین سکتا خزانچی بھی قلم کے مانند ہے علیٰ ہذا القیاس اگر روے زمین کی نعمت کو تو
مینھ کے سبب سے دیکھے اور مینھ کو بدلی کے باعث سے جانے اور کشتی مین نجات باد موافق کے سبب سے سمجھے تو ٹھیک اور درست
شکر تجھ سے نہ ادا ہوگا لیکن اگر تو یہ سمجھے گا کہ ابر مینھ ہوا آفتاب ماہتاب ستارے اور جو کچھ ہے سب خداوند کریم کے قبضۂ
قدرت مین اسی طرح مسخر ہین جیسے لکھنے والے کے ہاتھ مین قلم کیونکہ قلم خود کچھ نہین کر سکتا تو یہ سمجھنا شکر مین کچھ نقصان نہین
لاتا اگر تجھے کوئی نعمت آدمی کے ہاتھون پہونچے اور تو اسی آدمی کو خداوند نعمت جانے تو یہ حماقت ہے اور شکر کے مرتبے سے
حجاب اور بُعد کی علامت ہے بلکہ تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اس آدمی نے اس سبب سے تجھے نعمت دی کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے
اسپر ایک سزاول بھیجا اس سزاول نے زبردستی اس سے وہ نعمت تجھے دلوائی اسنے ہرچند چاہا کہ اس سزاول کے خلاف
کرے مگر نہ کر سکا اور اگر اسکے خلاف کر سکتا تو ایک حبہ تجھے نہ دیتا سزاول وہ قصد ہے جو حق تعالےٰ نے اسکے دلمین پیدا کر کے
یہ امر اسکے پیش نظر کردیا کہ تیری سعادت دارین اسی مین ہے کہ یہ نعمت تو اسے دیدے حتی کہ وہ اس طمع سے کہ دنیا یا عقبیٰ
مین اپنی مراد کو پہونچیگا وہ نعمت تجھے دیدی اور حقیقت مین اسنے وہ نعمت اپنے ہی تئین دی ہے کیونکہ اسے اپنی مراد بر آنے
کا وسیلہ کیا اور تجھے خدا ہی نے وہ نعمت دی کہ اسپر ایسا سزاول تعین کردیا اور اسے اسکے عوض مین کوئی غرض نہین ہے
پس تو نے جب درحقیقت یہ جان لیا کہ سب آدمی خزانچی کے مانند ہین اور خزانچی اسباب درمیانی مین قلم کے مانند ہے اور کسی
کے قبضۂ قدرت مین کچھ بھی نہین ہے مگر خدا ہی زبردستی انھین حکم فرماتا ہے تب تو اس نعمت کے سبب سے حقتعالےٰ کا شکر کر سکیگا بلکہ
یہ سمجھنا عین شکر ہے جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے مناجات مین عرض کی کہ بار خدایا حضرت آدمؑ کو تو نے اپنے دست قدرت سے
پیدا کر کے اُنکے تئین یہ یہ نعمتین عنایت فرمائین انھون نے کس طرح تیرا شکر ادا کیا ارشاد ہوا کہ آدمؑ نے یہ جانا کہ وہ نعمتین سب
میری ہی جانب سے ہین اسکا یہ جاننا ہی شکر تھا اے عزیز جان تو کہ معرفت ایمان کی بہت سی راہین ہین پہلی راہ تقدیس ہے
کہ تو یہ جان لے کہ مخلوقات کی سب صفتون سے اور جو کچھ وہم و خیال مین آتا ہے اس سے حق سبحانہٗ تعالےٰ پاک
اور منزہ ہے اسی کو سبحان اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین دوسری توحید ہے کہ تو یہ جان لے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ اس پاکی کے
ساتھ یگانہ ہے کوئی اسکا شریک نہین اسی کو لا الٰہ الا اللہ کہکے تعبیر کرتے ہین تیسری تحمید ہے یعنی تو یہ جان لے کہ جو کچھ ہے
سب اُسی سے ہے اُسکی نعمت ہے اسی کو الحمد للہ کہکے تعبیر کرتے ہین یہ اُن دونون سے بڑھ کر ہے کہ وہ دونون معرفتین اسکے
تحت مین ہین اسیواسطے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ دس حسنات ہین اور لا الٰہ الا اللہ بیس اور
الحمد للہ تیس اور یہ حسنات یہ کلمات نہین ہین جو زبان سے نکلتے ہین بلکہ وہ معرفتین ہین جنسے یہ کلمات عبارت ہین علم شکر کے
یہی معنی ہین اور حال شکر وہ فرحت ہے جو اس معرفت سے دلمین پیدا ہو اسواسطے کہ جو شخص کسی سے نعمت پاتا ہے اس سے
خوش ہوتا ہے یہ خوشی تین وجہ سے ہو سکتی ہے ایک یہ کہ نعمت پانے والا اسوجہ سے خوش ہو کہ اسے اس نعمت کی حاجت
تھی اور نعمت پانے سے اُسے اعانت ملی یہ شکر نہین ہے کیونکہ اگر کوئی بادشاہ سفر کو جانے لگے اور اپنے نوکر کو گھوڑا عنایت

[illegible] تیسری راہ تحمید ہے یہ ان دونون سے بڑھ کر ہے۔

کرے اگر یہ نوکر اس وجہ سے خوش ہو کہ اسے گھوڑے کی حاجت تھی اور گھوڑا پایا تو یہ خوشی بادشاہ کا شکر نہ ہوگی اسواسطے کہ اگر یہ گھوڑا صحرا مین پاتا جب بھی یہی خوشی حاصل ہوتی دوسرے یہ کہ وہ اسوجہ سے خوش ہو کہ بادشاہ نے یہ گھوڑا دیکر مجھ پر عنایت فرمائی یہ سمجھ کر اور نعمتون کا امیدوار رہے اگر یہ گھوڑا صحرا مین پاتا تو یہ خوشی نہ ہوتی اسواسطے کہ یہ خوشی منعم کے سبب سے منعم کے واسطے نہین ہے بلکہ امید انعام کے لیے ہے یہ منجملہ شکر تو ہے مگر ناقص ہے تیسرے یہ کہ وہ اس وجہ سے خوش ہو کہ گھوڑے پر سوار ہوکر بادشاہ کے حضور مین جاسکے گا تاکہ اس کی زیارت کرے اسکے سوا اور کچھ نہین چاہتا تو یہ خوشی بادشاہ کے واسطے ہے اور یہ پورا شکر ہے اسی طرح جس شخص کو حق تعالے نے کوئی نعمت عنایت فرمائی اور وہ اس نعمت ہی کے سبب سے خوش ہوا منعم کے سبب سے نہین تو یہ شکر نہ ہوگا اور اگر منعم کے سبب سے تو خوش ہوا مگر اسواسطے کہ یہ نعمت دنیا اسکی رضامندی اور عنایت کی دلیل ہے تو یہ شکر ہوگا مگر ناقص اور اگر اس سبب سے خوش ہو کہ یہ نعمت فراغت دین کا سبب ہوگی حتیٰ کہ وہ علم اور عبادت مین مشغول ہوگا اور منعم حقیقی کا قرب ڈھونڈھے گا تو یہ کمال شکر ہے اسکی علامت یہ ہے کہ دنیا کی جو چیز اسے اُن عبادتون سے باز رکھے اسکے سبب سے اندوہگین رہے اُسے نعمت ہی نہ جانے بلکہ اُس چیز کے چھن جانے کو نعمت سمجھ کر اسپر شکر کرے پس جو چیز راہ دین مین اسکی یار و مددگار نہ ہو اس کے سبب سے خوش نہ ہو اسی واسطے حضرت شبلی قدس سرہ نے کہا کہ شکر کے یہ معنی ہین کہ تو نعمت کو دیکھے ہی نہ فقط منعم ہی کو دیکھے جس شخص کو محسوسات کے سوا اور کسی چیز مین مزہ ہی نہ ہو جیسے آنکھ فرج پیٹ ہی کی شہوت مین مزہ ہو اس سے یہ شکر ادا ہونا ممکن نہین پس دوسرے درجے سے تو کم نہ رہے اسواسطے کہ پہلا درجہ تو شکر ہی نہین ہے اور عمل شکر دل زبان بدن سے ہوتا ہے دل سے یون ہوتا ہے کہ سبھون کا بھلا چاہے کسی کی نعمت دیکھ کر حسد نہ کرے زبان سے یون ہوتا ہے کہ بہرحال شکر کرے اور الحمد للہ کہے اور منعم کے سبب سے خوشی ظاہر کرے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے عرض کی کہ بخیریت ہون الحمد للہ فرمایا مین یہی بات ڈھونڈھتا تھا اگلے بزرگ جو ایک دوسرے سے احوال پرسی کرتے تھے انکا مطلب یہی ہوتا تھا کہ جواب شکر کے ساتھ ہو تاکہ کہنے والا اور سننے والا دونون ثواب مین شریک ہون جو شخص شکایت کریگا گنہگار ہوگا گو کہ مصیبت اور بلا مین مبتلا ہو اس سے زیادہ اور کیا بُری بات ہوگی کہ بندہ ناچیز خداوند عالم کا شکوہ دوسرے بندۂ عاجز سے کرے جسے ذرہ بھی اختیار نہین بلکہ مصیبت اور بلا پر آدمی کو شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ شاید وہ اسکی سعادت کا سبب ہو اگر شکر نہ کر سکے تو صبر ہی کرے اور بدن سے یون عمل ہوتا ہے کہ سب اعضا حق تعالے کی طرف سے نعمت ہین انھین اس کام مین مصروف رکھ جس کے واسطے حق تعالے نے انھین پیدا کیا سب اعضا کو خداوند کریم نے آخرت کے واسطے پیدا کیا ہے اور تجھ سے اس امر کو پسند کرتا ہے کہ تو آخرت کے کامون مین مشغول رہ جب تو نے اس نعمت کو اس کے محبوب اور پسندیدہ کام مین صرف کیا تو باوصف اُسکے کہ اسے اس کام مین کچھ حظ اور حصہ نہین ہے کیونکہ وہ اس سے منزہ اور پاک ہے مگر تو نے اسکا شکر ادا کیا اسکی مثال

یہ ہے کہ مثلاً کسی بادشاہ کو اپنے کسی غلام کے حال پر نظر عنایت ہو اور وہ غلام بادشاہ سے دور ہو یادشاہ اسکے واسطے گھوڑا اور زاد راہ بھیجے تاکہ وہ بادشاہ کی حضوری مین حاضر ہو اور مقرب ہو کر عزت و حشمت حاصل کرے اور بلند مرتبہ پائے یا دشاہ کو اس غلام کی دوری اور نزدیکی اپنے حق مین یکسان ہو کہ اسکی مملکت مین اُس غلام کے آنے سے نہ کچھ بڑھ جائے گا نہ نہ آنے سے کچھ گھٹ جائیگا اگر یہ امر غلام ہی کے واسطے چاہتا ہے کہ اسکی بھلائی ہو کیونکہ جب بادشاہ سخی اور کریم ہوتا ہے تو تمام خلق کی بھلائی اور بہبودی چاہتا ہے یہ بہبودی چاہنا خلق کے واسطے ہوتا ہے اپنے واسطے نہین پس اگر وہ غلام گھوڑے پر سوار ہو کر در دولت کی طرف متوجہ ہو اور زاد راہ خرچ کرے تو اسنے گھوڑے اور زاد راہ کی نعمت کا شکر ادا کیا اور اگر گھوڑے پر چڑھ کر در دولت کی طرف پیٹھ کرے حتیٰ کہ اور بھی دور ہو جائے تو اسنے کفران نعمت کیا اور اگر گھوڑے اور زاد راہ کو بیکار چھوڑ دے نہ در دولت سے نزدیک ہو نہ دور تو بھی کفران نعمت ہوگا مگر اسقدر نہ ہوگا اسیطرح مالک الملوک کی نعمت کو بندہ اگر اسکی عبادت مین صرف کریگا تاکہ اسکے درجہ قرب سے سرفراز ہو تو وہ شکر گزار ہوگا اور اگر گناہ مین صرف کریگا تاکہ اس سے اور زیادہ دور ہو جاوے تو کفران نعمت کریگا اور اگر مباح عیش و عشرت مین صرف کریگا تاکہ بیکار چھوڑ دے تو بھی کفران نعمت کریگا اگرچہ اسقدر نہ ہو جب یہ معلوم ہوا کہ ہر نعمت کا شکر یہی ہے کہ بندہ اسے حق تعالےٰ کے محبوب و مرغوب کام مین صرف کرے تو یہ امر کوئی نہین کر سکتا مگر وہ شخص جو حق تعالےٰ کے محبوب و مرغوب کامون کو ان کامون سے تمیز کر سکے جو خداوند کریم کے نزدیک مکروہ اور برے ہین یہ بہت باریک علم ہے جبتک ہر چیز مین آدمی یہ نہ پہچانے گا کہ اسکے پیدا کرنے مین کیا حکمت ہے تب تک یہ نہ معلوم ہوگا ہم چھوٹی چھوٹی چند مثالون مین اس امر کو اشارۃً بیان کرتے ہین اگر کوئی زیادہ تفصیل چاہے تو احیاء العلوم مین ڈھونڈھے اسواسطے کہ اس کتاب مین اس سے زیادہ کی گنجائش نہین۔

کفران نعمت کا بیان اے عزیز جان تو کہ ہر ایک نعمت کا کفران یہ ہے کہ لوگ اسے اسکی حکمت کی راہ سے پھیر دین اور جس کام کے واسطے حق تعالےٰ نے اس نعمت کو پیدا کیا ہے اس کام مین اسے نہ صرف کرین اے عزیز جان تو کہ خدا کی نعمت کو خدا کے محبوب و مرغوب کام مین صرف کرنا شکر ہے اور جو کام خدا کو مکروہ معلوم ہوتا ہے اسمین صرف کرنا کفران ہے اور مرغوب کام کو مکروہ کام سے شرع کے سوا اور کسی چیز سے آدمی مفصل نہین پہچان سکتا تو یہ امر ضرور ہے کہ خدا کی نعمت کو اس کی عبادت ہی مین صرف کرے جیسا کہ حکم ہے مگر جو لوگ اہل بصیرت ہین ان کے واسطے ایک راہ ہے اس راہ سے بطریق نظر و استدلال اور بسبیل الہام کامون کی حکمت کو پہچانتے ہین اسواسطے کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص یہ جان لے کہ ابر پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ مینھ برسے اور مینھ برسنے مین یہ حکمت ہے کہ گھاس اُگے اور گھاس اُگنے مین یہ حکمت ہے کہ جانورون کی غذا ہو اور آفتاب کے پیدا کرنے مین یہ حکمت ہے کہ دن رات ظاہر ہون تاکہ رات سکون اور آرام کے واسطے رہے اور دن معیشت اور دنیا کے کام کیلیے رہے یہ باتین یا اور جو ایسی باتین ہین انکی حکمت تو ظاہر ہے کہ ہر ایک جانتا ہے مگر آفتاب مین اسکے سوا اور بھی بہت سی حکمتین ہین کہ انھین ہر ایک نہین پہچانتا اور آسمان پر بہت سے ستارے ہین کہ ہر ایک نہین جانتا کہ انکے پیدا کرنے مین کیا حکمت الٰہی ہے جیسا کہ ہر ایک یہ تو جانتا ہے کہ ہمارے اعضا مین سے ہاتھ پکڑنے کے واسطے ہے پاؤن چلنے کیلیے آنکھ دیکھنے کیواسطے اور ممکن ہے

کہ یہ نہ جانے کہ جگر اور تلی کس واسطے ہے اور آنکھ مین دس پردے کیون پیدا کیے ہین پس ان حکمتون مین سے بعضی باریک ہوتی ہین بعضی باریک تر کہ خاص لوگون کے سوا اور کوئی نہین جانتا اسکی تفصیل دراز ہے مگر اسقدر جاننا ضرور ہے کہ آدمی کو آخرت ہی کیواسطے پیدا کیا ہے دنیا کے لیے نہین اور آدمی کا حصہ دنیا مین اسواسطے پیدا کیا ہے تاکہ راہ آخرت مین اسکا توشہ ہو اور یہ گمان کرنا چاہیے کہ ہر چیز آدمی کے واسطے پیدا کی ہے تاکہ جس چیز مین اپنا فائدہ نہ دیکھے کہہ بیٹھے کہ خدا نے یہ چیز کیون پیدا کی ہے مثلاً یون کہہ بیٹھے کہ خدا نے مکھی اور چیونٹی کیون پیدا کی اور سانپ کیون پیدا کیا جاننا چاہیے کہ چیونٹی بھی تعجب کرتی ہے کہ حق تعالے نے آدمی کو کیون پیدا کیا ہے کہ بے سبب اسے پاؤن کے تلے دباکر مار ڈالتا ہے جیسا آدمی کو تعجب ہے ویسا اسے بھی تعجب ہے بلکہ حق سبحانہٗ تعالیٰ کے فیض اتم کو یہ لازم ہے کہ جس چیز کا پیدا ہونا ممکن ہے سب اجناس انواع حیوانات نباتات معدنیات وغیرہ مین سے وہ بہت اچھی صورت سے پیدا ہو پھر جسے جسقدر اپنی ضرورت کے موافق درجات وزینت اور آرائش چاہیے ہو وہ پیدا کی جائے اس واسطے کہ اس کی سرکار ابد قرار مبدا فیوض ہے وہان منع اور بخل کو گنجایش نہین اور جو کمال اور زینت وجمال پیدا نہین ہوتا وہ اسوجہ سے نہین ہوتا کہ محل اس کے قابل نہین اسکے ضد اور خلاف کے ساتھ مشغول ہے اور شاید کہ وہ ضد کسی اور کام کے واسطے مقصود ہو کیونکہ یہ ممکن نہین کہ آگ پانی کی سردی اور لطافت کو قبول کرے کیونکہ گرم چیز سردی کو نہین قبول کرتی اس لیے کہ سردی گرم چیز کی ضد ہے اور گرم چیز کی گرمی بھی مقصود ہے کہ اس سے اسکا زائل کر دینا بھی نقصان ہے حقیقت مین جس رطوبت سے خدا نے مکھی کو پیدا کیا ہے اس وجہ سے پیدا کیا ہے کہ مکھی اس رطوبت سے کامل تر ہے جو رطوبت اس کمال کے قابل تھی اسے اس کمال سے باز نہین رکھا کہ باز رکھنا منجملہ بخل ہوتا مکھی رطوبت سے باین وجہ کامل تر ہے کہ اسمین حیات وقدرت اور حس حرکت اور اشکال عجیب اور اعضا غریب ہین کہ اس رطوبت مین یہ کچھ نہ تھا اُس رطوبت سے آدمی کو اسواسطے نہین بنایا کہ اس رطوبت مین آدمی کی خلقت کی گنجایش اور قابلیت نہ تھی اسواسطے کہ اُس رطوبت مین ایسی صفتین تھین جو ان صفات کی ضد ہین جو خلقت آدمی کے واسطے ضرور ہین اور مکھی کو جس جس چیز کی حاجت تھی ان چیزون سے اُسے باز نہین رکھا وہ چیزین یہ ہین پر بال ہاتھ پاؤن آنکھ منھ سر پیٹ وہ جگہ جہان غذا جائے وہ ٹھکانا جہان غذا ٹھہر کر ہضم ہو وہ مقام جہان سے غذا باہر نکلے اور جو کچھ تنگی لطافت بکی اسکے بدن کو چاہیے تھی وہ سب اُسے عنایت فرمائی چونکہ سے دیدار کی حاجت تھی اور اسکا سر چھوٹا ساتھا پلکدار آنکھ کی گنجایش نہ تھی تو بے پلک کے دو نگینے پیدا کیے تاکہ اسمین صورتین دکھائی دین اور چونکہ پلک اسواسطے ہوتی ہے کہ جو گرد آنکھ پر پڑے اُسے صاف کرے اور مصقلہ آئینہ کے مانند رہے اور مکھی کے پلک نہ تھی تو اُسکے عوض مین دو ہاتھ زیادہ پیدا کر دیے تاکہ ہر وقت ان دونون ہاتھون سے ان دونون نگینون کو صاف اور پاک کرتی رہتی ہے پھر دونون ہاتھ ملڈالتی ہے تاکہ ہاتھ سے گرد جھڑ جائے اے عزیز اسکے بیان کرنے سے یہ مقصود ہے تاکہ تجھے معلوم ہو جائے کہ حق سبحانہٗ تعالے کی عنایت اور مہربانی عام ہے آدمی ہی کے ساتھ مخصوص نہین اس واسطے کہ ہر کیڑے بھنگے کو بھی جو کچھ چاہیے تھا سب تمام وکمال عنایت فرمایا ہے حتیٰ کہ بھنگے کی بھی وہی صورت کی جو ہاتھی کی ہے یہ کیڑے مکوڑے آدمی کے واسطے نہین پیدا کیے ہین ہر ایک کو اسی کے واسطے پیدا کیا ہے جس طرح تجھے تیرے ہی واسطے پیدا کیا ہے اسواسطے کہ تو اپنی خلقت کے قبل

کوئی وسیلہ اور قرابت نہین رکھتا تھا کہ اسکے سبب سے پیدا ہونیکا مستحق تھا کہ اور چیزین وہ وسیلہ نہین رکھتی تھین بخشش الٰہی اور اس کے فیض نا متناہی کا دریا یہی ہے اسمین سبھی چیزین ہین انمین ایک تو ہے ایک چیونٹی ہے ایک مکھی ہے ایک ہاتھی ہے ایک مرغ ہے اور علی ہذا القیاس انمین سے جو ناقص ہے اسے کامل پر فدا کر دیا ہے جو کچھ روئے زمین پر ہے ان سب مین آدمی کامل تر ہے تو خواہ نخواہ اکثر چیزین اُسپر فدا ہین لیکن زمین کے نیچے اور قعر دریا مین ایسی بہت چیزین ہین جن مین آدمی کا کچھ حصہ نہین مگر ان کے ساتھ بھی خلقت ظاہری اور باطنی مین وہی عنایت اور مہربانی فرمائی ہے شاید انکے ظاہر و باطن مین اتنے نقش و نگار بنائے ہون کہ آدمی ان سے عاجز آجائین یہ جاننا اُن علوم کے دریاؤن سے علاقہ رکھتا ہے جن مین اکثر علما بھی عاجز رہتے ہین اسکی تفصیل بیان کرنے مین طوالت ہے مقصود یہ ہے کہ تجھے اپنے تئین ایسا برگزیدگان جناب الٰہی مین سے شمار کرنا نہ چاہیے کہ سب کو تو اپنے واسطے ٹھہرا لے اور جس چیز مین تجھے فائدہ نہین ہے اسے کہنے لگے کہ اسے کیون پیدا کیا اسمین تو کچھ بھی حکمت نہین ہے جب تو نے یہ جان لیا کہ چیونٹی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے تو یہ بھی جان لے کہ آفتاب ماہتاب ستارے آسمان فرشتے ان سب کو بھی تیرے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ تجھے ان مین سے بعض کے سبب سے نفع ہے جس طرح مکھی کو تیرے واسطے نہین پیدا کیا اگرچہ اس سے تیرا فائدہ ہے کیونکہ اُسے اسواسطے مقرر کیا ہے کہ جس چیز مین بدبو ہو اور جو چیز سڑنے والی ہو اسے کھالے تاکہ بدبو کم ہو جائے اور قصائی کو مکھیون کے واسطے نہین پیدا کیا ہے اگرچہ قصائی سے مکھیون کا فائدہ ہے تیرا یہ گمان ہے کہ آفتاب روز میرے ہی واسطے نکلتا ہے یہ ایسا ہے جیسے مکھی کا یہ گمان کہ قصائی روز میرے ہی واسطے دکان لگاتا ہے کہ وہ اس کی دکان مین خون اور نجاست خوب چھک کر کھاتی ہے جس طرح قصائی اور ہی کام کی طرف متوجہ رہتا ہے مکھی کے کام کا اُسے خیال بھی نہین آتا اگرچہ قصائی کے کام کے فضلات مکھی کی غذا اور حیات ہین اسی طرح آفتاب بھی اپنے طواف اور اپنی گردش مین جناب الٰہی کی فرمانبرداری کی طرف متوجہ ہے تجھے یاد بھی نہین کرتا اگرچہ اسکے نور کے فضلات سے تیری آنکھ روشن ہو جاتی ہے اور اسکی گرمی کے فضلات سے زمین کا مزاج معتدل ہو جاتا ہے حتی کہ روئیدگی جو تیری غذا ہے وہ اُگتی ہے تو جو چیز تجھ سے علاقہ ہی نہین رکھتی شکر کے معنی بیان کرنے مین اسکی خلقت بیان کرنا ہمارے کچھ کام نہ آئیگا اور جو چیزین تجھ سے علاقہ رکھتی ہین وہ بھی بہت ہین ہم وہ سب نہین بیان کر سکتے چند مثالین بیان کرتے ہین ایک یہ کہ تیری آنکھ دو کامون کے واسطے پیدا کی ہے ایک تو یہ کہ تو اس جہان مین اپنی حاجتون کی راہ جانے دوسرے یہ کہ تو حق تعالے کی عجیب صنعتون کا نظارہ کرے اور انکے سبب سے اسکی عظمت پہچانے جب تو کسی نامحرم کو دیکھے گا تو آنکھ کی نعمت کا کفران کیا بلکہ آنکھ کی نعمت آفتاب کے بغیر ناتمام ہے کیونکہ بے نور آفتاب کے تو نہین دیکھتا اور زمین و آسمان بغیر آفتاب ممکن نہین کیونکہ رات دن آفتاب کے سبب سے ظاہر ہوتے ہین تو نامحرم کو دیکھنے سے آنکھ اور آفتاب کی نعمت کیا بلکہ آسمان زمین کی نعمت کا کفران ہے اسی سبب سے حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے زمین و آسمان اسپر لعنت کرتے ہین اور تجھے حق تعالے نے ہاتھ اسواسطے عنایت کیے ہین تاکہ تو انکے ذریعے سے اپنا کام راست و درست کر کے کھانا کھائے طہارت وغیرہ بجا لائے جب ہاتھون سے تو گناہ کریگا تو کفران نعمت کیا بلکہ مثلاً اگر داہنے ہاتھ سے استنجا

کریگا اور بائین ہاتھ سے قرآن شریف لے گا تو بھی کفران نعمت کیا اسواسطے کہ حقتعالی کے محبوب و مرغوب کام سے تو باہر ہو گیا اسلیے کہ حق تعالے کو عدل پسند ہے اور عدل یہ ہے کہ شریف شریف کے واسطے ہو اور حقیر حقیر کے واسطے اور دونون ہاتھون مین سے اکثر آدمیون کا ایک ہاتھ زور آور پیدا کیا ہے وہی شریف ہے اور تیرے کام دو قسم پر ہین بعضے حقیر ہین بعضے شریف جو کام شریف ہے اسے داہنے ہاتھ سے کرنا چاہیے جو کام حقیر ہے اسے بائین ہاتھ سے کرنا چاہیے تاکہ عدل عمل مین آئے ورنہ بہائم کی طرح حکمت اور عدل کو تو اٹھادیگا اور اگر قبلہ کی طرف منھ کر کے تھوکے گا تو قبلہ اور چارون طرف کی نعمت کا کفران کرے گا کہ چارون سمت برابر نہین ہین حق سبحانہٗ تعالے نے تیری ہی صلاح کے واسطے ایک سمت کو بزرگ کیا ہے تاکہ عبادت مین تو اس طرف منھ کرے اور وہ تیری تسلی اور چین کا باعث ہو اس طرف جو گھر بنایا اسے اپنی طرف منسوب کیا اور تیرے واسطے حقیر کام بھی ہین جیسے پاخانہ جانا تھوکنا اور شریف کام بھی ہین جیسے وضو کرنا نماز پڑھنا اگر سب کامون کو برابر جان کر کریگا تو بہائم کے مانند زندگی ہوگی اور نعمت عقل جو عدل و حکمت ظاہر ہونے کی جگہ ہے اسکا حق اور نعمت قبلہ کا حق باطل کیا ہوگا اور اگر مثلاً کسی درخت کی شاخ یا کلی بے حاجت کے توڑیگا تو ہاتھ اور درخت کی نعمت باطل کی ہوگی اسواسطے کہ حق سبحانہٗ تعالے نے اس شاخ کو تو پیدا کیا اور اسمین رگین اور ریشے بنائے ہین تاکہ وہ شاخ اپنی غذا لے اور اسمین غذا کھانے کی قوت اور اور قوتین بھی کسی کام کو پیدا کی ہین کہ جب وہ شاخ کمال کو پہونچتی ہے تو اُس کام کی ہوتی ہے جب تو نے اسکی راہزنی کی تو ناشکر گزاری کی مگر جب تجھے اپنا کمال حاصل کرنیکو اسکی حاجت ہو تو اسکا کمال تیرے کمال پر صدقے ہے اسواسطے کہ ناقص کا کامل پر تصدق ہو جانا بھی عدل ہے اور اگر دوسرے کی ملک مین سے توڑیگا تو گو کہ تجھے حاجت بھی ہو مگر تو نے کفران نعمت کیا کیونکہ مالک کی حاجت تیری حاجت سے بہت اقدم اور اولی ہے ہرچند کہ حقیقت مین کوئی چیز بندہ کی ملک نہین ہے مگر دنیا کی مثل ایسی ہے جیسے دسترخوان بچھا ہوا ہے اور دنیا کی نعمتین ایسی ہین جیسے دسترخوان پر کھانا چنا ہوا ہے اور خدا کے بندے گویا اس دسترخوان پر مہمان بیٹھے ہین کہ انہین سے کوئی کچھ ملک نہین رکھتا لیکن چونکہ ہر ایک لقمہ سب کو کفایت نہین کرتا تو ایک مہمان نے جو کچھ ہاتھ مین اُٹھا لیا یا منھ مین رکھ لیا تو دوسرے مہمان کو نہین پہونچتا کہ اس سے چھین لے بندے بس اتنی ہی چیز کے مالک ہین اور جس طرح مہمانون کو نہین پہونچتا کہ کھانا اٹھا کر ایسی جگہ رکھدین جہان کسی کا ہاتھ نہ پہونچے اُسی طرح یہ امر بھی کسی کو لائق نہین ہے کہ دنیا کا مال اپنی حاجت سے زیادہ رکھ چھوڑے اور خزانے مین داخل کرے اور محتاجون کو نہ دے مگر ظاہری فتوے مین یہ حکم نہین ہے اسواسطے کسی کی حاجت معلوم نہین ہوتی اگر ہم یہ راز کھولدین تو ہر ایک دوسرے کا مال چھین لے اور کہے کہ تُسے اسکی حاجت نہین ہے تو یہ حکم بضرورت ہم نے چھوڑ دیا ہے لیکن حکمت کے برخلاف ہے اسواسطے مال جمع کرنے کے بارے مین نہی آئی ہے خصوصاً غلہ جمع کرنے کے باب مین کہ وہ خلق کی غذا ہے اور جو شخص اس نیت سے جمع کریگا کہ غلہ گران ہوئے تو مہنگا بیچون وہ خدا کی لعنت مین گرفتار ہوگا بلکہ جو اسکی سوداگری کر کے غلہ کو غلہ کے بدلے سود کے طور پر بیچے جیسے ڈیڑھی وغیرہ لینے کی رسم ہے وہ ملعون ہے اسواسطے کہ غلہ خلق کی غذا ہے جب اسکی تجارت کرینگے تو وہ قید مین پڑ جائے گا محتاجون کو جلدی نہ پہونچیگا سونے چاندی مین بھی یہ امر حرام ہے اسواسطے کہ حق تعالے نے دو حکمتون کے واسطے سونا چاندی پیدا کیا ہے ایک یہ کہ مال کی قیمت اس سے

ظاہر ہوتی ہے اسواسطے کہ یہ کوئی نہین جانتا کہ ایک گھوڑا کے غلامون کے عوض اور ایک غلام کے کپڑون کے بدلے بکے گا اور یہ چیزین ایک دوسرے کے ہاتھ بیچنا ضرور ہے تو ایسی چیز کی حاجت پڑی کہ سب چیزون کو اسپر قیاس کرکے سمجھ لین اسیواسطے سونا چاندی پیدا کیا تاکہ اُس حاکم کے مثل ہو جو ہر چیز کی مقدار ظاہر کر دیتا ہے جو شخص سونے چاندی کو خزانے مین رکھ چھوڑیگا وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانون کے حاکم کو قید کیا اور جو شخص سونے چاندی کا لوٹا کٹورا بنائے وہ ایسا ہے کہ گویا مسلمانون کے حاکم کو ڈولی اُٹھانے اور جولاہہ پن کرنے کا حکم کرے اسواسطے کہ لوٹا اسواسطے ہوتا ہے کہ پانی کو محفوظ رکھے یہ کام مٹی اور تانبے سے بھی ہوسکتا ہے دوسری حکمت یہ ہے کہ سونا چاندی دو گوہر عزیز الوجود ہین انکے سبب سے ہر چیز ہاتھ آتی ہے اور سب لوگ اسکی رغبت کرتے ہین کیونکہ جو شخص سونا چاندی رکھتا ہے وہ سب کچھ رکھتا ہے شاید کسی کے پاس کپڑا ہو اور غلہ کی حاجت رکھتا ہو اور جسکے پاس غلہ ہو اسے کپڑے کی حاجت نہو کپڑے کے بدلے غلہ نہ بیچے اسواسطے حق تعالےٰ نے سونے چاندی کو پیدا کیا اور ہر دلعزیز کردیا تاکہ اسکے سبب سے دنیا کے معاملے جاری رہین اور سونا چاندی جو فی الحقیقت محتاج الیہ نہین ہے اس سے حاجت کی سب چیزین حاصل ہون تو جب سونے کے بدلے سونا چاندی کے عوض چاندی لوگ نفع سے بیچنے لگین تو دونون ایک دوسرے سے اٹک کر قید مین پڑجائینگے اور کام نکلنے کا وسیلہ نہ رہین گے تو یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ شرع مین کوئی چیز حکمت اور عدل سے باہر ہے بلکہ جو چیز ہے وہ جیسی چاہیے ویسی ہی ہے لیکن بعضی حکمتین ایسی باریک ہین کہ پیغمبرون کے سوا کوئی نہین جانتا اور بعض حکمتین ایسی ہین کہ بڑے بڑے عالمون کے سوا کوئی نہین پہچانتا جس عالم نے تقلیداً کام اختیار کیے ہون وہ ناقص ہوتا ہے اور عوام الناس کے قریب قریب ہوتا ہے عالم جب یہ حکمتین جان جاتا ہے تو جس چیز کو وہ مکروہ جانتے ہین اسے یہ حرام جانتا ہے حتیٰ کہ ایک بزرگ نے دھوکے سے بایان پاؤن پہلے جوتے مین ڈالدیا گیہون کے کئی گٹھے اس خطا کے کفارے مین دیے کوئی عامی اگر کسی درخت کی شاخ توڑ لے یا قبلہ کی طرف تھوکے یا بائین ہاتھ سے قرآن شریف لے تو اسپر اسقدر ہم اعتراض نہ کرین گے جسقدر خاص لوگون پر کرتے ہین عامی سے جو ایسی بے ادبی ہوتی ہے تو اسکے ناقص ہونیکے سبب سے ہوتی ہے کیونکہ وہ بہائم کے قریب قریب ہے ان باتون کی تمیز نہین رکھتا اسواسطے کہ اُسکا احوال حکمت سے اتنی دور ہوتا ہے کہ ان دقائق کو وہ کچھ بھی نہین جانتا کیونکہ اگر جاہل آدمی جمعہ کی اذان کے وقت کسی آزاد کو بیچے تو اسپر یہ عتاب نہ کرینگے کہ اسوقت بیع مکروہ ہے اسلیے کہ آزاد کو بیچنے کا گناہ اس کراہت کو چھپالیگا اگر معاذ اللہ کوئی جاہل مسجد کی محراب مین قبلے کی طرف بیٹھ کر کے قضاے حاجت کرے تو قبلہ کی طرف پیٹھ جو کی اس سبب سے اسپر عتاب کرنے کا محل نہین رہا اسواسطے کہ وہ گناہ ایسا بڑا ہے کہ یہ ذراسی خطا اسمین پوشیدہ رہے گی اسواسطے عوام الناس کے ساتھ سہل انکاری کی جاتی ہے اور ظاہری فتوئ عوام ہی کیواسطے ہے سالک راہ آخرت کو ظاہری فتوی کی طرف نہ دیکھنا چاہیے آدمی ان دقائق کا لحاظ رکھے تاکہ عدل وحکمت مین ملائکہ کے قریب ہوجائے ورنہ سہل گری مین عوام الناس کی طرح بہائم کے قریب قریب ہوجائے گا **نعمت کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو چیز حق سبحانہٗ تعالےٰ نے پیدا کی ہے وہ آدمی کے حق مین چار قسم پر ہے پہلی قسم وہ چیز ہے جو دنیا اور آخرت دونون مین مفید ہے جیسے علم اور نیک خلق درحقیقت اس جہان مین یہی نعمت ہے دوسری قسم وہ چیز ہے جو دونون جہان مین نقصان کا سبب ہو جیسے نادانی اور بدخوئی حقیقت مین بلا یہی ہے

تیسری قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان مین راحت ہو اور اس جہان مین رنج جیسے نعمت دنیا کی کثرت اور آدمی کا اس سے بہرہ یاب ہونا یہ احمقون کے نزدیک نعمت ہے اور عقلمندون اور عارفون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی بھوکا آدمی شہد پا جائے اور اسمین زہر ملا ہوا گر احمق ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسمین زہر ملا ہے تو اسے نعمت جانے گا اگر عقلمند ہوگا تو اُسے بلا سمجھے گا چوتھی قسم وہ چیز ہے جس سے اس جہان مین رنج و اذیت ہے اور اس جہان مین عیش و راحت ہے وہ ریاضت ہے اور نفس و شہوت کی مخالفت ہے یہ عارفون کے نزدیک نعمت ہے جیسے بیمار عاقل کے نزدیک کڑوی دوا اور احمقون کے نزدیک بلا اور مصیبت ہے فصل اے عزیز جان تو کہ دنیا کے اکثر اسباب ملے جلے ہین انمین بعضے بُرے ہین بعضے بھلے ہین ضرر سے زیادہ جسکی منفعت ہے وہی نعمت ہے یہ کیفیت لوگونکے حال کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اسواسطے کہ جو مال بقدر کفایت ہوتا ہے اکثر لوگون کے حق مین اسکا نفع زائد از مضرت ہوتا ہے اور کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ ذرا سا مال بھی اسے نقصان کرتا ہے کہ اسکے سبب سے اسکی حرص زیادہ ہوجاتی ہے اگر کچھ بھی مال نہ رکھتا ہوتا تو طمع اور لالچ سے بچا رہتا اور کوئی آدمی ایسا کامل ہوتا ہے کہ بہت مال بھی اسے ضرر نہین کرتا حاجتمندونکو عند الحاجت دے سکتا ہے پس اس سبب سے جاننا چاہیے کہ ایک چیز کا ایک آدمی کے حق مین نعمت ہونا اور اسی چیز کا دوسرے کے حق مین بلا ہونا روا ہے فصل اے جان تو کہ جس چیز کو لوگ نیک جانتے ہین وہ تین حال سے خالی نہین یا فی الحال خوش آتی ہے یا آئندہ مفید ہوگی یا فی نفسہ نیک ہے اور جس چیز کو بُری جانتے ہین وہ یا بالفعل ناپسندیدہ ہے یا آئندہ مضر ہوگی یا فی نفسہ بری ہے پس وہ چیز نہایت نیک ہے جسمین یہ تینون صفتین پائی جائین خوش بھی آئے نیک بھی ہو مفید بھی ہو وہ نہین ہے مگر علم و حکمت اسکے مقابلے مین جہل کمال درجے بُری چیز ہے کہ ناپسندیدہ بھی ہے مضر بھی ہے بُرا بھی ہے اے عزیز جان تو کہ علم سے بہتر کوئی چیز نہین ہے مگر اُسی کے نزدیک جسکا دل بیمار نہ ہو اور جہل فی الحال دُکھ دینے والا اور ناپسندیدہ ہے کیونکہ جو شخص ایک چیز نہ جانتا ہو اور چاہے کہ جانون تو اسیوقت اپنی جاہلی کے دکھ درد سے بےچین ہوجاتا ہے اور جہل برا ہے مگر کھلی ہوئی برائی اسمین نہین ہے دل مین بُرائی پیدا کرتا ہے اسواسطے کہ دلکی صورت بگاڑ دیتا ہے یہ بات کھلی ہوئی برائی سے بھی بدتر ہے اور کوئی چیز نافع ہوتی ہے مگر ناگوار معلوم ہوتی ہے جیسے تمام ہاتھ ضائع ہوجانے کے خوف سے انگلی کاٹ ڈالنا اور کوئی چیز ایک وجہ سے مفید ہوتی ہے ایک وجہ سے مضر جیسے کوئی شخص کشتی ڈوبتے وقت اپنی جان بچانے کے واسطے مال نکال کر دریا مین پھینک دے فصل لوگ کہتے ہین کہ جو چیز خوش معلوم ہوتی ہے وہی نعمت ہے حالانکہ خوشی اور لذتون کے تین درجے ہین ایک وہ جو نہایت بدتر اور خسیس تر ہے وہ پیٹ اور فرج کی لذت ہے اکثر خلق اسی لذت کو جانتی ہے اور اسی مین مشغول رہتی ہے اور جو کچھ تلاش کرتی ہے اسیواسطے تلاش کرتی ہے اس لذت کے بُرا ہونے پر دلیل یہ ہے کہ سب بہائم اسمین شریک ہین اور اس بات مین آدمی سے بڑھے ہوئے ہین اسواسطے کہ حیوانات کی خواہش اور جفتی آدمی کی غذا اور مباشرت سے زیادہ ہے بلکہ مکھی چیونٹی کیڑے سبھی اس لذت مین آدمی کے شریک ہین جب کوئی اپنے تئین بالکل اسی لذت کے حوالہ کر دے تو اسنے حشرات الارض کے مرتبہ پر قناعت کی دوسرا درجہ غلبہ اور ریاست اور دوسرون پر فوقیت پانیکی لذت ہے یہی غصہ غضب کی قوت ہے یہ اگرچہ پیٹ اور فرج کی لذت سے بہتر ہے مگر پھر بھی بُری چیز ہے کیونکہ اس بات مین بعض حیوانات آدمی کے شریک ہین جیسے شیر چیتا انھین غلبہ اور حملہ کرنے کی حرص ہے تیسرا درجہ علم و حکمت اور حق تعالیٰ کی معرفت اور عجیب عجیب صفتون کے پہچاننے کی لذت ہے یہ لذت بہت بہتر ہے اسواسطے کہ کسی جانور کو نہین ہوتی یہ ملائکہ کی صفت ہے بلکہ حق تعالیٰ کی

ف دنیا کی نعمت کثرت سے بہرہ یاب ہونا احمقون کے نزدیک نعمت ہے۔

صفتون مین سے ہے جس شخص کو ان ہی چیزون مین لذت ہے اسکے سوا اور کسی چیز مین لذت نہین وہ کامل ہے اور جسے ان چیزون مین کچھ بھی لذت نہین وہ ناقص ہے بلکہ بیمار اور ہلاک ہونیوالا ہے اکثر مسلمان ان ہی دو قسمون مین سے ہوتے ہین بلکہ ان چیزون کی لذت بھی پاتے ہین اور اور چیزون کی بھی جیسے ریاست اور شہوت کی لذت مگر جس شخص پر معرفت کی لذت غالب ہوتی ہے اور دوسری چیز کی لذت اس مین پوشیدہ اور مغلوب ہوجاتی ہے وہ شخص درجۂ کمال سے نزدیک تر ہوتا ہے اور جسپر دوسری لذت غالب ہوتی ہے اور یہ تکلف سے ہوتی ہے وہ اگر اس لذت کے غالب ہوجانے کی کوشش نہ کرے تو درجۂ نقصان سے نزدیک تر ہوتا ہے نیکیونکا پلہ بھاری ہوجانے کے یہی معنی ہین **نعمت کے سب اقسام اور درجات کا بیان** اے عزیز جان تو کہ نعمت حقیقی سعادت آخرت ہے اسواسطے کہ وہ بالذات مطلوب ہے اپنے سوا دوسری نعمت کا وسیلہ نہین یہ چار چیزین ہین ایک وہ بقا جسمین فنا کو دخل ہی نہ ہو دوسری ایسی خوشی جسے رنج سے کچھ لوث نہ ہو تیسری وہ علم اور کشف جو جہل و ظلمت کی کدورت سے پاک صاف ہو چوتھی وہ استغنا جسمین فقر اور محتاجی کی گنجایش ہی نہ ہو ان چارون چیزونکا خلاصہ یہ ہے کہ آدمی کو جناب الٰہی کے جمال بیمثال کی لذت اسطرح مدام حاصل رہے کہ ملال اور زوال اسمین دخل ہی نہ پاسکے نعمت حقیقی بس یہی ہے اور جس چیز کو دنیا مین نعمت جانتے ہین تو اسیواسطے جانتے ہین کہ وہ سعادت آخرت کا وسیلہ ہوتی ہے فی نفسہ مطلوب نہین ہے اور پوری نعمت وہی ہے جس سے سعادت آخرت ڈھونڈھین اور کچھ نہین اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْعَیْشُ عَیْشُ الْاٰخِرَۃ[1] ایکبار نہایت رنج اور سختی کے وقت آپ نے یہ کلمہ فرمایا تاکہ رنج دنیا سے اپنے تئین تسکین دین اور ایک مرتبہ نہایت خوشی کے وقت حج وداع مین کہ دین کامل ہوچکا تھا اور تمام خلق آپکی طرف متوجہ تھی آپ اونٹ پر سوار تھے لوگ آپسے حج کے مسائل پوچھتے تھے جب آپ نے اس کمال دین کو ملاحظہ فرمایا تو یہ کلمہ زبان مبارک پر آیا تاآپ کا دل حق منزل لذت دنیا کی طرف نگاہ نہ کرے ایک شخص نے کہا اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُکَ تَمَامَ النِّعْمَۃِ[2] رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے سنکر فرمایا اے شخص تو جانتا بھی ہے کہ پوری نعمت کیا ہے اس نے عرض کی نہین فرمایا کہ پوری نعمت یہ ہے کہ تو بہشت مین جائے اور جو نعمتین دنیا مین ہوتی ہین انمین سے جو وسیلہ آخرت نہین ہے وہ حقیقت مین نعمت نہین ہے اور جو وسیلہ آخرت ہین وہ سولہ چیزین ہین چار دل مین چار بدن کے اندر چار بدن کے باہر چار ان بارہ کو جمع کرنیمین چار جو دلمین ہین وہ علم مکاشفہ علم معاملہ عفت عدل ہے علم مکاشفہ تو یہ ہے کہ آدمی حق تعالیٰ کو اور اسکی صفتون کو اور اسکے فرشتون اور رسولون کو پہچانے اور علم معاملہ وہ ہے جو اس کتاب مین ہم نے بیان کیا کہ راہ دین کی گھاٹیان ہین جیسا رکن مہلکات مین ہم نے بیان کیا اور زاد راہ ہے جیسا کہ رکن عبادات اور معاملات مین مذکور ہوا اور منازل راہ ہین جو اس رکن منجیات مین بیان ہو رہے آدمی ان سب کو بخوبی جان لے اور عفت یہ ہے کہ آدمی خواہش اور غصّہ کی قوت کو توڑ کر پورا حسن خلق حاصل کرے اور عدل یہ ہے کہ خواہش اور غصّہ کو درمیان سے بالکل اٹھا بھی نہ دے کیونکہ یہ نقصان اور خسران ہے اور بالکل مسلط بھی نہ کرے کہ حد سے گزر جائین اسواسطے کہ یہ طوفان اور طغیان ہے بلکہ راستی اور اعتدال کی ترازو مین تولتا رہے جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا ہے اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ وَاَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِیْزَانَ یہ چارون چیزین تمام نہین ہوئین مگر ان نعمتون کے

[1] آخرت ہی کی عیش عیش ہے ۱۲ [2] اے اللہ مانگتا ہون مین تجھ سے پوری نعمت ۱۲

سبب سے جو بدن مین ہین وہ چار نعمتین یہ ہین تندرستی قوت جمال عمر دراز تندرستی اور قوت اور عمر دراز کے ساتھ سعادت آخرت کی حاجت لگی چھپی نہین اسواسطے کہ علم و عمل اور خلق نیک اور وہ فضائل جو آدمی کے دلمین ہم نے کہے ہین بے انکے تمام و کمال حاصل نہین ہوتے لیکن جمال کی حاجت کم پڑتی ہے مگر ایک تو یہ کہ خوبصورت آدمی کی غرض بہت نکلتی ہے اس لحاظ سے جمال بھی جاہ مال کے مثل ہے اور جو چیز دنیا کی حاجت اور ضرورت مین کام آتی ہے وہ آخرت کی ضرورتون مین کام آچکی اسواسطے کہ دنیا کی ضرورتین نکلتی رہنا امور آخرت مین خاطر جمعی کا سبب ہوتا ہے اور دنیا مزرع آخرت ہے دوسرے یہ کہ ظاہر کی خوبصورتی باطن کی نیک سیرتی کا عنوان ہے کیونکہ یہ ایک عنایتی نور ہے کہ پیدا ہونیکے ساتھ ہی آدمی مین چمکنے لگتا ہے اکثر یہی ہوتا ہے کہ حق تعالے نے جب آدمی کا ظاہر آراستہ کردیا تو باطن بھی نیک اخلاق سے آراستہ کردیتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ برا آدمی ایسا نہین ہوتا جو اپنی بری سیرت کی بہ نسبت خوبصورت ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خوبصورت لوگون سے اپنی حاجت اور مراد چاہو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا ہے جب کہین ایلچی بھیجو تو اچھے نام والا اور خوبصورت بھیجو فقہا رحمہم اللہ تعالی نے کہا ہے جب نماز مین امامت کرنیوالے علم قرأت قرآن اور پرہیزگاری کی صفت مین برابر ہون تو انمین جو سب سے خوبصورت ہو وہ امامت کیواسطے اولی تر ہے اے عزیز جان تو کہ اس خوبصورتی سے وہ نہین مراد ہے جو شہوت بھڑکائے اسواسطے کہ وہ عورتون کی صفت ہے بلکہ آدمی ایسا کشیدہ قامت وجیہ متناسب الاعضا ہو کہ لوگون کے دیدہ و دل اس سے نفرت نہ کرین جو نعمتین بدن کے باہر ہوتی ہین اور بدن کو انکی حاجت ہے وہ یہ ہین مال و جاہ زن و فرزند شرافت نسب آخرت کو مال کی حاجت اسوجہ سے ہے کہ جو شخص مالدار نہ ہوگا تمام دن روزی کی تلاش مین مشغول رہیگا علم و عمل مین بہت کم مصروف ہوگا پس مال بقدر کفایت دینی نعمت ہے اور جاہ کی اسواسطے حاجت ہے کہ جو شخص جاہ و منزلت نہین رکھتا وہ لوگونکی نظرون مین ہمیشہ ذلیل اور بیقدر رہتا ہے دشمنون سے ایمن نہین رہتا اگرچہ جاہ و مال کی زیادتی مین بہت سی آفتین ہین اسیواسطے جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صبح کو اٹھے اور تندرست اور ایمن ہو اور اس دن کی قوت اسکے پاس ہو وہ ایسا ہے کہ گویا تمام دنیا اسی کو حاصل ہے اور یہ امور بے جاہ و مال کے مہیا نہین ہوسکتے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے نِعْمَ الْعَوْنُ عَلٰی تَقْوَی اللّٰہِ الْمَالُ یعنی مال پرہیزگاری مین کیا اچھا مددگار ہے اور زن و فرزند اسوجہ سے دینی نعمت ہین کہ جورو بہت شغلون سے فراغت حاصل ہونے کا سبب ہوتی اور شر شہوت سے بیخوف کردیتی ہے اسی سبب سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نیک عورت دین کے امور مین مرد کی بڑی مددگار ہوتی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب عرض کی کہ مال دنیا مین سے ہم کیا جمع کرین تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زبان ذاکر دل شاکر عورت مومنہ اور فرزند والدین کے مرنے کے بعد دعاے خیر کا باعث ہوتا ہے او زندگی مین یار و مددگار رہتا ہے نیک اولاد مرد کے واسطے ہاتھ پاؤن پر و بال کے مثل ہوتی ہے کیونکہ اس سے بہت کام نکلتے ہین یہ بات بڑی نعمت ہے بشرطیکہ آدمی انکی آفت سے حذر کرتا رہے کہ انکے سبب سے تمام ہمت دنیا ہی کیطرف نہ مصروف کردے اور شرافت نسب بھی نعمت ہے کیونکہ امامت نسب قریش کے ساتھ مخصوص ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تخیروا لنطفکم الاکفاء وایاکم وخضراء الدمن یعنی پاکیزہ جگہ مین بیج بوؤ اور گھورے پر جو سبزہ ہو اس سے پرہیز کرو لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ گھورے کا سبزہ کیا چیز ہے فرمایا خوبصورت عورت جو کم ذات ہوئے عزیز

ف مال بقدر کفایت دینی نعمت ہے

جان تو کہ اس نسب سے دنیا کی سرداری مقصود نہین ہے بلکہ دینی نسب مراد ہے جو صالح اور عالم لوگون سے ہوتا ہے اسواسطے کہ یہی ایک نعمت ہے آدمی مین اکثر اخلاق آبا او راجداد سے سرایت کرتے ہین جبکا اچھا ہونا انکے اچھے ہونے پر دلیل ہوتا ہے جیسا حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا اور وہ چار نعمتین جو ان بارہ نعمتون کو جمع کرتی ہین ہدایت رشد تائید تشدید ہے کہ ان سب کو توفیق کہتے ہین بے توفیق کے کوئی نعمت نعمت ہی نہین توفیق کے یہ معنی ہین کہ قضاء الٰہی اور ارادہ عبد مین موافقت ہو جانا یہ بات خیر وشر دونون مین ہوتی ہے مگر بمقتضائے عادت توفیق خاص اسی سے عبارت ہو گئی ہے کہ ارادہ بندہ قضائے الٰہی کے ساتھ کار خیر مین جمع ہو جائے اور توفیق کی تکمیل چار چیزون سے ہوتی ہے ایک ہدایت کہ کوئی شخص اس سے مستغنی نہین ہے کیونکہ اگر شخص سعادت آخرت کا طالب ہو اور اسکی راہ نہ بتائے بے راہی کو راہ سمجھے تو کیا فائدہ پس بغیر ہدایت کے اسباب پیدا کرنا کچھ کام نہین آتا اسواسطے حق تعالے نے دونون چیزون کے سبب سے احسان جتایا اور فرمایا ۵۱ رَبُّنَا الَّذِي أَعْطَىٰ كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَىٰ اور فرمایا ۵۲ وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَىٰ اے عزیز جان تو کہ اس ہدایت کے تین درجے ہین پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی خیر وشر مین فرق کرے یہ درجہ سب عقلمندون کو حق تعالے نے عنایت فرمایا ہے بعضون کو عقل کے سبب سے بعضون کو پیغمبرون کی زبانی حق تعالے نے یہ جو فرمایا ہے وَهَدَيْنَاهُ النَّجْدَيْنِ اس سے یہی مراد ہے کہ ہم نے عقل کے ذریعے سے خیر وشر کی راہ آدمی کو بتائی اور یہ جو حق سبحانہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے ۵۳ وَأَمَّا ثَمُودُ فَهَدَيْنَاهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمَىٰ عَلَى الْهُدَىٰ اس سے وہ ہدایت مراد ہے جو پیغمبر کی زبانی فرمائی جو شخص اس ہدایت سے محروم ہے وہ یا حسد اور تکبر کے سبب سے محروم ہے یا شغل دنیا کے سبب سے کہ انبیا اور علماء کی بات نہین سنتا ورنہ کوئی عقلمند یہ ہدایت پانے سے عاجز نہین دوسرا درجہ خاص یہ ہدایت ہے جو مجاہدے اور معاملہ مین تھوڑی تھوڑی حاصل ہوتی ہے اور حکمت کی راہ کھلتی جاتی ہے یہ ہدایت مجاہدہ کا نتیجہ ہے جیسا حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا یعنی بندے جب ریاضت اور مجاہدہ کرتے ہین تو ہم انھین اپنی راہ ہدایت فرماتے ہین یہ نہین ارشاد فرمایا کہ ہم خود بخود ہدایت کرتے ہین اور یہ جو حق تعالے جل شانہ نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى اس سے بھی ہدایت خاص مراد ہے تیسرا درجہ خاص الخاص ہدایت ہے نبوت اور ولایت کے عالم مین یہ نور پیدا ہوتا ہے یہ ہدایت حق تعالی کی ذات کی طرف ہوتی ہے اسکی راہ کی طرف نہین ہوتی یہ ہدایت اس طرح پر ہوتی ہے کہ عقل کی یہ مجال نہین کہ خود بخود یہ ہدایت پا جائے یہ جو حق تعالی نے ارشاد فرمایا ہے ۵۴ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ اس سے بھی خاص الخاص ہدایت مقصود ہے کیونکہ ہدایت مطلق بھی ہے حق تعالے نے اس ہدایت کا حیات نام رکھا ہے اور فرمایا ہے ۵۵ أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ اور رشد کے یہ معنی ہین کہ بندے کو ہدایت سے جو راہ معلوم ہوئی ہے اُسپر چلنے کی خواہش پیدا ہو جیسا حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے ۵۶ وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ مِن قَبْلُ جو لڑکا جوان ہو اور جانے کہ اسطرح مال کی حفاظت کرتے ہین اور نہ کرے اسے رشید نہین کہتے گو کہ حفاظت مال کی ہدایت پا چکا ہے اور رشد یکے

۵۱ پروردگار ہمارا وہ ہے جسنے بخشی ہر چیز کو صورت انکی پھر ہدایت کی ۱۲ ۵۲ وہ خدا وہ ہے کہ اندازہ کیا اسنے پھر ہدایت کی ۱۲ ۵۳ لیکن قوم ثمود پس ہدایت کی ہم نے انھین پھر دوست رکھا انھون نے اندھے پن کو ہدایت پر ۱۲ ۵۴ کہدو تم اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہر آئینہ خدا ہی کی طرف ہدایت ہے ۱۲ ۵۵ آیا تو کوئی تھا مردہ پھر زندہ کیا ہم نے اسے یعنی گمراہ تھا پس راہ بتائی ہم نے اسے اور پیدا کیا ہم نے اسکے واسطے نور کہ چلتا ہے اسکے سبب سے لوگون مین ۱۲ ۵۶ ہر آئینہ دیا ہم نے ابراہیم کو رشد اس کا پہلے سے ۱۲

یہ معنی ہین کہ بندے کی حرکتون اور اعضا کو بھلائی کی طرف آسانی سے جنبش دے تاکہ وہ جھٹ پٹ اپنے مقصود کو پہونچ جائے پس ہدایت کا ثمرہ معرفت ہین اور رشد کا نتیجہ خواہش اور ارادے ہین اور تشدید کا مال قدرت اور الآت حرکت مین ہے اور تائید مدد غیبی سے عبارت ہے جو باطن مین تیزی بصیرت سے اور ظاہر مین قوت حرکت سے پہونچے جیسا حق تعالے نے ارشاد فرمایا ہے وَاَیَّدْنٰاہُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۱؎ اور عصمت اس سے بہت ہی قریب ہے عصمت یہ ہے کہ آدمی کے باطن مین گناہ اور شر کی راہ سے باز رکھنے والا پیدا ہو جائے اور وہ اس باز رکھنے والے کو بخوبی جانے کہ کہان سے آیا جیسا حقتعالے نے فرمایا ہے وَلَقَدْ ھَمَّتْ بِہٖ وَھَمَّ بِھَا لَوْلَا اَنْ رَّاٰ بُرْھَانَ رَبِّہٖ ۲؎ دنیا کی یہ نعمتین آخرت کی زاد راہ ہین ان نعمتون کو اور سببون کی اور ان سببون کو اور سببونکی حاجت ہے حتی کہ بندہ آخر کو اس تک پہونچ جاتا ہے جو حیرت زدونکا رہنما اور رب الارباب اور مسبب الاسباب ہے سلسلہ اسباب کی کڑیونکی تفصیل بہت طولانی ہے یہان اسیقدر بس ہے

شکر مین خلق کے قصور کرنیکا بیان

اے عزیز جان تو کہ شکر مین دو سبب سے قصور ہوتا ہے ایک حق سبحانہ تعالی کی نعمتونکی کثرت نہ جاننے کے سبب سے کیونکہ حقتعالی کی نعمتونکا شمار اور اندازہ کوئی نہین جانتا جیسا کہ خود اسنے ارشاد فرمایا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحْصُوْھَا ۳؎ حق تعالی کی تھوڑی سی نعمتین جو کھانا کھانے مین ہین وہ احیاء العلوم مین بیان کی ہین تاکہ آدمی اسپر قیاس کر کے سمجھ لے کہ اسکی سب نعمتون کو پہچاننا ممکن ہی نہین اس کتاب مین تفصیل کی گنجایش نہین دوسرا سبب یہ ہے کہ حق تعالی کی جو نعمت عام ہے آدمی اسے نعمت ہی نہین جانتا اور ہرگز اسکا شکر نہین کرتا چنانچہ یہ ہوا ے لطیف جسے دم لینے مین آدمی کھینچتا ہے یہ ہوا اس روح حیوانی کی مدد کرتی ہے جسکا معدن دل ہے اور دلکی گرمی کو معتدل کر دیتی ہے اگر ایک دم موقوف ہو تو آدمی ہلاک ہو جائے آدمی اسے نعمت ہی نہین جانتا ایسی لاکھون نعمتین ہین جسے آدمی نعمت نہین سمجھتا ہان اگر دم بھر کسی کنوین مین جائے کہ اسکی ہوا غلیظ ہوتی ہے اور دم بند کر دے یا گرم حمام مین اسے قید کرین کہ اسکی ہوا گرم ہوتی ہے اور گھڑی بھر وہان مقید رہنے دین تو آدمی اس نعمت کی قدر جانے بلکہ جبتک آشوب چشم نہین ہوتا یا آنکھ پھوٹ نہین جاتی تب تک بھلی چنگی آنکھ کا آدمی شکر نہین کرتا ایسے بندے کی مثال اس غلام کی سی ہے جسے جبتک مار نہ پڑے تبتک نہ مار پڑنیکی قدر نہین جانتا اور اگر نہ پٹین تو اسمین سرکشی اور غفلت پیدا ہوتی ہے تو شکر کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ حق تعالی کی نعمتون کو آدمی اپنے دلمین یاد کرتا رہے چنانچہ بعضی نعمتون کی تفصیل احیاء العلوم مین مذکور ہوئی ہے یہ تدبیر کامل آدمی کو چاہیے اور ناقص کم فہم کو یہ تدبیر کرنا چاہیے کہ ہر روز بادشاہی دار الشفا اور قید خانے مین اور قبرستان مین جایا کرے تاکہ مصیبت اور بلا دیکھکر اپنی صحت و سلامتی کی قدر جانے اور وقت شاید شکر الہی مین مشغول ہو آدمی جب قبرستان مین جائے تو جان لے کہ یہ سب مردے ایکدن کیواسطے دوبارہ زندگی پانیکی آرزو مین ہین تاکہ اپنے گناہونکا تدارک کرلین اور نہین پاتے اور یہ عجب زندہ ہے کہ اسکی زندگی کے بہت سے دن باقی ہین اور انکی قدر نہین جانتا اور جو عام نعمت ہے بندے اسکا شکر نہین کرتے جیسے ہوا آفتاب چشم بینا اور مال کو اور جو نعمت اسکے ساتھ خاص ہو اسکو نعمت جانتا ہے اسے جاننا چاہیے کہ یہ اس کی نادانی ہے کیونکہ عام ہونے کے سبب سے نعمت نعمت ہونے سے نکل نہین جاتی پھر غور کرے تو خاص نعمتین بھی بہت سی اسے حاصل ہین اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا نہین جو یہ گمان نہ کرتا ہو کہ میری عقل کے برابر کسی کو عقل نہین اور میرے خلق کا سا کسی مین خلق نہین اسی گمان کے سبب اورون کو احمق اور بدخو جانتا ہے اور اپنے تئین نہین جانتا تو یہ گمان کر کے اپنی عقلمندی و خوش خلقی کا شکر کیا کرے اور اونکی عیب بینی مین

۱؎ اور مدد کی ہم نے اسکی روح القدس سے ۱۲ ۲؎ اور تحقیق مائل ہوئین زلیخا یوسف کیطرف اور یوسف بھی مائل ہو جاتے اگر برہان حق نہ دیکھ لیتے ۱۲ ۳؎ اگر انعام خداوندی کا شمار کرنا چاہو تو شمار نہ کر سکو گے جعفر علی

نہ مشغول رہا کرے بلکہ کوئی ایسا نہین جسمین عیب نہ ہون کہ ان عیبونکو وہی شخص جانتا ہے اور کوئی نہین جانتا کیونکہ حق تعالے نے اُن عیبون پر پردہ ڈال رکھا ہے بلکہ آدمی کو خطرے اور خیالات آتے ہین اگر وہی اور لوگون کو معلوم ہوجائین تو بڑی ندامت کا محل ہو یہ بات ہر ایک کے حق مین خاص نعمت ہے چاہیے کہ اسی کا شکر کیا کرے اور ہمیشہ اُسی نعمت کا خیال نہ رکھا کرے جس سے محروم ہے کہ شکر سے بھی محروم رہے بلکہ ان نعمتونکو دیکھا کرے جو حقتعالی نے بلا استحقاق اسے عنایت فرمائی ہین ایک شخص کسی بزرگ کے پاس جاکر اپنی مفلسی کی شکایت کرنے لگا ان بزرگ نے فرمایا تو یہ چاہتا ہے کہ تیری آنکھ پھوٹ جائے اور دس ہزار درم ملین اسنے کہا نہین فرمایا کان اور ہاتھ پاؤن جاکر دس ہزار درم ملین اس نے کہا نہین فرمایا بھلا عقل جاکر ملین اسنے عرض کیا نہین فرمایا پھر تیرے پاس پچاس ہزار درم کا مال تو موجود ہے تو شکایت کیون کرتا ہے بلکہ اے عزیز اگر تو اکثر لوگون سے پوچھے کہ تم اپنا حال فلانے آدمی کے حال سے بدلتے ہو تو نہ بدلین گے تو جب حق تعالے نے جو کچھ انھین دیا ہے اکثر لوگون کو نہین عنایت کیا ہے تو شکر کرنے کا محل ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ مصیبت اور بلا مین بھی شکر کرنا چاہیے اسواسطے کہ کفر اور گناہ کے سوا کوئی مصیبت اور بلا ایسی نہین جس مین کچھ بھلائی نہ ہو کہ تو اسے نہین جانتا اور حق تعالے تیری بھلائی کو بہتر جانتا ہے بلکہ ہر ایک بلا مین ان پانچ قسمون سے ایک قسم کا شکر واجب ہے پہلی قسم یہ ہے کہ دنیا کے کام مین مصیبت ہو تو یہ شکر کرنا چاہیے کہ دین کے کام مین نہین ہوئی ایک شخص نے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالے سے کہا کہ چور میرے گھر مین آکر سب مال لے گئے فرمایا کہ اگر شیطان تیرے دلین گھسکر تیرا ایمان لیجاتا تو تو کیا کرتا ۔ دوسری قسم یہ ہے کہ کوئی بلا اور بیماری ایسی نہین ہے جس سے سخت تر دوسری نہ ممکن ہو تو شکر کرنا چاہیے کہ اس سے سخت تر بلا نہین آئی جو شخص ہزار لاٹھیان مارنے کے قابل ہوا گر اسے سو لاٹھیان مارین تو شکر کرنیکی جگہ ہے ایک مشائخ رحمہ اللہ تعالے کے سر پر طشت بھر راکھ کسی نے دھوکے سے ڈالدی اُنھون نے شکر کیا اور کہنے لگے چونکہ مین آگ کا مستحق تھا اور میرے اوپر راکھ ہی ڈالی گئی تو یہ کمال نعمت ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دنیا کی کوئی مصیبت ایسی نہین کہ آخرت پر اُٹھ رہتی تو اُس سے بدتر اور بہت بڑا عذاب ہوتا تو شکر کرنا چاہیے کہ دنیا ہی مین بیت گئی اور عذاب آخرت سے چھٹی ملنے کا سبب ہوئی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ حق تعالے نے جس پر دنیا مین سختی کرلی اسپر آخرت مین نہ کریگا کیونکہ بلا گناہونکا کفارہ ہوتی ہے آدمی جب بیگناہ ہوگیا تو عذاب کیا پس جو طبیب تجھے کڑوی دوا پلائے اور تیری فصد کھلوائے تو اگرچہ اسمین رنج ہوتا ہے مگر شکر کرنے کا مقام ہے کہ یہ تھوڑا رنج سہکر بیماری کے بڑے رنج و عذاب سے چھوٹا چوتھی قسم یہ ہے کہ یہ مصیبت تو لوح محفوظ مین تیرے واسطے لکھی تھی اور خواہ مخواہ پیش آنیوالی تھی جب آچکی تو محل شکر ہے شیخ ابوسعید قدس سرہ گدھے پر سے گر پڑے اور کہا الحمد للہ لوگون نے عرض کیا کہ یا شیخ آپ نے یہ کیون کہا فرمایا کہ گدھے پر سے گرنے کی آفت کو مین طے کر آیا یعنی اس بلا کا مجھ پر آنا واجب تھا کیونکہ ازل مین اسکا حکم ہوچکا تھا پانچوین قسم یہ ہے کہ دنیا کی مصیبت کے سبب آخرت مین دو وجہ سے ثواب حاصل ہوتا ہے جیسا احادیث مین آیا ہے دوسرے یہ کہ سب گناہونکی سردار دنیا کی الفت ہے کہ دنیا تیری بہشت ہوجاتی ہے اور جناب الٰہی مین جانا گویا تیرے نزدیک قید خانے مین جانا ہوجاتا ہے جسے حقتعالے دنیا مین مبتلاے بلا کرتا ہے اسکا دل دنیا سے نفرت کرنے لگتا ہے اور دنیا اُسکے نزدیک قید خانہ ہوجاتی ہے اور موت اس قید خانے سے رہائی دیتی ہے اور کوئی بلا ایسی نہین جو حقتعالی کی طرف سے

تنبیہ اور تادیب نہ ہو اگر لڑکے کو عقل ہوتی تو جب اُسکا باپ اُسے ادب دیتا تو وہ شکر کرتا کہ اسکا بڑا فائدہ ہے حدیث شریف مین آیا ہے کہ جس طرح تم کھانے پینے کی چیز سے بیمار کی خبرگیری کرتے ہو اسیطرح حق تعالےٰ مصیبت اور بلا سے اپنے دوستون کی غمخواری کرتا ہے ایک شخص نے جناب سرورکائنات علیہ السلام والصلوۃ سے عرض کی کہ یارسول اللہ چور میرا مال لیگئے آپ نے فرمایا کہ جسکا مال نہ چوری جائے اور بدن نہ بیمار ہو اسمین خیر نہین ہے حقتعالےٰ جب بندے کو دوست رکھتا ہے تب ہی اسپر بلا نازل کرتا ہے اور فرمایا ہے کہ جنت مین بہت سے درجے اور مرتبے ایسے ہین کہ بندہ اپنی محنت اور کوشش سے وہانتک نہین پہونچ سکتا اور حق تعالیٰ بلامین گرفتار کرکے اسے وہان پہونچا دیتا ہے ایکدن جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم آسمان کیطرف دیکھتے دیکھتے ہنسنے لگے اور فرمایا کہ تقدیر آلہی جو مومن کے حق مین ہے اس سے مین تعجب مین ہون اگر نعمت کا حکم فرماتا ہے تو خود بھی راضی ہوتا ہے اور اسکی بھلائی ہوتی ہے اور اگر بلا کا حکم کرتا ہے تو بھی خود راضی ہوتا ہے اور اسکی بھلائی ہوتی ہے یعنی بندہ بلا مین صبر کرے اور نعمت مین شکر دونون مین اسکی بھلائی ہے اور فرمایا ہے کہ جو لوگ دنیا مین خیر وعافیت سے رہے وہ قیامت مین مصیبت زدون کے بڑے بڑے درجے دیکھ کر چاہین گے کہ کاش ہمارا گوشت دنیا مین قینچی سے کترا گیا ہوتا ایک پیغمبر علیہ السلام نے عرض کی کہ بار خدایا تو کافرونکو ریل پیل نعمت دیتا ہے اور مومنون پر بلا نازل کرتا ہے اسکا کیا سبب ہے ارشاد ہوا کہ بندے اور نعمت اور بلا سب ہماری ملک ہین مومن کے گناہ دیکھ کر مین چاہتا ہون کہ مرتے وقت گناہون سے پاک صاف ہوکر میری حضوری مین حاضر ہو اس جہان کی بلا سے اس کے گناہونکا کفارہ کردیتا ہون اور کافرونکی جو نیکیان ہوتی ہین دنیا مین نعمت دیکر انکا بدلا کردیتا ہون کہ جب میرے دربار مین حاضر ہو تو اسکا کچھ حق باقی نہ ہو تاکہ بخوبی اُسپر عذاب کرسکون جب یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ یعنی جو برائی کریگا اسکی جزا دیکھے گا تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ نے عرض کی کہ یارسول اللہ اس سے ہم کیونکر نجات پائینگے آپ نے فرمایا کہ کیا تم بیمار اور غمگین نہین ہوتے مومن کی یہی جزا ہے حضرت سلیمان علیہ السلام کے ایک فرزند نے انتقال کیا آپ نہایت مغموم ہوے دو فرشتے متخاصمین کی صورت پر انکے پاس آئے ایک نے اظہار کیا کہ مین نے زمین مین بیج بویا تھا اس دوسرے نے روند ڈالا اور ضائع کردیا دوسرے نے کہا تو نے شاہراہ مین بیج بویا تھا چونکہ داہنے بائین راہ نہ تھی مین نے روند ڈالا حضرت سلیمان علیہ السلام نے مدعی سے فرمایا کہ تو نے نہ جانا کہ راہ چلنے والون سے راہ خالی نہین رہتی شاہراہ مین کیون بیج بویا تھا اسنے جواب دیا کہ آپ یہ نہ سمجھے کہ آدمی موت کی شاہراہ پر ہے اپنے بیٹے کے مرنے سے آپ نے ماتمی لباس کیون پہنا ہے پس حضرت سلیمان علیہ السلام نے توبہ کی اور استغفار کیا خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے بیمار بیٹے کو مرنے کے قریب دیکھ کر کہا کہ بیٹا اگر تو پہلے جائے تاکہ میری ترازو مین ہو تو اسے مین اس امر سے بہت دوست رکھتا ہون کہ مین تیری ترازو مین ہون بیٹے نے عرض کی کہ باباجان جو بات آپ بہت دوست ہین وہی مین بھی چاہتا ہون حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو لوگون نے خبر دی کہ آپ کی بیٹی مرگئی کہا کہ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ستر ڈھپ گئی خرچ کم ہوگیا ثواب نقد ہوگیا پھر کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی اور کہا حق تعالےٰ نے یون فرمایا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ مین دونون بجالایا حاتم اصم رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ قیامت کے دن چار شخصون سے چار گروہ کو حق تعالیٰ الزام دیگا حضرت سلیمان علیہ السلام سے تونگرون کو حضرت یوسف علیہ السلام سے غلامون کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے درویشون کو حضرت ایوب علیہ السلام

سے ان لوگون کو جو بلا پر صابر نہ رہے علم شکر کا اسی قدر بیان یہان کافی ہے واللہ اعلم ۱۲

تیسری اصل خوف و رجا کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ خوف و رجا سالک کیواسطے دو بازوون کے مانند ہین کہ جن بلند مقامات پر پہونچتا ہے ان ہی کے زور سے اُڑکر پہونچتا ہے اسواسطے کہ سالک کو بہت اونچے اونچے کرارے جناب الٰہی سے سد راہ ہوتے ہین جبتک امید صادق نہو اور جناب الٰہی کے جمال بیمثال کی لذت سے آنکھ نہ لڑی رہے تب تک ان کرارون کو سالک طے نہین کرسکتا اور شہوات نفسانی جو دوزخ کی راہ پر ہین بڑی غالب اور فریب دینے والی اور اپنی طرف کھینچنے والی ہین اور انکے پھندے بڑے پھانسنے والے اور پیچ در پیچ ہین جب تک خوف وہراس دل پر غالب نہین ہوتا تب تک آدمی ان سے نہین بچ سکتا اسی سبب سے خوف و رجا کی بڑی فضیلت ہے کیونکہ رجا تو مہار کے مانند ہے کہ اسکے سبب سے بندہ آگے کھنچتا ہے اور خوف کوڑے کے مثل ہے کہ اسکے باعث سے بندہ آگے بڑھتا ہے پہلے ہم رجا کو بیان کرتے ہین پھر خوف کو **رجا کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خدا کی عبادت اسکے فضل و کرم کی امید پر اس عبادت سے بہتر ہے جو عذاب کے خوف وہراس سے ہو اسواسطے کہ امید سے محبت پیدا ہوتی ہے اور محبت سے بالاتر کوئی درجہ نہین ہے اور خوف و بیم سے نفرت پیدا ہوتی ہے اسیواسطے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُکُمْ اِلَّا وَھُوَ یُحْسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰہِ یعنی تم مین ہر ایک کو لازم ہے کہ خدا کے ساتھ نیک گمان ہو کر مرے اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے مین وہین ہون جہان میرا بندہ میرا گمان کرے میرے بندے سے کہدے کہ تو جو گمان چاہ میرے ساتھ رکھ جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے ایک شخص سے اسکی جانکنی کے وقت پوچھا کہ تو اپنے تئین کیسا پاتا ہے عرض کی کہ یا رسول اللہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اسکی رحمت کا امیدوار ہون فرمایا کہ ایسے وقت جس کے دل مین یہ دونون باتین جمع ہوتی ہین حق تعالےٰ اسے ڈر کی بات سے بچاتا ہے اور اسکی امید برلاتا ہے حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی بھیجی کہ اے یعقوب تو جانتا ہے کہ مین نے یوسف کو تجھ سے کیون جدا کیا اسواسطے جدا کیا کہ تو نے اپنے اور بیٹون سے کہا تھا وَاَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ وَاَنْتُمْ عَنْہُ غٰفِلُوْنَ یعنی مین اس بات سے ڈرتا ہون کہ بھیڑیا اسے کھا جائے اور تم اس سے غافل ہو جاؤ تو بھیڑیے سے کیون ڈرا مجھ سے کیون نہ امید رکھی یوسف کے بھائیون کی غفلت کا خیال کیا میری حفاظت کا دھیان نہ کیا شیر خدا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اپنے گناہون کی کثرت کے سبب سے نا امید ہے فرمایا اے شخص نا امید نہ ہو ارحم الراحمین کی رحمت تیرے گناہون سے بہت بڑی ہے جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن حقتعالیٰ بندے سے ارشاد کریگا کہ اورون کو گناہ کرتے دیکھ کر تو نے اجتناب کیون نہ کیا اگر حق تعالےٰ اس کی زبان کو توفیق دے گا اور وہ یون عرض کرے گا کہ اے اللہ مین خلق سے ڈرا اور تیری رحمت کا امیدوار رہا تو ارحم الراحمین اُس پر رحم فرمائے گا جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات نے ایک دن فرمایا کہ اے لوگو جو کچھ مین جانتا ہون وہ اگر تم بھی جانو تو بہت

روؤ تھوڑا ہنسو صبح امین جا کر سینہ کوبی کر کے نالہ وزاری کیا کرو پھر حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ آپ میرے بندون کو کیون ناامید کرتے ہین پھر جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم باہر تشریف لائے اور لوگون کو ارحم الراحمین کے فضل وکرم کی خوب خوب امیدین دین حق سبحانہ تعالےٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد تو بھی مجھے دوست رکھ اور میرے بندون کے دلون مین بھی مجھے دوست کر دے عرض کیا کہ خلق کے دلون مین تجھے کیونکر دوست کر دون ارشاد ہوا کہ میرا فضل وکرم انھین یاد دلا کہ انھون نے نیکی کے سوا مجھ سے اور کچھ نہین دیکھا ہے کسی نے یحییٰ ابن اکثم رحمہ اللہ تعالےٰ کو خواب مین دیکھکر پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھے موقف سوال مین ٹھہرا کر ارشاد ہوا کہ اے شیخ تو نے ایسے ایسے کام کیے تھے کہ مجھ پر بڑا خوف وہراس غالب ہوا پھر مین نے عرض کیا کہ بار خدایا مجھے تیری طرف سے ایسی خبر نہین دی تھی ارشاد ہوا کہ پھر کیسی خبر دی تھی مین نے عرض کیا کہ عبد الرزاق نے مجھے خبر دی تھی معمر سے معمر نے زہری سے زہری نے انس سے انس نے حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت نے جبرئیل علیہ السلام سے جبرئیل نے تجھ سے کہ تو نے ارشاد فرمایا ہے کہ مین بندہ کے ساتھ وہ معاملہ کرتا ہون جو کچھ وہ مجھ سے گمان اور امید رکھتا ہو اور مین یہ امید رکھتا تھا کہ تو میرے اوپر رحم کرے گا ارشاد ہوا کہ جبرئیل نے بھی سچ کہا میرے رسول نے بھی سچ کہا انس نے بھی سچ کہا زہری نے بھی سچ کہا معمر نے بھی سچ کہا عبد الرزاق نے بھی سچ کہا اور مین نے تجھپر رحمت کی پھر مجھے کرامت کا خلعت پہنایا اور لڑکے جنت کے خادم میرے آگے چلتے پھرتے ہین ایسی خوشی حاصل ہے کہ کبھی نہ دیکھی تھی حدیث شریف مین ہے کہ بنی اسرائیل مین ایک شخص لوگون کو خدا کی رحمت سے ناامید کیا کرتا تھا اور اُنکے ساتھ سخت گیری کرتا تھا قیامت کے دن حق تعالےٰ اس سے کہیگا کہ جسطرح تو میرے بندون کو میری رحمت سے ناامید کیا کرتا تھا اُسیطرح آج مین اپنی رحمت سے تجھے ناامید کرتا ہون اور حدیث شریف مین ہے کہ ایک مرد ہزار برس دوزخ مین رہیگا پھر کہیگا یا حنان یا منان حق سبحانہ تعالیٰ حضرت جبرئیل کو حکم فرمائیگا کہ جا میرے اس بندہ کو لے آوہ لے آئینگے حق تعالےٰ اس سے استفسار فرمائیگا کہ دوزخ مین تو نے اپنی جگہ کیسی پائی وہ عرض کریگا کہ سب جگھون سے بدتر حکم ہوگا کہ اسے پھر دوزخ مین لے جاؤ جب لیچلین گے تو وہ پھر پھر کر دیکھے گا حق تعالےٰ ارشاد فرمائے گا کہ تو کیا دیکھتا ہے وہ عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین نے یہ گمان کیا تھا کہ تو نے مجھے دوزخ سے باہر نکلوایا اب دوزخ مین نہ بھیجے گا پس ارشاد ہوگا کہ اچھا اسے جنت مین لیجاؤ وہ اس امید کے سبب سے نجات پائیگا **رجا کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ زمانہ آیندہ مین بھلائی کی امید رکھنے کو رجا کہتے ہین اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ اس امید رکھنے کو تمنا کہین یا غرور اور حماقت کہین احمق لوگ ان مین فرق نہین کرتے اور سمجھتے ہین کہ یہ سب امید ہے اور رجائے محمود ہے حالانکہ ایسا نہین بلکہ اگر کوئی شخص اچھا بیج ڈھونڈھکر نرم زمین مین بوئے اور اُس زمین کو کانٹے گھاس سے صاف کر ڈالے اور وقت پر پانی دیا کرے اور اس بات کا امیدوار رہے کہ اگر حق تعالیٰ آفتون سے بچائیگا تو جمع حاصل کرونگا اس آس کو امید اور رجا کہتے ہین اور اگر سڑا گھنا بیج ہو یا سخت زمین مین بھر دے اور زمین کو کانٹون سے صاف نہ کرے یا سینچے نہین اور جمع کی امید رکھے تو اسے غرور اور حماقت کہتے ہین رجا نہین کہتے اور اگر کھرا بیج صاف ستھری زمین مین بوئے لیکن سینچے نہین اور مینھ برسنے کی آس رکھے اور وہ جگہ ایسی ہے کہ پانی اکثر نہین برستا لیکن برسنا محال بھی نہین تو اسے آرزو و تمنا کہتے ہین

اسیطرح جو شخص درست ایمان کا بیج سینے کے میدان مین بوئے اور سینہ کو اخلاق بد سے پاک صاف کرے اور ہمیشہ عبادت کر کرکے ایمان کے درخت کو سینچتا رہے اور خدا سے آس لگائے رہے کہ وہی آفتون سے بچائے اور مرتے دم تک یہ شخص یون ہی خبر گیر رہے اور ایمان سلامت لیجائے تو اسے امید اور رجا کہتے ہین اسکی علامت یہ ہے کہ زمانہ آیندہ مین جو نیکی ممکن ہو اسمین کچھ قصور نہ کرے اور خبر گیری نہ چھوڑ دے اسواسطے کہ کھیت کی خبر گیری چھوڑ دینا ناامیدی کی نشانی ہے امید کی نشانی نہین ہے اور اگر ایمان کا بیج سڑا گھنا ہو یعنی یقین کامل نہ ہو یا یقین کامل ہو مگر اخلاق بد سے سینے کو پاک نہ کرے اور عبادت سے پانی نہ دے تو رحمت کی آس لگانا حماقت ہے امید و رجا نہین جیسا کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلْاَحْمَقُ مَنِ اتَّبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ یعنی وہ شخص احمق ہے جو اپنے نفس کی خواہش کے موافق جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور پھر خدا کی رحمت کا امیدوار رہتا ہے بلکہ خود حق سبحانہٗ تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِھِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْکِتٰبَ یَاْخُذُوْنَ عَرَضَ ھٰذَا الْاَدْنٰی وَیَقُوْلُوْنَ سَیُغْفَرُ لَنَا یعنی حق سبحانہٗ تعالےٰ ان لوگون کی مذمت کرتا ہے جنھین انبیا علیہم السلام کے بعد علم حاصل ہوا مگر دنیا کے ساتھ مشغول رہے اور کہا کیے کہ ہم امید رکھتے ہین کہ حق تعالیٰ ہم پر رحمت کریگا پس جس چیز کے اسباب بندے کے اختیار سے علاقہ رکھتے ہین جب وہ اسباب تمام و کمال مہیا کرے تو اس چیز کی چشمداشت رجا ہے اور جب اسباب ویران اور برباد ہون تو چشمداشت حماقت اور غرور ہے اور اگر نہ ویران ہون نہ آباد تو اس چیز کی چشمداشت آرزو ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لَیْسَ الدِّیْنُ بِالتَّمَنِّیْ دین کا کام آرزو سے راست نہین آتا تو جسنے توبہ کی اسے قبول ہوجانے کی امید رکھنا چاہیے اور جسنے توبہ نہ کی مگر اپنے گناہون کے سبب سے ملول اور رنجیدہ رہا اور امیدوار ہے کہ خدا مجھے توبہ نصیب کریگا تو یہ رجا ہے اسواسطے کہ اسکا ملول رہنا توبہ نصیب ہونیکا سبب ہے اور اگر ملول بھی نہین رہتا اور پھر توبہ کی امید رکھتا ہے تو یہ غرور اور حماقت ہے علیٰ ہذا القیاس اگر بے توبہ کیے مغفرت کی امید رکھتا ہے تو یہ بھی غرور اور حماقت ہے اگرچہ احمق لوگون نے اسکا بھی امید نام رکھا ہے حالانکہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِیْنَ ھَاجَرُوْا وَجَاھَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ یعنے جو لوگ ایمان لائے اور اپنی آرزو اپنے وطن اور گھر مین چھوڑ کر مسافرت اختیار کی اور کافرون کے ساتھ جہاد کیا انھین ہماری رحمت کی امید رکھنا بجا ہے یحیی ابن معاذ رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ اس سے زیادہ کوئی حماقت نہین کہ آدمی دوزخ کا تخم بتھرائے اور جنت کی امید رکھے نیکون کا مقام ڈھونڈھے اور گنہگارون کے کام کرے بغیر نیک کام کیے ہوے ثواب ڈھونڈھے ایک شخص تھا لوگ اسے زید الخیل کہا کرتے تھے وہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ یارسول اللہ مین آپ سے یہ پوچھنے حاضر ہوا ہون کہ اسکی کیا علامت ہے کہ حق تعالیٰ اس شخص کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اور اُس شخص کے ساتھ بھلائی نہین چاہتا آپ نے فرمایا کہ ہر روز تو جو اُٹھتا ہے تیرا کیا حال ہوتا ہے اسنے عرض کی کہ میرا حال یہ ہوتا ہے کہ نیک کامون اور نیک لوگون کو دوست رکھتا ہون اگر کوئی نیک کام پیش آتا ہے جلدی سے کر لیتا ہون اور اسکے ثواب کو یقین جانتا ہون اگر نیکی فوت ہوجاتی ہے تو غمگین ہوتا ہون اور اسکا آرزومند رہتا ہون فرمایا کہ یہی اس بات کی علامت ہے کہ حق تعالیٰ نے تیرے ساتھ بھلائی چاہی اگر برائی چاہتا تو تجھے اسی مین مشغول کرتا پھر اسکی کچھ پروا نہ رکھتا کہ دوزخ کے کس وادی مین تجھے ہلاک کرے

رجا حاصل کرنیکی تدبیر کا بیان

اے عزیز جان تو کہ دو بیمارون کے سوا اور کسیکو اس دوا کی حاجت نہین ایک وہ بیمار جو کثرت گناہ کے سبب سے ناامید ہوکر

توبہ نہین کرتا اور کہتا ہے کہ میری توبہ قبول نہوگی دوسرا وہ جو ریاضت و رعبادت کی کثرت سے اپنے تئین ہلاک کیا چاہتا ہے اور اپنی طاقت سے زیادہ رنج و محنت اُٹھاتا ہے ان دونون بیمارونکو البتہ اس دوا کی حاجت ہے غافلون کے حق مین رجا دوا نہین بلکہ زہر قاتل ہے اور دو سبب سے امید غالب ہوجاتی ہے ایک یہ کہ آدمی عبرت سے دنیا کے عجائبات اور نباتات حیوانات انواع نعمات کی خلقت مین غور و تامل کرے جیسا کہ شکر کے بیان مین ہم کہہ آئے ہین تاکہ حق تعالیٰ کی ایسی ایسی رحمت اور عنایت اور مہربانی نظر آئے کہ اس سے بڑھکر ہو ہی نہین سکتی اسواسطے کہ آدمی اپنی ذات مین نظر کرے کہ جو کچھ اسے چاہیے تھا اسے کس خوبصورتی سے حقتعالیٰ نے پیدا کیا جس چیز کی آدمی کو ضرورت تھی جیسے سر اور دل یا فقط حاجت تھی ضرورت نہ تھی جیسے ہاتھ پاؤن یا نہ ضرورت تھی نہ حاجت تھی ان چیزون کے سبب سے آدمی کی فقط زیب و زینت تھی جیسے لبون کی سرخی بھوونکا خم آنکھون کی سیاہی پلکونکا سیدھا پن یہ چیزین کیا کیا خوب پیدا کی ہین اور سب حیوانات پر رحمت فرمائی ہے حتیٰ کہ ماکھی کی خلقت مین کیا پاکیزہ صنعت کی ہے نقش کیا خوب بنائی صورت کیسی مناسب دی ہے پھر یہ صنعت دکھائی کہ اسے اپنا گھر بنانے کی راہ بتائی کیا خوب گھر بناتی ہے کس انداز سے اسمین شہد جمع کرتی ہے اپنے بادشاہ کی کیسی اطاعت کرتی ہے اور بادشاہ انھین کیا خوب سیاست کرتا ہے جو شخص ایسے عجائبات مین جو اسکے ظاہر و باطن مین اور تمام مخلوقات مین ہین غور و تامل کرے تو صاف معلوم ہوجائے کہ ارحم الراحمین کی رحمت مین مایوسی و رغلبہ خوف کی گنجائش ہی نہین بلکہ چاہیے کہ خوف و رجا دونون برابر رہین اگر رجا غالب ہوجائے تو بجا ہے پھر خدا کی رحمت اور مہربانی جو بندونکے شامل حال ہے وہ بے نہایت ہے حتیٰ کہ ایک بزرگ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ قرآن شریف مین آیت مداینت سے زیادہ کوئی آیت امید دینے والی اور تسلی بخش نہین ہے اسواسطے کہ حقتعالیٰ نے قرآن مجید مین یہ ایک بڑی آیت بھیجی ہے تاکہ جب ہم کسی کو قرض دین تو وہ ہمارا مال حفاظت سے رکھے ضائع نہونے دے پھر ایسی عنایت بےنہایت کے ساتھ ہم گنہگارونکی بخشش مین کیا کمی کریگا کہ ہم سب دوزخ مین جائین رجا حاصل کرنیکے واسطے یہ ایک بہت بڑا درجہ ہے اسکی منفعت بے نہایت ہے مگر ہر ایک اس درجہ کو نہین پہونچتا دوسرا سبب یہ ہے کہ جو آیات و احادیث رجا کے باب مین آئی ہین انمین آدمی غور و تامل کرے یہ آیتین اور حدیثین حد سے زیادہ ہین جیسا کہ حقتعالے نے ارشاد فرمایا ہے قرآن شریف مین آیا ہے لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللّٰهِ یعنی تم مین کوئی رحمت سے نا امید نہو اور فرمایا ہے وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَن فِي الْأَرْضِ فرشتے تم لوگونکی آمرزش چاہتے ہین اور ارشاد کیا ہے ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهِ عِبَادَكَ یعنی دوزخ اسواسطے ہے کہ کفار کو اس مین ڈالے اور مسلمانون کو اس سے ڈرائے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی بخشش چاہنے سے کبھی آسودہ نہین ہوئے حتیٰ کہ یہ آیت نازل ہوئی وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ عَلَىٰ ظُلْمِهِمْ اور جب یہ آیت نازل ہوئی وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ تو جناب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ جبتک میری امت کا ایک گنہگار بھی دوزخ مین رہیگا تب تک مین راضی نہونگا اور اسطرح کی بہت سی آیتین ہین اور حدیثین یہ ہین کہ جناب شفیع المذنبین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ میری امت امت مرحومہ ہے اُسکا عذاب دنیا ہی مین فتنہ اور زلزلہ ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو ہر ایک مسلمان کے ہاتھ مین ایک کافر کو دیکر کہین گے کہ یہ دوزخ سے تیرا فدیہ ہے اور فرمایا ہے کہ تپ دوزخ کی آنچ ہے دوزخ سے مسلمان کا یہی حصہ ہے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا میری امت کا حساب میرے ساتھ کرتا کہ کوئی امت اسکے برابر نہ دکھائی دے ارشاد ہوا

ف غافلون کے حق مین رجا دوا نہین بلکہ زہر قاتل ہے ۱۲

ف یعنی یا ایہا الذین امنوا اذا تداینتم بدین آخر تک ۱۲

کہ اے محمدؐ یہ لوگ تمھاری امت ہین اور میرے بندے ہین ہین اُنپر سب سے زیادہ رحیم ہون نہین چاہتا کہ کوئی کسی امت کو انکے برابر دیکھے نہ تم نہ اور کوئی
اور فرمایا ہے کہ میری زندگی بھی تمھاری بھلائی ہے اور میری موت بھی تمھاری بھلائی ہے مین اگر زندہ ہون تو تمھین شریعت سکھاتا ہون اگر مرجاؤنگا تو
تمھارے اعمال مجھپر عرض کیے جاینگے انمین جو نیک عمل ہونگے اُنپر حمد وشکر کرونگا جو بُرے ہونگے انکی آمرزش چاہونگا ایک دن جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ
والتسلیم نے فرمایا یا کریم العفو حضرت جبرئیلؑ نے عرض کی کہ آپ جانتے ہین اسکے کیا معنی ہین یہ معنی ہین کہ خداوند کریم برائی کو عفو کرتا ہے اور نیکی کے ساتھ
بدل دیتا ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب گناہ کرکے استغفار کرتا ہے تو حق سبحانہٗ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے فرشتو دیکھو
میرے بندے نے ایک گناہ کیا اور سمجھا کہ اسکا کوئی مالک ہے کہ گناہ کے سبب سے پکڑ کریگا اور بخشدیگا تمھین مین نے گواہ کیا کہ مین نے اسے بخشدیا اور فرمایا ہے
کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ ارشاد کرتا ہے کہ اگر میرا بندہ گناہ کرتا ہے حتی کہ آسمان بھر جائے اور پھر امیدوار ہوکر استغفار کرتا ہے تو مین بھی اسے بخشدیتا ہون
اگر بندہ زمین بھر گناہ کرتا ہے تو مین بھی اسکے واسطے زمین بھر رحمت رکھتا ہون اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ فرشتہ بندے کے
نام پر گناہ نہین لکھتا جب تک چھ ساعت نہ گزر جائین اس عرصہ مین اگر بندہ توبہ اور استغفار کرے تو فرشتہ ہرگز لکھتا ہی نہین اور اگر توبہ نہ کرے
کوئی اطاعت کرے تو داہنے ہاتھ کا فرشتہ دوسرے فرشتہ سے کہتا ہے کہ تو اس گناہ کو اسکے نامۂ اعمال سے حذف کردے تاکہ مین بھی اس کے عوض
ایک نیکی نہ لکھون اور ہر نیکی دہ چند ہوتی ہے نو حصے نیکی اس گنہگار کے واسطے باقی رہجاتی ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر بندہ
گناہ کرتا ہے تو اسکے نام پر لکھ لیتے ہین ایک اعرابی نے عرض کی کہ اگر بندہ توبہ کرے آپ نے فرمایا تو محو کردیتے ہین عرض کی کہ اگر پھر گناہ کرے فرمایا
اسے لکھ لینگے عرض کی کہ اگر توبہ کرے فرمایا تو مٹادین گے عرض کی کب تک یہ صورت رہیگی فرمایا جب تک بندہ استغفار کیے جائے جبتک بندہ
استغفار سے ملول نہین ہوتا تب تک غفور رحیم بھی آمرزش سے ملول نہین ہوتا اور جب بندہ نیکی کا قصد کرتا ہے تو قبل ازین کہ بندہ نیکی کرے
فرشتہ نیکی لکھ لیتا ہے اگر بندہ وہ نیکی کرتا ہے تو فرشتہ دس نیکیان لکھتا ہے پھر سات سو تک بڑھاتا ہے اور جب بندہ گناہ کا قصد کرتا ہے تو فرشتہ
نہین لکھتا اگر بندہ گناہ کرتا ہے تو فرشتہ ایک ہی گناہ لکھتا ہے اور عفو خدا اسکے علاوہ ہے ایک شخص نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی خدمت سراپا رحمت مین عرض کی کہ مین رمضان کے روزے رکھتا ہون اور پانچون وقت کی نماز پڑھتا ہون اس سے زیادہ عبادت
نہین کرتا زکوٰۃ اور حج میرے اوپر فرض ہی نہین اسواسطے کہ مین مالدار نہین ہون یا رسول اللہ فردائے قیامت مین کہان ہونگا آپ نے
ہنس کر فرمایا کہ تو میرے ساتھ ہوگا بشرطیکہ کپٹ اور حسد سے دلکو محفوظ رکھ اور غیبت اور جھوٹ سے زبان کو بچائے رکھ اور نامحرم کیطرف
دیکھنے سے اور خلق کی طرف نظر حقارت کرنے سے آنکھ نگاہ رکھ تو تو میرے ساتھ بہشت مین داخل ہوگا مین اپنی ہتیلی پر تجھے عزیز رکھونگا
ایک اعرابی نے جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ فردائے قیامت کو خلق کا حساب کون
کرے گا آپ نے فرمایا حق تعالےٰ اسنے عرض کی کہ حق تعالےٰ خود حساب کریگا آپ نے فرمایا ہان اعرابی ہنس پڑا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اے اعرابی تو ہنستا ہے اسنے عرض کی کہ ہان مین اسواسطے ہنستا ہون کہ کریم جب قابو پاتا ہے تو قصور معاف فرماتا ہے اور
جب حساب لیتا ہے تو آسانی کردیتا ہے تب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اعرابی نے سچ کہا کہ کوئی کریم حق تعالیٰ سے
زیادہ کریم نہین پھر فرمایا کہ اعرابی فقیہ اور فہمیدہ ہے پھر فرمایا کہ حق تعالےٰ نے کریم کو بزرگ اور شریف کیا ہے اگر بندہ اسے مسمار کرڈالے اور پتھر

کو تپھر سے جدا کرکے جلادے تو اسکا گناہ اتنا بڑا نہین ہوتا جتنا خدا کے کسی ولی کی حقارت کرنے سے ہوتا ہے اعرابی نے عرض کی کہ یارسول اللہ خدا کے ولی کون لوگ ہین فرمایا کہ سب مسلمان خدا کے ولی ہین اے اعرابی تو نے نہین سنا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ مین نے بندون کو اسواسطے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھسے فائدہ اُٹھائین اسواسطے نہین پیدا کیا کہ مین انسے فائدہ لون اور فرمایا ہے کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے خلق کو پیدا کرنے کے قبل اپنے اوپر لکھ لیا ہے کہ میری رحمت میرے غصہ پر غالب رہے اور فرمایا ہے کہ جس نے لا اِلٰہ اِلا اللہ کہا وہ جنت مین جائیگا اور جسکا آخر کلمہ یہ ہوگا آتش دوزخ اسے دیکھیگی بھی نہین اور جو شخص بے شرک اس جہان مین جائیگا وہ دوزخ مین نہ داخل ہوگا اور فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو حق تعالیٰ اور خلق پیدا فرمائے کہ وہ گناہ کرے تاکہ حق تعالےٰ انھین بخشدے اسواسطے کہ وہ غفور رحیم ہے اور فرمایا ہے کہ مادر مشفقہ جسقدر اپنے فرزند پر رحیم ہوتی ہے اس سے زیادہ ارحم الراحمین اپنے بندے پر رحیم ہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن غفور رحیم اپنی رحمت ظاہر کریگا کہ ہرگز کسی کے دل پر بھی نہ گزری ہوتی کہ ابلیس رحمت کی امید پر گردن اُٹھائیگا اور فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ کی سو رحمتین ہین ننانوے قیامت کیواسطے رکھ چھوڑی ہین اور اس جہان مین ایک رحمت سے زیادہ نہین ظاہر کی اسی ایک رحمت کی بدولت سب دل رحیم ہین حتی کہ مان کی رحمت فرزند پر اور جانور کی رحمت بچے پر اسی ایک رحمت سے ہے اور قیامت کے دن اس ایک رحمت کو بھی اُن ننانوے رحمتون کے ساتھ اکٹھا کرکے خلق پر پھیلائیگا ہر ہر رحمت آسمان و زمین کے کئی کئی طبقون کے برابر ہوگی اسدن کوئی ہلاک و تباہ نہوگا مگر وہ شخص جو ازل مین ہلاک و تباہ ہو چکا ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت مین جو اہل کبائر ہین انکے واسطے مین نے اپنی شفاعت رکھ چھوڑی ہے تم سمجھے ہوگے کہ مطیع اور پرہیزگارون کے لیے شفاعت ہے ایسا نہین بلکہ گنہگارون اور بدکارون کیواسطے ہے حضرت سعید ابن بلال رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ دو شخصون کو دوزخ سے نکالینگے حق تعالیٰ ان سے فرمائیگا تم نے جو عذاب دیکھا اپنے فعل کے سبب سے دیکھا کیونکہ مین بندون پر ظلم نہین کرتا اور فرمائیگا کہ انھین پھر دوزخ مین لے جاؤ ایک زنجیر مین پہنے ہوے جلدی جلدی چلے گا اور دوسرا اٹھہر ٹھہر کر حق تعالےٰ دونون کو پھر بلا کر پوچھے گا کہ تم نے کیون ایسا کیا جو جلدی چلا تھا وہ عرض کریگا کہ بارخدایا اپنے گناہون کے وبال سے مین اسقدر ڈرا ہوا ہون کہ اب تعمیل حکم مین قصور کر ہی نہین سکتا اور دوسرا عرض کریگا کہ یا ارحم الراحمین مین تیری جناب مین نیک گمان رکھتا ہون کہ جب دوزخ سے تو باہر نکال چکا تو اب پھر نہ بھیجیگا بس دریاے رحمت موجزن ہوگا اور ارحم الراحمین دونون کو بہشت مین بھیجدیگا اور جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن منادی ندا کریگا کہ اے امت محمدؐ مین نے اپنا حق تمھین چھوڑ دیا تمھارے حقوق ایکدوسرے پر باقی رہگئے تم انھین آپس مین معاف کرکے سب بہشت مین چلے جاؤ اور فرمایا ہے کہ میری امت مین سے ایک شخص کو قیامت کے دن خلائق کے سامنے حاضر کرکے گناہون کے ننانوے مکتوب اسکے سامنے پیش کرینگے ہر ایک مکتوب اتنا بڑا ہوگا کہ جہانتک نگاہ کام کرے وہی مکتوب نظر آئے پھر حق تعالےٰ فرمائیگا کہ اے شخص ان سب گناہون مین سے تو کسی گناہ کا انکار کرتا ہے یہ گناہ لکھنے مین فرشتون نے کچھ ظلم اور زیادتی کی ہے وہ عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہین پھر ارشاد ہوگا کہ تو کچھ عذر رکھتا ہے عرض کریگا کہ اے پروردگار کچھ نہین اور یقین کریگا کہ اب دوزخ مین جانا پڑا پھر ارشاد ہوگا کہ اے بندے میرے پاس تیری ایک نیکی ہے مین تجھپر ظلم نہ کرونگا پھر ایک پرچہ لائینگے اسمین

لکھا ہوگا اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ بندہ عرض کریگا کہ بھلا اتنا سا ایک پرچہ اتنے اتنے بڑے
ننانوے ۹۹ مکتوبون کے مقابلے مین کب کفایت کریگا ارشاد ہوگا کہ اے بندے مین تجھپر ظلم نہین کرتا ان سب کتوبونکو ایک پلے مین رکھین گے اور
اس پرچے کو دوسرے پلے مین وہ پرچہ سب کو سبک کرکے خود سب سے گران ہوجائیگا اسواسطے کہ حقتعالے کی توحید کے مقابلے مین کوئی چیز نہین ٹھہر
سکتی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالی فرشتون سے فرمائیگا کہ جسکے دلمین ایک مثقال خیر ہے اُسے دوزخ سے
نکال لاؤ بہت مخلوقات کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگون مین سے کوئی دوزخ مین نہین باقی رہا ارشاد ہوگا کہ جسکے دل مین
نصف مثقال خیر ہو اسے بھی نکال لاؤ یہ بہتیری خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اس قسم کے لوگون مین سے کوئی شخص دوزخ مین نہین
باقی رہا پھر ارشاد ہوگا کہ جسکے دل مین ایک ذرّہ خیر ہو اسے بھی نکال لاؤ بہت سی خلق کو نکال لائینگے اور عرض کرینگے کہ اب دوزخ مین ایسا کوئی
نہین باقی رہا جسکے دل مین ذرّہ برابر خیر ہو ارشاد ہوگا کہ پیغمبرون کی شفاعت فرشتون کی شفاعت مسلمانون کی شفاعت سب ہوچکی اور
مقبول بھی ہوئی اب میری رحمت کاملہ کے سوا اور کچھ نہین باقی بس دست رحمت بڑھا کر ایسے لوگون کو مٹھی بھر نکالے گا جنھون نے ہرگز ذرّہ
برابر بھی نیکی نکی ہو وہ سب جل کر کوئلے کی طرح سیاہ ہوگئے ہونگے انھین جنّت کی نہرون مین سے ایک نہر مین ڈالدینگے جسے نہر الحیوۃ کہتے ہین
پھر وہ وہان سے اسطرح پاک صاف ہوکر باہر نکلین گے جسطرح سیلاب سے سبزہ نکلتا ہے اور گوہر تابان کے سے مالے انکے گلے مین ہونگے اہل بہشت
ان سبھون کو پہچانین گے اور کہینگے کہ یہ سب حق تعالے کے آزاد کیے ہوے ہین کہ انھون نے ہرگز کچھ نیکی نہین کی پھر ارشاد کریگا کہ تم بہشت مین
جاؤ جو کچھ تم دیکھو سب تمھارے ہی واسطے ہے وہ عرض کرینگے کہ بارخدایا تونے ہمارے تئین وہ کچھ عنایت فرمایا جو عالم بھر مین کسی کو نہین
مرحمت کیا ارشاد ہوگا کہ میرے پاس تمھارے واسطے اس سے بھی بڑی نعمت ہے عرض کرینگے کہ یا ارحم الراحمین اس سے بڑھکر اور کیا
ہوگا ارشاد ہوگا میری رضامندی کہ مین تم سے ایسا خوش رہون کہ کبھی ناخوش نہون یہ حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونو مین مذکور ہے
حضرت عمر ابن حزم رضی اللہ تعالے عنہ نے کہا ہے کہ جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین تین دن غائب رہے نماز فرض
کے سوا اور کسی واسطے باہر نہ تشریف لائے چوتھے دن باہر رونق افروز ہوے اور فرمایا کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ تیری امت
کے ستر ہزار آدمی بے حساب بہشت مین جائین گے مین ان تین دن کے عرصے مین اور زیادہ چاہتا تھا مین نے حق تعالے کو بڑا کریم پایا
ان ستر ہزار مین سے ہر ایک کے ساتھ ستر ستر ہزار اور مجھے مرحمت فرمائے مین نے عرض کی کہ بارخدایا میری امت اتنی ہوگی ارشاد ہوا کہ
اعرابیون کو ملاکر یہ عدد پورے کرلینا روایت کرتے ہین کہ ایک لڑکے کو کسی لڑائی مین اسیر کرکے قید مین رکھا تھا کہ ایکدن بڑی شدت
کی دھوپ تھی خیمے سے ایک عورت کی آنکھ اس لڑکے پر پڑی بے اختیار ہوکر دوڑی خیمے کے اور لوگ بھی اس عورت کے پیچھے دوڑے
حتی کہ اس عورت نے اس لڑکے کو اُٹھا کر چھاتی سے لگالیا اور اپنا سایہ اسپر ڈالدیا تاکہ لڑکے کو دھوپ کی گرمی نہ پہونچے اور کہنے لگی کہ میرا بیٹا
ہے لوگون نے جب یہ ماجرا دیکھا تو رونے لگے اور اس عورت کی شفقت بے غایت دیکھکر متحیر ہوے پھر جناب رحمۃ للعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
اجمعین وہان تشریف لائے لوگون نے یہ قصہ آپ سے عرض کیا آپ اس عورت کی شفقت اور ان لوگون کی گریہ وزاری سے خوش ہوے
اور فرمایا کہ تم لوگون کو اس عورت کی شفقت اور رحمت سے تعجب ہوا لوگون نے عرض کی ہان یا رسول اللہ فرمایا حقتعالی یہ عورت اپنے

بیٹے پر رحیم ہے اس سے زیادہ ترارحم الراحمین تم سب پر رحیم ہے پس مسلمان لوگ خوش خوش وہان سے متفرق ہو گئے ایسی خوشی مسلمانون کو کبھی نہ ہوئی تھی حضرت ابراہیم ادہم قدس سرہٗ کہتے ہین کہ ایک رات مین طواف مین تنہا رہگیا اور پانی برسنے لگا مین نے دعا کی کہ بارخدایا مجھے گناہ سے بچا کہ مین کوئی گناہ نہ کرون خانۂ کعبہ سے مین نے ایک آواز سنی کہ کہنے والے نے کہا تو عصمت چاہتا ہے اور میرے سب بندے بھی یہی چاہتے ہین اگر سب کو مین گناہ سے بچاؤن تو اپنا فضل اور اپنی رحمت کس پر ظاہر کرون اے عزیز جان تو کہ ایسی بہت حدیثین ہین جس شخص پر خوف غالب ہو اسکے حق مین یہ حدیثین شفا ہین اور جس شخص پر غفلت غالب ہو اسے یہ جاننا چاہیے کہ ان حدیثون کے ساتھ یہ بات بھی معلوم ہے کہ بعضے مسلمان دوزخ مین جائینگے اور سب سے پچھلا وہ ہوگا جو سات ہزار برس کے بعد باہر نکلے گا اور اگر بالفرض ایک ہی آدمی دوزخ مین جائے جب بھی ہر ایک کے حق مین ممکن ہے کہ شاید یہی دوزخی ہو تو ہر ایک کو چاہیے کہ پرہیز اور احتیاط کی راہ اختیار کرے اور جو نیکی ہو سکے کوشش کر کے کرے تاکہ وہ شخص دوزخی نہ ہو جائے اسواسطے کہ سات ہزار برس تو بڑی مدت ہے اگر دنیا کی سب لذتین ایک شب دوزخ مین رہنے کے خوف سے آدمی ترک کر دے تو بجا ہے غرضکہ خوف و رجا برابر ہونا چاہیے جیساکہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ اگر فردائے قیامت کو ندا کرینگے کہ جنت مین ایک آدمی کے سوا دوسرا نہ جائیگا تو مین یہی گمان کرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون اور اگر ندا کرینگے کہ دوزخ مین ایک آدمی کے سوا اور کوئی نہ جائے گا تو مین ڈرتا ہون کہ وہ مین ہی ہون **خوف کی فضیلت اور حقیقت اور اقسام کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خوف بڑا مقام ہے اور اسکی فضیلت اسکے ثمرون اور سببون کے موافق ہے اور علم اور معرفت اسکا سبب ہے جیساکہ اسکے بعد بیان کیا جائیگا اسیواسطے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ[1] اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رَاْسُ الْحِکْمَۃِ مَخَافَۃُ اللّٰہِ[2] اور پاکدامنی اور ورع و تقوی خوف کے ثمرات ہین اور یہ سب سعادت کا تخم ہین اسواسطے کہ بے ترک شہوات اور بغیر اسپر صبر کیے ہوے آدمی آخرت کی راہ نہین چل سکتا اور جیسا آتش خوف شہوات کو جلا کر کشتہ کر دیتی ہے ویسا کوئی چیز نہین کرتی اسیواسطے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ڈرنیوالون کے واسطے ہدایت رحمت علم رضوان کو تین آیتون مین جمع کیا اور فرمایا ھُدًی وَّ رَحْمَۃً لِّلَّذِیْنَ ھُمْ لِرَبِّھِمْ یَرْھَبُوْنَ[3] اور اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمَآءُ اور رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ[4] اور تقوی جو خوف کا ثمرہ ہے اسے حقتعالیٰ نے اپنی طرف اضافت کیا اور فرمایا وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ[5] اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق کو جبدن میدان قیامت مین جمع کرینگے تو منادی ایسی آواز سے انھین حکم کریگا کہ سب دور و نزدیک سُن لینگے اور فرمائیگا کہ اے لوگو جس دن سے مین نے تمھین پیدا کیا اُس دن سے آج تک مین نے تمھاری باتین سنین اب آج تم میری بات کان لگا کر سنو کہ تمھارے اعمال تمھارے سامنے رکھونگا اے لوگو ایک نسب تم نے مقرر کیا ایک نسب مین نے تم کو دیا تم نے اپنے مقرر کیے ہوے نسب کو بالا کیا اور میرے ٹھہرائے ہوے نسب کو دبا رکھا مین نے کہا تھا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ یعنی تم مین سب سے وہ بزرگ تر ہے جو بہت پرہیزگار ہے اور تم نے کہا کہ بزرگ تر

[1] خدا سے حقیقۃً علما ہی ڈرتے ہین ۱۲ [2] حکمت کا سر خدا کا خوف ہے ۱۲ [3] ہدایت اور رحمت ہے ان لوگون کے واسطے جو خدا سے ڈرتے ہین ۱۲ [4] خدا ان سے راضی وہ خدا سے خوش یہ مرتبہ اسکا ہے جو اپنے خالق سے ڈرے ۱۲ [5] لیکن تقوی خدا کی طرف سے تم کو پہونچتا ہے ۱۲ سید جعفر علی عفی عنہ۔

وہ ہے جو فلان ابن فلان ہے آج مین اپنے مقرر کیے ہوے نسب کو بالا کرتا ہون اور تمھارے ٹھہراے ہوے نسب کو پست کیے دیتا ہون
اَیْنَ الْمُتَّقُوْنَ کہان ہین پرہیزگار لوگ پھر ایک جھنڈا استادہ کرکے آگے آگے لیجائین گے اور پرہیزگار لوگ اُسکے پیچھے پیچھے چلین گے
حتی کہ سب پرہیزگار بحساب بہشت مین داخل ہوجائین گے اسی سبب سے ڈرنے والون کا ثواب دونا ہے حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَلِمَنْ[1]
خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ ارشاد کرتا ہے کہ قسم ہے مجھے اپنی عزت کی کہ
دو خوف اور دو امن ایک بندے مین نہین جمع کرتا اگر دنیا مین بندہ مجھسے ڈریگا تو آخرت مین اُسے بخوف رکھونگا اور اگر دنیا مین بخوف
رہیگا تو آخرت مین اسے خوف مین رکھونگا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اس سے سب چیزین ڈرتی
ہین اور جو خدا سے نہین ڈرتا اُسے خدا سب چیزون سے ڈراتا ہے اور فرمایا ہے تم مین پکا عقلمند وہ ہے جو تم مین سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے اور فرمایا
ہے کہ جس مسلمان کی آنکھ سے آنسو بہے اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہو اور بہکر اسکے منھ پر آجاے اسکے منھ پر آتش دوزخ حرام ہوجاتی ہے اور فرمایا ہے کہ جب خدا
کے خوف سے بندے کے بدن کے روئین کھڑے ہوجاتے ہین اور وہ اندیشہ کرتا ہے تو اسکے گناہ اسطرح جھڑجاتے ہین جیسے درخت سے پتے اور
فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے خوف سے رویا وہ آتش دوزخ مین نہ جلایا جائیگا جسطرح جو دودھ پستان سے نکل آیا ہو وہ پھر پستان مین نہین جاتا
ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ
آپ کی امت سے کوئی شخص بحساب جنت مین جائیگا آپ نے فرمایا ہان جو شخص اپنے گناہ یاد کرکے روئیگا وہ بحساب جنت مین داخل
ہوگا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو آنسو کا قطرہ خوف خدا سے نکلے یا خون کا قطرہ راہ خدا مین گرے اس سے زیادہ
کوئی قطرہ خدا کے نزدیک محبوب نہین اور فرمایا ہے کہ سات آدمی خدا کے سایہ مین رہین گے اُن مین سے ایک وہ شخص ہے جو تنہائی مین خدا
کو یاد کرے اور اسکی آنکھ سے آنسو بہے حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت
سراپا موعظت مین مین حاضر تھا آپ ہم لوگون کو نصیحتین فرمارہے تھے دلون پر خوف غالب ہوا آنکھ سے آنسو جاری ہوگئے پھر مین گھر آیا میری
اہلیہ مجھ سے باتین کرنے لگی مین دنیا کی باتون مین پڑگیا پھر مجھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام اور اپنا وہ رونا یاد آیا مین باہر
نکل آیا اور شور و فریاد کرنے لگا کہ آہ حنظلہ منافق ہوگیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ میرے سامنے آئے اور یہ کہنے لگے
کہ منافق نہین ہوا مین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت مین حاضر ہوا اور عرض کی کہ یا رسول اللہ حنظلہ
منافق ہوگیا آپ نے فرمایا کَلَّا لَمْ يُنَافِقْ حَنْظَلَةُ[2] پھر مین نے یہ حال عرض کیا فرمایا کہ اے حنظلہ جس حال پر تم میرے سامنے رہتے ہو اگر
اسی حال پر رہو تو فرشتے راہون اور گھرون مین سے مصافحہ کیا کرین اے حنظلہ ایک ساعت یعنی وہ حالت تھوڑی دیر رہتی ہے بزرگون
کے اقوال یہ ہین حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ کوئی دن ایسا نہین ہوتا کہ مجھ پر خوف غالب ہوا ہو اور اُسی دن حکمت اور عبرت
کا دروازہ میرے دل پر نہ کھلا ہو حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہین کہ بخوف عقوبت اور امید رحمت کے درمیان مین
مسلمان کا گناہ اسطرح ہوتا ہے جیسے دو شیرون مین ایک روباہ اور انہی نے یہ بھی کہا ہے کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا مفلسی سے

---

[1] جو شخص خدا سے ڈرے اس کو دوہرا اجر ہے ۱۲ [2] ہرگز نہین منافق ہوا حنظلہ ۱۲

ڈرتا ہے تو بیشک جنتی ہوتا لوگون نے حضرت یحیی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ فرداے قیامت کو کون شخص بہت امین رہے گا فرمایا وہ شخص جو آج بہت ڈرتا ہے ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالے علیہ سے کہا کہ ایسے لوگون کی مجلس کے بارے مین آپ کیا کہتے ہین جو ہم کو اتنا ڈراتے ہین کہ ہمارے دل ٹکڑے ہوے جاتے ہین فرمایا کہ آج ایسے ہی لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین ڈرائین اور فرداے قیامت کو بیخوف رہو یہ اس سے بہتر ہے کہ آج ایسے لوگون سے صحبت رکھو جو تمھین بیخوف رکھین اور فرداے قیامت کو مبتلاے خوف ہو جاو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالے کہتے ہین کہ جو دل خوف سے خالی ہو وہ ویران ہوا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کہتی ہین کہ مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ یہ جو قرآن شریف مین ہے وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ یعنی کام کرتے ہین اور ڈرتے ہین یہ کام چوری اور زنا ہے آپ نے فرمایا نہین وہ کام روزہ نماز صدقہ ہے کہ کرتے ہین اور ڈرتے ہین کہ مبادا نہ قبول ہو حضرت محمد ابن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ جب روتے تو آنسو منھ مین مل لیتے اور کہتے کہ مین نے سنا ہے کہ جس مقام پر آنسو پہونچتا ہے وہ مقام آتش دوزخ مین نہین جلتا امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ رو اگر نہ رو سکو تو تکلف سے اپنے تئین گریان کرو حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہین کہ مین اتنا روؤن کہ آنسو میرے چہرے پر آجائین اس امر کو مین ہزار دینار صدقہ دینے سے زیادہ دوست رکھتا ہون **خوف کی حقیقت** اے عزیز جان تو کہ خوف دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہے وہ ایک آگ ہے کہ دلمین ظاہر ہوتی ہے اسکا سبب بھی ہے ثمر بھی اسکا سبب علم معرفت ہے آدمی جب خطر کار آخرت دیکھتا ہے اور اپنی ہلاکت اور تباہی کے اسباب حاضر اور غالب دیکھتا ہے تو خواہ نخواہ یہ آگ اسکی جان کے درمیان پیدا ہوجاتی ہے اور یہ صفت دو معرفتون سے حاصل ہوتی ہے ایک معرفت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے گناہون اور عیبون کو اور عبادت کی آفتون اور اخلاق کی خباثتون کو درحقیقت دیکھے اور ان تقصیرون کے ساتھ اپنے اوپر خدا کی نعمتون کو دیکھے اس آدمی کی مثل اس شخص کی ایسی ہے جو کسی بادشاہ سے بہت خلعت اور نعمت پا رہا ہو پھر اسکی حرم سرا اور خزانے مین خیانت کرتا ہو اور ناگاہ جانے کہ بادشاہ اسے خیانت کی حالت مین دیکھا کرتا ہے اور سمجھے کہ بادشاہ غیور اور انتقام لینے والا اور بیباک ہے اور کسی کو بادشاہ پاس اپنا ساعی اور شفیع نہ جانے اور بادشاہ سے کوئی وسیلہ اور قرابت نہ رکھتا ہو جب اپنے کام کا خطر دیکھے گا تو خواہ نخواہ اس شخص کے دلمین خوف کی آگ پیدا ہوجائے گی دوسری معرفت یہ ہے کہ اس شخص کے گناہ اور عیب کے سبب سے آتش خوف نہ پیدا ہو بلکہ اسی کی قدرت اور بیباکی کی وجہ سے پیدا ہو کہ یہ شخص اس سے ڈرتا ہے جیسا کہ کوئی شخص شیر کے چنگل مین پھنس جاے اور ڈرے تو اپنے گناہ کے سبب سے نہ ڈریگا اس سبب سے ڈریگا کہ شیر کی صفت جانتا ہے کہ اس شخص کا ہلاک کر ڈالنا شیر کا مقتضاے طبع ہے اور اس شخص کی ضعیفی سے شیر کچھ باک نہین رکھتا یہ خوف تمام تر اور فاضل تر ہوتا ہے اور جس شخص نے حق تعالی کی صفتون کو پہچانا اور اسکے جلال اور بزرگی اور توانائی اور بیباکی کو جانا کہ اگر وہ تمام عالم کو ہلاک کر ڈالے اور ہمیشہ دوزخ مین رکھے تو اسکی مملکت مین ایک ذرہ بھی کمی نہ ہو گی اور جس صفت کو رقت اور شفقت کہتے ہین اسکی حقیقت سے اسکی ذات منزہ ہے جب آدمی کو یہ معلوم ہو تو ڈرنے کا محل ہے یہ ڈر انبیا علیہم السلام کو بھی ہوتا ہے گو کہ وہ یہ جانتے ہین کہ ہم گناہ سے معصوم ہین جو شخص زیادہ عارف خدا ہوتا ہے وہ ڈرتا بھی بہت ہے اسیواسطے جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ مین تم سب سے زیادہ عارف ہون اور تم سب سے زیادہ

یعنی جو شخص زیادہ عارف ہو باللہ ہوتا ہے وہ ڈرتا بہت ہے ۱۲

خائف ہون اور اسیواسطے حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا اور جو شخص جاہل تر ہوتا ہے وہ خدا سے بیخوف ہوتا ہے حضرت داؤد علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر خشمگین سے ڈرتا ہے خوف کا سبب یہی ہے جو بیان ہوا اور خوف کا ثمرہ دل اور بدن اور جوارح مین ہوتا ہے دل مین یہ ہوتا ہے کہ لمین دنیا کی خواہشین بری معلوم ہون اور خواہشون کی کچھ پروا نہ رہے اسواسطے کہ اگر کسی کو نکاح یا طعام کی خواہش ہوتی ہے وہ جب شیر کے جنگل مین پھنس جاتا ہے یا بادشاہ قاہر کے قیدخانے مین قید ہوجاتا ہے تو اسے اس خواہش کی کچھ پروا نہین رہتی بلکہ خوف مین دل کا حال بالکل خشوع وخضوع اور خواری وخاکساری ہوجاتا ہے اور سراپا مراقبہ اور محاسبہ اور عاقبت اندیشی ہوجاتا ہے نہ تکبر رہتا ہے نہ حسد نہ دنیا کا لالچ نہ غفلت اور بدن مین خوف کا ثمرہ شکستگی اور لاغری اور زردی ہے اور جوارح مین خوف کا ثمرہ یہ ہے کہ جوارح کو گناہ سے پاک رکھنا اور عبادت مین باادب رکھنا اور خوف کے درجے تفاوت ہوتے ہین خوف اگر شہوت سے باز رکھے تو اسکا نام عفت ہے اگر حرام سے باز رکھے تو اسکا نام ورع ہے اگر شبہون سے یا ایسے حلال سے جسمین حرام کا شبہہ ہے باز رکھے تو اسکا نام تقویٰ ہے اگر زادراہ کے سوا ہر چیز سے باز رکھے تو اسکا نام صدق ہے عفت اور ورع تقویٰ کے ماتحت ہین اور یہ سب صدق کے نیچے ہین اور یہ حالت جو آنسو نکالدیتی ہے اور آدمی آنسو پونچھکر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہکر پھر غفلت مین پڑجاتا ہے اسے زبانی رقت کہتے ہین یہ خوف نہین اسواسطے کہ جو شخص جس چیز سے ڈرتا ہے اس سے بھاگتا ہے اور پرہیز کرتا ہے جسکی آستین مین کوئی چیز ہے اور وہ دیکھے کہ سانپ ہے تو ممکن نہین کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہکر چپ ہو رہے بلکہ اُسے اپنی آستین سے گرادے گا حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ بندہ خائف کون ہے فرمایا کہ وہ جو اپنے تئین اس بیمار کیطرح رکھے جو موت کے خوف سے سب خواہشون سے حذر کرتا ہے **درجات خوف** اے عزیز جان تو کہ خوف کے تین درجے ہین ضعیف قوی معتدل انمین معتدل بہتر ہے ضعیف وہ ہے جو کام پر مستعد نہ رکھے جیسے عورتون کی رقت قوی وہ ہے جس سے ناامیدی اور بیہوشی اور موت کا خوف ہو یہ دونون مذموم ہین اسواسطے کہ خوف مین فی نفسہٖ کچھ کمال نہین ہے خوف توحید اور معرفت اور محبت کے مثل نہین ہے اسواسطے حق سبحانہ تعالیٰ کی صفات مین خوف کا ہونا درست نہین بلکہ بے جہل اور عجز کے خوف ہوتا ہی نہین اسواسطے کہ جبتک عاقبت نامعلوم نہ ہوگی اور خطر سے حذر کرنے مین عجز نہ ہوگا تب تک خوف بھی نہ ہوگا مگر غافلون کے حق مین البتہ خوف کمال ہے اسواسطے کہ خوف اس تازیانے کے مانند ہے جو لڑکون کو پڑھنے مین لگائے اور جانور کو راہ پر چلائے جب تازیانہ ایسا کمزور ہو کہ چوٹ نہ لگے تو نہ لڑکے کو پڑھنے مین لگائیگا نہ جانور کو راہ پر چلائے گا اور اگر تازیانہ ایسا سخت ہو کہ لڑکے یا جانور کا بدن پھٹ جائے یا منھ ہاتھ ٹوٹ جائے تو ناقص ہے بلکہ خوف معتدل ہونا چاہیے تاکہ گناہون سے باز رکھے اور عبادت کی رغبت دلائے جو زیادہ عالم ہوتا ہے اسکا خوف بھی زیادہ معتدل ہوتا ہے اسواسطے کہ اس کا خوف جب حد سے بڑھجاتا ہے تو وہ اسباب رجا کا خیال کرتا ہے اور جب گھٹ جاتا ہے تو کام کے خطر کا اندیشہ کرتا ہے اور جو شخص خائف ہو اور اپنے تئین عالم کہے وہ عالم نہین اسواسطے کہ اسنے جو کچھ سیکھا ہے وہ بے سود اور بیہودہ ہے علم نہین ہے جیسے بازاری فال گو کہ اپنے تئین حکیم کہتے ہین حالانکہ حکمت سے کچھ بھی خبر نہین رکھتے اسواسطے کہ اول معرفت یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اور حق تعالےٰ کو پہچانے اپنے تئین عیب وتقصیر کے ساتھ اور حق تعالےٰ کو جلال وعظمت اور عالم کو ہلاک کرڈالنے مین بیباک ہونیکے ساتھ ان دونون معرفتون سے خوف کے

سوا اور کوئی صفت نہین پیدا ہوتی اسیواسطے تھا کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ نے فرمایا اَوَّلُ الْعِلْمِ مَعْرِفَۃُ الْجَبَّارِ وَاٰخِرُ الْعِلْمِ تَفْوِیْضُ الْاَمْرِ اِلَیْہِ یعنی اول علم یہ ہے کہ حق تعالےٰ کو جباری اور قہاری کے ساتھ آدمی پہچانے اور آخر علم یہ ہے کہ اپنے کام بندہ اوس اسپر چھوڑ دے اور جان لے کہ مین کوئی چیز نہین ہون اور میرے سبب سے کچھ نہین ہے اور یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ کوئی یہ جانے اور نہ ڈرے **انواع خوف کا بیان** اے عزیز جان تو کہ خطر پہچاننے سے خوف پیدا ہوتا ہے اور ہر شخص کو اور ہی خوف پیش آتا ہے کسی کو دوزخ کا خطر پیش آتا ہے اس سبب سے اسے خوف ہوتا ہے اور کسی کو راہ دوزخ مین سے کوئی چیز پیش آتی ہے مثلاً ڈرتا ہے کہ مبادا بے توبہ مرجائے یا ڈرتا ہے کہ توبہ کرکے پھر گناہ مین پڑجائے یا اسکے دلمین سختی اور غفلت پیدا ہوجائے یا عادت اسے پھر گناہ کیطرف لیجائے یا نعمت کے سبب سے اسکے دلمین غرور غالب ہوجائے یا قیامت کے دن لوگونکے مظلمون مین گرفتار ہوجائے یا اسکی فضیحتیان اور برائیان ظاہر ہوجائین اور وہ رسوا اور ذلیل ہو یا ڈرتا ہے کہ اسے کچھ خیال آئے کہ خدا اسے دیکھتا اور جانتا ہے اور وہ خیال ناپسندیدہ ہے ہر ایک کا فائدہ یہ ہے کہ جس امر سے ڈرتا ہے اس سے باز رہے مثلاً جب عادت سے ڈرتا ہے کہ پھر اسے گناہ کی طرف لے جائے گی تو اس عادت کو چھوڑ دے اور جب خیالات ناپسندیدہ پر حق تعالیٰ کے واقف ہونے سے ڈرتا ہے تو دل پاک رکھے اور باتون کو اسی پر قیاس کرلینا چاہیے اکثر بندے جو خائف ہوتے ہین انکے دلون پر خاتمہ اور عاقبت کا خوف غالب ہوتا ہے کہ شاید ایمان سلامت نہ لیجائین اس سے سابق کا خوف کامل تر ہے کہ ازل مین اسکی سعادت اور شقاوت کے باب مین کیا حکم کیا ہو اسواسطے کہ خاتمہ فرع سابق ہے اصل اس مسئلہ مین یہ ہے کہ ایک دن جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سر منبر فرمایا کہ حق تعالےٰ نے ایک کتاب لکھی ہے اسمین جنتی لوگون کے نام ہین اور داہنا ہاتھ پھیلادیا اور فرمایا کہ دوسری کتاب لکھی ہے اس مین دوزخیون کے نام و نشان نسب ہین اور بایان ہاتھ پھیلادیا اور فرمایا کہ اسمین نہ کچھ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے اہل سعادت شاید اہل شقاوت کے کام کرین حتےٰ کہ سب کہین کہ وہ شقیون مین ہے پھر حق تعالےٰ ایک ہی ساعت موت کے پہلے اسے راہ شقاوت سے پھیر کر راہ سعادت کیطرف لے آئے سعید وہی ہے جسکی سعادت کا حکم ازل مین ہوچکا ہے اور شقی وہی ہے جس کی شقاوت کا حکم ازل مین ہوچکا ہے تو خاتمے کا اعتبار ہے انجام بخیر درکار ہے اسیواسطے عارف لوگ ڈرتے ہین یہ خوف کامل تر ہے جیسا کہ حقتعالیٰ کی صفت جلال سے بندیکا اس خوف سے جو اپنے گناہ کے سبب سے ہو کامل تر ہے اسواسطے کہ جلال الٰہی سے ہرگز خوف جاتا ہی نہین اور آدمی جب گناہ ہی سے ڈریگا تو شاید توبہ کرکے مغرور ہوجائے اور کہنے لگے کہ اب تو مین نے گناہ سے ہاتھ کھینچا اب مین کیون ڈرون غرضکہ جناب محبوب خدا علیہ الصلوٰۃ والثنا اعلیٰ علیین مین رہین گے اور ابوجہل اسفل السافلین مین اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل پیدا ہونے کے قبل کوئی وسیلہ اور قصور نہ رکھتے تھے حقتعالےٰ نے جب پیدا کیا تو بے کسی سبب کے کہ حضرت کیطرف سے ہو حضرت کو معرفت اور عبادت کی راہ بتادی اور حق تعالےٰ نے یہ امر آپ کے واسطے لازم کردیا کیونکہ آپ کے داعیہ کو اسی امر مین صرف کیا یہ ممکن ہی نہ تھا کہ جو کچھ حق تعالےٰ نے آپکو دکھایا اور آپ پر کشف فرمایا اسے آپ اپنے اوپر پوشیدہ کرلیتے اور یہ بھی محال تھا کہ جسے آپ زہر قاتل سمجھے اس سے دور نہ رہتے اور ابوجہل پر حق تعالےٰ نے راہ بصیرت بند کردی اسے قدرت ہی نہ تھی کہ دیکھ سکتا اور جب دیکھا تو بے اسکے کہ خواہشون کی آفتین پہچانے خواہشون سے دست بردار نہ ہوسکا تو جناب محبوب خدا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا اور ابوجہل دونون ازل مین مجبور تھے جیسا حق تعالےٰ نے چاہا ویسا کیا ابوجہل کو بے سبب شقاوت کا حکم کرکے

دوزخ مین دوڑادیا اور جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات کو محض اپنے فضل وکرم سے سعادت کا حکم فرماکر زبردستی اعلیٰ علیین
مین پہونچادیا جو بے نیاز یہ کچھ خیال نہین کرتا جیسا خود چاہتا ہے ویسا حکم فرماتا ہے کسی کی کچھ پروا نہین رکھتا اس سے ڈرنا ضرور ہے اسی سبب سے
حضرت داؤد علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اے داؤد مجھسے ایسا ڈر جیسا شیر غران سے ڈرتا ہے اسواسطے کہ شیر ہلاک کر ڈالنے مین کچھ
باک نہین رکھتا یہ بیباکی تیری خطا کے سبب سے نہین بلکہ اسکے شیر ہونیکا غلبہ ہلاک کر ڈالنے مین بیباکی کا حکم کرتا ہے اور اگر شیر تجھسے دست بردار
ہوتا ہے تو کچھ شفقت اور قرابت تیرے ساتھ نہین رکھتا کہ اسکے سبب سے دست بردار ہوتا ہے بلکہ تجھے بے حقیقت سمجھکر دست بردار ہوتا ہے جس نے
خدا کی یہ صفتین جان لین ممکن نہین کہ وہ بیخوف رہے **سوء خاتمہ کا بیان** اے عزیز جان تو کہ بہت ڈر نیوالے تو خاتمہ سے ڈرے ہین اسواسطے
کہ آدمی کا دل ایک حال پر نہین رہتا اور موت کا وقت بہت کٹھن ہے اور یہ معلوم نہین ہو سکتا کہ مرتے دم دل کس حال پر ٹھہر جائے چنانچہ ایک
عارف نے کہا ہے کہ اگر کسی کو پچاس برس تک مین نے موحد جانا وہ اگر مجھ سے اسقدر غائب ہو کہ دیوار کی آڑ مین ہو جائے تو پھر اسکے موحد
رہنے پر مین گواہی نہ دونگا کیونکہ دلکا حال ہر آن بدلتا رہتا ہے مین نہین جانتا کہ کس حال سے بدل گیا اور ایک بزرگ کہتے ہین کہ اگر مجھ سے
پوچھین کہ گھر کے دروازے پر کسی کے باایمان مرنے کی گواہی دینا تجھے پسند ہے یا حجرے کے دروازے پر تو مین کہونگا کہ حجرے کے دروازے پر
اسواسطے کہ مین نہین جانتا کہ گھر کے دروازے تک ایمان رہے یا نہ رہے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالےٰ عنہ قسم کھاکر کہا کرتے کہ موت
کے وقت ایمان چھن جانے سے کوئی شخص بیخوف نہین حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ صدیق لوگ ہر دم برے خاتمے سے
ڈرتے ہین حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ انتقال کے وقت بیقرار ہو ہو کر روتے لوگون نے کہا روؤ نہین خدا کی بخشش تمھارے
گناہ سے بڑی ہے جواب دیا کہ اگر مین یہ جانون کہ موحد مرونگا تو کچھ باک نہین رکھتا گو کہ کئی پہاڑون کے برابر گناہ رکھتا ہون ایک بزرگ
نے وصیت کی اور جو کچھ مال رکھتے تھے وہ ایک شخص کے سپرد کر کے کہا کہ میرے باایمان مرنے کی فلانی علامت ہے اگر وہ علامت تم دیکھنا تو
اس مال سے شکر اور مغز بادام مول لیکر شہر کے لڑکون کو بانٹنا اور کہنا کہ یہ فلانے شخص کا عرس ہے جو دنیا سے باایمان گیا اگر وہ علامت
نہ دیکھنا تو لوگون سے کہدینا کہ مجھ پر نماز نہ پڑھین اور میرے ساتھ دغا نہ کھائین تاکہ مرنے کے بعد تو مین ریاکار نہ ہون حضرت سہل تستری
رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مرید کو یہ خوف ہے کہ گناہ مین پڑ جائے اور مرشد عارف کو یہ ڈر ہے کہ کفر مین گرے حضرت ابو یزید بسطامی
قدس سرہ نے کہا ہے کہ مین جب مسجد جانے لگتا ہون تو اپنی کمر مین ایک زنار دیکھتا ہون اسواسطے کہ مین ڈرتا ہون کہ جب تک مین مسجد
جاؤن جاؤن ایسا نہ ہو کہ مجھے کلیسا لیجائین ہر روز پانچ بار میری یہی حالت ہوتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریون سے فرمایا کہ تم
لوگ گناہ سے ڈرتے ہو اور ہم پیغمبر کفر سے ڈرتے ہین ایک پیغمبر علیہ السلام برسون ننگے بھوکے پریشان حال رہے پھر حق سبحانہ تعالےٰ کی
درگاہ مین روئے وحی آئی کہ مین تیرے مال کو کفر سے بچائے رکھتا ہون تو اس بات سے کیا خوش نہین ہے جو دنیا چاہتا ہے عرض کی بار خدایا
مین نے توبہ کی اور خوش ہوا اور اس سوال کی ندامت سے اپنے سر پر خاک ڈالی خاتمہ برا ہونے کی علامتون مین سے ایک نفاق ہے اسی
واسطے صحابہ رضی اللہ عنہم ہمیشہ نفاق سے ڈرتے تھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ اگر مین جان لون کہ مجھ مین نفاق نہین ہے
تو جو کچھ روے زمین پر ہے اس سب سے مین اس امر کو زیادہ دوست رکھتا ہون اور کہا ہے کہ ظاہر و باطن اور دل و زبان کا اختلاف بھی منجملہ نفاق ہے **فصل**

اے عزیز جان تو کہ سوء خاتمہ جس سے سب بزرگ ڈرتے ہین اس سے عبارت ہے کہ موت کے وقت بندے کا ایمان چھین لین اسکے بہت سے سبب ہین انکا علم پوشیدہ ہے لیکن اکثر دو سبب سے ایمان ہین خلل واقع ہوتا ہے ایک یہ کہ کوئی شخص کسی بدعت باطل کا اعتقاد کرکے تمام عمر اسمین بسر کرے اور خیال کرے کہ یہ عقیدہ بیجا ہے موت کیوقت شاید اسکی خطا اسپر حقتعالے کھولدے اسوجہ سے اور اعتقادات جو رکھتا تھا انمین بھی شک واقع ہوجائے اور ان عقائد کی مضبوطی جاتی رہے اور اسی شک ہین مرجائے بدعتی کو بھی یہ خطر لگا ہوا ہے اور اسے بھی جو متکلم ہو اور عقائد مین بحث اور دلیل کی راہ چلے گو کہ باورع اور پارسا ہو لیکن وہ بھولے لوگ جنکا ایمان ظاہر قرآن و حدیث کے موافق ہے وہ اس سے بیخوف ہین اسی سے جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے عَلَيْكُمْ بِدِينِ الْعَجَائِزِ وَاَكْثَرُ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْبُلْهُ اسیواسطے اگلے بزرگ علم کلام اور بحث کرکے حقیقت امور دریافت کرنے کو منع کرتے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ ہر ایک اسکی طاقت نہین رکھتا کسی نہ کسی بدعت مین گرفتار ہوجائیگا سوء خاتمہ کا دوسرا سبب اکثری یہ ہے کہ اصل ہین ایمان ضعیف ہو اور دنیا کی محبت غالب ہو حقتعالی کی محبت ضعیف ہو تو ایسا مرنے والا موت کے وقت جب دیکھتا ہے کہ خواہش کی سب چیزین اس سے چھینے لیتے ہین اور دنیا سے جبراً قہراً ایسی جگہ نکالے لیے جاتے ہین جہان جانا نہین منظور اس سبب سے ایک کراہت پیدا ہوتی ہے اور خدا کے ساتھ وہ ضعیف سی دوستی جو تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے مثلاً جیسے کوئی شخص اپنے فرزند کو کچھ دوست رکھتا ہے تو وہ شخص جس چیز کو معشوق رکھتا ہے اور فرزند سے زیادہ دوست رکھتا ہے اس چیز کو جب فرزند چھین لے تو وہ شخص فرزند کو دشمن ٹھہرالیتا ہے اور ذراسی دوستی جو فرزند کے ساتھ تھی وہ بھی جاتی رہتی ہے اسیواسطے شہادت کا بڑا درجہ ہے کہ اسوقت دنیا کو سامنے سے دور کردیتے ہین اور خدا کی محبت دل ہین غالب ہوتی ہے اور مرنے پر دل سے مستعد ہوتے ہین ایسے وقت موت کا آنا بہت غنیمت ہے اسواسطے کہ یہ حال بہت جلد جاتا رہتا ہے اور دل اس صفت پر نہین رہتا تو جس شخص کے دل ہین خدا کی محبت سب چیزونکی محبت سے زیادہ ہو تو اس بات سے حقتعالی نے اسے ضرور باز رکھا ہوگا کہ وہ اپنے تئین بالکل دنیا کے حوالے کردے ایسا شخص اس خطر سے بہت امین ہوتا ہے جب موت کا وقت آپہونچتا ہے اور وہ شخص جانتا ہے کہ دوست کے دیدار کا وقت آگیا تو موت سے کراہت نہین کرتا اور خدا کی محبت اسکے دلمین غالب ہوجاتی ہے اور دنیا کی دوستی زائل اور معدوم ہوجاتی ہے خاتمہ بخیر ہونے کی یہی علامت ہے پس جو شخص اس خطر سے بہت دور رہنا چاہے اسے چاہیے کہ بدعت سے بہت دور رہے اور جو کچھ قرآن و حدیث مین ہے اسکا ایمان لائے جو کچھ جانے اسے قبول کرے اور جو کچھ نہ جانے اسے مان لے اور سب کا ایمان لائے اور یہ کوشش کرتا رہے کہ حق تعالی کی محبت اسکے دل پر غالب ہوجائے اور دنیا کی محبت ضعیف ہوجائے اور دنیا کی محبت باینطور ضعیف ہوتی ہے کہ شرع کی حدین نگاہ رکھے تاکہ شرع اسپر دنیا کو تنگ کردے اور وہ دنیا سے متنفر ہوجائے اور اس سبب سے خدا کی دوستی قوی ہوتی ہے کہ آدمی ہمیشہ خدا ہی کا ذکر کرتا رہے اور ہمیشہ خدا کے دوستون کے ساتھ صحبت رکھے دنیا کے دوستون کے ساتھ صحبت نہ رکھے اگر دنیا کی دوستی غالب ہو تو ایمان محل خطر مین ہے جیسا قرآن شریف مین فرمایا ہے کہ اگر باپ بیٹا مال نعمت اور جو کچھ تمھارے پاس ہے اسے تم حق تعالے سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو آمادہ رہو کہ حکم خدا آجائے فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ کے یہی معنی ہین **خوف حاصل کرنے کی تدبیر کا بیان** اے عزیز جان تو کہ دین کے مقامات سے پہلا مقام یقین

---

[1] تم پر بڑھیون کا دین اختیار کرنا لازم ہے اور جنتی لوگ بھولے ہین ۱۲ [2] انتظار کرو یہان تک کہ خدا کا حکم آجائے ۱۲

اور معرفت ہے پھر معرفت سے خوف پیدا ہوتا ہے اور خوف سے زہد اور صبر اور توبہ اور زہد اور توبہ سے اخلاص اور مداومت ذکر اور فکر پیدا ہوتی ہے اور
اس سے انس محبت ہویدا ہوتی ہے محبت مقامات کی نہایت ہے اور تسلیم و رضا اور شوق تبع محبت ہے پس یقین اور معرفت کے بعد خوف کیمیائے سعادت ہے
اور جو صفتیں خوف کے بعد ہیں وہ بخوف کے راست نہیں آتیں اور خوف تین طرح سے پیدا ہوتا ہے ایک تو علم و معرفت سے اسواسطے کہ آدمی نے
جب اپنے تئیں اور خدا کو پہچان لیا تو خواہ مخواہ ڈریگا اسواسطے کہ جو شخص شیر کے چنگل میں پھنستا ہے اور شیر کو پہچانتا ہے اُسے شیر سے ڈرنے کیواسطے
کسی تدبیر کیحاجت نہیں بلکہ وہ شخص خود بخود ہمہ تن خوف ہوجاتا ہے اور جس شخص نے حقتعالے کو کمال جلال کمال قدرت کمال بے نیازی کے ساتھ پہچانا
اور اپنے تئیں نہایت بیچارگی اور عاجزی کے ساتھ جانا اُسنے درحقیقت اپنے تئیں شیر کے چنگل میں دیکھا بلکہ جس شخص نے فقط علم خدا کو پہچانا کہ جو کچھ قیامت
تک ہوگا اسکا وہ حکم کرچکا ہے بعضوں کو بے وسیلہ حکم سعادت اور بعضوں کو بخطا حکم شقاوت دیا ہے جیسا چاہا ویسا کیا ہے اور وہ حکم ہرگز بدل نہیں سکتا
وہ شخص خواہ نخواہ ڈریگا اسیواسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حضرت موسیٰ نے حضرت آدم علیہما السلام سے اعتراض
کیا اور حضرت آدمؑ نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے دلیل کی حضرت موسیٰ نے کہا کہ اے آدم حق تعالےٰ نے تمھیں بہشت میں اتارا اور تمھارے
ساتھ ایسا ایسا سلوک کیا تم کیون عاصی ہوگئے کہ اپنے تئیں اور ہم سب کو بلا میں مبتلا کیا حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ اے موسیٰ بھلا وہ
معصیت ازل میں میرے نام لکھی تھی یا نہیں جواب دیا ہان لکھی تھی حضرت آدمؑ نے فرمایا کہ بھلا میں حکم خدا کے خلاف کرسکتا تھا حضرت موسیٰؑ
نے کہا نہیں پس حضرت آدمؑ نے حضرت موسیٰؑ کے اعتراض کو اُٹھا دیا اور حضرت موسیٰؑ لاجواب ہوگئے اور جس معرفت سے خوف پیدا ہوتا
ہے اسکے بہت سے ابواب ہیں جو شخص بڑا عارف ہے وہ بہت خائف ہے حتی کہ احادیث میں آیا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت
جبرئیل علیہ السلام دونون روتے تھے انپر وحی آئی کہ میں نے تمھیں بخوف کیا ہے تم کیون روتے ہو عرض کی کہ بارخدایا ہم تیرے مکر سے بخوف نہیں
ہیں ارشاد ہوا یون ہی سمجھے رہو یہ انکا کمال معرفت تھا کہ اپنے جی میں کہا کہ بخوف رہنا نہ چاہیے اور خیال کیا کہ یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ تم بخوف نہو
شاید یہ آزمائش ہو اور اسمین کوئی بھید ہو کہ اس سے ہم بخبر ہون جنگ بدر کے دن پہلے مسلمانون کا لشکر ضعیف ہوگیا رسول مقبول صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے ڈر کر فرمایا کہ بارخدایا اگر یہ مسلمان ہلاک ہوجائینگے تو روئے زمین پر تیری بندگی کرنیوالا کوئی نہ رہیگا حضرت صدیق اکبر
رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی کہ یا رسولؐ اللہ خدا کو آپ کیا سوگند دلاتے ہیں وہ تو آپکی فتح کا وعدہ کرہی چکا ہے اپنا وعدہ ضرور سچا کرے گا
اسوقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا یہ مقام تھا کہ وعدۂ کرم پر انھیں اعتماد تھا اور جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا یہ مقام
تھا کہ آپکو خیر الماکرین کے مکر سے خوف تھا اور یہ مقام کاملتر ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاہا کہ خدا کے کامون کے
بھید اور تدبیر مملکت میں اسکی مصلحت اور اسکی مقدر کی ہوئی باتین کوئی بندہ نہیں جانتا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی اگر معرفت سے عاجز آئے تو
اہل خوف کے ساتھ صحبت رکھے تاکہ ان لوگون کا خوف اسمین سرایت کرے اور اہل غفلت سے دور رہے اس طریقے سے بھی
خوف پیدا ہوجاتا ہے اگرچہ تقلیدی ہو اور ایسا ہو جیسے سانپ سے اُس لڑکے کا خوف جسنے اپنے باپ کو سانپ سے بھاگتے دیکھا ہو تو وہ لڑکا
بھی سانپ سے ڈرتا اور بھاگتا ہے گو کہ سانپ کا موذی ہونا نہ جانتا ہو جاننے والے کے خوف سے یہ ڈر بہت ضعیف ہوتا ہے اسواسطے کہ
اگر لڑکا چند بار سپیرے کو دیکھے کہ سانپ پر ہاتھ ڈالتا ہے تو جس طرح تقلید سے ڈرتا ہے اسی طرح تقلید سے نڈر بھی ہوجائیگا اور سانپ پر ہاتھ

ڈالے گا اور جو شخص سانپ کا موذی پن جانتا ہے وہ اس تقلید سے بخوف ہے یعنی تقلید نہ کریگا تو عقلا کو بیفکرون اور غافلون کی صحبت سے حذر کرنا چاہیے خصوصًا اس غافل سے جو بصورت عالم ہو تیسرا طریقہ یہ ہے کہ آدمی جب اہل خوف کو نہ پائے کہ انکی صحبت اُٹھائے کیونکہ اس زمانے مین یہ لوگ کمتر ہین تو انکا حال سنے اور انکی کتابین پڑھے اسی سبب سے بعضے انبیا اولیا کے خوف کا حال ہم بیان کرتے ہین تاکہ جو شخص ذرا بھی عقل رکھتا ہو وہ جان لے کہ یہ حضرات تمام خلق سے زیادہ عاقل اور عارف اور متقی تھے یہ جب اس قدر ڈرے ہین تو اورون کو بطریق اولیٰ ڈرنا چاہیے **انبیا اور ملائکہ کی حکایتین** روایت ہے کہ جب ابلیس ملعون ہوا تو حضرت جبرئیل اور حضرت میکائیل علیہما السلام ہمیشہ رویا کرتے حق تعالےٰ نے انپر وحی کی کہ تم کیون روتے ہو عرض کی کہ بار خدایا تیرے غصے اور مکر سے ہم امین نہین ہین ارشاد ہوا کہ ایسا ہی چاہیے امین نہ رہنا حضرت ابن المنکدر رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ حق سبحانہٗ تعالےٰ نے جب دوزخ کو پیدا کیا تو تمام ملائکہ رویا کرتے تھے جب حق تعالےٰ نے آدمیون کو پیدا کیا تو چپ ہوے اسواسطے کہ جان گئے کہ دوزخ ہمارے واسطے نہین پیدا ہوئی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین کہ حضرت جبرئیل امین جب میرے پاس آئے تو خوف خدا سے لرزان اور سراپا ہراس آئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ میکائیل کو مین ہنستے نہین دیکھتا عرض کی کہ یا رسول اللہ حق تعالےٰ نے جب سے آتش دوزخ پیدا کی تب سے میکائیل نہین ہنسے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام جب نماز مین مشغول ہوتے تو ایک میل سے انکے دل کا جوش سنائی دیتا حضرت مجاہد رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس دن برابر سجدے مین پڑے رویا کیے حتی کہ انکے آنسوؤن سے گھاس اُگ آئی ندا آئی کہ اے داؤد کیون روتا ہے اگر تو بھوکا پیاسا ہو تو عرض کر تاکہ کھانا پانی کپڑا بھیجدون بس ایسا ایک نالۂ سوزان کیا کہ انکی سانس کی گرمی سے لکڑی مین آگ لگ گئی بس حق تعالےٰ نے انکی توبہ قبول فرمائی عرض کی بارِ خدایا میرا گناہ میری ہتھیلی پر نقش کر دے تاکہ مین بھولون نہین حق تعالےٰ نے ان کی عرض قبول فرمائی پھر جب وہ کھانے پانی کے واسطے ہاتھ بڑھاتے تو اُس نقش کو دیکھتے اور روتے کبھی اسقدر روتے کہ لوگ پانی کا کاسہ اُنھین دیتے وہ پُر نہ ہوتا انکے آنسوؤن سے پُر ہو جاتا روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام اسقدر روے کہ انکی طاقت زائل ہو گئی عرض کی کہ یا ارحم الراحمین میرے رونے پر تو رحم نہین فرماتا وحی آئی کہ داؤد تو رونا یاد کرتا ہے اور گناہ کو بھول گیا عرض کی کہ بار خدایا گناہ بھلا کیونکر بھولونگا گناہ کرنے کے پہلے جب مین زبور پڑھتا تھا تو بہتا ہوا پانی نہر مین ٹھہر رہتا چلتی ہوئی ہوا رک رہتی اڑتے ہوے جانور میرے سر پر جمع ہو جاتے وحشی جانور میرے محراب مین چلے آتے اب یہ کوئی بات نہین ہے بار خدایا یہ کیا وحشت ہے کیسی نفرت ہے ارشاد ہوا کہ اے داؤد وہ انس طاعت تھا یہ وحشت معصیت ہے اے داؤد آدم میرا بندہ تھا اسے مین نے اپنے دست لطف سے پیدا کیا اپنی روح سے اسمین روح پھونکی ملائکہ کو اسکے سجدے کا حکم کیا خلعت کرامت اسے پہنایا تاج وقار اسکے سر پر رکھا اسنے اپنی تنہائی کا گلہ کیا حوا کو مین نے پیدا کیا اور دونون کو بہشت مین رکھا اس نے ایک گناہ کیا مین نے ننگا اور ذلیل کر کے اسے اپنی درگاہ سے نکالدیا اے داؤد تو سن اور حق جان کہ تو ہماری طاعت کرتا تھا ہم تیری طاعت کرتے تھے جو کچھ تو نے سوال کیا وہ ہم نے تجھے دیا تو نے گناہ کیا ہم نے مہلت دی باانیہمہ اب بھی توبہ کر کے اگر تو ہماری طرف رجوع کرے گا تو

ہم قبول کرینگے یحییٰ ابن ابی کثیر رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حضرت داؤد علیہ السلام جب اپنے گناہ پر نوحہ کیا چاہتے تو سات دن تک کچھ نہ کھاتے اور اپنی بیبیون کے پاس نہ جاتے پھر صحرا مین تشریف لاتے اور حضرت سلیمان علیہ السلام سے فرماتے کہ منادی کرو وہ منادی کرتے کہ اے بندگان خدا جو داؤد کا نوحہ سنا چاہے وہ آئے بستیون سے آدمی آشیانون سے پرند بیابانون اور پہاڑون سے وحوش و درند وہان آتے حضرت داؤد پہلے حق تعالیٰ کی ثنا فرماتے تمام خلق آہ و فریاد کرتی پھر جنت اور دوزخ کا حال بیان کرتے پھر اپنے گناہ پر نوحہ کرتے حتی کہ بہتیری خلق خوف وہراس سے مرجاتی تب حضرت سلیمان انکے کان کے پاس آکر عرض کرتے کہ بابا جان بس کیجیے کہ بہت سی خلق ہلاک ہوگئی اور ندا کرتے کہ اپنے اپنے مردے اٹھالیجاؤ لوگ اُٹھالیجاتے حتّٰی کہ ایک دن چالیس ہزار خلق جو اس مجلس مین جمع تھی اسمین سے تیس ہزار مرگئے حضرت داؤد علیہ السلام کی دو لونڈیان تھین انکا یہی کام تھا کہ خوف کیوقت حضرت داؤد کو پکڑے رہتین اور بچائے رکھتین تا کہ انکے اعضا جو کانپتے تھے وہ اکھڑ نہ جائین حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام جب لڑکے تھے تو بیت المقدس مین عبادت کیا کرتے جب لڑکے انھین کھیلنے کیواسطے بلاتے تو فرماتے کہ بھئی خدا نے مجھے کھیلنے کے واسطے نہین پیدا کیا ہے جب پندرہ برس کا سن ہوا تو خلق سے نکلکر صحرا مین چلے گئے ایک دن انکے والد حضرت زکریا علیہ السلام انکے پیچھے پیچھے تشریف لیگئے دیکھا پانی مین پاؤن رکھے کھڑے ہین اور پیاس کے مارے قریب بہ ہلاکت ہین اور عرض کررہے ہین کہ اے رب العزت قسم ہے تیری عزت کی جبتک مجھے یہ نہ معلوم ہوئے گا کہ تیرے نزدیک میرا کیا مرتبہ اور مقام ہے تب تک مین پانی نہ پیون گا اور اسقدر روتے تھے کہ انکے رخسار پر گوشت نہ باقی رہا تھا دانت نکل آئے تھے نمدے کے دو ٹکڑے انکے رخسار پر رکھدیے تھے تا کہ خلق یہ صورت نہ دیکھے انبیا علیہم السلام کے احوال مین ایسی اور بہت حکایتین ہین **صحابہؓ اور اگلے بزرگونؒ کی حکایتین** اے عزیز جان تو کہ حضرت صدیق اکبرؓ باانہمہ صدق و بزرگی جب کسی پرند کو دیکھتے تو فرماتے کاش مین بھی تجھ سا ہوتا اور حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے کہ کاش مین کوئی درخت ہوتا ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتین کہ کاش میرا نام ونشان کچھ نہ ہوتا اور امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا کبھی یہ حال ہوتا کہ قرآن شریف کی کوئی آیت سنکر گر پڑتے اور بیہوش ہوجاتے اور چند روز تک لوگ ان کی عیادت کیواسطے آیا کرتے بہت رونے کے سبب سے انکے رخسار پر کالی دو لکیرین پڑگئی تھین فرمایا کرتے کہ کاش عمر ہرگز ماں کے پیٹ سے پیدا ہی نہوا ہوتا ایک دن کسی دروازے پر آپکا گزر ہوا ایک شخص قرآن شریف پڑھتا تھا اس آیت پر پہونچا اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ[1] آپ اونٹ پر سے اتر پڑے اور اپنے تئین ایک دیوار پر ڈالدیا بیطاقتی کی وجہ سے آپ کو لوگ گھر مین اٹھالے گئے مہینا بھر تک آپ بیمار رہے کسی نے آپکی اس بیماری کا کچھ سبب نہ جانا علی بن الحسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما جب وضو کرتے تو انکا چہرۂ مبارک زرد ہوجاتا لوگ عرض کرتے یہ کیا ہے فرماتے تم نہین جانتے ہو کہ مین کس کے سامنے کھڑا ہوا چاہتا ہون حضرت مسور ابن مخرمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ قرآن مجید سننے کی طاقت نہ رکھتے تھے ایک دن کسی مرد اجنبی نے لاعلمی مین یہ آیت پڑھی يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا[2] انھون نے کہا مین مجرمون مین سے ہون متقیون مین سے نہین ایک بار اور پڑھ اُس ناواقف نے پھر یہ آیت پڑھی بس انھون نے ایک چیخ ماری اور جان بحق تسلیم ہوئے حضرت حاتم اصم رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ بھائی اچھی جگہ کے سبب سے مغرور نہ ہو اسواسطے کہ بہشت سے بہتر کوئی

---

[1] تحقیق کہ عذاب تیرے پروردگار کا ضرور ہونے والا ہے ۱۲ [2] جس دن اکٹھا کرینگے پرہیزگارون کو رحمان کے پاس مہمانون کی طرح اور ہنکادین گے گنہگارون کو جہنم کی طرف پیاسا ۱۲

جگہ نہین دیکھی تو حضرت آدمؑ نے وہان کیا دیکھا اور کثرت عبادت کے سبب سے غرہ نہ کر کیونکہ تو جانتا ہے کہ ابلیس نے کئی ہزار برس عبادت کی اور بہت علم کے سبب سے گھمنڈ نہ کر اسلیئے کہ بلعم باعور اس مرتبہ کو پہونچا تھا کہ حق تعالٰے کا اسم اعظم جان لیا اور اس کی مذمت مین یہ آیت نازل ہوئی فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ اور نیک لوگون کی زیارت کے سبب سے تکبر نہ کر اسواسطے کہ جناب سید الاولین والآخرین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کے عزیزون کو آپ کی صحبت و زیارت بہت نصیب ہوئی اور ایمان نہ لائے حضرت عطا سلمی خائفون مین سے تھے چالیس برس کامل نہ ہنسے نہ آسمان کیطرف دیکھا ایکبار آسمان کیطرف دیکھا تو خوف کے مارے گر پڑے رات بھر مین کئی بار اپنے تئین ہاتھ سے ٹٹول لیا کرتے کہ مسخ تو نہین ہوگیا ہون جب قحط یا کوئی بلا خلق پر آتی تو کہتے کہ یہ سب میری ہی شومی سے ہے اگر مین مرجاؤن تو خلق اس بلا سے نجات پائے حضرت سری سقطی قدس سرہٗ کہتے تھے کہ مین ہر روز اپنی ناک پر نظر کر کے اپنے جی مین کہتا ہون کہ شاید میرا منہ کالا ہوگیا ہے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالٰے نے کہا ہے کہ مین نے دعا مانگی کہ خوف کا ایک دروازہ مجھپر کھلے دعا قبول ہوگئی مین ڈرا کہ میری عقل جاتی رہیگی پھر مین نے عرض کی کہ بار خدایا میری طاقت کی قدر اپنا خوف مجھے عنایت کر بس میرا دل ٹھہر گیا ایک عابد کو لوگون نے دیکھا کہ رو رہا ہے پوچھا کیون روتا ہے کہا اُس گھڑی کے خوف سے جب قیامت کے دن منادی ندا کرینگے کہ خلق کو انکے اعمال کا بدلا دیا جائیگا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالٰے سے ایک شخص نے پوچھا آپ کا کیا حال ہے کہا اسکا کیا حال ہوتا ہے جو دریا مین ہو اور کشتی ٹوٹ جائے اور ہر شخص ایک ایک تختے پر رہ جائے اس شخص نے کہا سخت کٹھن ہوگا کہا میرا بھی ویسا ہی حال ہے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالٰی نے یہ بھی کہا ہے کہ حدیث مین ہے کہ ایک شخص کو ہزار برس کے بعد دوزخ سے نکالینگے یہ کہکر کہا کہ کاش وہ مین ہی ہون یہ اسواسطے کہا کہ خاتمہ بخیر ہونے کے ڈر سے ہمیشہ دوزخ مین رہنے سے ڈرتے تھے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالٰی کی ایک کنیزک تھی ایک دن سوکر اٹھی اور عرض کرنے لگی کہ یا امیر المومنین مین نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے کہا جلدی بیان کر کہنے لگی کہ مین نے دوزخ کو دیکھا کہ سلگائی گئی اور پل صراط اس پر رکھا گیا اور خلفا کو فرشتے لائے پہلے خلیفہ عبد الملک بن مروان کو دیکھا کہ فرشتے لائے اور حکم کیا کہ اس پل پر چل تھوڑا سا چلا تھا کہ دوزخ مین گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ پھر اسکے بیٹے ولید ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اسیطرح دوزخ مین گر پڑا کہا جلدی کہہ پھر کیا دیکھا کہنے لگی کہ پھر سلیمان ابن عبد الملک کو لائے وہ بھی اسی طرح دوزخ مین گر گیا کہا جلدی بیان کر پھر کیا ہوا کہنے لگی کہ یا امیر المؤمنین پھر آپ کو لائے اس کنیزک نے اتنا کہا تھا کہ خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالٰے نے ایک نعرہ مارا اور بیہوش ہوکر گر پڑے کنیزک چیختی تھی کہ قسم خدا کی مین نے دیکھا کہ آپ سلامت گزر گئے اور بہت غل مچاتی تھی اور وہ پڑے لوٹتے تھے اور ہاتھ پاؤن دے دے مارتے تھے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالٰے سالہا سال نہین ہنسے لوگون نے ہمیشہ انھین اس کیفیت پر دیکھا جس کیفیت مین وہ قیدی ہوتا ہے جسے گردن مارنے کیواسطے مقتل مین لائے ہون لوگ کہتے کہ با این عبادت و ریاضت آپ اسقدر کیون روتے ہین وہ جواب دیتے کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ حقتعالٰی نے کوئی فعل مجھ سے ایسا دیکھا ہو کہ مجھے دشمن ٹھہرا لیا ہو اور فرمائے کہ جو تیرا جی چاہے وہ کر کہ مین تجھ پر رحمت ہی نہ کرونگا اور مین بے فائدہ اپنی جان گنواتا ہون اور ایسی بہت حکایتین ہین اے عزیز اب غور کر کہ یہ بزرگ لوگ کیسا ڈرتے تھے اور تو بیخوف ہے انکا خوف اور تیری بیخوفی یا اسوجہ سے

لہ پس مثل اسکی کتے کی سی مثل ہے اگر لادے تو اسے تو ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو اسکو تو ہانپے ۱۲

ہے کہ انکے گناہ بہت تھے اور تیرے گناہ نہین ہین یا اس سبب سے ہے کہ انھین معرفت بہت تھی اور تجھے نہین ہے سچ تو یہ ہے کہ باوجود کثرت گناہ تو حماقت اور غفلت کی وجہ سے بیخوف ہے اور باوصف کثرت طاعت وہ لوگ بصیرت اور معرفت کے سبب سے خائف اور ہراسان تھے **فصل** شاید کوئی کہے کہ خوف و رجا دونون کی فضیلت مین بہت بہت سی حدیثین وارد ہین ان دونو مین کون افضل ہے کہ اسیکا طالب رہنا چاہیے اے عزیز جان تو کہ خوف و رجا دو دوائین ہین دوا کے حق مین فضیلت نہین کہتے بلکہ منفعت کہتے ہین اسواسطے کہ خوف و رجا صفات نقص سے ہے جیسا ہم نے بیان کیا اور آدمی کا کمال یہ ہے کہ خدا کی محبت مین ڈوبا رہے اور خدا کی یاد نے اُسے بالکل گھیر لیا ہوا پنے آغاز و انجام کا کچھ خیال نہ کرے بلکہ وقت کو دیکھتا رہے اور وقت کو بھی نہ دیکھے بلکہ خداوند وقت کو دیکھتا رہے جب خوف و رجا کیطرف التفات کریگا تو یہ التفات حجاب ہو جائیگا لیکن یہ استغراق کی حالت نادر ہوتی ہے تو جس شخص کا وقت موت نزدیک ہو اُسے رجا غالب رکھنا چاہیے کیونکہ رجا محبت کو زیادہ کرتی ہے اور جو شخص اس جہان سے جائے چاہیے کہ خدا کی محبت کے ساتھ ہو تا کہ خدا کی ملاقات اُس شخص کی سعادت ہو جائے اسواسطے کہ محبوب ہی کی ملاقات مین مزہ ہوتا ہے مگر اور اوقات مین اگر آدمی اہل غفلت ہو تو اسپر خوف غالب ہونا چاہیے اسواسطے کہ جو غافل ہے اسکے حق مین غلبۂ رجا زہر قاتل ہے اور اگر اہل تقویٰ ہے اور اسکا حال مہذب ہے تو خوف و رجا معتدل و برابر رہنا چاہیے اگر آدمی عبادت اور طاعت مین ہے تو رجا غالب ہونا چاہیے اسواسطے کہ مناجات مین محبت ہی سے دل صاف ہوتا ہے اور محبت رجا کے سبب سے حاصل ہوتی ہے اور گناہ کے وقت خوف غالب ہونا چاہیے اور آدمی اگر اہل عادت سے ہو تو مباح کامون کے وقت بھی خوف غالب ہونا چاہیے ورنہ گناہ مین مبتلا ہو جائیگا تو خوف و رجا ایسی دوا ہے کہ اسکی منفعت احوال اور اشخاص کے ساتھ بدلتی رہتی ہے اس سوال کا جواب مطلق نہ ہو سکیگا واللہ اعلم

چوتھی اصل فقر اور زہد کے بیان مین

اے برادر اس بات کو یاد رکھ کہ ان چار اصلون پر راہ دین کا مدار ہے جو عنوان مسلمانی مین ہم بیان کر چکے ہین ایک تیرا نفس دوسرے حق تعالےٰ تیسرے دنیا چوتھے آخرت ان چار مین سے دو قابل ترک ہین دو لائق طلب یعنے اپنے نفس سے حق تعالیٰ کے واسطے دست بردار ہونا چاہیے اور دنیا کو آخرت کے واسطے ترک کرنا چاہیے تو تجھے اپنی خودی سے منھ پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور دنیا کو لات مار کر آخرت کی طرف دوڑنا چاہیے اور خوف صبر توبہ اسکے مقدمات ہین اور محبت دنیا مہلکات سے ہے چنانچہ ہم اسکا علاج بیان کر چکے ہین اور دنیا کی دشمنی اور اس سے قطع تعلق کرنا منجیات سے ہے اب ہم اسکی تفصیل بیان کرینگے فقر و زہد اسی سے عبارت ہے تو پہلے فقر و زہد کی حقیقت اور فضیلت پہچاننا چاہیے **فقر و زہد کی حقیقت** اے عزیز جان تو کہ فقیر وہ شخص ہے جو اپنی حاجت کی چیز نہ رکھتا ہو نہ اس پر قادر ہو اور آدمی کو پہلے تو اپنی ہستی کی حاجت ہے پھر اپنے بقا کی پھر مال و غذا کی اور بہت چیزون کی حاجت ہے اور ان مین سے کوئی چیز اسکے اختیار مین نہین اور وہ اُن سب کا حاجتمند ہے اور غنی وہ ہے جو اپنے غیر سے بے نیاز ہو وہ جناب صمدیت جلشانہٗ کے سوا کوئی نہین اور جو کچھ جن و انس اور ملائکہ اور شیاطین موجود ہین ان سب کی ہستی اور بقا انکے سبب سے نہین پس حقیقت مین سب فقیر ہین اسیواسطے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ یعنی خدا ہی بے نیاز ہے اور تم سب محتاج ہو حضرت علیسیٰ علیہ السلام نے فقیر کے یہی معنی بیان کیے ہین اور فرمایا ہے کہ اَصْبَحْتُ مُرْتَهِنًا بِعَمَلِي وَالْاَمْرُ بِيَدِ غَيْرِي فَلَا فَقِيْرًا اَفْقَرُ مِنِّي یعنی مین اپنے کردار مین گرو ہون اور میرے کردار کی کنجی دوسرے

کے ہاتھ مین ہے تو مجھ سے زیادہ محتاج کون ہے بلکہ حق تعالیٰ نے بھی یہی معنی بیان فرمائے اور ارشاد کیا وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ إِن يَشَأْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِن بَعْدِكُم مَّا يَشَاءُ یعنی خدا ایسا غنی ہے کہ اگر چاہے تو سب کو ہلاک کر کے اور ہی مخلوق پیدا کر دے تو تمام خلق فقیر ہے لیکن اہل تصوف کے محاورے مین فقیر اسکو کہتے ہین کہ جو اپنے تئین اس محتاجی کی صفت پر دیکھے اور یہ حالت اسپر غالب رہے کہ وہ جانتا ہو کہ مین کچھ نہین رکھتا اور دونون جہان مین کوئی چیز میرے اختیار مین نہین نہ اصل آفرینش مین نہ دوام آفرینش مین اور احمق لوگ یہ جو کہتے ہین کہ آدمی فقیر اسوقت ہوتا ہے کہ کچھ عبادت نہ کرے اسواسطے کہ جب عبادت کریگا اور اسکا ثواب اپنے واسطے جمع رکھیگا تو اسوقت اسکے واسطے ایک چیز ہو جائیگی فقیر نہ رہیگا یہ کہنا ملحد پن اور زندیق پن کا تخم ہے کہ شیطان نے ان لوگون کے دلون مین بو دیا ہے اور جو احمق زیرکی کا دعویٰ کرتے ہین انھین اسی طرح شیطان راہ سے بہکا دیتا ہے کیونکہ نیک لفظ مین بُرے معنی پہنا دیتا ہے تاکہ احمق اسکے سبب سے دھوکا کھائین کہ یہی معنی سمجھنا زیرکی ہے یہ کہنا ایسا ہے جیسا کوئی کہے کہ جو خدا رکھتا ہے وہ سب کچھ رکھتا ہے چاہیے کہ خدا سے بیزار ہو تاکہ فقیر ہو جائے بلکہ فقیر وہی ہے جو طاعت کرتا رہے جیسا حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ طاعت بھی میری ملک نہین اور میرے اختیار مین نہین مین مرہون طاعت ہون غرضکہ جسے صوفی لوگ فقیر کہتے ہین نہ اسکا بیان یہان مقصود ہے نہ سب چیزون مین آدمی کے فقر کو بیان کرنیکا ارادہ ہے بلکہ مال کی رو سے جو فقیر ہوتا ہے اُسے ہم بیان کرینگے اور لاکھ حاجتین جو آدمی کو رہا کرتی ہین اور وہ سب فقیر ہین انمین سے ایک مال بھی ہے پس اے عزیز جان تو کہ مال یا اس سبب سے نہین ہوتا کہ آدمی اس سے قصداً دست بردار ہو جائے یا مال ہاتھ ہی نہ آئے جو قصداً دست بردار ہو جائے اسے زاہد کہتے ہین اور جسکے ہاتھ مال نہ آئے اُسے فقیر کہتے ہین اور فقیر کی تین حالتین ہین ایک یہ کہ مال نہین رکھتا مگر جہانتک ہو سکتا ہے تلاش کرتا ہے اُسے فقیر حریص کہتے ہین دوسرا درجہ یہ ہے کہ تلاش نہ کرے اور اگر اسے دین تو نہ لے اور مال سے کارہ رہے اسے زاہد کہتے ہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ نہ تلاش مین کد کرے نہ آتے ہوے مال کو رد کرے اگر دین تو لیلے نہ دین تو بھی خوش رہے اسے فقیر قانع کہتے ہین ہم پہلے فقر کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر زہد کی اسواسطے کہ اگرچہ آدمی مال کا حریص ہو مگر مال نہ ہونے مین بھی فضیلت ہے

محتاجی کی فضیلت اے عزیز جان تو کہ حقتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ محتاجی کو ہجرت پر مقدم رکھا اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو درویش کثیر العیال ورپارسا ہو اسے حقتعالیٰ دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ اے بلالؓ تو یہ کوشش کر کہ جب اس جہان سے جا تو درویش ہو تونگر نہین اور فرمایا ہے کہ میری امت کے محتاج لوگ تونگرون سے پانسو برس پہلے جنت مین جائینگے اور ایک روایت مین ہے کہ امیرون سے چالیس برس پہلے فقیر جنت مین جائینگے اس فقیر سے فقیر حریص مقصود ہوگا اور اس فقیر سے وہ فقیر جو فقیری مین خوش اور راضی ہو اور فرمایا ہے کہ میری امت مین فقیر لوگ سب سے بہتر ہین اور ضعیف لوگ سب سے پہلے بہشت مین پھرنے لگین گے اور فرمایا ہے کہ میرے دو پیشے ہین جو ان دونون پیشون کو دوست رکھیگا اسنے مجھے دوست رکھا ایک درویشی دوسرا جہاد اور ایک روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جناب محبوب خدا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا سے کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حق تعالےٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم یہ چاہتے ہو کہ روئے زمین کے پہاڑون کو سونے کا کر دون تاکہ جہان تم چاہو وہان حاضر ہون فرمایا کہ اے جبرئیلؑ مین یہ نہین چاہتا اسواسطے کہ دنیا بے گھرونکا گھر ہے اور مال مفلسونکا مال ہے دنیا مین مال جمع کرنا بے عقلون کا کام ہے حضرت جبرئیلؑ نے کہا اے محمد يُثَبِّتُ اللهُ بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ[1] حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سوتے آدمی

[1] ثابت رکھے تمھین اللہ قول ثابت پر ۱۲

کی طرف گذرے اور کہا اٹھ خدا کو یاد کر انے عرض کی کہ اے عیسیٰ آپ مجھسے کیا چاہتے ہین مین نے تو دنیا کو دنیا دارون کیواسطے چھوڑ دیا فرمایا پھر سو لے دوست اور خوب سو حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک شخص کیطرف گذرے وہ سر کے نیچے اینٹ رکھے خاک پر سو رہا تھا اور ایک کملی کے سوا اور کچھ اسکے پاس نہ تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ بار خدایا تیرا یہ بندہ ضائع ہے کہ کچھ بھی نہین رکھتا وحی آئی کہ اے موسیٰ تم نہین جانتے کہ مین جس کی طرف خوب متوجہ ہوتا ہون اُسے دنیا سے باز رکھتا ہون حضرت ابو رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس ایک مہمان آیا اسوقت آپ کے پاس کچھ نہ تھا مجھ سے فرمایا کہ فلانے یہودی کے پاس جاکر کہہ کہ تھوڑا سا آٹا مجھے قرض دے مین نے جاکر اس یہودی سے کہا اُس نے قسم کھاکر جواب دیا کہ مین کچھ نہ دونگا مین نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آکر عرض کر دیا آپ نے فرمایا کہ قسم خدا کی مین آسمان مین امین ہون اور زمین مین امین ہون وہ یہودی اگر قرض دیتا تو مین ادا کر دیتا اب میری یہ زرہ لیجا کر گرو کر لا مین گرو کر لایا تب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشدلی کے واسطے یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ إِلَىٰ مَا مَتَّعْنَا بِهِ أَزْوَاجًا مِّنْهُمْ زَهْرَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لِنَفْتِنَهُمْ فِيهِ وَرِزْقُ رَبِّكَ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ نہ چاہیے کہ دنیا اور دنیا دارون کو تم کنکھیون سے دیکھو کہ یہ سب ان کے واسطے فتنہ ہے اور جو چیز تمھارے واسطے خدا کے پاس رکھی ہے وہ بہتر اور دیرپا ہے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ جب تجھپر درویشی آئے تو کہہ مرحبا اے شعار صالحین جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا کہ بہشت مجھے دکھائی گئی اہل بہشت اکثر درویش تھے اور دوزخ مجھے دکھائی گئی اہل دوزخ اکثر تونگر تھے اور فرمایا کہ مین نے بہشت مین عورتون کو بہت کم دیکھ کر پوچھا کہان ہین بولے شَغَلَهُنَّ الْأَحْمَرَانِ الذَّهَبُ وَالزَّعْفَرَانُ یعنی زیور اور رنگین کپڑے انھین قید کیے ہوے ہین روایت ہے کہ دریا کے کنارے ایک پیغمبر علیہ السلام کا گذر ہوا دیکھا کہ ایک ماہی گیر نے خدا کا نام لیکر جال پھینکا ایک مچھلی بھی نہ پھنسی دوسرے ماہی گیر نے شیطان کا نام لیکر جال ڈالا بہت سی مچھلیان پھنسین اُن پیغمبر نے عرض کی کہ بار خدایا یہ سب تیرے ہی حکم سے ہے مگر اس مین کیا حکمت ہے حق تعالے نے فرشتون کو حکم کیا کہ دونون ماہی گیرون کی جگہ بہشت اور دوزخ مین اس پیغمبر کو دکھا دو جب جگہ دیکھی تو عرض کی کہ بار خدایا مین راضی ہوا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیغمبرون مین جو تونگری کے سبب سے سب کے بعد جنت مین جائینگے وہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام ہین اور میرے اصحاب مین جو تونگری کے سبب سے سب کے بعد بہشت مین جائے گا وہ عبد الرحمن بن عوف ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ہے کہ تونگر بہت دشواری سے جنت مین جائیگا اور حضرت سرور انبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ حق سبحانہ تعالے جب بندے کو دوست رکھتا ہے تو اسے مبتلائے آفات کرتا ہے اور اگر بڑی محبت کاملہ کرتا ہے تو اقتنا کرتا ہے صحابہؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اقتنا کیا چیز ہے فرمایا کہ اقتنا یہ ہے کہ اُس بندے کا مال باقی رکھے نہ اہل وعیال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یا اللہ خلق مین کون لوگ تیرے دوست ہین کہ مین بھی اُنھین دوست رکھون ارشاد ہوا کہ جہان پورا فقیر ہے جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ جب قیامت کے دن درویش کو لائینگے تو جسطرح آدمی ایک دوسرے سے عذر خواہی کرینگے اسی طرح حق تعالے اس درویش سے عذر بیان فرمائیگا اور ارشاد کریگا کہ اے میرے بندے دنیا کو جو مین نے تجھسے باز رکھا یہ امر تیری ذلت وخواری کیوجہ سے نہ تھا اس سبب سے تھا کہ تو خلعت اور بزرگیان میری سرکار سے پائے خلائق کی ان صفون مین جا

اور جس نے تجھے میرے واسطے کسی دن کھانا یا کپڑا دیا ہے اسکا ہاتھ پکڑکر مین نے اُسے تیرے سپرد کیا اس دن خلق پسینے مین غرق ہوگی وہ صفون مین گھس جائیگا اور جسنے اسکے ساتھ دنیا مین نیکی کی ہوگی اسکا ہاتھ پکڑ کر نکال لائیگا اور فرمایا ہے کہ تم فقیرون کے ساتھ دوستی رکھو اور انکے ساتھ احسان کرو اسواسطے کہ راہ مین انکے واسطے دولت مہیا ہے صحابہؓ نے عرض کی کہ یارسول اللہ وہ دولت کیا ہے فرمایا کہ وہ دولت یہ ہے کہ قیامت کے دن فقیرون سے حکم ہوگا کہ جسنے تمھین ٹکڑا روٹی یا گھونٹ بھر پانی یا کپڑے کا ٹکڑا دیا ہو اسکا ہاتھ پکڑ کر بہشت مین لے جاؤ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ روایت کرتے ہین کہ جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خلق جب دنیا جمع کرنے اور عمارت بنانے مین متوجہ ہوگی اور فقیرون کو دشمن جانے گی تب حق سبحانہ تعالے اسے چار بلاؤن مین مبتلا کریگا قحط زمان مین جور سلطان مین قاضیون کی خیانت مین کافرون اور دشمنون کی شوکت و قوت مین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما کہتے ہین کہ وہ شخص ملعون ہے جو محتاجی کے سبب سے کسی کو خوار و ذلیل جانے اور تونگری کیوجہ سے کسی کو معزز و ممتاز سمجھے بزرگون نے کہا ہے کہ تونگر لوگ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے کی مجلس سے زیادہ کہین خوار و ذلیل نہ ہوتے کیونکہ انھین آگے نہ آنے دیتے پچھلی ہی صف مین بیٹھے رہتے اور محتاج کو اپنے قریب بٹھالتے لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا کہ بیٹا یہ یاد رکھنا کہ جو کوئی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہو اسے حقیر نہ جاننا اس واسطے کہ تیرا اور اسکا ایک ہی خدا ہے حضرت یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ آدمی بیچارہ اگر دوزخ سے ایسا ڈرتا جیسا محتاجی سے ڈرتا ہے تو دونون سے بیخوف ہوتا اور اگر بہشت کو اسطرح ڈھونڈھتا جیسا دنیا کو ڈھونڈھتا ہے تو دونون ملتین اور اگر دلمین خدا سے ایسا ڈرتا جیسا ظاہر مین خلق سے ڈرتا ہے تو دونون جہان مین نیکبخت ہوتا حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالے علیہ کے پاس ایک شخص دس ہزار درم لایا آپ نے نہ لیے اسنے بہت منت خوشامد کی کہا اے شخص تو یہ چاہتا ہے کہ اسقدر مال لیکر مین اپنا نام فقیرون کی فہرست سے نکلوا ڈالون مین ہرگز یہ نہ کرونگا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا سے فرمایا اگر تم چاہتی ہو کہ قیامت مین میرے ساتھ رہو تو فقیرانہ زندگی بسر کرو اور امیرون کے ساتھ مل بیٹھنے سے دور رہو اور جبتک پیوند نہ لگالو تب تک کوئی کپڑا نہ اتارو **درویش قانع کی فضیلت** رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص نیکبخت ہے جسے حق تعالے نے اسلام کی ہدایت فرمائی اور بقدر کفایت مال عنایت کیا اور اسنے اسپر قناعت کی اور فرمایا ہے کہ فقیرو تہ دل سے محتاجی پر راضی رہو تاکہ فقر کا ثواب پاؤ ورنہ ثواب نہ پاؤ گے یہ اسطرف اشارہ ہے کہ فقیر حریص کو ثواب نہ ملیگا مگر اور حدیثون مین صراحۃً وارد ہوا ہے کہ فقیر حریص کو بھی ثواب ملیگا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر چیز کی ایک کنجی ہے فقراء صابر کی محبت کلید جنت ہے اسواسطے کہ قیامت کے دن یہ لوگ خدا کے ہمنشین ہونگے اور فرمایا ہے کہ سب بندون سے زیادہ وہ فقیر خدا کا دوست ہے جو اسیقدر پر قانع ہو جسقدر اپنے پاس رکھتا ہے اور حقتعالے جو روزی اُسے عنایت فرماتا ہے اسمین خدا سے وہ خوش اور راضی رہے اور فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کوئی امیر و فقیر ایسا نہ ہوگا جو یہ آرزو نہ کرتا ہو کہ دنیا مین قوت کی قدر سے زیادہ ہم نہ پاتے حق تعالے نے حضرت اسمٰعیل علی نبینا و علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے اسمٰعیل مجھے شکستہ دلون کے پاس ڈھونڈھ عرض کیا کہ بار خدایا وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ فقراء صادق جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن

فقیر حریص کو بھی فقیری کا ثواب ملیگا

حق تعالیٰ فرمائیگا کہ میرے خاص مقبول بندے کہاں ہین فرشتے عرض کرینگے کہ بار خدایا وہ کون لوگ ہین ارشاد ہوگا کہ وہ مسلمان فقیر جو میری عطا پر راضی تھے سبکو بہشت مین لیجاؤ وہ سب بہشت مین چلے جائینگے اور ہنوز تمام خلق حساب مین ہوگی حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ جو شخص دنیا زیادہ ہونے پر خوش ہوا اور عمر جو ہمیشہ کم ہوتی جاتی ہے اسکے سبب سے اندوہگین نہ ہو اسکی عقل مین نقصان ہے سبحان اللہ اس بات مین کیا بھلائی ہوگی کہ دنیا تو زیادہ ہوا اور عمر کم ہوتی جاتی ہے حضرت عامر بن عبد قیس کی طرف ایک شخص گذرا وہ روٹی ساگ کھاتے تھے کہنے لگا اے عامر دنیا مین تم نے اسیقدر پر قناعت کی جواب دیا کہ مین ایسے آدمیون کو جانتا ہون جنھون نے اس سے بھی بدتر اور کمتر پر قناعت کی ہے اس شخص نے پوچھا اے عامر وہ کون لوگ ہین کہا جو دنیا کو آخرت کے بدلے لیتا ہے اسنے اس سے بدتر اور کمتر پر قناعت کی ہوگی حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن لوگون سے بیٹھے باتین کرتے تھے انکی اہلیہ آئین اور کہا تم یہان بیٹھے ہو قسم خدا کی گھر مین کچھ نہین انھون نے کہا اے عورت ایک بڑی سخت گھاٹی مجھے درپیش ہے اس سے کوئی نہ پار ہوگا مگر وہی جو سبکبار ہوگا وہ نیکبخت خوش ہوکر چلی گئی **فصل** اے عزیز جان تو کہ اس بات مین علما کا اختلاف ہے کہ درویش صابر بہتر ہے یا تونگر شاکر مگر صحیح یہ ہے کہ درویش صابر بہتر ہے یہ حدیثین جو ہم نے بیان کین یہ سب اسی بات کی دلیل ہین لیکن اگر تو اسکا بھید جاننا چاہے تو حقیقت حال یہ ہے کہ جو چیز بندے کو خدا کی یاد اور محبت سے باز رکھے وہ بد ہے کوئی تو ایسا ہوتا ہے کہ درویشی اسے باز رکھتی ہے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ اسے تونگری باز رکھتی ہے تفصیل اسکی یہ ہے کہ بقدر کفایت کا ہونا نہ ہونے سے بہتر ہے کہ اسقدر دنیا سے نہین زاد راہ آخرت ہے اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے کہ اے پروردگار آل محمد کو بقدر کفایت قوت دیا کر اور جو بقدر کفایت سے زیادہ ہے اس کا نہ ہونا ہونے سے اولیٰ ہے یہ بات جب ہے کہ حرص وقناعت مین دونون کا حال یکسان ہو اسواسطے کہ فقیر حریص اور امیر حریص دونون مال مین لٹک رہے ہین اور انکے دل مال مین اٹک رہے ہین مگر فقیر کی صفات بشریت ٹوٹ جاتی ہین اور جو رنج وہ دیکھتا ہے دنیا سے متنفر ہوتا جاتا ہے اور مسلمان کو جسقدر دنیا کی دوستی کم ہوتی ہے اسیقدر خدا کی محبت بڑھتی ہے جب دنیا اسکا قیدخانہ ہے تو گو کہ وہ اس بات سے کارہ ہے مگر مرتے دم اسکا دل دنیا کیطرف بہت کم التفات کریگا اور امیر دنیا سے برخورداری حاصل کرکے اس سے انس ومحبت پیدا کرلیتا ہے تو مرتے دم دنیا کا چھوٹنا اسپر بہت دشوار ہوتا ہے تو ان دونون دلون مین بڑا فرق ہوتا ہے بلکہ عبادت اور مناجات مین بھی ایسا ہی فرق ہے اسواسطے کہ مناجات اور عبادت مین فقیر جو لذت پاتا ہے امیر ہرگز نہین پاتا امیر کا ذکر فقط زبان کی نوک اور ظاہر دل سے ہوتا ہے اور جبتک دل زخمی اور کوفتہ نہ ہو اور آتش رنج واندوہ سے سوختہ نہ ہو تب تک لذت ذکر اسکے اندر در نہین آتی اسی طرح اگر قناعت مین فقیر امیر دونون برابر ہین تو بھی فقیر امیر سے افضل ہے لیکن اگر فقیر حریص ہو اور امیر شاکر اور قانع ہو کہ اگر وہ مال اس سے چھوٹ جائے تو وہ چندان ملول نہین ہوتا اور اسکے شکر مین قائم رہتا ہے اور اس کا دل شکر وقناعت کے سبب سے طہارت پاتا ہے اور دنیا کی راحت ومحبت مین آلودہ نہین ہوتا اور فقیر حریص کا دل حرص مین آلودہ رہتا ہے مگر صدمہ اور رنج واندوہ کے باعث سے طہارت پاتا ہے یہ دونون آپس مین قریب قریب ہین اور حقیقت مین خدا سے ہر ایک کی دوری اور نزدیکی دنیا سے نفرت اور محبت کی قدر ہوتی ہے لیکن اگر امیر ایسا ہو کہ اسکے نزدیک مال کا ہونا نہ ہونا دونون یکسان ہون اور مال سے فارغ البال رہے جو کچھ رکھتا ہے حاجت خلق کیواسطے رکھتا ہے جیسا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حال تھا کہ ایکدن لاکھ درم

خرچ کرڈالے اور اپنے واسطے ایکدرم کا گوشت بھی نہ مول لیا کہ اس سے روزہ افطار کرتین یہ درجہ اس فقیر کے درجے سے جسکا اوپر صفت پر ہو بہت بلند ہے
مگر جب دونون کے احوال تو برابر فرض کرے تو فقیر افضل ہے اسواسطے کہ امیرونکا بہت بہتر کام یہی ہے کہ صدقہ دین اور خیر کرین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ
فقیرون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین گلہ کر بھیجا کہ یا رسول اللہ دین و دنیا کی نیکی تو امیرون ہی نے لوٹ لی کہ وہ صدقہ اور زکوٰۃ دیتے
ہین حج اور جہاد کرتے ہین اور ہم یہ نہین کر سکتے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقیرون کے ایلچی کو سرفراز فرمایا اور ارشاد کیا مَرْحَبًا بِكَ
وَبِمَنْ جِئْتَ عِنْدَهُمْ تو ایسے لوگون کے پاس سے آیا ہے کہ مین انھین دوست رکھتا ہون تو انسے کہدے کہ جسنے خدا کے واسطے فقیری پر
صبر کیا اسکے واسطے تین درجے ایسے ہین کہ امیرون کے لیے نہین ایک یہ کہ بہشت مین روزن ہین اہل بہشت کو وہ ایسے معلوم ہونگے
جیسے اہل دنیا کو ستارے اور وہ اور کسی جگہ نہین مگر فقیر پیغمبر کی یا فقیر مسلمان کی یا فقیر شہید کی دوسرا یہ کہ فقیر پانسو برس پہلے امیرون سے
جنت مین جائینگے تیسرا یہ کہ جب کوئی فقیر ایک بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہتا ہے اور امیر بھی کہتا ہے تو امیر فقیر
کے درجے کو نہین پہونچتا اگرچہ اس کہنے کے ساتھ دس ہزار درم صدقہ بھی دے فقیرون نے کہا رَضِيْنَا رَضِيْنَا ہم راضی اور خوش ہوے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اس سبب سے فرمایا کہ ذکر ایسا بیج ہے کہ بندہ کے دلکو جب پاتا ہے فارغ اور راندہ و غمگین و شکستہ پاتا ہے تو اسمین
بڑا اثر کرتا ہے اور امیر کا دل جو دنیا سے خوش ہوتا ہے اس سے اچھل جاتا ہے جیسا سخت پتھر پر سے پانی کی چھینٹین اڑ جاتی ہین پس جب
ہر ایک کا درجہ حق تعالےٰ کی نزدیکی اور اُسکے ذکر کے ساتھ محبت اور مشغولی کی قدر ہے اور وہ مشغولی اسیقدر ہوتی ہو جسقدر اور چیز کی محبت
سے فارغ البالی ہو اور امیر کا دل محبت دنیا سے فارغ نہین ہوتا تو فقیر اور امیر کیونکر برابر ہوگا مگر شاید امیر اپنی طرف گمان کرے کہ مین درمیان
مال ہون اور مال سے فارغ البال ہون اور یہ دھوکا ہوتا ہے تو اس گمان کے سچ ہونے کی علامت وہی ہے جو ام المومنین حضرت بی بی عائشہ
صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے کیا کہ لاکھ درم مٹی کے برابر جانکر خرچ کرڈالے اور اگر دنیا سے فارغ البال رہکر مال جمع کر رکھنا ممکن ہوتا
تو پیغمبر علیہم السلام اس سے اتنا حذر کیون کرتے اور دوسرون کو حذر کرنیکا حکم کیون فرماتے حتےٰ کہ جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ و
اصحابہ اجمعین کو جب دنیا نظر آئی تھی اور اپنے تئین پیش کرنے لگی تھی تو آپ نے فرمایا میرے پاس سے دور رہو میرے پاس سے دور رہو
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم دنیاداروں کے مال کیطرف نہ دیکھو کہ اسکا برق حلاوت ایمان کو تم سے لے لیتا ہے یہ اسواسطے
فرمایا کہ وہ حلاوت دل مین پیدا ہوتی ہے اور حلاوت ذکر کو زحمت پہونچاتی ہے اسلیے کہ دو حلاوتین ایک دل مین نہین آتین اور عالم وجود
مین دو ہی چیزین ہین ایک حق ایک غیر حق غیر حق سے جسقدر تو دل اٹکائے گا اسیقدر حق تعالےٰ سے دل ٹوٹ جائیگا اور جسقدر غیر حق سے
دل ٹوٹیگا اسیقدر حق تعالےٰ کی قربت کے مزے لوٹیگا پس شعر غیر حق را میدہی رہ در حریم دل چرا ؛ میکشی بر صفحۂ ہستی خط باطل چرا ؛
حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ فقیر ایسی چیز کی آرزو مین جس سے عاجز ہو ایک دم سرد جو بھرتا ہے وہ تونگر
کی اُس عبادت سے بہتر ہے جو ہزار برس وہ کرتا ہے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالےٰ سے ایک شخص نے کہا کہ مین عیال دار ہون اور
بالکل نادار ہون آپ میرے واسطے دعا کیجیے جواب دیا جسوقت تیرے اہل وعیال کہین کہ کھانا پانی نہین ہے اور تو اسے مہیا کرنے سے
عاجز رہے اور اہل وعیال کا درد تیرے دلمین ہو اسوقت تو میرے واسطے دعا کرنا اسواسطے کہ اسوقت کی تیری دعا میری دعا سے

افضل ہے حالت محتاجی مین درویشی کے آداب اے عزیز جان تو کہ باطن مین رضا آداب درویشی ہے اور ظاہر مین گلہ نہ کرنا اور درویش کو باطن مین تین حالتین ہین ایک یہ کہ درویشی کے ساتھ خوش اور شاکر رہے اسواسطے کہ جانتا ہے کہ درویشی حق تعالی کی سچی عنایت ہے کہ اپنے دوستون کے حال پر مبذول فرماتا ہے دوسری حالت یہ ہے کہ خوش نہ ہو تو خدا کے فعل سے ناخوش بھی نہ ہو اگرچہ درویشی بری معلوم ہو جیسے کوئی شخص پچھنے لگواتا ہے تو اسکا درد بڑا معلوم ہوتا ہے مگر پچھنے لگانیوالے سے ناخوش نہین ہوتا ہے یہ بھی بری بات ہے تیسری حالت یہ ہے کہ معاذ اللہ حق تعالے سے ناراض ہو یہ امر حرام ہے اور ثواب فقر کو کھو دیتا ہے بلکہ ہر وقت یہی اعتقاد رکھنا چاہیے کہ حق سبحانہ تعالے وہی کرتا ہے جو کرنا چاہیے اور کسی کو اسکے فعل سے کراہت اور انکار کرنا نہین پہونچتا اور ظاہر مین گلہ نہ کرنا چاہیے صبر و تحمل کا پردہ ڈالے رکھنا چاہیے امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہین کہ درویشی کبھی عذاب کا سبب ہوتی ہے بدخوئی اور شکایت اور قضاء الٰہی پر جھنجلانا اور خفا ہونا اسکی علامت ہے اور کبھی سعادت کا سبب ہوتی ہے نیکخوئی اور گلہ نہ کرنا اور شکر بجالانا اسکی علامت ہے حدیث شریف مین ہے کہ اپنی محتاجی اور درویشی کو پوشیدہ رکھنا بھرا ہوا خزانہ ہے اور آداب یہ ہین کہ تونگرون سے مخالطت اور فروتنی نہ کرے اور انکے حق مین چکنی چکنی باتین نہ بنائے حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ فقیر جب امیر کے گرد رہے تو جان لینا چاہیے کہ ریاکار ہے اور جب بادشاہ کے گرد رہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ چوٹا ہے دوسرا آداب یہ ہے کہ بعض اوقات جو کچھ ہو سکے اپنا خرچ کر کے صدقہ دے رسول مقبول صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کبھی ایک درم لاکھ درم پر سبقت لیجاتا ہے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ایسا کس محل پر ہوتا ہے فرمایا کہ جو شخص دو درم سے زیادہ نہ رکھتا ہو اور ایک دیدے تو یہ ایک اس سے افضل ہے کہ آدمی کثرت سے مال رکھتا ہو اور لاکھ درم دے

کسی کی عطا لینے کے آداب یہ ہین کہ جو چیز شبہہ کی ہو اسے نہ لے اور جو کچھ اپنی حاجت سے زیادہ ہو وہ بھی نہ لے لیکن اگر درویشون کی خدمتگزاری کیا کرتا ہے تو اگر بقدر حاجت سے زیادہ علانیہ لیکر فقیرون کو خفیہ دیگا تو یہ صدیقون کا درجہ ہے اور اگر اس امر کی طاقت نہ رکھے تو نہ لے تاکہ مالک مال آپ ہی مستحقون کو پہونچادے مگر دینے والے کی نیت دریافت کر لینا بہت ضرور ہے یا ہدیہ کی نیت ہوگی یا صدقہ کی یا ریا کی جو چیز ہدیہ ہو اسکا قبول کرنا سنت ہے بشرطیکہ احسان سے خالی ہو اور اگر جانے کہ تھوڑی چیز مین احسان ہے اور تھوڑی مین نہین تو جسقدر مین احسان نہ ہو اسیقدر لے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک شخص گھی اور پنیر اور ایک بکرا لایا آپ نے بکرا پھیر دیا اور گھی پنیر لے لیا حضرت فتح موصلی رحمہ اللہ تعالے کے پاس ایک شخص پچاس درم لایا کہا کہ حدیث شریف مین ہے کہ بے سوال جسے کچھ دین اور وہ رد کرے تو اسنے خدا پر رد کی یہ کہکر ایک درم اٹھا لیا اور باقی پھیر دیے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے نے بھی یہی حدیث روایت کی مگر ایک دن کوئی شخص سونا چاندی بھری ہوئی تھیلی اور بہت سے عمدہ عمدہ کپڑے انکے پاس لایا اسے قبول نہ کیا اور کہا کہ جو شخص مجلس رکھتا ہے اور لوگون سے کچھ لیتا ہے وہ قیامت کے دن خدا کو دیکھے گا اور خدا کے پاس اس کا کچھ حصہ نہ ہوگا یہ اسوجہ سے نہ قبول کیا ہوگا کہ مجلس سے ثواب آخرت انھین مقصود ہوگا اور جانا ہوگا کہ اسکا یہ عطیہ مجلس کے سبب سے ہے یہ نہ چاہا کہ خلوص نیت باطل ہو جائے ایک شخص نے اپنے ایک دوست کو کوئی چیز دی اسنے کہا کہ ٹھہر جاو دیکھو تو اگر قبول کرنے سے میری قدر تیرے دلمین زیادہ ہو تو مین قبول کر دن حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے کسی سے کچھ نہ لیتے اور فرماتے کہ اگر مین جانتا

کہ زبان پر نہ لائیگا تو لے لیا کرتا یعنی اگر مین لے لونگا تو یہ ڈینگ ہانکے گا اور احسان جتائے گا اور کوئی بزرگ تھے کہ وہ خاص دوستون سے لیتے اور وہ لی نہ لیتے اور سب بزرگ احسان سے حذر کرتے تھے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین نے کسی سے سوال نہین کیا مگر سری سقطی سے کہ انکا زہد جانتا تھا کہ وہ اس بات سے خوش ہوتے ہین کہ کوئی چیز انکے ہاتھ سے نکلجائے لیکن اگر ریا کی نیت سے دے تو نہ لینا ضرور ہے ایک بزرگ نے کوئی چیز پھیر دی لوگون نے انپر غصّہ کیا ان بزرگ نے کہا کہ دینے والون پر مین نے بڑی مہربانی کی کہ وہ چیز پھیر دی اس واسطے کہ وہ کہتے پھرتے انکا مال بھی جاتا ثواب بھی جاتا اور اگر صدقے کے قصد سے دے تو لینے والا اگر صدقہ لینے کے قابل نہ ہو تو نہ لے اور اگر محتاج ہو تو پھیرنا نہ چاہیے حدیث شریف مین ہے کہ جسے بے سوال کیے لوگون نے کچھ دیا تو وہ خدا کا بھیجا ہوا رزق ہے بزرگون نے کہا ہے کہ جسے کچھ دین اور وہ نہ لے ایسا شخص اس بلا مین مبتلا ہوتا ہے کہ پھر وہ چاہتا ہے کہ لوگ مجھے دین اور وہ نہین دیتے حضرت سری سقطی حضرت امام احمد حنبل رحمہما اللہ تعالےٰ کے واسطے ہمیشہ کچھ بھیجا کرتے وہ نہ لیتے حضرت سری سقطی کہتے کہ اے احمد رد کرنے کی آفت سے حذر کرو ایک بار انھون نے فرمایا کہ پھر تو کہو حضرت سری سقطی نے پھر کہا کہ رد کرنے کی آفت سے حذر کرو پھر سوچ کر جواب دیا کہ اچھا اسے رکھ چھوڑو ایک مہینے کا خرچ میرے پاس ہے وہ ہو جائے تو مین لے لونگا **بلا ضرورت سوال حرام ہونے کا بیان** اے عزیز جان تو کہ سوال منجملہ فواحش ہے یعنی برا کام ہے اور فواحش بلا ضرورت حلال نہین ہوتے سوال منجملہ فواحش اس سبب سے ہے کہ اسمین تین برائیان ہین ایک یہ کہ مفلسی بیان کرنا خدا کی شکایت ہے اسواسطے کہ غلام اگر غیر سے کچھ مانگے تو اسنے گویا اپنے آقا پر طعن کی اس کا کفارہ یہ ہے کہ بلا ضرورت اور بطور شکایت نہ کہے دوسری برائی یہ ہے کہ اپنے تئین ذلیل کرتا ہے اور مسلمان کو یہ لازم نہین کہ حق تعالےٰ کے سوا اور کسی کے سامنے اپنے تئین ذلیل کرے ذلّت سے بچنے کی یہی صورت ہے کہ جب تک ہو سکے کسی دوست اور عزیز اور فراخ دل اور ایسے شخص سے سوال کرے جو اسے چشم حقارت سے نہ دیکھے اور اسکے سامنے ذلیل نہ ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو بلا ضرورت شدید کسی سے سوال نہ کرے تیسری برائی یہ ہے کہ دوسرے کو رنج دینا ہے کہ شاید جس سے سوال کرے وہ جو کچھ دے بخوف ملامت شرم کے سبب سے اور ریا کے طور سے دے اگر یون دیگا تو ملول رہیگا اور دل سے نہ دیگا اور اگر نہ دیگا تو شرم و ملامت کے رنج مین گرفتار ہوگا اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ صراحۃً نہ کہے کنایۃً کہے ایسا کہ جس سے کہتا ہے وہ اگر تجاہل عارفانہ کرنا چاہے تو کر سکے اور اگر صراحۃً کہے تو ایک شخص کا تعین نہ کرے بلکہ سبھون سے کہے لیکن اگر ایک ہی امیر آدمی وہان موجود ہو کہ سب اس سے امیدوار ہون اور اگر وہ نہ دیگا تو اسے ملامت کرینگے تو یہ بھی یقین کے مانند ہے اور اگر مستحق زکوٰۃ کے واسطے اس شخص سے کہیگا جس پر زکوٰۃ واجب ہے تو درست ہے گو کہ اسے رنج پہونچے اور اگر خود مستحق زکوٰۃ ہے تو بھی درست ہے اور جو کچھ خوف ملامت یا شرم سے کوئی شخص دے اسکا لینا حرام ہے کہ وہ زبردستی لینے کے مانند ہے اور ظاہری فتوی دینے مین فقط زبان دیکھتے ہین اور یہ فتویٰ اسی جہان مین کام آتا ہے اسواسطے کہ یہ دنیا کے بادشاہونکا قانون ہے اور اس جہان مین دل کے فتوے پر اعتماد کرینگے جب دل یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص کراہت سے یہ چیز دیتا ہے تو اسکا لینا حرام ہے تو اس تمام گفتگو سے معلوم ہوا کہ یہ سوال حرام ہے مگر ضرورت یا شدید حاجت کیواسطے درست ہے لیکن شان و شوکت بڑھانے کیواسطے یا اچھا کپڑا پہننے یا اچھا کھانا کھانے کے واسطے سوال نہ کرنا چاہیے اور ایسے شخص کو سوال کرنا چاہیے

جو عاجز ہو کوئی چیز نہ رکھتا ہو کوئی کمائی نہ کر سکتا ہو یا کمائی تو کر سکتا ہو لیکن طلب علم مین مشغول ہو کہ کسب کریگا تو طلب علم سے باز رہیگا لیکن اگر عبادت مین مشغول ہو تو سوال کرنا نہ چاہیے بلکہ کسب کرنا واجب ہے اور اگر قوت کا محتاج ہے اور ایسی کتاب مین ملک رکھتا ہے جسکی حاجت نہین یا جانماز گدڑی لنگی وغیرہ ضرورت سے زیادہ رکھتا ہے تو اسپر سوال کرنا حرام ہے اسے چاہیے کہ پہلے ایسی چیزون کو بیچ کھائے اپنے تئین یا اپنے اہل و عیال کو مرفہ حال اور باشوکت وجلال رکھنے کیواسطے سوال کرنا حرام ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اپنے پاس کچھ رکھتا ہو اور سوال کرے وہ قیامت کے دن اس صورت سے آئیگا کہ اسکے چہرے پر بالکل ہڈیان ہی ہڈیان ہون گی گوشت بالکل اتر گیا ہوگا اور فرمایا ہے کہ جو شخص مانگتا ہے اور اپنی ملک مین کچھ رکھتا ہے وہ جو کچھ لیتا ہے وہ دوزخ کی آگ ہے بہت لے خواہ کم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ کسقدر مال پاس رکھتا ہو تو اسے سوال کرنا نہ چاہیے تو ایک حدیث مین ہے کہ شام صبح کا کھانا رکھتا ہو اور ایک حدیث مین ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو یہ جو آپ نے فرمایا ہے کہ پچاس درم رکھتا ہو اسکے یہ معنی ہین کہ ایک آدمی کے پاس چاندی کے پچاس درم ہون کیونکہ یہ ایک سال کے خرچ کو کافی ہوتے ہین آدمی اگر اسقدر نہ رکھتا ہو اور سال بھر مین ایک ہی صدقہ اور خیرات کا موسم ہو اور وہ اگر نہ مانگے گا تو تمام سال محتاج رہیگا تو اسقدر سوال کرنا درست ہے اور صبح شام کا کھانا اس شخص کے حق مین آپ نے فرمایا ہوگا جو ہر روز سوال کر سکتا ہے تو ہر روز اسکے حق مین ایسا ہے جیسا اسکے حق مین سال یہ حکم مدت کی نسبت ہے لیکن جنس حاجت کی تین اصلین ہین روٹی کپڑا مسکن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دنیا مین آدمی کا کچھ حق نہین مگر تین چیزین کھانا جو اسکی پیٹھ سیدھی رکھے کپڑا جس سے ستر عورت ہو جائے اور گرمی جاڑے سے بچائے رکھے مسکن جو اسے چھپائے رکھے اور ضروری اثاث البیت بھی اسی مین داخل ہے اگر کوئی شخص نمدہ اور رزائی رکھتا ہو تو کمل اور شطرنجی کے واسطے سوال کرنا نہ چاہیے اور اگر مٹی کی بدھنی رکھتا ہو تو آفتابے کے لیے سوال کرنا نہ چاہیے اور ضرورتین متفاوت ہین اندازے مین نہین آسکتین چاہیے کہ جب تک بڑی حاجت نہ ہو تب تک سوال نہ کرے کہ یہ بڑی بات ہے

فصل اے عزیز جان تو کہ درویشون کے درجے مختلف ہین حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ درویشون کے تین درجے ہین ایک اس درجہ کے فقیر ہین کہ نہ خود مانگین نہ دینے سے لین یہ فقیر اعلیٰ علیین مین روحانیون کے ساتھ رہین گے دوسرے اس درجے کے فقیر ہین کہ خود نہ مانگین اگر کوئی دے تو لیلین یہ فقیر فردوس مین مقربون کے ساتھ رہین گے تیسرے اس درجہ کے فقیر ہین کہ مانگین مگر بضرورت مانگین یہ فقیر اصحاب الیمین مین سے ہونگے حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعہ نے شقیق سے پوچھا کہ اپنے شہر مین فقیرونکو تم نے کس حال پر چھوڑا ہے جواب دیا کہ بہت اچھے حال پر اگر پاتے ہین تو شکر کرتے ہین نہین پاتے ہین تو صبر کرتے ہین حضرت ابراہیم ادہمؒ نے کہا کہ اسی حال پر تو مین نے بلخ کے کتون کو چھوڑا ہے شقیق نے پوچھا کہ فقیر تمھارے نزدیک کیسے ہوتے ہین کہا نہین پاتے ہین تو شکر کرتے ہین پاتے ہین تو اپنا خرچ کر کے اورون کو دیدیتے ہین شقیق نے حضرت ابراہیم رحمہا اللہ کے سر پر بوسہ دیا اور کہا حقیقت یہی ہے ایک شخص کہتا ہے کہ مین نے حضرت ابو الحسن نوری رحمہ اللہ تعالے کو دیکھا کہ ہاتھ پھیلائے سوال کرتے ہین مجھے تعجب معلوم ہوا حضرت جنید قدس سرہٗ سے ذکر کیا انھون نے فرمایا کہ تو یہ نہین سمجھتا کہ انھون نے خلق سے کچھ مانگنے کو ہاتھ نہ پھیلایا ہوگا بلکہ خلق کے حق مین دعاے خیر و ثواب مانگنے کو ہاتھ پھیلایا ہوگا تاکہ خلق کا بھلا ہو اور ان کا کچھ نقصان نہ ہو یہ فرما کر حضرت جنیدؒ نے حکم کیا کہ ایک ترازو لاؤ مین لایا سو درم تول کر ایک آبخورا بھرا اور بیحساب اس مین ڈال دیے اور فرمایا کہ یہ نوری پاس لیجا

مجھے تعجب آیا کہ تول تو اسواسطے ہوتی ہے تاکہ مقدار معلوم ہو اور پھر اور کیون ملا دیے حضرت ابوالحسن نوری کے پاس لیگیا انھون نے بھی ترازو منگائی اور سو درم تولکر کہا کہ یہ پیجا کران ہی کو دیدے اور باقی لے یے اور فرمایا ان جنید مرد حکیم بے جانتا ہے کہ دونون طرف سے رسی بچائے رکھے مین اس امر سے بہت متعجب ہا پھر وہ سو درم پھیر دیے تھے حضرت جنید کے پاس مین لیگیا اور یہ ماجرا بیان کیا فرمایا اللہ غنی جو درم اُنکے واسطے تھے وہی یے اور جو میرے واسطے تھے وہی پھیر دیے ہین مین نے عرض کیا کہ یہ کیا اسرار ہے فرمایا کہ یہ سو درم ثواب آخرت کیواسطے تھے وہ جو زیادہ تھے خدا کیواسطے تھے جو خدا کیواسطے تھے وہ قبول کیے اور اپنے واسطے جو مین نے دیے تھے وہ پھیر دیے اس زمانے مین ایسے ایسے فقیر کامل ہوتے تھے اور انکے دل اسقدر صاف ہوتے تھے کہ بے کہے ہوے دوسرے کے دل کی بات سے خبر رکھتے تھے اگر کوئی شخص اس صفت پر نہ ہو تو بارے اس درجہ سے تو کم نہ ہو کہ اس صفت کی آرزو مین رہے اگر یہ بھی نہ ہو تو بھلا ان باتون کا ایمان تو لائے **زہد کی حقیقت اور فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو شخص گرمی کیوقت یخ رکھتا ہے اور اس کا لالچی ہوتا ہے کہ جب پیاسا ہونگا تو پانی اسمین ٹھنڈا کرکے پیونگا اور دوسرا آدمی آکر برابر سونا دیکر اس یخ کو مول لینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس شخص کو یخ کا لالچ جاتا ہے اور اپنے جی مین کہتا ہو کہ اگر آج گرم پانی پی کر صبر کرون اور یہ سونا تمام عمر میرے پاس رہے تو یخ رکھ چھوڑنے سے یہ بہتر ہے کیونکہ یخ ٹھہرتی ہی نہین رات کو گھل جائیگی تو بہتر چیز یعنے سونے کے مقابلے مین یخ کی خواہش نہ باقی رہنے کو زہد کہتے ہین کہ یخ کے باب مین زہد حاصل ہوا دنیا کے باب مین عارف کا بھی ایسا ہی حال ہوتا ہے کہ اسنے دنیا کو دیکھا کہ روان ہے اور ہمیشہ گھٹتی ہی رہتی ہے اور موت کے وقت تمام ہو جاتی ہے اور جب آخرت کو دیکھتا ہے تو صاف اور باقی پاتا ہے کہ ہرگز تمام ہی نہ ہوگی تو آخرت کے سامنے دنیا اسکی نظر مین حقیر معلوم ہوتی ہے دنیا کو آخرت کے عوض بیچڈالتا ہے اور دنیا ترک کرکے آخرت اختیار کرتا ہے کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے اس حالت کو زہد کہتے ہین بشرطیکہ دنیا کی مباح چیزون مین یہ زہد ہو اسواسطے کہ ممنوعات شرعی سے حذر کرنا تو تمام خلق پر فرض ہی ہے اور شرط یہ ہے کہ قدرت کے ساتھ دنیا سے دستبردار ہونا چاہیے اگر کوئی شخص دنیا پر قادر ہی نہین تو اس سے زہد ہو ہی نہ سکیگا مگر یہ کہ ایسا ہو کہ اگر اسے دنیا دین تو لے یہ بات جب تک نہ آزمایئن تب تک نہین معلوم ہو سکتی اسواسطے کہ آدمی کو جب قدرت حاصل ہوتی ہے تو نفس اور ہی صفت پر ہو جاتا ہے اور یہ جو اسنے فریب دے رکھا تھا جاتا رہتا ہے اور شرط یہ ہے کہ مال وجاہ کو ترک کردے انکی حفاظت نہ کرے اسواسطے کہ زاہد مطلق وہی ہے جو دنیا کی سب لذتون کو بالائے طاق رکھے اور لذت آخرت کے ساتھ بدلا کرے یہ ایک معاملہ اور بیع ہے اور اس بیع مین بڑا نفع ہے جیسا حق تعالی نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ پھر فرمایا فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِكُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِهٖ یعنے حق تعالے نے مسلمانون کا جان ومال بہشت کے بدلے مول لیا اور فرمایا یہ بیع تمھین مبارک ہو اور تم خوش ہو کہ اس بیع سے تمھین بڑا نفع ہوا اے عزیز جان تو کہ جو شخص اظہار سخاوت کے واسطے یا طلب اُجرت کے سوا اور کسی سبب سے دنیا ترک کرے وہ زاہد نہین ہوتا اور جان تو کہ دنیا کو آخرت کے عوض بیچنا یہ بھی عارفون کے نزدیک ایک ضعیف سا زہد ہے بلکہ عارف وہی ہے جو دنیا کی طرح آخرت سے بھی سروکار نہ رکھے اسواسطے کہ بہشت بھی آنکھ فرج پیٹ کی شہوت کا حصہ ہے بلکہ ان سب کو چشم حقارت سے دیکھے اور جس چیز مین شہوات کی روسے بہائم شریک ہین انکی طرف التفات نہ کرے اپنی بزرگی یے رہے بلکہ دنیا اور آخرت سے خدا کے سوا اور کچھ نہ چاہے اسی کی معرفت اور مشاہدے پر قناعت کرے اسکے سوا اور جو کچھ ہے سب اس کی نظر مین حقیر ہو جائے یہ عارفون کا زہد ہے اور یہ درست ہے کہ یہ عارف مال سے گریز اور عذر نہ کرے بلکہ لیکر بیجا صرف کرے

اور مستحقون کو دے جیسے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ تمام روے زمین کا مال انکے ہاتھ تھا اور وہ اس سے فارغ البال تھے بلکہ جیسے ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے ایک دن لاکھ درم صرف کر ڈالے اور اپنے واسطے ایک درم کا گوشت نہ مول لیا پس عارف کے ہاتھ مین اگر لاکھ درم ہون توبھی وہ زاہد ہوتا ہے اور کسی کے پاس ایک درم بھی نہ ہو تاہم وہ زاہد نہین ہوتا بلکہ کمال اس بات مین ہے کہ دنیا سے دل ٹوٹ گیا ہو نہ دنیا کی تلاش ہو نہ اس سے بھاگے نہ اسکے ساتھ جنگ کرے نہ صلح نہ اُسے دوست رکھے نہ دشمن اسواسطے کہ جو شخص جس چیز کو دشمن رکھتا ہے تو دوست رکھنے والے کی طرح وہ دشمن رکھنے والا بھی اس چیز کی طرف مشغول ہوتا ہے اور کمال اسی بات مین ہے کہ آدمی سوی اللہ سے بالکل فارغ البال ہو دنیا کا مال اسکے نزدیک آب دریا کے مثل ہو اور اپنا ہاتھ خزانۂ خدا کے مانند وہ زیادہ ہو یا کم آئے یا جائے اس سے فارغ البال رہے کمال یہی ہے مگر احمقون کے دھوکا کھانے کا محل ہے اسواسطے کہ جو شخص مال کو نہین چھوڑ سکتا وہ اپنے تئین یہ دھوکا دینے لگتا ہے کہ مین اس مال سے فارغ البال ہون اگر کوئی مستحق اسکا یا اور کسی کا مال یا دریا کا پانی لے اور وہ ان چیزون مین فرق کرے تو وہ دھوکے مین ہے اور اسکے دل مین مال کی خواہش ہے پس اصل یہ ہے کہ آدمی قدرت رکھکر مال سے دست بردار ہو اور بھاگے تاکہ اسکے جادو سے چھوٹے حضرت عبد اللہ مبارک رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایک شخص نے کہا یا زاہد انھون نے فرمایا کہ عمر بن عبد العزیز زاہد ہے کہ دنیا کا مال اسکے ہاتھ مین ہے اور باوصف اسکے کہ اس مال پر قادر ہے اس مال مین زہد اختیار کیے ہوے ہے اور مین تو کچھ رکھتا ہی نہین مجھ سے کیا زہد ہو سکے گا ابن ابی لیلیٰ نے ابن شبرمہ سے کہا کہ تم دیکھتے ہو کہ ابوحنیفہ جولاہے کا لڑکا میرے فتوی کو رد کرتا ہے انھون نے فرمایا کہ مین یہ نہین جانتا کہ وہ جولاہے کا فرزند ہے یا کیا ہے مگر یہ جانتا ہون کہ دنیا اسکی طرف متوجہ ہے اور وہ اس سے بھاگتا ہے اور ہماری طرف سے دنیا منہ پھیرے ہوے ہے اور ہم دنیا کو ڈھونڈھتے پھرتے ہین حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہین کہ جبتک یہ آیت نہین نازل ہوئی مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ[1] تب تک مین ہرگز نہ جانتا تھا کہ ہم لوگون مین ایسا بھی کوئی ہے جو دنیا کو دوست رکھتا ہے اور جب مسلمانون نے کہا کہ اگر ہم جانتے کہ کس کام مین خدا کی محبت ہے تو بس وہی کام کرتے تب یہ آیت نازل ہوئی وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ[2] اے عزیز جان تو کہ یخ کو سونے سے بیچنا کچھ بڑی بات نہین اسواسطے کہ ہر عقلمند یہ کر سکتا ہے اور دنیا کی نسبت آخرت کے ساتھ اس نسبت سے بہت ہی کم ہے جو یخ کو سونے کے ساتھ ہے لیکن خلق تین سبب سے یہ بات نہین جانتی ایک ضعف ایمان کے سبب سے دوسرے غلبۂ شہوت کے سبب سے جو فی الحال ہے تیسرے سستی اور آج کل کرنے کے سبب سے اور اپنے تئین وعدہ دینے کی وجہ سے کہ اسکے بعد کرینگے اکثر غلبۂ شہوت اسکا سبب ہوتا ہے کیونکہ سردست آدمی اس سے باز نہین آتا دم نقد کو دیکھتا ہے قرض کو بھول جاتا ہے **زہد کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو کچھ محبت دنیا کی مذمت مین ہم نے بیان کیا وہ فضیلت زہد کی دلیل ہے اور دنیا کی دوستی منجملۂ مہلکات ہے اور اس کی دشمنی منجملۂ منجیات ہے دنیا کے ساتھ دشمنی رکھنے کے باب مین آیات و احادیث وارد ہین انھین ہم یہان بیان کرتے ہین اور زہد کی بڑی تعریف یہی ہے کہ اُسے حق تعالےٰ نے اہل علم کے ساتھ منسوب کیا اور قرآن شریف مین فرمایا کہ

[1] یعنی بعضے تم مین سے ارادہ رکھتے ہین دنیا کا اور بعضے تم مین سے ارادہ رکھتے ہین آخرت کا ۱۲ [2] اگر ہم ان پر یہ حکم لکھتے کہ تم اپنے تئین مار ڈالو اور اپنے گھرون سے نکل جاؤ تو یہ نہ کرتے مگر تھوڑے سے لوگ ان مین سے ۱۲۔

قارون جب جاہ وحشم فوج وخدم سے آراستہ ہوکر باہر نکلا تو ہر ایک تو یہ کہتا تھا کہ کاش یہ دولت اور جاہ وحشمت مجھے ملتی وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَیْلَکُمْ ثَوَابُ اللّٰہِ خَیْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا اور جو اہل علم تھے انھون نے یہ کہا کہ ثواب ان سب سے بہتر ہے اسواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ جو شخص دنیا مین چالیس دن زاہد رہتا ہے اسکے دلمین حکمت کی نہرین جاری ہوجاتی ہین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تو یہ چاہتا ہے کہ خدا مجھے دوست رکھے تو دنیا مین زاہد رہ اور جب حضرت حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ الحق مین مومن ہون آپ نے فرمایا کہ اسکی کیا دلیل ہے عرض کیا کہ میرا دل دنیا سے ایسا بھاگا ہوا ہے کہ میرے نزدیک پتھر اور سونا دونون برابر ہین گویا بہشت اور دوزخ کو مین دیکھ رہا ہون فرمایا کہ جو کچھ تجھے پانا تھا وہ پا چکا اسکی حفاظت کر پھر فرمایا عَبْدٌ نَوَّرَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ یعنی یہ بندہ ہے کہ حق تعالیٰ نے اسکا دل روشن کردیا ہے اور جب یہ آیت نازل ہوئی فَمَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ اَنْ یَّھْدِیَہٗ یَشْرَحْ صَدْرَہٗ لِلْاِسْلَامِ[1] تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ شرح کیا چیز ہے فرمایا کہ ایک نور دلمین پیدا ہوتا ہے اور اسکے سبب سے سینہ کشادہ ہوجاتا ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ اسکی علامت کیا ہے فرمایا کہ اس سرائے فانی سے دل اُچاٹ ہو عالم جاودانی کی طرف متوجہ ہو موت سے پہلے سامان موت مہیا کرنے لگے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شرم رکھنے کا حق ہے ویسی شرم خدا سے رکھو صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو شرم رکھتے ہین فرمایا کہ پھر اتنا مال کیون جمع کرتے ہو جسے نہ کھاسکو گے اور ایسی جگہ گھر کیون بناتے ہو جہان نہ رہو گے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن خطبہ پڑھا اور فرمایا کہ جو شخص لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سلامتی سے لائے بے اسکے کہ اور کسی چیز سے ملائے اسکے واسطے بہشت ہے پس حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس چیز کی تفسیر کردیجیے کہ جسے نہ ملانا چاہیے فرمایا وہ دنیا کی محبت اور تلاش ہے اسواسطے کہ بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ پیغمبرون کی سی باتین کرتے ہین ان کے افعال جبارون کے سے ہوتے ہین جو شخص اس بات سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سالم لائیگا اور یہ بات اس مین نہ ملائیگا بہشت اسکی جگہ ہوگی اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص دنیا مین زاہد ہوتا ہے اسکے دل پر حق تعالیٰ حکمت کا دروازہ کھولدیتا ہے اور اسکی زبان حکمت کے ساتھ گویا کرتا ہے اور دنیا کی علت اور بیماری اور دارو اور درمان اسے بتادیتا ہے اور دنیا سے سلامتی کے ساتھ اسے جنت مین لیجاتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن صحابہؓ کے ساتھ اونٹون کے گلے کی طرف گذرے سب اونٹنیان اچھی اور گابھن تھین اور یہ عرب کا بہت اچھا مال ہوتا ہے کہ انہین بھی ہوتی ہے اور دودھ گوشت پشم یہ چیزین بھی حاصل ہوتی ہین آپ نے اس طرف سے منھ پھیر لیا صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ تو بہت اچھا مال ہے آپ کیون نہین ملاحظہ فرماتے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اسکی طرف دیکھنے کو مجھے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے وَلَا تَمُدَّنَّ عَیْنَیْکَ اِلٰی مَا مَتَّعْنَا بِہٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْھُمْ الآیۃ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے عرض کیا کہ اگر آپ حکم دین تو ہم آپ کے واسطے گھر بنائین کہ آپ اسمین عبادت کیا کرین فرمایا کہ جاکر پانی پر گھر بناؤ عرض کیا کہ بھلا پانی پر کیونکر مکان بناسکین گے فرمایا کہ محبت دنیا کے ساتھ کوئی عبادت کس طرح کرسکے گا جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ اگر تو چاہتا ہے کہ خدا تجھے دوست رکھے تو دنیا سے دست بردار ہوجا اور اگر تو یہ چاہتا ہے کہ لوگ تجھے دوست رکھین تو جو کچھ ان کے پاس ہے اس سے ہاتھ کھینچے رہ ام المومنین

[1] اور جب اللہ کو منظور ہوتا ہے کہ کوئی ہدایت پاجائے تو شرح صدر کردیتا ہے یعنی اس کے دل کو اسلام کی جانب متوجہ فرمادیتا ہے ۱۲۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے اپنے والد ماجد امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کہا کہ غنیمت کا مال جب شہرون سے آیا کرے تو اس کپڑون سے بہتر لباس اور اس کھانے سے خوشتر طعام کھوایا کیجیے اور اپنے رفقا کے ساتھ بیٹھکر کھایا کیجیے فرمایا کہ اے حفصہ شوہر کا حال بیوی سے زیادہ کوئی نہین جانتا تم رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال خوب جانتی ہو تمھین قسم ہے خدا کی بیان تو کرو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کئی برس نبوت مین گذرے کہ آپ اور آپ کے گھر والے جب صبح کو سیر ہو کر کھاتے تو رات کو بھوکے رہتے جب رات کو آسودہ ہو کر کھاتے تو صبح کو بھوکے رہتے اور تمھین قسم ہے خدا کی کہ فتح خیبر کے دن تک کئی برس آپ کو پیٹ بھر خرمے نہین ملے اور تمھین قسم خدا کی تم یہ جانتی ہو کہ ایک دن خوان مین آپ کے سامنے کھانا رکھا آپ کو یہ ایسا برا معلوم ہوا کہ چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا حتے کہ آپ کے فرمانے کے بموجب زمین پر کھانا رکھدیا گیا اور تمھین قسم خدا کی کہ تم جانتی ہو کہ شب کو جب آپ سوتے تو کملی کی دو تہین کر کے اسپر سوتے ایک دن چارتہ کر کے کملی بچھائی وہ زیادہ نرم ہوگئی دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اسکی نرمی نے نماز شب سے مجھے باز رکھا جس طرح بچھایا کرتے تھے اسیطرح دو تہین کر کے بچھایا کرو دو سے زیادہ تہین نہ بڑھایا کرو اور تمھین قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ آپ کپڑا دھوتے بلال اذان کہدیتے جب تک وہ کپڑا خشک نہ ہو جاتا تب تک آپ باہر نہ نکل سکتے اسواسطے کہ آپ دوسرا کپڑا نہ رکھتے تھے اور تمھین قسم خدا کی تم جانتی ہو کہ قبیلۂ بنی ظفر کی ایک عورت آپ کا تہبند اور چادر بنتی تھی دونون کپڑے نہین ہوے تھے اسنے ایک ہی آپ کے پاس بھیجدیا آپ اس طرح اسے باندھے اور اوڑھے ہوے باہر تشریف لاے کہ آگے کی طرف گرہ لگی تھی اور پشت مبارک پر بھی اسی کو ڈالے ہوے تھے اسکے سوا دوسرا کپڑا پاس نہ تھا حضرت بی حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے فرمایا کہ ہان مین یہ سب حال جانتی ہون سچ ہے پھر حضرت عمر اور حضرت بی حفصہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا دونون اتنا روئے کہ بیہوش ہوگئے پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے دو دوست یعنی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ چل بسے مین اگر انکی راہ پر چلونگا تو انکے پاس پہونچونگا ورنہ مجھے اور ہی راہ لیجائینگے مجھے چاہیے کہ انکی طرح مین بھی صعوبت کے ساتھ بسر کرون تاکہ انکے ساتھ راحت جاوید پاؤن رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک صحابی نے پہلے طبقہ کے تابعین سے کہا کہ تمھاری عبادت تو صحابہ کی عبادت سے زیادہ ہے مگر صحابہ تم سے بہتر تھے اسواسطے کہ دنیا کے بارہ مین وہ تم سے زیادہ زاہد تھے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ زہد دنیا مین راحت دل بھی ہے اور راحت تن بھی حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص دنیا کے باب مین زاہد ہے اسکی دو رکعت نماز سب مجتہدون کی تمام عمر کی عبادت سے افضل ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ عبادت خلوص کے ساتھ جب ہوتی ہے کہ آدمی چار چیزون سے نہ ڈرے گرسنگی سے برہنگی سے درویشی سے خواری سے **زاہد کے درجون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ زاہد کے تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی دنیا سے ہاتھ تو کھینچ لے مگر دل دنیا مین لگا رہے لیکن مجاہدہ اور صبر کرتا ہے ایسے آدمی متزہد کہتے ہین زاہد نہین کہتے مگر زاہد کی پہلی راہ یہی ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اسکا دل بھی دنیا مین نہ لگا ہو مگر اپنی زہد کا اسے خیال رہتا ہے اور اپنی زہد کو بڑا کام جانتا ہے ایسا آدمی زاہد تو ہے مگر نقصان سے خالی نہین تیسرا درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنے زہد مین بھی زاہد ہو یعنی اسے اپنے زہد کا بھی خیال نہین آتا اور اسے بڑا کام نہین جانتا اس زاہد کی مثال اس شخص کی ایسی ہے جو وزارت کا امیدوار ہو کر کسی

بادشاہ کے در دولت پر جاے در دولت پر ایک کتا ہو کہ وہ اسے اندر نہ جانے دے اور وہ شخص اس کتے کو روٹی کا ٹکڑا ڈال دے تاکہ وہ کتا اس سے باز رہے اور وہ شخص کتے سے اپنا پیچھا چھڑا کر حضوری بادشاہ سے سرفراز ہو اور عہدۂ نیابت سے ممتاز ہو تو یہ ممکن ہی نہین کہ اس روٹی کے ٹکڑے کی کچھ حقیقت سمجھے اے عزیز تمام دنیا ایک لقمہ ہے اور شیطان ایک کتا کہ در دولت پر بھونکتا ہے جب اس لقمے کو اس کتے کے سامنے پھینکدیا تو تجھ سے باز رہے گا اور تمام دنیا آخرت کے سامنے اس سے بھی زیادہ کم حقیقت ہے جتنا روٹی کا ٹکڑا عہدۂ وزارت کے مقابلے مین کم حقیقت ہوتا ہے اسواسطے کہ آخرت کی کچھ نہایت نہین اور دنیا کی نہایت ہے اور نہایت والی چیز کو بے نہایت شے سے کچھ نسبت نہین ہوتی اسیواسطے جب لوگون نے حضرت ابویزید بسطامی قدس سرہٗ سے عرض کیا کہ فلانا شخص زہد کی باتین کرتا ہے پوچھا کس چیز مین زہد کی عرض کیا کہ دنیا مین زہد فرمایا کہ دنیا تو کوئی چیز ہی نہین کہ آدمی اس مین زہد کر سکے پہلے تو کوئی چیز ہونا چاہیے تاکہ آدمی اس مین زہد کر سکے اور جس واسطے زہد ہوتا ہے اسکے لحاظ سے زہد کے تین درجے ہین ایک تو یہ کہ آدمی اسواسطے زاہد ہو کہ عذاب آخرت سے فقط نجات پائے اور اپنے مرنے پر راضی ہو یہ خائفون کا زہد ہے حضرت مالک دینار رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن کہا کہ رات کو مین نے حق تعالیٰ سے بڑی دلیری کی کہ اس سے بہشت مانگی دوسرا درجہ یہ ہے کہ ثواب آخرت کے واسطے زہد اختیار کرے یہ پورا زہد ہے اسواسطے کہ زہد رجا و محبت کے سبب سے ہوتا ہے یہ راجیون یعنی امیدوارون کا زہد ہے تیسرا درجہ یہ ہے کہ زاہد کے دل مین نہ دوزخ کا خوف ہو نہ بہشت کی امید بلکہ خود محبت الٰہی نے دنیا و آخرت دونون اسکے دل سے بھلادی ہون خدا کے سوا جو کچھ ہے اسکی طرف التفات کرنے سے ننگ و عار رکھتا ہو یہ کمال کا درجہ ہے جیسا حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے جنت کا ذکر کیا فرمایا الجار ثم الدار یعنی صاحب خانہ گھر سے بہتر ہے **شعر** وعدۂ دیدار چون در جنت آمد لاجرم ؛ عاشقان جنت براے دوست میدارند دوست ؛ جسے خدا کی محبت پیدا ہوئی اُسے بہشت کی لذت ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے بادشاہی کرنے کی لذت کے مقابلے مین لڑکون کو چڑیا سے کھیلنے کی لذت لڑکا اس کھیل کو بادشاہی سے زیادہ دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ بادشاہی کی لذت سے بیخبر ہے اور بیخبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ لڑکے کی عقل ابھی ناقص ہے اسی طرح جناب الٰہی کے مشاہدے کے سوا جس شخص کا اور کچھ مقصود ہے وہ بھی ناقص اور نابالغ ہے ابھی مردی کے درجے کو نہین پہونچا اور جس چیز کو ترک کر کے زہد کرتے ہین اسکے لحاظ سے بھی زہد کے مختلف درجے ہین اسواسطے کہ کوئی تو دنیا مین سے کچھ ترک کرتا ہے مگر درجہ کامل یہ ہے کہ جس چیز مین آدمی کے نفس کو بھی حظ ہے اور اس چیز کی کچھ ضرورت نہین اور راہ دین مین اسکی کچھ حاجت نہین اسے ترک کرے کیونکہ مال جاہ کھانے پہننے کہنے سونے لوگون کے پاس بیٹھنے درس دینے مجلس جانے حدیث روایت کرنے سے نفس کو جو حظ حاصل ہوتے ہین دنیا ان سے عبارت ہے اور جو کچھ شرت نفس کے واسطے ہو وہ سب دنیا مین داخل ہے لیکن اگر درس دینے مجلس جانے حدیث روایت کرنے سے فقط یہی مقصود ہے کہ لوگ خدا کی طرف متوجہ ہون تو یہ امور دنیا مین داخل نہین حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ زہد کی تعریف مین مین نے بہت اقوال سنے ہین مگر ہمارے نزدیک زہد یہ ہے کہ جو چیز تجھے خدا سے دور رکھے اسے ترک کردے اور کہا کہ جو شخص نکاح اور سفر کرنے اور حدیث لکھنے مین مشغول ہوا وہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا اور ان ہی سے لوگون نے پوچھا کہ

حق تعالےٰ جو فرماتا ہے اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ[1] تو کونسا دل سلیم ہے فرمایا کہ سلیم وہ دل ہے جسمین خدا کے سوا اور کوئی چیز نہ ہو حضرت یحییٰ ابن زکریا علیہما السلام ٹاٹ پہنتے تھے تاکہ کپڑے کی نرمی سے آپ کے بدن کو آرام نہ پہونچے کہ یہ حظ نفس ہے حتیٰ کہ ٹاٹ کی سختی کے سبب سے آپ کے بدن مین سوراخ ہو ہوگئے تھے آپ کی والدہ ماجدہ نے از راہ شفقت مادری فرمایا کہ بیٹا پشمینہ کا لباس پہنا کرو آپ نے پہن لیا وحی نازل ہوئی کہ اے یحییٰ تو نے مجھے چھوڑ کر دنیا کو اختیار کیا آپ بہت روئے اور پھر ٹاٹ پہن لیا اے عزیز جان تو کہ یہ نہایت درجے کا زہد ہے ہر ایک اس درجے کو نہین پہونچتا مگر زہد مین ہر ایک کا درجہ اسی قدر ہوتا ہے جسقدر اسنے ترک لذات کیا اور جس طرح بعضے گناہون سے توبہ کرنا درست ہے اسی طرح بعضے حظوظ نفس مین زہد بھی درست ہے درست ہونے کے یہ معنی ہین کہ بے ثواب و بیفائدہ نہ ہوگا مگر تائب و زاہد کیواسطے جن مقامونکا آخرت مین وعدہ ہے وہ اسی زاہد اور تائب کے واسطے ہین جو سب لذتون سے دست بردار ہوا اور سب گناہون سے توبہ کرے زاہد کو **دنیا مین جن چیزون پر قناعت کرنا چاہیے انکا مفصل بیان** اے عزیز جان تو کہ خلق قیدخانہ دنیا مین پڑی اور اس قیدخانے کی بلاؤن کی نہایت نہین مگر دنیا مین چھ چیزین ضروریات اور مہمات سے ہین خورد پوش گھر اثاث البیت جوڑ و جاہ و مال پہلی مہم طعام ہے اسکی جنس اور مقدار اور نان خورش مختلف ہوتی ہے جنس مین ادنیٰ درجہ وہ چیز ہے جو بدن کو غذا دے اگرچہ وہ بھوسی ہو اور متوسط درجہ جو اور باجرہ اور سائین کی روٹی ہے اور اعلیٰ درجہ گیہون کے بے چھانے آٹے کی روٹی ہے اگر چھانا گیا تو اسکا کھانے والا زاہد کی حد سے نکل گیا اور تن پرور ہوگیا اور مقدار مین ادنیٰ درجہ دس سیر ہے اور متوسط آدھا من اور نہایت درجہ ایک مد ہے شرع مین درویش کیواسطے یہی مقدار مقرر ہے اگر اسمین زیادتی کریگا تو معدہ مین زہد نہ باقی رہے گا اور آیندہ کے واسطے طعام رکھ چھوڑنے مین اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ جسقدر سے ایک وقت بھوک جاتی رہے اس سے زیادہ نہ رکھے اسواسطے کہ کوتاہی امید اصل زہد ہے اور درازی امید اصل حرص ہے اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ایک مہینے یا چالیس دن کھانے کی قدر رکھ چھوڑے اور کمترین درجہ یہ ہے کہ ایک برس کھانے کی قدر رکھ چھوڑے اگر قوت یکسالہ سے زیادہ رکھ چھوڑے گا تو زہد سے محروم رہے گا اسواسطے کہ جو سال بھر سے زیادہ کی امید رکھے گا اس سے زہد راست نہ آئے گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم اپنے عیال کے واسطے قوت یکسالہ رکھتے کیونکہ وہ بھوک پر صبر نہین کر سکتے تھے مگر آپ اپنے واسطے رات کے کھانے کو بھی کچھ نہ رکھتے اور نان خورش مین ادنیٰ درجہ سرکہ اور ساگ ہے اور متوسط درجہ روغن ہے اور جو کچھ روغن سے بنائین اور اعلیٰ درجہ گوشت ہے اگر آدمی ہمیشہ گوشت کھایا کرے تو زہد گیا گذرا اگر ہفتہ بھر مین دو ایکبار سے زیادہ گوشت کھائیگا تو زہد کے درجے سے بالکل نکل جائیگا اور کھانے کیوقت مین یہ لحاظ رکھنا چاہیے کہ دن بھر مین ایک بار سے زیادہ نہ کھائے اگر دو دن مین ایک بار کھائے تو یہ پورا زہد ہے اگر ایک دن مین دو مرتبہ کھائے گا تو یہ زہد نہین جو شخص زہد کو جاننا چاہے اسے چاہیے کہ جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا حال جان لے ام المؤمنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ کبھی ایسا ہوتا کہ چالیس چالیس شب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے گھر مین چراغ نہ جلتا اور خرمے اور پانی کے سوا کچھ غذا نہ ہوتی حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص جنت طلب کرتا ہے اسکے واسطے جو کی روٹی کھانا اور کتون کے ساتھ گھورے پر

[1] لیکن وہ شخص کہ حضوری خدا مین حاضر ہو سلیم دل لے کر ۱۲

سونا بس ہے اور حوارین سے فرمایا کہ جو کی روٹی اور ساگ کھایا کرو گیہون کے گرد بھی نہ جایا کرو اسواسطے کہ تم اسکے شکر پر نہ قائم رہ سکو گے دوسری مہم لباس ہے زاہد کو ایک کپڑے سے زیادہ نہ رکھنا چاہیے حتی کہ جب اس کپڑے کو دھووے تو ننگا ہو اگر آدمی پاس دو کپڑے ہونگے تو زاہد نہین ہے کمتر لباس ایک کرتا اور ٹوپی اور جوتا ہے اور اکثر لباس یہ ہے کہ ایک پگڑی اور ازار بھی ہو اور جنس لباس مین ٹاٹ ادنی ہے اور موٹا پشمینہ متوسط اور روئی کا موٹا کپڑا اعلیٰ ہے اگر باریک اور نرم کپڑے کا لباس ہوگا تو پہننے والا زاہد نہ رہیگا جناب سلطان الانبیا علیہ افضل الصلوٰۃ والثنا نے جسوقت انتقال فرمایا تو ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ایک کملی اور ایک موٹا تہبند لائین اور فرمایا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا بس یہی لباس تھا حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص ایسا لباس پہنتا ہے جسمین شہرت ہو تو جبتک وہ اس لباس کو اتار نہ ڈالے تب تک خدا اس سے خفا رہتا ہے اگرچہ وہ اسکے نزدیک دوست ہو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے دو کپڑون یعنی کمل اور تہبند کی قیمت دس درم سے زیادہ نہ ہوتی تھی اور کبھی آپ کی پوشاک ایسی میلی ہو جاتی کہ لوگون کو رنگریز کے کپڑون کا دھوکا ہوتا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطے ایک بار ایک کپڑا ہدیہ آیا اسمین بوٹے بنے تھے آپ نے پہنا پھر اتار دیا اور فرمایا کہ اسے ابوجہیم کے پاس لیجاؤ اور اسکی وہ کملی لے آؤ اسواسطے کہ اس بوٹے نے میری آنکھ کو اپنی طرف مشغول کر لیا ایک بار حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نعلین شریفین مین نیا پٹا لگایا تھا فرمایا کہ وہی پرانا پٹا ڈالدو اسواسطے کہ مجھے یہ ناپسند ہے نماز مین اس پر میری نظر پڑی ایک مرتبہ آپ نے منبر پر انگلی سے مہر کی انگوٹھی نکالکر ڈالدی اسلیے کہ آپ کی نظر اس پڑی تھی اور فرمایا کہ ایک نظر اسپر اور ایک نظر تم پر پڑنا مناسب نہین ایک بار آپ کے واسطے نئی نعلین شریفین لائے آپ نے حق تعالےٰ کا سجدہ کیا اور باہر تشریف لائے پہلے جو فقیر آپ کو ملا اُسے آپ نے وہ نعلین عنایت فرمائین اور ارشاد کیا کہ یہ میری نگاہ مین اچھی معلوم ہوئین مین ڈرا کہ مبادا حق تعالےٰ مجھے دشمن ٹھہرائے اسی واسطے مین نے سجدہ کیا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے فرمایا کہ اگر فردائے قیامت کو تم مجھ سے ملنا چاہتی ہو تو دنیا سے زاد سفر کی قدر پر قناعت کرو اور جبتک پیوند نہ لگا لو تب تک کوئی پیراہن بدن سے نہ اُتارو امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کپڑے پر چودہ پیوند لگے ہوئے لوگون نے گنے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے خلافت کے زمانے مین تین درم کا پیراہن مول لیا اور آستینین جسقدر ہاتھ سے لمبی تھین پھاڑ ڈالین اور فرمایا کہ اس خدا کا شکر جسنے یہ خلعت عنایت فرمایا ایک بزرگ کہتے ہین کہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے کپڑے جوتے سمیت مین نے انکوائے ایک درم اور چار دانگ سے زیادہ قیمت نہ اٹھی حدیث شریف مین آیا ہے کہ جو شخص لباس فاخرہ پہننے کی قدرت رکھتا ہو اور فروتنی کی راہ سے للہ اس لباس سے دستبردار ہو تو حق تعالےٰ پر اسکا حق ہو جاتا ہے کہ اسکے بدلے جنت کی عجیب وغریب پوشاک یاقوت کی کشتیون مین رکھ کر اسے عنایت فرمائے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے ائمہ ہدیٰ سے عہد لیا ہے کہ انکا لباس ادنیٰ لوگون کے لباس کا سا ہو تاکہ امیر لوگ انکی پیروی کرین اور فقیر لوگ شکستہ دل نہون فضالہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالےٰ امیر مصر تھے لوگون نے انھین دیکھا کہ مختصر لباس پہنے ہوے ننگے پاؤن پھرتے ہین کہا تم ایسا نہ کیا کرو اسواسطے کہ امیر شہر ہو انھون نے جواب دیا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناز و تنعم سے ہمین منع

فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ کبھی کبھی ننگے پاؤن بھی پھرا کرو محمد ابن واسع رحمۃ اللہ تعالےٰ جامہ صوف پہنکر قتیبہ ابن مسلم کے پاس گئے انھون نے پوچھا کہ تم نے صوف کیون پہنا ہے یہ چپ ہو رہے پھر کہا کہ جواب کیون نہین دیتے بولے اگر یہ کہتا ہون کہ زہد کے سبب سے پہنا ہے تو اسمین اپنی تعریف ہے اور اگر کہتا ہون کہ مفلسی کے سبب سے پہنا ہے تو اسمین حقتعالیٰ کی شکایت ہوتی ہے سلمان رحمۃ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے پوچھا تم اچھے کپڑے کیون نہین پہنتے بولے کہ بندہ کو اچھے کپڑون سے کیا کام اگر کل آزاد ہو جاؤنگا تو اچھے کپڑون سے محروم نہ رہونگا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعہ کے پاس ٹاٹ تھا رات کو نماز پڑھتے وقت اسے پہن لیتے دن کو نہ پہنتے تاکہ خلق نہ دیکھے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالےٰ نے فرقد سنجی سے کہا کہ یہ کمل جو تم اوڑھے ہو اسکے سبب سے سمجھتے ہو گے کہ تمھین اورون پر بزرگی ہے مین نے سنا ہے کہ اکثر کمل پوش دوزخی ہونگے تیسری مہم مسکن ہے اسکا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی جگہ اپنے رہنے کیواسطے آدمی مقرر نہ کرے بلکہ مسجد یا مسافر خانہ کے کونے پر قناعت کرے اور اعلےٰ درجہ یہ ہے کہ ایک کوٹھری بطور ملک یا بطور کرایہ اپنے قبضہ مین رکھے اور وہ بقدر حاجت ہو نہ بہت اونچی ہو نہ اسپر نقش و نگار ہون اور حاجت سے زیادہ وسیع بھی نہ ہو جب چھ گز سے زیادہ بلند چھت بنائیگا تو پایۂ زہد سے گر پڑیگا غرضکہ مسکن سے مقصود یہ ہے کہ آدمی سردی گرمی سے اپنے تئین بچائے اسکے سوا اور کچھ نہ تلاش کرے بزرگون نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد پہلا طول امل جو دنیا مین پھیلا وہ یہی تھا کہ لوگون نے گچ کیے ہوے مکان کی بناڈالی اور کپڑے مین متعدد چاک کر کر کے سیونین بڑھائین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین ایک چاک سے زیادہ کپڑے مین نہ تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ایک دو منزلہ مکان بنایا تھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے اسے منہدم کر دیا ایک دن کسی بلند گنبد کی طرف رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر ہوا پوچھا کہ یہ کسکا مکان ہے لوگون نے عرض کیا کہ فلانے شخص کا وہ شخص آپ کی خدمت مین حاضر ہوا آپ نے اُس کی طرف نظر نہین کی اُس نے جب اس خفگی کا سبب پوچھا لوگون نے بیان کیا تو اسنے اس گنبد کو مسمار کر ڈالا تب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے خوش ہوے اور اسکے حق مین دعاے خیر فرمائی حضرت حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عمر نہ تو اینٹ پر اینٹ جمائی نہ لکڑی پر لکڑی باندھی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ جس کی خرابی چاہتا ہے اسکا مال پانی اور مٹی مین برباد کرتا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور پوچھا یہ کیا کرتے ہو مین نے عرض کیا یا رسول اللہ نرکل کا ایک مکان تھا وہ خراب ہو گیا ہم اسے درست کرتے ہین فرمایا کہ کام اس سے بہت نزدیک ہے کہ مہلت ہو موت سر پر کھڑی ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حاجت سے زیادہ مکان بنائے گا قیامت کے دن اسے حکم کرینگے کہ اس گھر کو سر پر اٹھائے اور فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ خرچ کرتا ہے اسپر ثواب ملیگا مگر جو کچھ خاک پانی مین صرف کرتا ہے اسپر اجر نہ پائیگا حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے نرکل کا گھر بنایا لوگون نے عرض کیا کہ آپ اگر اینٹون کا مکان بناتے تو کیا ہوتا فرمایا جسے مرنا ضرور ہے اسے یہ بھی بہت ہے حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ بندہ جو عمارت بنائیگا وہ قیامت مین اسپر وبال ہوگی مگر اتنا سا گھر جسمین گرمی سردی سے امن ہو وبال نہوگا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے شام کے راستے مین ایک اونچی عمارت پختہ اینٹون کی بنی ہوئی دیکھ کر فرمایا کہ

مین ہرگز نہ جانتا تھا کہ اس امت مین لوگ ایسی عمارت بنائینگے جیسی ہامان نے فرعون کے واسطے بنائی تھی اسواسطے کہ پکی اینٹ کی خواہش فرعون نے کی تھی اور کہا تھا اَوْقِدْ لِیْ یَاھَامَانُ عَلَی الطِّیْنِ صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین سے روایت ہے کہ بندہ جب چھ گز سے اونچا مکان بناتا ہے تو ایک فرشتہ آسمان سے ندا کرتا ہے کہ او گنہگار ونکے سردار تو کہان چلا آتا ہے یعنی تجھے زیر زمین جانا چاہیے آسمان کیطرف کیون چلا آتا ہے حسن رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب گھرون کی چھت مین ہاتھ لگ جاتا تھا فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مجھے اس شخص سے تعجب نہین کہ مکان بناکر چھوڑ جائے اس شخص سے البتہ تعجب ہے جو یہ امر دیکھے اور عبرت نہ لے چوتھی مہم گھر کا اسباب ہے اس باب مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جو طریقہ تھا وہ درجۂ اعلیٰ ہے کہ وہ کنگھی اور پیالے کے سوا اور کچھ اسباب خانگی نہ رکھتے تھے کسی کو دیکھا کہ انگلیون سے داڑھی کے بال سلجھاتا ہے تو کنگھی بھی پھینکدی ایک شخص کو دیکھا کہ چلو سے پانی پیتا ہے پیالہ بھی پھینکدیا اور اوسط درجہ یہ ہے کہ ضروری ایک ایک چیز مین رکھے مٹی کی ہون خواہ لکڑی کی اگر تانبے پیتل کے برتن رکھیگا تو زہد نہ رہے گا اگلے بزرگون نے یہ کوشش کی ہے کہ ایک ایک چیز کو کئی کامون مین استعمال کیا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس درخت خرما کی چھال بھرا ہوا چمڑے کا ایک تکیہ تھا اور دوہری کی ہوئی کملی کا آپ کے واسطے بچھونا ہوتا تھا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلوے مبارک مین کھجور کی چٹائی کا نشان پڑا ہوا دیکھ کر بہت روئے آپ نے فرمایا کیون روتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین یہ روتا ہون کہ قیصر وکسریٰ وغیرہ دشمنان خدا ان نعمتون مین رہین اور خدا کا رسول اور دوست ان مصیبتون مین فرمایا اے عمر تو اس بات سے خوش نہین ہوتا کہ انھین دولت دنیا نصیب ہوئی اور ہمین نعمت آخرت عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین خوش ہون فرمایا کہ اے عمر تو جان لے کہ جیسا مین نے کہا ایسا ہی ہے ایک شخص حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھر گیا انکے گھر بھر مین کچھ نہ تھا اس شخص نے کہا کہ ابو ذر تمہارے گھر مین کچھ نہین جواب دیا کہ میرا ایک اور گھر ہے جو کچھ میرے ہاتھ لگتا ہے مین وہان بھیجدیتا ہون یعنی دار آخرت مین اس شخص نے کہا کہ جب تک اس گھر مین رہے گا تب تک کچھ اثاث البیت ضرور ہے بولے گھر کا مالک یعنی حق تعالےٰ مجھے یہان نہ رہنے دے گا جب عمیر ابن سعد امیر حمص حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان سے پوچھا کہ متاع دنیا سے تمہارے پاس کیا کیا ہے عرض کیا کہ ایک عصا ہے اسپر سہارا کرتا ہون اور اس سے سانپ مارتا ہون اور ایک انبان ہے اسمین کھانا رکھتا ہون اور ایک کاسہ ہے اسمین کھانا کھاتا ہون اور اسی سے سر اور کپڑا دھوتا ہون اور ایک لوٹا ہے اسی مین پانی پیتا ہون اور اسی سے طہارت کرتا ہون یہ چیزین تو اصل ہین اور جو اسباب دنیوی میرے پاس ہے وہ انکی فرع ہے جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوۃ والثنا ایک بار سفر سے جناب سیدۃ النسا حضرت بی فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے گھر تشریف لائے دروازے پر پردہ پڑا دیکھا اور جناب سیدہ کے دونون ہاتھون مین چاندی کا ایک ایک کڑا دیکھا یہ امر برا معلوم ہوا آپ پھر گئے جناب سیدہ کو جب یہ دریافت ہوا کہ آپ اسوجہ سے پھر گئے تو اُن دونون کڑون کے تین ڈیڑھ درم کو بیچکر پردہ سمیت خیرات دیدیا پس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے خوشدل ہوے اور فرمایا تم نے اچھا کام کیا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر مین ایک

پردہ تھا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری نظر جب اس پردہ پر پڑتی ہے تو مجھے دنیا یاد آتی ہے اسے لیجا کر فلانے آدمی کو دیدو ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب کو دوہری کملی پر سویا کرتے تھے ایک رات مین سنے نیا بچھونا بچھایا تمام شب آپ پیچ وتاب کھایا کیے دوسرے دن فرمایا کہ رات کو اس بچھونے نے میری نیند اچاٹ دی حضرت صدیقہ رضؓ نے وہی کملی پھر بچھا دی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت فیضدرجت مین ایک بار لوگ مال لاے آپ نے سب بانٹ دیا چھ دینار باقی رہ گئے تمام شب آپکو نیند نہ آئی حتی کہ اخیر شب کو وہ بھی کسی کے تئین دیدیے تب آرام سے نیند آئی اسوقت آپ نے یہ فرمایا کہ اگر مین مرجاتا اور چھ دینار میرے پاس ہوتے تو میرا حال کیا ہوتا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ ستر صحابہؓ کو مین نے اس حال پر پایا کہ جو کپڑا پہنے تھے اسکے سوا اور نہ رکھتے تھے اور اپنے بدن کو خاک سے نہ بچاتے تھے زمین پر پہلو رکھکر سوتے اور اسی کپڑے کو اوڑھ لیتے پانچوین مہم نکاح ہے حضرت سہل تستری اور سفیان بن عینیہ اور علما کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ نکاح مین زہد نہین ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلق سے زیادہ زاہد تھے اور بیبیون کو دوست رکھتے تھے اور آپ کے نو محل تھے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ باین زہد چار زن منکوحہ اور دس بارہ حرم رکھتے تھے اے عزیز جان تو کہ اس سے ان حضرات کا یہ مقصود ہوگا کہ یہ امر درست نہین کہ کوئی شخص بطریق زہد اسواسطے نکاح سے دستبردار ہوجاے کہ اسے لذت مباشرت نہ حاصل ہونے پاے اسلیے کہ نکاح کے سبب سے اولاد ہونے کی راہ کھلتی ہے اور اس مین بقاے نسل کے ساتھ بہت سے فائدے ہین نکاح نہ کرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص کھانا پینا چھوڑ دے تاکہ اسے کچھ لذت نہ حاصل ہو تو اسکے سبب سے آدمی ہلاک ہوجائیگا اور اسکے سبب سے نسل منقطع ہوجائیگی اگر نکاح کسی شخص کو خدا سے غافل کردیگا تو نہ کرنا اولی ہے اور اگر شہوت غالب ہو تو زاہد وہ ہے جو ایسی عورت کے ساتھ نکاح کی خواہش کرے جو حسینہ اور جمیلہ نہو شہوت بجھانیوالی ہو شہوت بھڑکانیوالی نہو حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کا نکاح خوبصورت عورت کے ساتھ لوگون نے ٹھہرا کر کہا کہ اسکی ایک بہن اس سے زیادہ عقلمند ہے مگر کانی ہے انھون نے اس عقلمند کی خواہش کی اور خوبصورت کو جواب دیدیا حضرت جنید قدس سرہٗ کہتے ہین کہ مین اس بات کو بہت دوست رکھتا ہون کہ مرید مبتدی اپنے دل کو تین چیزون سے بچاے رکھے کسب اور نکاح اور حدیث لکھنے سے اور یہ بھی ان ہی کا قول ہے کہ مین اس بات کو نہین دوست رکھتا کہ صوفی لکھے پڑھے ہو اسطے کہ لکھنے پڑھنے سے خیال بٹ جاتا ہے اور دلجمعی نہین ہوتی چھٹی مہم جاہ ومال ہے ربع مہلکات مین ہم بیان کرچکے ہین کہ یہ دونون زہر ہین مگر اسمین سے بقدر حاجت تریاق ہے منجملہ دنیا نہین بلکہ جو چیزین راہ دین مین ضرور ہین یہ بھی ان مین سے ہے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کسی دوست سے کچھ قرض مانگا وحی آئی کہ اے خلیل مین تیرا دوست برحق ہون تو نے مجھ سے کیون نہ قرض مانگا عرض کیا کہ بارخدایا مین نے جانا کہ دنیا کو تو دشمن رکھتا ہے تجھ سے دنیا مانگتے ڈرا حکم آیا کہ ابراہیم جس چیز کی حاجت ہو وہ دنیا مین سے نہین غرضکہ آدمی نے خواہشون اور بقدر حاجت سے زیادہ چیزون کو جب خیال آخرت سے چھوڑ دیا اور جاہ ومال سے بقدر ضرورت پر اکتفا کی تو اسکا دل جاہ ومال سے الگ رہتا ہے اور وہ دنیا کو دوست نہین رکھتا اس سے مقصود یہ ہے کہ آدمی جب اس جہان مین جائیگا تو اسکا سر نیچے اور منھ پیچھے نہوگا یعنی دنیا کی طرف پھر پھر کر نہ دیکھے گا دنیا کو وہی پھر پھر کر

دیکھتا ہے جو دنیا کو اپنی آسائش و آرام کی جگہ جانتا ہے اور جس آدمی کے جی مین دنیا پاخانہ کے مثل ہوتی ہے یعنی وقت حاجت کے سوا کبھی اسکی خواہش نہین کرتا وہ مرکو جب اس حاجت سے چھوٹا تو دنیا کی طرف کب التفات کرتا ہے اور جو شخص دنیا سے دل لگاتا ہے اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی جگہ رہنے نہ پائیگا اور اس جگہ اپنی گردن زنجیرون سے مضبوط باندھے یا اپنے سر کے بالون سے اس جگہ پر مضبوط گرہ لگائے حتی کہ اسے جب اس جگہ سے اُٹھائین تو سر کے بالون کے سبب سے لٹکا رہے جبتک سر کے سب بال نہ اُکھڑ جائین تب تک اس جگہ سے نہ چھوٹے جب اس جگہ سے باین کشاکش چھوٹے تو سر کے بال اُکھڑنیکا زخم اسکے ساتھ رہے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین نے ایک قوم کو پایا وہ لوگ بلا اور مصیبت سے اتنا خوش ہوتے تھے جتنا تم نعمت سے نہین خوش ہوتے ہو وہ اگر تمھین دیکھتے تو کہتے یہ شیطان ہین اور تم انھین دیکھتے تو کہتے یہ دیوانے ہین وہ لوگ اس وجہ سے بلا اور مصیبت کی رغبت کرتے تھے کہ دنیا سے برخاستہ خاطر رہین اور مرتے وقت کسی چیز مین ان کا دل ہرگز نہ لگا رہے واللہ اعلم ؕ

پانچوین اصل نیت اور صدق اور اخلاص کے بیان مین

اے عزیز واز جان اس بات کو جان کہ اہل بصیرت پر یہ بات ظاہر ہوئی ہے کہ تمام خلق ہلاک اور تباہ ہے مگر عابد لوگ اور سب عابد ہلاک اور تباہ ہین مگر عالم اور سب عالم ہلاک ہین مگر مخلص اور مخلص لوگ بڑے خطر مین ہین تو بغیر اخلاص کے تمام رنج و محنت ضائع ہے اور صدق و اخلاص نیت ہی مین ہوتا ہے جب کوئی شخص نیت ہی نہ جانیگا تو نیت مین اخلاص کا کیونکر لحاظ رکھیگا ہم ایک باب مین نیت کے معنی اور دوسرے باب مین اخلاص کی حقیقت تیسرے باب مین حقیقت صدق بیان کرتے ہین پہلا باب نیت کے بیان مین اے عزیز پہلے تجھے نیت کی فضیلت جاننا چاہیے کہ سب اعمال کی روح نیت ہے اور نیت ہی پر حکم ہوگا حق تعالے عمل مین نیت ہی کو دیکھتا ہے اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے تمھارے اور اعمال کو نہین دیکھتا تمھارے دل اور کردار کو دیکھتا ہے دل کو اسیواسطے دیکھتا ہے کہ وہ محل نیت ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ کام نیت کے ساتھ ہے اور ہر شخص کو اپنی عبادت سے وہی اجر ملیگا جسکی وہ نیت رکھتا ہے جو شخص ہجرت کرے یعنی لڑائی پر یا حج کو خدا کے واسطے جائے تو اسکی ہجرت خدا کیواسطے ہے اور جو شخص اسواسطے ہجرت کرے کہ مال ہاتھ آئے یا کسی عورت کے ساتھ نکاح کرے تو اسکی ہجرت خدا کے واسطے نہین بلکہ جو اسکی نیت ہے اسی لیے اسکی ہجرت ہے، رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کے بہتیرے شہید تکیہ بچھونے پر مرتے ہین اور بہت لوگ دو صفون کے بیچ مین مارے جاتے ہین کہ انکی نیت خدا خوب جانتا ہے اور فرمایا ہے کہ بندہ بہت نیک کام ایسے کرتا ہے کہ ملائکہ ان کامونکو بلند کرتے ہین اور حق تعالے فرماتا ہے کہ ان کامون کو اسکے نامۂ اعمال سے نکالڈالو کیونکہ اسنے میرے واسطے نہین کیے ہین اور فلانا فلانا عمل اسکے نام لکھو فرشتے عرض کرتے ہین کہ بارخدایا اسنے تو یہ عمل نہین کیے ارشاد ہوتا ہے کہ ان عملونکی نیت کی ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ چار طرح کے ہین ایک گروہ مال رکھتا ہے اور بمقتضائے علم خرچ کرتا ہے دوسرا گروہ کہتا ہے کہ اگر مین بھی مالدار ہوتا تو یون ہی خرچ کرتا یہ دونون گروہ اجر مین برابر ہین تیسرا گروہ مال کو بیجا خرچ نہین کرتا ہے چوتھا گروہ کہتا ہے کہ اگر مین مالدار ہوتا تو یون ہی بیجا خرچ کرتا یہ دونون گروہ گناہ مین برابر ہین یعنی اکیلی نیت ایسی ہوتی ہے جیسی وہ نیت جس کے ساتھ عمل بھی ہو حضرت انس رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ جنگ تبوک کے دن جناب سرور کائنات علیہ السلام

والصلوٰۃ باہر نکلے اور فرمانے لگے کہ مدینہ مین بہت لوگ ایسے ہین کہ سفر اور بھوک کے سبب سے جو رنج ہم کھینچ رہے ہین اسمین وہ لوگ شریک ہین ہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کیون شریک ہین وہ لوگ تو اس رنج سفر سے محروم ہین فرمایا کہ عذر کے سبب سے ہمارے ساتھ نہ آسکے مگر انکی نیت تو ایسی ہے جیسے ہماری نیت بنی اسرائیل مین ایک شخص تھا بالو کے ٹیکرے پر اسکا گذر ہوا اس زمانے مین قحط تھا اپنے جی مین کہنے لگا کہ اگر اتنے گیہون مجھے میسر ہوتے تو سب فقیرون کو دیدیتا اسوقت مین جو رسول تھے اُنپر وحی آئی کہ فلانے شخص سے کہدو کہ خدا نے تیرا صدقہ قبول کیا اور تجھے اتنا ثواب دیا کہ اگر تو گیہون رکھتا ہوتا اور خیرات کرتا تو اتنا ہی ثواب دیتا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسکی نیت اور ہمت دنیا ہو گی ہمیشہ اسکی آنکھون کے سامنے فقر و افلاس پھرا کرے گا اور دنیا سے عشق دنیا مین گرفتار جائیگا اور جسکی نیت اور ہمت آخرت ہو گی حق تعالے اسکا دل غنی رکھے گا اور دنیا سے زاہد جائیگا اور فرمایا ہے کہ مسلمان جب معرکہ جنگ مین کفار سے لڑنے کھڑے ہوتے ہین تو فرشتے انکے نام لکھنے لگتے ہین کہ فلانا مسلمان تعصب سے لڑتا ہے فلانا حمیت سے لڑتا ہے اخیر کو کہتے ہین کہ فلانا فلانا مسلمان راہ خدا مین شہید ہوا جو مسلمان کلمہ توحید بلند کرنے کے واسطے لڑتا ہے وہ راہ خدا مین ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص نکاح کرے اور مہر نہ دینے کی نیت رکھے وہ زانی ہے اور جو شخص اس نیت سے قرض لے کہ ادا نہ کرون گا وہ چور رہے علما نے کہا ہے کہ پہلے عمل کی نیت سیکھو پھر عمل کرو ایک شخص کہتا تھا کہ مجھے نیک عمل سکھاؤ تاکہ رات دن اس مین مشغول رہون خیر سے کبھی خالی نہ رہا کرون لوگون نے اسے جواب دیا کہ اگر تو خیر نہین کر سکتا تو خیر کی نیت ہمیشہ کیا کرتا کہ اس خیر کا ثواب تجھے حاصل ہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ قیامت کے دن خلق کو ان کی نیتون پر حشر کرین گے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ بہشت دائمی اس عمل چند روزہ سے نہ ملے گی نیک نیت کی بدولت ملے گی اسواسطے کہ نیت کی انتہا نہین

حقیقت نیت

اے عزیز جان تو کہ آدمی سے کوئی حرکت صادر نہین ہوتی تا وقتیکہ اسکے پہلے سے تین حاجتین نہ ہون علم ارادہ قدرت یعنے بوجھ چاہ سکت مثلاً آدمی جب کھانا نہین دیکھتا نہین کھاتا جب دیکھا تو اگر اس کی چاہ نہ ہو گی تو بھی نہ کھائے گا اور اگر اس کی چاہ تو ہو لیکن ہاتھ ایسا شل ہو کہ کام نہ کر سکے تو بھی نہ کھائیگا اسواسطے کہ سکت نہین رکھتا تو یہ تین حاجتین ہر حرکت کے آگے آگے چلتی ہین مگر حرکت قدرت کی تابع ہے اور قدرت ارادہ کی تابع ہے اسواسطے کہ ارادہ قدرت کو کام مین رکھتا ہے اور ارادہ علم کا تابع نہین ہے اسواسطے کہ آدمی بہت چیزین دیکھتا ہے اور اسکا ارادہ اور خواہش نہین کرتا مگر علم کے بغیر ارادہ اور خواہش کرنا محال ہے اسواسطے کہ جو چیز آدمی کو نہ معلوم ہو گی اسکا ارادہ اور خواہش کیونکر کرے گا اور ان تینون حاجتون مین سے ارادے کا نام نیت ہے نیت علم و قدرت سے نہین عبارت ہے اور ارادہ وہ ہے جو آدمی کو کسی کام پر قائم کرے اور اس کام مین لگائے رکھے اسے غرض و قصد اور نیت بھی کہتے ہین تو ان تینون لفظون کے ایک ہی معنی ہین تو غرض جو آدمی کو مستعد کرتی ہے اور کام مین لگائے رکھتی ہے وہ کبھی ایک ہوتی ہے کبھی دو غرضین ایک چیز مین جمع ہو جاتی ہین اگر ایک ہی غرض ہو تو اسے خالص کہتے ہین اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص بیٹھا ہے اور شیر اسکے مارڈالنے کا قصد کرے اور وہ شخص اٹھ بھاگے تو اس شخص کی ایک ہی غرض اور ایک ہی قصد ہے یعنی بھاگ جانا اسی طرح جو شخص کسی معزز اور محتشم آدمی کے آنے سے سروقد کھڑا ہو جائے تو اعزاز و اکرام کے سوا اسکی اور کچھ غرض نہین تو یہ غرض خالص ہے

اور ایک کام مین دو غرضین تین قسم پر ہوتی ہین ایک یہ کہ ہر ایک غرض ایسی ہو کہ اگر اکیلی وہی غرض ہوتی تو بھی اس کام مین مصروف رکھتی جیسا کہ قرابت دار محتاج ایک درم مانگے اور اسے اپنا عزیز اور محتاج سمجھ کر آدمی درم دیدے اور اپنے جی مین جانتا ہے کہ اگر یہ محتاج نہ ہوتا تو بھی مین اسے درم دیتا اور اگر محتاج ہوتا عزیز نہ ہوتا تو بھی مین درم دیتا تو یہ دو غرضین ہین اور نیت بشرکت ہے دوسری قسم یہ ہے کہ درم دینے والا اپنے جی مین جانتا ہے کہ یہ مانگنے والا اگر عزیز ہوتا محتاج نہ ہوتا یا محتاج ہوتا عزیز نہ ہوتا تو مین درم نہ دیتا جب یہ دونون باتین جمع ہوئین تو مجھے درم دینا پڑے پہلی قسم کی مثال یہ ہے کہ دو آدمی ملکر پتھر اٹھائین اور ہر ایک تنہا پتھر اٹھانے پر قادر ہے اور دوسری قسم کی مثال ایسی ہے کہ ایک دوسرے کی مدد سے دو ضعیف آدمی ایک پتھر اٹھاتے ہین ہر ایک تنہا وہ پتھر اٹھانے سے عاجز ہے تیسری قسم یہ ہے کہ دو غرضون مین سے ایک غرض خفیف ہو کہ اکیلی وہ غرض آدمی کو کام مین نہ لگائے اور دوسری غرض شدید ہو کہ اکیلی کام مین مشغول کرے مگر اس غرض سے کام بہت آسان ہو جائے جیسا کہ کوئی شخص تہجد کی نماز اکیلا پڑھتا ہے مگر جب لوگ جمع ہوتے ہین تو نماز پڑھنا اسپر بہت آسان ہو جاتا ہے اور بہت خوشی سے نماز پڑھتا ہے لیکن اگر ثواب کی امید نہ ہوتی تو ان لوگون کے دکھانے کیواسطے نہ پڑھتا اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی زور آور آدمی ایک پتھر اٹھا سکتا ہے اور کوئی کمزور بھی اسکی مدد کردے تاکہ پتھر اٹھانا اس زور آور پر بہت آسان ہو جائے ان اقسام مین سے ہر ایک کا حکم جدا ہے جیسا کہ اخلاص مین بیان ہوگا یہان اتنا ہی مقصود ہے کہ تجھے یہ معلوم ہو جائے کہ غرض اور باعث اور محرک نیت کے معنی مین ہین اور یہ کبھی خالص ہوتے ہین کبھی ملے جلے **فصل** اے عزیز جان تو کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِهٖ یعنی مومن کی نیت اسکے عمل اور کردار سے بہتر ہے اس سے آپکا یہ مقصود نہین کہ نیت بے کردار کردار بے نیت سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ امر ظاہر ہے کہ عمل بے نیت کے عبادت نہین اور نیت بے عمل کے عبادت ہے تو اسکے معنی یہ ہین کہ عبادت بدن سے ہوتی ہے اور نیت دل سے اور یہ دو چیزین ہین ان دونون مین سے جو دل سے علاقہ رکھتی ہے وہ بہتر ہے اور اسکے بہتر ہونیکا سبب یہ ہے کہ عبادت بدنی سے مقصود یہ ہے کہ دل کی صفت بدل جائے اور نیت عمل دل سے یہ مقصود نہین کہ بدن کی صفت بدل جائے لوگ جانتے ہین کہ عمل کیواسطے نیت چاہیے اور حقیقت یہ ہے کہ نیت کے لیے عمل چاہیے کیونکہ سب کامون سے دل کا پھرنا مقصود ہے اسواسطے کہ اس جہان مین دل ہی سفر کریگا اور دل ہی کے واسطے سعادت اور شقاوت ہے اور بدن اگرچہ درمیان مین ہوگا مگر دل کا تابع ہے جیسے اونٹ کہ بے اسکے حج نہین ہوتا مگر وہ حاجی نہین ہو جاتا اور دل کا پھرنا ایک ہی بات ہے اور یہ ہے کہ دنیا کی طرف سے منھ پھیر کر آخرت کی جانب متوجہ ہو جائے بلکہ دنیا اور آخرت دونون سے منھ پھیر کر حق تعالےٰ کی طرف متوجہ ہو جائے اور دلکی خواہش اور ارادہ یہی روئے دل ہے جب دنیا کی خواہش آدمی کے دل پر غالب ہوتی ہے تو دل کا منھ دنیا کی طرف ہوتا ہے دنیا کے ساتھ علاقہ رکھنا دل کی خواہش ہے ابتدائے خلقت مین دل کا یہی حال ہوتا ہے جب جناب احدیت اور دیدار آخرت کی خواہش غالب ہوئی تو دل کی صفت بدلی اور دوسری طرف متوجہ ہوا تو سب اعمال سے دل کا پھرنا مقصود ہے سجدہ کرنے سے یہ مقصود نہین ہے کہ پیشانی پھر جائے تاکہ ہوا سے زمین مین لگ جائے بلکہ یہ مقصود ہے کہ دل کی صفت بدل جائے تکبر سے فروتنی کی طرف دل پھر جائے اور اللہ اکبر کہنے سے یہ مقصود نہین کہ زبان پھرے اور ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہے کہ دل اپنی تعظیم سے پھر جائے اور دل پر حق تعالےٰ ہی کی عظمت طاری ہو جائے اور حج مین کنکریان پھینکنے سے

یہ مقصود نہین کہ ایک جگہ بہت سے سنگریزے جمع ہو جائین یا ہاتھ ہلنے لگے بلکہ یہ مقصود ہے کہ دل طاعت اور بندگی پر راست ہو کر ٹھہر جائے اور خواہش نفسانی کی متابعت اور اپنی عقل کے تصرف کو بالائے طاق رکھے مطیع حکم الٰہی ہو جائے اپنی باگ اپنے ہاتھ سے چھوڑ کر فرمان الٰہی کے ہاتھ مین دیدے جیسا کہ کہا ہے لَبَّیْكَ بِحَجَّةٍ حَقًّا تَعَبُّدًا وَرِقًّا[1] اور قربانی کرنے سے یہ مقصود نہین کہ بکرے کی جان جائے بلکہ یہ مقصود ہے کہ تیرے سینے سے نجاست بخل جاتی رہے اور جانورون پر بمقتضائے طبع تو شفقت نہ رکھے حکم الٰہی سے شفقت رکھے جب حکم ہو کہ ذبح کر تو یہ نہ کہے کہ اس بیچارے نے کیا قصور کیا ہے اسے مصیبت اور ہلاکت مین کیون مبتلا کرون بلکہ اپنا تمام اختیار چھوڑ دے اور حقیقت مین نیست ہو جا کیونکہ تو خود نیست ہے اسواسطے کہ بندہ اپنے حق مین نیست ہے اور حقیقت مین خداوند عالم ہست ہے اور سب عبادتون کا یہی حال ہے مگر حق تعالےٰ نے دل کو ایسا پیدا کیا ہے کہ جب کوئی ارادہ اور خواہش اسمین پیدا ہوتی ہے اور بدن اسکے موافق حرکت کرتا ہے تو وہ صفت دل مین بہت مضبوط ہو کر جم جاتی ہے مثلاً جب دل مین یتیم پر رحم آتا ہے تو اگر اسکے سر پر آدمی ہاتھ پھیرنے لگے تو وہ رحم بہت قوی اور مضبوط ہو جاتا ہے اور دل کی آگاہی زیادہ ہو جاتی ہے اور جب فروتنی کی صفت دل مین پیدا ہوتی ہے تو اگر آدمی اپنا سر جھکا کر زمین سے لگا دے تو وہ فروتنی دل مین جم جاتی ہے طلب خیر سب عبادتون کی نیت ہے یعنی آدمی دنیا کی طرف نہ متوجہ رہے آخرت کی طرف متوجہ ہو جائے اور اس نیت پر عمل کرنا اس خواہش کو قائم اور مضبوط کر دیتا ہے تو خواہش اور نیت کی مضبوطی کے واسطے عمل ہے گو کہ نیت ہی کے سبب سے عمل سرزد ہوتا ہے جب یہ حال ہے تو اس نیت کا عمل سے بہتر ہونا ظاہر ہے اسواسطے کہ نیت کا محل دل ہے اور عمل دوسری جگہ سے دلمین سرایت کرے گا اگر دل مین عمل سرایت کرتا ہے تو کام آتا ہے اور اگر نہین سرایت کرتا ہے اور غفلت کے ساتھ سرزد ہوتا ہے تو حبط اور اکارت ہو جاتا ہے اسی سبب سے نیت بے عمل حبط نہین ہوتی کہ وہ نفس دلمین ہوتی ہے غفلت کو اسمین دخل ہی نہین یہ بات ایسی ہے جیسے معدہ مین درد ہو تو جب آدمی دوا کھاتا ہے تو وہان پہونچتی ہے اور اگر سینے پر لیپ کرے تاکہ معدہ مین اثر پہونچے تو بھی فائدہ کریگی مگر جو دوا معدے کے اندر پہونچتی ہے وہ خواہ نخواہ اس دوا کی بہ نسبت فائدے مین بہتر ہوتی ہے اور دوا سے سینہ مقصود نہین بلکہ معدہ مقصود ہے تو جب سینے سے معدہ مین دوا سرایت نہ کرے تو رائگان ہے اور جو دوا معدے مین پہونچ جاے وہ اگر سینے مین نہ پہونچے گی تو رائگان نہین

جو خیالات نفسانی اور وسواس معاف ہین اور جو معاف نہین اُن کا بیان

اے عزیز جان تو کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے میری امت کے واسطے خیالات نفسانی معاف کیے ہین اور حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونون مین ہے کہ جو شخص گناہ کا قصد کرے اور گناہ نہ کرے تو فرشتون کو حکم ہوتا ہے کہ یہ گناہ اس کے نامۂ اعمال مین نہ لکھو اور اگر وہ گناہ کرے تو ایک ہی گناہ لکھو اور اگر نیکی کا قصد بھی کرے تو ایک نیکی لکھ لو گو کہ وہ شخص پھر وہ نیکی نہ کرے اور اگر وہ نیکی کرے تو دس نیکیان لکھو اور بعضی حدیثون مین ہے کہ سات سو نیکیون تک فرشتے بڑھاتے جاتے ہین اس جگہ سے ایک گروہ یہ بات سمجھا ہے کہ قصداً اور سوچ سے جو کچھ دل مین آئے اسپر آدمی ماخوذ نہ ہو گا حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ ہم بیان کر چکے ہین دل اصل ہے اور بدن اس کا تابع اور حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ یعنے جو تمھا

[1] حاضر ہوتا ہون حجت حق کے ساتھ بندہ اور فرمانبردار ہو کر ۱۲

دلون مین ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ حق تعالےٰ تم سے اسکا حساب کریگا اور فرمایا ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا یعنے کان آنکھ دل تینون سے سوال کیا جائیگا اور فرمایا ہے لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِي أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ یعنی لغو قسم مین زبان نہ پکڑی جائیگی بلکہ قصد کے سبب سے دل ماخوذ ہوگا اور اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ کبر نفاق عجب ریا حسد کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اور یہ دل کے کام ہین پس اس مسئلہ کی تحقیق یہ ہے کہ جو کچھ دلمین گذرتا ہے وہ چار طور پر ہے دو مین آدمی کا اختیار نہین انکے سبب سے ماخوذ نہ ہوگا اور دو مین اختیار ہے ان کے سبب سے ماخوذ ہوگا اسکی مثال یہ ہے کہ تو راہ راہ جاتا ہے اور کوئی عورت تیرے پیچھے پیچھے آتی ہے اور دلمین آئے کہ مین اگر پھر کر دیکھون تو یہ عورت مجھے دکھائی دے تو اس خطرہ کو حدیث نفس کہتے ہین دوسری صورت یہ ہے کہ تیری طبیعت مین پھر کر دیکھنے کی رغبت پیدا ہوا سے میل طبع کہتے ہین اور یہ رغبت پیدا ہونا شہوت ہے تیسری صورت یہ ہے کہ دل حکم کرے کہ پھر کر دیکھنا چاہیے یہ حکم ایسی جگہہ ہوتا ہے جہان کوئی ڈر اور شرم مانع نہ ہو اسواسطے کہ ضرور نہین کہ شہوت جس بات کی مقاضی ہو دل بھی حکم کرے کہ یہ بات کرنا چاہیے بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دل حکم کرتا ہے کہ یہ بات نہ کرنا چاہیے اسکا نام حکم دل ہے چوتھی صورت یہ ہے کہ پھر کر دیکھنے کا قصد کرے تو اگر خدا سے یا بندون سے ڈر کر اس حکم دل کو رد نہ کریگا یا اس حکم کو باطل نہ کریگا تو وہ قصد جھٹ پٹ مصمم ہو جائیگا تو پہلی دو حالتون یعنی حدیث نفس و میل طبع کے سبب سے بندہ ماخوذ نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ بندے کے اختیار مین نہین اور حق تعالےٰ فرماتا ہے لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا اور یہ حدیث نفس ایسی ہوتی ہے جیسے عثمان ابن مظعون رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ میرا نفس مجھ سے یہ کہتا ہے کہ اپنے تئین خصی کر ڈال تاکہ شہوت نکاح سے چھوٹ جا آپ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرنا کیونکہ میری امت مین روزہ رکھنا اپنے تئین خصی کرنیکا حکم رکھتا ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ جورو کو طلاق دیدے فرمایا تیزی نہ کر اسواسطے کہ نکاح میری سنت ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ راہبون کی طرح پہاڑ پر جا بیٹھ فرمایا یہ نہ کرنا اسلیے کہ حج اور جہاد کرنا میری امت کی رہبانیت ہے عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا نفس کہتا ہے کہ گوشت نہ کھا فرمایا نہ اسواسطے کہ مین گوشت کو دوست رکھتا ہون اگر مین گوشت پاتا تو کھاتا اگر خدا سے مانگتا تو وہ عنایت فرماتا پس انھین یہ خطرے جو آئے تھے سب حدیث نفس ہین اور معاف ہین اس واسطے کہ یہ کام کرنے کا قصد نہین کیا تھا فقط اپنے دل سے مشورہ تھا اور وہ دو حالتین جو آدمی کے اختیار سے دل مین پیدا ہوتی ہین ایک حکم دل ہے دوسرے اس طرف طبیعت کا میل کہ یہ کام کرنے کے لائق ہے اور وہ کام کرنے کی طرف دل کا قصد ان دونون حالتون کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوگا اگرچہ شرم وخوف یا اور کسی مانع کے سبب سے اس کام کو نہ کرے خدا کے واسطے اس میل کو ترک نہ کیا ہو اور بندہ ماخوذ ہوگا اسکے یہ معنی نہین ہین کہ کسی کو اسپر غصہ آئے اور اب اس گناہ کے عوض اس شخص پر سختی کرے اس واسطے کہ جناب الٰہی غصہ کرنے اور بدلا لینے سے منزہ ہے مگر اسکے یہ معنی ہین کہ اسنے یہ جو قصد کیا اس کے سبب سے اسکے دل نے ایسی صفت پیدا کی کہ جناب الٰہی سے دور ہوگیا یہی اسکی شقاوت ہے اسواسطے کہ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہین کہ آدمی کی سعادت اسی مین ہے کہ اپنی طرف سے اور دنیا کی جانب سے منھ پھیر کر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے خواہش و علاقہ یہی اسکا منہ ہے اسواسطے کہ وہ جو ایسی خواہش اور

ایسا قصد کرتا ہے کہ دنیا سے تعلق رکھے تو دنیا کے ساتھ اسکا علاقہ بہت مستحکم ہو جاتا ہے اور جو چیز اسے حاصل ہونا چاہیے اُس سے بہت دور ہو جاتا ہے اور آدمی ماخوذ اور ملعون ہوا اسکے یہ معنی ہین کہ دنیا مین بہت گرفتار ہوا اور جناب الٰہی سے بہت دور ہو گیا یہ کام اسی سے ہے اور اسی کے ساتھ ہے اور اسی مین ہے نہ کسی کو اسکی عبادت سے خوشی ہوتی ہے نہ اسکے گناہ سے غصہ ہوتا ہے کہ اس سے انتقام لے مگر خلق کی عقل کے موافق ایسا کہا کرتے ہین اور جو شخص یہ اسرار سمجھا ہے اس بات مین کچھ شک وشبہہ نہین رہتا کہ ان احوال دل کے سبب سے آدمی ماخوذ ہوتا ہے اسپر بڑی دلیل یہ ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جب دو آدمی آپس مین تلوار کھینچین اور ایک مار ڈالا جائے تو قاتل اور مقتول دونون دوزخ مین ہین صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مقتول کیون دوزخ مین ہے فرمایا اسواسطے کہ وہ دوسرے کو قتل کرنا چاہتا تھا اگر قتل کر سکتا تو قتل کر ڈالتا دوسری دلیل یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس مال ہے اور وہ موافق شرع بجا نہین خرچ کرتا اور دوسرا شخص اپنے دلمین کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو مین بھی یون ہی بیجا خرچ کرتا تو دونون شخص گناہ مین برابر ہین اور یہ دونون باتین قصد دلی ہین اور اسمین کچھ شک نہین کہ اگر کوئی شخص اپنے بچھونے پر عورت کو پائے اور یہ خیال کرکے کہ یہ میری جورو نہین ہے اسکے ساتھ جماع کرے تو گنہگار ہوگا اگرچہ وہ اسکی جورو ہو بلکہ آدمی اگرچہ جانے کہ مین باوضو ہون اور نماز پڑھے اور حقیقت مین بے وضو ہو تو اسے ثواب ہوگا اور اگر سمجھے کہ مین بے وضو ہون اور نماز پڑھے تو گنہگار ہوگا اگرچہ پھر اسے یاد آئے کہ مین باوضو تھا اور یہ سب باتین دل کی حالتین ہین لیکن اگر گناہ کا قصد کرے اور خوف خدا سے گناہ کا مرتکب نہو تو اسکے واسطے نیکی لکھتے ہین جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ آدمی کا قصد طبیعت کے موافق ہوتا ہے اور طبیعت کے برخلاف کسی کام سے دست بردار ہونا مجاہدہ ہے کہ اس قصد کو دل تاریک کرنے مین جتنا اثر ہے اس مجاہدہ کو دل روشن کرنے مین اس سے زیادہ اثر ہے نیکی لکھنے کے یہی معنی ہین اور اس حدیث کا یہی مطلب ہے اور اگر کوئی شخص قصد گناہ کر کے عاجزی کے سبب سے اس گناہ سے باز رہا تو یہ باز رہنا اس قصد کا کچھ کفارہ نہوگا اور وہ تاریکی نہ دور ہوگی اور اس قصد کے سبب سے ماخوذ ہوگا جیسے وہ مقتول جو عاجزی کے سبب سے اپنے قاتل کو قتل کرنے سے باز رہے اور قتل ہو جائے

جو عمل نیت کے سبب سے بدل جاتے ہین انکا بیان اے عزیز جان تو کہ اعمال تین قسم پر ہین طاعات[۱] مباحات[۲] معاصی[۳] یہ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ اس سے شاید لوگ سمجھین کہ معصیت بھی اچھی نیت کے سبب سے طاعت ہو جاتی ہے یہ سمجھنا خطا ہے معصیت جو ایک قسم عمل ہے اسمین اچھی نیت کچھ اثر نہین کرتی مگر بُری نیت اسے اور بھی بدتر کر دیتی ہے اسکی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص کسی کا دل خوش کرنیکو کسی کی غیبت کرے یا حرام کے مال سے مسجد پل مدرسہ بنائے اور کہے میری نیت بخیر ہے اور اسقدر نہ جانتا ہو کہ بُرائی مین اچھی نیت کرنا دوسری بُرائی ہے اور اگر اس برائی کو برائی جانتا ہے تو فاسق ہی ہے اور اگر سمجھتا ہے کہ یہ کار خیر ہے تو بھی فاسق ہے اسواسطے کہ طلب علم فرض ہے اور خلق اکثر جہل کے سبب سے ہلاک و تباہ ہوتی ہے اسیواسطے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ جہل سے بڑھکر کوئی گناہ نہین ہے اور اپنے جہل کو نہ جاننا جہل سے بھی زیادہ گناہ ہے اسلیے کہ آدمی جب یہ نہ جانیگا کہ مین جاہل ہون تو ہرگز نہ سیکھے گا اور جہل اسکے حق مین حجاب اور آڑ ہو جائیگا اسیطرح ایسے شاگرد کو تعلیم کرنا بھی حرام ہے جسے عہدۂ قضا اور وقف چیزون اور یتیمونکے اموال اور بادشاہ کے مال سے دنیا حاصل کرنا مقصود ہو اور اپنی بڑائی جتانے مباحثہ اور مناقشہ کرنے مین مشغول ہو اگر مدرس کہے کہ میری نیت یہی ہے

کہ علم شرع پھیلے شاگرد اگر برائی مین علم صرف کریگا تو کرے مین تو اپنی نیت پر اجر پاؤنگا تو مدرس کا یہ کہنا محض نادانی ہے اس مدرس کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص ایسے آدمی کو تلوار دیوے ڈالے جو رہزنی کریگا یا ایسے کو انگور دیدے جو شراب بنائیگا اور کہے کہ مجھے سخاوت مقصود ہے اسواسطے کہ حق تعالی سخی سے زیادہ کسی کو دوست نہین رکھتا یہ اسکی نادانی ہے بلکہ جب جانے کہ یہ شخص رہزنی کریگا تو اسکے ہاتھ سے تلوار چھین لینا چاہیے دوسری تلوار اسے دینا کیونکر درست ہوگا بلکہ اگلے سب بزرگون نے عالم فاجر سے خدا کی پناہ مانگی ہے اور جس شاگرد مین گناہ کا اثر دیکھا اسے دور کیا ہے کہ حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالے نے اپنے ایک قدیم شاگرد کو اتنی بات پر نکالدیا کہ اسنے اپنے گھر کی دیوار مین باہر سے کہگل کی تھی اور فرمایا کہ تو نے کہگل کر کے مسلمانون کی شاہراہ مین سے ناخن بھر زمین دبالی جا تجھے علم سکھانا نہ چاہیے پس گناہ نیت خیر سے خیر نہین ہوجاتے بلکہ خیر وہی ہے جسکا حکم ہوا ہو اعمال کی دوسری قسم طاعت ہے اسمین دو وجہ سے نیت اثر کرتی ہے ایک جو کہ اصل عمل نیت سے درست ہوتا ہے دوسری یہ کہ نیت جتنی زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی ثواب لمضاعف ہوتا ہے اور جو شخص علم نیت سیکھتا ہے ایک طاعت مین دس نیک نیتین کرسکتا ہے تاکہ وہ ایک طاعت دس طاعتون کے برابر ہوجائے مثلاً جب کوئی شخص مسجد مین اعتکاف بیٹھے ایک تو یہ نیت کرے کہ مسجد خانہ خدا ہے جو مسجد مین جاتا ہے وہ حق تعالی کی زیارت کو جاتا ہے اسواسطے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مسجد گیا وہ خدا کی زیارت کو گیا اور جسکی زیارت کو کوئی جاتا ہے اسپر لازم ہوجاتا ہے کہ زائر کی تکریم کرے دوسری نیت یہ ہے کہ دوسری نماز کا انتظار کرتا ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص نماز کا منتظر ہے وہ نماز مین ہے تیسری نیت یہ ہے کہ اس اعتکاف کے سبب سے آنکھ کان زبان ہاتھ پاؤن کو بیجا حرکتون سے باز رکھونگا یہ ایک قسم کا روزہ ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ مسجد مین بیٹھنا میری امت کی رہبانیت ہے چوتھی نیت یہ ہے کہ دنیا کے شغلون کو اپنے سے دور کرے حتی کہ اپنے تئین بالکل خدا کے حوالے کردے اور ذکر اور فکر اور مناجات مین مشغول رہے پانچوین یہ نیت ہے کہ لوگون کی مخالطت اور خلق کے شر سے بچونگا چھٹی نیت یہ ہے کہ اگر مسجد مین کوئی بری بات دیکھونگا تو منع کرونگا اور اگر اچھی بات دیکھونگا تو حکم کرونگا اگر کوئی شخص بری طرح نماز پڑھے گا تو اسے سکھا دونگا ساتوین نیت یہ ہے کہ شاید کسی ایسے دیندار سے وہان ملاقات ہوجائے کہ اسکے ساتھ دین مین برادری کرے اسواسطے کہ مسجد دینداروں کے آرام لینے کی جگہ ہے آٹھوین نیت یہ ہے کہ حق تعالے کے گھر مین گناہ کرتے ہوے یا گناہ کا خیال کرتے ہوے اس سے شرم رکھے اے عزیز اسی پر ہر طاعت کو قیاس کرلے کہ ہر ایک مین بہت سی نیتین آدمی کرسکتا ہے تاکہ ثواب لمضاعف ہوجائے اعمال کی تیسری قسم مباحات ہے کوئی آدمی ایسا نہ ہو کہ بہائم کی طرح مباحات مین غفلت کی چال چلے اور نیک نیت سے غافل رہے کہ یہ بڑے نقصان کی بات ہے اسواسطے کہ سب حرکات سکنات کا سوال کیا جائیگا اور سب مباحات کا حساب لیا جائیگا اگر بری نیت ہوگی تو اسی پر عذاب ہوگا اگر اچھی نیت ہوگی تو اسی کو ثواب ہوگا اور اگر کچھ نیت نہ ہوگی تو سراسر نقصان ہے کہ اپنی اوقات ضائع کی کہ بے نیت خیر کیے ہوے اس کام مین وقت صرف کیا اور اس سے کچھ فائدہ نہ لیا اور اس آیہ کریمہ کے خلاف عمل مین لایا وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا یعنے دنیا گزرنے والی ہے تو اپنا حصہ اس سے لیلے تاکہ وہ تیرے ساتھ رہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندے سے ہر کام پر سوال ہوگا جو اسنے دنیا مین کیا ہو حتی کہ سرمہ جو آنکھ مین لگایا ہو یا مٹی کا ایک ڈھیلا جو ہاتھ مین ملا ہو یا ہاتھ جو کسی بھائی کے کپڑے مین لگایا ہو مباحات کی نیت کا

علم بھی بہت بڑا علم ہے اسے سیکھنا چاہیے اسکی مثال ایسی ہے کہ خوشبو استعمال کرنا مباح ہے ممکن ہے کہ کوئی شخص جمعہ کے دن خوشبو استعمال کرے اور تونگری ظاہر کرکے تفاخر کرنا یا لوگون کو اپنی نفاست دکھانا یا برے خیال سے غیر عورتون کے دلمین جگہ کرنا اسے مقصود ہو اور خوشبو استعمال کرنے مین اچھی نیتین یہ ہوتی ہین کہ خانۂ خدا کی تعظیم و تکریم کا خیال کرے اور یہ ارادہ کرے کہ میری خوشبو کے سبب سے پاس بیٹھنے والون کو راحت پہونچے اور وہ محظوظ اور آسودہ ہون اور یہ خیال کرے کہ خوشبو استعمال کرکے اپنے بدن سے بدبو دور کرتا ہون تاکہ لوگونکو تکلیف نہ پہونچے اور میری غیبت کرکے مرتکب گناہ نہ ہوجائین اور یہ نیت کرے کہ اپنے دماغ کو قوت دیتا ہون کہ صاف ہوکر ذکر و فکر پر زیادہ قادر ہون اور ایسی نیک نیتین اسی شخص سے ہوتی ہین جسپر نیکیون کا قصد غالب ہو اور انمین سے ہر ایک نیت ذریعۂ قربت جناب احدیت ہوتی ہے اگلے بزرگون کا یہی حال تھا کہ وہ کھانا کھانے پاخانے جانے جورو سے صحبت کرنے مین ایسی نیت کرتے تھے جو سبب خیر ہو آدمی جب کار خیر کا قصد کرتا ہے تو اسے ثواب حاصل ہوتا ہے مثلاً جورو کے ساتھ جماع کرنے سے یہ نیت کرے کہ اولاد پیدا ہو تاکہ سید الانبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت زیادہ ہو اور اپنی جورو کو راحت پہونچانے مین اور اسے اور اپنے تئین گناہ سے بچانے کی نیت کرے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک دن اُلٹا کپڑا پہنا لوگون نے کہا کہ ہاتھ پھیلائیے تو ہم کپڑے کو سیدھا کردین انھون نے ہاتھ سمیٹ لیا اور کہا کہ مین نے یہ الٹا کپڑا خدا کے واسطے پہنا ہے اسی کے لیے سیدھا کرونگا حضرت زکریا علیہ السلام کہین مزدوری کو تشریف لے گئے تھے لوگ ان کے پاس حاضر ہوے وہ کھانا کھا رہے تھے ان لوگون سے نہ فرمایا کہ تم بھی کھاؤ جب کھانے سے فراغت ہوئی تو فرمایا کہ اگر مین یہ سب کھانا نہ کھاتا تو مجھ سے پوری محنت نہ ہوسکتی کام کرنے مین تھک جاتا اور ہمت و سخاوت کے سبب سے ادائے فرض خدمت سے محروم رہتا حضرت سفیان رحمہ اللہ تعالےٰ کھانا کھاتے تھے ایک شخص انکے سامنے سے گذرا اس سے یہ نہ کہا کہ تو بھی کھانا کھالے جب کھاچکے تو کہنے لگے کہ اگر یہ کھانا قرض لیا ہوا نہ ہوتا تو مین بیشک تجھ سے کھانے کو کہتا پھر فرمایا جب کوئی شخص کسی آدمی کو کھانے کا حکم کرے اور دلمین اسکے کھانے سے راضی نہ ہو تو اگر اسنے نہ کھایا تو بلانے والے سے ایک ہی گناہ ہوا یعنی نفاق اور اگر اسنے کھانا کھالیا تو بلانے والے نے دو گناہ کیے ایک نفاق دوسرا خیانت کیونکہ اسے ایسی چیز کھلائی کہ اگر وہ جانتا ہوتا تو نہ کھاتا **اسکا بیان کہ نیت اختیار مین نہین ہے** اے عزیز جان تو کہ جب مرد سلیم دل سنے گا کہ ہر مباح مین نیت ممکن ہے تو شاید دل یا زبان سے کہے کہ خدا کے واسطے مین نکاح کرتا ہون یا خدا کے لیے روٹی کھاتا ہون یا خدا کے واسطے جلسۂ درس کرتا ہون اور سمجھے کہ یہ دل یا زبان سے کہنا نیت ہے حالانکہ یہ حدیث نفس ہے یا زبانی بات ہے اسواسطے کہ نیت ایک کشش اور رغبت ہے جو دل مین پیدا ہوتی ہے تاکہ آدمی کو کام مین لگائے جیسا کوئی متقاضی الحاح کرے تاکہ بدن اس کا کہا مان کر وہ کام کرنے لگے یہ بات اسوقت پیدا ہوتی ہے کہ غرض ظاہر ہو اور غالب ہوجائے جب یہ تقاضی نہ ہوگا تو زبانی نیت ایسی ہے جیسے کوئی پیٹ بھرا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ مین بھوکا رہون یا بے پروا آدمی کہے کہ مین نے نیت کی ہے کہ فلانے آدمی کو دوست رکھون حالانکہ یہ محال ہے علیٰ ہذا القیاس جو شخص شہوت کے مارے جماع کرے اور کہے کہ مین نے اولاد پیدا ہونے کیواسطے جماع کرنے کی نیت کی ہے یہ بیہودہ بات ہے اسی طرح جب شہوت پرستی کے باعث سے نکاح کرے اور کہے کہ مین نے ادائے سنت کیواسطے نکاح کیا ہے تو یہ بھی بیہودہ بات ہے بلکہ پہلے شرع کے ساتھ ایمان قوی ہونا چاہیے پھر اولاد پیدا ہونیکے واسطے نکاح کرنیکے ثواب کے باب مین جو حدیثین وارد ہین

ان مین آدمی غور وتامل کرے تاکہ اسکے دل مین اس ثواب کا لالچ پیدا ہو اور اس سے نکاح کرائے اسوقت بغیر اسکے کہ وہ زبان سے کہے خود اداے سنت کی نیت ہوگی اور جس شخص کو حرص فرمانبرداری نے آمادہ کرکے نماز کیواسطے قائم کیا تو تعمیل حکم آلہی خود اسکی نیت ہے اور زبان سے کہنا کہ مین نے نیت کی بے سود ہے جیساکہ بھوکے آدمی کا یہ کہنا کہ بھوک کے واسطے مین نے روٹی کھانے کی نیت کی بیفائدہ ہے اسواسطے کہ وہ جب بھوکا ہے تو روٹی کھانا چارناچار خود بھوک ہی کیواسطے ہے اور جہان حظ نفس پیدا ہو وہان نیت آخرت مشکل سے ہوتی ہے مگر یہ کہ کار آخرت فی الجملہ غالب پڑا ہو پس مقصود یہ ہے کہ اے عزیز تو جان لے کہ نیت وہ چیز ہے جو تیرے اختیار مین نہین کیونکہ نیت اس خواہش سے عبارت ہے جو تجھے کام مین رکھے اور تیرا کام تیری قدرت سے ہوتا ہے اگر تو چاہے کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر تیری خواہش تیرے اختیار مین نہین کہ اگر تو چاہے خواہش کرے اگر نہ چاہے نہ خواہش کرے بلکہ خواہش کبھی پیدا ہوتی ہے کبھی نہین پیدا ہوتی ہے اور خواہش پیدا ہونیکا سبب یہ ہوتا ہے کہ تجھے اس بات کا اعتقاد ہو جائے کہ تیری غرض اس جہان مین یا اس جہان مین کسی کام سے متعلق ہے تاکہ اسکا خواہان رہے اور جو شخص یہ بھید جانتا ہے بہت عبادتون سے دست بردار ہو جاتا ہے اسواسطے کہ اسکی نیت حاضر نہین ہوتی ابن سیرین نے حضرت حسن بصری رحمہما اللہ تعالے کے جنازے کی نماز نہ پڑھی اور کہا کہ مین نیت نہین پاتا حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالے سے لوگون نے کہا کہ آپ حماد ابن سلیمان کے جنازے کی نماز کیون نہین پڑھتے وہ تو علماے کوفہ مین سے تھے فرمایا کہ اگر نیت ہوتی تو نماز پڑھتا حضرت طاوس رحمۃ اللہ تعالے سے کسی نے دعا کی خواہش کی انھون نے کہا کہ جبتک نیت پیدا ہو تب تک توقف کر لوگ جب ان سے روایت حدیث چاہتے تو ایسا ہوتا کہ روایت نہ کرتے اور کبھی ایسا ہوتا کہ خود بخود روایت کرنے لگتے اور کہتے کہ مین نیت کا منتظر رہتا ہون ایک بزرگ نے کہا کہ مہینا بھر ہوا فلانے مریض کی عیادت کو جانیکے واسطے نیت درست کرنے پر آمادہ ہون اور ہنوز نیت درست نہین ہوئی غرضکہ آدمی پر جبتک حرص دنیا غالب رہتی ہے تب تک کسی عبادت مین اسکی نیت درست نہین ہوتی بلکہ فرائض مین بھی مشکل سے درست ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی جب آتش دوزخ کا اندیشہ نہ کرے اور اپنے تئین اس سے نہ ڈرائے تب تک نیت نہین درست ہوتی جب کوئی شخص ان حقائق کو پہچان لیتا ہے تو ایسا ہوتا ہے کہ فضائل کو چھوڑ کر مباحات مین مشغول ہو جاتا ہے کیونکہ مباحات مین نیت پاتا ہے مثلاً کوئی شخص قصاص مین نیت پائے اور معاف کر دینے مین نہ پائے تو اسکے حق مین قصاص لینا افضل ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ نماز تہجد کی نیت نہ پائے اور سو رہنے مین نیت پائے کہ سو رہون تاکہ صبح کی نماز کیواسطے سویرے اٹھون تو اسکے حق مین سو رہنا افضل ہے بلکہ اگر عبادت سے ملول و پریشان ہو اور جانے کہ اگر ساعت بھر اپنی جورو سے دل لگی کریگا یا کسی سے باتین اور خوش طبعی کریگا تو فرحت وانبساط اسے پھر حاصل ہوگا اور عبادت مین دل لگے گا تو اس نیت سے یہ دل لگی اور خوش طبعی اس بیدلی کی عبادت سے اسکے حق مین افضل ہے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ کبھی کبھی اپنے تئین لہو ولعب سے آرام دیتا ہون تاکہ عبادت حق مین نشاط اور فرحت حاصل ہو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہین کہ اگر ہمیشہ ایک کام مین تو جبراً دل لگائیگا تو دل اندھا ہو جائیگا یہ امر ایسا ہے جیسے بیمار کو طبیب گوشت کھلاوے گو کہ اس بیمار کو حرارت ہو اور گوشت کھلانے سے طبیب کی یہ غرض ہو کہ اس بیمار کی قوت اصلی پھر آئے اور دوا کھانے کی طاقت پائے کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ صف جنگ سے بھاگ جائے تاکہ دشمن کی پشت مارے اور ناگاہ اسپر حملہ کرے استادون نے ایسے بہت حیلے کیے ہین اور راہ دین بھی بالکل نفس اور شیطان کے ساتھ جنگ و مناظرہ ہے اور اسمین ترقی اور حیلے کی حاجتین ہین اور ترقی وحیلہ بزرگان دین کے نزدیک پسندیدہ بات ہے اگرچہ

علماء ناقص کو اس بات کی راہ نہین معلوم **فصل** اے عزیز جب تو یہ جان چکا کہ جس باعث سے عمل ہوتا ہے اسے نیت کہتے ہین تو اب یہ جان کہ کوئی شخص خوف دوزخ کے باعث سے عبادت کرتا ہے اور کوئی نعمت بہشت کے باعث سے جو شخص بہشت کیواسطے عبادت کرے وہ پیٹ اور فرج کا بندہ ہے اسواسطے کوشش کرتا ہے کہ ایسے مقام مین جا پہونچے جہان اسکے پیٹ اور فرج کی مراد حاصل ہو اور جو خوف دوزخ سے عبادت کرتا ہے وہ بدذات غلام کے مانند ہے کہ بے لاٹھی سے دھمکائے کام نہین کرتا اِن دونونکو حق تعالےٰ سے کچھ کام ہی نہین بلکہ خاص بندہ وہی ہے کہ جو کچھ کرے خداہی کے واسطے کرے نہ بہشت مین جانے کے واسطے کرے نہ دوزخ سے بچنے کے لیے اس بندے کی مثل ایسی ہے جیسے جو کوئی اپنے معشوق کی طرف دیکھتا ہے وہ معشوق کے واسطے دیکھتا ہے اسواسطے نہین دیکھتا کہ معشوق اسے سونا چاندی دے اور جو شخص سیم و زر کیواسطے دیکھتا ہے تو سیم و زر ہی اسکا معشوق ہے پس جمال وجلال جناب الٰہی جسکا محبوب و معشوق نہین ہے اس سے ایسی نیت نہ ہوسکے گی اور جسے یہ نیت حاصل ہوگئی اسکی عبادت بالکل خیال الٰہی مین تفکر اور اسکے ساتھ مناجات ہوتی ہے اگر بدن سے عبادت کرتا ہے تو اسواسطے کرتا ہے کہ محبوب کی فرمانبرداری کو بھی دوست رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ بدن کو بھی ریاضت دے اور حتی المقدور درگاہ محبوب کی بندگی اور خادمی کی طرف کھینچے تاکہ اس جمال بیمثال کے نظارے سے اپنے دل کو باز نہ رکھے اور اگر گناہ سے دست بردار ہوتا ہے تو اسواسطے ہوتا ہے کہ مشاہدہ اور مناجات کی لذت مین شہوت پرستی خلل ڈالتی ہے اور آڑ ہوتی ہے حقیقت مین ایسا ہی بندہ عارف ہوتا ہے احمد ابن خضرویہ رحمۃ اللہ تعالےٰ نے حق سبحانہ تعالیٰ کو خواب مین دیکھا کہ فرماتا ہے کہ سب لوگ مجھ سے مانگتے ہین مگر ابو یزید مجھے طلب کرتا ہے حضرت شبلی قدس سرہ کو لوگون نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ حق تعالےٰ نے مجھ پر عتاب کیا اس واسطے کہ ایک بار میری زبان سے نکل گیا تھا کہ بہشت فوت ہوجانے سے زیادہ اور کیا نقصان ہے حق تعالےٰ نے فرمایا کہ یہ نہین بلکہ میرا دیدار فوت ہونے سے زیادہ اور کیا نقصان ہوگا انشاء اللہ تعالےٰ اس دوستی اور لذت کی حقیقت اصل محبت مین بیان کی جائےگی **دوسرا باب**

اخلاص اور اسکی فضیلت و حقیقت اور درجات کے بیان مین **فضیلت اخلاص** اے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ یعنی خلق مامور ہے کہ اخلاص کے ساتھ اللہ کی عبادت کرے اور فرمایا ہے اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ یعنی خالص دین خداہی کیواسطے ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حقتعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اخلاص میرے بھیدون مین سے ایک بھید ہے جس بندے کو مین دوست رکھتا ہون اسی کے دل مین مین نے یہ بھید رکھا ہے اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے معاذ اخلاص کے ساتھ عمل کیا کر تاکہ تھوڑا ہی عمل تجھے کافی ہو اور جو کچھ ریا کی مذمت مین ہم بیان کرچکے ہین وہ سب اخلاص کی تعریف ہے کیونکہ نظر خلق بھی ان سببون مین سے ایک سبب ہے جنکے باعث سے اخلاص جاتا رہتا ہے اور اسکے سوا اور سبب بھی ہین حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ تعالےٰ اپنے تئین کوڑے سے مارتے اور کہتے یا نفس اخلصی تخلصی اے نفس اخلاص کر کہ تو خلاصی پائے حضرت ابو سلیمان رحمۃ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ وہ شخص نیکبخت ہے جسنے تمام عمر مین ایک قدم اخلاص سے چاہا ہو کہ خدا کے سوا اور کچھ اسمین نہ چاہا ہو ابو ایوب سجستانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ نیت مین اخلاص اصل نیت سے زیادہ دشوار ہے کسی نے ایک بزرگ کو خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تمھارے ساتھ کیا معاملہ کیا جواب دیا کہ جو کچھ مین نے خدا کے واسطے کیا تھا اسے نیکیون کے پلے مین دیکھا حتی کہ ایک انار کا دانہ جو راہ مین پڑا تھا اور مین نے

اٹھا لیا تھا اور ایک بلّی جو میرے گھر مین مری تھی اور ریشم کا ایک تار جو میری ٹوپی مین تھا اسے برائیون کے پلے مین پایا اور مین نے ایک گدھا سو دینار کو لیا تھا اسے نیکیون کے پلے مین دیکھا مین نے کہا سبحان اللہ بلی تو حسنات کے پلے مین ہو اور گدھا نہ ہو جواب ملا کہ جہان تو نے بھیجا وہان پہونچا کیونکہ جب تو نے سنا تھا کہ گدھا مر گیا تو کہا تھا الی لعنت اللہ اگر فی سبیل اللہ کہتا تو گدھے کو حسنات کے پلے مین پاتا اور ایک بار مین نے خدا کے واسطے صدقہ دیا اسوقت لوگ دیکھ رہے تھے انکا دیکھنا مجھے اچھا معلوم ہوا اس صدقے سے نہ مجھے نفع ہوا نہ ضرر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ نے یہ سنکر کہا کہ اسنے بڑی دولت پائی کہ اس صدقے نے اسے ضرر نہ پہونچایا ایک شخص نے کہا ہے کہ مین کشتی مین سوار جہاد کو جاتا تھا ہمارا ایک ساتھی توبڑہ بیچنے لگا مین نے اپنے جی مین کہا کہ مین مول لے کر کام مین لاؤن فلانے شہر مین بیچڈالونگا تاکہ نفع ہو اسی رات مین نے خواب مین دیکھا کہ دو شخص آسمان پر سے اترے ایک نے کہا غازیون کے نام لکھو اور یہ بھی لکھ فلانا تماشا دیکھنے آیا اور فلانا تجارت کو آیا اور فلانا ریا کی نیت سے آیا پھر میری طرف دیکھ کر کہا کہ لکھ لے کہ فلانا تجارت کو آیا ہے مین نے کہا خدا خدا کرو میرا حال دیکھو کہ مین کوئی چیز نہین رکھتا سوداگری کو کیونکر آیا ہون مین خدا کے واسطے آیا ہون اسنے کہا اے شیخ تو نے وہ توبڑہ نفع کے واسطے نہین مول لیا اس نے یہ جو کہا تو مین رونے لگا اور کہنے لگا کہ واللہ مین سوداگر نہین ہون دوسرے نے کہا کہ یون لکھ کہ فلانا شخص جہاد کو آیا تھا اور راہ مین نفع حاصل کرنیکو ایک توبڑہ مول لیا تاکہ جیسا خدا کو منظور ہوگا اسکی نسبت حکم فرمائیگا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ ایک ساعت کے اخلاص مین بندے کی نجات ہے مگر اخلاص عزیز الوجود ہے اور کہا ہے علم تخم ہے اور عمل زراعت اور اخلاص پانی بنی اسرائیل مین ایک عابد تھا لوگون نے اس سے کہا کہ فلانی جگہ ایک درخت ہے لوگ اسکی پرستش کرتے ہین اور خدا جانتے ہین عابد غصّے مین آیا اور ایک تبر اپنے کاندھے پر رکھ کر چلا کہ اس درخت کو کاٹ ڈالے راہ مین ایک بوڑھے آدمی کی صورت پر ابلیس ملا عابد سے پوچھا تو کہان جاتا ہے کہا فلانا درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس نے کہا جا خدا کی عبادت مین مشغول رہ کہ وہ تیرے واسطے اس کام سے بہتر ہے عابد نے کہا کہ مین ہرگز نہ پلٹون گا یہی میری عبادت ہے ابلیس نے کہا کہ مین ہرگز آگے نہ جانے دونگا اور عابد سے لڑنے لگا عابد نے ابلیس کو دے مارا اور اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا تب ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے مین ایک بات کہتا ہون عابد نے اسے چھوڑ دیا ابلیس بولا اے عابد خدا کے ہزارون پیغمبر ہین اگر حق تعالےٰ کو یہ درخت کٹوانا منظور ہوتا تو انمین سے کسی پیغمبر کو حکم فرماتا اور تجھے بھی کچھ حکم نہین کیا ہے تو یہ کام نہ کر عابد نے کہا کہ مین خواہ نخواہ درخت کاٹ ڈالونگا تب پھر ابلیس نے کہا کہ مین تجھے نہ جانے دونگا پھر بکڑ ہونے لگی عابد نے پھر دے مارا ابلیس نے کہا کہ مجھے چھوڑ دے مین اور ایک بات تجھ سے کہونگا اگر یہ بات تجھے پسند نہ آئے جو تیرا جی چاہے وہ کرنا عابد نے اسے چھوڑ دیا ابلیس بولا اے عابد تو مرد درویش ہے لوگ تیری خدمتگزاری کرتے ہین اگر تیرے پاس کچھ اپنے خرچ کو ہو اور اور عابدون کو دیدے تو درخت کاٹنے سے یہ تیرے حق مین بہتر ہے اسواسطے کہ اگر تو اس درخت کو کاٹ ڈالیگا تو اسکی پرستش کرنے والونکا کچھ نقصان نہوگا وہ دوسرا درخت لگا لینگے تو اس خیال سے باز آ مین ہر روز صبح کو تیرے تکیہ کے نیچے دو دینار رکھ دیا کرونگا عابد اپنے دلمین سوچ کر کہنے لگا کہ یہ سچ کہتا ہے ایک دینار مین صدقہ دیا کرونگا اور ایک دینار اپنے کام مین خرچ کیا کرونگا اس درخت کو کاٹنے سے یہ امر بہتر ہے اور مجھے خدا نے حکم بھی نہین کیا ہے اور مین کچھ پیغمبر بھی نہین ہون کہ یہ درخت کاٹنا مجھپر واجب ہو غرضکہ اسی خیال مین عابد اپنے گھر پھر آیا ایک دن دو دینار پائے اٹھا لیے دوسرے دن بھی دو دینار ملے

اپنے جی مین کہا خوب ہوا جو مین نے وہ درخت نہ کاٹا تیسرے دن کچھ نہ پایا پھر غصّے مین آکر تبر اٹھایا اور چل نکلا ابلیس پھر سامنے آیا پوچھنے لگا کہان کا ارادہ ہے کہا وہی درخت کاٹنے جاتا ہون ابلیس بولا تو جھوٹا ہے قسم خدا کی تو وہ درخت ہرگز نہ کاٹ سکے گا پھر پکڑ ہونے لگی اب ابلیس نے عابد کو دے مارا چنانچہ ابلیس کے ہاتھ مین عابد بیچارہ ایسا تھا جیسے باز کے پنجے مین چڑیا ابلیس نے کہا کہ پھر جا ورنہ بکری کی طرح ابھی تجھے حلال کر ڈالونگا عابد نے کہا کہ اچھا مجھے چھوڑ دے مین پلٹ جاؤن لیکن اتنا تو بتا کہ پہلے دو بار مین کیون غالب آیا اور اب کی مرتبہ تو کیون غالب ہوا ابلیس نے کہا کہ پہلے دو مرتبہ خدا کے واسطے تو غصّے مین آیا تھا خدا نے مجھے تیرا مغلوب کردیا اسواسطے کہ جو شخص خالصًا للہ کچھ کام کرتا ہے مجھے اسپر غلبہ نہین ہوتا اور ابکی مرتبہ اپنے اور خدا کے واسطے تو غصّے مین آیا اور جو شخص اپنی ہوا و ہوس کا تابع ہوتا ہے وہ مجھ سے سر بر نہین ہوتا حقیقت **اخلاص** اے عزیز جان تو کہ جب تو پہچان چکا کہ نیت باعث عمل اور متقاضی عمل ہے تو اگر وہ ایک متقاضی ہے تو اسے خالص کہتے ہین اور اگر دو متقاضی ہین تو اسمین شرکت ہوگئی اسے خالص نہین کہتے شرکت کی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص خدا کے واسطے روزہ رکھے مگر کھانے سے پرہیز کرنا بھی اسے اسواسطے مقصود ہو کہ تندرست رہے یا گھر کا خرچ کم ہوجائے کہ وہ کھانے پکانے کی محنت سے بچے یا اور کوئی کام ہے کہ اسمین مشغول ہو یا یہ کہ جاگتا رہے اور کچھ کام کرسکے یا غلام آزاد کرے تاکہ اسکے خرچ اور اسکی بدخوئی سے بچے یا حج کے واسطے جائے تاکہ تبدیل آب و ہوا سے قوت اور تندرستی حاصل ہو یا شہرون کی سیر کرے اور تماشا دیکھے یا زن و فرزند سے اور انکے نان و نفقہ کی فکر سے چندے آرام پائے یا کسی دشمن کے رنج سے چھوٹ جائے یا رات کو نماز پڑھتا رہے تاکہ نیند نہ آئے اور اپنا مال بچائے یا علم سیکھے تاکہ اپنے واسطے روزی حاصل کرسکے یا مال و متاع اور اراضی و باغات کا انتظام رکھ سکے یا لوگونکی نظرون مین معزز و ممتاز رہے یا جلسۂ درس کرے تاکہ چپ رہنے کے رنج سے چھوٹے اور دلگیر نہ ہو یا مصحف لکھے تاکہ اسکا خط صاف اور پختہ ہوجائے یا پیادہ حج کرے تاکہ کرایہ کا فائدہ ہو یا وضو کرے تاکہ ٹھنڈا اور پاکیزہ رہے یا غسل کرے تاکہ بدن مین بدبو نہ آئے یا مسجد مین اعتکاف کرے تاکہ گھر کا کرایہ نہ دینا پڑے یا کسی سائل کو خیرات دے تاکہ اسکی خوشامد اور الحاح سے چھوٹے یا کسی فقیر کو اسواسطے کچھ دے کہ اسے ناکام پھیر دینے سے شرم آتی ہے یا کسی بیمار کو دیکھنے جائے تاکہ جب خود بیمار ہو تو اور لوگ اسکی عیادت کو آئین یا اسے ملامت و عتاب نہ کرین اور دامنگیر نہ ہون یا اور کوئی نیک کام کرے تاکہ صالح اور نیکوکار مشہور ہو یہ سب باتین خود ریا ہین اور ریا کا حکم ہم بیان کرچکے ہین اور یہ سب خیالات تھوڑے ہون خواہ بہت اخلاص کو باطل کردیتے ہین بلکہ عمل خالص وہی ہے جسمین اپنی ذات کا کچھ فائدہ اور حصّہ نہ ہو بلکہ وہ کام فقط خدا ہی کے واسطے ہو جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اخلاص کیا چیز ہے فرمایا اخلاص یہ ہے کہ اَنْ تَقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقِمْ کَمَا اُمِرْتَ یعنی تو یہ کہے کہ میرا پروردگار خدا ہے پھر راہ راست اختیار کر جیسا تجھے حکم کیا ہے کہ آدمی جبتک صفات بشری سے نہ چھوٹے گا تب تک یہ امر اسپر سخت دشوار ہوگا اسیواسطے بزرگون نے کہا ہے کہ اخلاص سے زیادہ کوئی چیز سخت اور دشوار نہین ہے اگر تمام عمر مین ایک کام بھی اخلاص کے ساتھ ٹھیک ہو تو بھی نجات کی امید ہے فی الحقیقت بشریت کی صفتون اور غرضون سے ایک کام کو خالص اور صاف نکالنا ایسا مشکل ہے جیسے گوبر اور خون مین سے دودھ کو نکالنا جیسا کہ حق تعالٰے نے ارشاد فرمایا ہے مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّ دَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی کا دل دنیا سے ٹوٹ جائے تاکہ محبت الٰہی غالب ہوجائے اور آدمی عاشق کے مثل ہوجائے کہ جو کچھ غم

کرے اپنے معشوق ہی کے واسطے کرے ایسا آدمی اگر کھانا کھاتا ہے یا پاخانہ پھرنے جاتا ہے تو ممکن ہے کہ اسمین بھی اخلاص کی نیت کر سکے اور جس شخص پر محبت دنیا غالب ہوتی ہے نماز روزہ مین بھی اس سے اخلاص ہونا دشوار ہے اسواسطے کہ آدمی کے اعمال دل کی صفت لیتے ہین اور جدھر دل راغب ہوتا ہے اسیطرف میل کرتے ہین جس شخص پر محبت جاہ غالب ہوتی ہے اسکے سب کام خلق کو دکھانے کے واسطے ہوتے ہین حتے کہ صبح کو منھ دھونا اور کپڑے پہننا بھی خلق کے دکھانیکو ہوا کرتا ہے اور مجلس اور درس اور روایت حدیث اور جو کام خلق سے علاقہ رکھتے ہین انسے زیادہ کسی کام مین اخلاص مشکل نہین اسواسطے اکثر ایسے کامونکا باعث فقط خواہش قبول خلق ہوا کرتی ہے یا طلب تقرب خدا کے ساتھ ملی ہوتی ہے اس صورت مین قبول خلق کا قصد یا تقرب خدا کے قصد کے برابر ہوگا یا اس سے زیادہ یا کم یعنی آمیزش ضرور ہوگی اور نیت کو قصد قبول خلق سے پاک رکھنا اکثر علما سے بھی نہین ہو سکتا مگر بعضے احمق اپنے تئین مخلص سمجھتے ہین دھوکا کھاتے ہین اپنا عیب نہین پہچانتے بلکہ بہت زیرک لوگ اس بات مین عاجز اور حیران ہین ایک بزرگ نے کہا ہے کہ تیس برس کی نماز جو پہلی صف مین مین نے پڑھی تھی مین نے قضا کی اسواسطے کہ ایک دن مین دیر کو آیا اخیر صف مین جگہ ملی تو مین نے اپنے دل مین لوگونسے خجلت پائی کہ کہین گے دیر کو آیا تب مجھے معلوم ہوا کہ تمام خوشی اسی بات سے تھی کہ لوگ مجھے پہلی صف مین دیکھین پس اخلاص ایسی صفت ہے جسکا جاننا دشوار ہے اور اس کا کرنا اور بھی دشوار ہے اور جو عمل مشترک اور بے اخلاص ہو وہ قبول نہین ہوتا **فصل** بزرگون نے کہا ہے کہ عالم کی دو رکعت نماز جاہل کی سال بھر کی عبادت سے افضل ہے اسواسطے کہ جاہل اپنے عمل کی آفتونکو نہین پہچانتا اور اغراض سے عمل کی آمیزش کو نہین جانتا اور سب اعمال خالص ہی سمجھتا ہے اسواسطے کہ عبادت کا کھوٹا پن زر کے کھوٹے پن کا سا ہے کہ کبھی صراف بھی زر پرکھنے مین خطا کرتا ہے مگر جو صراف کامل ہو وہ البتہ اسے پرکھ سکتا ہے اور سب جاہل بھی جانتے ہین کہ سونا وہی ہے جو زرد زرد سونے کی صورت ہو اور عبادت کا کھوٹا پن جسکے سبب سے اخلاص جاتا رہتا ہے اسکے چار درجے ہین بعضے انمین سے بہت پوشیدہ ہوتے ہین ان درجون کو ہم ریا کی صورت پر فرض کرتے ہین تاکہ انکا حال معلوم ہو پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ نماز پڑھتا ہے اور لوگ آجائین شیطان اس سے کہے کہ اچھی طرح نماز پڑھ تاکہ یہ لوگ ملامت نہ کرین یہ تو خود ظاہر ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ یہ نمازی اس فریب شیطانی کو پہچان کر اس سے حذر کرے شیطان اس طرح دھوکا دے کہ تو اچھی طرح نماز ادا کر تاکہ یہ لوگ تیری اقتدا کرین اور تجھے انکی اقتدا کا ثواب حاصل ہو تو ممکن ہے کہ نمازی یہ فریب کھا جائے اور اتنا نہ سمجھے کہ ثواب اقتدا اسوقت حاصل ہوتا ہے کہ اسکے خشوع کا نور اوروں مین سرایت کرے اور جب وہ خاشع نہ ہو اور مقتدی لوگ اسے خاشع جانین تو نہین ثواب ہوگا اور وہ نفاق کے سبب سے ماخوذ ہوگا تیسرا درجہ یہ ہے کہ وہ سمجھتا ہو کہ خلوت مین برملا نماز پڑھنے کے برخلاف نماز پڑھنا نفاق ہے اور خلوت مین اچھی طرح نماز پڑھنے کی کوشش کرے تا لوگون کے سامنے بھی اسیطرح پڑھ سکے یہ درجہ بہت پوشیدہ ہے اور ریا بھی ہے مگر یہ ریا اپنے ہی ساتھ کرتا ہے کیونکہ اپنے سے شرم رکھتا ہے کہ تنہائی مین جماعت کے برخلاف نماز پڑھے تو جماعت مین اچھی طرح نماز پڑھنے کے واسطے تنہائی مین بھی اچھی طرح پڑھتا ہے اور سمجھتا ہے کہ برملا ریا کرنے سے چھوٹا اور درحقیقت تنہائی مین بھی خود ریا کار رہتا ہے چوتھا درجہ یہ درجہ بہت ہی پوشیدہ ہے کہ وہ جانتا ہو کہ خلوت اور جلوت مین خلق کے واسطے خشوع کرنا کچھ کام نہین آتا اور شیطان اس سے کہے کہ تو حق تعالےٰ کی عظمت کا خیال کر تو نہین جانتا کہ کس کے سامنے حاضر ہے حتی کہ وہ شخص یہ خیال کر کے خاشع ہو جائے اور لوگون کی

نظرون مین آراستہ ہوجائے اگر خلوت مین ایسا خطرہ اسکے دلمین نہین آتا تو لوگون کے سامنے ایسا خطرہ آنے کا سبب ریا ہے آدمی جب اسوقت کی عظمت کو یاد کرتا ہے جسوقت خلق کچھ کام نہ آئیگی تو یہ خطرہ جاتا رہتا ہے بلکہ چاہیے کہ سب آدمیون اور چارپایون کی نظر اسکے نزدیک برابر ہوجائے جب تک کچھ بھی فرق پائیگا تب تک ریا سے خالی نہین اور یہ مثالین جو ریا مین ہم نے بیان کین اسی طرح کے بہتیرے دھوکے اُن غرضون مین بھی ہوتے ہین جو اوپر مذکور ہوئین اور جو شخص یہ باریکیان نہ پہچانے گا عبادت کا اجر نہ پائے گا مفت اپنی جان گنواتا ہے جو کچھ کرتا ہے وہ ضائع ہوتا جاتا ہے یہی جو حق تعالے نے فرمایا ہے وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ[۱] یہ ایسے ہی آدمی کے حق مین ہے

فصل اے عزیز جان تو کہ جب نیت مین آمیزش ہوگئی تو اگر ریا یا اور کوئی غرض نیت عبادت پر غالب ہو تو یہ امر عقوبت کا سبب ہوگا اور اگر برابر ہو تو نہ عذاب کا سبب ہوگا نہ ثواب کا اور اگر ریا کی نیت ضعیف ہے تو چاہیے کہ عمل ثواب سے خالی نہ ہو گو کہ احادیث سے یون معلوم ہوتا ہے کہ جب نیت مین شرکت ہو اور خلوص نہ رہے تو خدا کا حکم ہوگا کہ جا کر اس سے اجر مانگ لے جسکے واسطے تو نے یہ عمل کیا تھا مگر ہمارے نزدیک اس سے ظاہرا وہ عمل مراد ہے جسمین دونون قصد برابر ہون آسمین اجر نہ ملیگا بندہ جب اس عمل کا اجر مانگے گا تو ارشاد ہوگا کہ جسکے واسطے تو نے یہ عمل کیا تھا اسی سے اجر مانگ اور جہان حدیث دلیل عذاب ہے وہان یہ مراد ہے کہ عمل مین بالکل ریا مقصود ہو یا ریا غالب ہو لیکن اگر باعث اصلی قصد تقرب ہو اور ریا وغیرہ کی نیت ضعیف ہو تو چاہیے کہ ثواب ملے اگرچہ اسقدر ثواب نہ ملے جسقدر نیت خالص سے ملتا یہ امر دو دلیلون سے ہم اختیار کرتے ہین ایک یہ کہ ہمین برہان سے معلوم ہوا ہے کہ شائستگی حضرت الٰہی سے دل کا دور رہنا یہی عقوبت کے معنی ہین اور یہ دوری آتش حجاب مین جلنے کا سبب ہوتی ہے اور تقرب الٰہی کا قصد تخم سعادت ہے اور دنیا کا قصد موجب شقاوت ہے جب اسنے ان دونون قصدون کی مدد کی تو گویا انہین قبول کرلیا ایک قصد درگاہ الٰہی سے اسکی دوری کا سبب دوسرا اسکی قربت کا موجب ہوتا ہے جب دونون قصد برابر ہون تو ایک قصد اسے بالشت بھر دور کردیتا ہے اور دوسرا قصد بالشت بھر نزدیک کردیتا ہے اس صورت مین یہ جہان تھا وہین پھر آگیا اور اگر آدھے بالشت نزدیکی حاصل ہوئی تو کچھ دوری رہجائیگی اور آدھے بالشت دوری حاصل ہوئی تو کچھ نزدیکی باقی رہے گی جیسے کوئی بیمار گرم دوا کھا کر اسی قدر سرد دوا کھائے تو دونون مل کر برابر ہوجائینگی اور اگر سرد دوا کم کھائے گا تو کچھ حرارت بڑھ جائیگی اور اگر سرد دوا زیادہ کھائیگا تو حرارت کچھ کم ہوجائیگی دل کی روشنی اور تاریکی مین گناہ اور اطاعت کا اثر ایسا ہے جیسے بدن کے مزاج مین دواؤن کا اثر گناہ اور طاعت ایک ذرہ بھی ضائع نہ ہونگے عدل کی ترازو مین کمی بیشی کھلجائے گی آیہ کریمہ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ کے یہی معنی ہین مگر احتیاط کرنا ہوشیاری کی بات ہے کہ شاید قصد غرض قوی ہو اور آدمی اسے ضعیف سمجھے اور عمل کی سلامتی اسی مین ہے کہ غرض نفسانی کا دخل ہی نہ ہونے پائے دوسری دلیل یہ ہے کہ بالاجماع یہ بات ثابت ہے کہ اگر کوئی شخص راہ حج مین قصد تجارت بھی کرے تو اس کا حج ضائع نہ ہوگا اگرچہ اس کا ثواب مخلص کے ثواب کے برابر نہ ہو مگر چونکہ اسکا اصلی قصد حج ہے اور ارادہ تجارت اسکا تابع ہے تو اسکا ثواب بالکل حبط نہوگا مگر ناقص ہوجائیگا اور اگر کوئی شخص خدا کے واسطے جہاد کیا چاہتا ہے اور دو طرف جہاد کو جاسکتا ہے ایک طرف کفار مالدار ہین وہان مال غنیمت بہت ملیگا دوسری طرف کافر محتاج ہین اور وہ مجاہد کفار مالدار کیطرف جائے تو اسکے جہاد کا تمام ثواب نہ حبط ہوگا اسواسطے کہ غنیمت پانے اور نہ پانے مین آدمی

[۱] اور ظاہر ہوگا ان کے واسطے اس کی طرف سے جو کچھ وہ گمان نہین کرتے تھے ۱۲

فرق کرتا ہے ممکن ہی نہین کہ اس فرق کو اپنے باطن مین آدمی نہ پائے اور اگر معاذ اللہ مال غنیمت شرط جہاد ہو تو ثواب پانے مین اندیشہ ہے اس واسطے کہ ایسی شرط سے کوئی عمل درست نہین ہوتا خصوصًا مجلس درس تصنیف اور جو اعمال خلائق سے علاقہ رکھتے ہین کیونکہ جب تک آدمی کو دفعۃً خودی سے خدا نہ نکال لے تب تک وہ ایسے خیال سے خالی نہین ہوتا مثلاً اسکی تصنیف کو دوسرے کی طرف اضافت کرین اور اس کے کلام کو اور کی جانب نسبت کرین اور وہ اس بات سے آگاہ ہو جائے تو اگرچہ یہ آگاہی اُسے بُری معلوم ہو لیکن اگر خودی اور نفسانیت اسمین باقی ہوگی تو اسے اسکا خیال ہوگا اور دوسرے کی طرف اضافت اور نسبت کرنے کا ملال ہوگا **تیسرا باب صدق کے بیان مین** اے عزیز جان تو کہ صدق اخلاص کے قریب قریب ہے اور صدق کا بڑا درجہ ہے جو شخص کمال صدق کو پہونچتا ہے اسے صدیق کہتے ہین حق تعالے نے قرآن شریف مین اسکی تعریف کی اور فرمایا رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اور فرمایا لِيَسْئَلَ الصَّادِقِيْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ آدمی کا کمال کس بات مین ہے فرمایا راستی قول اور صدق عمل مین پس صدق کے معنی پہچاننا آدمی کو ضرور ہے صدق راستی کو کہتے ہین یہ راستی چھ چیزون مین ہوتی ہے جو کوئی ان چھ چیزون مین کمال کو پہونچ جائے وہ صدیق ہے پہلا صدق زبان مین ہے کہ آدمی کچھ جھوٹ نہ بولے گزشتہ کی خبر دینے مین نہ فی الحال نئی بات کہنے مین نہ آیندہ کے واسطے وعدہ کرنے مین اسواسطے کہ پہلے ہم بیان کر چکے ہین کہ زبان سے دل صفت حاصل کرتا ہے ٹیڑھی بات کہنے سے کج ہو جاتا ہے اور سچی بات کہنے سے راست ہوتا ہے دو چیزون کے سبب سے صدق کا کمال ہوتا ہے ایک یہ کہ معاریض بھی نہ کہے یعنی کنایۃً ایسی مجمل بات نہ کہے کہ وہ فی الواقع تو سچ ہو لیکن دوسرا شخص اس سے اور کچھ سمجھے اگر ایسا محل ہے جہان سچ بولنا مصلحت نہین مثلاً جورو خاوند کی لڑائی یا مسلمانون کے درمیان صلح کرانے مین جھوٹ بولنے کی اجازت ہے مگر کمال صدق یہ ہے کہ ایسے محل پر بھی جہانتک ہو سکے تعریض کرے اور صراحۃً جھوٹ نہ بولے یعنی ایسی بات کہے جو فی الواقع سچ ہو مگر طرف ثانی اس کا مطلب اپنے موافق پر غلط سمجھ لے اور اگر سچا آدمی ہے اور صریح جھوٹ کہے گا تو اگر خدا کے واسطے مصلحت خلق کے خیال سے کہے گا تو درجۂ صدق سے نہ گریگا دوسرا کمال یہ ہے کہ حق تعالے سے مناجات کرنے مین سچا رہے جب وَجَّهْتُ وَجْهِيَ کہے اور اسکا دل دنیا کی طرف متوجہ ہو تو وہ جھوٹ بولا خدا کی طرف نہین متوجہ ہوا اور جب کہے اِيَّاكَ نَعْبُدُ یعنی مین تیرا بندہ ہون اور تیری بندگی کرتا ہون اور اس وقت دنیا مین یا خواہشون مین پھنسا ہوا اور خواہشین اسکی زیردست نہ ہون بلکہ وہ خود خواہشون کا زیردست ہو تو اس نے یہ جھوٹ کہا اسواسطے کہ وہ اُسی چیز کا بندہ ہے جسکی قید مین پھنسا ہے اسی واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے تَعِسَ[1] عَبْدُ الدِّرْهَمِ وَعَبْدُ الدِّيْنَارِ آپ نے آدمی کو درم و دینار کا بندہ فرمایا بلکہ آدمی جب تک تمام دنیا سے آزاد نہ ہو جائے تب تک حق تعالے کا بندہ نہین ہوتا اور دنیا سے آزادی کا کمال یہ ہے کہ آدمی جسطرح خلق سے آزاد ہوا اسی طرح آپ سے بھی آزاد ہو جائے اور خودی باقی ہی نہ رہے حتی کہ اسے کچھ ارادہ ہی نہ رہے بلکہ خدا کے سوا اور کسی چیز کی خواہش ہی نہ کرے اور حق تعالی جو کچھ اسکے ساتھ کرے اسپر راضی رہے بندگی مین کمال صدق یہی ہے جسے یہ درجہ نہین حاصل ہے اسے صدیق نہین کہتے بلکہ وہ صادق بھی نہین ہوتا دوسرا صدق

[1] یعنے جو بندۂ درہم اور دینار ہے وہ ذلیل و خوار ہے ۱۲۔

نیت مین ہوتا ہے کہ جس کام کے سبب سے آدمی تقرب خدا طلب کرے اسمین خدا کے سوا اور کچھ مقصود نہ ہو اسکے ساتھ اور کسی چیز کو شریک نہ کرے یہ اخلاص ہے اخلاص کو بھی صدق کہتے ہین اسواسطے کہ اسکے دلمین تقرب الٰہی کے سوا جب اور کچھ خیال بھی ہوگا تو جو عبادت وہ کرتا ہے اسمین کا ذب ہے تیسرا صدق عزم مین ہوتا ہے کوئی شخص عزم کرے کہ اگر مین حکومت پاؤنگا تو عدل کرونگا اگر مال پاؤنگا تو سب صدقہ مین دونگا اور اگر دوسرا شخص پیدا ہوگا جو حکومت یا مجلس و تدریس مین مجھ سے اولیٰ ہوگا اسے حوالے کردونگا یہ عزم کبھی تو قوی و بالجزم ہوتا ہے اور کبھی اسمین ضعف و تردد ہوتا ہے وہ جو قوی اور بے تردد ہوتا ہے اسے صدق عزم کہتے ہین جیسا کہتے ہین کہ یہ اشتہا کاذب ہے یعنی بے اصل ہے اور یہ صادق ہے یعنی قوی ہے اور صدیق وہ شخص ہے جو اپنے دلمین عزم خیرات کو ہمیشہ نہایت قوی پائے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا تھا کہ لوگ اگر مجھے لیجا کر میری گردن مارین تو اس بات کو مین اس امر سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ جس قوم مین حضرت ابوبکر صدیق موجود ہون اسکا مین امیر ہون جناب فاروق رضؓ نے یہ اسواسطے کہا کہ اپنے قتل پر صبر کرنیکا عزم قوی اپنے دلمین پایا اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر اسے اسکے اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے قتل کا اختیار دین تو وہ اپنی زندگی کو دوست رکھے تو اس شخص مین اور حضرت عمر فاروق رضؓ مین جنھون نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ پر امیری اور حکومت کرنے سے زیادہ اپنے قتل کو دوست رکھا کتنا فرق ہوگا چوتھا صدق عزم پورا کرنے مین ہوتا ہے کیونکہ ایسا ہوتا ہے کہ یہ قصد قوی ہو کہ جنگ مین جان فدا کرونگا اور جب کوئی پیشوا پیدا ہوگا تو حکومت اسے حوالے کرونگا مگر جب وہ وقت آ پہونچتا ہے ایفائے عزم مین نفس تندہی نہین کرتا اسیواسطے حقتعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللهَ عَلَيْهِ یعنی ان لوگون نے اپنے عزم کو وفا کیا اور اپنی جان کو فدا کیا اور جن لوگون نے مال خرچ کرنے کا عزم کرکے وفا نہ کیا انکے حق مین حق تعالےٰ نے یون ارشاد فرمایا وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللهَ لَئِنْ اٰتَانَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصَّالِحِيْنَ وبِمَا كَانُوا يَكْذِبُوْنَ تک یعنی ان لوگون کے حق مین فرمایا کہ وعدے کے جھوٹے ہین پانچوان صدق یہ ہے کہ آدمی کا باطن جس صفت سے موصوف ہو وہی اسکے عمل مین ظاہر ہو مثلاً آدمی کے باطن مین وقار نہ ہو اور ظاہر مین آہستہ آہستہ چلے تو وہ صادق نہین ظاہر و باطن کو یکسان اور ٹھیک رکھنے سے یہ صدق حاصل ہوتا ہے یہ بات اسی مین ہوتی ہے جسکا باطن ظاہر سے بہتر ہو یا ظاہر کے مثل ہو اسیواسطے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا میرے ظاہر کو بہتر کردے اور میرے باطن کو ظاہر سے بھی زیادہ نیک کردے جو شخص اس صفت پر نہ ہو اور کہے کہ میرا ظاہر باطن پر دلالت کرتا ہے وہ اس قول مین جھوٹا ہے اور درجہ صدق سے وہ گرا ہوا ہے گو کہ اسے ریا مقصود نہ ہو چھٹا صدق یہ ہے کہ آدمی مقامات دین کی حقیقتین اپنے دل سے طلب کرے فقط انکے اوائل اور ظواہر پر قناعت نہ کرے مثلاً زہد توکل خوف رجا رضا شوق کہ ہر مسلمان کو یہ حال تھوڑے تھوڑے ہوتے ہین مگر ضعیف اور جو مسلمان ان احوال پر قوی اور مضبوط ہوگیا وہ صادق ہے جیسا حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَجَاهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ ۝ پس حق تعالےٰ نے اسکو صادق فرمایا ہے جس کا ایمان کامل ہو اسکی مثال یہ ہے کہ جب کوئی شخص کسی چیز سے ڈرتا ہے تو اسکی علامت یہ ہے کہ وہ کانپے اور اسکا چہرہ زرد ہو کھانا پینا نہ کھا پی سکے بیقرار رہے اگر حق تعالےٰ سے کوئی اسطرح ڈرے تو کہین گے کہ اسکا ڈر سچا ہے اور اگر کہے کہ مین گناہ سے ڈرتا ہون اور گناہ سے باز نہ رہے تو اسے کہتے ہین کہ جھوٹا ہے اسی طرح سب مقامات مین بڑا فرق ہے پس جو شخص ان چھ وجہون سے سب مقامات مین جب صادق ہو تو اسکا صدق کامل ہوتا ہے اور اسے صدیق کہتے ہین اور

جو شخص بعض ہی مین صادق ہوا سے صدیق نہین کہتے مگر جسقدر اسکا صدق ہے اسیقدر اس کا درجہ ہے واللہ تعالےٰ اعلم بالصواب

چھٹی اصل محاسبہ اور مراقبہ کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا یعنے قیامت کے دن ہم ترازو مین کھڑی کرین گے اور کسی پر ظلم نہ کرینگے جسنے ایک دانہ کے برابر بھی نیکی بدی کی ہوگی اسے ترازو مین تولین گے اور خلائق کا حساب کرنے کو ہم کافی ہین جب یہ وعدہ کیا تو لوگون کو حکم فرمایا وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ یعنی اس جہان مین اپنے حساب کو دیکھتے رہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ وہ شخص عاقل ہے جو چار ساعتین رکھتا ہو ایک ساعت مین اپنا حساب ایک مین خدا سے مناجات ایک مین تدبیر معاش کیا کرے ایک مین ان چیزون سے آرام لیا کرے جو دنیا مین اسکے واسطے مباح ہین امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے حَاسِبُوْا اَنْفُسَكُمْ قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا یعنے تم خود اپنا حساب کیا کرو قبل ازین کہ تمھارا حساب کیا جائے اور حق سبحانہٗ تعالےٰ نے ارشاد کیا یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا اِصْبِرُوْا کے یہ معنی ہین کہ تم صبر کرو اور اپنے نفس اور اپنی خواہش کے ساتھ خوب جہاد کرو تاکہ اچھے اور بہتر ہو جاؤ اور رَابِطُوْا کے یہ معنی ہین کہ اس جہاد مین ثابت قدم رہو پس اہل بصیرت اور بزرگان دین سمجھے کہ اس جہان مین سوداگری کو آئے ہین اور نفس کے ساتھ انکا معاملہ ہے اس معاملے کا نفع اور نقصان بہشت و دوزخ ہے بلکہ سعادت و شقاوت ابدی ہے تو اُن حضرات نے اپنے نفس کو شریک تجارت ٹھہرایا اور جسطرح شریک سے پہلے شرط کرتے ہین پھر اسکی باتون سے خبردار رہتے ہین پھر اس سے حساب کرتے ہین اور اگر اسنے خیانت کی ہو تو اسپر عقوبت اور عتاب کرتے ہین اسی طرح ان حضرات نے بھی اپنے نفس کے ساتھ چھ مقام مقرر کیے ہین مشارطہ[۱] مراقبہ[۲] محاسبہ[۳] معاقبہ[۴] مجاہدہ[۵] معاتبہ[۶] پہلا مقام مشارطہ ہے اے عزیز جان تو کہ جس شریک کو مال دیتے ہین وہ نفع حاصل ہونے مین مددگار ہے مگر شاید رغبت خیانت سے دشمن ہو جائے اور جس طرح شریک سے پہلے شرط کر لینا چاہیے پھر اس کی باتون سے ہمیشہ خبردار رہنا چاہیے پھر حساب لینے مین مبالغہ کرنا چاہیے اسی طرح نفع کے ساتھ بھی یہ معاملات کرنا ضرور ہین اس واسطے کہ ان معاملات کا نفع ابد تک باقی رہیگا اور معاملات دنیوی کا نفع چند روزہ ہے اور جو چیز باقی نہ رہے وہ عقلمند کے نزدیک بے حقیقت ہوتی ہے بلکہ عقلمندون نے کہا ہے کہ جو شر باقی رہے وہ اس خیر سے بہتر ہے جو نہ باقی رہے اور چونکہ انفاس عمر مین سے ہر ایک نفس ایک گوہر نفیس ہے کہ اس گوہر کے سبب سے ایک خزانہ پس انداز کر سکتے ہین تو اس گوہر مین جد وکد اور حساب کرنا اولی ہے پس عقلمند وہی ہے جو فجر کی نماز کے بعد ساعت بھر اس کام مین دل لگائے اور اپنے نفس سے کہے کہ عمر کے سوا تیرے پاس اور کوئی پونجی نہین اور جو دم گزر گیا اسکا بدلا نہین اسواسطے کہ انفاس خدا کے علم مین معدود اور مقرر ہین ہرگز زیادہ نہ ہونگے اور جب عمر گزر گئی تو تجارت کرنا محال ہے جو کام کرنا ہے ابھی کر لے کہ عرصۂ زندگی تنگ ہے اور آخرت جو زمانہ وسیع ہے وہان کچھ کام نہین حق تعالےٰ نے آج نئے سر سے زندگی عنایت فرمائی اگر رات کو سوتے مین مر جاتا تو یہی آرزو رہتی کہ کاش ایک ہی دن کی مہلت ملتی کہ کچھ تو اپنا کام درست کر لیتے اب خدا نے یہ نعمت دی ہے یعنی زندگی عنایت کی ہے اے نفس کہا مان اس سرمایۂ زندگی کو غنیمت جان ضائع نہ کر فردا کے دن ایسا نہ ہو کہ کل کی مہلت نہ ملے اور حسرت ہی حسرت رہے آج یہی سمجھ لے کہ تو نے مر کر ایک ہی دن کی مہلت مانگی اور حق تعالےٰ

نے مہلت دی اس سے بڑھ کر اور کیا نقصان ہوگا کہ تو تضیع اوقات کرے اور سعادت حاصل کرنیسے محروم رہے حدیث شریف مین ہے کہ فردا اسے قیامت کو ہر روز و شب کہ چوبیس ساعت کے ہوتے ہین انکے عوض چوبیس خزانے بندے کے سامنے رکھکر ایک خزانے کا دروازہ کھولینگے بندے نے اس ساعت مین جو نیکیان کی ہین انکے سبب سے اس خزانے کو پرنور دیکھیگا اس سبب سے اسقدر خوشی اور راحت نشاط اور فرحت اسکے دل کو حاصل ہوگی کہ اگر اسمین سے دوزخیون کو بانٹ دین تو وہ آتش دوزخ سے بیخبر ہو جائین وہ خوشی اس سبب سے حاصل ہوگی کہ بندہ جانیگا کہ یہ انوار خدا کے نزدیک اسکی قبولیت کا وسیلہ ہونگے پھر دوسرے خزانے کا دروازہ کھولینگے وہ سیاہ اور تاریک ہوگا اسمین سے ایسی بدبو آتی ہوگی کہ سب لوگ ناک بند کرلین گے وہ خزانہ ساعت معصیت ہے اسے دیکھکر ایسی ہیبت و محنت اسکے دلمین پیدا ہوگی کہ اگر جنتیون پر تقسیم کی جائے تو سب کو بہشت تلخ ہو جائے ایک خزانہ کا اور دروازہ کھولین گے وہ خالی ہوگا نہ اس مین نور ہوگا نہ ظلمت یہ خزانہ وہ ساعت ہے جسمین بندے نے نہ کچھ گناہ کیا ہے نہ عبادت اسوقت بندے کے دلمین ایسی حسرت و پشیمانی پیدا ہوگی کہ جیسے کوئی شخص بڑی مملکت اور بے انتہا خزانے پر قادر رہا ہو اور اسکی قدر نہ جانے حتی کہ وہ ضائع ہو جائے تمام عمر کی ایک ایک ساعت اسی طرح بندے کے سامنے پیش کرینگے تو آدمی کو کہنا چاہیے کہ اے نفس حق تعالے نے ایسے چوبیس خزانے تیرے سامنے رکھے ہین خبردار کسی کو خالی نہ چھوڑنا اسواسطے کہ تو اسکی حسرت کی تاب نہ لائیگا آے عزیز بزرگون نے کہا ہے کہ تو فرض کرے کہ حقتعالی تجھے بخشدیگا لیکن صالحون کا ثواب و درجہ تو تجھے نہ ملیگا اور تو اس نقصان کے رنج مین رہیگا پس چاہیے کہ اپنے سب اعضا کو اسکے سپرد کرکے کہے کہ خبردار زبان کو بچائے رکھنا آنکھ کو نگاہ رکھنا اسی طرح ہفت اندام کے بارے مین تاکید کرے کہ انکی حفاظت کر اسواسطے کہ یہ جو کہا ہے کہ دوزخ کے سات دروازے ہین وہ دروازے بھی تیرے اعضا ہین کہ ہر ایک عضو کے گناہ کی پاداش مین دوزخ مین جانا پڑیگا پس ان اعضا کے معاصی یاد کرکے اعضا کو انسے بچائے رکھے پھر جو اوراد و وظائف اس دن کرسکتا ہے وہ یاد کرکے انکی رغبت دلائے اور عزم کرے اور نفس کو دھمکی دے کہ اگر تو میرے کہنے کے خلاف کرے گا تو مین تجھے سزا دونگا تکلیف پہونچاؤنگا اس واسطے کہ نفس اگرچہ سرکش ہے مگر نصیحت پذیر بھی ہے اور ریاضت اسمین اثر کرتی ہے یہ سب محاسبہ ہے کہ عمل کے پہلے ہوتا ہے جیسا حق تعالے نے فرمایا ہے وَاعْلَمُوٓا اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا فِیٓ اَنْفُسِکُمْ فَاحْذَرُوْهُ[۵] اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ زیرک وہی ہے جو اپنا حساب کرتا رہے اور وہ کام کرے جو موت کے بعد کام آئے اور فرمایا ہے کہ جو کام پیش آئے اس مین غور کر اگر راہ سے ہے تو کر اگر بے راہ ہے تو اس سے دور رہ پس ہر روز صبح کو نفس کے تئین ایسی شرطون کی حاجت ہے مگر وہ شخص جو ثابت قدم ہوگیا اسے بھی ہر روز ایک نہ ایک کام ایسا پیش آیگا جس مین نفس کے ساتھ شرط کرنیکی حاجت پڑے دوسرا مقام مراقبہ ہے پاسبانی اور نگہبانی کرنا مراقبے کے معنی ہین جس طرح کہ اپنی پونجی جب شریک کو سپرد کرکے اس سے شرط کرلیتے ہین تو شریک سے غافل نہین رہتے اسکی باتون سے خبردار رہتے ہین اسی طرح ہر دم نفس کی خبر رکھنا بھی آدمی کو ضرور ہے اگر اس سے غافل رہے گا تو وہ کاہلی یا شہوت پرستی کے سبب سے پھر اپنی طبیعت پر آجائیگا اور سرکشی کرنے لگے گا اصل مراقبہ یہ ہے کہ آدمی یقین کرلے کہ حق تعالے کو میرے افعال اور خیالات کی اطلاع ہے خلق تو فقط ظاہری دیکھتی ہے اور حق تعالے ظاہر و باطن دونون دیکھتا ہے جو یہ سمجھا اور یہ سمجھ اسکے دل پر غالب ہوگئی اسکا ظاہر باطن

[۵] اور جانو تم کہ بیشک اللہ جانتا ہے اس چیز کو جو تمہارے دلون مین ہے پس ڈرو تم اس سے ۱۲

دونون ادب سے آراستہ ہو جائینگے اسواسطے کہ اگر آدمی اسکا ایمان نہ رکھیگا تو کافر ہے اور اگر ایمان رکھیگا تو اسکے خلاف کرنا بڑی دلیری اور بڑا ڈھیٹ پن ہے حق تعالےٰ فرماتا ہے اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى یعنی بندہ کیا یہ نہین جانتا کہ حقتعالےٰ اسے دیکھ رہا ہے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حبشی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین نے بہت گناہ کیے ہین میری توبہ قبول ہوگی یا نہین فرمایا قبول ہوگی پھر عرض کیا کہ یارسول اللہ جب مین گناہ کرتا تھا اسوقت کیا حق تعالےٰ دیکھ رہا تھا فرمایا ہان دیکھتا تھا یہ سنتے ہی اس حبشی نے ایک آہ کی اور چیخ مار کر جان بحق تسلیم ہوگیا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ کی بندگی اسطرح کر کہ تو اسے دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہین دیکھتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے اے عزیز جب تک تو یہ جانیگا کہ حق تعالےٰ ہر وقت ساتھ ہے اور ہر حال مین دانا بینا ہے تب تک کام راست درست نہوگا جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا بلکہ کمال یہ ہے کہ تو ہمیشہ مشاہدے مین رہے اور حق تعالےٰ کو دیکھا کرے **حکایت** ایک پیر صاحب کا کوئی شخص مرید تھا پیر صاحب کو اور مریدون سے زیادہ اسکی مراعات تھی اور مریدونکو غیرت آئی پیر صاحب نے ہر مرید کو ایک ایک چڑیا دیکر فرمایا اسے ایسی جگہ ذبح کر لاؤ جہان کوئی نہ دیکھتا ہو ہر ایک مرید خالی جگہ جاکر اسے ذبح کر لایا مگر وہ مرید اس چڑیا کو زندہ پھیر لایا اور عرض کرنے لگا مجھے ایسی جگہ کہین نہ ملی جہان کوئی نہ دیکھتا ہو اسواسطے کہ حق تعالےٰ سب جگہ دیکھتا ہے تب پیر صاحب نے اور مریدون سے فرمایا کہ اس بات سے تم لوگ اس شخص کا مرتبہ معلوم کرو کہ یہ ہمیشہ مشاہدے مین رہتا ہے خدا کے سوا اور کسی کی طرف التفات ہی نہین کرتا جب بی بی زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کو خلوت مین اپنی طرف بلایا تو جس بت کی پرستش کرتی تھین پہلے اسکے منھ پر پردہ ڈالدیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے زلیخا تو ایک پتھر سے شرم کرتی ہے مین کیا اس سے شرم نہین رکھتا جو ساتون آسمان و زمین کا خالق ہے اور دیکھ رہا ہے حضرت جنید قدس سرہٗ سے ایک شخص نے عرض کیا کہ مین نگاہ بد سے اپنی آنکھ نہین بچا سکتا کیونکر بچاؤن فرمایا اس طرح کہ تو یہ یقین کرے کہ جسقدر تو کسی کو دیکھتا ہے اس سے زیادہ حق تعالےٰ تیرے تئین دیکھتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا کہ بہشت عدن ان لوگون کے واسطے ہے جو کسی گناہ کا قصد کرین اور میری عظمت یاد کر کے شرمائین اور اس گناہ سے باز رہین حضرت عبد اللہ ابن دینار کہتے ہین کہ مین مکہ معظمہ کی راہ مین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے ساتھ تھا ایک جگہ باہم اترے ایک چرواہے کا غلام پہاڑ پر سے بکریان اتار لایا حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک بکری میرے ہاتھ بیچڈال اسنے عرض کیا کہ مین غلام ہون یہ بکریان میری ملک نہین ہین آپ نے امتحاناً فرمایا کہ مالک سے کہدینا کہ ایک بکری کو بھیڑیا لیگیا اسے کیا معلوم ہوگا اسنے عرض کیا کہ وہ نہ جانیگا خدا تو جانتا ہے بس حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ بے اختیار رونے لگے اور اسکے مالک کو بلا کر اس غلام کو مول لیکر آزاد کر دیا اور فرمایا کہ اے غلام اس بات کے سبب سے تو اس جہان مین بھی آزاد ہوا اور اس جہان مین بھی آزاد ہو جائیگا **فصل** اے عزیز جان تو کہ مراقبہ کے دو درجے ہین پہلا درجہ صدیقون کا مراقبہ ہے کہ انکا دل خدا کی عظمت مین مستغرق اور اسکی ہیبت سے چور رہتا ہے اسمین ماسوائے اللہ کیطرف التفات کرنے کی گنجائش ہی نہین ہوتی یہ چھوٹا مراقبہ ہے کیونکہ جب دل ٹھہر گیا اور اعضا تو اسکے تابع ہوتے ہی ہین مباحات سے باز رہنے لگے گناہون مین کیونکر مشغول ہونگے ایسے مراقب کو اعضا کی حفاظت کرنیکے واسطے تدبیر اور حیلہ کی حاجت نہین ہوتی یہ وہی بات ہے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی کہ مَنْ اَصْبَحَ وَهُمُوْمُهٗ هَمٌّ وَاحِدٌ كَفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى هُمُوْمَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ

یعنی جو شخص صبح کو ایک ہمت والا ہو کر اٹھے حق تعالے دونون جہان مین اسکی کارروائی کرتا ہے اور کوئی مراقب ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اگر اس سے بات کہین تو نہ سنے اور جو کوئی اسکے سامنے جائے اگرچہ وہ مراقب آنکھ کھولے ہو تو بھی اسے نہ دیکھے حضرت عبدالواحد بن زید رحمہ اللہ تعالیٰ سے لوگون نے پوچھا کہ تم ایسے کسی شخص کو جانتے ہو جو خلق سے غافل ہو کر اپنے ہی حال مین مشغول ہو گیا ہو کہا ہان ایک شخص کو جانتا ہون کہ ابھی آتا ہے حضرت عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعـ آئے پوچھا کہ تم نے کسے راہ مین دیکھا کہا کسی کو بھی نہین دیکھا حالانکہ شاہراہ سے ہو کر آئے تھے حضرت یحیی بن زکریا علیہما السلام ایک عورت کی طرف گذرے ہاتھ مار کر اسپر گر پڑے لوگون نے کہا آپ نے یہ کیا کیا فرمایا کہ مین سمجھا دیوار ہے ایک بزرگ نے کہا ہے کہ مین ایک قوم کیطرف گذرا وہ لوگ تیراندازی کرتے تھے اور ایک شخص ان سے بہت دور بیٹھا تھا مین نے چاہا کہ اس سے بات کرون اسنے کہا کہ بات سے ذکر خدا بہتر ہے مین نے کہا اے شخص تو اکیلا ہے بولا نہین حق تعالے اور دو فرشتے میرے ساتھ ہین مین نے کہا کہ اس قوم پر کون شخص سبقت لیگیا بولا وہ شخص جسے خدا نے بخشدیا مین نے کہا راہ کدھر سے ہے پس آسمان کیطرف منھ کرکے اٹھ کھڑا ہوا اور چلدیا اور بولا کہ بار خدایا تیرے بہت سے مخلوق تجھسے باز رکھنے والے ہین حضرت شبلی حضرت ثوری رحمہما اللہ تعالے کے پاس گئے انھین مراقبہ مین ایسا ساکن بیٹھے دیکھا کہ انکے بدن کا رویان بھی نہین ہلتا تھا پوچھا کہ یہ مراقبہ اس سکون کے ساتھ تم نے کس سے سیکھا بولے بلی سے کیونکہ مین نے اسے چوہے کے بل پر چوہے کے انتظار مین اس سے بھی زیادہ ساکن بیٹھے دیکھا عبداللہ ابن خفیف رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ لوگون نے مجھے خبر دی کہ شہر صور مین ایک پیر اور ایک جوان ہمیشہ مراقبے مین بیٹھے رہتے ہین مین وہان گیا دو شخصون کو دیکھا قبلے کی طرف منھ کیے بیٹھے تھے مین نے تین بار سلام کیا انھون نے جواب نہ دیا مین نے کہا کہ تمھین قسم خدا کی کہ سلام کا جواب دو جوان نے سر اٹھا کر کہا کہ اے ابن خفیف دنیا تھوڑی سی ہے اور اس تھوڑی مین سے تھوڑی ہی سی باقی ہے اس تھوڑی سے بہت سا حصہ لیلے اے ابن خفیف تو بڑا غافل اور فارغ ہے کہ ہمارے سلام مین لگا ہے یہ کہکر پھر گردن جھکا لی مین بھوکا پیاسا تھا سب بھوک پیاس بھول گیا ان دونون بزرگون نے مجھے بالکل ازخود رفتہ کر لیا مین کھڑا رہا اور انکے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھی اور عرض کیا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے کہا اے ابن خفیف ہم مصیبت زدہ ہین وہ زبان ہی نہین رکھتے جس سے نصیحت کرتے ہین تین دن مین وہین کھڑا رہا انھون نے اور مین نے نہ کچھ کھایا اور نہ کوئی سویا پھر مین نے اپنے جی مین کہا کہ انھین خدا کی قسم دلاؤن کہ مجھے کچھ نصیحت کرین اسی جوان نے پھر سر اٹھا کر کہا کہ ایسے شخص کو ڈھونڈھ جسکی زیارت سے تجھے خدا یاد آئے اور اسکی ہیبت تیرے دلمین سمائے اور وہ شخص زبان حال سے تجھے نصیحت کرے زبان قال سے نہین صدیقون کے مراقبہ کا یہی حال اور یہی درجہ ہے کہ وہ بالکل حقتعالے مین مستغرق ہو جاتے ہین دوسرا درجہ پارساؤن اور اصحاب الیمین کا مراقبہ ہے یہ لوگ جانتے ہین کہ حق تعالے انکے احوال سے مطلع ہے اور حق تعالے سے شرم کرتے ہین مگر اسکی عظمت و جلال مین مدہوش و مستغرق نہین ہوتے بلکہ اپنے اور عالم کے احوال سے خبردار رہتے ہین ان لوگون کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی شخص تنہا ایک کام کرتا ہے یا برہنہ ہے اور کوئی لڑکا آجائے وہ شخص اس لڑکے سے شرم کرکے اپنے اختیار سے اپنے تئین چھپائے اور اس دوسرے کی مثل ایسی ہے جیسے ناگاہ بادشاہ کسی کے سامنے آجائے اور وہ ہیبت سلطانی سے بیخود اور مدہوش ہو جائے پس جو شخص اس درجہ پر ہو اسے اپنے احوال اور خطرون اور حرکات سکنات کا مراقبہ اور دھیان کرنا چاہیے اور وہ جو کام کیا چاہتا ہے اسے دو نظرون سے دیکھے پہلی نظر کام کرنے کے پہلے ہوتی ہے بلکہ پہلا خطرہ جو اسکے دلمین آئے اسکو دیکھے بلکہ ہمیشہ

دل کا مراقبہ کرتا رہے کہ دلمین کیا خیال پیدا ہوتا ہے اور جو خیال آئے اسے دیکھے اگر خدا کیواسطے ہے تو اسے تمام کرے اور اگر خواہش نفسانی ہے تو باز رہے اور حق تعالے سے شرم کرے اور اپنے تئین ملامت کرے کہ یہ رغبت میرے دلمین کیون پیدا ہوئی اسکا انجام اور رسوائی اپنے دل مین ٹھہرائے اور سب خیالات کے پہلے یہ مراقبہ فرض ہے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو حرکت و سکون بندہ اپنے اختیار سے کرتا ہے اسمین تین سوال بندہ سے ہونگے ایک یہ کہ کیون کیا دوسرا یہ کہ کیونکر کیا تیسرا یہ کہ کسکے واسطے کیا کیون کیا کے یہ معنی ہین کہ اس بندہ سے کہین گے کہ تجھ پر لازم تھا کہ خدا کے واسطے کرتا شہوت نفسانی اور موافقت شیطانی کیواسطے کیون کیا اگر اس مواخذے سے بندہ بچا اور وہ کام خدا ہی کے واسطے کیا تھا تو اس سے پوچھین گے کہ تو نے یہ کام کیونکر کیا یعنی ہر کار خیر کے واسطے شرط اور ادب اور علم ہے یہ کام جو تو نے کیا آیا علم کے موافق کیا ہے یا جہل و نادانی سے اسکو آسان سمجھا اگر اس مواخذہ سے بھی بندہ بچا اور شرط کے موافق یہ کام کیا تھا تو پوچھین گے کہ کسکے واسطے یہ کام کیا تھا یعنی تجھپر واجب تھا کہ اخلاص کے ساتھ خدا کے واسطے تو کام کرے آیا خدا ہی کے واسطے تو نے یہ کام کیا ہے تاکہ اجر پائے یا ریا کے واسطے کیا ہے تاکہ خلق سے اجر مانگنے کا تجھے حکم ہو یا دنیا کے واسطے کیا ہے تاکہ ثواب حبط ہو جائے اگر کسی مخلوق کے واسطے کیا ہے تو خالق کے غصے اور عذاب مین تو مبتلا ہوا اسواسطے کہ تجھ سے کہدیا تھا اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ اور کہدیا تھا اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ جو شخص یہ مضمون سمجھے گا وہ اگر عاقل ہے تو مراقبہ دل سے غافل نہ رہے گا اصل یہ ہے کہ آدمی پہلے خطرہ پر نظر رکھے اگر اس خطرہ کو دور نہ کرے گا تو اس سے رغبت پیدا ہوگی پھر وہ ہمت ہو جائے گی اس کے بعد قصد ہو کر اعضا سے صادر ہوگا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِتَّقِ اللّٰہَ عِنْدَ ھَمِّکَ اِذَا ھَمَمْتَ یعنی جس وقت کسی تیرے کام کی ہمت پیدا ہو تو حق تعالے سے ڈر اے عزیز جان تو کہ یہ پہچاننا بہت دشوار اور نایاب علم ہے کہ کون خطرہ خدا کے واسطے ہے اور کون خواہش نفسانی کے لیے ہے جسے اس شناخت کی قوت اور قدرت نہ ہو اسے چاہیے کہ ہمیشہ کسی عالم باعمل کی صحبت مین بیٹھے تاکہ اس کی صحبت کا نور اسکے دلمین سرایت کرے اور علماء دنیادار کی صحبت سے خدا کی پناہ مانگا کرے کیونکہ یہ عالم شیطان کے نائب ہین حق تعالے نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے داؤد جس عالم کو محبت دنیا نے مست کر دیا ہو اس سے کچھ نہ پوچھ کہ وہ تجھے میری محبت سے محروم کر دیگا اسواسطے کہ ایسے عالم میرے بندونکے حق مین راہزن ہین اور جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالے اس شخص کو دوست رکھتا ہے جو شبہہ کی چیز مین تیز بین اور دور اندیش ہو اور غلبہ شہوت کے وقت اسکی عقل کامل ہے ان ہی دو باتون مین آدمی کا کمال ہے کہ حقیقت حال کو بصیرت نقّاد سے پہچانکر شہوت کو عقل کامل سے دفع کرے یہ دونون باتین باہم ملی ہوئی ہین جسے عقل دافع شہوات نہین ہوتی اسے بصیرت ناقد شبہات بھی نہین ہوتی اسیواسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ کرتا ہے عقل اس سے ایسی جدا ہو جاتی ہے کہ ہرگز پھر نہین آتی حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ہے کہ کام تین قسم پر ہین ایک صاف حق ہے بجا لا ایک صاف باطل اسے چھوڑ دے ایک مشتبہ اسے کسی عالم سے پوچھ دوسری نظر وہ مراقبہ ہے جو کام کرتے وقت ہو وہ تین حال سے خالی نہین یا طاعت ہوگا یا معصیت یا مباح طاعت مین مراقبہ کی یہ صورت ہے کہ اسے اخلاص کے ساتھ کرے اسمین حضور قلب ہو سب آداب نگاہ رکھے اور جو چیز موجب مزید فضیلت ہو اس سے باز نہ رہے اور معصیت مین مراقبہ کی یہ شکل ہے کہ خدا سے شرم رکھے اور

توبہ کرے کفارہ دے مباح مین مراقبہ کا یہ انداز ہے کہ باادب رہے خدا کی نعمت مین منعم کو دیکھے اور جانے کہ ہر وقت اسکی درگاہ مین حاضر ہے مثلاً اگر بیٹھے تو ادب سے بیٹھے اگر سوئے تو داہنی کروٹ اور قبلہ رو سوئے اگر مثلاً کھانا کھائے تو تفکر سے دل غافل نہ ہو اسواسطے کہ تفکر سب اعمال سے افضل ہے کیونکہ ہر ایک طعام کی صورت اور رنگ و بو اور مزہ اور شکل مین کتنی عجیب عجیب صنعتین ہین علیٰ ہذا القیاس آدمی کے اعضا مین جو اس طعام کو کام مین لاتے ہین جیسے انگلیان منھ دانت حلق معدہ جگر مثانہ اور جو اعضا قبول طعام کے واسطے ہین اور جو اعضا اسکی حفاظت کے واسطے ہین تاکہ ہضم ہو جائے اور جو عضو بھوک دور کرنے کیواسطے ہے یہ سب عجائب صنع آلٰہی ہین ایسی چیزون مین تفکر کرنا بڑی عبادت ہے یہ درجہ علما کا ہے بعضے لوگ ایسے ہوتے ہین کہ جب یہ عجیب عجیب صنعتین دیکھتے ہین تو عظمت صانع کی طرف ترقی کرتے ہین اور اسکے جلال اور جمال اور کمال مین مستغرق ہو جاتے ہین یہ موحدون اور صدیقون کا درجہ ہے اور بعضے لوگ کھانیکو غصہ کی نظر سے دیکھ کر برخلاف خواہش مکروہ جانتے ہین اور بقدر ضرورت کھاتے ہین اور کہتے ہین کہ کاش ہمین اسکی بھی حاجت نہ ہوتی اور یہ جو کھانیکی ضرورت ہے اسمین تفکر کرتے ہین یہ زاہدون کا درجہ ہے اور بعضے لالچی لوگ نظر شوق سے کھانیکو دیکھتے ہین اور اسی خیال مین رہتے ہین کہ کیونکر بکائین کہ بہتر اور خوش مزہ پکے جو بہت سا چکھ جائین پھر کوان اور پکانیوالے اور کھانے اور میوے کا عیب بھی کرتے ہین اتنا نہین جانتے کہ یہ سب چیزین خدا کی صنعت ہین اور صنعت کا عیب کرنا صانع کا عیب کرنا ہے یہ اہل غفلت کا درجہ ہے سب مباحات مین اسیطرح کے درجے پیش آتے ہین تیسرا مقام وہ محاسبہ جو عمل کے بعد کرتے ہین چاہیے کہ شب کو سوتے وقت بندہ تمام دن کا حساب اپنے نفس کے ساتھ کرے تاکہ معلوم ہو کہ سرمایہ مین کس قدر نفع اور نقصان ہوا فرائض تو سرمایہ ہے اور نوافل اسکا نفع اور جسطرح شریک تجارت سے حساب لینے مین مبالغہ کرتے ہین کہ نقصان نہ ہو جائے اسیطرح اپنے نفس سے بھی بہت جانچ کرنا چاہیے کیونکہ وہ بڑا اطرار اور مکار اور حیلہ انگیز ہے اور اپنی غرض کو تیرے سامنے طاعت کے حساب مین گنتا ہے تاکہ تو یہ سمجھے کہ یہ بھی نفع ہے اور وہ نقصان ہوتا ہے بلکہ سب مباحات مین نفس سے حساب لینا چاہیے کہ تونے یہ کیون کیا اور کسکے واسطے کیا اگر اپنے نفس سے کچھ قصور دیکھے تو اس عمل کو اپنے نفس پر رکھے اور اس سے تاوان مانگے ابن الصمہ ایک بزرگ تھے انھون نے اپنی عمر کا حساب کیا تو ساٹھ برس ہوے دنون کا حساب کیا تو اکیس ہزار چھ سو دن ہوے کہنے لگے کہ افسوس اگر ہر دن ایک گناہ ہوا ہے تو اکیس ہزار چھ سو گناہون سے کیونکر میری رہائی ہوگی خصوصاً جب کوئی ایسا دن ہو جسمین ہزار گناہ سرزد ہوے ہون پس ایک چیخ مار کر گر پڑے لوگون نے دیکھا وہ مردہ پڑے ہین مگر آدمی اپنے نفس سے غافل ہے کہ اپنا حساب نہین کرتا جو گناہ وہ کرتا ہے اسمین ہر گناہ پیچھے اگر ایک ایک پتھر کسی گھر مین ڈالے تو تھوڑے عرصے مین وہ گھر پتھرون سے بھر جائے اگر کراماً کاتبین اس سے گناہ لکھنے کی مزدوری مانگتے تو اسکا سب مال خرچ ہو جاتا اور اگر غفلت کے ساتھ چند بار سبحان اللہ کہا چاہتا ہے تو تسبیح ہاتھ مین لیکر گنتا ہے اور کہتا ہے کہ مین نے سو بار کہا اور تمام دن جو بیہودہ بکا کرتا ہے اسکی گنتی کیواسطے کوئی چیز ہاتھ مین نہین رکھتا تاکہ معلوم ہو کہ بیہودہ باتین ہزار سے زیادہ ہین پھر یہ جو امید رکھے کہ نیکی کا پلہ بھاری ہو گیا تو یہ اسکی حماقت ہے اسواسطے امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ قبل اسکے کہ تمھارے اعمال تولے جائین تم خود اپنے اعمال کو تولو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب رات کو تشریف لاتے تو اپنے پاؤن پر درہ مارتے اور کہتے کہ آج تونے کیا کیا ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہین کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا

کہ عمرؓ سے زیادہ کوئی میرا دوست نہین پھر فرمایا کہ اے عائشہؓ مین نے کیا کہا مین نے کہا کہ اے صدیقؓ آپنے فرمایا کہ عمرؓ سے زیادہ کوئی میرا دوست نہین فرمایا نہ عمرؓ سے زیادہ کوئی مجھے عزیز نہین تو جناب صدیقؓ نے اتنی ہی بات کا حساب کیا چونکہ راست تھی فوراً اسکا تدارک کر لیا ابن سلام رحمۃ اللہ تعالےٰ نے لکڑیونکا گٹھا اپنی گردن پر رکھا لوگون نے کہا کہ یہ کام غلام کرتے ہین فرمایا کہ مین اپنے نفس کو آزماتا تھا کہ اس کام مین کیسا رہتا ہے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہین کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو مین نے دیوار کی آڑ سے ایک باغ مین دیکھا اپنے نفس سے آپ کہتے تھے کہ واہ واہ لوگ تجھے امیر المومنین کہتے ہین واللہ تو خدا سے نہین ڈرتا اسکے عذاب مین مبتلا ہونے پر مہیا رہ حسن رحمۃ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ نفس لوامہ وہ ہے جو اپنے تئین ملامت کرتا ہے کہ تو نے فلانا کام کیا اور فلانا کھانا کھایا کیون کھایا اور اپنے تئین اس بات پر ملامت کرتا ہے تو گذشتہ کامونکا حساب کرنا ضروریات سے ہے چوتھا مقام معاقبۂ نفس ہے اے عزیز جان تو کہ جب حساب نفس سے تو غافل رہیگا اور قصور کریگا اور اسے اپنے حال پر چھوڑ دیگا تو وہ دلیر اور ڈھیٹ اور تیز ہو جائیگا پھر اسے روکنا مشکل ہوگا بلکہ جو بُرا کام اسنے کیا ہو اسپر اسے سزا دینا چاہیے اگر شبہہ کی کوئی چیز اسنے کھائی ہو تو بھوکا رکھکر اسے سزا دے اگر کسی نامحرم کو اسنے دیکھا ہو تو نہ دیکھنے اور آنکھ بند رکھنے سے اسے سزا دے اسی طرح سب اعضا کے حرکات سکنات کو قیاس کر لے اگلے بزرگون نے ایسا ہی کیا ہے ایک عابد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا تھا پھر اپنے ہاتھ کو آگ مین رکھکر جلا دیا بنی اسرائیل مین ایک عابد بعبادت تک صومعہ مین رہا ایک عورت نے اپنے تئین اس عابد کے سامنے پیش کیا اسکے پاس آنے کیواسطے عابد نے صومعہ کے باہر پاؤن رکھا پھر خدا سے ڈر کر توبہ کی اور چاہا کہ صومعہ مین پھر جاے پھر اپنے جی مین کہا کہ نہین یہ پاؤن جو گناہ کیواسطے باہر نکلا یہ صومعہ کے اندر نہ آنے پائے اس پاؤن کو باہر رہنے دیا جتے کہ جاڑے کی اوس گرمی کی دھوپ سے وہ پاؤن خراب ہوگیا اور گل کر اسکے بدن سے گر گیا حضرت جنید قدس سرہٗ کہتے ہین کہ ابن الکزینی کہتے تھے کہ ایک رات مجھے احتلام ہوگیا مین نے چاہا کہ اسوقت غسل کرون جاڑے کی رات تھی میرے نفس نے غسل کرنے مین کاہلی کی اور کہا کہ اپنے تئین ہلاک نہ کر ٹھہر جا صبح کو حمام مین جا کر نہا لینا مین نے قسم کھائی کہ اب کپڑون سمیت غسل کرونگا اور کپڑون کو اسی طرح بھیگا رہنے دون گا ہرگز نہ نچوڑونگا جتے کہ میرے بدن مین خشک ہو جائین اور ایسا ہی کیا اور کہا کہ اس نفس کی یہی سزا ہے جو خدا کے کام مین قصور کرے ایک شخص نے کسی رنڈی کو گھورا پھر نہایت پشیمان ہو کر قسم کھائی کہ اس گناہ کی سزا یہ ہے کہ ہرگز ٹھنڈا پانی نہ پیونگا اور پھر نہ پیا حضرت حسان ابن ابی سنان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا گزر ایک منظر کی طرف ہوا پوچھا یہ کسنے بنایا ہے پھر اپنے نفس سے کہا کہ جس چیز سے تجھے کچھ سروکار نہین اسکا حال تو پوچھتا ہے قسم خدا کی سال بھر روزے رکھکر تجھے سزا دونگا اور ایسا ہی کیا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نخلستان مین نماز پڑھتے تھے ایک خوبصورت چڑیا وہان اُڑی اسکی خوبصورتی کا خیال جو آیا تو نماز سے غفلت سی ہوگئی رکعتون کی گنتی بھول گئے تمام نخلستان کو صدقے مین دیدیا مالک ابن ضیغم رحمۃ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ رباح القیسی رحمۃ اللہ تعالےٰ آئے اور میرے باپ کو نماز عصر کے بعد بلایا مین نے کہا سوتے ہین کہا سونے کا یہ کون وقت ہے اور پھر چلے مین بھی انکے پیچھے پیچھے چلا وہ اپنے نفس سے کہتے جاتے تھے کہ اے فضول تو کہتا ہے کہ سونے کا یہ کون وقت ہے تجھے اس کہنے سے کیا کام مین نے عہد کیا ہے کہ سال بھر تک تجھے تکیے پر سر نہ رکھنے دونگا یہ کہتے ہوے روتے چلے جاتے تھے اور یہ بھی کہتے جاتے کہ کیا تو خدا سے نہ ڈریگا تمیم داری قدس سرہٗ ایک

رات ایسا سوئے کہ تہجد کی نماز فوت ہوگئی عہد کیا کہ سال بھر تک رات کو نہ سوؤنگا حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت کرتے ہین کہ ایک شخص ننگے بدن ہوکر گرم بالو اور تپھر پر لوٹتا تھا اور اپنے نفس سے کہتا تھا کہ اے رات کے مردار دن کے کاہل تیرا ظلم کب تک سہون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہان پہونچے فرمایا اے شخص تو یہ امر کیون کرتا ہے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرا نفس مجھپر غلبہ کرتا ہے فرمایا کہ اس ساعت آسمانون کے دروازے تیرے واسطے کھولے ہین اور تیرے سبب سے حق تعالےٰ فرشتون پر فخر و مباہات کرتا ہے پھر صحابہؓ سے فرمایا کہ اپنا توشہ اس شخص سے لیلو سب صحابہ جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اے شخص ہمارے واسطے دعا کر وہ ایک ایک کے واسطے دعا کرتا تھا پھر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے واسطے اکٹھا دعا کر اسنے دعا کی کہ بار خدایا تقویٰ کو انکے واسطے زاد راہ کر اور سبھون کو راہ راست پر رکھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی کہ بار خدایا اسے روک یعنی جو دعا بہتر ہو وہ اسکی زبان پر جاری کر تب وہ شخص یہ دعا کرنے لگا کہ بار خدایا بہشت کو انکا مقام کر مجمع نام ایک بزرگ تھے انھون نے ایک مرتبہ کسی چھت کی طرف دیکھا ایک عورت نظر پڑی عہد کیا کہ اب کبھی آسمان کیطرف بھی نہ دیکھونگا حضرت آصف ابن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ رات کو چراغ لیتے اور ہر گھڑی چراغ کی ٹیم پر انگلی رکھتے اور اپنے نفس سے کہتے کہ فلانے دن فلانا کام تو نے کیون کیا اور فلانی چیز کیون کھائی غرضکہ احتیاط والے لوگ ایسے تھے اسواسطے کہ جانتے تھے کہ نفس سرکش ہے اگر ہم عقوبت نہ کرینگے تو یہ غلبہ کریگا اور ہم ہلاک اور تباہ ہوجائینگے نفس پر ہمیشہ سیاست کیا کرتے تھے پانچوان مقام مجاہدہ ہے اے عزیز جان تو کہ بعضے بزرگون نے جب اپنے نفس کو بہت کاہلی کرتے دیکھا تو اسطرح اسے سزا دی کہ تنبیہ اور سیاست کیواسطے بہت سی عبادت اسپر لازم کردی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا یہ حال تھا کہ جماعت کے ساتھ جب انکی ایک نماز فوت ہوجاتی تو ایک شب بھر نہ سوتے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک نماز جماعت فوت ہوگئی اسکے کفارے مین زمین صدقہ کی کہ دو لاکھ درم اسکی قیمت تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے مغرب کی نماز مین تاخیر ہوگئی تھی کہ دو تارے نکل آئے اسکے کفارے مین انھون نے دو بندے آزاد کیے اور ایسی بہت سی حکایتین ہین جب عبادت مین نفس تندہی نہ کرے تو اسکا علاج یہ ہے کہ آدمی کسی صاحب ریاضت کی خدمت مین رہے تاکہ اسکی ریاضت دیکھ دیکھ کر اسے بھی رغبت پیدا ہو ایک بزرگ کہتے ہین کہ مین جب ریاضت مین کاہل ہوجاتا ہون تو حضرت محمد ابن واسع کو دیکھتا ہون انھین دیکھنے سے میرے دل مین ہفتے بھر رغبت عبادت باقی رہتی ہے پس اگر کوئی صاحب ریاضت نہ ملے تو ریاضت کرنے والون کے حالات اور حکایات دیکھنا سننا چاہیے ہم بعضونکا تھوڑا سا حال یہان لکھتے ہین حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ روٹی نہ کھاتے تھے رات کو پانی مین آٹا گھول کر پی لیتے تھے اور کہتے تھے کہ آٹا گھول کر پی لینے مین روٹی کھانے کی بہ نسبت اتنی مہلت ملتی ہے کہ آدمی پچاس آیتین پڑھ سکے پھر مین اتنا وقت کیون ضائع کرون ایک شخص نے انسے پوچھا کہ تمھاری چھت مین یہ دھنی کب سے ٹوٹی ہے کہا تیس برس سے مین یہان رہتا ہون مگر چھت کی طرف نہین دیکھا بے فائدہ کسی طرف دیکھنے کو بزرگون نے مکروہ جانا ہے احمد ابن رزین رحمہ اللہ تعالےٰ فجر کی نماز کے بعد سے عصر کی نماز تک بیٹھے رہتے اور کسی طرف نگاہ نہ اٹھاتے لوگون نے پوچھا کہ آپ کیون بیٹھے رہتے ہین کہا حق تعالےٰ نے آنکھین اسواسطے دی ہین کہ بندہ اسکی عجیب عجیب صنعتون اور قدرتون کو دیکھا کرے اور جو شخص ان چیزون کو نظر عبرت سے نہ دیکھیگا اسکے نام ایک خطا لکھی جائیگی حضرت ابو الدردا

رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ فقط تین چیزون کے واسطے زندگی کو مین دوست رکھتا ہون ایک یہ کہ بڑی بڑی راتون مین سجدے کیا کرون دوسرے یہ کہ بڑے بڑے دنون مین پیاسا رہا کرون تیسرے یہ کہ ایسے لوگون کی صحبت مین حاضر رہا کرون جنکی سب باتین پاکیزہ اور سراپا حکمت ہون حضرت علقمہ ابن قیس رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اپنے نفس کو اتنی تکلیف مین کیون رکھتے ہین کہا اس دوستی کے سبب سے جو نفس کے ساتھ رکھتا ہون اُسے عذاب دوزخ سے بچاتا ہون لوگون نے کہا کہ تکالیف آپ پر واجب نہین ہین کہا جو کچھ ہوسکتا ہے کرتا ہون تاکہ فرداے قیامت کو کچھ حسرت نہ باقی رہے کہ یہ کام کیون نہ کیا حضرت جنید قدس سرہٗ فرماتے ہین کہ سری سقطی رحمہ اللہ تعالےٰ سے زیادہ کسی مین مین نے عجیب بات نہین دیکھی کہ انکی عمر اٹھانوے برس کی ہوئی کبھی کسی نے انکا پہلو زمین پر نہین دیکھا مگر مرتے وقت حضرت ابو محمد حریری سال بھر مکہ معظمہ مین رہے نہ بات کی نہ سوئے نہ پیٹھ لگائی نہ پاؤن پھیلائے حضرت ابو بکر کتانی قدس سرہٗ نے ان سے پوچھا کہ اتنی بڑی ریاضت تم کیونکر کرسکے کہا کہ اس سچ کی بدولت جو مجھے صدق باطن سے حاصل ہے اسنے میرے ظاہر کو اس ریاضت کی قوت دی ایک بزرگ کہتے ہین کہ فتح موصلی رحمہ اللہ تعالےٰ کو مین نے دیکھا کہ روتے ہین اور آنکھون سے اشک خون آمیز روان ہوتے ہین مین نے پوچھا یہ کیا حال ہے فرمایا کہ مدت تک اپنے گناہون پر پانی رویا اب اُن آنسوؤن پر جو بے اخلاص نکلے ہون خون روتا ہون انتقال کے بعد لوگون نے انھین خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا کہ اس گریہ وزاری کے سبب سے حق تعالےٰ نے مجھے عزت و بزرگی عنایت فرمائی اور ارشاد کیا کہ اپنی عزت کی قسم کہ چالیس برس گزرے کہ فرشتے جو تیرا نامۂ اعمال لائے اسمین کوئی خطا نہ تھی حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے کہا کہ اگر آپ ڈاڑھی مین کنگھی کیجیے تو کیا ہو فرمایا کہ اگر کنگھی کرنے مین مشغول ہون تو غافلون مین داخل ہو جاؤن حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے راتون کو عبادت کے واسطے تقسیم کیا تھا فرماتے کہ آج رکوع کی رات ہے اور ایک ہی رکوع مین صبح کر دیتے اور فرماتے کہ آج سجدے کی رات ہے اور ایک ہی سجدے مین صبح کر دیتے حضرت عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالےٰ کثرت ریاضت کی وجہ سے کوئی خوش مزہ کھانا پینا نہ کھاتے پیتے انکی مان نے براہ شفقت مادری کہا کہ بیٹا اپنے اوپر رحم کر عرض کیا کہ اے مادر مشفقہ خداوند کریم کا رحم چاہتا ہون چند روز تھوڑا سا رنج کھینچ لون اور ابدالآباد خدا کی رحمت و راحت مین رہون حضرت ربیع رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو دیکھنے گیا صبح کی نماز مین مشغول تھے جب نماز سے فارغ ہوئے تو مین نے اپنے جی مین کہا کہ اگر مین بات کرونگا تو انکی تسبیح مین خلل پڑیگا مین نے صبر کیا وہ اسیطرح بیٹھے رہے جگہ سے نہ اُٹھے حتے کہ وہین ظہر کی اور عصر کی نماز پڑھی یہانتک کہ دوسرے دن فجر کی نماز وہین ادا کی اسوقت انکی آنکھ ذرا جھپک گئی جب نیند سے چونکے تو کہنے لگے کہ بار خدایا مین بہت سونیوالی آنکھ اور بہت کھانے والے پیٹ سے تیری پناہ مانگتا ہون مین نے اپنے جی مین کہا کہ مجھے یہی کافی ہے پھر مین نے کچھ نہ کہا اور پھر آیا حضرت ابو بکر عباس نے چالیس برس زمین پر پہلو نہین رکھا پھر انکی آنکھون مین سیاہ پانی اتر آیا بیس برس تک اپنے گھر والون سے چھپایا پانسو رکعت نماز روزانہ کا ورد تھا اور جوانی مین ہر روز تیس ہزار بار قل ہو اللہ احد پڑھا کرتے تھے کرز ابن دبرہ رحمہ اللہ تعالےٰ ایک ابدال تھے انکی یہ ریاضت تھی کہ ہر دن مین تین ختم قرآن کرتے لوگون نے انسے کہا کہ آپنے بڑی تکلیف اپنے اوپر گوارا کی پوچھنے لگے کہ دنیا کی کتنی عمر ہے لوگون نے کہا کہ سات ہزار برس پھر پوچھا کہ بھلا قیامت کا دن کتنا بڑا ہے

لوگون نے کہا کہ پچاس ہزار برس کہنے لگے کہ بھلا وہ کون آدمی ہوگا جو پچاس دن آسائش پانے کے واسطے سات دن رنج نہ کھینچے یعنے اگر مین سات ہزار برس جیون اور فقط قیامت کے ایک دن کے واسطے محنت اور ریاضت کرون تو بھی کم ہے تو مدت ابد کا کیا ذکر جو نہایت ہی نہین رکھتی خصوصًا میری اس تھوڑی سی عمر کی بہ نسبت حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ ایک رات مین بی بی رابعہ بصری قدس سرہا کے پاس گیا وہ عبادتگاہ مین گئین اور صبح تک نماز پڑھتی رہین اور مین اس گھر کے ایک گوشہ مین صبح تک نماز پڑھتا رہا پھر مین نے ان سے کہا کہ ہم خدا کا شکر کیونکر کرین کہ اسنے ہمین تمام شب نماز پڑھنے کی توفیق دی کہا اس طرح شکر کرنا چاہیے کہ کل ہم روزہ رکھین محنت و ریاضت کرنے والون کے یہ حالات تھے اور ایسی بہت حکایتین ہین کہ انھین نقل کرنا موجب طوالت ہے احیاء العلوم مین بہت سی حکایتین نقل کی ہین کہ بندہ اگرچہ یہ ریاضات نہ کر سکے بارے اگلے بزرگون کے حال سنکر اپنا قصور تو پہچانے اور رغبت خیر اسمین پیدا ہو اور اپنے نفس کے ساتھ مقابلہ تو کر سکے چھٹا مقام نفس پر عتاب کرنا اور اسے جھڑکنا ہے اے عزیز جان تو کہ حق تعالے نے نفس کو ایسا پیدا کیا ہے کہ خیر سے گریزان اور شر سے آویزان رہتا ہے شہوت رانی اور کاہلی کرنا اسکی طبیعت اور خاصیت ہے اور تجھے یہ حکم فرمایا ہے کہ نفس کی عادت چھڑا اور بے راہی سے اسے راہ پر لگا اور نفس کی درستی سختی سے ہو سکتی ہے کبھی نرمی سے کبھی کردار سے کبھی گفتار سے کیونکہ اسکی طبیعت مین یہ بات پیدا کی ہے کہ جب کسی کام مین اپنی بھلائی دیکھتا ہے تو اس کام کا قصد کرتا ہے اگرچہ اس کام مین رنج و تکلیف ہو مگر اس رنج و تکلیف پر صبر کرتا ہے لیکن اکثر جہل و غفلت اسکے واسطے آڑ ہوتی ہے آدمی جب اسے خواب غفلت سے بیدار کرتا ہے اور صاف آئینہ اسکے سامنے دھرتا ہے تو وہ قبول کر لیتا ہے اسیواسطے حق تعالے نے فرمایا ہے وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنفَعُ الْمُؤْمِنِينَ آدمی کا نفس بھی اورون کے نفس کے مثل ہے کہ پند و نصیحت اس مین اثر کرتی ہے پس پہلے اسے نصیحت اور عتاب کرنا چاہیے بلکہ کسی وقت اُسپر عتاب کرنا موقوف ہی نہ کرے اور اس سے کہتا رہے کہ نفس تو زیرکی کا دعوی کرتا ہے اگر کوئی تجھے احمق کہتا ہے تو تو برا مانتا ہے اور غصہ کرتا ہے اور تجھسے زیادہ کوئی احمق نہین اس واسطے کہ اگر کسی شخص کے انتظار مین کوئی لشکر در شہر پر ٹھہرا ہوا اور اس شخص کو پکڑ کر لانے کے واسطے کوئی آدمی بھیجا ہو کہ اسے اپنے ساتھ لے جا کر ہلاک کرین اور ایسے وقت مین وہ شخص کھیل مین مشغول ہو تو اس سے زیادہ کوئی احمق نہین اے نفس مردونکا لشکر در شہر پر تیرا منتظر ہے اور اسنے عہد کر لیا ہے کہ جب تک تجھے ساتھ نہ لیگا تب تک کوچ نہ کریگا اور جنت اور دوزخ تیرے واسطے پیدا ہوئی شاید کہ آج ہی وہ لشکر تجھے اپنے ساتھ لے اور بالفرض اگر آج تجھے ساتھ نہ لیا تو آیکن ایک دن ضرور ساتھ لیگا تو جو امر ہونیوالا ہے اسے ہُوا سمجھ اسواسطے کہ موت نے کسی کے ساتھ کوئی وقت نہین بدا ہے کہ مین رات کو آؤنگی یا دن کو جلدی آؤنگی یا دیر کو جاڑے مین آؤنگی یا گرمی مین سب کو اچانک موت لے لیتی ہے اور ایسے وقت موت آتی ہے جب آدمی نہایت مطمئن ہوتا ہے پس اگر تو مرنے پر مہیا نہ رہیگا تو اس سے زیادہ کیا حماقت ہے اے نفس افسوس کی بات ہے کہ تمام دن تو گناہ مین مشغول رہتا ہے اگر تو جانتا ہے کہ حق تعالے تیرے گناہ نہین دیکھتا تو تو کافر ہے اور اگر جانتا ہے کہ وہ تیرے گناہ دیکھتا ہے تو تو بڑا ڈھیٹ اور بیحیا ہے کہ اسکے مطلع ہونے سے کچھ باک نہین رکھتا اے نفس ذرا غور تو کر کہ اگر تیرا کوئی غلام تیری نافرمانی کرتا ہے تو تجھے اسپر کسقدر غصہ آتا ہے پھر حق تعالے کے غصے سے تو کس بات پر مطمئن اور امین ہے اگر تو اس بُھلاوے مین بھولا ہے کہ مین عذاب الٰہی سہنے کی طاقت اور قدرت رکھتا ہون تو ذرا اپنی انگلی چراغ پر

رکھ کر یا ساعت بھر کڑی دھوپ مین بیٹھ کر یا گرم حمام مین ٹھہر کر دیکھ تاکہ تجھے اپنی بیچارگی اور عاجزی کا حال معلوم ہو جائے اور اگر تو یہ سمجھا ہے کہ جو کچھ مین کرتا ہون اسکے مواخذہ مین نہ پکڑا جاؤنگا تو قرآن شریف اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر دنکا منکر ہے اور سب کو جھوٹا جانتا ہے اسواسطے کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے وَمَن يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزَ بِهِ یعنی جو بُرا کام کریگا بُری سزا پائیگا اے نفس شاید تو یہ کہے کہ خدا کریم و رحیم ہے مجھپر عذاب نہ کریگا تو اسکا جواب گوش ہوش سے سن کہ وہ کریم و رحیم دنیا مین لاکھون آدمیون کو بھوکون کیون مارتا ہے بیمار کیون ڈالتا ہے خدا کریم و رحیم ہے تو آدمی بے بوئے کھیت کاٹ کیون نہین لیتا اے نفس خدا تو کریم و رحیم ہے پھر جب تجھے خواہش ہوتی ہے تو زر و مال پیدا کرنے کے واسطے تمام دنیا کے حیلے اور تدبیرین تو کیون کرتا ہے اسوقت کیون نہین کہتا کہ خدا کریم و رحیم ہے مین تکلیف نہ کرون وہ خود میرے کام بنادیگا اے نفس تھوک ہے تیری اوقات پر اب تو یہی کہیگا کہ ہان مین ہارا تم جیتے جیسا تم کہتے ہو واقعی ایسا ہی ہے مگر مین کیا کرون کہ تکلیف اُٹھانے کی طاقت نہین رکھتا ہون او بے وقوف تو اتنا نہین جانتا ہے کہ جو بڑا رنج اور بڑی تکلیف نہین اُٹھاسکتا اسپر ذرا سا رنج اور ذرا سی تکلیف سہنا فرض ہے تاکہ فردا ے قیامت کو دوزخ کے رنج و تکلیف سے چھوٹے اسواسطے کہ جو شخص رنج نہین کھینچتا وہ رنج سے نہین چھوٹتا جب آج تو اتنا سا رنج اٹھانے کی طاقت نہین رکھتا تو فردا ے قیامت کو عذاب دوزخ اور ذلت و خواری اور دوت دبک لعنت ملامت کے اتنے بڑے رنج کی تاب کیونکر لائیگا او بیحیا زر و مال کی تلاش مین تو اس کثرت سے رنج و ذلت کھینچتا ہے اور تندرست ہونے کیواسطے ایک یہودی طبیب کے کہنے سے سب خواہشون کو چھوڑ دیتا ہے تو اتنا نہین جانتا کہ دوزخ مفلسی و بیماری سے زیادہ سخت ہے اور مدت آخرت عمر دنیا سے زیادہ دراز ہے تجبہ شاید تم یہ کہو کہ مین اس خیال مین ہون کہ توبہ کرونگا اور ان کامون سے بہتر کام کرنے لگونگا تو ہم کہتے ہین کہ شاید جبتک تو توبہ کرے تبتک ناگاہ موت آجائے اور حسرت کے سوا اور کچھ تیرے ہاتھ نہ لگے اے نفس اگر تو یہ جانتا ہے کہ آج کی بہ نسبت کل توبہ کرنا مجھپر بہت آسان ہوگا تو تیری جہالت اور نادانی ہے تو جسقدر تاخیر کریگا اسیقدر توبہ کرنا تجھ پر دشوار ہوگا پھر جب موت قریب آجائیگی تو اسوقت توبہ کرنا ایسا ہے جیسے چڑھائی پر چڑھتے وقت چارپایہ کو جو کھلانے سے کچھ فائدہ نہین ہوتا یعنی اگر پہلے سے اسے جو کھلائے جاتے تو اسے طاقت ہوتی وقت پر کھلانے سے کیا طاقت ہوگی او نفس اس صورت مین تیری مثال اس شخص کی سی ہوگی جو طالب العلمی کو نکلے اور سستی کرے کہ جس دن اپنے وطن کو مراجعت کرنے لگونگا تو محنت کر کے علم سیکھ لونگا اور اتنا نہ سمجھے کہ علم سیکھنے کو بڑا زمانہ چاہیے او نفس پر خباثت اسی طرح تجھ کو بھی زمانہ دراز تک محنت اور ریاضت کی گھریا مین اوٹنا چاہیے تاکہ پاک صاف ہو کر انس و محبت و معرفت الٰہی کے درجے کو پہونچے اور راہ خدا کی سب گھاٹیان طے کر جائے جب تمام عمر گزر گئی اور ضائع ہوچکی تو پھر بے مہلت یہ ریاضت کیونکر کرسکے گا پیری کے پہلے جوانی کو بیماری کے پہلے تندرستی کو شغل کے پہلے فارغ البالی کو موت کے پہلے زندگی کو تو کیون نہین غنیمت جانتا او نفس بھلا گرمی کے موسم مین جاڑے کے واسطے جڑاول تو کیون بنا رکھتا ہے خدا کے فضل و کرم پر بھروسا کیون نہین کرتا آخر زمہریر دوزخ کی سردی چلہ کے جاڑون سے اور دوزخ کی گرمی جیٹھ بیساکھ کی گرمی سے کچھ کم نہین دنیا مین جاڑے گرمی کا سامان درست کرنے مین تو کچھ قصور نہین کرتا اور آخرت کا کام بنانے مین تقصیر کرتا ہے ہو نہ ہو اسکا یہی سبب ہے کہ تو آخرت اور روز قیامت کا ایمان ہی نہین رکھتا اور یہ کفر و انکار اپنے باطن مین رکھتا ہے اور اپنے اوپر بھی پوشیدہ کرتا ہے او نادان یہ تیری ہلاکت اور خرابی کا سبب ہوگا او نفس سُن جو تو

یہ سمجھتا ہے کہ نور معرفت سے جو مین پناہ نہ لونگا تو بھی مرنیکے بعد آتش شہوت میری جان مین نہ لگے گی اسکی مثل اس شخص کی سی ہے جو سمجھے کہ مین جُبّہ نہ پہنونگا تو بھی خدا کے فضل سے چلّے کے جاڑون مین سردی میرے جسم تک نہ پہونچے گی یہ شخص اتنا بڑا بیوقوف ہے کہ اسقدر نہین سمجھتا کہ خدا کا فضل یہی ہے کہ جب جاڑا پیدا کیا تو اسے جبّہ بنانے کا طریقہ بھی بتا دیا اور جبّے کا سامان بھی مہیا کر دیا اسکا نام فضل نہین کہ جبّے کے بغیر سردی نہ معلوم ہو او نفس خبردار یہ گمان نہ کرنا کہ گناہ کے سبب سے تجھ پر اسواسطے عذاب ہو گا کہ حق تعالیٰ کو تیری نافرمانی سے غصہ آئیگا تاکہ تو یہ کہنے لگے کہ میرے گناہ سے حق تعالےٰ کا کیا نقصان ہے اسلیے کہ عذاب اس وجہ سے نہ ہو گا بلکہ تیری شہوت ہی سے تجھ مین آتش دوزخ پیدا ہوتی ہے جسطرح زہر یا بُری چیزین کھانے سے آدمی کے بدن مین بیماری یہ بات نہین ہے کہ تیری نافرمانی کے سبب سے طبیب تجھ سے خفا ہوتا ہے اس وجہ سے تجھ مین بیماری پیدا ہو جاتی ہے او نفس تف ہے تیری اوقات پر کہ دنیا کی نعمت اور لذت مین تو پھنس رہا اور اسپر دل سے عاشق ہو گیا اسواسطے کہ اسکے سوا تیری غفلت کا اور کوئی سبب نہین معلوم ہوتا ارے کمبخت اگر بہشت و دوزخ کا تو ایمان نہین رکھتا بھلا موت کا ایمان تو رکھتا ہے کہ تو مریگا اور دنیا کی سب نعمتین اور لذتین تجھ سے چھن جائین گی اور انکے فراق کی آگ مین جلا کریگا بچا سمجھانا ہمارا کام ہے آگے تجھے اختیار ہے دنیا کی جتنی محبت چاہ اپنے دل مین مضبوط کر مگر اتنا سمجھ لے کہ جسقدر محبت ہوتی ہے اسیقدر فراق مین اذیت ہوتی ہے اے نفس خدا تجھے ہدایت کرے دنیا کے پیچھے تو کیون خراب ہے اگر مشرق سے مغرب تک تمام دنیا تجھے مل جائے اور تمام جہان تجھے سجدہ کرنے لگے تو تھوڑے ہی زمانے مین تو اور وہ سب خاک ہو جاینگے اور جسطرح اگلے بادشاہون کو کوئی یاد نہین کرتا تیرا نام بھی کوئی نہ لیگا پھر جب تھوڑی ہی دنیا تجھے ملے اور وہ بھی میلی کچیلی خراب خستہ تو بہشت جاودان کو اسکے عوض تو کیونکر بیچتا ہے اے نفس سمجھنے کی بات ہے کہ اگر کوئی مٹی کا ٹوٹا ہوا پیالہ ایسا گوہر نفیس دیکر مول لے جو ہمیشہ رہیگا تو اس شخص پر تو کیسا ہنستا ہے دنیا مٹی کی پیالی ہے تو سمجھ لے کہ دفعۃً یہ پیالی تیرے ہاتھ سے چھوٹ کر ٹوٹ جائیگی اگر اسے اختیار کیا تو اس گوہر جاودان کو سمجھ لے کہ اب نہ ملے گا اور جان لے کہ اسکے چھوٹنے اور اسکے نہ ملنے کا افسوس اور عذاب ہی باقی رہے گا آدمی کو چاہیے کہ اس اس طرح کے عتاب نفس پر پیہم کرتا رہے تاکہ اپنے حق سے ادا ہو جائے اور پہلے اپنے ہی تئین نصیحت کرنا شروع کرے

ساتوین اصل تفکر کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے تفکر ساعۃٍ خیرٌ من عبادۃ سنۃٍ یعنے ایک ساعت کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے اور قرآن شریف مین حق تعالےٰ نے بہت جگہ تفکر تدبر نظر اعتبار کا حکم فرمایا ہے یہ سب تفکر ہین آدمی جب تک تفکر کی حقیقت اور کیفیت نہ پہچانیگا اور یہ نہ جان لیگا کہ تفکر کس چیز مین ہے اور کیا ہے اور اسکا کیا فائدہ ہے تب تک اسکی فضیلت نہ جانیگا ان سب باتون کا بیان کرنا ضرور ہے ہم پہلے اسکی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اسکی حقیقت بیان کرینگے پھر جس واسطے تفکر ہوتا ہے اسے ذکر کرینگے پھر جس چیز مین تفکر ہوتا ہے اسے لکھین گے **فضیلت تفکر** اے عزیز جان تو کہ گھڑی بھر جو کام کرنا سال بھر عبادت کرنے سے بہتر ہے اسکا بڑا درجہ ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کچھ لوگ حق تعالےٰ کی ذات مین تفکر کرتے تھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ تم اسکی خلق مین تفکر کیا کرو اسکی ذات مین تفکر نہ کیا کرو اسلیے کہ تم اسکی تاب نہ لا سکو گے

اور اسکی قدر نہ پہچان سکوگے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا فرماتی ہین کہ جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھتے تھے اور روتے تھے مین نے عرض کیا کہ یارسول اللہ حق تعالے نے آپکے سب گناہ تو بخش ہی دیے پھر آپ کیون روتے ہین فرمایا کہ مین کیون نہ روؤن میرے اوپر یہ آیت نازل ہوئی ہے اِنَّ فِی خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّھَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ پھر آپ نے فرمایا کہ افسوس ہے اُس شخص پر جو یہ آیت پڑھے اور اُن چیزون مین تفکر نہ کرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ یا روح اللہ روے زمین پر اور کوئی بھی آپ کے مثل ہے فرمایا ہان ہے جس شخص کا کلام بالکل ذکر ہو اور خاموشی بالکل فکر ہو اور نظر بالکل عبرت ہو وہ میرے مثل ہے حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ عبادت مین سے تم اپنی آنکھون کو حصّہ دو لوگون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کیونکر فرمایا اس طرح پر کہ مصحف مین دیکھکر کلام اللہ پڑھا کرو اور اسکے معنی مین تفکر کیا کرو اور اس کے عجائبات سے عبرت لیا کرو حضرت ابو سلیمان دارانی رحمۃ اللہ تعالے علیہ کہتے ہین کہ دنیا مین تفکر کرنا حجاب آخرت ہے اور آخرت مین تفکر کرنے کا ثمرہ حکمت اور دلون کی زندگی ہے حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالے ایک رات چھت پر چڑھے ہوے ملکوت آسمان مین تفکر کر کرکے رو رہے تھے روتے روتے پڑوسی کے گھر مین گر پڑے پڑوسی نے اٹھ کر تلوار سنبھالی اور سمجھا کہ چور کودا جب دیکھا کہ حضرت داؤد طائی ہین تو پوچھنے لگا کہ آپ کو کس نے گرادیا فرمایا مین بیخبر تھا مجھے نہین معلوم **حقیقت تفکر** اے عزیز جان تو کہ طلب علم تفکر کے معنی ہین اور جو علم فی البدیہہ نہ معلوم ہو اسے طلب کرنا چاہیے اور اسے جاننا اور دریافت کرلینا ممکن نہین مگر اس طرح پر کہ اور دو معرفتون کو جمع کرین اور ان دونون مین تالیف کرین تاکہ جفت ہو جائین اور ان دونون معرفتون مین سے تیسری معرفت پیدا ہو جس طرح نر مادہ سے بچہ پیدا ہوتا ہے وہ دونون معرفتین اس تیسری معرفت کی دو اصلون کے مانند ہین پھر اس تیسری معرفت کو اور کسی معرفت کے ساتھ جمع کرین تاکہ اس سے چوتھی معرفت پیدا ہو اسی طرح ایک معرفت کو دوسری معرفت مین ملاتے جانا نسل علوم کو بے نہایت بڑھانا ہے جو شخص اس طریقے سے علوم نہین حاصل کرسکتا اس کا سبب ہوتا ہے کہ جو علوم اصل ہین انکی طرف وہ راہ نہین پاتا اسکی مثل ایسی ہوتی ہے جیسے کوئی شخص سرمایہ نہ رکھتا ہو تو وہ سوداگری کیونکر کرے گا اور اگر اصل علوم تو جانتا ہے مگر ایک علم کو دوسرے کے ساتھ جمع کرنا نہین جانتا اس کی مثل ایسی ہے جیسے کوئی سرمایہ تو رکھتا ہے مگر سوداگری نہین کرسکتا اسکی حقیقت کی تفصیل دراز ہے اس ایک مثال مین ہم بیان کرتے ہین کہ مثلاً کوئی شخص جاننا چاہے کہ دنیا سے آخرت بہتر ہے تو وہ یہ نہین جان سکتا تاوقتیکہ دو باتین نہ جانے ایک یہ بات جان لے کہ باقی فانی سے بہتر ہے دوسری یہ بات جان لے کہ آخرت باقی ہے اور دنیا فانی ہے جب یہ دو اصلین معلوم ہوگئین تو یہ تیسرا علم کہ آخرت دنیا سے بہتر ہے خواہ نخواہ اُس سے پیدا ہو جائے گا اس پیدا ہونے سے ہم وہ مضمون مراد نہین لیتے جو معتزلہ کا مقصود ہے اس بات کی بھی تفصیل دراز ہے تو سبب تفکرات کی حقیقت اس علم کی طلب ہے جو دو علمون کو دل مین حاضر کرنے سے پیدا ہوتا ہے مگر جسطرح گھوڑے کے جوڑے سے بکری نہین پیدا ہوتی اسی طرح دو علمون سے جو علم تو چاہے گا وہ نہ پیدا ہو جائیگا بلکہ ہر نوع علم کی جدا جدا دو اصلین ہین اُن دونون اصلون کو اپنے دل مین جب تک تو جمع نہ کریگا تب تک وہ فرع نہ ظاہر ہوگی **اس بات کا بیان کہ کس واسطے تفکر کرنا چاہیے**

۵ تحقیق آسمان و زمین کے پیدا کرنے اور رات دن کے ردو بدل مین کھلی نشانیاں ہین اہل عقل کو ۱۲ مصحح

اے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ نے آدمی کو ظلمت اور جہل مین پیدا کیا ہے اُسے ایک نور کی حاجت ہے تاکہ اُس ظلمت سے نکلکر اپنی راہ لے اور یہ جانے کہ مجھے کیا کام کرنا چاہیے اور کس طرف سے چلنا چاہیے دنیا کی طرف سے یا آخرت کی طرف سے اور اپنے ساتھ مشغول ہونا چاہیے یا خدا کے ساتھ اور نہین معلوم ہوتا مگر نور معرفت سے اور نور معرفت نہین پیدا ہوتا مگر تفکر سے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے خَلَقَ الْخَلْقَ فِیْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ رَشَّ عَلَیْھِمْ مِّنْ نُّوْرِہٖ جسطرح کوئی شخص تاریکی مین عاجز ہوتا ہے اور راہ نہین چل سکتا تو پتھر کو لوہے پر مارتا ہے تاکہ اس سے آگ چمکے اور اس آگ سے اپنا چراغ جلائے تو اس چراغ کے سبب سے اُسکا حال بدل جاتا ہے حتی کہ وہ دیکھنے لگتا ہے اور راہ کو بے راہی سے تمیز کر لیتا ہے اور چل نکلتا ہے اسیطرح ان دونون علمون کی مثل ہے جو اصل ہین ان دونون علمون کو تیسرا علم پیدا ہونے کے واسطے جمع کرنا ایسا ہے جیسے پتھر اور لوہا اور تفکر کی مثل ایسی ہے جیسے پتھر کو لوہے پر مارنا اور معرفت کی مثل ایسی ہے جیسے وہ نور جو پتھر کو لوہے پر مارنے سے پیدا ہوتا ہے تاکہ اسکے دل کی حالت بدل جائے اور جب حال دل بدل جاتا ہے تو کام اور عمل بھی بدل جاتا ہے مثلاً جب یہ معلوم کیا کہ آخرت بہتر ہے تو دنیا سے منھ پھیر کر آخرت کیطرف متوجہ ہوگا پس تفکر سے تین چیزین پیدا ہوتی ہین معرفت حالت عمل مگر عمل حالت کا تابع ہے اور حالت معرفت کی تابع ہے اور معرفت تفکر کی تابع ہے پس تفکر سب نیکیون کی اصل اور کنجی ہے اسی بات سے تفکر کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے **میدان فکر کا بیان کہ فکر کس چیز مین ہوتی ہے اور کہان جاتی ہے** اے عزیز جان تو کہ فکر کے جولانگاہ اور میدان کی نہایت نہین اسواسطے علم کی انتہا ہے اور سب چیزون مین فکر جاری ہے مگر جو چیز راہ دین سے علاقہ نہین رکھتی اسکی شرح کرنا ہمین مقصود نہین اور جو چیز راہ دین سے تعلق رکھتی ہے اگرچہ اسکی تفصیل بے نہایت ہے لیکن مجملاً اسکے اجناس کا بیان ہو سکتا ہے اے عزیز اب جان تو کہ راہ دین سے ہم وہ معاملہ مراد لیتے ہین جو بندہ اور خدا کے درمیان ہے اسواسطے کہ وہی بندے کی راہ ہے کہ اسی کے سبب سے بندہ خدا کو پہچانتا ہے اور بندے کا تفکر یا اپنے مین ہوتا ہے یا حق تعالےٰ مین اگر حق تعالےٰ مین ہوتا ہے تو یا اسکی ذات مین ہوتا ہے یا صفات مین یا اسکے افعال مین اور عجائب مصنوعات مین اگر اپنے مین بندہ تفکر کرتا ہے تو وہ تفکر یا ان صفتون مین ہوتا ہے جو حق تعالےٰ کو ناپسند ہین اور وہ صفتین بندے کو حق تعالےٰ سے دور کرتی ہین وہ صفتین معاصی اور مہلکات ہین یا وہ تفکر ان صفتون مین ہوتا ہے جو حق تعالےٰ کو محبوب و مرغوب ہین اور بندے کو حق تعالےٰ سے نزدیک کر دیتی ہین وہ صفتین طاعت اور منجیات ہین پس یہ چار میدان ہین اور بندے کی مثال عاشق کی سی ہے کہ اسے معشوق کے سوا اور کسی طرف خیال جاتا ہی نہین اور اگر اور کسی طرف خیال جائے تو اس کا عشق خام اور ناقص ہے اس واسطے کہ عشق کامل وہی ہے جس نے معشوق کے سوا دل عاشق مین اور کسی چیز کی گنجائش ہی نہین رکھی ہو پس عاشق کو معشوق کے حسن و جمال کا خیال ہوتا ہے یا اس کے اخلاق و افعال کا **شعر** ہرچہ آید در دلم غیر تو نیست ۔ یا توئی یا بوئے تو یا خوئے تو ۔ اور اگر عاشق اپنے مین فکر کرتا ہے تو ایسی بات مین فکر کرتا ہے جو اس کی مقبولیت کو معشوق کے نزدیک زیادہ کرے تاکہ اس بات کو تلاش کرے یا ایسی بات مین فکر کرتا ہے جو معشوق کو بری معلوم ہو تاکہ اس بات سے حذر کرے اور جو خیال عشق کے سبب سے ہوتا ہے وہ ان چار خیالون سے باہر نہین ہوتا عشق دین اور محبت حق تعالےٰ کا خیال ایسا ہی ہوتا ہے پہلا میدان یہ ہے کہ بندہ اپنے مین فکر کرے

ف پیدا کی گئی مخلوق ایک ظلمت مین پھر اس پر نور کا چھڑکاؤ کیا گیا ۱۲

اگر میری بُری صفتین اور اعمال بد کیا ہین تاکہ ان سے اپنے تئین پاک کرون یہ یا ظاہری گناہ ہوتے ہین یا باطنی اخلاق خبیثہ اور یہ بہت ہین اسواسطے کہ ظاہری گناہ بعضے ہفت اندام سے علاقہ رکھتے ہین جیسے زبان آنکھ ہاتھ پاؤن وغیرہ اور بعضے تمام بدن سے تعلق رکھتے ہین اور خباثت باطنی کا بھی یہی حال ہے اور ان مین سے ہر ایک تفکر کے تین طور ہوتے ہین ایک یہ کہ فلانا کام اور فلانی صفت مکروہ ہے یا نہین کیونکہ یہ بات ہر جگہ ظاہر نہین ہوتی فکر سے معلوم ہو سکتی ہے دوسرا یہ کہ یہ صفت جو مکروہ ہے مین اس صفت پر ہون یا نہین اسواسطے کہ صفات نفس بھی آسانی سے نہین معلوم ہو سکتے مگر تفکر سے تیسرا یہ کہ اگر اُس صفت ذمیمہ سے موصوف ہے تو اُس سے چھوٹنے کی کیا تدبیر ہے پس ہر روز صبح کو آدمی کے تئین ساعت بھر یہ تفکر کرنا چاہیے پہلے ان ظاہری گناہ مین فکر کرنا چاہیے جو زبان سے ہوتے ہین کہ آج مین کس بات مین مبتلا ہونگا شاید غیبت اور جھوٹ مین مبتلا ہو جاؤن اسکی تدبیر سوچے کہ اس سے کیونکر بچون اسی طرح اگر یہ خطرہ ہو کہ لقمہ حرام مین مبتلا ہو جاؤنگا تو اُس سے بچنے کی تدبیرین سوچے علیٰ ہذا القیاس اپنے اعضا کے بارے مین تفحص کرے اور سب طاعات مین بھی فکر کرے جب طاعات سے فراغت ہو تو فضائل اعمال مین سوچ کرے تاکہ سب بجالائے مثلاً اپنے جی مین رکھے کہ یہ زبان ذکر خدا اور راحت مسلمین کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور مین فلانا ذکر کرنے پر اور فلانے شخص کی آسائش کے واسطے فلانی اچھی بات کہنے پر قادر ہون اور آنکھ اسواسطے پیدا کی گئی ہے تاکہ دین کا پھندا ہو تاکہ اس سے ہمارے سعادت کو شکار کرون اور فلانے عالم کو نظر تعظیم سے اور فاسق کو نظر تحقیر سے دیکھون تاکہ آنکھ کا حق ادا ہو اور مال مسلمانون کی راحت کے واسطے پیدا ہوا ہے تاکہ فلانا صدقہ دون اور اپنے کام کا حرج کرکے اسے اور ون پر ایثار کرون ہر روز یہ اور اسکے مانند اور خیالات کیا کرے شاید کہ ساعت بھر کی فکر مین اسے ایسا خطرہ آئے جو تمام عمر گناہ سے بچائے اسیواسطے ساعت بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ اسکا فائدہ تمام عمر باقی رہتا ہے اور جب ظاہری طاعات و معاصی کے تفکر سے فارغ ہوا تو باطن کی طرف متوجہ ہو اور خیال کرے کہ مہلکات یعنی برے اخلاق میرے باطن مین کیا کیا ہین اور منجیات یعنے نیک اخلاق مین سے میرے باطن مین کیا نہین ہین تاکہ انھین حاصل کرون اسکی تفصیل بھی دراز ہے مگر اصل مہلکات دس ہین بُخل تکبر عجب ریا حسد غصہ حرص طعام حرص سخن دوستی مال دوستی جاہ ان سے نجات پانا ہلاکت سے بچنے کے واسطے آدمی کو کفایت کرتا ہے اور اصل منجیات بھی دس ہین توبہ صبر رضا بقضا شکر نعمت خوف رجا زہد یعنے ترک دنیا طاعت مین اخلاص خلائق کے ساتھ خلق نیک محبت الٰہی ان صفات مین سے ہر ایک صفت مین تفکر کی بڑی گنجایش ہے یہ راہ اُسی شخص پر کھلتی ہے جو ان صفات کے علوم کو جیسا اس کتاب مین ہم نے ذکر کیا ہے پہچانے اور مرید کو چاہیے کہ ان صفات کی فہرست اپنے واسطے لکھ رکھے جب ایک صفت حاصل کر چکا کرے تو اسپر خط کھینچ دیا کرے اور دوسری صفت مین مشغول ہوا کرے اور ممکن ہے کہ ان تفکرات میں سے بعض تفکر کسی کو بہت ضرور ہو اسواسطے کہ وہ کسی بُری صفت مین پھنسا ہو مثلاً کوئی عالم با ورع ہو اور سب بُرے اخلاق سے تو چھوٹا ہے مگر علم پر بہت اتراتا اور فخر کرتا ہے اور علم ظاہر کرکے بزرگی اور ناموری ڈھونڈھتا ہے خلق کی نگاہ مین اپنی عبادت اور صورت آراستہ رکھتا ہے قبول خلق سے خوش ہوتا ہے اگر کوئی شخص اسپر طعن کرتا ہے تو وہ اس شخص کے ساتھ اپنے دلمین کپٹ رکھتا ہے اور بدلا لینے کی تاک مین لگا رہتا ہے یہ سب باتین بہت چھپی ہوئی خباثت ہین اور دین مین خلل ڈالتی ہین پس چاہیے کہ یہ عالم

ہر روز فکر کیا کرے کہ اُس بری بات سے کیونکر بھاگ بچون اور خلق کا ہونا نہ ہونا میرے نزدیک کس طرح برابر ہو جائے تاکہ میری نظر بالکل خدا ہی پر رہے اس بات مین فکر بڑی گنجائش ہے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جو اپنی صفات مہلکات و منجیات مین فکر کرتا ہے اسکی کچھ نہایت نہین اور اس کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہین والسلام دوسرا میدان اس تفکر مین ہے جو حق تعالےٰ مین ہو یہ تفکر یا حق تعالےٰ کی ذات اور صفات مین ہوتا ہے یا اُسکے افعال اور مصنوعات مین جو تفکر اسکی ذات اور صفات مین ہوتا ہے وہ بہت بڑا مقام ہے مگر چونکہ خلق اس تفکر کی طاقت نہین رکھتی اور وہانتک عقل کی رسائی نہین ہوتی لہذا شارع نے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ مین تفکر نہ کرو فَاِنَّکُمْ لَنْ تَقْدِرُوْا قَدْرَہٗ یعنے تمہین اسکی قدر جاننے کی قدرت نہین اور یہ دشواری اس سبب سے نہین کہ اسکا جلال پوشیدہ ہے بلکہ اسکی روشنی کی وجہ سے ہے کہ وہ نہایت روشن ہے اور آدمی کی بصیرت ضعیف ہے اسکی طاقت نہین رکھتی بلکہ اسمین مدہوش اور متحیر ہو جاتا ہے جسطرح چمگادڑ اسواسطے دن کو نہین اڑتا کہ اسکی بینائی ضعیف ہے نور آفتاب کی تاب نہین لاسکتی آفتاب کے تئین دن کو وہ نہین دیکھتا شام کو جب تھوڑا سا نور آفتاب رہتا ہے تو دیکھتا ہے عوام الناس کی یہی مثال ہے اور ایسا ہی حال ہے مگر صدیق اور بزرگ لوگ اس نظر کی طاقت رکھتے ہین لیکن ہمیشہ نہین کیونکہ بے طاقت ہو جائین جیسے آفتاب کو آدمی دیکھ سکتا ہے لیکن اگر ہمیشہ دیکھا کرے تو اندھے ہو جانے کا خوف ہے اس نظر مین دیوانہ اور بیہوش ہو جانے خوف ہے پس حقائق صفات حق تعالےٰ سے جو کچھ بزرگ لوگ جانتے ہین وہ بھی خلق سے بیان کرنے کی اجازت نہین مگر ان الفاظ سے جو صفات خلق سے قریب ہون مثلاً تو یون کہے کہ حق تعالےٰ عالم[1] اور مرید[2] اور متکلم[3] ہے کہ خلق ان الفاظ سے اپنی ہی صفتون کی جنس سے کچھ سمجھے یہ ایک تشبیہ ہے مگر اتنا اور بھی کہدینا چاہیے کہ اسکا کلام تمھارے کلام کا سا نہین کہ حرف و صوت ہو اور اس مین پیوستگی اور گسستگی ہو جب یہ کہے گا تو شاید خلق اسکے سمجھنے کی طاقت نہ رکھے اور انکار کر بیٹھے کہ خدا کا کلام بھلا بے حرف و صوت کیونکر ہوگا جیسا کہ تو خلق سے کہے کہ حق تعالےٰ کی ذات تیری ذات کی سی نہین اسواسطے کہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض نہ جگہ مین نہ جگہ پر نہ جہت مین نہ عالم سے متصل ہے نہ منفصل نہ عالم کے باہر ہے نہ عالم کے اندر تو شاید اسکا بھی انکار کرے اور کہے کہ یہ ممکن ہی نہین اس سبب سے کہ حق تعالےٰ کی ذات کو وہ اپنی ذات پر قیاس کرے اور اس سے کچھ عظمت نہ سمجھے کیونکہ خلق نے جو عظمت دیکھی ہوگی وہ عظمت سلطان ہے کہ وہ ایک تخت پر بیٹھتا ہے اور اسکے سامنے غلام کھڑے رہتے ہین پس اسی طرح حق تعالےٰ کے حق مین بھی خیال محال کرے حتی کہ کہنے لگے کہ ضرور بالضرور حق تعالیٰ کے بھی ہاتھ پاؤن آنکھ منھ زبان ہو گی کیونکہ خلق نے اپنی ذاتون مین جب یہ اعضا دیکھے تو سمجھیگی کہ اگر حق تعالےٰ کی ذات مین یہ اعضا نہ ہون تو نقصان کی بات ہے اگر مکھی کو بھی ان عوام الناس کی سی عقل ہوتی تو وہ بھی کہتی کہ بیشک میرے خالق کے بھی پر و بال ہون گے اسواسطے کہ یہ محال ہے کہ جو میری قوت و توانائی کی چیز میرے پاس ہو اور اسکے پاس نہ ہو پس اسیطرح آدمی بھی سب کامون کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے اسی سبب سے حق تعالےٰ کی ذات و صفات مین تفکر کرنیکی شرع مین ممانعت ہے اور بزرگان سلف نے اسمین کلام کرنے سے منع کیا ہے اور صاف صاف یہ کہنا کہ وہ نہ عالم کے اندر ہے نہ عالم کے باہر ہے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے روا نہین رکھا ہے بلکہ اسی پر قناعت کی ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْئٌ یعنے نہ وہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اسکے مثل ہے یہ بات مجمل کہی اسکی تفصیل نہین کی تفصیل کرنے کو بدعت سمجھے اس سبب سے کہ اکثر خلق کی

[1] جاننے والا ۱۲ [2] ارادہ کرنے والا ۱۲ [3] کلام کرنے والا ۱۲ ـ

کہ میری بُری صفتین اور اعمال بد کیا ہین تاکہ ان سے اپنے تئین پاک کرون یہ یا ظاہری گناہ ہوتے ہین یا باطنی اخلاق خبیثہ اور یہ بہت ہین اسواسطے کہ ظاہری گناہ بعضے ہفت اندام سے علاقہ رکھتے ہین جیسے زبان آنکھ ہاتھ پاؤن وغیرہ اور بعضے تمام بدن سے تعلق رکھتے ہین اور خباثت باطنی کا بھی یہی حال ہے اور ان مین سے ہر ایک تفکر کے تین طور ہوتے ہین ایک یہ کہ فلانا کام اور فلانی صفت مکروہ ہے یا نہین کیونکہ یہ بات ہر جگہ ظاہر نہین ہوتی فکر سے معلوم ہو سکتی ہے دوسرا یہ کہ یہ صفت جو مکروہ ہے مین اس صفت پر ہون یا نہین اسواسطے کہ صفات نفس بھی آسانی سے نہین معلوم ہو سکتے مگر تفکر سے تیسرا یہ کہ اگر اُس صفت ذمیمہ سے موصوف ہے تو اُس سے چھوٹنے کی کیا تدبیر ہے پس ہر روز صبح کو آدمی کے تئین ساعت بھر یہ تفکر کرنا چاہیے پہلے ان ظاہری گناہ مین فکر کرنا چاہیے جو زبان سے ہوتے ہین کہ آج مین کس بات مین مبتلا ہونگا شاید غیبت اور جھوٹ مین مبتلا ہو جاؤن اسکی تدبیر سوچے کہ اس سے کیونکر بچون اسی طرح اگر یہ خطرہ ہو کہ لقمہ حرام مین مبتلا ہو جاؤنگا تو اُس سے بچنے کی تدبیرین سوچے علیٰ ہذا القیاس اپنے اعضا کے بارے مین تفحص کرے اور سب طاعات مین بھی فکر کرے جب طاعات سے فراغت ہو تو فضائل اعمال مین سوچ کرے تاکہ سب بجالائے مثلاً اپنے جی مین رکھے کہ یہ زبان ذکر خدا اور راحت مسلمین کے واسطے پیدا کی گئی ہے اور مین فلانا ذکر کرنے پر اور فلانے شخص کی آسائش کے واسطے فلانی اچھی بات کہنے پر قادر ہون اور آنکھ اسواسطے پیدا کی گئی ہے تاکہ دین کا پھندا ہو تاکہ اس سے ہمارے سعادت کو شکار کرون اور فلانے عالم کو نظر تعظیم سے اور فاسق کو نظر تحقیر سے دیکھون تاکہ آنکھ کا حق ادا ہو اور مال مسلمانون کی راحت کے واسطے پیدا ہوا ہے تاکہ فلانا صدقہ دون اور اپنے کام کا حرج کر کے اسے اور ون پر ایثار کرون ہر روز یہ اور اسکے مانند اور خیالات کیا کرے شاید کہ ساعت بھر کی فکر مین اسے ایسا خطرہ آئے جو تمام عمر گناہ سے بچائے اسیواسطے ساعت بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے افضل ہے کیونکہ اسکا فائدہ تمام عمر باقی رہتا ہے اور جب ظاہری طاعات و معاصی کے تفکر سے فارغ ہوا تو باطن کی طرف متوجہ ہو اور خیال کرے کہ مہلکات یعنی بُرے اخلاق میرے باطن مین کیا کیا ہین اور منجیات یعنے نیک اخلاق مین سے میرے باطن مین کیا نہین ہین تاکہ انھین حاصل کرون اسکی تفصیل بھی دراز ہے مگر اصل مہلکات دس ہین بُخل تکبر عجب ریا حسد غصہ حرص طعام حرص سخن دوستی مال دوستی جاہ ان سے نجات پانا ہلاکت سے بچنے کے واسطے آدمی کو کفایت کرتا ہے اور اصل منجیات بھی دس ہین توبہ صبر رضا بالقضا شکر نعمت خوف رجا زہد یعنے ترک دنیا طاعت مین اخلاص خلائق کے ساتھ خلق نیک محبت الٰہی ان صفات مین سے ہر ایک صفت مین تفکر کی بڑی گنجایش ہے یہ راہ اُسی شخص پر کھلتی ہے جو ان صفات کے علوم کو جیسا اس کتاب مین ہم نے ذکر کیا ہے پہچانے اور مرید کو چاہیے کہ ان صفات کی فہرست اپنے واسطے لکھ رکھے جب ایک صفت حاصل کر چکا کرے تو اسپر خط کھینچ دیا کرے اور دوسری صفت مین مشغول ہوا کرے اور ممکن ہے کہ ان تفکرات میں سے بعض تفکر کسی کو بہت ضرور ہو اسواسطے کہ وہ کسی بُری صفت مین پھنسا ہو مثلاً کوئی عالم با ورع جو اور سب بُرے اخلاق سے تو چھوٹا ہے مگر علم پر بہت اتراتا اور فخر کرتا ہے اور علم ظاہر کر کے بزرگی اور ناموری ڈھونڈھتا ہے خلق کی نگاہ مین اپنی عبادت اور صورت آراستہ رکھتا ہے قبول خلق سے خوش ہوتا ہے اگر کوئی شخص اسپر طعن کرتا ہے تو وہ اس شخص کے ساتھ اپنے دلمین کپٹ رکھتا ہے اور بدلا لینے کی تاک مین لگا رہتا ہے یہ سب باتین بہت چھپی ہوئی خباثت ہین اور دین مین خلل ڈالتی ہین پس چاہیے کہ یہ عالم

ہر روز فکر کیا کرے کہ اُس بُری بات سے کیونکر بھاگ بچون اور خلق کا ہونا نہ ہونا میرے نزدیک کس طرح برابر ہوجاے تاکہ میری نظر بالکل خدا ہی پر رہے اس بات مین فکر بڑی گنجائش ہے اس سے معلوم ہوا کہ بندہ جو اپنی صفات مہلکات و منجیات مین فکر کرتا ہے اسکی کچھ نہایت نہین اور اس کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہین والسلام دوسرا میدان اس تفکر مین ہے جو حق تعالےٰ مین ہو یہ تفکر یا حق تعالےٰ کی ذات اور صفات مین ہوتا ہے یا اُسکے افعال اور مصنوعات مین جو تفکر اسکی ذات اور صفات مین ہوتا ہے وہ بہت بڑا مقام ہے مگر چونکہ خلق اس تفکر کی طاقت نہین رکھتی اور وہانتک عقل کی رسائی نہین ہوتی لہذا شارع نے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ مین تفکر نہ کرو فَاِنَّکُمْ لَنْ تَقْدِرُوْا قَدْرَہٗ یعنے تمھین اسکی قدر جاننے کی قدرت نہین اور یہ دشواری اس سبب سے نہین کہ اسکا جلال پوشیدہ ہے بلکہ اسکی روشنی کی وجہ سے ہے کہ وہ نہایت روشن ہے اور آدمی کی بصیرت ضعیف ہے اسکی طاقت نہین رکھتی بلکہ اسمین مدہوش و متحیر ہوجاتا ہے جسطرح چمگادڑ اسواسطے دن کو نہین اڑتا کہ اسکی بینائی ضعیف ہے نور آفتاب کی تاب نہین لاسکتی آفتاب کے تئین دن کو وہ نہین دیکھتا شام کو جب تھوڑا سا نور آفتاب رہتا ہے تو دیکھتا ہے عوام الناس کی یہی مثال ہے اور ایسا ہی حال ہے مگر صدیق اور بزرگ لوگ اس نظر کی طاقت رکھتے ہین لیکن ہمیشہ نہین کیونکہ بے طاقت ہوجائین جیسے آفتاب کو آدمی دیکھ سکتا ہے لیکن اگر ہمیشہ دیکھا کرے تو اندھے ہو جانے کا خوف ہے اس نظر مین دیوانہ اور بیہوش ہو جانے خوف ہے پس حقائق صفات حق تعالےٰ سے جو کچھ بزرگ لوگ جانتے ہین وہ بھی خلق سے بیان کرنے کی اجازت نہین مگر ان الفاظ سے جو صفات خلق سے قریب ہون مثلاً تو یون کہے کہ حق تعالےٰ عالم[1] اور مرید[2] اور متکلم[3] ہے کہ خلق ان الفاظ سے اپنی ہی صفتون کی جنس سے کچھ سمجھے یہ ایک تشبیہ ہے مگر اتنا اور بھی کہدینا چاہیے کہ اسکا کلام تمھارے کلام کا سا نہین کہ حرف و صوت ہو اور اس مین پیوستگی اور گسستگی ہو جب یہ کہے گا تو شاید خلق اسکے سمجھنے کی طاقت نہ رکھے اور انکار کر بیٹھے کہ خدا کا کلام بھلا بے حرف و صوت کیونکر ہوگا جیسا کہ تو خلق سے کہے کہ حق تعالےٰ کی ذات تیری ذات کی سی نہین اسواسطے کہ وہ نہ جوہر ہے نہ عرض نہ جگہ مین نہ جگہ پر نہ جہت مین نہ عالم سے متصل ہے نہ منفصل نہ عالم سے باہر ہے نہ عالم کے اندر تو شاید اسکا بھی انکار کرے اور کہے کہ یہ ممکن ہی نہین اس سبب سے کہ حق تعالےٰ کی ذات کو وہ اپنی ذات پر قیاس کرے اور اس سے کچھ عظمت نہ سمجھے کیونکہ خلق نے جو عظمت دیکھی ہوگی وہ عظمت سلطان ہے کہ وہ ایک تخت پر بیٹھتا ہے اور اسکے سامنے غلام کھڑے رہتے ہین پس اسی طرح حق تعالےٰ کے حق مین بھی خیال محال کرے حتی کہ کہنے لگے کہ ضرور بالضرور حق تعالیٰ کے بھی ہاتھ پاؤن آنکھ منھ زبان ہوگی کیونکہ خلق نے اپنی ذاتون مین جب یہ اعضا دیکھے تو سمجھیگی کہ اگر حق تعالےٰ کی ذات مین یہ اعضا نہ ہون تو نقصان کی بات ہے اگر مکھی کو بھی ان عوام الناس کی سی عقل ہوتی تو وہ بھی کہتی کہ بیشک میرے خالق کے بھی پر و بال ہون گے اسواسطے کہ یہ محال ہے کہ جو میری قوت و توانائی کی چیز میرے پاس ہو اور اسکے پاس نہ ہو پس اسطرح آدمی بھی سب کامون کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے اسی سبب حق تعالےٰ کی ذات و صفات مین تفکر کرنیکی شرع مین ممانعت ہے اور بزرگان سلف نے اسمین کلام کرنے سے منع کیا ہے اور صاف صاف یہ کہنا کہ وہ نہ عالم کے اندر ہے نہ عالم کے باہر ہے نہ متصل ہے نہ منفصل ہے روا نہین رکھا ہے بلکہ اسی پر قناعت کی ہے کہ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ یعنے نہ وہ کسی چیز کے مثل ہے نہ کوئی چیز اسکے مثل ہے یہ بات مجمل کہی اسکی تفصیل نہین کی تفصیل کرنے کو بدعت سمجھے اس سبب سے کہ اکثر خلق کی

---

[1] جاننے والا ۱۲ [2] ارادہ کرنے والا ۱۲ [3] کلام کرنے والا ۱۲-

عقل مین اسکی تفصیل نہین آسکتی اسیواسطے بعض انبیا علیہم السلام پر وحی نازل ہوئی کہ میرے بندون سے میری صفتون کا حال نہ کہو کہ وہ انکار کرینگے اُن سے ایسی بات کہو جو انکی عقل مین آئے پس اولی یہ ہے کہ اس بات مین نہ گفتگو کرین نہ تفکر مگر جو کوئی کامل ہو پھر وہ بھی دہشت اور حیرت مین پڑجاتا ہے پس چاہیے کہ اسکی عظمت اسکی عجائب صنعت سے معلوم کرین اسواسطے کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ سب اسکے انوار عظمت وقدرت مین سے ایک نور ہے اگر کوئی شخص آفتاب کو دیکھنے کی طاقت نہین رکھتا وہ اسکی طاقت تو رکھتا ہے کہ نور آفتاب جو زمین پر پھیلا ہے اُسے دیکھے تیسرا میدان عجائب خلق خدا مین تفکر کا بیان اے عزیز جان تو کہ جو کچھ عالم مین موجود ہے وہ سب اسی کی صنعت ہے اور سب عجیب و غریب ہے اور زمین و آسمان کے ذرون مین ہر ایک ذرہ زبان حال سے اپنے خالق کی تسبیح و تقدیس اور قدرت کاملہ اور علم بیحد بیان کرتا ہے اور یہ عجائب اس کثرت سے ہین کہ انکی تفصیل نہین ہوسکتی بلکہ اگر سب دریا سیاہی ہون اور سب درخت قلم بنین اور تمام مخلوقات کاتب ہون اور مدت دراز تک لکھا کرین تو بھی جو کچھ حقیقت مین ہے اسمین سے تھوڑا ہی سا لکھین جیسا کہ خود حق تعالی فرماتا ہے [۱] قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ تَنْفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا اگر اے عزیز اسقدر مجمل جان لے کہ مخلوقات دو قسم پر ہے ایک قسم کی تو ہمین خبر ہی نہین اسمین تفکر کیا کرسکین گے جیسا کہ حق تعالے نے فرمایا ہے [۲] سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ایک قسم کی ہمین خبر ہے جس کی ہمین خبر ہے وہ بھی دو قسم پر ہے ایک وہ جنھین آنکھ سے نہین دیکھ سکتے جیسے عرش کرسی فرشتے دیو پری انمین تفکر کرنے کے اطوار اس مختصر کتاب مین بیان کرنا دشوار ہے پس جو چیزین دیکھنے کی ہین ان ہی پر ہم اکتفا کرتے ہین وہ آسمان آفتاب ماہتاب تارے زمین ہین اور جو کچھ زمین پر ہے جیسے پہاڑ جنگل دریا شہر اور جو جواہر و معادن پہاڑ مین ہین اور جو انواع نباتات روے زمین پر ہین اور آدمی کے سوا جو انواع حیوانات بر و بحر مین ہین حتی کہ فکر کرتا ہوا آدمی تک پہونچے آدمی تو سب سے زیادہ عجیب ہے اور جو کچھ زمین و آسمان کے بیچ مین ہے جیسے ابر باران اولا رعد برق قوس قزح اور جو علامات ہوا مین پیدا ہوتے ہین پس یہ چیزین سب کا خلاصہ ہین اور ہر ایک مین تفکر کی گنجائش ہے اور سب عجائب صنع الہی ہین پس ان مین سے بعضون کا ہم مختصر بیان کرین گے یہ سب حق تعالے کی نشانیان ہین کہ تجھے ان مین نظر و فکر کرنے کا حکم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد کیا ہے [۳] وَكَأَيِّنْ مِنْ آيَةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُونَ اور فرمایا ہے [۴] أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللَّهُ مِنْ شَيْءٍ اور فرمایا ہے [۵] إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ اور ایسی بہت سی نشانیان ہین پس اے عزیز ان نشانیون مین فکر کیا کر پہلی جو نشانی تجھ سے بہت ہی نزدیک ہے تو ہی ہے روے زمین مین تجھسے زیادہ کوئی چیز عجیب نہین اور تو اپنے سے غافل ہے اور حق تعالے کی جناب سے ندا آتی ہے وَفِي أَنْفُسِكُمْ أَفَلَا تُبْصِرُونَ یعنی اے آدمی

---

۱ کہدو تم اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ اگر ہو دریا سیاہی واسطے لکھنے باتون رب میرے کے ہر آئینہ خرچ ہوجاے دریا قبل اسکے کہ آخر ہون باتین رب میرے کی اگرچہ جوڑ لائین ہم مثل اس دریا کے بطریق مدد ۱۲ ۲ پاک ہے وہ جسنے پیدا کیا صنفون کو سب کا سب اس چیز سے کہ اُگاتی ہے زمین اور آدمیون کی ذاتون اور اس چیز سے کہ نہین جانتے ہین ۱۲ ۳ اور بہتیرے نشانات ہین آسمان اور زمین مین کہ گزرتے ہین اُن پر حالانکہ وہ اُن نشانیون سے اعراض کرنیوالے ہوتے ہین ۱۲ ۴ کیا نہین نظر کی انھون نے حکمتون آسمانون اور زمین مین اور اسمین جو کہ پیدا کی ہے اللہ نے ہر چیز سے ۱۲ ۵ بیشک بیچ پیدایش آسمانون اور زمین کے اور بدلنے رات دن کے نشانیان ہین واسطے عقلمندون کے ۱۲

آدمی تو اپنی ذات مین تامل کرتا کہ ہماری قدرت وعظمت تجھ پر ظاہر ہوئے عزیز پہلے اپنی ابتدا کا تو خیال کر کہ تو کہان سے آیا ہے کیونکہ حق تعالےٰ نے تجھے ایک بوند پانی سے پیدا کیا اس سے پہلے باپ کی پیٹھ مین اور مان کی چھاتی مین جگہ دی پھر اُسے تیری پیدائش کا تخم کیا اور مان باپ پر شہوت کو مسلط کیا عورتون کے بچہ دان کو زمین بنایا مردون کے آب پشت کو بیج ٹھہرایا شہوت کو مرد وعورت پر تعینات کر دیا جسے کہ زمین مین بیج پڑا پھر خون حیض سے اس تخم کو سینچا اور تجھے نطفہ اور خون حیض سے پیدا کیا پہلے اُس خون کو تھکا کر دیا اسے علقہ کہتے ہین پھر گوشت کا لوتھڑا کر دیا اسے مضغہ کہتے ہین پھر اسمین جان ڈالی پھر اس ایک طرح کے لہو پانی سے تجھ مین مختلف چیزین پیدا کین جیسے گوشت پوست رگ وپے اور استخوان پھر ان سب سے تیرے اعضا کی صورت بنائی سر گول کیا ہاتھ پاؤن لمبے لمبے بنائے انکے سرون پر پانچ پانچ انگلیان پیدا کین پھر باہر آنکھ کان ناک منھ زبان اور اعضا پیدا کیے اور تیرے اندر معدہ جگر گردے تلی رحم مثانہ انتڑیان پیدا کین ہر ایک کو اور ہی شکل اور ہی صفت اور ہی مقدار پر پیدا کیا پھر ان مین سے ہر ایک عضو کے کئی کئی حصے کیے ہر ہر انگلی کی تین تین پورین کین ہر عضو کو گوشت وپوست رگ وپے اور ہڈیون سے مرکب کیا اور تیری آنکھ جو مقدار جوز سے زیادہ نہین اسکے سات طبقے بنائے ہر طبقہ اور ہی صفت پر ہے انمین سے اگر ایک بھی خراب ہو جائے تو تمام جہان تجھے نظر نہ آئے اگر فقط آنکھ کے عجائبات کی تفصیل بیان کرون تو بہت سے اوراق سیاہ ہون پھر اپنی ہڈیون کو دیکھ کہ رقیق اور لطیف پانی سے کیسا سخت اور مضبوط جسم بنایا انمین سے ہر جوڑ اور ٹکڑا اور ہی شکل ومقدار پر ہے بعض ہڈی گول ہے بعضی لمبی بعضی چوڑی بعضی اندر سے خالی بعضی بھری ہے اور سب کو باہم مرکب کر دیا اور ہر ایک کی مقدار اور شکل وصورت مین ایک حکمت بلکہ بہت سی حکمتین رکھین پھر ہڈیون کو تیرے بدن کا ستون کر کے اسی پر سب اعضا کی بنا کی اگر ایک لخت ہڈی ہوتی تو تو پیٹھ نہ جھکا سکتا اگر ہڈیان جدا جدا ہوتین تو پیٹھ سیدھی نہ رکھ سکتا اور پاؤن پر زور دیکر کھڑا نہ ہو سکتا تو اسے ٹکڑے ٹکڑے پیدا کیا تاکہ بدن جھک سکے پھر ایک ہڈی کو دوسری سے ملا کر رگ وپے لپیٹ کر اسے مضبوط کر دیا تاکہ آدمی سیدھا کھڑا رہ سکے اور ہر مُہرے مین چار زائدے گولی کے مانند پیدا کیے اسکے نیچے چار سوراخ گڑھونکے مثل بنائے تاکہ وہ زائدے ان گڑھون مین جم بیٹھین اور مُہرون کے کنارون کو بازوون کی طرح باہر نکلا رکھا تاکہ پٹھے جو مضبوطی کے واسطے انپر لپٹے ہین انمین اڑے رہین اور تیرے تمام سر کو پچپن ۵۵ ہڈیون سے پیدا کیا اور باریک درزون سے باہم جوڑ دیا تاکہ اگر ایک کونے کو کچھ آفت پہونچے تو دوسرا سلامت رہے اور سب نہ ٹوٹ جائے اور دانتون کو پیدا کیا بعضونکا سر چوڑا ہے تاکہ نوالہ چبائے اور بعضے کا سر باریک اور تیز رکھا تاکہ کھانیکی چیز کو کاٹے اور چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر کے گویا چکی مین ڈالدے پھر تیری گردن سات مہرون سے بنائی اور رگ پٹھے لپیٹ کر اسے مضبوط کر دیا اور سر کو اسکے ساتھ ترکیب دی اور پیٹھ کو چوبیس مہرون سے پیدا کیا اور اسپر گردن رکھدی پھر سینے کی ہڈیان اُن مہرون کی چوڑان مین بنائین اسیطرح اور ہڈیان پیدا کین اسکی تفصیل دراز ہے غرض کہ تیرے بدن مین دو سو سینتالیس ہڈیان پیدا کین ہر ایک اور ہی حکمت کے واسطے ہے تاکہ تیرا کام بنا رہے اور ان سب کو ایک سخیف پانی سے پیدا کیا اگر ان ہڈیون مین سے ایک بھی کم ہو جائے تو تو کام سے باز رہے اور ایک بھی زیادہ ہو جائے تو تیرے آرام مین خلل آئے اور چونکہ تجھے ان ہڈیون اور اعضا کے ہلانے کی حاجت تھی تیرے سب اعضا مین پانسو ستائیس عضلے پیدا کیے ہر ایک عضلہ مچھلی کی صورت بیچ مین گندہ کنارے باریک ہین بعضے چھوٹے ہین بعضے بڑے ہر ایک گوشت اور پٹھے اور پردے سے مرکب ہے پردہ غلاف کیطرح انپر چڑھا ہوتا ہے انمین چوبیس فقط اسواسطے ہوتے ہین کہ ہر طرف سے تو آنکھ اور پلک ہلا سکے اور ورون کو بھی اسی پر قیاس کرلے اسواسطے کہ اسکی بھی تفصیل دراز ہے پھر تیرے

بدن مین تین حوض بنا کر ان سے تمام جسم مین نہرین جاری کین ایک حوض دماغ ہے جس سے پٹھونکی نہرین نکلکر تمام بدنمین پہونچتی ہین تاکہ بدن مین حس وحرکت کی قدرت پیدا ہو اور اس سے ایک نہر پیٹھ کے مہرون کے اندر رکھی تاکہ پٹھے مغز سے دور نہ ہون کہ اگر دور ہوتے تو خشک ہوجاتے دوسرا حوض جگر ہے اُس سے ہفت اندام مین رگین پھیلائین تاکہ انمین غذا پہونچے تیسرا حوض دل ہے اُس سے تمام بدن مین رگین پہونچائین تاکہ اسمین روح روان رہے اور دل سے ہفت اندام مین پہونچتی رہے پس اے عزیز اپنے ایک ایک عضو مین تفکر کر کہ حق تعالے نے ہر ایک عضو کو کیونکر اور کسواسطے پیدا کیا آنکھ کو سات طبقون سے ایسی ہیئت اور رنگت پر پیدا کیا کہ اس سے بہتر ہونا ممکن نہین پلک کے پپوٹون کو اسواسطے پیدا کیا تاکہ گرد وغبار سے آنکھ کو بچائے اور مژگان سیدھی اور سیاہ حسن صورت اور قوت بصارت کیواسطے پیدا کین تاکہ جب غبار ہو تو انمین بند کر لے تاکہ آنکھ مین گرد نہ پڑنے پائے اور انکے درمیان سے تو دیکھ سکے اور جب خس وخاشاک اوپر سے گرے تو مژگان آنکھ کی نگہبان ہوجائین اور ان سب صنعتون سے زیادہ عجیب یہ قدرت ہے کہ آنکھ کی سیاہی جو دو تین مسور کے برابر ہے اسمین زمین وآسمان کی اتنی بڑی صورت نظر آتی ہے حتے کہ جب تو آنکھ کھولتا ہے تو باوصف اس بُعد کے فوراً آسمان نظر آتا ہے اگر نظر کے عجائب اور آئینہ دیکھنے کے عجائبات اور جو کچھ اس مین چھوٹ موٹ نظر آتا ہے اسکی کیفیت بیان کیجائے تو دفتر کے دفتر ہوجائین پھر کان کو پیدا کر کے کڑوا میل اسمین پیدا کر دیا تاکہ کوئی کیڑا اسمین نہ گھس جائے پھر کان کا گھونگھا بنایا تاکہ آواز کو جمع کر کے کان کے چھید مین پہونچائے اور کان کے اندر پیچ در پیچ اس واسطے بنایا تاکہ جب تو سوجائے اور چیونٹی کان کے اندر جانا چاہے تو اسپر راہ دراز ہو اور بہت پھیر کھائے حتےکہ تو چونک پڑے اگر منھ اور ناک اور اعضا کا مفصل حال بیان کرون تو طول ہو اور اس گفتگو سے مقصود یہ ہے تاکہ تجھے راہ معلوم ہوجائے اور ہر ایک عضو مین فکر کیا کر کہ یہ عضو کس واسطے ہے اور اسکے سبب سے خالق کی حکمت وعظمت لطف ورحمت علم وقدرت سے آگاہ ہوتا رہ کہ تیرے سر سے پاؤن تک سب عجائب ہین اور باطن کے عجائبات اور دماغ کے خزانے اور حس کی قوتین جو اسمین رکھی ہین سب سے زیادہ عجیب ہین بلکہ جو کچھ سینہ اور پیٹ مین ہے وہ بھی عجیب تر ہے اسواسطے کہ حق تعالے نے معدہ کو دیگ کے مانند پیدا کیا کہ ہمیشہ جوش کھاتا رہتا ہے حتے کہ کھانا اُسمین پک جاتا ہے اور جگر اس کھانے کو خون کر دیتا ہے اور رگین اُس خون کو ہفت اندام مین پہونچا دیتی ہین اور پتا اس خون کے پھین کو جسے صفرا کہتے ہین لے لیتا ہے اور تلی اس خون کے تلچھٹ کو جو سودا ہوتا ہے لے لیتی ہے اور گردے اُس خون سے پانی کو جدا کر کے مثانے کی طرف بہا دیتے ہین علیٰ ہذا القیاس بچہ دان اور آلات ولادت کے عجائب بھی ایسے ہی ہین اور ظاہری باطنی قوتین اور حواس جیسے بصارت سماعت عقل علم جو آدمی کو مرحمت فرمائے عجیب وغریب ہین سبحان اللہ اے عزیز اگر کوئی مصور کسی دیوار پر ایک اچھی سی صورت بناتا ہے تو اسکی استادی سے تو تعجب مین رہتا ہے اور اسکی بہت تعریف کرتا ہے اور خالق برحق صانع مطلق کی صنعت تو دیکھتا ہے کہ پانی کے ایک قطرہ پر یہ نقش ظاہر وباطن مین پیدا کرتا ہے یہان نہ قلم نظر آتا ہے نہ نقاش اور ایسے نقاش حقیقی کی عظمت سے تو تعجب اور حیرت مین نہین رہتا اور ایسے صانع باکمال کی قدرت کاملہ اور علم اتم سے تو بیخود اور مدہوش نہین ہوجاتا اور ایسے خالق برحق کی شفقت بے غایت اور رحمت بے نہایت سے تو تعجب نہین کرتا کہ جب رحم مین غذا کا تو محتاج تھا تب وہان اگر تو منھ پھیلاتا تو اندازے سے زیادہ خون حیض تیرے معدہ مین چلا جاتا اور تو ہلاک ہوتا لہذا ناف کی راہ سے تیری غذا کا جانا مقرر کیا پھر جب

تو بچہ دان سے باہر آیا تو ناف کا راستہ بند کر کے تیرا منھ کھولدیا اسواسطے کہ اب ماں اپنے انداز کے موافق تجھے غذا دے سکتی ہے پھر چونکہ اسوقت تیرا بدن ضعیف اور نازک تھا ثقیل کھانون کی قوت نہ رکھتا لہذا شیر مادر جو لطیف ہوتا ہے اُس سے تیری غذا بنائی اور ماں کے سینے مین چھاتیان پیدا کین اسکی چھاتیون کی ٹھنی تیرے منھ کے قدر بنائی تاکہ دودھ تیرے منھ مین زور سے نہ گرے اور ماں کے سینے مین ایک قدرتی دھوبی بٹھادیا تاکہ خون سرخ جو سینے مین آتا ہے اسے دھوکر سفید دودھ کردے اور پاک صاف کر کے تیرے پاس بھیجے اور تیری ماں پر شفقت مادری کو سزاول کردیا حتے کہ اگر دم بھر تو بھوکا ہوتا ہے تو وہ بیقرار اور بےچین ہوجاتی ہے چونکہ دودھ پینے مین دانتون کی حاجت نہ تھی لہذا پہلے دانت نہین پیدا کیے تاکہ اپنی ماں کی چھاتیون کو تو زخمی نہ کر ڈالے جب کھانا کھانیکی قوت پیدا ہوئی تو اپنے وقت پر دانت پیدا کیے تاکہ کھانے کی سخت چیز پر تو قادر ہو اندھا وہی شخص ہے جو یہ سب صنعتین اور خلقتین دیکھے اور انکے صانع اور خالق کی عظمت سے دنگ اور مدہوش اور اسکے کمال لطف و شفقت سے متحیر اور اس جلال و جمال پر عاشق نہ ہوجائے وہ آدمی صورت بہائم سیرت بڑا ہی غافل ہے جو ان عجائب مین تفکر نہ کرے اور اپنے بدن کا خیال نہ کرے اور جو عقل کہ اسے عنایت ہوئی اور بہترین اشیا ہے اُسے ضائع کرے اور اس سے زیادہ اور کچھ نہ جانے کہ جب بھوکا ہو کھانا کھائے جب غصہ آئے تو کسی سے بھڑ جائے اور بوستان معرفت الٰہی کی سیر سے بہائم کی طرح محروم رہے آدمی کی تنبیہ کے واسطے اتنا بیان یہان کافی ہے تیری عجائب خلقت مین سے یہ تو لاکھ مین سے ایک بھی نہین ہے اکثر یہ عجائب سب حیوانون مین بھی مچھر سے لے کر ہاتھی تک موجود ہین اسکی تفصیل دراز ہے دوسری نشانی زمین ہے اور جو کچھ زمین کے اوپر اور اندر ہے اے عزیز اگر تو چاہتا ہے کہ اپنے بدن کے عجائبات معلوم کر کے آگے بڑھے تو زمین کا خیال کر کہ حق تعالےٰ نے کس طرح اسکو تیرا بچھونا بنایا اور ایسی وسعت اُسے دی کہ تو اسکے کنارے تک نہین پہونچ سکتا اور اسپر پہاڑون کی میخین گاڑدین تاکہ تیرے قدم کے نیچے ٹھہرے جنبش نہ کرے اور سخت پتھرون کے نیچے سے پانی نکالا تاکہ بتدریج نکل کر روے زمین پر جاری ہو اگر سخت پتھر اس پانی کو روکے نہ رہتا تو پانی دفعۃً نکل کر دنیا کو ڈبو دیتا یا تھوڑی ساعت سینچنے کے پہلے ہی پہونچ جاتا اور موسم بہار کا خیال کر کہ تمام روے زمین جمی ہوئی خاک ہوتی ہے جب مینھ برستا ہے تو کیسی زندہ ہو کر گل بوٹون کی بہار سے اطلس ہفت رنگ کیا بلکہ ہزار رنگ ہوجاتی ہے اور جو سبزہ اگتا ہے اسمین فکر کر کہ اسمین پھول بھی ہوتے ہین کلیان بھی ہوتی ہین ہر گل و شگوفہ کی رنگت جدا جدا صورت علحدہ ہوتی ہے ایک دوسرے سے بہتر ہوتا ہے پھر میوے اور درختون مین فکر کر ان کی خوبصورتی اور ذائقے اور بوباس اور فائدے کو دیکھ بلکہ ہزارہا بوٹیان جنکا نام و نشان بھی تجھے نہین معلوم اگاکر اُن مین فوائد نادرہ رکھے کوئی تلخ ہے کوئی شیرین کوئی ترش کسی کی خاصیت یہ ہے کہ بیمار کردیتی ہے کسی کی منفعت یہ ہے کہ شفا دیتی ہے ایک جان بچاتی ہے ایک زہر ہے کہ اسکے سبب سے جان جاتی ہے بعضی صفرا کو تحریک دیتی ہے بعضی اُسے دور کرتی ہے ایک خلط سودا کو رگون کے اندر سے نکالتی ہے ایک سودا کو ابھارتی ہے کوئی گرم ہے کوئی سرد کوئی خشک ہے کوئی تر کسی سے بہت نیند آتی ہے کسی سے نیند موقوف ہوجاتی ہے ایک ایسی ہے دلکو فرحت دے ایک ایسی کہ دلمین رنج و کلفت پیدا کرے کوئی آدمیون کی غذا ہے کوئی جانورون کی چری ہے کوئی چڑیون کا دانہ ہے اے عزیز خیال تو کر کہ یہ ہزارون ہی ہین اور انہین ہزارون ہی عجائبات ہین تاکہ تجھے ایسی قدرت کاملہ نظر آسکے کہ تمام خلق کی عقلون کا دنگ ہوجانا بجا ہے یہ چیزین بھی بے نہایت ہین تیسری نشانی وہ نفیس اور بے بہا امانتین ہین جنھین حق تعالےٰ نے پہاڑون مین پوشیدہ رکھا اُسے

کھان کہتے ہین بعض انمین سے زینت اور آرایش کے واسطے درکار ہین جیسے سونا چاندی لعل فیروزہ یاقوت یشم بلور ہیرا وغیرہ اور بعض انمین سے برتن بنانے کے واسطے ہین جیسا لوہا تانبا پیتل کانسی قلعی اور بعض ان مین سے متفرق کامون کے لیے ہین جیسے نمک گندھک نفط قیر ان مین سب سے بکتر نمک ہے جس سے کھانا ہضم ہوتا ہے اگر کسی بستی مین نمک نہ میسر آئے تو وہان کے سب کھانے خراب اور بدمزہ ہوجائین لوگ بیمار پڑجائین ہلاکت کا خوف پیدا ہو پس خدا کے لطف وکرم کو دیکھ کہ تیرا کھانا اگرچہ تجھے خدا پہونچاتا ہے مگر چونکہ اسکے خوش مزہ ہونے کے واسطے ایک چیز اور درکار تھی وہ بھی بے دریغ عنایت فرمائی اور برسات کے پانی سے نمک کو بنایا کہ پانی زمین مین جمع ہوکر نمک بنجاتا ہے یہ عجائب بھی بے نہایت ہین چوتھی نشانی حیوانات روئے زمین ہین کہ بعضے چلتے ہین بعضے اُڑتے ہین بعضے دو پاؤن سے چلتے ہین بعضے چار پاؤن سے بعضے پیٹ کے بل بعضے بہت پاؤن سے پھر مرغان ہوا اور حشرات الارض کے اقسام مین فکر و تامل کرکہ ہرایک کی شکل وصورت جدا ہے اور ایک دوسرے سے اچھا ہے ہرایک جانور کو جو چیز درکار تھی رب العالمین نے مرحمت فرمائی ہر ایک کو حکمت اور ترکیب سکھائی کہ یون اپنی غذا حاصل کرتے ہین یون اپنے بچون کی پرورش کرتے ہین تاکہ وہ بڑے ہون اسطرح اپنا گھونسلا بناتے ہین اے عزیز چیونٹی کو دیکھ کہ وقت پر اپنی غذا کیونکر جمع کرتی ہے گیہون پاتی ہے تو یہ سمجھ کرکہ اگر ثابت رکھونگی تو خراب ہوجائینگے اسکے دو ٹکڑے کرڈالتی ہے تاکہ کیڑا نہ لگے اور اگر دھنیا ثابت نہ رہے تو خراب ہوجاتا ہے یہ سمجھ کر دھنیا کو ثابت رکھ چھوڑتی ہے اور اے عزیز مکڑی کو تو دیکھ کہ وہ اپنا گھر کیسا بناتی ہے بنا مین جو اندازہ کام آتا ہے اسے کسطرح نگاہ رکھتی ہے اپنے لعاب سے ڈوری بناتی ہے دیوار کے دو کونے ڈھونڈھ کر ایک طرف نیو جماتی ہے اور دوسری طرف لیجاتی ہے جب اس حکمت سے تانا تن چکتی ہے تو بانا بننے لگتی ہے اور تارون کا بیچ برابر رکھتی ہے تاکہ کوئی تار دور اور کوئی نزدیک نہ ہو اور خوشنما معلوم ہو پھر خود دیوار کے گوشہ مین ایک تار مین لٹکی ہوئی مکھی کی منتظر رہتی ہے تاکہ اپنی غذا حاصل کرے پھر جب کوئی مکھی الجھتی ہے تو مکڑی حملہ کرکے اسے شکار کرتی ہے اور وہ تار اسکے ہاتھ پاؤن مین لپیٹ دیتی ہے تاکہ اُسکے اڑ بھاگنے کا خوف نہ باقی رہے پھر اُس مکھی کو رکھ چھوڑتی ہے اور دوسری کی تلاش مین رہتی ہے اور اے عزیز شہد کی مکھی کو دیکھ کہ اپنا گھر مسدس ہی بناتی ہے اسواسطے کہ اگر مربع بنائے اور اسکی شکل گول ہے تو گھر کے گوشے بیکار خالی رہین اور اگر گول بنائے تو جب مدورات کو ملاکر رکھتے ہین تو انکے بیچ مین بیکار جگہ چھوٹتی ہے اور سب شکلون مین مسدس سے زیادہ مدور کے قریب قریب کوئی شکل نہین ہے یہ بات دلیل ہندسی سے ثابت ہے تو خداوند عالم اپنی رحمت ومہربانی سے اس چھوٹے سے جانور پر کتنی عنایت رکھتا ہے کہ اسے یہ ترکیب الہام فرماتا ہے اور مچھر کو الہام کرتا ہے کہ خون تیری غذا ہے اور اسکے واسطے ایک سونڈ تیز اور باریک اندر سے خالی پیدا کی تاکہ اسے آدمی یا جانورون کے بدن مین چبھو کر خون کھینچے اور اسے ادراک عنایت فرمایا کہ جب اسے پکڑنے کو آدمی ہاتھ ہلاتا ہے تو وہ سمجھ کر اُڑ جاتا ہے اور اسے ہلکے ہلکے دو پر دیے کہ انکے زور سے اُڑ سکے جھٹ پٹ بھاگ جائے اور فور پھر آئے اگر اسکی زبان اور عقل ہوتی تو اپنے خالق کا اتنا شکر بجا لاتا کہ سب آدمی تعجب مین رہتے مگر زبان حال سے سراپا مشغول شکر وتسبیح ہے مگر ہم لوگ نہین سمجھتے جیسا حق تعالےٰ فرماتا ہے وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ[1] اس قسم کے عجائب کی بھی نہایت نہین بھلا یہ کسکی مجال ہے کہ لاکھ عجائب مین سے ایک بھی پہچانے اور بیان کرے اے عزیز اب تو کیا کہتا ہے کہ یہ حیوانات ان عجیب شکلون

[1] ولیکن تم نہین سمجھتے ہو تسبیح اُن کی ۱۲۔

طرفہ رنگون عمدہ صورتون سڈول اعضا کے ساتھ کیونکر پیدا ہوئے ہین آیا انھون نے خود اپنے تئین پیدا کیا یا تو نے انھین پیدا کیا
سبحان اللہ کیا اسکی شان ہے کہ اس روشنی اور بینائی کے ساتھ آنکھون کو اندھا کر سکتا ہے تاکہ نہ دیکھین اور دلون کو غافل رکھ سکتا ہے تاکہ نہ سمجھین چنانچہ
بہت لوگ ظاہری آنکھ سے دیکھتے ہین اور دل کی آنکھ سے دیکھ کر عبرت نہین لیتے جو بات سننا چاہیے اسکے سننے سے ان کے کان بہرے ہین
حتے کہ بہائم کی طرح آواز کے سوا اور کچھ نہین سنتے چڑیون کی بولی جسمین حرف وصوت کو دخل نہین نہین سمجھتے اور جو چیز دیکھنا چاہیے
اسکے دیکھنے سے انکی آنکھین اندھی ہین حتی کہ جو خط سیاہی سے سفیدی پر حروف و رقوم سے ہو اسی کو دیکھتے ہین اور یہ خط الٰہی جو نہ حرف
ہے نہ رقم تمام عالم کے ذرون پر قلم قدرت سے لکھا ہے اسے نہین دیکھ سکتے اے عزیز چیونٹی کا انڈا جو ذرے کے سر کے برابر ہوتا ہے آمین
غور کر اور کان لگا کر سن کہ کیا کہتا ہے زبان فصیح سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ او سادہ دل اگر کوئی شخص ایک صورت کسی دیوار پر کھینچ دیتا ہے تو
تو اسکی نقاشی اور استادی سے تعجب مین رہتا ہے آ مجھے دیکھ تاکہ خدا کی نقاشی اور مصوری تجھے نظر آئے کہ مین ایک ذرہ سے زیادہ نہین
ہون اور نقاش ازل ابتدائے خلقت مین مجھ سے چیونٹی بنائے گا دیکھ تو میرے اجزا کو کیونکر تقسیم کریگا تاکہ مجھ سے دل سر ہاتھ پاؤن
اور اعضا بنائے اور میرے سر و دماغ مین کئی ایک خانے اور خزانے رکھے کہ ایک مین چکھنے کی قوت ایک مین سونگھنے کی قوت ایک مین
سننے کی قوت رکھی اور میرے سر کے باہر کتنے پیالے رکھ کر انپر نگینے بنائے ناک اور منھ جو کھانا اترنے کی راہ ہے بنائے اور ہاتھ پاؤن
مجھ سے نکالے اور باطن مین ایسی جگہ رکھی جہان کھانا پہونچکر ہضم ہو اور ایسے مقام بنائے جہان سے غذا نکل جائے اور اسکے سب آلات
پیدا کرے پھر میری شکل تیز اور چالاک اور میرے بدن کے تین درجے بنا کر ایک کو دوسرے سے ملائے اور جو کی بہرے والون کی طرح
میری کمر پر خدمت کا پٹکا باندھ کر کالی قبا پہنائی اور یہ عالم جسے تو جانتا ہے کہ بالکل میرے ہی واسطے خدا نے پیدا کیا ہے اس عالم
مین ظاہر کرے تاکہ تیری نعمت مین تیری ہی طرح چلون پھرون بلکہ تجھے میرا مسخر کر دے تاکہ رات دن تو کاشتکاری تخم ریزی آب پاشی
زمین کی درستی کرے اور جب گیہون جو اناج مغزیات حاصل کر کے جہان کہین چھپا کر رکھتا ہے حقتعالے مجھ ناچیز چیونٹی کو وہان کی راہ بتاتا
ہے حتی کہ مین اپنے گھر کے اندر زمین کے نیچے اسکی بو سونگھ کر وہان آ پہونچتی ہون اور تو باوجود ہمہ رنج و محنت شاید سال بھر کا کھانا بھی نہین رکھتا
اور مین سال بھر بلکہ زیادہ کا کھانا لے لیتی ہون اور مضبوطی کے ساتھ احتیاط سے رکھتی ہون اور اگر خشک کرنیکو اپنی غذا مین میدان مین لاتی
ہون تو مینھ برسنے کے قبل حقتعالے مجھے الہام فرماتا ہے مین وہان سے اُٹھا کر ایسی جگہ لیجاتی ہون جہان مینھ کچھ نقصان نہ پہونچا سکے اور اگر
تو نے میدان مین خرمن لگایا ہو اور سیل و باران آیا ہو تو تجھے اسکی خبر بھی نہین ہوتی حتے کہ تمام خرمن ضائع ہو جاتا ہے پس مین
اس خدا کا شکر کیونکر بجا لاؤن جسنے مجھے ایک ذرے سے اس زیبائی اور چستی اور چالاکی کے ساتھ پیدا کیا اور تجھ ایسے کو باین بزرگی
میرا خدمتگار بنایا حتے کہ تو میری غذا جوتتا بوتا اور کاٹتا پیٹتا ہے اور رنج و محنت کھینچتا ہے اور مین چین سے کھاتی ہون اور
کوئی چھوٹا بڑا جانور ایسا نہین جو اپنی زبان حال سے خالق کے جلال کی ثنا نہین کرتا بلکہ ہر ایک بوٹی بھی اور ہر ایک ذرہ اگرچہ
جماد ہے مگر ثنا خوان رب العباد ہے لیکن آدمی ان کی آواز اور ندا سننے سے غافل ہے جیسا حق تعالے فرماتا ہے اِنَّهُمْ عَنِ
السَّمْعِ لَمَعْزُولُونَ اور وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِیْحَهُمْ اور اس عالم عجائبات کی بھی انتہا نہین

اسے تفصیل وار بیان کرنا محال ہے چوتھی نشانی دریا ہین جو روے زمین پر جاری ہین دریاے محیط جو زمین کو گھیرے ہوے ہے ہر ایک دریا اسی کا ٹکڑا ہے اور دریا مین زمین کے چند جزیرون سے زیادہ نہین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ زمین دریا مین ایسی ہے جیسے زمین مین چند اصطبل آے عزیز جب تو خشکی کے عجائب کی سیر سے فارغ ہوا تو اب دریا کے عجائب کی سیر مین مشغول ہو اسواسطے کہ دریا جسقدر زمین سے بڑا ہے اسیقدر اسکے عجائب بھی زیادہ ہین کیونکہ جو جانور زمین مین رہتا ہے دریا مین بھی اسکا نظیر موجود ہے اور بہتیرے جانور ایسے ہین کہ زمین مین نہین ہوتے لیکن دریا مین ہوتے ہین ان جانورون مین سے ہر ایک کی صورت سیرت جدا جدا ہے کوئی جانور ایسا چھوٹا ہے کہ دکھائی نہین دیتا اور کوئی اتنا بڑا ہے کہ جہاز جب اسکی پیٹھ پر آجاتا ہے تو لوگ جانتے ہین کہ زمین پر آگیا جب آگ سلگاتے ہین تو شاید وہ جانور آگاہ ہوکر جنبش کرتا ہے تب لوگ جانتے ہین کہ یہ زمین نہین جانور کی پیٹھ ہے عجائب دریا کے بیان مین لوگون نے کتابین تصنیف کی ہین اس مختصر مین کیونکر اسکی تفصیل ہو سکے آے عزیز دیکھ تو سہی کہ حق تعالے نے قعر دریا مین ایک ایسا جانور پیدا کیا ہے جسکا پوست سیپی ہے اور اسے الہام فرمایا کہ مینھ برستے وقت دریا کے کنارے آکر منھ کھولتا ہے تاکہ مینھ کی جو بوند مین شیرین ہین آب دریا کے مانند شور نہین وہ اسکے اندر پڑ جائین اور منھ بند کرکے قعر دریا مین وہ پھر جاتا ہے اور ان قطرون کو اپنے اندر اسطرح رکھتا ہے جیسے رحم مین نطفہ اور ان مین پرورش کرتا ہے اور اس جوہر صدف کو حق تعالے نے موتی کی صفت پر پیدا کیا ہے اور یہ قوت مدت دراز مین اسے حاصل ہوتی ہے کہ ہر قطرہ موتی کا دانہ ہو جاے کوئی چھوٹا کوئی بڑا تاکہ تو اُس سے زیور بنائے اور آرائش کرے اور دریا کے اندر پتھر سے ایک سرخ درخت پیدا کیا کہ اسکی صورت درخت کی سی ہے اور اسکا جسم پتھر کا جوہر ہے اس درخت کو مرجان یعنی مونگا کہتے ہین اور اس کے کف سے ایک چیز ساحل پر پیدا ہوتی ہے اسے عنبر کہتے ہین اور ان جواہر کے عجائب جسم حیوان کے باہر بھی بہت ہین اور روے دریا پر کشتی چلانا اور کشتی کو ایسی شکل پر بنانا کہ دریا مین غرق نہ ہو اور کشتیبانون کو یہ ہدایت فرمانا کہ موافق اور مخالف ہوا کو پہچانین اور ستارے کا پیدا کرنا تاکہ جہان پانی ہی پانی ہو اور کچھ نشان نہ ہو وہان راہ بتانی سب سے زیادہ عجیب بات ہے بلکہ پانی کی صورت اس لطافت اور صفائی اور اتصال اجزا کے ساتھ بنانا اور پانی کو سب حیوانات اور نباتات بلکہ تمام مخلوقات کے واسطے مایۂ زندگی ٹھہرانا سب سے زیادہ عجیب ہے آے عزیز اگر تو ایک چلو پانی کا محتاج ہو اور نہ پلے تو اسکے واسطے تمام روئے زمین کا مال دیڈالتا ہے اور اگر وہ چلو بھر پانی تیرے مثانے مین رک جائے اور تو اسے باہر نہ نکال سکے تو بھی اس سے نجات پانے کے واسطے جو کچھ مال و دولت تیرے پاس ہوا سے خرچ کر ڈالتا ہے غرضکہ پانی اور دریا کے عجائب بھی بے نہایت ہین پانچوین نشانی ہوا ہے اور جو چیزین ہوا مین ہین ہوا بھی ایک دریاے موجزن ہے ہوا کا چلنا بھی موج مارتا ہے آے عزیز ایسا جسم لطیف جو نظر نہ آئے اور دیکھنے مین اٹکے نہ ہو وہ ہمیشہ تیری جان کی غذا ہے کیونکہ کھانے پینے کی تو دن بھر مین ایک ہی بار حاجت ہوتی ہے اور اگر ساعت بھر تو سانس نہ لے اور غذاے ہوا تیرے باطن مین نہ پہونچے تو تو ہلاک ہوجائے اور تو اس بات سے غافل ہے ہوا کی ایک خاصیت یہ ہے کہ کشتیان اسمین تھمی رہتی ہین کیونکہ ہوا کشتی کو پانی مین ڈوبنے نہین دیتی ہوا کی کیفیت کی تفصیل دراز ہے آے عزیز آسمان تو پہلا درجہ ہے پہلے تو ہوا کو دیکھ کہ اس مین حق تعالے نے کیا کیا چیزین بنائین جیسے مینھ بدلی رعد بجلی برف ابر غلیظ کو دیکھ کہ دفعتہً ہواے لطیف مین پیدا ہوتا جاتا ہے شاید دریا سے پانی پی کر اٹھتا ہے

یا بخار کے طور پر پہاڑون سے یا نفس ہوا سے پیدا ہوتا ہے اور جو مقام پہاڑ دریا چشمون سے دور ہین وہان قطرہ قطرہ بتدریج پانی برستا ہے جو قطرہ آتا ہے ایک خط مستقیم پر آتا ہے اور تقدیر الٰہی مین جو جگہ اسکے واسطے مقرر ہے اسی جگہ گرتا ہے تاکہ فلانا کیڑا جو پیاسا ہے وہ سیراب ہو جاوے اور فلانا سبزہ جو خشک ہوا جاتا ہے تر ہو جائے اور فلانا بیج جو پانی کا محتاج ہے اسے پانی پہونچے اور فلانا میوہ جو فلانے درخت کی چوٹی پر سوکھا جاتا ہے کہ پانی اس درخت کی جڑ مین پہونچکر اسکے اندر سرایت کرے اور ان رگون کی راہ جو بال سے زیادہ باریک ہین جاکر اس میوے تک پہونچے تاکہ وہ میوہ تر و تازہ ہو جاے اور تو خدا کی رحمت اور مہربانی سے غافل ہوکر اسے کھاتا ہے اور مینھ کے ہر ہر قطرے پر لکھا ہے کہ فلانی جگہ گرے اور فلانے بندے کی روزی ہو اگر تمام مخلوقات متفق ہوکر چاہے کہ قطرون کا حساب معلوم کرے تو یہ ناممکن ہے پھر اگر پانی دفعۃً اگر برس جاتا تو نباتات کو بتدریج پانی نہ پہونچتا اسواسطے حق تعالےٰ نے فصل سرما کو اسپر مسلط کیا تاکہ پانی کو برف کر دے وہ برف دھنکی ہوئی روئی کی طرح ذرہ ذرہ گرتی ہے اور پہاڑون کو برف خانہ مقرر کیا کہ وہان جمع ہوتی ہے چونکہ وہان کی ہوا ٹھنڈی ہوتی ہے اسوجہ سے برف جلدی پگھل کر نہین بہہ جاتی جب فصل بہار کی گرمی پیدا ہوتی ہے تو بتدریج پگھلتی ہے اس سے بقدر حاجت نہرین جاری ہوتی ہین تاکہ گرمی بھر تھوڑا تھوڑا پانی کھیتون مین صرف ہوا کرے اسواسطے کہ اگر ہمیشہ مینھ برسا کرتا تو خلق کو بڑی تکلیف ہوتی اور اگر ایک ہی بار برس جاتا تو سال بھر سبزہ خشک ہوا کرتا تو برف مین یہ لطف رحمت الٰہی ہین اور برف پر کیا موقوف ہے ہر ایک چیز مین خدا کی رحمت ہے بلکہ زمین آسمان کے تمام اجزا کو حق تعالےٰ نے حق اور عدل اور حکمت کے ساتھ پیدا کیا اسیواسطے فرمایا ہے وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا لٰعِبِیْنَ مَا خَلَقْنٰھُمَا اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنی زمین آسمان کو اور جو کچھ ان مین ہے اسے کھیل کے طور سے باطل و بیکار نہین پیدا کیا بلکہ حق پیدا کیا ہے یعنے جیسا چاہیے تھا ویسا ہی پیدا کیا چھٹی نشانی آسمانون اور تارون کی ملکت ہے اور انکے عجائب اسواسطے کہ زمین اور جو کچھ روے زمین پر ہے انکے مقابلے مین بہت کم اور مختصر ہے اور تمام آسمانون اور تارون کے عجائب مین تفکر کرنے کے واسطے تمام قرآن مجید تنبیہ ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَجَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّھُمْ عَنْ اٰیٰتِھَا مُعْرِضُوْنَ[۵۱] اور فرمایا ہے لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَکْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ[۵۲] پس اے عزیز حق تعالےٰ نے یہ جو حکم فرمایا ہے کہ ملکوت آسمان مین تم تفکر کرو تو اسواسطے نہین فرمایا ہے کہ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر آسمان کی نیلاہٹ اور تارون کی سپیدی دیکھو اسواسطے کہ اسطرح تو سب حیوان بھی دیکھتے ہین لیکن اپنے تئین اور اپنے عجائب کو جو تجھ سے بہت ہی قریب ہین اور زمین و آسمان کے عجائب کے سامنے ذرہ برابر بھی نہین ہین جب تو پہچانیگا تو ملکوت آسمان کے عجائب کو کیا جانیگا تجھے بتدریج ترقی کرنا چاہیے پہلے اپنے تئین پہچان پھر زمین اور نباتات اور حیوانات اور جمادات کو پھر ہوا اور ابر اور انکے عجائب کو پھر آسمان اور تارون کو پھر کرسی کو پھر عرش رب العالمین کو پھر عالم اجسام سے نکلکر عالم ارواح کی سیر کر پھر ملائکہ اور شیطان اور جن کو پہچان پھر ملائکہ کے درجون اور انکے مختلف مقامون کو معلوم کر پھر آسمان اور ستارون مین اور انکی حرکت

[۵۱] اور بنایا ہم نے آسمان کو چھت نگاہ رکھی گئی اور وہ لوگ اس کی نشانیون سے انکار کرنے والے ہین ۱۲ [۵۲] البتہ پیدائش آسمان اور زمین کی بہت بڑی ہے پیدائش آدمیون سے مگر اکثر لوگ نہین جانتے ہین ۱۲

اور گردش مین اور انکے مشارق اور مغارب مین تفکر کر اور دیکھ کہ کیا ہین اور کیون پیدا ہوے ہین اور تارون کی کثرت کو دیکھ کہ کو ان کی تعداد کوئی نہین جانتا ہر ایک کا اور ہی رنگ ہے کوئی سرخ ہے کوئی سپید کوئی سیماب کا سا کوئی چھوٹا کوئی بڑا پھر ان کے ہر گروہ کی شکل جدا جدا ہے کوئی بکری کی صورت پر ہے کوئی بیل کی شکل پر کوئی بچھو کی ہیئت پر اور شکلین اسی پر قیاس کر لینا چاہیے بلکہ جو جو صورتین زمین پر نظر آتی ہین آسمان پر ہر ایک کے مثل ستارون کی اشکال موجود ہین پھر تارون کی مختلف گردش کو دیکھ کوئی مہینا بھر مین تمام آسمان کو طے کرتا ہے کوئی سال بھر مین کوئی بارہ برس مین کوئی تیس برس مین اور اکثر ستارے ایسے ہین کہ اگر آسمان باقی رہے اور قیامت نہ آجائے تو چھتیس چھتیس ہزار برس مین آسمان کو طے کرین اور ان کے عجائب علوم کی نہایت نہین جب زمین کے تھوڑے سے عجائبات تو نے معلوم کیے تو اب سمجھ لے کہ عجائب کا تفاوت ہر ایک کی شکل کے تفاوت کے قدر ہوتا ہے اسواسطے کہ اگرچہ زمین اتنی وسیع ہے کہ کوئی اسکی نہایت کو نہین پہونچ سکتا مگر آفتاب زمین کا ایک سو ساٹھ گونہ ہے اس سے معلوم ہوگا کہ آفتاب کی مسافت کتنی دور و دراز ہے جو اسقدر چھوٹا نظر آتا ہے پھر ظاہر ہوگا کہ اسکی حرکت مین کسقدر سرعت ہے جو آدھی ساعت مین آفتاب کا تمام گھیرا زمین سے نکلتا ہے اور مسافت زمین کی ایک سو ساٹھ مسافتون کے برابر اس ساعت مین قطع کر کے حرکت کر جاتا ہے یہی سبب تھا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ آفتاب کو زوال ہوا حضرت جبرئیلؑ نے کہا لا نعم یعنے نہین ہان آپ نے فرمایا یہ کیسی بات ہے حضرت جبرئیلؑ نے کہا کہ لا کہنے سے نعم کہنے کے وقت تک آفتاب پانسو برس کی راہ طے کر گیا اور ایک ستارہ آسمان پر زمین کا صد گونہ ہے اور بلندی کے سبب سے اتنا سا نظر آتا ہے اے عزیز جب ایک ستارے کا یہ حال ہے تو تمام آسمان اسی پر قیاس کر لے کہ کتنا بڑا ہوگا اتنے بڑے آسمان کی شکل تیری چھوٹی سی آنکھ مین نظر آتی ہے تاکہ اس سے حق تعالے کی قدرت اور عظمت تو پہچانے پس ہر ایک ستارے مین ایک حکمت ہے اور اسکے ثبات و سیر رجوع و استقامت طلوع و غروب مین حکمتین ہین آفتاب مین سب سے زیادہ کھلی ہوئی حکمت یہ ہے کہ حق تعالے نے اسکے فلک کو فلک البروج کے ساتھ ایک میل عنایت فرمایا ہے حتیٰ کہ ایک فصل مین تیرے سر سے نزدیک ہے اور ایک فصل مین دور ہو جاتا ہے تاکہ اسکے سبب سے ہوا کی کیفیت بدلتی رہے کبھی سرد کبھی گرم کبھی معتدل ہو جائے اور اسی وجہ سے دن رات مین تفاوت اور اختلاف رہتا ہے کبھی بڑے ہو جاتے ہین کبھی چھوٹے یہ حال تمام و کمال لکھا جائے تو بڑی طوالت ہو اور حق تعالے نے اس تھوڑی سی عمر مین جو علوم ہمین عنایت فرمائے اگر انھین ہم بیان کرین تو ایک مدت صرف ہو اور ہمارا علم انبیا اولیا کے علم کی بہ نسبت بہت ہی کم اور مختصر ہے اور اولیا کا علم تفصیل خلقت کے باب مین انبیا کے علم سے کمتر ہے اور انبیا کا علم مقرب فرشتون کے علم کے سامنے تھوڑا سا ہے اور ان سب کا علم حق سبحانہٗ تعالے کے علم کے سامنے ایسا ناچیز ہے کہ انکے علم کو علم کہنا نہین سزاوار ہے سبحان اللہ اسکی کیا شان ہے کہ باوصف اسکے کہ بندون کو علم سے بہرہ مند کر کے نادانی کا داغ ان مین لگا دیا اور فرمایا وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا[۱] اے عزیز تفکر کے اطوار کے باب مین جو بیان کیا گیا یہ ایک نمونہ ہے تاکہ اسکے سبب سے تو اپنی غفلت معلوم کرے اسواسطے کہ تو جب کسی امیر کے ایسے گھر مین جاتا ہے جو نقش و نگار اور رنگ سے

[۱] یعنے نہین دیا گیا تمھین علم مین سے مگر تھوڑا سا ۱۲۔

آراستہ ہو تو بہت دنون تک تو اسکی تعریف کرتا ہے اور دنگ رہتا ہے اور خدا کے گھر مین ہمیشہ رہتا ہے مگر کچھ بھی تعجب نہین کرتا یہ عالم اجسام خدا کا گھر ہے زمین اسکا فرش ہے اور آسمان اسکی چھت ہے اتنی بڑی چھت کا بے ستون قائم رہنا بڑے تعجب کی بات ہے اسکا خزانہ پہاڑ ہین اور گنجینہ دریا ہین حیوانات اور نباتات اثاث البیت ہین چاند اس گھر کا چراغ ہے اور آفتاب مشعل ستارے قندیلین اور فرشتے مشعلچی مگر اس گھر کے عجائبات سے غافل ہے اسواسطے کہ یہ گھر بڑا ہے اور تیری آنکھ چھوٹی اس گھر کو نہین دیکھ سکتی تیری مثال اس چیونٹی کے مانند ہے جو بادشاہ کے مکان عالیشان مین چھید کرکے رہتی ہے اپنے گھر اور غذا اور اپنے یارون کے سوا اُسے کچھ خبر نہین ہوتی اور قصر شاہی کی رونق و زینت اور غلامون کی کثرت اور تخت سلطنت سے بالکل بیخبر رہتی ہے اگر چیونٹی کے درجہ پر تو رہنا چاہتا ہے تو رہ حالانکہ معرفت الٰہی کے باغ کا تماشا دیکھنے کی راہ تجھے بتائی ہے باہر نکلکر آنکھ تو کھول تا عجائب صنعت تجھے نظر آئین اور تو مدہوش و متحیر ہو جائے واللہ اعلم بالصواب

آٹھوین اصل توکل کے بیان مین

اَے عزیز از جان اس بات کو جان کہ توکل جسکا نام ہے وہ مقربون کے مقامات مین سے ایک مقام ہے اور اسکا بڑا درجہ ہے مگر توکل کا علم فی نفسہ باریک اور مشکل ہے اور اسپر عمل کرنا دشوار ہے اسمین اشکال اسوجہ سے ہے کہ جو شخص سمجھے کہ کامون مین خدا کے سوا اور کسی چیز کو دخل ہے وہ پکا موحد نہین اور اگر سب اسباب کو درمیان سے اُٹھا دیگا تو شرع پر طعن کریگا اور اگر اسباب ظاہری کا بھی کوئی سبب نہ دیکھے گا تو اپنی عقل کے خلاف کریگا اور اگر دیکھے گا تو شاید اسباب ظاہری مین سے کسی سبب پر توکل کرے اور اسکے موحد ہونے مین نقصان آجائے پس توکل کا ایسا بیان جیسا عقل و شرع اور توحید کہتی ہے اور ایسا کہ ان سب کا جامع ہو بہت دقیق علم ہے اُسے ہر ایک نہین جان سکتا پہلے تو ہم توکل کی فضیلت بیان کرتے ہین پھر اسکی حقیقت کا بیان کرینگے پھر اس کے احوال اور اعمال کہین گے

توکل کی فضیلت کا بیان اے عزیز جان تو کہ حق سبحانہ تعالےٰ نے ارشاد کیا وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ یعنی حقتعالےٰ نے سب کو توکل کا حکم فرمایا اور اسے شرط ایمان ٹھہرایا اور ارشاد کیا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ یعنے حق تعالےٰ متوکلون کو دوست رکھتا ہے اور فرمایا ہے وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ یعنی جو شخص اللہ تعالےٰ پر توکل کرتا ہے اسکے واسطے اللہ بس ہے اور فرماتا ہے اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ یعنی اپنے بندے کے واسطے اللہ کیا بس نہین ہے اور توکل کی فضیلت مین ایسی بہت سی آیتین ہین اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ نے میرے سامنے امتین پیش کین مین نے اپنی امت کو دیکھا کہ کوہ و بیابان مین بھری ہے اسکی کثرت دیکھ کر مین متعجب رہا اور خوش ہوا حق تعالےٰ نے مجھ سے پوچھا کہ تم خوش ہوے مین نے عرض کیا کہ ہان خوش ہوا پھر ارشاد کیا کہ باینہمہ ستر ہزار آدمی بے حساب جنت مین جائین گے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ کون لوگ ہین فرمایا کہ جو منتر اور داغ اور فال پر کاربند نہین ہوتے بلکہ خدا کے سوا کسی پر بھروسا نہین کرتے تب حضرت عکاشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اٹھ کر عرض کیا کہ یارسول اللہ دعا کیجیے کہ حق تعالےٰ مجھے بھی ان

ستر ہزار مین سے کرے آپ نے دعا فرمائی کہ بار خدایا اسے ان لوگون مین سے کر پھر اور ایک صحابی نے اٹھکر اسی دعا کی درخواست کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ یعنی عکاشہ اس امر مین سبقت لے گیا اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر تم لوگ حق تعالے پر ایسا توکل کرو جیسا کہ توکل کرنیکا حق ہے تو حقتعالے تمھین اسطرح روزی پہونچاے جسطرح پرندون کو پہونچاتا ہے جو صبح کو بھوکے ہوتے ہین اور شام کو شکم سیر آتے ہین اور فرمایا ہے کہ جو شخص حق تعالے کی پناہ چاہتا ہے حق تعالے اسکے سب کامون کی سربراہی کرتا ہے اور کافی ہوجاتا ہے اور ایسی جگہ سے اُسے روزی پہونچاتا ہے جو اسکے خیال مین بھی نہ آئے اور جو شخص دنیا کی پناہ لیتا ہے حق تعالے اسے دنیا کے ساتھ چھوڑ دیتا ہے جناب خلیل اللہ یعنی حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو جب کافرون نے منجنیق مین رکھکر آگ مین ڈالنا چاہا تو حضرت ابراہیم نے کہا حَسْبِیَ اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ جب حضرت ابراہیم ہوا مین تھے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے پوچھا کہ تمھین کچھ حاجت ہے فرمایا تم سے کچھ حاجت نہین یہ اسواسطے کہا کہ حسبی اللہ جو کہا تھا اُسے وفا کرین اسیواسطے حق تعالے نے وفا کے ساتھ ان کی صفت کی اور فرمایا وَاِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد جب سب کو چھوڑکر کوئی میری ہی پناہ لیتا ہے تو گو کہ تمام آسمان وزمین مکروفریب سے اسکی مخالفت کرین مگر مین اس کی مشکل آسان ہی کرتا ہون حضرت سعید ابن جبیر رضی اللہ تعالے عنہ کہتے ہین کہ ایکبار مجھے بچھونے کاٹا میری مان نے قسم دیکر مجھ سے کہا کہ ہاتھ پھیلا تاکہ لوگ منتر پڑھین دوسرا ہاتھ جو بھلا چنگا تھا مین نے پھیلادیا اس واسطے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے مین نے سنا تھا کہ جو شخص منتر اور داغ پر بھروسا کرے متوکل نہین اور حضرت ابراہیم ادھم رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ ایک راہب سے مین نے پوچھا کہ تو روزی کہان سے کھاتا ہے بولا مجھے نہین معلوم روزی دینے والے سے پوچھو کہ وہ کہان سے بھیجتا ہے لوگون نے ایک شخص سے پوچھا جب تو ہمیشہ عبادت ہی مین مشغول رہتا ہے تو روزی کہان سے کھاتا ہے اپنے دانتون کی طرف اشارہ کیا یعنی جس نے یہ چکی پیدا کی وہ اناج بھی بھیجدیتا ہے حضرت ہرم ابن حیان نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالے عنہ سے پوچھا کہ مین کس ملک مین ٹھہرون کہا شام مین پوچھا وہان روزی کیونکر ملے گی کہا اُفٍّ لِّھٰذِہِ الْقُلُوْبِ قَدْ خَالَطَھَا الشَّکُّ وَلَا یَنْفَعُھَا الْمَوْعِظَۃُ یعنی افسوس ہے ایسے دلون پر کہ شک ان پر غالب ہے اور نصیحت انھین سودمند نہین ہوتی **حقیقت توحید کی جو بناے توکل ہے**

اے عزیز جان تو کہ توکل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہے اور وہ ایمان کا ثمرہ ہے اور ایمان کے ابواب بہت ہین مگر دو باتون پر ایمان لانا توکل کی بنا ہے ایک توحید پر ایمان لانا دوسرے کمال لطف ورحمت پر مگر توحید کی تفصیل دراز ہے اور اس کا علم سب علوم کا منتہا ہے مگر جسقدر پر بناے توکل ہے اُسیقدر ہم بیان کرتے ہین اے عزیز جان تو کہ توحید کے چار درجے ہین اور توحید کا ایک مغز ہے اور اس مغز کا بھی ایک مغز ہے اور توحید کا ایک چھلکا ہے اور اس چھلکے کا بھی ایک چھلکا ہے تو توحید دو مغز اور دو چھلکے رکھتی ہے اسکی مثال کچے اخروٹ کی سی ہے کہ ایک مغز اور دو چھلکے اسکے ظاہر ہین اور روغن مغز کا مغز ہے پہلا درجہ یہ ہے کہ آدمی زبان سے تو لا الٰہ الا اللہ کہے اور دل سے اعتقاد نہ رکھے یہ منافقون کی توحید ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس کلمے کے معنے کا دل سے تقلیداً اعتقاد رکھے جیسے عوام الناس یا ایک نوع کی دلیل سے اعتقاد رکھے جیسے متکلم لوگ تیسرا درجہ یہ ہے

ف توحید کے چار درجے ہین ۱۲

کہ آدمی مشاہدے سے دیکھے کہ سب کی اصل ایک ہی ہے اور سب کامونکا ایک ہی فاعل ہے اور کسیکو کوئی کچھ کرہی نہین سکتا یہ ایک نور ہے کہ دلمین پیدا ہوتا ہے اسی نور مین یہ مشاہدہ حاصل ہوتا ہے یہ مشاہدہ عوام الناس اور متکلمین کے اعتقاد کے مانند نہین اسواسطے کہ انکا اعتقاد ایک گرہ ہے کہ تقلید یا دلیل کے حیلے سے دل پر لگادے اور یہ مشاہدہ دلکا کھلجاتا ہے یہ سب گرہون کو کھول ور قیدون کو اٹھا دیتا ہے ایک شخص تو کسی کے کہنے سے اپنے دل مین یہ اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ تو عوام الناس کی تقلید کی مثال ہے کہ انھون نے اپنے ماں باپ سے سنا اور دوسرا شخص دروازے پر گھوڑے اور غلام کو دیکھکر اعتقاد کرے کہ فلانا سردار گھر مین ہے یہ متکلمین کے اعتقاد کی مثال ہے کہ انھون نے دلیل سے جانا اور تیسرا شخص اس سردار کو گھر مین دیکھ لے یہ عارفون کی توحید کی مثال ہے کہ وہ مشاہدہ کرتے ہین تو ان تینون شخصون مین بڑا فرق ہے اور اگرچہ اس توحید کا بڑا درجہ ہے مگر تاہم عارف اس درجے پر پہونچکر خلق کو بھی دیکھتا ہے اور خالق کو بھی اور جانتا ہے کہ خلق خالق سے ہے تو اس درجے کی توحید مین کثرت کو دخل ہے اور عارف جبتک دو دیکھتا ہے تب تک تفرقہ مین پڑا رہتا ہے جمع نہین ہوتا یہ کمال توحید نہین چوتھا درجہ یہ ہے کہ آدمی ایک کے سوا دوسرے کو دیکھے ہی نہین اور سب کو ایک ہی دیکھے اور ایک ہی سمجھے اس مشاہدے مین تفرقہ کو کچھ دخل نہین ہوتا صوفی لوگ اس درجے کو فنا فی التوحید کہتے ہین جیساکہ حسین حلاج نے خواص رحمہما اللہ تعالے کو دیکھا کہ بیابان مین پھرتے ہین پوچھا کیا کرتے ہو کہا توکل مین اپنے تئین ثابت قدم کرتا ہون کہا تم نے اپنی عمر تو آبادانی باطن مین گزاری بھلا مستی سے توحید کے مقام کو کب پہونچوگے تو یہ چار مقام ہین اول توحید منافق یہ چھلکے کا چھلکا ہے اے عزیز جسطرح اخروٹ کا اوپر والا چھلکا اگر تو کھائے تو برا معلوم ہوتا ہے اگرچہ ظاہر مین وہ سبز ہوتا ہے لیکن اگر اسکے اندر کی طرف تو دیکھے تو بڑا ہے اگر اسے تو جلائے تو دھوان ہوتا ہے اور آگ کو بجھا دیتا ہے اگر تو اسے رکھ چھوڑے تو کچھ کام نہین آتا بلکہ جگہ رک جاتی ہے وہ اور تو کسی کام کا نہین مگر یہ کہ چند روز اسے اخروٹ پر لگا رہنے دین تاکہ اندر والے چھلکے کو تازہ رکھے اور آفتون سے بچائے رکھے اسی طرح توحید منافق بھی اور کسی کام کی نہین مگر یہ کہ منافق کے پوست کو تلوار سے محفوظ رکھتی ہے اور منافق کا پوست اسکا بدن ہے اسنے توحید زبانی کے سبب سے تلوار سے نجات پائی یعنی دنیا مین منافق قتل نکیا گیا مگر جب بدن گیا گزرا اور جان رہگئی یعنی وہ موا تو وہ توحید زبانی کچھ کام نہین آئی اور جسطرح اخروٹ کا اندر والا چھلکا جلانے کے قابل نہین ہوتا اسی کام کا ہوتا ہے کہ اسے مغز پر لگا رہنے دین تاکہ مغز ہمیشہ اسکی حفاظت اور حمایت مین رہے خراب نہونے پائے اور یہ چھلکا مغز کی بہ نسبت ناچیز اور حقیر ہوتا ہے اسی طرح عوام الناس اور متکلمین کی توحید بھی اسی کام کی ہے کہ اسکے مغز کو یعنی اسکی جان کو آتش دوزخ سے محفوظ رکھے یہ توحید اگرچہ اس کام کی ہے مگر مغز اور روغن کی لطافت اسمین کہان پایئے اور جس طرح اخروٹ کا مغز مرغوب اور عزیز ہوتا ہے مگر جب روغن کے ساتھ تو اسکا مقابلہ کریگا تو یہ ثقل اور پھوک سے خالی نہین اور فی نفسہ کمال صفا کو نہین پہونچا ہے پس توحید کا تیسرا درجہ بھی کثرت اور تفرقہ اور زیادتی سے خالی نہین بلکہ چوتھے درجے کی توحید کمال مرتبہ صاف ہے اسواسطے کہ اس مین فقط حق ہی حق رہتا ہے اس درجے کا موحد ایک کے سوا اور کسی کو نہین دیکھتا بلکہ اپنے تئین بھی بھول جاتا ہے جسطرح اور چیزین اسکے دیکھنے مین نیست ہوگئی ہین اسی طرح وہ خود بھی اپنے دیکھنے مین نیست ہوجاتا ہے یعنی خدا کے سوا نہ اپنے تئین دیکھتا ہے نہ اور کسی کو **فصل** اے عزیز غالبا تو کہیگا کہ توحید کے یہ درجے مجھے مشکل معلوم ہوتے ہین اسکی تفصیل کرنا چاہیے کہ مجھے معلوم تو ہو کہ سب کو ایک ہی سے کیونکر

فنا فی التوحید

دیکھون مین تو بہت سے اسباب دیکھتا ہون سب کو ایک کسطرح دیکھ سکون اور آسمان وزمین اور خلق کو دیکھتا ہون حالانکہ یہ ایک نہین ہین اے عزیز جان تو کہ منافق کی توحید زبانی ہے اور عوام الناس کی توحید اعتقادی ہے اور متکلمون کی توحید دلیلی ہے ان تینون قسمونکی توحید کو تو سمجھ سکتا ہے مگر چوتھے درجے کی توحید سمجھنا تجھے مشکل ہے اور توکل کو چوتھے درجے کی توحید کی حاجت نہین تیسرے درجے کی توحید کافی ہے اور چوتھے درجے کی توحید کو اس سے مفصل بیان کرنا دشوار ہے جو اس درجے کو نہ پہونچا ہو لیکن اے عزیز اسقدر مجملاً تو جان لے کہ ممکن ہے کہ بہت سی چیزین ہون اور ان چیزونمین ایک نوع کا ارتباط ہو کہ اس ارتباط کے سبب سے وہ سب ایک سی ہو جائین چونکہ عارف کو اسی طور سے نظر آتا ہے تو وہ ایک ہی دیکھتا ہوگا بہت نہ دیکھتا ہوگا جسطرح آدمی مین بہت سی چیزین ہین گوشت پوست سر پاؤن جگر معدہ وغیرہ مگر فی المعنی آدمی ایک ہی چیز ہے حتیٰ کہ ممکن ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کو ایک چیز کے مانند جانے اور اسکے اعضا کی تفصیل اُسکے خیال مین نہو تو اگر اس سے پوچھین گے کہ تو نے کیا دیکھا وہ یہی جواب دیگا کہ ایک چیز کے سوا مین نے اور کچھ نہین دیکھا یعنے ایک آدمی کو دیکھا اور اگر اس سے پوچھین گے کہ تو کیا سوچتا ہے یہی جواب دیگا کہ ایک ہی چیز سوچتا ہون یعنی اپنے معشوق کے سوچ مین ہون پس وہ بالکل معشوق ہی ہوگیا اور معشوق ایک ہی چیز ہے پس اے عزیز جان تو کہ معرفت مین ایک مقام ہے جو کوئی اس مقام پر پہونچتا ہے وہ حقیقت مین دیکھتا ہے کہ جو کچھ عالم وجود مین ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ مرتبط ہے اور سب ایک ہی حیوان کے مانند ہین اور آسمان زمین ستارے وغیرہ اجزائے عالم کو باہم ایسی نسبت ہے جیسے ایک ہی حیوان کے اعضا کو باہم نسبت ہوتی ہے اور تمام عالم کو اپنے مدبر کے ساتھ ایک وجہ سے ایسی نسبت ہے جیسی حیوان کے بدن کی مملکت کو روح اور عقل کے ساتھ کہ یہ مدبر بدن ہین عالم مدبر مین سب درجون سے ایسی نسبت نہین جیسی نسبت بدن مین اور عقل و روح مین ہے اور تاوقتیکہ آدمی اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ[1] نہ جان لے گا یہ باریک مضمون بھی اسکی فہم مین نہ آئیگا عنوان کتاب مین ہم نے اسے اشارۃً کچھ بیان کیا ہے اس باب مین خاموش ہی رہنا اولیٰ ہے اسواسطے کہ یہ بات دیوانون کی زنجیر ہلاتی ہے اور مستون کو سرود یاد دلاتی اور ہر ایک کی سمجھ مین نہین آتی ہے **شعر** دم بخود ہو رہیے کچھ کہیے نہ بات ٭ حق کہا جسنے وہی مارا گیا ٭ اور تیسری توحید جسے توحید فعلی کہتے ہین اسکا بیان احیاء العلوم مین مفصل لکھا گیا ہے اگر استعداد رکھتا ہے تو اس مین دیکھ لے اور جس قدر شکر کی اصل مین ہم بیان کر چکے ہین یہان اسیقدر جاننا کافی ہے یعنی آفتاب ماہتاب ستارے ابر و باران اور ہوا وغیرہ جنھین تو اسباب سمجھتا ہے یہ سب ایسے مسخر ہین جیسے کاتب کے ہاتھ مین قلم اسواسطے کہ ان مین سے کوئی بھی آپ سے جنبش نہین کرتا بلکہ انھین وقت پر بقدر ضرورت جنبش دیتے ہین پس انپر کامون کو حوالے کرنا خطا ہے جیسا کہ خلعت سرفرازی کو قلم اور کاغذ پر حوالہ کرنا خطا ہے مگر جو چیز محل نظر ہے وہ حیوانات کا اختیار ہے اسواسطے کہ تو سمجھتا ہے کہ آدمی بھی کچھ اختیار رکھتا ہے حالانکہ یہ سمجھنا خطا ہے اسواسطے کہ آدمی فی نفسہ مجبور و مضطر ہے جیسا ہم بیان کر چکے ہین کہ اسکا کام والبتہ قدرت ہے اور قدرت ارادہ کی مسخر ہے حتےٰ کہ جو ارادہ ہوتا ہے وہی کرتا ہے مگر جب حق تعالےٰ ارادہ کو پیدا کرتا ہے تب وہ خواہ نخواہ کوئی نہ کوئی بات چاہتا ہے پس جب قدرت ارادہ کی مسخر ہوئی اور ارادہ اسکے اختیار مین نہین تو کچھ بھی اسکے اختیار مین نہین اور وہ مجبور محض ہے اے عزیز یہ حال تجھے بخوبی جب معلوم ہوگا کہ تو یہ جان لے کہ آدمی کے افعال تین قسم پر ہین ایک یہ کہ مثلاً جب پانی پر پاؤن رکھتا ہے تو پانی کے اندر چلا جاتا ہے اور کہتے ہین کہ اُس نے پانی کو چیر کر اسکے ایک جزو کو دوسرے سے جدا کر دیا اسے فعل طبعی کہتے ہین دوسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی

[1] تحقیق اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر ۱۲

سانس لیتا ہے اسے فعل ارادی کہتے ہین تیسرے یہ کہ کہتے ہین کہ آدمی بات کہکر چلدیا اسے فعل اختیاری کہتے ہین مگر وہ فعل طبعی ظاہر ہے کہ آدمی کے اختیار سے نہین ہوتا کیونکہ جب وہ پانی پر پاؤن رکھیگا خواہ نخواہ اسکی گرانی سے پانی پھٹ جائیگا یہ فعل اس کے اختیار سے نہین اسواسطے کہ وہ چاہے خواہ نہ چاہے ایساہی ہوگا بلکہ تو اگر پانی پر پتھر پھینکیگا تو بیشک وہ بھی پانی مین ڈوب جائے گا اور ڈوب جانا پتھر کا فعل نہین اسواسطے کہ پتھر کے بھاری پن سے ایسا ہونا ضرور ہے اور آدمی کا فعل ارادی جیسے سانس لینا اگر غور کیا جائے تو اسکا بھی یہی حال ہے اسواسطے کہ آدمی سانس نہین روک سکتا کیونکہ اسے ایساہی پیدا کیا ہے کہ سانس لینے کا ارادہ خواہ نخواہ اسمین پیدا ہوتا ہے اور جب کوئی شخص چاہتا ہے کہ دوسرے کسی آدمی کی آنکھ مین سوئی پھینک مارے تو وہ آدمی ضرور بالضرور پلک جھپکا لیتا ہے اگرچاہے کہ پلک نہ جھپکاؤن تو یہ اس سے نہین ہوسکتا کیونکہ آدمی کی خلقت ہی یون ہوئی ہے کہ وہ ارادہ خواہ نخواہ اس مین پیدا ہوجاے جیسے کہ اسکی خلقت اس بات کو چاہتی ہے کہ پانی مین کھڑا ہو تو ڈوب جاے پس ان دونون فعلون مین آدمی کی مجبوری معلوم ہوگئی مگر فعل اختیاری جیسے چلنا اور رکنا اسمین اشکال ہے کہ اگر چاہے تو یہ فعل کرے اگر نہ چاہے نہ کرے مگر اے عزیز تو یہ جان لے کہ آدمی کسی کام کا ارادہ اسیوقت کرتاہے جب اسکی عقل حکم کرے کہ اس کام مین تیری بھلائی ہے کبھی اسمین غور و تامل کی حاجت بھی ہوتی ہے جب عقل نے حکم کردیا کہ اس بات مین تیری بھلائی ہے تو اسکا ارادہ ضرور بالضرور پیدا ہوتاہے اور آدمی اپنے اعضا کو جنبش دیتا ہے جیسے دوسرے سوئی پھینکتے وقت پلک جھپکا لینا اگرچہ کہ اس بات کا علم ہمیشہ حاضر ہے اور بداہۃً معلوم ہے کہ سوئی کے سبب سے آنکھ کو نقصان ہوگا اور پلک بند کرلینے مین بھلائی ہے لہذا اسمین غور و تامل کی حاجت نہین ہوتی اسی واسطے کہ وہ بے تامل سمجھتا ہے کہ آنکھ بند لینے مین بھلائی ہے اور بھلائی جاننے سے اس مین ارادہ پیدا ہوتاہے اور ارادے کے سبب سے قدرت بالضرور کام مین آتی ہے اس جگہ جب تامل کرچکا تو اسی صفت پر ہوگیا جس صفت پر اس جگہ تھا اور وہی ضرورت پیش آجاتی ہے ہواسطے کہ اگر کوئی شخص کسی آدمی کے مارنے کو لاٹھی اٹھاتاہے تو وہ آدمی بالطبع بھاگتاہے حتی کہ اگر کسی چھت کے کنارے پہونچتاہے اور جانتاہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے آسان ہے تو کود پڑتاہے اور اگر جانتاہے کہ کود پڑنا لاٹھی کھانے سے بڑھ کر ہے تو خواہ نخواہ پاؤن ٹھہر جاتاہے اور کود پڑنے کی طاقت نہین رکھتا اسواسطے کہ پاؤن کی حرکت ارادے کے قید مین ہے اور ارادہ عقل کے حکم کا تابع ہے کہ عقل کہے کہ یہ کام اچھا ہے اور کرنے کے لائق ہے اسی واسطے ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے تئین قتل کیا چاہے تو اگرچہ ہاتھ بھی رکھتاہے اور چھری بھی مگر نہین قتل کرسکتا اسواسطے کہ ہاتھ کی قدرت ارادے کی مقید ہے اور ارادہ اس بات کا مقید ہے کہ عقل حکم کرے کہ یہ کام تیرے حق مین بھلا اور کرنے کے قابل ہے اور عقل بھی مجبور و مضطر ہے اسواسطے کہ وہ آئینہ کے مثل صاف ہے کہ جو کچھ بہتر ہوتاہے اسکی صورت عقل مین آتی ہے چونکہ اپنا قتل کرنا بہتر نہین ہوتا اسکی صورت بھی آئینہ عقل مین نہین ظاہر ہوتی مگر اسوقت کہ آدمی کسی ایسی بلا مین ہو جس کا متحمل نہین اور اپنے تئین قتل کرڈالنا اس بلا سے بہتر جانتاہے پس اسے فعل اختیاری اسوجہ سے کہتے ہین کہ اس کی بھلائی تمیز مین آتی ہے ورنہ جب یہ فعل بالضرور ظاہر ہوا تو سانس لینے اور آنکھ بند کرلینے کی ضرورت کے مثل ہوگیا اور ان دونون فعلون کی ضرورت پانی مین ڈوب جانے کی ضرورت کے مثل ہے اور یہ اسباب ایک دوسرے سے وابستہ ہین اور سلسلہ اسباب کے حلقے

بہت ہین کتاب احیاء العلوم مین اسکی تفصیل مذکور ہے اور حق تعالےٰ نے قدرت جو آدمی مین پیدا کی ہے یہ اُس سلسلہ کے حلقون مین سے ایک حلقہ ہے یہین سے آدمی گمان کرتا ہے کہ مجھے اختیار ہے یہ گمان کرنا خطائے محض ہے اسواسطے کہ آدمی کو اس سے فقط اتنا ہی علاقہ ہے کہ آدمی اسکی گذرگاہ ہے پس آدمی اختیار اور قدرت کا محل اور ممر ہے کہ حق تعالےٰ اسمین پیدا کر دیتا ہے پس چونکہ درخت ہوا کے سبب سے ہلتا ہے اور اسمین حق تعالےٰ نے قدرت وارادہ کچھ نہین پیدا کیا لہذا درخت کو کوئی بھی محل قدرت وارادہ نہ سمجھا پس اس ہلنے کا نام اضطرار محض رکھا اور چونکہ حق سبحانہ تعالےٰ جو کچھ کرتا ہے اسکی قدرت اسکے سوا اور کسی چیز کی مقید نہین تو اُسے اختراع کہتے ہین اور چونکہ آدمی نہ ایسا ہے نہ ویسا اسواسطے کہ اسکی قدرت اور ارادہ اور یہی اسباب سے تعلق رکھتا ہے جو اسکے اختیار مین نہین تو اسکا فعل نہ تو حق تعالےٰ کے فعل کے مانند ہوتا ہے تاکہ اسے خلق واختراع کہین اور چونکہ آدمی محل قدرت وارادہ ہوتا ہے کیونکہ حق تعالےٰ اسمین بالضرور قدرت وارادہ پیدا کرتا ہے تو وہ درخت کے مثل بھی نہ ہوگا کہ اسکے فعل کو اضطرار محض کہین بلکہ ایک اور ہی قسم ہوتی ہے لہذا اسکے لیے اور نام تلاش کیا اسے کسب کہتے ہین اس سب بیان سے معلوم ہوا کہ اگرچہ آدمی کا کام آدمی ہی کے اختیار مین ہے مگر چونکہ وہ اپنے نفس اختیار مین مجبور و مضطر ہے چاہے خواہ نہ چاہے تو فی الحقیقت اس کے اختیار مین کچھ نہین **فصل** اے عزیز غالبًا تو کہے گا کہ اگر یہی بات ہے تو ثواب عذاب کیون ہے اور شریعت کس واسطے ہے اس لیے کہ آدمی کا تو کچھ اختیار ہی نہین اے عزیز جان تو کہ یہ وہ مقام ہے جسے توحید در شرع اور شرع در توحید کہتے ہین اس دریائے عمیق مین اکثر ضعیف الایمان غرق ہوتے ہین اس بھنور سے اُسی کا بیڑا پار ہوتا ہے جو پانی پر چل سکے اگر پانی پر نہ چل سکے تو بھلا پیر ہی سکے بہت لوگ تو یون ڈوبنے سے بچے کہ اس دریا مین پیر ہی نہ رکھا تاکہ غرق نہ ہو جائین اور عوام الناس اسے جانتے ہی نہین ان کے حال پر بھی مہربانی ہے کہ انھین اس دریا کے کنارے آنے ہی نہ دین کہ ناگاہ ڈوب جائین اور جن لوگون نے دریائے توحید مین پاؤن رکھا اُن مین سے اکثر اس سبب سے ڈوبتے ہین کہ پیرنا نہین جانتے اور شاید کہ انھین پیرنا سیکھنے کی سمجھ ہی نہین ہوتی یا خود اپنے اوپر مغرور ہوکر اسے طلب نہین کرتے اور اس دریا مین ڈوب جاتے ہین اسواسطے کہ جانتے ہین کہ ہمارے اختیار مین کچھ بھی نہین خدا ہی سب کچھ کرتا ہے اور جانتے ہین کہ ازل مین جس کی نسبت شقاوت کا حکم کر چکا وہ کوشش کر کے اس سے پھر نہین سکتا اور جس کی نسبت سعادت کا حکم ہو چکا ہے جد و کوشش کر نیکی حاجت ہی نہین یہ عقیدہ رکھنا بالکل جہل وضلالت ہے اور موجب ہلاکت ہے اور ہر چند کہ ان امور کی حقیقت کتاب مین لکھنا نہ چاہیے لیکن جب سلسلۂ سخن یہانتک پہونچا تو کچھ شمہ بیان کیا جاتا ہے اے عزیز یہ جو تو نے کہا کہ ثواب وعقاب کیون ہے جان تو کہ عقاب اسوجہ سے نہین ہے کہ تو نے برا کام کیا اور حق تعالیٰ تجھ پر خفا ہوکر اسکے عوض مین عقوبت کرتا ہے اور ثواب اسوجہ سے نہین ہے کہ تو نے اچھا کام کیا اور وہ تجھ سے خوش ہوکر اسکے صلے مین تجھے خلعت عنایت فرماتا ہے اسواسطے کہ یہ باتین حق سبحانہ تعالےٰ کی شان عفت سے دور ہین مگر خون یا صفرا یا اور کوئی خلط جب تیرے بدن مین غالب ہوتا ہے تو اس سے ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے اُسے بیماری کہتے ہین اور جب دوا دارو کا اثر غالب ہوتا ہے تو اس سے ایک حالت پیدا ہوتی ہے اُسے صحت کہتے ہین اسی طرح جب خواہش اور غصّہ تجھ پر غالب ہوتا ہے اور تو ان کا قیدی ہو جاتا ہے تو اس سے ایک آگ پیدا ہوکر جان مین لگتی ہے اُس سے تیری ہلاکت ہے اسیواسطے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے الغضب قطعۃٌ من النّار

یعنی جب غصّے کو تونے اپنے اوپر مسلط کر لیا وہ غصہ نہین بلکہ آگ کا ایک ٹکڑا ہے اور جس طرح نور عقل کا قوی ہونا خواہش اور غصہ کی آگ کو بجھاتا ہے اسی طرح نور ایمان دوزخ کی آگ کو بجھا دیتا ہے اور دوزخ کہتی ہے جُزْ یَا مُؤْمِنُ فَاِنَّ نُوْرَکَ اَطْفَأَ نَارِیْ[1] تو یہان دوزخ ایمان سے فریاد کرتی ہے بات چیت درمیان مین نہین ہوتی بلکہ دوزخ کو یہ نور دیکھنے کی طاقت نہین ہوتی اسی طرح بھاگنے لگتی ہے جیسے مچھر ہوا سے بھاگ جاتے ہین تو خواہش کی آگ بھی نور عقل کے سامنے سے بھاگ جاتی ہے پس اے عزیز تیرے عذاب کے واسطے دوسری جگہ سے کوئی چیز نہ لائین گے تیری ہی چیز تجھے دین گے اِنَّمَا هِیَ اَعْمَالُکُمْ تُرَدُّ اِلَیْکُمْ[2] پس تیری ہی شہوت اور تیرا ہی غصہ آتش دوزخ کی اصل ہے اور وہ تیرے ساتھ تیرے باطن مین موجود ہین اگر تجھے علم الیقین ہوتا تو تو البتہ انھین دیکھتا جیسا حق تعالے نے ارشاد فرمایا کَلَّا لَوْ تَعْلَمُوْنَ عِلْمَ الْیَقِیْنِ لَتَرَوُنَّ الْجَحِیْمَ پس اے عزیز جان تو کہ جس طرح زہر کھانا آدمی کو بیمار کر دیتا ہے اور بیماری آدمی کو قبر مین لیجاتی ہے اور اس مین کسی کا غصّہ ہے نہ انتقام اسی طرح معصیت اور شہوت آدمی کے دل کو بیمار کر دیتی ہے اور وہ بیماری تیری آگ ہو جاتی ہے اور وہ آگ آتش دوزخ کی جنس سے ہے اس جہان کی آگ کی جنس سے نہین اور جس طرح سنگ مقناطیس بمقتضاے مجانست لوہے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اسیطرح دوزخ دوزخی کو اپنی طرف کھینچتی ہے اس مین کسی کے غصّے کو دخل نہین اور ثواب کا حال بھی اسی پر قیاس کرے اسواسطے اسکا بیان موجب طوالت ہوگا یہ تو اُس اعتراض کا جواب ہے جو تونے کہا تھا کہ ثواب وعقاب کیون ہے اور یہ جو تونے اعتراض کیا تھا کہ شریعت کس واسطے مقرر ہوئی اور رسولون کو کس لیے بھیجا اسکا جواب جان لے کہ یہ بھی ایک حکمت اور زبردستی ہے تاکہ خلق کو جبراً قہراً زنجیر مین باندھ کر بہشت مین لیجائے جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا العجب[3] من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل اور تاکہ قہر مین اٹکا کر دوزخ مین نہ جانے دے جیسا کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انتم تتہافتون علی النار وانا اخذ بحجزکم یعنی پروانے کی طرح تم اپنے تئین آگ پر گراتے ہو اور مین تمھاری کمر پکڑ کر کھینچتا ہون گرنے نہین دیتا پس اے عزیز جان تو کہ پیغمبرون کی بات حق تعالے کی جباری کی زنجیر کی ایک کڑی ہے کہ اس سے تجھے سمجھ پیدا ہو تاکہ راہ کو بے راہی سے تو پہچان لے اور پیغمبرون کے ڈرانے سے ہراس پیدا ہو اور یہ معرفت وہراس آئینہ عقل پر سے غبار دور کر دے تاکہ یہ بات کہ راہ دنیا سے راہ آخرت اختیار کرنا بہتر ہے آئینہ عقل مین نظر آئے اور یہ نظر آنے سے راہ آخرت اختیار کرنے کا ارادہ تجھ مین پیدا ہو اور ارادے کے سبب سے خواہ نخواہ اعضا حرکت کرین اسواسطے کہ اعضا ارادے کے تابع ہین اور اس زنجیر مین تجھے باندھکر جبراً قہراً دوزخ سے بچاتے ہین اور بہشت مین لیجاتے ہین اور انبیا علیہم السلام کی مثال اُس چرواہے کی سی ہے جو بکریون کا گلہ رکھتا ہو اس کے داہنے پر ایک ہری بھری چراگاہ ہو اور بائین پر ایک غار ہو کہ اسمین بہت سے بھیڑیے ہین پس یہ چرواہا غار کے کنارے کھڑا ہو کر لاٹھی ہلاتا ہے تاکہ بکریان لاٹھی کے خوف سے پھر جائین اُس غار کی طرف نہ آئین چراگاہ کی طرف چلی جائین پیغمبرون کے بھیجنے کا یہی فائدہ ہے اور اے عزیز یہ جو تونے اعتراض کیا تھا کہ اگر روز ازل مین بندے کی شقاوت کا حکم کیا ہے تو کوشش ومحنت سے کیا فائدہ ایک وجہ سے یہ بات صحیح ہے اور ایک وجہ سے غلط یہ صحیح بات تیری ہلاکت کا سبب ہے اسواسطے کہ جس کسی کی نسبت شقاوت کا حکم ہو چکا ہے اسکی علامت

[1] گزر جا اے مومن کہ تیرے ایمان کا نور میری آگ کو بجھائے دیتا ہے ۱۲ [2] یہ تمھارے ہی اعمال ہین جو تمھاری طرف لوٹائے جاتے ہین ۱۲ [3] کیا تعجب کرتا ہے تو ایسی قوم سے کہ کھینچی جاتی ہے جنت کی طرف زنجیرون سے ۱۲

یہ ہے کہ یہ بات اسکے دلمین ڈالے تاکہ کوشش سے باز رہے نہ بیج بوئے نہ کھیت کاٹے اور حق تعالےٰ نے کسی کی موت کا یون حکم فرمایا ہو کہ یہ بھوک کے مارے مرجائے اسکی علامت یہ ہے کہ یہ بات اسکے دلمین ڈالدے کہ ازل مین جب یہی حکم ہوچکا ہے کہ فاقون کے مارے مرجاؤن گا تو مجھے روٹی کھانے سے کیا فائدہ تو وہ روٹی مین ہاتھ نہ لگائیگا اور روٹی نہ کھائیگا حتی کہ بالضرور مرجائے گا اور کہے گا کہ اگر محتاجی کا حکم کیا ہے تو بیج بونے سے کیا فائدہ ہوگا یہ سمجھ کر نہ بوئیگا حتے کہ کھیت بھی نہ کاٹیگا اور حق تعالےٰ نے جسکی سعادت کا حکم کیا ہے اُسے یہ سمجھا دیتا ہے کہ جسکی نسبت مالدار ہونے اور زندہ رہنے کا حکم کیا ہے اسے اسباب تونگری اور اسباب حیات کا حکم کیا ہے یعنی زراعت اور تجارت کرے اور روٹی کھائے پس یہ حکم بیہودہ نہین بلکہ اسباب سے علاقہ رکھتا ہے اور حق تعالےٰ نے جسے جس کام کے واسطے پیدا کیا ہے اُسے اُس کام کے اسباب مہیا کردیتا ہے یہ نہین کہ بے سبب اُسے اس کام تک پہونچائے اسی واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ[۱] اے عزیز جو اعمال واحوال حق تعالےٰ تجھ سے جبراً قہراً سرزد کراتا ہے اُن سے تو اپنی عاقبت کی بشارت معلوم کر جب علم پڑھنے مین جہد وتکرار تجھ پر غالب ہو تو جان لے کہ یہ اس بات کی بشارت ہے کہ تجھ کو سعادت امامت وخلافت کا حکم کیا ہے بشرطیکہ تو پوری کوشش کرے اور بیکاری اور سُستی چھوڑ دے اگر بیکاری اور سُستی تجھ پر غالب ہو تو یہ بیہودہ بات تیرے دلمین ڈالی ہے کہ اگر روز ازل مین میری جہالت کا حکم کیا ہے تو تکرار سے کیا فائدہ تو یہان سے اپنی جہالت کا حکمنامہ پڑھ لے اور جان لے کہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ تو امامت کے درجے کو ہرگز نہ پہونچے گا غرضکہ آخرت کے امور کو دنیا کے کامون پر قیاس کرلے جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ اور فرمایا سَوَاءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ اے عزیز تو جب ان حقائق کو پہچان لے گا تو یہ تینون اشکال اُٹھ جائین گی اور توحید ثابت ہوجائے گی اور معلوم ہوجائے گا کہ شرع اور عقل اور توحید مین اہل بصیرت کے نزدیک کچھ تناقض نہین اس سے زیادہ ہم نہین بیان کرسکتے اس کتاب مین ایسی باتون کی گنجایش نہین **دوسرا ایمان جو بناے توکل ہے اُسکا بیان** اے عزیز جان تو کہ ہم پہلے بیان کرچکے ہین کہ توکل دو ایمانون کا ثمرہ ہے ایک ایمان توحید کا دوسرے یہ کہ تو ایمان لائے اور جان لے کہ خدا ہی پیدا کرنے والا ہے اور سب اسکے سبب سے ہے اور وہ سب کے ساتھ رحیم اور حکیم اور مہربان ہے اور اسکی شفقت اور عنایت ہر ایک چونٹی اور مچھر سے لے کر آدمی تک کے حق مین مان کی شفقت و رحمت سے جو اپنے فرزند پر ہوتی ہے زیادہ ہے چنانچہ یہی مضمون حدیث شریف مین آیا ہے اور جان لے کہ عالم اور جو کچھ عالم مین ہے سب کو حق تعالےٰ نے کمال وجمال اور لطف اور حکمت سے اس طور پر پیدا کیا ہے کہ اس سے بڑھ کر ہونا محال تھا اور سمجھ لے کہ حق تعالےٰ کسی چیز کو اپنی رحمت اور مہربانی سے محروم نہین رکھتا اور جو چیز پیدا کی ہے وہ جیسی چاہیے تھی ویسی ہی پیدا کی ہے اگر تمام روے زمین کے عقلمند جمع ہون اور ان مین کمال عقل وزیرکی عنایت ہو اور غور کرین کہ دنیا مین کوئی سرمو اور پر پشہ اس انداز پر ہے کہ ایسا نہ ہونا چاہیے تھا چھوٹا یا بڑا یا بدتر یا بہتر ہونا چاہیے تھا تو ایسی کوئی چیز نہ پائین گے اور جان لین گے کہ سب کچھ ایسا ہی چاہیے تھا جیسا ہے جو چیز بہت بُری ہے اس کا کمال اسی مین ہے کہ بُری ہو اگر بُری نہ ہوتی تو ناقص

[۱] عمل کیے جاؤ ہر شخص کو توفیق دی گئی ہے جس کے لیے وہ مخلوق ہوا ہے ۱۲۔

ہوتی اور حکمت فوت ہوجاتی اسواسطے کہ مثلاً اگر کوئی چیز بری نہ ہوتی تو اچھی چیز کی قدر کوئی بھی نہ جانتا اس سے راحت نہ پاتا اور اگر ناقص چیز نہ ہوتی تو کامل بھی نہ ہوتی اور کامل کو اپنے کمال سے لذت نہ ہوتی اسواسطے کہ کامل و ناقص کو باہم نسبت دیکر پہچان سکتے ہین مثلاً جب باپ ہوگا بیٹا ہوگا اور جب بیٹا نہ ہوگا باپ بھی نہ ہوگا اسواسطے کہ یہ چیزین ایک دوسرے کی مقابل ہین اور مقابلہ دو چیزون مین ہوتا ہے جب دوئی اٹھ جائے تو دو چیزین ایک ہوجائین مقابلہ اور جو چیز مقابلے پر موقوف ہے باطل ہوجائے اور معلوم کرے کہ جائز ہے کہ کا سونی حکمت کو حق تعالے نے بندون پر پوشیدہ رکھا ہو مگر اس بات پر ایمان لازم ہے کہ سب کام وہین جو حق تعالے نے حکم کیا ہے اسی مین خیر ہے اور ایساہی ہونا چاہیے تھا پس دنیا مین بیماری اور عاجزی بلکہ کفر و معصیت اور ہلاکت اور نقصان اور درد و رنج جو کچھ ہے ہر ایک مین حق تعالے نے ایک حکمت رکھی ہے اور جیسا ہے ویسا ہی چاہیے تھا کیونکہ جسے محتاج بنایا اس سبب سے بنایا کہ محتاجی ہی مین اسکی بھلائی تھی وہ اگر مالدار ہوتا تو تباہ ہوجاتا اور جسے مالدار پیدا کیا اسکا بھی ایسا ہی حال ہے یہ مضمون بھی دریائے توحید کے مانند ایک بڑا دریا ہے بہت لوگ اس دریا مین ڈوب گئے ہین اسمین قضا و قدر کا بھید ہے اسے ظاہر کرنے کی اجازت نہین اگر اس دریا مین خوض کرون تو بات بڑھتی ہے مگر آدمی کے تمام ایمان کا بھید یہ ہے اور توکل کو بھی اس کی حاجت ہے **توکل کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ توکل دل کی حالتون مین سے ایک حالت ہے اور خالق کی وحدانیت اور مہربانی پر ایمان لانے کا نتیجہ ہے اور اس حالت کے معنی یہ ہین کہ وکیل یعنی کارساز پر دل سے اعتماد کرنا اور اس اعتماد کو مضبوط رکھنا اور اس کے سبب سے آرام لینا تاکہ روزی مین دل نہ اٹکے اور اسباب ظاہر مین خلل پڑنے کی وجہ سے آدمی شکستہ دل نہ ہو بلکہ حق تعالے پر بھروسا رکھے کہ وہی مجھے روزی پہونچائے گا اسکی مثال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی پر دغا اور فریب سے جھوٹا دعوی کرے اور یہ آدمی فریب دفع کرنے کو ایک وکیل پیش کرے تو اگر اس آدمی کو وکیل کی تین صفتون پر ایمان ہوگا تو وکیل پر اس کا دل اعتماد کرے گا ایک یہ کہ وکیل دغا اور فریب کی صورتین خوب جانتا ہے دوسرے یہ کہ وہ جانتا ہے کہ وکیل اس کے اظہار کی ڈو طور سے قدرت رکھتا ہے ایک دلیری کی وجہ سے دوسری لسانی کے سبب سے اسواسطے کہ کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات جانتا ہے مگر بزدلی یا کند زبانی کی وجہ سے اظہار نہین کرتا تیسرے یہ کہ وہ جانتا ہو کہ میرا وکیل مجھ پر نہایت مرتبہ مہربان ہے حتی کہ میرے حق کی حفاظت پر جان ہی دیتا ہے آدمی جب یہ تینون اعتقاد رکھے گا تو اپنا دل مطمئن رکھے گا اور وکیل پر اعتماد کریگا اور اپنی طرف سے اس مقدمے مین حیلہ و تدبیر نہ کرے گا اسی طرح جو شخص نعم المولے و نعم الوکیل کے معنی بخوبی سمجھا اور ایمان لایا کہ دنیا مین جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے سبب سے ہوتا ہے اسکے سبب سے اس کے سوا اور کوئی فاعل نہین اور باینہمہ اسکے علم اور اس کی قدرت مین کچھ نقصان نہین اور اس کی رحمت و عنایت ایسی بے نہایت ہے کہ اس سے بڑھ کر ہونا محال ہے تب حق تعالے کے فضل و کرم پر دل سے اعتماد کرکے حیلہ و تدبیر ترک کرے گا اور سمجھے گا کہ روزی مقدر ہے اپنے وقت پر مجھے پہونچے گی اور خدا کے فضل و کرم سے میرے سب کام بنجائین گے اور ممکن ہے کہ ان صفات پر یقین ہو مگر وہ شخص بالطبع دل کا کچا اور ڈرپوک ہو اسواسطے کہ یہ کچھ ضرور نہین کہ آدمی جو کچھ بالیقین جانتا ہو طبیعت بھی اسکی تابع ہو بلکہ طبیعت کبھی وہم کی تابع ہوتی ہے حالانکہ یقیناً جانتا ہے کہ وہ وہم خطا ہے مثلاً کوئی شخص حلوا کھاتا ہو اور کوئی آدمی اسے نجاست کے ساتھ تشبیہ دے تو اس کھانے والے کی طبیعت مین ایسی کراہت آجاتی ہے کہ پھر وہ نہین کھا سکتا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ تشبیہ جھوٹ ہے

اور اگر آدمی چاہے کہ مردے کے ساتھ گھر مین اکیلا سوئے تو نہین سو سکتا اگرچہ یقیناً جانتا ہے کہ مردہ کنکر پتھر کے مثل ہے اُٹھتا نہین پس توکل کے واسطے یقین بھی قوی ہونا چاہیے اور دل بھی تاکہ وہ اضطراب دل سے جاتا رہے اور جب تک اعتماد کامل اور آرام تمام حاصل نہ ہو تب تک آدمی متوکل نہین ہوتا کیونکہ توکل کے معنی یہی ہین کہ کامون مین حق تعالےٰ پر دل کا اعتماد کرنا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو یقین واثق اور ایمان کامل تھا مگر عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے یقین تو ہے مگر چاہتا ہون کہ دل کو آرام اور اطمینان ہو جائے اسواسطے کہ ابتدائے حال مین دل کا آرام خیال اور وہم کا تابع ہوتا ہے پھر جب نہایت کو پہونچتا ہے تو دل بھی یقین کا تابع ہو جاتا ہے پھر مشاہدۂ ظاہر کی لیے حاجت نہین رہتی **توکل کے درجون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ توکل کے تین درجے ہین ایک یہ کہ متوکل کا حال اس آدمی کے حال کے مانند ہو جو جھگڑے مین ایک وکیل چالاک۔ رہنما فصیح دلیر مہربان مقرر کرتا ہے اور اسپر مطمئن رہتا ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ متوکل کا حال بچے کے مثل ہو جو ہر آفت مین اپنی مان کے سوا اور کسی کو جانتا ہی نہین جب بھوکا ہوتا ہے تو اپنی مان ہی کو پکارتا ہے جب ڈرتا ہے تو اپنی مان ہی کی پناہ لیتا ہے یہ بچے کی سرشت ہے تکلف کا اسمین دخل ہی نہین یہ متوکل اپنے وکیل مین ایسا مستغرق ہوتا ہے کہ اسے خود اپنے توکل کی خبر نہین ہوتی پہلے درجے والے کو اپنے توکل کی خبر تھی تکلف اور اختیار سے اپنے تئین توکل کی صفت پر لایا تھا تیسرا درجہ یہ ہے کہ متوکل کا حال ایسا ہو جیسے مردہ شو کے سامنے مردہ کا حال ہوتا ہے اور اپنے تئین مردہ سمجھے جانے کہ مین قدرت ازلی سے جنبش کرتا ہون اپنے اختیار سے نہین جیسے مردہ مردہ شو کے ہلانے سے ہلتا ہے اور اگر کوئی کام اسے درپیش ہو تو اس لڑکے کے مانند دعا بھی نہین کرتا جو کسی کام کے واسطے اپنی مان کو پکارتا ہے بلکہ اس لڑکے کے مانند ہو جاوے جو جانتا ہے کہ اگرچہ مین اپنی مان کو نہ پکارون مان تو میرے حال سے خوب واقف ہے وہ خود میری تدبیر کرے گی پس تیسرے درجے مین متوکل کا کچھ اختیار نہین ہوتا اور دوسرے درجے مین کچھ اختیار نہین رہتا لیکن عاجزی اور دعا اور وکیل پر اعتماد کرنا باقی رہتا ہے اور پہلے درجے مین اختیار ہوتا ہے مگر ان ہی اسباب کی تدبیرین جو وکیل کی وضع اور عادت سے معلوم ہوے ہون مثلاً جب جانے کہ وکیل کی یہ عادت ہے کہ جب تک مؤکل حاضر نہ ہو اور مِسل حاضر نہ کرے وہ روبکاری نہین کرتا تو لابد یہ سب بجا لائیگا پھر ہمہ تن انتظار ہو جائے گا کہ وکیل کیا کرتا ہے اور جو کچھ ہوگا اسے وکیل ہی کی طرف جانے گا مِسل حاضر کرنا بھی اسی کی طرف سے سمجھے گا اسواسطے کہ وکیل ہی کے اشارے سے اسنے مہیا کی پس جو شخص توکل مین اس مقام پر ہوتا ہے وہ تجارت اور زراعت اور اسباب ظاہری جیسے عادۃ اللہ جاری ہے اس سے دست بردار نہ ہوگا مگر باوصف اس درست بردار نہ ہونے کے وہ متوکل ہے اسواسطے کہ اپنی زراعت اور تجارت پر وہ بھروسا نہین کرتا بلکہ حق تعالےٰ کے فضل وکرم پر اعتماد رکھتا ہے کہ اسنے جس طرح حرکات اور اسباب زراعت مجھسے صادر اور مہیا کروائے اور یہ کام کرنے کی ہدایت فرمائی اسی طرح تجارت اور زراعت سے وہی مقصود کو بھی پہونچائے گا اور جو بات آنکھون کے سامنے آتی ہے اسے خدا ہی کی طرف سے دیکھتا ہے چنانچہ اسکی تفصیل آگے آئے گی اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے یہی معنی ہین اس واسطے کہ حول حرکت کو کہتے ہین قوت قدرت ہے بندہ جب جانتا ہے کہ حرکت اور قدرت میرے سبب سے

نہین بلکہ خداہی کے سبب سے ہے جوکچھ دیکھتا ہے اسی کی طرف سے دیکھتا ہے الحاصل جب کامون کو اسباب کے سپرد کرنا آدمی کی نظر سے اٹھ گیا حتے کہ سب کامون کو خداہی کیطرف سے دیکھنے لگا غیر خدا سے کوئی کام دیکھتا ہی نہین تو وہ متوکل ہے مگر متوکل کا بہت بلند مقام یہ ہے جو حضرت ابویزید بسطامی قدس سرہٗ نے کہا ہے حضرت ابوموسیٰ دبلی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ حضرت ابویزید بسطامی رحمہ اللہ تعالےٰ سے مین نے پوچھا کہ توکل کیا ہے انھون نے کہا کہ تم کسے توکل کہتے ہو مین نے کہا کہ مشایخ نے فرمایا ہے کہ توکل یہ ہے کہ اگر تیرے داہنے بائین سانپ ہی سانپ اور اژدہے ہی اژدہے ہون توبھی تیرے دل مین سرِمو جنبش اور گھبراہٹ نہ پیدا ہو حضرت ابویزید نے کہا یہ تو سہل بات ہے مگر میرے نزدیک یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اہل دوزخ کو بالکل عذاب مین اور اہل جنت کو نعمت مین دیکھے اور دل سے ان دونون مین فرق کرے وہ متوکل نہین مگر وہ جو حضرت ابوموسیٰ نے کہا وہی توکل کا بہت بلند مقام ہے اور یہ ضرور نہین کہ متوکل حذر نہ کرے اسواسطے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غار مین تھے تو سانپ کے بل مین ایڑی اڑائی تھی حالانکہ وہ متوکل تھے انھین سانپ سے ہراس نہ تھا بلکہ سانپ کے خالق سے ڈر تھا کہ سانپ کو قوت اور حرکت دیدے ایسا متوکل سب چیزون مین لاحول ولاقوۃ الا باللہ کے معنی دیکھتا ہے اور حضرت ابویزید رحمہ اللہ تعالےٰ کے قول مین اس ایمان کی طرف اشارہ ہے جو اصل توکل ہے وہ ایمان بہت ہی عزیز الوجود ہے حق تعالےٰ کے حکمت وعدل رحمت وفضل پر وہ ایمان ہوتا ہے کہ بندہ جانتا ہے کہ حق تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے وہ ایسا ہی کرتا ہے جیسا کرنا چاہیے اس لحاظ سے عذاب ونعمت مین فرق نہین کرتا **اعمال توکل کا بیان** اے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ نے تین اصلون پر سب مقامات دین کا مدار رکھا علم پر حال پر عمل پر توکل کا علم اور حال تو بیان ہو چکا عمل باقی رہا شاید کوئی یہ خیال کرے کہ شرط توکل یہ ہے کہ بندہ سب کامون کو خداہی پر چھوڑ دے اپنے اختیار سے ہرگز کچھ نہ کرے حتے کہ کسب بھی نہ کرے اور کل کے واسطے کوئی چیز نہ رکھے اور سانپ بچھو شیر سے نہ بھاگے اگر بیمار ہو تو دوا نہ پیے یہ سب باتین خطا ہین اس واسطے کہ خلاف شرع ہین اور توکل کی بنا شرع پر کی ہے پس مخالف شرع متوکل کیونکر ہوگا بلکہ آدمی کا اختیار یا اس مال کے حاصل کرنے مین ہوگا جو اس کے پاس نہین ہے یا اس مال کی حفاظت کرنے مین جو اسکے پاس ہے یا اس ضرر سے بچنے مین جو اسے نہ پہونچا ہو یا اس ضرر کے زائل کرنے مین جو اُسے پہونچا ہو ان باتون مین سے ہر ہر بات مین توکل کرنے کا جدا جدا ایک حکم ہے ان چارون مقام کو ضرور مفصل بیان کرنا چاہیے پہلا مقام منفعت حاصل کرنے مین ہے یہ تین درجون پر ہے پہلا درجہ یہ ہے کہ عادۃ اللہ مین سے کوئی عادت معلوم ہے کہ اس کے بغیر کام نہ ہو یا یقین ہے اسے ترک کرنا دیوانہ پن ہے توکل نہین مثلاً کوئی شخص کھانے مین ہاتھ نہ ڈالے اور نوالہ بناکر منھ مین نہ رکھے کہ خدا خود اس کا پیٹ بھر دے یا کھانے کو بلائے کہ وہ خود بخود اسکے منھ مین چلا جائے یا کوئی شخص نکاح اور جماع نہ کرے کہ اسکے اولاد ہو اور سمجھے کہ یہ توکل ہے حقیقت مین یہ حماقت ہے بلکہ جو سبب یقینی ہے اسمین عمل اور کردار سے توکل نہین ہے علم اور حالت سے ہے علم یہ ہے کہ آدمی جان لے کہ ہاتھ کھانا قدرت حرکت منھ دانت سب خداہی نے پیدا کیا ہے اور حال یہ ہے کہ اسکے دل کو خدا کے فضل پر بھروسا ہو کھانے اور ہاتھ پر نہین اس واسطے کہ ممکن ہے کہ ہاتھ فی الحال شل ہوجائے اور کوئی کھانا چھین لے بس چاہیے کہ خدا کے فضل پر اور اسکے پیدا کرنے اور محفوظ رکھنے پر آدمی کی نظر رہے کہ

اسنے کھانا پیدا کر کے محفوظ رکھا اپنے قوت بازو پر نظر نہ ہو دوسرا درجہ وہ اسباب ہین جو یقینی نہ ہون مگر اکثر تو انکے بغیر مطلب نہ حاصل ہوتا ہو لیکن شاذ نادر ان کے بغیر مطلب حاصل ہونا ممکن ہو جیسے سفر مین زاد راہ لینا اس سے دست بردار ہونا بھی شرط توکل نہین اسواسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی سنت اور اگلے بزرگون کی عادت ہے مگر وہی شخص متوکل ہے جس کے دل کو زاد راہ پر بھروسا نہ ہو کیونکہ شاید زاد راہ چھن جائے بلکہ اس زاد راہ کے پیدا کرنے والے اور محفوظ رکھنے والے پر بھروسا ہو لیکن اگر بے زاد راہ لیے ہوے جنگل بیابان کو جانا درست ہے اور کمال توکل ہے یہ کھانا کھانے کے مانند نہین اس واسطے کہ وہ توکل نہین ہے مگر یہ اس مسافر کو درست ہے جس مین دو صفتین ہون ایک یہ کہ اتنی قوت حاصل کی ہو کہ اگر ہفتہ بھر کھانا نہ ملے تو بھوکا رہ سکے دوسرے گھاس پات کھا کر مدت تک زندگی بسر کر سکے جب مسافر اس صفت کا ہو تو غالب یہ ہے کہ جنگل بیابان مین وہان سے کھانا پہونچے جہان سے اس کے گمان مین بھی نہ ہو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہٗ متوکل تھے اور ان مین یہ دونون صفتین بھی تھین جنگل مین تنہا بے زاد راہ جاتے مگر سوئی اور نہرنی اور ڈول رسی ان کے ساتھ رہتا تھا اسواسطے کہ یہ اسباب یقینی ہین کیونکہ ڈول رسی کے بغیر کنوین سے پانی نہین نکلتا اور جنگل بیابان مین ڈول رسی کہان اور جب کپڑا پھٹ جاتا ہے تو سوئی کے سوا اور کسی چیز سے نہین سیا جاتا پس ایسے اسباب کو ترک کرنا توکل نہین بلکہ ان مین باین طور توکل ہوتا ہے کہ فضل خدا پر بھروسا ہو ان اسباب پر نہین پس اگر کوئی شخص کسی ایسے غار مین بیٹھ رہے کہ اُدھر سے کوئی آتا جاتا نہ ہو اور وہان کھانا بھی نہ ہو اور کہے کہ مین توکل کرتا ہون تو یہ حرام ہے اس نے اپنے تئین ہلاک کیا ہوگا اور عادۃ اللہ وہ نہ جانتا ہوگا اس کی مثل اس مؤکل کی سی ہے جو وکیل کے پاس سجل نہ لے جائے حالانکہ وکیل کی عادت جانتا ہو کہ وہ بے سجل بات تک نہین کرتا اگلے زمانے مین ایک زاہد شہر سے باہر نکلکر ایک غار مین بیٹھ رہا اور توکل کیا تاکہ اس کا رزق اُسے پہونچے ایک ہفتہ گزرا تھا کہ وہ مرنے کے قریب پہونچا اور کوئی چیز اُسے نہ ملی اُس زمانے کے رسول پر وحی نازل ہوئی کہ اس زاہد سے کہدو کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک تو شہر مین پھر نہ آئے گا اور خلق مین نہ بیٹھے گا تب تک مین تجھے روزی نہ دونگا جب وہ شہر مین پھر آیا تو ہر جگہ سے چیزین آنے لگین اور اسکے دل مین کچھ خدشہ آیا پھر وحی نازل ہوئی کہ تو نے چاہا تھا کہ اپنے زہد و توکل سے میری حکمت کو باطل کر دے تو یہ نہ سمجھا کہ اپنے بندے کی روزی اور بندون کے ہاتھ سے دینا مجھے اس بات سے زیادہ پسند ہے کہ مین اپنے دست قدرت سے دون اگر کوئی شخص شہر مین گھر کے اندر چھپ رہے اور دروازہ بند کرلے اور توکل کرے تو یہ حرام ہے کیونکہ اسباب یقینی سے کنارہ کرنا نہ چاہیے لیکن اگر دروازہ نہ بند کرے اور توکل کر کے بیٹھ رہے تو درست ہے بشرطیکہ دروازے کی طرف اسکی ٹکٹکی نہ بندھی رہے کہ کہین کوئی کچھ لائے اور اسکا دل لوگون مین نہ لگا رہے بلکہ خدا کے ساتھ دل لگائے ہوے عبادت مین مشغول رہے اور اس بات کو تحقیق جانے کہ چونکہ اسباب سے اسنے بالکل کنارہ نہین کیا تو روزی سے محروم نہ رہے گا اس جگہ وہ بات صادق آئیگی جو بزرگون نے کہی ہے کہ اگر بندہ اپنی روزی سے بھاگتا ہے تو روزی اُسے ڈھونڈھتی پھرتی ہے اور اگر حق تعالےٰ سے دعا کرتا ہے کہ یا اللہ مجھے روزی نہ دینا تو حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اے نادان مین نے روزی نہ دینے کے واسطے کیا تجھے پیدا کیا ہے

یہ ہرگز نہ ہوگا پس توکل بایں طور ہوتا ہے کہ آدمی اسباب سے کنارہ نہ کرے اور اسباب کے سبب سے روزی کو نہ جانے بلکہ مسبب الاسباب کی طرف سے دیکھے کہ سب بندے خدا کی دی ہوئی روزی کھاتے ہین مگر بعضے سوال کی ذلت سے اور بعضے انتظار کے رنج و محنت سے جیسے سوداگر اور بعضے کوشش اور مشقت سے جیسے پیشہ ور اور بعضے عزت کے ساتھ جیسے صوفی کہ خدا ہی کی طرف ٹکٹکی باندھے رہتے ہین جو چیز انھین پہونچتی ہے حق تعالےٰ ہی کی طرف سے سمجھتے ہین خلق کو درمیان مین نہین دیکھتے تیسرا درجہ وہ اسباب جو قطعی نہ ہون اور ان کی حاجت بھی اکثر ہوتی ہو بلکہ انھین منجملہ حیلہ و جستجو جانتے ہون کسب کے ساتھ ان اسباب کی نسبت ایسی ہے جیسے بیماری کے ساتھ فال اور منتر اور داغ کی نسبت ہوتی ہے اس واسطے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے متوکلون کا وصف یہ فرمایا ہے کہ وہ منتر اور داغ نہین کرتے یہ نہین فرمایا کہ کسب نہین کرتے اور شہر سے نکل نکل کر جنگل مین بیٹھ رہتے ہین پس اس مقام مین توکل کے تین درجے ہین پہلا درجہ وہ ہے جو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہٗ نے کیا تھا کہ جنگل بیابان مین بے زاد راہ پھرا کرتے یہ درجہ سب سے بلند ہے یہ درجہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب آدمی بھوکا رہے یا گھاس پات کھاے اگر یہ بھی نہ ملے تو موت کا خوف اس کے دل مین نہ ہو اور جانے کہ اسی مین میری بہتری ہے اس واسطے کہ جو شخص زاد راہ لیتا ہے ممکن ہے کہ اسے چور چرالے جائین اور وہ شخص مرجائے راہ مین ہمیشہ احتمال نادر ہوا کرتے ہین اس سے حذر واجب نہین دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ متوکل کسب بھی نہین کرتا اور جنگل مین بھی نہین جاتا بلکہ کسی شہر کی مسجد مین بیٹھ رہا ہے مگر لوگون سے امیدوار نہین رہتا بلکہ حق تعالےٰ کے فضل کی امید رکھتا ہے تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ آدمی کسب کرنے باہر نکلے مگر سبب اور آداب شرع جنکا بیان کسب کے باب مین ہو چکا ہے انکے موافق کسب کرے اور حیلہ اور جستجو اور بُری تدبیرون اور چالاکی کے ساتھ روزی پیدا کرنے سے حذر کرے لیکن اگر ایسے اسباب مین مشغول ہوگا تو اس شخص کے مانند ہو جائیگا جو منتر اور داغ کرتا ہے توکل نہین کرتا اور کسب سے باز رہنا شرط توکل نہین اسپر یہ دلیل ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو متوکل تھے اور توکل کا کوئی دقیقہ انسے نہین چھوٹا جب خلیفہ ہوے کپڑون کا بقچہ اٹھا کر تجارت کے واسطے بازار جایا کرتے لوگون نے عرض کیا کہ یا خلیفہ عہد خلافت مین آپ تجارت کیون کرتے ہین فرمایا کہ اگر مین اپنے اہل عیال کو ضائع کرون تو اور لوگون کو بہت جلد ضائع کر دون گا پھر آپ کے واسطے لوگون نے بیت المال سے کچھ معاش مقرر کر دی تب سے آپ بدلجمعی تمام ہر وقت خلافت کے کاروبار مین مصروف رہا کرتے تو آپ کا توکل یہ تھا کہ مال و زر کی حرص نہ کرتے اور جو کچھ حاصل ہوتا اسے اپنی پونجی سے نہ جانتے بلکہ یہ سمجھتے کہ خدا کی بخشش ہے اور اپنے مال کو اور مسلمانون کے مال سے زیادہ عزیز نہ رکھتے حاصل کلام یہ ہے کہ توکل بے زہد کے نہین ہوسکتا پس زہد شرط توکل ہے اگرچہ توکل شرط زہد نہین حضرت ابو جعفر حداد خواجہ جنید رحمہما اللہ تعالےٰ کے پیر کہ مرد متوکل تھے انھون نے فرمایا ہے کہ بیس برس تک مین نے اپنے توکل کو پوشیدہ رکھا بازار مین جا کر ہر روز ایک دینار کماتا اس مین سے ایک قیراط دیکر حمام نہ جاتا بلکہ سب خیرات کر دیتا حضرت جنید ان کے سامنے توکل کا ذکر نہ کرتے اور کہتے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ پیر کے سامنے ایسے مقام کی گفتگو کرون جو ان ہی کا مقام ہے اور وہ صوفی جو خانقاہ مین گوشہ نشین ہوے ہین اور ان کے خادم کسب کے واسطے

باہر جاتے ہین ان کا توکل ایسا ضعیف ہے جیسے کسب کرنیوالے کا توکل اور توکل درست ہونے کی بہت سی شرطین ہین لیکن اگر کوئی شخص فتوح کی امید پر بیٹھ رہے تو یہ توکل کے قریب ہے لیکن جہان وہ بیٹھا ہے اگر وہ جگہ مشہور ہے تو وہ شخص بازاری کے مانند ہے اور اس بات کا خوف ہے کہ شہرت کی وجہ سے دل کو سکون ہو لیکن اگر اس کی طرف دل ملتفت نہ ہو تو وہ توکل کسب کرنیوالے کے توکل کے مانند ہوگا اسباب مین اصل یہ ہے کہ آدمی خلائق پر نظر نہ رکھے اور کسی سبب پر بھروسہ نہ کرے مسبب الاسباب ہی پر اعتماد رکھے حضرت ابراہیم خواص رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام کو مین نے دیکھا کہ میرے ساتھ رہنے پر وہ راضی تھے مگر مین نے انھین چھوڑ دیا کہ مبادا میرا دل ان پر بھروسا کرکے انکے سبب سے آرام پائے اور میرا توکل ناقص ہو جائے حضرت امام احمد حنبل رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک مزدور رکھا اور شاگرد سے فرمایا کہ اسے مزدوری سے کچھ زیادہ دو مزدور نے قبول نہ کیا جب وہ مزدور باہر گیا تو امام موصوف نے شاگرد سے کہا کہ اسکے پیچھے پیچھے لیجا شاید لیلے شاگرد نے کہا کیون فرمایا کہ اسوقت اس نے اپنے دل مین اسکی طمع دیکھی ہوگی اس وجہ سے نہ لیا اب طمع جاتی رہی ہو تو شاید لیلے غرضکہ کسب کرنے والے کا توکل یہی ہے کہ پونجی پر دل سے اعتماد نہ کرے اسکی شناخت یہ ہے کہ اگر مال چوری جائے تو اسکا دل مکدر نہ ہوا ور رزق سے ناامید نہ ہو جائے جب فضل الٰہی کا بھروسا رکھتا ہے تو سمجھ لے کہ خدا اسکی روزی ایسی جگہ سے پہونچائے گا جہان سے اسکے خیال مین بھی نہین اگر خدا نہ پہونچائے تو سمجھ لے کہ اسی مین میری بہتری ہے یہ حالت پیدا کرنے کی تدبیر اے عزیز جان تو کہ یہ حالت بہت نادر ہے کہ کوئی شخص مال رکھتا ہو اور وہ مال چوری جائے یا ضائع ہو جائے تو اس کا دل برقرار رہے پراگندہ نہ ہونے پائے اگرچہ یہ حالت نادر ہے مگر محال نہین یہ حالت باین طور حاصل ہوتی ہے کہ آدمی کو حق تعالےٰ کے کمال فضل ورحمت اور کمال قدرت پر ایمان اور یقین حاصل ہو یہان تک کہ جان لے کہ وہ بہتون کو بے پونجی کے روزی دیتا ہے اور بہت پونجی ایسی ہوتی ہین جن کے سبب سے وہ شخص ہلاک ہو جائے پس اس پونجی کے ضائع ہو جانے مین خیر ہے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ ایسا ہوتا ہے کہ بندہ رات کو ایسے کام کا خیال کرتا ہے جس مین اسکی ہلاکت ہو اور حق سبحانہ تعالےٰ عرش پر سے بنظر عنایت اسکی طرف دیکھتا ہے اور اسکا وہ کام نہین ہوتا صبح کو وہ شخص غمگین اٹھتا ہے اور بدگمانی کرتا ہے کہ یہ کام کس نے بگاڑا اور کیون بگاڑا اور اسے خیال ہوتا ہے کہ پڑوسی نے بگاڑا اور چچازاد بھائی نے بگاڑا حالانکہ خود رحمت خدا اسکے شامل حال ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرمایا کرتے کہ مین اس سے کچھ باک نہین رکھتا کہ صبح کو فقیر اٹھون یا امیر اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ خیر کس بات مین ہے اور آدمی کو یہ بھی جان لینا چاہیے کہ محتاجی کا خوف اور گمان بد شیطان تلقین کرتا ہے چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ[1] اور خدا کی نظر عنایت پر اعتماد رکھنا کمال معرفت ہے خصوصًا یہ بات جان لے کہ جنھین کوئی جانتا بھی نہین ان پوشیدہ اسباب سے اکثر روزی پہونچتی ہے اور اسباب پوشیدہ پر بھی اعتماد نہ کرے بلکہ مسبب الاسباب

[1] شیطان تم سے وعدہ کرتا ہے فقر کا ۱۲-

کی ضمانت پر بھروسا کرے ایک عابد متوکل کسی مسجد مین تھا امام مسجد نے کئی بار اس سے کہا کہ تو بالکل نادار ہے اگر کچھ کسب کرے تو بہتر ہے عابد نے کہا کہ پڑوس کا ایک یہودی روز دو روٹیان پہونچانے کا کفیل ہوا ہے امام نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو کسب نہ کرنا روا ہے عابد بولا اے جوانمرد ولی یہ ہے کہ تو امامت نہ کیا کر اسواسطے کہ تیرے نزدیک یہودی کی کفالت خدا کی ضمانت سے قوی تر ہے ایک مسجد کے امام نے کسی شخص سے پوچھا کہ تو روٹی کہان سے کھاتا ہے اسنے کہا ٹھہر جا تاکہ جو نماز مین تیرے پیچھے پڑھی ہین انھین قضا کرون اسواسطے کہ تو خدا کی ضمانت پر ایمان نہین رکھتا ہے جن لوگون نے یہ بات آزمائی ہے انھون نے ایسی جگہ سے فتوحین دیکھی ہین جہان سے امید نہ رکھتے تھے یہ جو حق تعالے نے فرمایا ہے وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا[1] اسپر ان لوگون کا ایمان مضبوط ہو گیا تھا حضرت حذیفہ مرعشی سے لوگون نے پوچھا کہ حضرت ابراہیم ادہم رحمہما اللہ تعالے سے تم نے کیا بات عجیب دیکھی اسواسطے کہ تم نے انکی خدمت کی ہے انھون نے کہا کہ مکہ معظمہ کی راہ مین ہم دونون آدمی بہت بھوکے رہے جب کوفے مین پہونچے تو اسکا اثر مجھ مین پیدا ہوا حضرت ابراہیم ادہم نے کہا کہ بھوک کے سبب سے تجھے ضعف ہو گیا مین نے کہا ہان کہا قلم دوات اور کاغذ لا مین لایا انھون نے اسمین یہ لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اے وہ کہ ہر حال مین تو ہی مقصود ہے اور سب کا اشارہ تیری ہی طرف ہے مین تیرا ثنا خوان اور شاکر اور ذاکر ہون مگر ننگا بھوکا پیاسا ہون یہ تین چیزین یعنی ثنا اور ذکر اور شکر جو میرا حق ہے ان کا مین ضامن ہون اور وہ تین چیزین یعنی کھانا پانی کپڑا دینا جو تیرا حق ہے تو اسکا ضامن رہ یہ لکھ کر رقعہ مجھے دیا اور کہا کہ باہر جا اور دل کسی سے نہ لگا پہلے جسے دیکھنا اسے یہ رقعہ دیدینا مین باہر جو آیا تو ایک شخص کو اونٹ پر سوار دیکھا رقعہ اسے دیدیا رقعہ پڑھ کر وہ رونے لگا اور پوچھا کہ اس رقعے کا لکھنے والا کہان ہے مین نے کہا مسجد مین اسنے چھ سو دینار کی تھیلی مجھے دی مین نے لوگون سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے انھون نے کہا کہ ایک نصرانی ہے حضرت ابراہیم ادہم کی خدمت مین جا کر مین نے سب ماجرا بیان کیا انھون نے فرمایا کہ اس تھیلی مین ہاتھ نہ لگانا دم بھر مین اس تھیلی کا مالک آیا ہی چاہتا ہے فوراً وہ نصرانی آیا اور حضرت ابراہیم ادہم کے قدم کو بوسہ دے کر ایمان سے مشرف ہوا اور حضرت ابو یعقوب بصری رحمہ اللہ تعالے نے کہا ہے کہ مکہ معظمہ مین دس دن تک مین بھوکا رہا آخر بیتاب ہو کر باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہون کہ زمین پر ایک شلغم پڑا ہے مین نے اپنے جی مین کہا کہ اسے اٹھا لون میرے دل سے آواز آئی کہ دس دن سے تو بھوکا ہے آخر سڑا ہوا شلغم تجھے نصیب ہوا پس مین نے ہاتھ کھینچ لیا اور مسجد مین چلا آیا ایک شخص آ پہونچا اور پٹاری بھر روغنی ٹکیان اور شکر اور مغز بادام لا کر میرے سامنے رکھا اور کہنے لگا کہ مین دریا کے سفر مین تھا طوفان جو آیا تو مین نے نذر کی کہ اگر مین سلامت بچون گا تو یہ چیزین اس درویش کو دون گا جس سے پہلے ملاقات ہو مین نے ہر ایک مین سے مٹھی مٹھی بھر لیکر کہا کہ باقی مین نے تجھے بخش دیا پھر مین نے اپنے دل سے کہا کہ دیکھ تو خدا کیا رزاق مطلق ہے کہ دریا مین ہوا کو تیری روزی کا بندوبست کرنے کا حکم فرمایا اور تو اور جگہ سے تلاش کرتا ہے پس ایسی نادر حکایتون کا معلوم کرنا آدمی کے ایمان کو قوی کرتا ہے **عیالدار کے توکل کا بیان** اے عزیز جان تو کہ عیالدار آدمی کو کسب سے دست بردار ہو کر جنگل بیابان مین پھرنا لائق نہین بلکہ عیالدار کا توکل وہی ہے جو تیسرے درجے مین مذکور ہوا وہ کسب کرنے والے کا توکل ہے جیسا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کرتے تھے اسواسطے کہ توکل اسی کو لائق ہے جس مین

[1] نہین کوئی ذی روح زمین مین مگر اللہ پر ہے رزق اُس کا ۱۲۔

وہ صفتین پائی جائین ایک یہ کہ بھوک پر صبر کر سکے اور جسقدر میسر ہو اسپر قناعت کر سکے اگرچہ وہ گھاس ہی ہو دوسرے یہ کہ اس بات کا ایمان رکھتا ہو کہ شاید بھوک اور موت میری روزی ہے اور اسی مین میری بہتری ہے مگر عیال کو اس بات پر آدمی مستقل نہین رکھ سکتا بلکہ حقیقت مین اس کا نفس بھی اسکے عیال کا حکم رکھتا ہے اگر بھوک پر صبر کی طاقت نہین رکھتا اور مضطرب ہو جائیگا تو اس شخص کو کسب چھوڑکر توکل نہ کرنا چاہیے اور اگر عیال بھی صبر کی طاقت رکھے اور توکل کی اجازت دے تو کسب نہ کرنا درست ہے پس فرق یہی ہے کہ اپنے تئین جبراً بھوکا رکھنا درست ہے اور عیال کو بھوکا رکھنا درست نہین اور جب آدمی کا ایمان کامل ہوتا ہے اور وہ تقویٰ اور پرہیزگاری مین مشغول ہوتا ہے تو اگرچہ وہ کسب نہ کرے مگر اسکے رزق کے اسباب ظاہر اور مہیا ہو جاتے ہین جیسے وہ بچہ جو اپنی ماں کے پیٹ مین کسب سے عاجز ہے حق تعالیٰ اسے اسکا رزق ناف کی راہ سے پہونچاتا ہے جب بچہ پیٹ سے نکلتا ہے تو حق تعالیٰ ماں کی چھاتیوں سے رزق پہونچاتا ہے جب اور کھانا کھا سکتا ہے تو وقت پر دانت پیدا کرتا ہے اور اگر ماں باپ مرجاتے ہین اور بچہ یتیم رہجاتا ہے تو جس طرح ماں پر شفقت کو مسلط کر دیا تھا کہ اسے اچھی طرح رکھتی تھی اسی طرح شفقت کو اوروں پر مسلط کر دیتا ہے حتے کہ یتیم پر مہربانی کرنا خلق کے دل مین پیدا ہو جاتا ہے پہلے تو ایک ہی مادر مشفقہ تھی اور ون نے بچہ کو اسی پر چھوڑ دیا تھا جب ماں گزر گئی تو ہزار آدمیون کو اس پر شفقت کرنے کے واسطے اٹھا کھڑا کیا جب وہ لڑکا بہت بڑا ہوا اسے کسب کی قدرت مرحمت فرمائی اور کسب کی خواہش اسپر مسلط کر دی تاکہ جو شفقت اس پر تعینات کر دی ہے اس کے سبب سے وہ اسی طرح اپنی آپ غمخواری کرے جس طرح مادر مشفقہ اپنی شفقت سے اس کی غمخواری کرتی تھی اگر اس خواہش کسب کو حق تعالیٰ اس سے لیتا ہے تاکہ اپنے کسب سے یتیم ہو کر زہد و تقویٰ کی طرف متوجہ ہو تو تمام مخلوقات کے دلون کو اس پر شفقت و مہربانی کرنے سے بھر دیتا ہے حتے کہ سب کہتے ہین کہ یہ مرد خدا کی طرف مشغول ہے جو چیز بہتر اور بہت خوب ہو وہ اسے دینا چاہیے پہلے تو یہ اپنے اوپر اکیلا آپ ہی شفقت کرتا تھا اب تمام خلق اس پر یتیم کی طرح شفقت کرنے لگتی ہے لیکن اگر وہ کسب کر سکتا ہے اور سستی اور بیہودہ پن مین مشغول ہوتا ہے تو یہ شفقت کی حالت لوگون کے دلون مین نہین پیدا ہوتی اسے توکل اور ترک کسب درست نہین اسواسطے کہ جب وہ اپنے نفس کی طرف مشغول ہے تو اسے اپنی غمخواری بھی کرنا چاہیے پس آدمی اگر حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے سے یتیم ہو جاتا ہے تو اسوقت حق تعالیٰ خلق کے دلون کو اسپر مشفق و مہربان کر دیتا ہے اسی سبب سے ہے کہ کبھی کسی نے کوئی متقی ہرگز نہین دیکھا کہ بھوک کے مارے مرگیا ہو پس جو کوئی اس بات مین خوب غور کرے کہ خداوندعالم نے ملک و ملکوت کے کامون کی کیسی تدبیر کی اور کیا خوب انتظام تام رکھا ہے تو ضرور بالضرور اسے اس آیہ کریمہ کے مضمون کا مشاہدہ ہو جائیگا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا[1] اور سمجھ لے گا کہ خداوندعالم نے مملکت کا ایسا اچھا انتظام کیا ہے کہ کوئی تباہ اور برباد نہ رہے مگر نادار اور وہ بھی اس سبب سے ہوتا ہے کہ اسکی بہتری اسی مین ہوتی ہے اس سبب سے نہین کہ کسب سے وہ دست بردار ہو گیا اسواسطے کہ جس کسی نے بہت سا مال کسب کیا ہوا سکا بھی تباہ اور خراب رہنا نادر ہے حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے چونکہ یہ حال مشاہدے سے دیکھا تو کہا کہ مین چاہتا ہون کہ بصرے کے سب لوگ

[1] اور نہین ہے کوئی چارپایہ زمین پر مگر اللہ ہی کے ذمے ہے رزق اُس کا ۱۲۔

میرے عیال ہون اور گیہون کا ایک ایک دانہ ایک ایک دینار کو ہوجاے حضرت وہب ابن الورد رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ اگر آسمان لوہے کا اور زمین کانسکی ہو اور زمین پلنے دلمین اپنی روزی کا رنج دیکھون تو ڈرتا ہون کہ مشرک ہوجاؤن اور حق تعالے نے رزق کو آسمان پر حوالے کیا ہے تاکہ لوگ جان لین کہ کسی کو اسپر دسترس نہین لوگون کی ایک جماعت حضرت جنید قدس سرہٗ کی خدمت مین حاضر ہوئی اور کہا کہ ہم اپنی روزی ڈھونڈھین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ کہان ہے تو ڈھونڈھو کہا کہ خدا سے مانگین فرمایا کہ اگر جانتے ہو کہ تمھین بھول گیا ہے تو اسے یاد دلاؤ کہا تو کل کرین اور دیکھین کہ کیا ہوتا ہے فرمایا کہ آزمائش کے طور پر توکل کرنا شک ہے کہا پھر کیا تدبیر ہے فرمایا تدبیر سے دست بردار ہونا پس درحقیقت رزق کے بارے مین رزاق مطلق کی ضمانت کافی ہے جسے رزق چاہیے ہو وہ اسکی طرف متوجہ ہوجاے

دوسرا مقام توکل مین ذخیرہ جمع کرنا ہے اے عزیز جان تو کہ جسنے اپنا خرچ یکسالہ جمع کیا وہ درجہ توکل سے گر گیا اسواسطے کہ اسنے اسباب خفی چھوڑ کر اسباب ظاہری پر بھروسا کیا کیونکہ ہر سال مکرر ہوتا ہے مگر جس شخص نے وقت پر ضرورت کے قدر کھانے پر جس سے پیٹ بھر جائے اور ضرورت کے قدر کپڑے پر جس سے بدن ڈھپ جاے قناعت کی اسنے توکل پورا کیا لیکن اگر چالیس دن کی قدر ذخیرہ کر رکھے گا تو حضرت ابراہیم خواص قدس سرہٗ کہتے ہین کہ اسکا توکل باطل نہوگا اگر زیادہ جمع کر رکھے گا تو باطل ہوجائے گا اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ کسی قدر ہو ذخیرہ کرنا توکل کو باطل کر دیتا ہے اور ابو طالب مکی قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ چالیس روز سے زیادہ کے واسطے ذخیرہ کر رکھنے سے بھی توکل باطل نہین ہوتا بشرطیکہ ذخیرہ کر رکھنے پر آدمی بھروسا نہ کرے حسین مغازلی رحمہ اللہ تعالے حضرت بشر حافی قدس سرہٗ کے مرید تھے انھون نے کہا ہے کہ ایک دن ایک ادھیڑ آدمی حضرت بشر حافی کی خدمت مین آیا حضرت بشر حافی نے مٹھی بھر چاندی مجھے دیکر فرمایا کہ بہت اچھا اور خوش مزہ کھانا مول لا حالانکہ کبھی مین نے یہ بات ان سے نہ سنی تھی مین کھانا لایا انھون نے اس آدمی کے ساتھ کھایا حالانکہ مین نے کبھی انھین کسی کے ساتھ کھانا کھاتے نہ دیکھا تھا جب وہ کھا چکے تو اس مین سے بہت سا کھانا بچ رہا پس وہ ادھیڑ آدمی باقی کھانا سمیٹ کر اُٹھالے گیا مجھے تعجب ہوا کہ بے اجازت اس نے ایسا امر کیا حضرت بشر حافی نے فرمایا کہ تجھے تعجب آیا مین نے کہا ہان فرمایا یہ حضرت فتح موصلی تھے آج شہر موصل سے میری ملاقات کو آئے تھے اور کھانا اسواسطے اُٹھالے گئے تاکہ مجھے تعلیم کر دین کہ جب توکل پورا اور درست ہو تو ذخیرہ کرنا نقصان نہین رکھتا پس حقیقت یہ ہے کہ تھوڑی امید توکل کی اصل ہے اسکا حکم یہ ہے کہ اپنے واسطے ذخیرہ نہ کرے پس اگر ذخیرہ کرے اور اپنے ہاتھ مین مال کو ایسا جانے جیسا خزانہ خدا مین اور اسپر بھروسا نہ کرے تو توکل باطل نہین ہوتا یہ جو ہم نے کہا یہ مجرد کا حکم ہے اور عیالدار اگر خرچ یک سالہ ذخیرہ کر رکھے تو بھی اسکا توکل باطل نہ ہوگا لیکن اگر زیادہ جمع کر رکھے گا تو البتہ توکل جاتا رہے گا جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عیال کے لیے ان کے ضعف دل کے سبب سے قوت یک سالہ رکھتے تھے اور اپنے واسطے صبح سے شام تک کا بھی قوت نہ چھوڑتے تھے حالانکہ اگر آپ رکھ چھوڑتے تو آپ کے توکل مین کچھ نقصان نہ کرتا اسواسطے کہ اسکا آپ کے ہاتھ مین ہونا اور غیر کے ہاتھ مین ہونا آپ کے نزدیک یکسان تھا مگر خلق کو اسکے درجہ ضعف کے موافق آپ نے تعلیم فرمادیا حدیث شریف مین ہے کہ اصحاب صفہ مین ایک صحابی نے انتقال کیا ان کے کپڑے مین لوگون نے دو دینار پائے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو داغ ہونگے اسمین دو احتمال ہین

ایک یہ کہ اسنے دغا سے اپنے تئین مجرد ظاہر کیا اور عذاب کے طور پر آگ کے یہ دو داغ ہون دوسری یہ کہ اسنے دغانہ کی ہو مگر ذخیرہ کرنے سے اسکے درجے کو اس جہان مین گھٹا دیا ہو جسطرح چہرے پر دو داغ ہونے سے جمال مین نقصان آجاتا ہے جیساکہ دوسرے درویش کے حق مین فرمایا تھا یعنی جب اس نے انتقال کیا تو آپ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اسکا چہرہ چودھوین رات کے چاند کا سا ہوگا اور اگر ایک خصلت اس مین نہ ہوتی تو آفتاب کے مانند ہوتا وہ خصلت یہ تھی کہ ایک جڑا اول دوسرے جاڑون تک رکھتا تھا اور ایک گرمی کے کپڑے دوسری گرمی کی فصل تک رکھ چھوڑتا تھا اور فرمایا کہ یقین وصبر سب چیزون سے کم تمھین ملے ہین یعنی کپڑا رکھ چھوڑنا یقین کم ہونے کے سبب سے ہوتا ہے مگر اس بات پر اتفاق ہے کہ دسترخوان گھڑا لوٹا کٹورا اور جو چیزین ہمیشہ کام آتی ہین اُن کا رکھ چھوڑنا درست ہے اسواسطے کہ عادۃ اللہ یون جاری ہے کہ روٹی کپڑا ہر سال اور ہی وجہ سے پیدا ہوتا ہے مگر یہ برتن وغیرہ ہر گھڑی نہین پیدا ہوتے اور عادۃ اللہ کے خلاف کرنا درست نہین لیکن گرمی کے کپڑے جاڑون مین کام نہین آتے اور ان کا رکھ چھوڑنا ضعف یقین سے ہوتا ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ اگر ذخیرہ نہ کر رکھے گا تو اُس کا دل مضطرب ہوگا اور خلق سے امیدوار رہے گا ایسے آدمی کو ذخیرہ کر رکھنا اولیٰ تر ہے بلکہ اگر ایسا ہو کہ اسکا دل مطمئن نہ رہے اور ذکر وفکر مین مشغول نہ ہوسکے مگر بقدر کفایت زمین رکھنے سے مطمئن اور مشغول ہو تو اسے یہی اولیٰ تر ہے کہ بقدر کفایت زمین رکھے اسواسطے کہ ان سب باتون سے دل ہی مقصود ہے تاکہ حق تعالے کے ذکر مین ڈوبا رہے اور بعضے دل ایسے ہوتے ہین کہ مال کا ہونا انھین یاد خدا سے باز رکھتا ہے اور مفلسی مین تسکین حاصل ہوتی ہے ایسا دل بہت شریف ہوتا ہے اور بعض دل ایسا ہوتا ہے کہ قدر کفایت کے بغیر اسے تسکین نہین ہوتی ایسے شخص کو زمین رکھنا اولیٰ تر ہے لیکن اگر تجمل اور شان وشوکت زیادہ ہونے کے بغیر دل کو تسکین نہ ہو تو ایسا دل دینداروں کے دلون مین سے نہین ہے اور اس کا کچھ حساب نہین **تیسرا مقام** اس اسباب کا بیان جن سے رفع ضرر ہو اے عزیز جان تو کہ جو سبب یقینی یا اکثر ہوتا ہے اس سے حذر کرنا شرط توکل نہین ہے بلکہ متوکل اگر دروازہ بند کرکے قفل لگا دے تاکہ چور مال نہ لیجائے تو توکل باطل نہ ہوگا اور ہتھیار سنبھال کر دشمن سے بچے تو بھی توکل نہ باطل ہوگا اور اگر لبادہ پہنے تاکہ سردی نہ معلوم ہو تو بھی توکل باطل نہ ہوگا لیکن اگر مثلاً سیر ہو کر کھانا کھائے تاکہ حرارت درونی غالب ہو جائے اور سردی نہ معلوم ہو تو ایسے باریک اسباب توکل کو توڑ ڈالتے ہین جیسے داغ اور منتر مگر جو چیز اسباب ظاہر مین سے ہے اس سے دست بردار ہونا شرط توکل نہین رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین ایک اعرابی حاضر ہوا آپ نے فرمایا تو نے اونٹ کیا کیا اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ مین نے اسے چھوڑ دیا اور توکل کیا فرمایا اسے باندھ اور توکل کر لیکن اگر آدمی سے کوئی رنج پہونچے اسکا متحمل ہونا اور اسے دفع نہ کرنا منجملۂ توکل ہے جیساکہ حق تعالے نے فرمایا وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ[۱] اور فرمایا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ[۲] لیکن اگر سانپ بچھو درندون سے رنج پہونچے تو صبر کرنا نہ چاہیے دفع کرنا چاہیے پس جسنے دشمن سے بچنے کے واسطے ہتھیار سنبھالا وہ بایںطور متوکل ہوتا ہے کہ

[۱] اور چھوڑ تکلیف انکی اور توکل کر خدا پر ۱۲ [۲] ہر آئینہ صبر کیا ہم نے اسپر جو تکلیف دی تم نے ہمین اور خدا ہی پر چاہیے کہ توکل کرین توکل کرنے والے ۱۲

اپنے قوت بازو اور ہتھیار پر بھروسا نہ کرے اور جب گھر کے دروازے مین قفل چڑھا دیا تو قفل پر بھروسا نہ کرے اسواسطے کہ بہتیرے قفل چور کو دفع نہین کرتے اور متوکل کی علامت یہ ہے کہ اگر گھر مین جائے اور چور مال لے گیا ہو تو قضائے الٰہی پر راضی رہے رنجیدہ نہ ہو بلکہ جب باہر جانے لگے تو زبان حال سے کہے کہ اے اللہ مین اسواسطے قفل نہین لگاتا ہون کہ تیری مشیت اور قضا کو دفع کرون اس لیے لگاتا ہون کہ تیری عادت کی موافقت کرون اگر اس مال پر تو کسی کو مسلط کر دیگا تو مین تیرے حکم سے راضی ہون اسواسطے کہ مجھے نہین معلوم کہ یہ مال اور کسی کی روزی کے واسطے تو نے پیدا کر کے عاریۃً مجھے سپرد کیا ہے یا میری ہی روزی کے لیے پیدا کیا ہے پس اگر گھر کا دروازہ بند کر جائے اور پھر آکر مال کو گھر مین نہ دیکھے اور رنجیدہ ہو تو اس کا نتیجہ یہی ہے کہ جان لے کہ میرا توکل درست نہین توکل کا جو خیال آیا تھا یہ نفس نے دھوکا دیا تھا لیکن اگر چپ رہے اور گلہ نہ کرے تو بارے صبر ہی کا درجہ پایا اور شکایت کرنے پر مستعد ہوگا اور چور کی تلاشی مین کد کرے گا تو صبر کے مرتبے سے بھی گر گیا اور جان لے کہ مین نہ صابرون مین سے ہون نہ متوکلون مین سے تاکہ صبر و توکل کا دعوے تو بالائے طاق رکھے خیر اسے چور سے یہی بڑا فائدہ ہوا **سوال** اگر کوئی کہے کہ وہ اگر مال کا محتاج نہ ہوتا تو دروازہ نہ بند کرتا اور مال کی حفاظت نہ کرتا جب اسنے اپنی حاجت کے واسطے مال کی حفاظت کی اور چور چرا لے گئے تو کیونکر ممکن ہے کہ رنجیدہ نہ ہو جواب یہ ہے کہ اس طرح ممکن ہو کہ جبتک وہ مال خدا نے اسے دیا تھا تو وہ خیال کرتا تھا کہ میری بھلائی اسی مین ہے کہ یہ میرے پاس رہے اور اس بھلائی کی علامت یہ ہے کہ خدا نے وہ مال اسے دیا تھا اب اس کی بھلائی اسی مین ہے کہ اس کے پاس نہ رہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ خدا نے اس سے لے لیا پس دونون حالتون مین اپنی بھلائی کی وجہ سے خوش رہے اور اس بات کا ایمان لائے کہ حق تعالیٰ اسکے حق مین وہی کرتا ہے جس مین اس کی بھلائی ہے وہ اپنی بھلائی نہین جانتا خدا ہی خوب جانتا ہے اس کی مثال اس بیمار کی سی ہے جس کا پدر شفق طبیب ہو اگر اس بیمار کو گوشت کھلاتا ہے تو بھی وہ بیمار خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اس مین میری تندرستی کے آثار نہ ہوتے تو یہ کھانے کو نہ دیتا اور اگر گوشت اسکے ہاتھ سے چھین لیتا ہے تو بھی وہ بیمار خوش ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ گوشت میرے حق مین مضر نہ ہوتا تو یہ چھین نہ لیتا آدمی کو جب تک یہ ایمان نہ ہو تب تک اس سے توکل نہ ہوگا توکل کا دعویٰ بیجا اور بے اصل ہوگا **متوکل کے آداب** اے عزیز جان تو کہ جب مال چوری جائے تو متوکل کو چاہیے کہ چھ آداب بجا لائے پہلا ادب یہ ہے کہ دروازہ بند کرنے مین بہت مبالغہ اور اصرار نہ کرے اور بہت سی زنجیرین اور قفل نہ لگائے اور پڑوسیون سے نگہبانی نہ چاہے مگر آسانی کرے حضرت مالک ابن دینار رحمہ اللہ تعالےٰ گھر کے دروازے پر تاگا باندھتے اور کہتے کہ اگر کتے کے آنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو مین تاگا بھی نہ باندھتا دوسرا ادب یہ ہے کہ جس مال کو یقین جانے اور سمجھے کہ چور اس کے لالچ مین آئے گا اسے گھر مین نہ رکھے اسواسطے کہ وہ گناہ کی طرف چور کی ترغیب کا سبب ہوگا مغیرہ نے حضرت مالک دینار قدس سرہٗ کو زکوٰۃ کا مال بھیجا انھون نے تھوڑی دیر کے بعد وہ مال پھیر بھیجا کہ اپنا مال لے لو اس واسطے کہ شیطان میرے دل مین وسواس ڈالتا ہے کہ چور لے جائے گا انھون نے یہ نہ چاہا کہ میرے دل مین وسواس رہے اور چور گناہ مین مبتلا ہو حضرت ابوسلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالےٰ نے جب یہ حال سنا تو فرمایا یہ صوفیون کی بزدلی ہے مالک دینار دنیا کے باب مین زاہد ہین

انھین اس سے کیا کہ چور لیجائیگا یہ خیال باطل ہے تیسرا ادب یہ ہے کہ جب باہر نکلے تو نیت کرلے کہ اگر میرا مال چور لیجائے گا تو اسے مبارک ہو اسکے واسطے بحل اور مباح ہے تاکہ شاید چور محتاج ہو اور اسکا کام نکلے اور اگر تونگر ہو تو شاید اس مال کے سبب سے اور کسی مسلمان بھائی کا مال نہ چُرائے اور اس شخص کا مال اور مسلمان پر سے صدقہ ہو جائے یہ بات چور پر بھی مہربانی ہے اور اور مسلمان بھائیون پر بھی اور یہ جان لے کہ اس نیت کے سبب سے خدا کی مشیت نہین بدل جاتی چور چرالے جائے خواہ نہ چرالے جائے اسے صدقے کا ثواب حاصل ہوگا ایک درم کے عوض سات سو درم اسواسطے کہ وہ تو اپنی نیت کر چکا جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ جو شخص اپنی جورو سے صحبت کرے عزل نہ کریگا اور نطفہ ڈال دیگا تو فرزند پیدا ہو خواہ نہ پیدا ہو اس کے واسطے ایسے ایک غلام کا ثواب لکھتے ہین جو راہ خدا مین جنگ کرے حتے کہ کفار اسے شہید کر ڈالین یہ ثواب اس واسطے ہے کہ جو کام اس کے ذمے تھا اسنے تو ادا کیا اگر فرزند ہوتا تو اسکا پیدا کرنا اور زندہ رکھنا اس شخص کے اختیار مین نہ تھا اس کا ثواب و عذاب اس کے افعال پر ہوتا چوتھا ادب یہ ہے کہ مال چوری جانے سے رنجیدہ نہ ہو اور جان لے کہ میری بہتری اسی مین تھی کہ چور لے جائین اور اگر کہہ چکا ہو کہ یہ مال مین نے فی سبیل اللہ کیا تو اسے تلاش نہ کرے اور اگر اسے پھیر دین تو نہ لے اور اگر لے لیگا تو اسی کا مال ہے فقط نیت کر لینے سے ملک سے نکل نہین جاتا لیکن پھیر لینا مقام توکل مین خوب بات نہین ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کا ایک اونٹ چور چرالے گئے آپ نے اسے ڈھونڈھنا شروع کیا حتے کہ ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے تھک گئے تو کہا فی سبیل اللہ اور مسجد مین آکر نماز پڑھنے لگے ایک شخص نے آکر کہا کہ اونٹ فلانی جگہ ہے آپ نے ڈھونڈھنے کے واسطے جوتے مین پاؤن ڈالا اور استغفر اللہ کہہ کر بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ مین نے فی سبیل اللہ کہا تھا اب اس کے قریب بھی نہ جاؤنگا ایک بزرگ کہتے ہین کہ مین نے خواب مین ایک مسلمان بھائی کو بہشت مین غمگین دیکھا پوچھا تو کیون دلگیر ہے بولا قیامت تک یہ غم میرے ساتھ رہے گا اسواسطے کہ علیین مین ایسے مقامات بلند مجھے دکھائے گئے کہ تمام بہشت مین ویسے نہ تھے مین نے خوش ہو کر اُن مقامات کا قصد کیا ندا آئی کہ اس شخص کو نکال دو کیونکہ یہ مقامات ان لوگون کے واسطے ہین جنھون نے سبیل جاری رکھی ہو مین نے پوچھا سبیل جاری رکھنا کیا ہے جواب ملا کہ تو نے کہا تھا کہ فلانی چیز فی سبیل اللہ ہے پھر اس کا نباہ نہ کیا اگر تو نے اپنا قول پورا کیا ہوتا تو یہ مقامات بھی سب تجھے دیے جاتے ایک شخص مکہ معظمہ مین سوتے سوتے بیدار جو ہوا تو روپیہ بھری ہوئی ہمیانی کھو گئی تھی ایک عابد بزرگ وہان تھا اسے اس کی تہمت لگائی عابد نے ہمیانی کے مالک کو اپنے گھر لے جا کر پوچھا کہ ہمیانی مین تیرا کتنا روپیہ تھا اس نے جسقدر بتایا عابد نے اُسقدر اُسے دیا وہ جب روپیہ لے کر باہر آیا تو سنا کہ اس کے کسی یار نے دل لگی سے اس کی ہمیانی لے لی ہے وہ پھرا اور عابد کے پاس روپیہ پھیر لے گیا ہر چند کہا کہ اپنا روپیہ پھیر لو مگر عابد نے قبول نہ کیا اور کہا کہ مین نے اپنی نیت مین اس روپیہ کو فی سبیل اللہ کر دیا ہے آخر کو اس عابد نے کہا کہ اچھا یہ روپیہ درویشون کو دیدیا جائے اور وہ روپیہ سب درویشون کو دیدیا اسی طرح مثلاً اگر کوئی شخص روٹی فقیر کو دینے لے گیا اور فقیر چلدیا تو بزرگان سلف نے اُس روٹی کو گھر پھیر لیجا کر کھانا مکروہ جانا ہے اور کسی دوسرے فقیر کو وہ روٹی دے دے پانچوان ادب یہ ہے کہ ظالم چور

کے واسطے بد دعا نہ کرے کیونکہ اس سے توکل بھی باطل ہوجاتا ہے زہد بھی اسلیے کہ جو شخص گذشتہ پر تاسف کرے وہ زاہد نہین حضرت ربیع ابن خثیم قدس سرہ کا ایک گھوڑا جو کئی ہزار درم قیمت کا تھا چور لے گئے حضرت ربیع نے کہا کہ مین نے دیکھا کہ لیے جاتے ہین لوگون نے کہا کہ پھر آپ نے کیون لیجانے دیا فرمایا کہ مین جس کام مین تھا اسے گھوڑے سے زیادہ دوست رکھتا ہون یعنی نماز مین تھا پھر چور کے واسطے لوگ بد دعا کرنے لگے فرمایا کہ بد دعا نہ کرو اسواسطے کہ مین نے اسے مباح اور بحل کر دیا اور اسے صدقے مین دیدیا ایک بزرگ سے لوگون نے کہا کہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کیجیے فرمایا کہ اسنے اپنے اوپر ظلم کیا ہے مجھ پر نہین اسے وہی شر کفایت کرتا ہے مین زیادہ بار شر اسپر نہین رکھ سکتا حدیث شریف مین ہے کہ بندہ اپنے ظالم کے واسطے بد دعا کرتا ہے اور برا کہتا ہے حتے کہ اپنے حق کا پورا قصاص لے لیتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ظالم کا حق اسپر کچھ الٹا باقی رہجائے چھٹا ادب یہ ہے کہ چور کے واسطے ازراہ مہربانی رنجیدہ ہونا چاہیے کہ اس سے گناہ سرزد ہوگیا اور وہ اسکے عذاب مین گرفتار ہوگا اور شکر کرے کہ مین مظلوم ہون ظالم نہین اور وہ نقصان مال ہی مین ہوا دین مین نہین ہوا اس واسطے کہ اگر کسی شخص کا دل ایسے آدمی کے واسطے رنجیدہ نہ ہو جو گناہ کو حلال سمجھا وہ شخص خلق کی نصیحت اور شفقت سے دست بردار ہوگیا حضرت فضیل نے اپنے بیٹے علی رحمہما اللہ تعالٰے کو دیکھا کہ ان کا مال چور چرا لے گئے تھے اور وہ روتے ہین پوچھا کہ تم اپنے مال کے واسطے روتے ہو کہا نہین مین اس غریب مسکین کے حال پر روتا ہون جس نے ایسا برا کام کیا اور قیامت مین اسے عذر و حجت کا محل نہ ہوگا **چوتھا مقام** بیماری کے علاج مین اور جو ضرر حاصل ہوا ہو اس کے دفع کرنے کے بیان مین اے عزیز جان تو کہ علاج کے تین درجے ہین ایک یقینی جیسے روٹی سے بھوک کا علاج اور پانی سے پیاس کا علاج اور جو آگ کہین لگی ہو پانی ڈال دینے سے اسکا علاج ایسے علاجون سے دست بردار ہونا منجملہ توکل نہین بلکہ حرام ہے دوسرا درجہ یہ ہے کہ علاج نہ یقینی ہو نہ ظنی مگر احتمال ہے کہ اثر کرے جیسے منتر داغ فال اس علاج سے دست بردار ہونا توکل ہے جیسا کہ حدیث شریف مین ہے کہ ایسی چیزین کرنا اسباب مین مبالغہ کرنے اور ان چیزون پر بھروسا کرنے کی علامت ہے اور ان مین سب سے بڑھکر داغ ہے پھر منتر اور سب سے کمتر فال ہے کہ اسے طیرہ کہتے ہین تیسرا درجہ ان دونون درجون کے درمیان مین ہے وہ علاج ہے کہ یقینی وہ نہ ہو مگر ظن غالب ہو جیسے فصد کھلوانا پچھنے لگوانا مسہل پینا اور سردی سے گرمی کا علاج کرنا اور گرمی سے سردی کا علاج کرنا نہ ان سے دست بردار ہونا حرام ہے نہ یہ شرط توکل مین بعض اوقات ان کا کرنا نہ کرنے سے اولیٰ تر ہوتا ہے اور بعض اوقات نہ کرنا کرنے سے اولیٰ تر ہوتا ہے ان کا ترک شرط توکل نہین اس پر یہ دلیل ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ قول و فعل ہین قول یون ہین کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اے بندگان خدا دارو کا استعمال رکھو اور فرمایا ہے کہ کوئی بیماری ایسی نہین جسکی دوا نہ ہو مگر موت لیکن کبھی لوگ جانتے ہین کبھی نہین جانتے لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ دارو اور منتر کیا تقدیر الٰہی کو پھیر دیتے ہین فرمایا کہ یہ بھی تقدیر الٰہی ہین اور فرمایا ہے کہ مین ملائکہ کی جس قوم کی طرف گذرا اس نے کہا کہ آپ اپنی امت کو پچھنے لگوانے کا حکم کیجیے اور فرمایا ہے کہ سترھوین اور انیسوین اور اکیسوین تاریخ پچھنے لگوایا کرو کہ ایسا نہ ہو کہ غلبہ خون تمھین ہلاک کرے اور فرمایا ہے کہ خدا کے حکم سے خون ہلاکت کا سبب ہے اور بدن سے خون نکلوانے اور کپڑے سے سانپ نکالنے یا گھر مین آگ

لگی ہوئی بجھانے مین کچھ فرق نہین اسواسطے کہ یہ سب موجب ہلاکت ہین اور ان کا ترک کرنا شرط توکل نہین اور فرمایا ہے کہ منگل کے دن سترھوین تاریخ پچھنے لگوانا سال بھر کی بیماری کو دور کرتا ہے حدیث منقطع مین یہ روایت ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو فصد کھلوانے کا حکم فرمایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی آنکھ مین درد تھا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ نہ کھانا یعنی رطب اور یہ کھاؤ یعنی ورق چقندر کشک[۱] جو کے ساتھ پکاکر اور حضرت صُہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمھاری آنکھ دکھتی ہے اور تم خرما کھاتے ہو انھون نے مزاحاً عرض کیا کہ یارسُول اللہ جدھر کی آنکھ مین درد ہے ادھر کے کلّے سے نہین کھاتا دوسرے کلّے سے کھاتا ہون آپ ہنس دیے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل یہ ہین کہ آپ ہر شب چشم مبارک مین سرمہ لگاتے اور ہر مہینے مین پچھنے لگواتے اور ہر سال مین دارو نوش فرماتے اور جب وحی نازل ہوتی تو سر مبارک مین درد ہونے لگتا آپ مہندی لگاتے اور جب کسی مقام پر جسم مبارک مین زخم ہوجاتا تو آپ وہان پر مہندی رکھ لیتے اور اکثر زخم پر مٹی ڈال لیتے اور طب النبی ایک کتاب علمانے جمع کی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک بیماری ہوئی بنی اسرائیل نے کہا کہ فلانی چیز اس کی دوا ہے فرمایا کہ مین دوا نہ کرون گا تاکہ شافی مطلق خود شفا عطا فرمائے وہ بیماری بڑھی لوگون نے کہا کہ اس کی دوا مشہور اور مجرب ہے اس کے استعمال سے آدمی فوراً اچھا ہوجاتا ہے فرمایا مجھے نہین منظور بیماری باقی رہی وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ جب تک تو دوا نہ کھائے گا صحت نہ دون گا آپ نے دوا کھائی اور صحت پائی آپ کے دل مین کچھ خطرہ آیا وحی آئی کہ اے موسیٰ کیا تو نے یہ چاہا تھا کہ اپنے توکل سے میری حکمت کو باطل کردے دواؤن مین میرے سوا اور کس نے منفعتین رکھی ہین ایک نبی علیہ السلام نے اپنے ضعف کی شکایت کی وحی آئی کہ گوشت کھاؤ دودھ پی ایک قوم نے اپنے زمانے کے رسول سے اپنی اولاد کے بدصورت ہونے کی شکایت کی وحی آئی کہ ان لوگون سے کہدو کہ ان کی عورتین ایام حمل مین بھی کھائین تو انکی اولاد خوبصورت ہو ان کی عورتین ایام حمل مین بھی اور ایام نفاس مین رطب کھانے لگین پس ان سب روایتون سے معلوم ہوا کہ جس طرح کھانا پانی سبب سیری ہے اسی طرح دوا موجب شفا ہے اور سب کچھ مسبب الاسباب ہی کی تدبیر سے ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا اللہ بیماری کس کے سبب سے ہے اور شفا کس کے سبب سے ارشاد ہوا کہ دونون میرے حکم سے ہین عرض کیا کہ پھر طبیب کس کام آتا ہے ارشاد ہوا کہ طبیب اسواسطے ہے کہ علاج کے ذریعہ سے روزی کھائین اور میرے بندون کو خوشدل رکھین پس علاج کے باب مین بھی توکل علم اور حال سے ہے کہ آدمی دوا پیدا کرنے والے پر بھروسا رکھے دوا پر نہین اسواسطے کہ بہتون نے دوا کھائی اور ہلاک ہوگئے **فصل** اے عزیز جان تو کہ دفع مرض کے واسطے داغ دینا بھی بعضون کی عادت ہے لیکن یہ فعل کرنا درجۂ توکل سے آدمی کو گرادیتا ہے بلکہ اس فعل کی خود ممانعت آئی ہے اور منتر کی ممانعت نہین ہے اسواسطے کہ آگ سے جلانے مین زخم خطرناک ہوتا ہے اور آگ کے سرایت کرجانے مین خوف ہے یہ فصد اور پچھنے کے مانند نہین اور اسکا نفع بھی فصد اور پچھنے کے نفع کے مثل نہین ظاہر ہوتا اور دوسرا علاج بھی اس کے عوض ہوسکتا ہے حضرت عمران ابن الحصین رحمۃ اللہ تعا

[۱] ایک کھانا مشہور ہے کہ اسے گیہون کے آٹے اور جو کے آٹے اور بکری کے دودھ سے تیار کرتے ہین ۱۲ ابرہان —

کو کوئی بیماری ہوئی لوگون نے کہا کہ داغ لیجیے انھون نے نہ داغا لوگون نے جب بہت منت وساجت کی توانھون نے داغ لیا بعدہٗ کہتے تھے کہ قبل ازین مین ایک نور دیکھتا تھا اور ایک آواز سنتا تھا اور ملائکہ مجھ سے سلام علیک کیا کرتے تھے جب سے مین نے یہ داغ لیا ہے وہ سب باتین جاتی رہین پھر توبہ اور استغفار کی پھر مطرف ابن عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے کہا کہ مدت کے بعد حق تعالےٰ نے وہ کرامت پھر مجھے عنایت فرمائی یہ بیان کہ بعضے احوال مین دوا نہ کھانا اولےٰ ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعل کے مخالف نہین آے عزیز جان تو کہ اکثر بزرگون نے علاج نہین کیا شاید کوئی شخص اعتراض کرے کہ اگر علاج نہ کرنے مین کمال ہوتا تو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دوا نہ کھاتے آے عزیز یہ اعتراض باین طور اُٹھ جائے گا کہ تو جان لے کہ دوا نہ کھانے کے چھ سبب ہوتے ہین پہلا سبب یہ ہے کہ وہ شخص صاحب کشف ہو اور اسے معلوم ہو گیا ہو کہ موت آپہونچی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے لوگون نے جب کہا کہ اگر طبیب کو بلائیے تو کیا مضائقہ ہے آپ نے فرمایا کہ طبیب مجھے دیکھ کر کہہ چکا ہے کہ اِنِّیْ اَفْعَلُ مَا اُرِیْدُ یعنی مین جو چاہتا ہون وہی کرتا ہون دوسرا سبب یہ ہے کہ بیمار خوف آخرت مین مشغول ہو اور اس کے دل مین علاج کا خیال ہی نہ آئے جیسا کہ حضرت ابوالدردا رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیماری کی حالت مین لوگون نے پوچھا کہ تم کس سبب سے نالان ہو کہا گناہون کے سبب سے پوچھا کس چیز کی آرزو رکھتے ہو کہا رحمت خدا کی پوچھا طبیب کو بلائین کہا مجھے طبیب ہی نے بیمار کیا ہے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو درد چشم تھا لوگون نے کہا کہ تم علاج کیون نہین کرتے جواب دیا کہ مین علاج سے بڑھ کر ایک شغل رکھتا ہون اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی کو بادشاہ کے پاس لیے جاتے ہین تاکہ بادشاہ اسے سیاست کرے اور کوئی شخص اس سے کہے تو روٹی نہین کھاتا اور وہ جواب دے کہ بھوک کی کیا پروا ہے تو اس کا یہ کہنا روٹی کھانے والے پر طعن نہین ہوتا اور اس کہنے مین روٹی کھانے والے کی مخالفت نہین ہوتی آور یہ مستغرق آدمی ایسا ہوتا ہے جیسا حضرت سہل رحمہ اللہ تعالےٰ سے لوگون نے پوچھا کہ قوت کیا ہے کہا حی وقیوم کا ذکر کہا ہم قوام کو پوچھتے ہین جواب دیا کہ قوام علم ہے کہا کہ ہم غذا پوچھتے ہین جواب دیا کہ غذا ذکر ہے کہا کہ ہم طعام بدن کو پوچھتے ہین فرمایا کہ بدن سے دست بردار ہو اور اُسے صانع کے سپرد کر تیسرا سبب یہ ہے کہ وہ بیماری دیرپا ہو اور بیمار کے نزدیک اس کا علاج افسون کے مثل ہو یعنی اسکی منفعت نادر ہو جو شخص طب نہین جانتا وہ اکثر دواؤن کو ایسا ہی سمجھتا ہے حضرت ربیع ابن خثیم رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین نے چاہا کہ اپنی بیماری کی دوا کرون پھر مین نے خیال کیا کہ عاد اور ثمود اور جو لوگ گذر گئے ہین اُن مین بہتیرے طبیب تھے باانہمہ وہ سب مرگئے اور طب سے کچھ فائدہ نہ ہوا ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ طب کو وہ اسباب ظاہر سے نہ سمجھے تھے چوتھا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ نہ چاہے کہ میری بیماری جاتی رہے تاکہ اسے بیماری کا ثواب حاصل ہوا کرے اور اپنے صبر کی آزمائش کیا کرے اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالےٰ بندے کو بلا سے اس طرح آزماتا ہے جیسے سونے کو آگ سے آزماتے ہین کوئی سونا تو خالص نکلتا ہے اور کوئی خراب حضرت سہل رحمہ اللہ تعالےٰ اورون کو دوا کا حکم کرتے اور خود ایک بیماری مین مبتلا تھے اسکی دوا نہ کرتے اور کہتے کہ بیماری پر راضی ہو کر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھنا تندرستی کے ساتھ

کھڑے ہوکر نماز پڑھنے سے افضل ہے پانچوان سبب یہ ہے کہ بیمار بہت گناہ رکھتا ہو اور چاہے کہ بیماری ان گناہون کا کفارہ ہو جاے اسواسطے کہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ بندے کو تپ لاحق رہتی ہے تاکہ اسے گناہ سے پاک کردے حتےٰ کہ اس پر کوئی گناہ نہین باقی رہتا جس طرح اولے پر کچھ گرد نہین ہوتی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص بدن کی بیماری اور ماندگی مصیبت مین کفارہُ گناہ کی امید پر خوش نہ رہے وہ عالم نہین حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک بیمار کو دیکھ کر جناب الٰہی مین عرض کیا کہ بار خدایا اسپر رحم کر ارشاد ہوا کہ اور کیونکر اس پر رحم کرون مین تو اسی بیماری کے سبب سے اس پر رحم کر رہا ہون اس واسطے کہ اس کے گناہون کا کفارہ اور اس کی ترقی مدارج بیماری کی وجہ سے کرتا ہون چھٹا سبب یہ ہے کہ بیمار یہ جانے کہ تندرستی غفلت اور اترانے اور سرکشی کا سبب ہوتی ہے اور چاہے کہ بیماری باقی رہے تاکہ غفلت نہ آنے پائے اور حق تعالیٰ جسکی بھلائی چاہتا ہے اسے بلا بیماری کے سبب سے ہمیشہ متنبہ رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے کہ مسلمان تین چیزون سے خالی نہین رہتا محتاجی بیماری ذلت سے حدیث شریف مین ہے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ بیماری میری قید ہے اور محتاجی میرا قید خانہ ہے اپنی قید اور اپنے قید خانے مین اسی کو رکھتا ہون جسے دوست رکھتا ہون پس چونکہ تندرستی گناہون کی طرف کھینچتی ہے تو بیماری ہی مین خیریت ہے امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کچھ لوگون کو آراستہ دیکھ کر پوچھا کہ یہ کیا ہے اور لوگون نے کہا کہ آج ان کی عید کا دن ہے فرمایا کہ جسدن ہم گناہ نہ کرین وہی ہماری عید کا دن ہے ایک بزرگ نے کسی سے پوچھا کہ کیسے ہو اس نے جواب دیا بخیریت ہون کہا جس دن تم گناہ نہین کرتے اس دن بخیریت رہتے ہو اور اگر گناہ کرتے ہو تو اس سے زیادہ سخت اور کون بیماری ہے بزرگون نے کہا ہے کہ فرعون نے اس سبب سے خدائی کا دعویٰ کیا کہ چار سو برس جیا اور اسے نہ درد سر ہوا نہ تپ آئی اگر اسے ساعت بھر آدھا سیسی کا درد ہوتا تو ہرگز ایسا دعویٰ باطل نہ کرتا بزرگون نے کہا ہے کہ بندہ جب ایک دن بیمار ہوتا ہے اور توبہ نہین کرتا تو ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہین کہ او غافل کئی بار مین نے اپنا قاصد تیرے پاس بھیجا اور تجھے کچھ فائدہ نہ ہوا اور بزرگون نے کہا ہے کہ یہ نہ چاہیے کہ بندۂ مومن چالیس دن رنج یا بیماری یا خوف یا نقصان سے خالی رہے جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے ایک عورت کے ساتھ نکاح کرنا چاہا لوگون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسے کبھی بیماری نہین ہوتی اور سمجھے کہ یہ تعریف ہے آپ نے فرمایا تو مجھے اس کی خواہش نہین ایک دن جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم صداع کا ذکر کرتے تھے ایک اعرابی نے کہا صداع تو کیا چیز ہے مجھے کبھی کوئی بیماری نہین ہوئی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سے دور ہو جسے ایک دوزخی دیکھنا منظور ہو اُس سے کہدو کہ اس اعرابی کو دیکھ لے اُم المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے جناب سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ کسی کو شہید کا درجہ بھی ہوتا ہے فرمایا ہان اُس شخص کو ہوتا ہے جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرے اور اس مین کچھ شک نہین کہ بیمار بیس بار سے زیادہ دن بھر مین موت کو یاد کرتا ہے پس ان ہی سببون سے کچھ لوگون نے علاج نہین کیا اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین ان باتون کے محتاج نہ تھے اس سبب سے علاج کیا غرض کہ

اسباب ظاہر سے حذر کرنا خلاف توکل نہین ہے امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ملک شام کو جاتے تھے آپ کو خبر پہونچی کہ وہان طاعون کی شدت ہے بعض لوگون نے کہا کہ وہان ہم نہ جائین گے بعضون نے کہا کہ قضاو قدر سے ہم حذر نہ کرین گے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگین گے اور فرمایا کہ اگر تم مین سے کسی ایک شخص کے دو وادی ہون ایک ہرا بھرا ایک خشک تو چروا ہا بکریون کو جس وادی مین لے جائے وہ تقدیر الٰہی سے ہے پھر حضرت عمرؓ نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو بلایا کہ وہ اس باب مین کیا کہتے ہین انھون نے کہا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مین نے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جب تم سنو کہ فلانی جگہ وبا ہے تو وہان نہ جاؤ اور جب تم ایسی جگہ ہو جہان وبا موجود ہو تو وہان سے نہ بھاگو حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ الحمدللہ میری راے حدیث شریف کے مطابق ہوئی اور صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی اس بات پر متفق ہوے اگر جہان وبا ہو وہان سے نکل جانے کی جو ممانعت ہوئی اس کا سبب یہ ہے کہ اگر تندرست لوگ چلے جائین گے تو بیمار خراب پڑے رہین گے اور ہوا جب باطن مین اثر کر گئی تو باہر نکل جانا بے فائدہ ہے اور بعض احادیث مین یون آیا ہے کہ محل وبا سے بھاگ جانا ایسا ہے جیسا کوئی جہاد مین کافر سے بھاگ جائے اس مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح جہاد سے بھاگنے مین بقیہ مجاہدین اور زخمیون کا دل ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح یہان بیمارون کا جی چھوٹ جاتا ہے اور بھاگ جانے کی صورت مین ایسا کوئی نہ رہے گا کہ بیمارون کو کھانا پانی دے اور ان کی تیمار داری کرے تو وہ یقیناً ہلاک ہو جائین گے اور بھاگنے والے کا بھاگ کر بچنا مشکوک و مشتبہ ہے **فصل** اے عزیز جان تو کہ بیماری کا چھپانا شرط توکل ہے بلکہ اظہار اور گلہ کرنا مکروہ ہے مگر بعذر مکروہ نہین مثلاً بیمار طبیب سے بیماری کا حال کہے یا اپنا عجز ظاہر کیا چاہے اور رعونت اور تیزی اپنے نفس سے نکالنا منظور ہو جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیمار تھے آپ سے لوگون نے پوچھا کہ آپ اچھے ہین بخیریت ہین فرمایا نہین لوگون نے تعجب کیا اور ایک دوسرے کو دیکھنے لگا جناب امیرؓ نے فرمایا کہ کیا حق تعالےٰ کے ساتھ بھی بہادری اور تیزی کرون یہ بات ان ہی کو زیبا تھی کہ باوصف قوت و بزرگی کے اپنا عجز ظاہر کرتے تھے اسی سبب سے دعا مانگی کہ یارب مجھے صبر عطا کر اور جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ سے خیر و عافیت مانگ بلا اور مصیبت نہ مانگ پس جبکہ کوئی عذر ہو تو بسبیل شکایت بیماری کا اظہار کرنا حرام ہے اور اگر شکایۃً نہ ہو تو درست ہے مگر اظہار سے باز رہنا اولیٰ تر ہے اسواسطے کہ شاید کیفیت واقعی سے کچھ زیادہ اظہار ہو جائے اور لوگون کو شکوے کا گمان ہو علما نے کہا ہے کہ بیماری مین واویلا اور نالہ و زاری نہ کرنا چاہیے کہ اس مین اظہار ہے ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام سے نالہ و فریاد کے سوا اور کوئی امر نہین پایا حضرت فضیل عیاض اور بشر حافی اور وہب ابن الورد جب بیمار ہوتے تو گھر کا دروازہ بند کر لیتے تا کہ کسی کو بیماری کی اطلاع نہ ہو اور کہتے تھے کہ ہم چاہتے ہین کہ اس طرح بیمار ہون کہ کوئی ہماری عیادت نہ کرے

نوین اصل محبت اور شوق رضا کے بیان مین

اے برادر اس بات کو معلوم کر کہ حق تعالےٰ کی محبت اعلیٰ ترین مقامات ہے بلکہ سب مقامات حاصل کرنے سے یہی مقصود ہے کیونکہ ربع مہلکات اس واسطے ہے کہ جو چیز محبت الٰہی سے باز رکھتی ہے اس سے آدمی کا دل پاک ہو اور تمام منجیات جو قبل ازین ہم بیان کر چکے ہین وہ اسی کے مقدمات ہین جیسے توبہ صبر شکر زہد خوف و رجاد غیرہ اور جو بعد اس کے بیان ہے وہ اسی کا ثمرہ اور اسی کا تابع ہے جیسے شوق و رضا غرضکہ بندے کا کمال اسی بات مین ہے کہ حق تعالےٰ کی محبت اس کے دل پر ایسی غالب ہو جائے کہ اسے بالکل گھیرے اگر بالکل نہ گھیرے تو بھلا اور چیزون کی محبت کی بہ نسبت غالب تر تو ہو اور محبت الٰہی کی حقیقت کو پہچاننا ایسا مشکل ہے کہ متکلمین کے ایک گروہ نے انکار کر کے کہا ہے کہ جو کوئی اپنی جنس سے نہ ہو آدمی اسے دوست نہین رکھ سکتا اور محبت خدا فقط اس کی فرمانبرداری ہی کا نام ہے جو یہ سمجھتا ہے وہ اصل دین سے خبر ہی نہین رکھتا اسکی شرح اور تفصیل کرنا ضرور ہے پہلے تو محبت الٰہی کی ثابت کرنے والی شرعی دلیلین ہم بیان کرتے ہین پھر محبت کی حقیقت اور احکام بیان کرین گے **محبت الٰہی کی فضیلت** اے عزیز جان تو کہ سب مسلمان اس بات پر متفق ہین کہ حق تعالےٰ کی محبت فرض ہے اور حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهٗ[1] اور جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا فرماتے ہین کہ بندہ جب تک خدا اور رسول کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست نہ رکھے تب تک اس کا ایمان درست نہین لوگون نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے فرمایا یہ کہ بندہ خدا و رسول کو اور سب چیزون سے زیادہ دوست رکھے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب تک بندہ خدا و رسول کو اہل عیال اور زر و مال اور تمام سے زیادہ دوست نہ رکھے تب تک وہ ایماندار نہین اور حق تعالےٰ نے بھی تہدید کی ہے اور فرمایا ہے قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ یعنے اگر باپ بیٹا مال تجارت گھر اور جو چیز تم رکھتے ہو اسے خدا اور رسول سے زیادہ دوست رکھتے ہو تو مہیا رہو حتےٰ کہ حکم آپہونچے ایک شخص نے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین آپ کو دوست رکھتا ہون فرمایا محتاجی پر آمادہ رہ اس نے عرض کیا کہ خدا کو دوست رکھتا ہون فرمایا بلا پر مہیا رہ حدیث شریف مین ہے کہ جب ملک الموت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہما السلام کی روح قبض کرنے لگے تو جناب خلیل اللہ نے فرمایا کہ کبھی تم نے دیکھا ہے کہ دوست دوست کی جان لے وحی آئی کہ کبھی تو نے دیکھا ہے کہ دوست دوست کے دیدار سے کراہت کرے پس حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اے عزرائیل اب جان نکال لو مین نے اجازت دی اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وصحابہ اجمعین کی دعاؤن مین یہ دعا داخل ہے اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَحُبَّ مَا یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّكَ وَاجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ اِلَیَّ

[1] خدا انھین محبوب رکھتا ہے اور وہ خدا کو محبوب رکھتے ہین ۱۲

مِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ یعنی اے اللہ عطا کر مجھے اپنی محبت اور اپنے محبون کی محبت اور اس چیز کی محبت جو مجھے تیری محبت سے قریب کر دے اور اپنی محبت کو مجھ پر اُس سے زیادہ غالب کر جتنی پیاسے کو ٹھنڈے پانی کی محبت ہوتی ہے ایک اعرابی حاضر ہوکر رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت مین عرض کرنے لگا کہ یا رسول اللہ قیامت کب ہوگی آپ نے فرمایا اے اعرابی اس دن کے واسطے تونے کیا رکھا ہے اُس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ نماز روزہ تو مین بہت نہین رکھتا لیکن خدا اور رسُول کو دوست رکھتا ہون فرمایا فرداے قیامت کو تو اس کے ساتھ ہوگا جسے دوست رکھتا ہے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جسنے خدا کی محبت خالص کا مزہ چکھا وہ دنیا سے باز رہا اور خلق سے متنفر ہوگیا اور حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ جس کسی نے خدا کو پہچانا وہ اسے دوست رکھتا ہے اور جس نے دنیا کو پہچانا وہ اسے دشمن رکھتا ہے اور مسلمان جب تک غافل نہین ہوتا تب تک خوش نہین ہوتا اس واسطے کہ جب اندیشہ کرے گا تو غمگین ہوگا حضرت عیسےٰ علیہ السلام ایک قوم کی طرف گزرے اسے نزار اور ضعیف دیکھا پوچھا تمھین کیا آفت پہونچی ہے انھون نے عرض کیا کہ عذاب الٰہی کے خوف سے ہم گل گئے ہین فرمایا کہ خدا پر تمھارا حق ہے کہ تمھین عذاب سے بے خوف کر دے اور ایک قوم کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ہوا وہ اس قوم سے بھی زیادہ نزار اور ضعیف تھی اس سے پوچھا کہ تم پر کیا بلا نازل ہوئی ہے عرض کیا کہ بہشت کی آرزو نے ہمین گلا رکھا ہے فرمایا خدا پر حق ہے کہ تمھاری آرزو بر لائے اور ایک قوم کی طرف گزر ہوا وہ دونون قومون سے زیادہ نزار اور ضعیف تھی اسکے چہرے آئینے کے مانند چمکتے تھے پوچھا تمھاری کیا حالت ہے عرض کیا کہ ہمین خدا کی محبت نے گلا رکھا ہے آپ ان کے پاس بیٹھ گئے اور فرمانے لگے کہ تم مقرب لوگ ہو تمھارے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہے حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ فرداے قیامت کو ہر ایک کے تئین انبیا کے نام کے ساتھ پکارین گے اور کہین گے یا امت موسیٰ یا امت عیسیٰ یا امت محمدؐ مگر خدا کے دوستون کو اس واسطے کہ انھین یون پکارین گے کہ اے اولیاء اللہ تعالےٰ کے پاس آؤ پس ان کے دل خوشی سے بھر جائین گے بعض کتب انبیاء علیہم السّلام مین ہے کہ اے بندے مین تجھے دوست رکھتا ہون اپنے اس حق کے سبب سے جو تجھ پر ہے کہ تو بھی مجھے دوست رکھتا ہے **محبت الٰہی کی حقیقت** اے عزیز جان تو کہ محبت الٰہی ایسی مشکل چیز ہے کہ ایک گروہ نے انکار کر کے کہا کہ حق تعالےٰ کے ساتھ محبت ہو ہی نہین سکتی پس اگرچہ یہ نازک بات ہے ہر ایک نہین سمجھ سکتا مگر اس کی شرح اور تفصیل بیان کرنا ضرور ہے مشاقون مین اس کی تفصیل ہم ایسی صاف صاف ظاہر کرتے ہین کہ جو کوئی توجہ کرے سمجھ لے اے عزیز جان تو کہ پہلے اصل محبت کو پہچاننا چاہیے کہ کیا ہے جان تو کہ جو چیز اچھی معلوم ہو اس کی طرف طبیعت کی رغبت کو محبت کہتے ہین اگر وہ رغبت قوی ہے تو اسے عشق کہتے ہین اور جو چیز بُری معلوم ہو اس سے طبیعت کی نفرت کو عداوت کہتے ہین اور جہان اچھائی اور بُرائی نہین ہوتی وہان محبت اور عداوت بھی نہین ہوتی اے عزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ اچھائی کیا ہوتی ہے جان تو کہ طبیعت کے حق مین سب چیزین تین قسم پر ہین

بعضی چیزین طبیعت کے موافق ہوتی ہین اور طبیعت سے ساز رکھتی ہین بلکہ طبیعت خود ان کی خواہش کرتی ہے اُس موافق کو اچھی چیز کہتے ہین اور بعضی چیزین طبیعت کے ناموافق اور ناساز گار ہوتی ہین اور خواہش طبیعت کے برخلاف ہوتی ہین اس ناموافق کو بری چیز کہتے ہین اور جو چیز نہ موافق طبع ہو نہ مخالف طبع اسے نہ اچھی کہتی ہین نہ بُری اے عزیز اب تجھے یہ جاننا چاہیے کہ کوئی چیز تجھے اچھی اور بُری نہین معلوم ہوتی تاوقتیکہ تو اس سے پہلے آگاہ نہ ہولے اور چیزون سے آگاہی حواس اور عقل کے سبب سے ہوتی ہے اور حواس پانچ ہین ہر ایک حواس کے واسطے ایک لذت ہے اس لذت کے سبب سے آدمی اس چیز کو دوست رکھتا ہے یعنی طبیعت اس کی طرف رغبت کرتی ہے باصرہ کی لذت اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان وغیرہ مین ہے تو آدمی ان چیزون کو ضرور دوست رکھتا ہے اور سامعہ کی لذت اچھی اور موزون آوازون مین ہے اور شامہ کی لذت خوشبویون مین ہے اور ذائقہ کی لذت خوش مزہ کھانون مین ہے اور لامسہ کی لذت نرم اور ملائم چیزین چھونے مین ہے یہ سب چیزین آدمی کو محبوب ومرغوب ہین یعنے طبیعت کو انکی طرف رغبت ہے اور یہ سب لذتین جانورون کو بھی حاصل ہین اے عزیز اب جان تو کہ دل مین ایک چھٹا حاسہ ہے اسے عقل اور بصیرت اور نور کہتے ہین جس لفظ سے تو چاہ اسے تعبیر کر اسی کے سبب سے آدمی جانور سے ممتاز ہے اس کے بھی مدرکات ہین کہ وہ اُسے اچھے معلوم ہوتے ہین جس طرح وہ لذتین ان حواس کی محبوب ومرغوب ہوتی ہین اسی طرح ان مدرکات کی لذت اسے محبوب ومرغوب ہوتی ہے اسی سبب سے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالے نے دنیا سے تین چیزین میری محبوب ومرغوب کردی ہین عورتین اور خوشبو اور میری آنکھون کی روشنی نماز مین ہے آپ نے نماز کا درجہ بڑھا دیا پس جو آدمی صورت بہائم سیرت دل سے بے خبر ہوتا ہے جو اس کے سوا اور کچھ نہین جانتا وہ ہرگز باور نہین کرتا کہ نماز اچھی معلوم ہوتی ہے اور آدمی نماز کو دوست رکھ سکتا ہے مگر جس شخص پر عقل غالب ہوتی ہے اور صفات بہائم سے دور تر ہوتا ہے وہ جناب الٰہی کے جمال اور اس کی عجائب مصنوعات اور اس کی ذات وصفات کے جلال وکمال مین چشم باطن سے نظارہ کرنے کو اچھی اچھی صورتون اور سبزہ اور آب روان مین چشم ظاہر سے نظارہ کرنے سے بہت دوست رکھتا ہے بلکہ جب جمال الٰہی اسے مکشوف ہوتا ہے تو یہ سب لذتین اس کی نگاہ مین حقیر ہوجاتی ہین **اسباب محبت کا بیان** تاکہ معلوم ہوجائے کہ حق تعالے کے سوا اور کوئی قابل محبت نہین اے عزیز جان تو کہ محبت کے پانچ سبب ہین پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین دوست رکھتا ہے اور اپنی زندگی کو دوست رکھتا ہے اور اپنی ہلاکت کو دشمن رکھتا ہے اگرچہ اسکا عدم بے رنج والم ہو اور کیونکر دوست نہ رکھے اس واسطے کہ جب موافقت طبیعت دوستی کی طلب ہے تو اپنی ہستی اور دوام ہستی اور اپنے کمال صفات سے زیادہ کیا چیز اسے موافق اور سازگار ہوگی اور اپنی نیستی اور اپنے کمال صفات کی نیستی سے زیادہ کیا چیز اس کے مخالف اور ناسازگار ہوگی پس اسی سبب سے آدمی اپنے فرزند کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ اس کی بقا کو اپنی بقا کے مثل جانتا ہے اور

چونکہ آدمی اپنی بقا سے عاجز ہے تو جو چیز کسی وجہ سے اسکی بقا سے مشابہت رکھتی ہے اسے بھی دوست رکھتا ہے اور حقیقت مین اپنے ہی تئین دوست رکھتا ہے اور آدمی مال کو بھی دوست رکھتا ہے اس واسطے کہ بقائے صفات مین وہ اس کا آلہ ہے اور اقارب کو بھی دوست رکھتا ہے اسواسطے کہ انھین اپنے پر و بال اور قوت بازو جانتا ہے اور سمجھتا ہے کہ ان کے سبب سے مجھے کمال ہے دوسرا سبب نیکی ہے کہ جو شخص آدمی کے ساتھ نیکی کرتا ہے اسے آدمی بالطبع دوست رکھتا ہے اسی سبب سے بزرگون نے کہا ہے اَلْاِنْسَانُ عَبِیْدُ الْاِحْسَانِ[1] اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی ہے کہ یارب کسی فاجر کو یہ قدرت نہ دے کہ مجھ پر احسان کرے اس واسطے کہ اس وقت میرا دل اسے دوست رکھے گا یعنے یہ بات آدمی کی طبیعت ہے تکلف سے نہین پھرتی اس کی حقیقت بھی یہی ہے کہ اس نے اپنے تئین دوست رکھا ہے اس واسطے کہ احسان اسکا نام ہے کہ کوئی شخص کسی آدمی کے ساتھ ایسا کام کرے جو اس آدمی کی زندگی یا اس کی صفات کے کمال کا سبب ہو مگر آدمی تندرستی کو جو دوست رکھتا ہے تو اور کسی وجہ سے نہین دوست رکھتا اور طبیب کو تندرستی کی وجہ سے دوست رکھتا ہے اسی طرح اپنے تئین اور کسی وجہ سے دوست نہین رکھتا اور جس نے اس کے ساتھ احسان کیا اسے احسان کرنے کی وجہ سے دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ آدمی نیک آدمی کو دوست رکھتا ہے اگرچہ اس نے اس کے ساتھ نیکی اور احسان نہ کیا اسواسطے کہ آدمی اگر سنتا ہے کہ مغرب مین ایک بادشاہ ایسا عالم اور عادل ہے کہ تمام خلق اسکے سبب سے راحت و آرام مین ہے تو اسکی طبیعت اس بادشاہ کی محبت کی طرف رغبت کرتی ہے اگرچہ جانتا ہو کہ نہ مین مغرب مین جاؤن گا نہ اس بادشاہ کا احسان اُٹھاؤن گا چوتھا سبب یہ ہے کہ جو شخص خوبصورت ہوتا ہے آدمی اُسے دوست رکھتا ہے تو اسے اسواسطے نہین دوست رکھتا کہ اس سے کچھ حاصل کرے فقط اسی کی ذات کو دوست رکھتا ہے اس واسطے کہ حسن وجمال فی نفسہ طبیعت کو محبوب و مرغوب ہوتا ہے اور اچھی صورت کو بلاشہوت دوست رکھنا ممکن ہے جس طرح کہ آدمی سبزہ اور آب روان کو دوست رکھتا ہے اسواسطے نہین کہ اسے کھائے پیے مگر اس کے دیکھنے سے آنکھ کو ایک لذت اور راحت ہوتی ہے اور حسن وجمال محبوب ہے تو اگر حق تعالے کا جمال بے مثال آدمی کو معلوم ہو جائے تو ممکن ہے کہ اسے دوست رکھ سکے اور جمال کے معنی آگے بیان ہون گے پانچوان سبب وہ مناسبت ہے جو طبیعتون مین پائی جاتی ہے اسواسطے کہ کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ اس کی طبیعت دوسرے کی طبیعت کے مناسب اور موافق ہو تو وہ اسے دوست رکھتا ہے اور یہ مناسبت کبھی تو ظاہر ہوتی ہے جیسا کہ لڑکے کو لڑکے سے انس ہوتا ہے اور بازاری کو بازاری سے اور عالم کو عالم سے اور ہر ایک کو اپنے ہم جنس سے اور کبھی یہ مناسبت پوشیدہ ہوتی ہے اور اصل خلقت اور اسباب سماوی جو ولادت کے وقت غالب اور مستولی ہوتے ہین ان مین مناسبت واقع ہوئی ہو کہ کسی کو اس کی طرف راہ نہ ہو جیسا کہ جناب سلطان الانبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا نے اس سے تعبیر کر کے فرمایا اَلْاَرْوَاحُ

[1] آدمی بندہ ہے احسان کا ۱۲۔

جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ یعنی ارواح کو ایک دوسری سے آشنائی بھی ہوتی ہے اور بیگانگی بھی جب اصل مین آشنائی واقع ہوئی ہو تو باہم الفت کرتی ہین یہ آشنائی اسی مناسبت سے عبارت ہے جسے ہم کہہ چکے ہین کہ اس کی تفصیل مین آدمی راہ نہین پا سکتا **حسن و خوبی کی حقیقت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو شخص مرتبہ مین بہائم کے قریب ہو اور رفقط بصارت رکھتا ہو بصیرت نہ رکھتا ہو وہ کہے گا کہ رخسار کی سرخی اور سفیدی اور تناسب اعضا کے سوا حسن و خوبی کے اور کچھ معنی نہین اور حسن و خوبی صورت اور رنگ ہی مین حاصل ہوتی ہے اور جو صورت اور رنگ نہ رکھتا ہو اُس مین حسن و خوبی کا ہونا محال ہے حالانکہ یہ غلط ہے اسواسطے کہ عقلمند لوگ کہا کرتے ہین کہ یہ خط خوب ہے آواز خوب ہے کپڑا خوب ہے گھوڑا خوب ہے گھر خوب ہے باغ خوب ہے شہر خوب ہے ہر چیز مین خوبی کے یہ معنی ہین کہ جو کمال اس چیز کے لائق ہو وہ اس مین موجود ہو اور کسی بات کی کمی نہ ہو اور ہر چیز کا کمال اور ہی قسم کا ہوتا ہے اسواسطے خط کا کمال یہ ہے کہ اسکے حروف وغیرہ متناسب ہون اور اس مین کچھ شک نہین کہ اچھا خط اور اچھا مکان دیکھنے مین ایک لذت ہے پس خوبی چہرہ کی صورت پر موقوف نہین مگر یہ سب چیزین چشم ظاہر سے محسوس ہین شاید کوئی شخص اس بات کا تو مقر ہو جائے مگر کہے کہ جس چیز کو آنکھ سے نہین دیکھ سکتے وہ کیونکر خوب ہوگی حالانکہ یہ بھی نادانی ہے اسواسطے کہ ہم کہتے ہین کہ فلانا شخص خلق اچھے رکھتا ہے اور مروت خوب رکھتا ہے اور کہتے ہین علم یا ورع بہت خوب ہوتا ہے اور شجاعت یا سخاوت بہت ہی خوب صفت ہے اور پرہیز گاری اور بے طمعی اور قناعت سب چیزون سے بہتر ہے یہ اور ایسی باتین مشہور و معروف ہین اور ان مین سے کسی چیز کو بصارت چشم سے نہین دیکھ سکتے بلکہ بصیرت عقل سے دریافت کر سکتے ہین ریاضت نفس کے ذکر مین ہم نے بیان کیا ہے کہ صورتین دو ہین ایک ظاہر ایک باطن خلق نیک صورت باطن ہے اور بالطبع محبوب ہے اس پر یہ دلیل ہے کہ کوئی شخص امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالے کو بلکہ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہما کو دوست رکھے تو کچھ محال نہین اور کیونکر محال ہو گا اسواسطے کہ بعض آدمی اس محبت مین اپنا جان و دل نثار کرتے ہین اور یہ دوستی شکل و صورت کے سبب نہین ہوتی اسواسطے کہ انھون نے ان حضرات کو خود دیکھا ہی نہین اور ان حضرات کی صورت اب پیوند خاک ہو گئی بلکہ یہ دوستی ان حضرات کی صورت باطن کے جمال کے سبب سے ہے وہ علم اور پرہیزگاری اور ریاست وغیرہ ہے اسی طرح پیغمبرون کو بھی اسی سبب سے لوگ دوست رکھتے ہین اور جو شخص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالے عنہ کو دوست رکھتا ہے تو جس صورت پر وہ تھے انھین دوست رکھتا ہے کیونکہ وہ انھین اس صفت کے سبب سے دوست رکھتا ہے جس صفت کے سبب سے وہ صدیق ہین اور صدیق کی ذات سے ایک چیز کی صفت صدق و علم ہے کہ اس چیز کو جزو لایتجزی کہتے ہین کیونکہ وہ نہ شکل رکھتا ہے نہ رنگ اور وہ ایک گروہ یعنی حکما کے نزدیک ثابت نہین وہ کسی صفت پر ہو بلکہ بے شکل اور بے رنگ ہے وہی صفت محبوب ہے ظاہر کا گوشت و پوست کچھ محبوب نہین پس جس شخص کو عقل ہو گی وہ جمال باطن کا منکر نہ ہو گا اور ظاہری صورت سے زیادہ جمال باطن کو دوست رکھے گا اس واسطے کہ جو شخص دیوار پر نقش کی ہوئی صورت کو دوست رکھے اور جو شخص کسی پیغمبر کو

دوست رکھے آن دونون شخصون مین زمین آسمان کا فرق ہے بلکہ جب چاہتے ہین کہ چھوٹا لڑکا کسی کو دوست رکھے تو لڑکے کے سامنے مژگان وچشم وابروسے اس کی تعریف نہین کرتے سخاوت اور علم وقدرت سے اسکی صفت کرتے ہین اور جب چاہتے ہین کہ لڑکا کسی کو دشمن ٹھہرائے تو لڑکے کے سامنے اس کی بدباطنی کا ذکر کرتے ہین بدصورتی کا ذکر نہین کرتے اسی سبب سے مسلمان صحابہ رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کو دوست اور ابوجہل کو دشمن رکھتے ہین پس یہ ظاہر ہوگیا کہ جمال دو ہین ظاہری اور باطنی اور خوبصورتی کی طرح صورت باطن کا جمال بھی محبوب ہوتا ہے بلکہ جو شخص ذرا بھی عقل رکھتا ہے اسے وہ خوبصورتی سے زیادہ مرغوب ہوتا ہے **اس بات کا بیان کہ فقط خدا ہی محبت کے قابل ہے** اے عزیز جان تو کہ حقیقت مین حق تعالٰی کے سوا اور کوئی دوستی کے لائق نہین جو کوئی ماسوے اللہ کو دوست رکھتا ہے وہ حق تعالٰی کو نہین پہچانتا مگر یہ کہ اس وجہ سے کسی کو دوست رکھے کہ وہ خدا کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جیسا کہ جناب محبوب خدا سرور انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوست رکھنا بھی خدا ہی کو دوست رکھنا ہے اسواسطے کہ جو شخص کسی کو دوست رکھتا ہے تو اسکے رسول اور محبوب کو بھی دوست رکھتا ہے پس عالمون اور متقیون کی دوستی منجملہ محبت خدا ہے یہ بات باین طور معلوم ہوگی کہ آدمی اسباب محبت کو دیکھے پہلا سبب یہ ہے کہ آدمی اپنے تئین اور اپنے کمال کو دوست رکھتا ہے اور اس دوستی کے واسطے لازم ہے کہ آدمی حق تعالٰی کو بھی دوست رکھے اس لیے کہ آدمی کی ہستی اور اس کے کمال صفات کی ہستی سب خدا ہی کی بخشش سے ہے اگر اسکا فضل وکرم نہ ہوتا تو یہ پردۂ عدم سے عالم وجود مین نہ آتا اور اگر اس کا فضل نہ ہوتا تو یہ اس کی حفاظت مین نہ رہتا اور اگر اس کا کرم نہ ہوتا تو اسکے اعضا اور اوصاف کمال کی خلقت مین اس سے ناقص تر کوئی نہ ہوتا پس یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ کوئی شخص دھوپ سے بھاگ کر درخت کے سائے کو دوست رکھے اور درخت کو دوست نہ رکھے جس کے سبب سے سائے کا قیام ہے اور آدمی جانتا ہے کہ جس طرح سائے کا قیام درخت کے سبب سے ہے اس کی ذات اور اسکی صفات کا قیام حق تعالٰی کے سبب سے ہے پس کیونکر حق تعالٰی کو دوست نہ رکھے گا مگر یہ کہ یہ امر جانتا ہی نہ ہو اور اسمین کچھ شک نہین کہ جاہل حق تعالٰی کو نہین دوست رکھتا اس واسطے کہ اس کی محبت اسکی معرفت کا ثمرہ ہے اور جاہل کو معرفت کجا دوسرا سبب یہ ہے کہ آدمی ایسے شخص کو دوست رکھتا ہے جو اسکے ساتھ احسان کرے اس سبب سے اگر ماسوے اللہ کو دوست رکھے گا تو بڑا نادان ہے اسواسطے کہ اسکے ساتھ کوئی کچھ احسان نہ کرسکتا ہے نہ کسی نے کچھ احسان کیا ہے مگر حق تعالٰی نے اور حق تعالٰی کے احسانات جو بندون کے شامل حال ہین انھین کوئی شمار نہین کرسکتا جیسا کہ شکر اور تفکر کے بیان مین ہم نے ذکر کیا ہے مگر اے عزیز وہ احسان جو کسی دوسرے سے تو دیکھتا ہے وہ تیری نادانی ہے اسواسطے کہ کوئی کچھ تجھے نہین دیتا تاوقتیکہ حق تعالٰی اس پر سزاول زبردست نہین تعینات کرتا ہے کہ وہ اس سزاول کے خلاف نہین کرسکتا ہے کیونکہ حق سبحانہٗ تعالٰی اس کے دل مین ڈال دیتا ہے کہ اسکے واسطے دین مین ثواب اور دنیا مین منفعت اسی امر مین ہے کہ کچھ تجھے دے تاکہ وہ اپنی مراد کو پہونچے پس اس نے وہ چیز اپنے ہی تئین دی کیونکہ اس نے تجھے اپنے ثواب آخرت یا اپنی نیکنامی دنیا وغیرہ کے واسطے سبب اور وسیلہ کرلیا مگر درحقیقت وہ چیز تجھے خدا ہی نے عنایت فرمائی کیونکہ بے غرض

اُس پر سزاول کیا اور اسے اس اعتقاد اور داعیہ کی طرف لایا کہ اس نے وہ چیز تجھے حوالے کر دی یہ مضمون فصل شکر مین ہم نے بیان کیا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ کوئی شخص نیکی کرنے والے کو دوست رکھتا ہے اگرچہ اس نے اس کے ساتھ نیکی نہ کی ہو جیسا کہ جو شخص سنتا ہے کہ مغرب مین ایک بادشاہ عادل اور خلق پر مہربان ہے اور اپنا خزانہ محتاجون کے واسطے ہمیشہ کھلا رکھتا ہے اور اس بات کی ہرگز اجازت نہین دیتا کہ اس کی مملکت مین کوئی ظلم کرے تو ضرور بالضرور اس شخص کی طبیعت اس بادشاہ کو دوست رکھے گی اگرچہ جانتا ہو کہ مین اُس بادشاہ کو ہرگز نہ دیکھون گا اور اس سے مجھے بھلائی نہ پہونچے گی اس سبب سے ماسوے اللہ کو دوست رکھنا نادانی کی بات ہے اسواسطے کہ احسان خود اس کے سوا اور کسی کی طرف سے نہین اور دنیا مین جو کوئی احسان کرتا ہے اسی کے حکم محکم اور اسی کی تاکید اکید سے کرتا ہے اور خلق کے پاس نعمت کس قدر ہے احسان یہ ہے کہ حقتعالیٰ نے تمام خلق کو پیدا کیا اور جو کچھ خلق کو چاہیے تھا وہ سب عنایت فرمایا تھے کہ جس چیز کی خلق کو کچھ حاجت بھی نہ تھی مگر اس چیز کے سبب سے فقط زیب و زینت تھی وہ بھی مرحمت فرمائی یہ بات آدمی کو اس طرح معلوم ہوگی کہ ملکوت زمین و آسمان اور نباتات و حیوانات مین غور و تامل کرے تا عجائبات اور احسان و انعام بے نہایت نظر آئین چوتھا سبب یہ ہے کہ آدمی کسی کو حسن و جمال کے سبب سے دوست رکھتا ہے یعنی جمال باطنی کے سبب سے جیسا کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھتا ہے اور کوئی امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو دوست رکھتا ہے اور کوئی سب کو دوست رکھتا ہے بلکہ پیغمبرون کو دوست رکھتا ہے اور ان حضرات کا حسن و جمال باطنی اور ان کے صفات ذاتی اس محبت کا سبب ہین اے عزیز جب تو نگاہ کرے گا تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ اس حسن و جمال باطنی کا حاصل تین چیزین ہین ایک علم کی خوبی اسواسطے کہ علم اور عالم اس وجہ سے محبوب ہے کہ نیک اور شریف ہے اور جسقدر علم زیادہ اور معلوم شریف تر ہوتا ہے وہ جمال بھی زیادہ ہوتا ہے اور سب علمون سے زیادہ اشرف حق تعالیٰ کی معرفت ہے اور اس کی درگاہ کی معرفت جو فرشتون اور کتابون اور رسولون اور انبیا کی شریعتون پر اور ملک و ملکوت دنیا و آخرت کی تدبیرون پر شامل ہے اور صدیق لوگ اور انبیا علیہم السلام اسی سبب سے محبوب ہین کہ ان کو ان علوم مین کمال ہے دوسری قدرت کی خوبی جیسے انسان کی قدرت اپنے نفس کی اصلاح پر اور بندگان خدا کی اصلاح پر اور ان کی سیاست پر اور مملکت ظاہر اور حقیقت و دین مین انتظام رکھنے پر تیسری تنزیہ اور پاکی کی خوبی یعنے عیب و نقصان اور خباثت اخلاق باطن سے منزہ اور پاک رہنے کی خوبی آدمی سے یہی صفتین محبوب ہوتی ہین افعال نہین محبوب ہوتے اس واسطے کہ جو فعل ان صفتون کے سبب سے نہ ہو وہ محمود نہین مثلاً وہ فعل جو اتفاقاً سرزد ہو یا غفلت کے ساتھ پس جو شخص ان صفات مین کامل تر ہوتا ہے اسکی محبت زیادہ تر ہوتی ہے اسی سبب سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مثلاً امام ابوحنیفہ اور امام شافعی رحمہما اللہ تعالیٰ سے زیادہ دوست رکھتے ہین اور پیغمبرون کو حضرت صدیق اکبر رضی سے زیادہ دوست رکھتے ہین اے عزیز اب تو ان تینون صفتون کو دیکھ تاکہ معلوم ہو جاوے کہ حق تعالیٰ مستحق محبت ہے اور اس مین یہ صفتین ہین کیونکہ کوئی

سادہ دل ایسا نہین جو نہ جانتا ہو کہ فرشتون اور آدمیون مین سے اولین و آخرین کا علم حق تعالےٰ کے علم کے سامنے ناچیز ہے اور حق تعالےٰ نے سب کو فرمایا ہے وَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا [1] بلکہ اگر تمام عالم جمع ہو کر چاہے کہ چیونٹی اور مچھر کی خلقت جو عجائب علم آلہی اور اس کی حکمت ہے اُسے تمام وکمال جان لے تو نہین جان سکتا اور جس قدر کہ جانین وہ بھی خدا ہی کی طرف سے جانین گے اس واسطے کہ اس نے ان مین یہ علم پیدا کر دیا جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ [2] پھر تمام خلق کے علوم متناہی ہین اور جس چیز کی طرف نسبت ہو حق تعالےٰ کا علم بے نہایت ہے اور خلق کا علم اسی سے ہے پس سب اسی کا علم ہے اور اسکا علم خلق سے نہین اور اے عزیز تو اگر قدرت کو دیکھے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ قدرت بھی محبوب و مرغوب ہے اسی سبب سے شیر خدا حضرت علیؓ مرتضیٰ کی شجاعت و بسالت اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی سیاست وصولت کو لوگ دوست رکھتے ہین اسواسطے کہ یہ دونون صفتین ایک قسم کی قدرت ہین اور حق تعالےٰ کی قدرت کاملہ کے سامنے تمام خلق کی قدرت کیا چیز ہے بلکہ تمام مخلوق عاجز ہین مگر اتنی ہی قدرت رکھتے ہین جو قادر مطلق نے انھین عنایت فرمائی کھی جب ان کی کوئی چیز کھا جاتی ہے تو اس سے نہین پھیرے سکتے حق تعالےٰ نے انھین کیسا عاجز کر دیا ہے پس خدا ہی کی قدرت کاملہ بے نہایت ہے اسواسطے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ جن و بشر اور حیوانات اور نباتات اس مین ہے اسی کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئے اور ایسی چیزین الی غیر النہایہ پیدا کرنے پر وہ قادر ہے پھر کیونکر درست ہو گا کہ قدرت کے سبب سے خدا کے سوا اور کسی کو لوگ دوست رکھین اور عیوب سے منزہ اور پاک رہنے کی صفت کمال کے ساتھ آدمی مین نہین ہو سکتی اس کا پہلا نقصان یہ ہے کہ وہ بندہ ہے اور اس کی ہستی خود اس کے سبب سے نہین بلکہ وہ دوسرے کا پیدا کیا ہوا ہے اس سے زیادہ کیا نقصان ہو گا پھر آدمی اپنے باطن کے احوال سے بیخبر ہے تو اور چیز کو کب پہونچے گا اسواسطے کہ اگر اسکے دماغ مین ایک رگ ٹیڑھی ہو جائے تو دیوانہ اور مجنون ہو جاتا ہے اور یہ نہین جانتا کہ اسکا کیا سبب ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ اس کی دوا سامنے رکھی ہوتی ہے اور اُسے معلوم بھی نہین ہوتی اے عزیز اگر آدمی کی عاجزی اور نادانی کا تو حساب کرے تو ایک ذرا سی قدرت اور ذرا سا علم جو وہ رکھتا ہے وہ اُس عجز و جہل مین نیست و نابود ہو جائے گو کہ وہ صدیق ہو یا پیغمبر پس وہی خالق عیبون سے پاک ہے جس کے علم کی نہایت نہین اور جس مین کدورت جہل کو مداخلت نہین اور جس کی قدرت بدرجہ کمال ہے اسواسطے کہ ساتون آسمان اور ساتون زمین اسی کے دست قدرت مین ہین اگر تمام مخلوقات کو ہلاک کر ڈالے تو اسکی بزرگی اور پادشاہی مین کچھ کمی نہ ہو جائے گی اور اگر لاکھ عالم اور لحظہ بھر مین پیدا کرے تو پیدا کر سکتا ہے اور اس سبب سے اس کی عظمت ایک ذرہ بھی بڑھ نہ جائے گی اس لیے کہ بڑھنے کو اس مین دخل نہین اور سب عیبون سے پاک ہے کیونکہ نیستی اس کی ذات اور صفات کی طرف راہ نہین پا سکتی بلکہ نقصان خود اس کی ذات مین ممکن ہی نہین پس جو شخص اسے دوست نہ رکھے اور دوسرے کو دوست رکھے یہ اس شخص کی کمال نادانی ہے اور یہ محبت اس محبت سے زیادہ کامل تر ہوتی ہے جو

[1] اور نہین دیا گیا ہے تم سب کو علم مین سے مگر تھوڑا سا ۱۲ [2] پیدا کیا خدا نے آدمی کو اور تعلیم کیا اُسے بات کہنا ۱۲

احسان کے سبب سے ہو اسواسطے کہ وہ محبت نعمت کی کمی اور زیادتی کے ساتھ گھٹتی بڑھتی رہتی ہے اور جب حق تعالے کی بزرگی اور پاکی محبت کا سبب ہوتی ہے تو بہر حال اسکا عشق کامل ہوتا ہے اسی واسطے حق تعالے نے حضرت داؤد علیہ السّلام پر وحی بھیجی کہ میرے نزدیک وہ بندہ سب بندون سے زیادہ پیارا ہے جو عذاب کے ڈر اور نعمت کی طمع سے میری بندگی نہ کرے بلکہ بندگی کر کے میری ربوبیت کا حق ادا کرے اور زبور مین لکھا ہے کہ اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جو بہشت کی آرزو اور دوزخ کے خوف سے میری عبادت کرے اگر جنت اور دوزخ مین نہ پیدا کرتا تو کیا اطاعت و بندگی کا مستحق نہ تھا محبت کا پانچوان سبب مناسبت ہے اور آدمی کو بھی حق تعالے کے ساتھ ایک مناسبت خاص ہے کہ آیۂ کریمہ قُلِ الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ اور حدیث شریف اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسی نسبت کی طرف اشارہ ہے اور یہ جو حدیث قدسی مین آیا ہے یعنی حق تعالے نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی فرمایا ہے کہ میرا بندہ مجھ سے تقرب ڈھونڈھتا ہے تاکہ اُسے مین اپنا دوست بناؤن جب اسے مین نے اپنا دوست بنالیا تو مین ہی اس کا کان ہوتا ہون مین ہی اس کی آنکھ ہوتا ہون مین ہی اس کی زبان ہوتا ہون اور یہ جو فرمایا ہے مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ یَا مُوْسٰی یعنی اے موسیٰ مین بیمار رہا تو میری عیادت کو نہ آیا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ بارخدایا تو تمام عالم کا مالک اور خداوند ہے تو کیونکر بیمار ہوگا ارشاد ہوا کہ فلانا بندہ بیمار تھا اگر تو نے اسکی عیادت کی ہوتی تو گویا میری ہی عیادت کی ہوتی اور جناب الٰہی کے ساتھ صورت آدم کی مناسبت کی حدیث کا تھوڑا سا بیان عنوان کتاب مین ہم نے کیا ہے اور ایسے بہت مضامین ہین کہ کتابون مین انکا بیان کرنا مناسب نہین عوام کے فہم ان کے سمجھنے سے قاصر ہین بلکہ بہت سے زیرک لوگ اس مقام مین اوندھے منھ گرے بعضے تشبیہ کے قائل ہوگئے ان کی سمجھ مین یون آیا کہ ظاہری صورت کے سوا اور کوئی صورت ہی نہین ہوتی اور بعضے حلول اور اتحاد کے قائل ہوگئے تو اس بات کا سمجھنا مشکل ہے اَے عزیز یہان ہمارا یہ مقصود ہے کہ جب اسباب محبت کو تو نے جان لیا تو یہ سمجھ لے کہ محبت الٰہی کے سوا اور جو محبت ہے وہ نادانی کی علامت ہے یعنی خدا کے سوا اور کسی کو دوست رکھنا حماقت ہے اور متکلم نے یہ جو کہا ہے کہ اپنے غیر جنس کو کیونکر دوست رکھ سکین گے چونکہ خدا ہماری جنس سے نہین تو اُسے دوست رکھنا محال ہے پس محبت الٰہی سے اُسکی فرمانبرداری مراد ہے اَے عزیز اس بات سے تو متکلم کی سادہ لوحی پہچان لے یہ بیچارہ نادان دوستی سے اُس شہوت کے سوا جس سے عورتون کو پیار کرتے ہین اور کچھ سمجھا ہی نہین اور اس بات مین شک نہین کہ یہ شہوت مجانست کو چاہتی ہے مگر یہ محبت جو ہم نے بیان کی جمال و کمال باطنی کو چاہتی ہے مجانست صوری کو نہین چاہتی اس واسطے کہ جو شخص پیغمبر کو دوست رکھتا ہے تو اس سبب سے نہین دوست رکھتا کہ پیغمبر بھی اس شخص کے مثل سر منھ ہاتھ پاؤن رکھتا ہے بلکہ اس سبب سے دوست رکھتا ہے کہ پیغمبر اس کے ساتھ مناسبت باطنی رکھتا ہے کیونکہ وہ بھی اسکے مانند زندہ عالم ارادہ کرنے والا بولنے والا سننے والا دیکھنے والا ہے مگر یہ صفتین پیغمبر کی ذات مین کامل تر ہین اور اس مناسبت کی اصل یہان بھی ہے مگر کمال صفات مین بے نہایت فرق ہے اور زیادتی کمال کے سبب سے جو دوری پیدا ہوتی ہے وہ محبت کو بڑھاتی ہے

اور جو محبت مناسبت پر موقوف ہے اسکی اصل کو منقطع نہین کرتی اور سب لوگ اس قدر مناسبت کے مقر ہین اور اس قدر مناسبت کو سمجھتے ہین اگرچہ مناسبت کے بھید اور مناسبت کی حقیقت کو نہین پہچانتے چنانچہ اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰی صُوْرَتِہٖ اسی کی خبر ہے یہ بیان کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین اے عزیز جان تو کہ یہ سب مسلمان کا مذہب زبانی ہے کہ کسی چیز مین خدا کے دیدار کی سی لذت نہین لیکن اگر اپنے دل مین تحقیق کرین کہ ایسی چیز کا دیدار جو کسی جانب مین نہ ہو اور شکل اور رنگ نہ رکھتی ہو کیا لذت رکھتا ہے تو یہ انھین نہ معلوم ہوگا مگر اس خوف سے کہ یہ مضمون شرع مین آیا ہے اسکا زبانی اقرار کرینگے لیکن انکے دل مین کچھ شوق نہ ہوگا اس سبب سے کہ آدمی جو چیز جانتا ہی نہین اُسکا اشتاق کیونکر ہوگا ہر چند کہ اس بھید کی تحقیق ایسی کتاب مین دشوار ہے لیکن ہم ذرا اشارۃً اسکا بیان کرتے ہین اے عزیز جان تو کہ یہ بات چار اصلون پر موقوف ہے ایک یہ کہ آدمی یہ بات جان لے کہ خدا کا دیدار خدا کی معرفت سے خوشتر ہے دوسری یہ کہ معرفت خدا معرفت غیر خدا سے خوشتر ہے تیسری یہ کہ دل کو علم معرفت مین راحت اور خوشی ہے بغیر اس بات کے کہ آنکھ اور بدن کا اس مین حصہ ہو چوتھی یہ کہ جو خوشی دل کی خاصیت ہے وہ ان خوشیون سے جو آنکھ کان اور دوسرے حواس کا حصہ ہین خوشتر اور غالب تر اور قوی تر ہوتی ہے پس آدمی جب یہ چارون اصلین جان لے گا تو اسے ضرور بالضرور یہ بات معلوم ہو جائے گی کہ حق تعالیٰ کے دیدار سے زیادہ کوئی چیز خوشتر نہین ہے پہلی اصل اس بیان مین کہ معرفت مین دل کو راحت ہے اور بے شرکت بدن آئین دل کو لذت ہے اے عزیز جان تو کہ حق تعالےٰ نے آدمی مین بہت سی قوتین پیدا کی ہین اور ہر قوت کو ایک ایک کام کے واسطے بنایا ہے وہی کام اس کی طبیعت کا مقتضی ہے اور اسکی طبیعت کے مقتضی مین اس کی لذت ہے جیسا کہ قوت غضب کو غلبہ اور انتقام کے واسطے پیدا کیا اسی مین اسکی لذت ہے اور قوت شہوت کو غذا حاصل کرنے کے لیے پیدا کیا اس کی لذت اسی مین ہے قوت سمع اور قوت بصر اور اور قوتون کو بھی اسی پر قیاس کر لے اور ہر ایک قوت اور یہی لذت رکھتی ہے یہ لذتین مختلف ہین اسواسطے کہ جماع کی لذت غصہ کرنے کی لذت سے مخالف ہے ان لذتون مین قوت کی روسے فرق ہے بعضی قوی تر ہین بعضی ضعیف تر اسواسطے کہ لذت چشم جو اچھی صورتین دیکھنے سے حاصل ہوتی ہے وہ ناک کی لذت جو خوشبو سونگھنے سے حاصل ہوتی غالب تر ہے اور حق تعالےٰ نے آدمی کے دل مین ایک قوت پیدا کی ہے جس کا نام عقل و نور ہے اور اُسے اُن چیزون کی معرفت کے واسطے پیدا کیا ہے جو حس و خیال مین نہین آتین یہی معرفت عقل کی طبیعت کا مقتضی ہے اور اسے اسی مین لذت ہے کہ آدمی اسکے سبب سے معلوم کرے کہ یہ عالم جو پیدا ہوا ہے اسے ایک مدبر حکیم و قادر کی ہمیشہ حاجت ہے اور اسی طرح صانع کی صنعتون اور مصنوعات مین اسکی حکمت پہچانے اور یہ باتین خیال و حس مین نہین آتین اور اسی قوت سے نازک علوم و فنون کو جانے اور استنباط کرے جیسے وضع لغت اور تصنیف کتاب اور ہندسہ کا وضع کرنا اور دقیق علوم ایجاد کرنا اور اسے ان سب باتون سے حلاوت حاصل ہوتی ہے حتیٰ کہ اگر ایک حقیر علم کی مہارت کے سبب سے اسکی تعریف کرین تو خوش ہوتا ہے اور اگر کہین کہ نہین جانتا ہے تو ناخوش ہوتا ہے اسواسطے کہ علم کو کمال جانتا ہے بلکہ اگر وہان بیٹھے جہان شطرنج کھیلی جاتی ہے اور اس سے کہدین کہ چال نہ بتانا اور اس سے بہت سی شرطین کر لین تو

بھی ہرگز چپ نہین رہتا ایسے خسیس علم کی خوشی اور لذت سے بیتاب ہوکر چاہتا ہے کہ اسکے سبب سے تفاخر کرے اور کیونکر آدمی کو علم خوش نہ آئے اور اسکے سبب سے تفاخر نہ کرے اسواسطے کہ علم حق تعالے کی صفت ہے اور آدمی کے نزدیک اس کے کمال سے زیادہ خوشتر اور کیا چیز ہوگی اور اس کمال سے بڑھکر کون کمال ہوگا جو حق تعالے کی صفات سے حاصل ہو پس اے عزیز اس اصل سے تونے یہ جانا کہ بہرحال دل کو معرفت سے لذت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے کہ آنکھ اور بدن کو اس مین دخل ہو **دوسری اصل** اس بیان مین کہ دل کو علم معرفت کی جو لذت حاصل ہوتی ہے وہ لذت محسوسات اور لذت شہوت سے قوی تر ہے اے عزیز جان تو کہ جب کوئی شخص شطرنج کھیلتا ہے اور تمام دن کھانا نہین کھاتا اگر اس سے کہین کہ کھانا کھاے تو نہین کھاتا اور کھیل مین ڈوبا رہتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بازی جیتنے اور مات کرنے کی لذت کھانا کھانے کی لذت سے قوی تر ہے اسواسطے کہ اسنے شطرنج کھیلنے کو کھانا کھانے پر مقدم رکھا پس قوت لذت باینطور پہچانی جاتی ہے کہ جب دو خواہشین جمع ہون تو ایک کو مقدم رکھے پس جو شخص بڑا عقلمند ہوگا باطن کی قوتون کی لذت اسے بہت پسند آئے گی اس واسطے کہ اگر کسی عاقل کو ہم اختیار دین کہ چاہے لوزینہ اور بھنا ہوا مرغ کھاے یا چاہے ایسا کام کرے کہ دشمن مغلوب ہو اور ایک ریاست اس کے ہاتھ آئے تو وہ ریاست اور فتحمندی کو اختیار کرے گا مگر یہ کہ اس کی عقل کامل نہ ہو جیسے لڑکا یا عقل زائل ہوگئی ہو جیسے معتوہ یعنے کچاسٹری تو ان کی بات ہی جدا ہے پس وہ شخص جس مین کھانے کا شوق اور جاہ و ریاست کی خواہش دونون موجود ہون وہ جاہ وریاست ہی کی خواہش کو اختیار کرے گا اس بات سے بیشک معلوم ہوتا ہے کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون سے بہتر ہے اسی طرح وہ عالم جو مثلاً علم حساب یا علم ہندسہ یا علم طب یا علم شریعت وغیرہ پڑھتا ہے تو اس مین اسے ایک لذت حاصل ہوتی ہے اگر وہ اس علم مین ناقص نہین کامل ہے تو یہ لذت سب لذتون پر فائق ہوتی ہے بلکہ ریاست وحکومت پر بھی وہ اسے ترجیح دیتا ہے اور اگر علم مین ناقص ہے اور اس کی لذتین خوب حاصل نہین کین تو اسکی بات ہی اور ہے پس اس تقریر سے معلوم ہوا کہ علم و معرفت کی لذت اور سب لذتون پر کہین فائق ہے مگر اسی کے واسطے جو علم ومعرفت مین ناقص نہ ہو اور اس مین حق تعالے نے دونون خواہشین بھی پیدا کی ہون اس واسطے کہ لڑکا اگر بیٹھا بجانے کی لذت کو مباشرت اور ریاست کی لذت پر مقدم رکھے تو ہمین اپنے دعوے مین کچھ شک نہ واقع ہوگا کیونکہ مقدم رکھنا اسکے نقصان کے سبب سے ہے اس واسطے کہ اسے مباشرت اور ریاست کی شہوت اور خواہش ہی نہین اس دلیل سے کہ جب دونون خواہشین جمع ہوتی ہین تو مباشرت اور ریاست ہی کی خواہش مقدم رہتی ہے **تیسری اصل** اس بیان مین کہ حق تعالے کی معرفت اور سب معرفتون سے بہتر ہے اے عزیز جب تجھے یہ معلوم ہوچکا ہے کہ علم و معرفت خوشتر ہے اور اس مین کچھ شک نہین کہ ایک علم دوسرے علم سے بہتر ہوتا ہے اسواسطے کہ جسقدر معلوم شریف تر ہوتا ہے اسکا علم بھی اشرف ہوتا ہے کیونکہ شطرنج وضع کرنے کا علم شطرنج کھیلنے کے علم سے بہتر ہے اور ملک رانی کا علم زراعت اور خیاطی کے علم سے بہتر ہے اور حقائق شرع اور اس کے اسرار کا علم علم نجوم اور علم لغت سے افضل ہے اور وزارت مین وزارت کے

اسرار بازاریون کے بھیدون سے اور بادشاہ کا اسرار جاننا وزیر کے اسرار جاننے سے بہتر ہے پس معلوم جس قدر شریف تر ہوگا اسی قدر اس کا علم بھی لذیذ تر ہوگا اے عزیز اب ذرا غور کر کہ خداوند عالم جو ہر طرح کے کمال وجمال کا خالق ہے اس سے زیادہ دنیا مین کوئی چیز بھی شریف اور بزرگ اور کامل تر ہے اور کسی بادشاہ کی تدبیر جو اس کی بادشاہت مین ہو وہ خدا کی تدبیر کے مانند ہے جو آسمان وزمین کی بادشاہت اور دنیا اور آخرت کے کامون مین ہے اور کوئی بھی دربار اس کی درگاہ سے بہتر اور کامل تر ہے جس کسی کو حضرت الٰہی کا نظارہ کرنے کی آنکھ نصیب ہوئی اور اس کی مملکت کے اسرار کو اس مملکت کے اسرار سے بہتر سمجھا اس سے کیونکر ممکن ہے کہ اس حضرت کا نظارہ چھوڑ کر اور کسی چیز کا نظارہ کرے پس ان باتون سے معلوم ہوا کہ حق تعالےٰ کی ذات وصفات اور اس کی بادشاہت اور اسرار خدائی کی معرفت سب معرفتون سے بہتر ہے اسواسطے کہ یہ معلوم شریف تر ہے بلکہ اسے شریف تر کہنا بھی خطا ہے اسواسطے کہ جب دوسری چیز کو تو اسکی طرف اضافت کریگا تو اس چیز کو شریف کہنا لائق نہین پھر اس حضرت کو شریف تر کیونکر کہہ سکے گا پس عارف اسی جہان کے اندر ایسی بہشت مین رہتا ہے جس کی یہ صفت ہے جو حق تعالےٰ نے فرمائی عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ[ل] بلکہ اس سے بھی زیادہ اسکی وسعت ہے اسواسطے کہ آسمان وزمین کی چوڑائی کی حد ہے اور میدان معرفت کی نہایت ہی نہین اور وہ باغ جو عارف کا تماشاگاہ ہے اسکا کنارہ ہی نہین اور آسمان وزمین کا کنارہ ہے اور اس باغ کے میوے نہ ٹوٹتے ہین نہ کوئی ان سے مانع ہے بلکہ ہمیشہ رہتے ہین جیسا حق تعالیٰ فرماتا ہے قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ[۲] اسواسطے کہ جو چیز عارف کے دل مین ہو اس سے زیادہ نزدیک اور کیا چیز ہوگی اور اس بہشت مین مزاحمت ممانعت کینہ حسد کا دخل نہین اسواسطے کہ جتنا زیادہ عارف ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ انس حاصل ہوتا ہے اور یہ بہشت ایسی ہے کہ رہنے والونکی کثرت کے سبب سے تنگ نہین ہوتی بلکہ اس کی وسعت زیادہ ہو جاتی ہے

چوتھی اصل اس بیان مین کہ نظر کی لذت معرفت کی لذت سے زیادہ ہے اے عزیز جان تو کہ جاننا دو قسم پر ہے ایک وہ جو خیال مین آئے جیسے رنگ اور اشکال اور ایک وہ جو عقل مین آئے خیال مین نہ آئے جیسے حق تعالےٰ اور اسکی صفتین بلکہ تیری بھی بعضی صفتین خیال مین نہین آتین جیسے قدرت اور ارادہ اور حیات اسواسطے کہ ان کو چگونگی نہین اور غصہ عشق شہوت درد راحت بھی چگونگی سے دور ہے ان سب کو عقل ہی دریافت کرتی ہے اور جو چیز خیال مین آتی ہے اسے آدمی دو طرح ادراک کرتا ہے ایک یہ کہ وہ خیال کے روبرو ہے گویا کہ اسے آدمی دیکھ رہا ہے یہ ادراک ناقص ہے دوسرا یہ کہ وہ نظر آئے یہ پہلے سے کامل ہے اسی واسطے دیدار معشوق کی لذت اسکے خیال سے زیادہ ہوتی ہے اسکا سبب یہ نہین ہے کہ دیدار مین اور صورت ہوتی ہے صورت خیالی کے مخالف یا صورت خیالی سے بہتر بلکہ وہی ایک صورت ہوتی ہے مگر دیدار مین روشن تر معلوم ہوتی ہے جیسا کہ اگر اپنے معشوق کو عاشق دن چڑھے دیکھتا ہے تو آفتاب نکلتے وقت دیکھنے سے زیادہ لذت پاتا ہے اسکا سبب یہ نہین ہے کہ صورت بدل گئی بلکہ یہ باعث ہے کہ دن چڑھے صورت زیادہ روشن ہوگئی اسی طرح جو چیز خیال مین نہین آتی اور عقل اسے ادراک کرتی ہے اسکی بھی صورتین ہین

[ل] چوڑائی اسکی زمین اور آسمان کی چوڑان کے مانند ہے ۱۲ [۲] اسکے میوے نزدیک ہین ۱۲ —

ایک معرفت دوسری معرفت سے بڑھ کر ایک درجہ ہے اسے رویت اور مشاہدہ کہتے ہین اور کمال انکشاف مین اس کی نسبت
معرفت کے ساتھ ایسی ہے جیسے دیدار کی نسبت خیال کے ساتھ اور جس طرح پلک بند کرنا آنکھ کے واسطے پردہ ہے اور
خیال کو نہین منع کرتا اور جب تک یہ حجاب نہ اُٹھے یعنی آنکھ نہ کھلے تب تک دیدار نہین حاصل ہوتا اسی طرح اس بدن کے ساتھ
جو آب و گل سے بنا ہے آدمی کا علاقہ اور دنیا کی خواہشون کے ساتھ اسکا مشغول رہنا مشاہدہ کے واسطے حجاب ہے اور معرفت کو منع نہین کرتا
جب تک یہ علاقہ نہین ٹوٹتا مشاہدہ غیر ممکن ہے اسی واسطے حق سبحانہٗ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا لَنْ تَرَانِی[1] پھر جب
مشاہدہ روشن اور کامل تر ہو تو ضرور بالضرور اسکی لذت بہی زیادہ ہوتی ہے جیسا کہ خیال کے بہ نسبت دیدار مین زیادہ ہوتی ہے
اَے عزیز جان تو کہ حقیقت بات یہ ہے کہ جسطرح نطفہ آدمی ہو جاتا ہے اور خرمے کا بیج درخت ہو جاتا ہے اسی طرح یہ معرفت فردائے قیامت
کو اور ہی صفت پر ہو جائیگی کہ پہلی حالت سے کچھ نسبت ہی نہ رہے گی اور درجہ کمال کو پہونچ جائیگی اور اس گردش سے نہایت روشن
ہو جائیگی اسے مشاہدہ اور نظر اور دیدار کہتے ہین اسواسطے کہ دیدار کمال ادراک سے عبارت ہے اور یہ مشاہدہ اس ادراک کا کمال درجہ
ہے اسیواسطے جس طرح اس جہان مین معرفت جہت نہین چاہتی اسیطرح یہ مشاہدہ بھی جہت نہ چاہے گا پس معرفت دیدار کا تخم ہے جسے
معرفت حاصل نہین وہ دیدار الٰہی سے ابدالآباد محروم رہیگا اسواسطے کہ جو شخص تخم ہی نہین رکھتا اس سے زراعت بھی نہین ہوسکتی اور جو بڑا
عارف ہوگا اسکا دیکھنا بھی کامل تر ہوگا اَے عزیز یہ خیال نہ کرنا کہ دیدار اور لذت دیدار مین سب لوگ یکسان ہونگے بلکہ ہر ایک کو اپنی اپنی
معرفت کی قدر دیدار نصیب ہوگا جیسا کہ حدیث شریف مین آیا ہے اِنَّ اللّٰہَ یَتَجَلّٰی لِلنَّاسِ عَامَّۃً وَلِاَبِی بَکْرٍ خَاصَّۃً[2] اسکے یہی معنی ہین یہ
مطلب نہین ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ حق سبحانہٗ تعالےٰ کو تنہا دیکھین گے اور اور سب ساتھ دیکھین گے بلکہ جو دیدار حضرت ابوبکر رضی اللہ تعٰ عنہ
کو نصیب ہوگا اور ون کو نہ نصیب ہوگا وہ دیدار ان ہی کے ساتھ خاص ہے اسواسطے اس خصوصیت کا سبب کمال معرفت
ہے کہ اس سے اور لوگ محروم ہین اور یہ جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ کو اور سب اصحابؓ پر
ناز روزہ کے سبب سے فضیلت نہین بلکہ ایک بھید کے سبب سے ہے جو اسکے دل مین قرار پکڑ گیا ہے یہ اسی معرفت کی طرف
اشارہ ہے یہی معرفت اس دیدار الٰہی کا سبب ہوگی جو خاصۃً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو نصیب ہوگا پس باوصف
اسکے کہ حق تعالےٰ ایک ہی ہے مگر دیدار مین خلق کا تفاوت ایسا ہے جیسے ایک ہی صورت کا تفاوت کہ کئی آئینون مین مختلف نظر آتی
ہے کوئی چھوٹی کوئی بڑی کوئی روشن کوئی تاریک کوئی ٹیڑھی کوئی سیدھی حتیٰ کہ ایسا ہوتا ہے کہ ٹیڑھے پن مین اس مرتبے کو
پہونچ جاتی ہے کہ اچھی صورت کو بھی بُری بناتی ہے جیسی اچھی صورت باوجودیکہ اچھی ہوتی ہے مگر تلوار کی چوڑان مین دیکھنے سے بری
معلوم ہوتی ہے اور جو شخص اپنا آئینۂ دل اس جہان مین تاریک لے جاتا ہے یا کج تو جو چیز اور ون کے واسطے سبب راحت
ہوتی ہے وہ بعینہٖ اسکے واسطے موجب رنج واذیت ہوتی ہے پس اَے عزیز یہ گمان نہ کرنا کہ دیدار الٰہی مین جو لذت پیغمبر علیہ السلام
پائین گے وہی اور ون کو بھی حاصل ہوگی یا جو لذت علما پائین گے وہی عوام بھی پائین گے اور جو لذت متقی اور محب علماء

[1] ہرگز نہ دیکھے گا تو مجھے ۱۲ [2] تحقیق اللہ تجلی فرمائے گا سب آدمیون کے واسطے علی العموم اور ابوبکرؓ کے واسطے بالخصوص ۱۲۔

پائین گے وہی اور عالم لوگ بھی پائین گے اور جس عارف پر کہ حق تعالےٰ کی محبت غالب ہو اور جس عارف پر کہ اسقدر محبت نہ غالب ہو ان دونون مین لذت کی رو سے تفاوت ہوگا دیدار کی وجہ سے نہین اسواسطے کہ دونون عارف ایک ہی کو دیکھین گے کیونکہ دیدار معرفت کے سبب سے حاصل ہوتا ہے اور معرفت دونون کو ہے آن دونون عارفون کی مثال ایسی ہے جیسے دو شخص جنکی بینائی برابر ہو اور کسی خوبصورت کو دیکھین اور ان دونون مین سے ایک اسکا عاشق ہو اور دایک نہ عاشق ہو تو خواہ نخواہ عاشق کو زیادہ لذت حاصل ہوگی اور اگر ایک بہت عاشق ہوگا اور ایک کم تو بھی اسی کو بہت لذت حاصل ہوگی جو بہت عاشق ہے پس کمال سعادت کے واسطے فقط معرفت کافی نہین ہوتی تاوقتیکہ اسکے ساتھ محبت نہ ہو اور محبت الٰہی اس طرح پر غالب ہوجاتی ہے کہ محبت دنیا سے آدمی کا دل پاک صاف ہوجاے اور یہ پاکی زہد و تقویٰ کے سوا اور کسی چیز سے حاصل نہین ہوتی پس جو عارف زاہد اور محب ہوگا اسے لذت کامل حاصل ہوگی

فصل اے عزیز شاید تو کہے کہ اگر دیدار کی لذت لذت معرفت کی جنس سے نہ ہو تو وہ لذت ہی نہین یہ اس سبب سے تو کہے گا کہ لذت معرفت سے تجھے خبر ہی نہین لیکن چند باتین کسی کتاب مین اکٹھا لکھی دیکھ کر تو نے یاد کر لی ہین یا کسی سے سیکھ لی ہین اور اس کا نام معرفت رکھ لیا ہے تو اس سے تو لذت نہ پائے گا اگر کوئی شخص بھیا کا نام لوزینہ رکھے اور اسے کھائے وہ لوزینہ کی لذت کبھی نہ پائے گا مگر جو شخص حقیقت معرفت کی حلاوت چکھتا ہے وہ اس مین ایسا مزہ پاتا ہے کہ اگر اسی جہان مین اسے بہشت اس مزہ کے عوض ملے تو وہ معرفت ہی کو دوست رکھے جس طرح عقلمند آدمی لذت سلطنت کو لذت فرج و شکم سے زیادہ دوست رکھتا ہے لیکن اگرچہ معرفت کی لذت بہت بڑی لذت ہے مگر دیدار الٰہی کی لذت سے کچھ نسبت ہی نہین رکھتی مثال کے بغیر یہ بات سمجھ مین نہین آسکتی اے عزیز تو فرض کر کہ ایک عاشق ہے مگر ابھی اس کا عشق کچا ہے اور اس کی شہوت کم ہے اور اسکے کپڑون مین زنبور اور بچھو بھرے ہوے ہین اور اسے کاٹ رہے ہین اور ان مصیبتون کے سوا اور کامون مین بھی وہ مشغول ہے اور ہر چیز سے ڈرتا ہے اور صبح کے وقت کہ ابھی خوب روشنی نہین ہوئی وہ اپنے معشوق کو دیکھے تو ایسے حال مین یقیناً لذت دیدار اسے کم حاصل ہوگی پس اگر ناگاہ آفتاب نکل آئے اور خوب روشنی پھیل جائے اور اسکی شہوت خواب تیز اور اسکا عشق نہایت قوی ہوجائے اور مشغلہ اور خوف اسکے دل سے جاتا رہے اور زنبور اور بچھو کے ڈر سے نجات پائے تو اس حالت اطمینان مین دیدار معشوق سے بڑی ہی لذت پائے گا کہ وہ لذت جو پہلے اسے حاصل ہوئی تھی اسکے ساتھ اسے کچھ مناسبت ہی نہین دنیا مین عارف کا بھی یہی حال ہے اندھیرا دنیا مین ضعف معرفت کی مثال ہے گویا کہ پردے کے اندر سے باہر کی طرف دیکھتا ہے اور ضعف عشق آدمی کے نقصان کے سبب سے ہوتا ہے اسواسطے کہ آدمی جب تک اس جہان مین رہتا ہے ناقص رہتا ہے اور یہ عشق کمال کو نہین پہونچتا اور زنبور اور بچھو دنیا کی خواہشون اور غم اور غصہ اور انواع رنج کی مثال ہے اسواسطے کہ یہ سب لذت معرفت کو کم کر دیتے ہین اور شغل اور خوف معاش اور قوت حاصل کرنے اور ایسی باتون کی مثال ہے اور یہ سب باتین موت سے جاتی رہتی ہین اور دیدار کی رغبت اور محبت کامل ہوجاتی ہے اور پوشیدگی احوال کشف کے ساتھ بدل جاتی ہے اور دنیا کا غم و اندوہ اور مشغلہ منقطع ہوجاتا ہے پس اس سبب سے وہ لذت نہایت

کمال کو پہونچ جاتی ہے اگرچہ معرفت کی قدر سے زیادہ نہین ہوتی جس طرح بھوکا آدمی کھانے کی بو سونگھنے سے جو لذت پاتا ہے وہ کھانا کھانے کی لذت سے کچھ مناسبت نہین رکھتی اسی طرح معرفت کی لذت لذت دیدار سے بھی کچھ مناسبت نہین رکھتی یعنی جس طرح کھانا کھانے کی لذت کھانے کی بو سونگھنے کی لذت سے بہت زیادہ ہوتی ہے اسی طرح دیدار کی لذت معرفت کی لذت سے بھی بہت ہی زیادہ ہوتی ہے

فصل اے عزیز شاید تو کہے کہ معرفت دلمین ہوتی ہے اور دیدار آنکھ مین پھر دیدار کی لذت کیونکر زیادہ ہوگی جان تو کہ دیدار کو دیدار اسواسطے کہتے ہین کہ وہ کمال خیال کے سبب سے ہوتا ہے اس سبب سے نہین کہتے کہ وہ آنکھ مین ہوتا ہے اسواسطے کہ اگر حق تعالےٰ دیدار کو ملتھے مین پیدا فرماتا تو بھی دیدار ہوتا پس دیدار کی جگہ مین انکار رہنا فضول ہے بلکہ جب دیدار کا لفظ شریعت مین وارد ہوا ہے اور ظاہر ادیدار آنکھ سے ہوتا ہے کہ دیدار آخرت مین آنکھ کو دخل ہے اور تو جان رکھ کہ آخرت کی آنکھ دنیا کی آنکھ کے مانند نہ ہوگی اسواسطے کہ یہ آنکھ بغیر جہت کے نہین دیکھ سکتی اور وہ آنکھ بے جہت کے دیکھے گی اور عوام کو اس سے بحث و تکرار کرنا جائز نہین اسواسطے کہ یہ کام انکی قوت سے زیادہ ہے کیونکہ بڑھئی کا کام بندر سے نہین ہوسکتا اور جس دانشمند نے فقط فقہ حدیث تفسیر مین محنت کی وہ بھی اس مضمون مین عامی ہے اسکا کام یہ نہین بلکہ جس شخص نے علم کلام مین محنت کی وہ بھی اس حقیقت حال مین عامی ہے اسواسطے کہ وہ عامی کے اعتقاد کا نگہبان اور سنبھالنے والا ہے یعنی عامی نے جو اعتقاد کیا ہے متکلم اپنے کلام سے اسکی نگہبانی کرتا ہے اور بدعتی کے شر و فساد کو عامی سے دفع کرتا ہے جنگ و جدل سے اسکا دفیعہ جانتا ہے مگر معرفت اور ہی کوچہ ہے اس کوچہ کے رہنے والے اور ہی لوگ ہین **شعر** منزل عشق مکانِ دیگرست ؎ مرد آن رہ را نشان دیگرست ؎ چونکہ یہ بات چھوٹی سی کتاب مین لکھنے کے لائق نہین تو اسیقدر پر کفایت کرنا اولیٰ ہے **فصل** اے عزیز شاید تو یہ کہے کہ ایسی لذت جس مین بہشت کی لذتین آدمی بھول جائے کسی طرح میری عقل مین نہین آتی ہر چند کہ اس باب مین علمانے بہت گفتگو کی مگر اسکی تدبیر تو معلوم ہو کہ کیا ہے تاکہ اگر وہ لذت نہ حاصل ہو مگر اسپر ایمان تو نصیب ہوئے عزیز جان تو کہ چار چیزین اس کی تدبیر ہین ایک یہ کہ جو باتین اوپر مذکور ہوئین ان مین تو بہت غور کرتا کہ تجھے یہ بات معلوم ہوجائے اس واسطے کہ جو بات ایک ہی بار تیرے کان مین پڑتی ہے وہ دلمین نہین آجاتی دوسری یہ کہ تو یہ جان رکھ کہ آدمی کی صفت اس طور پر نہین واقع ہوئی کہ لذت اور شہوت کی صفتین یکبارگی اسمین پیدا کردی ہون کیونکہ بچے کو پہلے کھانے ہی کی خواہش اور لذت ہوتی ہے اسکے سوا اور کچھ وہ جانتا ہی نہین جب سات برس کے قریب اسکا سن پہونچتا ہے تو کھیل کود کی خواہش اور لذت اس مین پیدا ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہوتا ہے کہ کھانا چھوڑ کر کھیلنے دوڑ جاتا ہے اور جب دس برس کے قریب اسکی عمر ہوتی ہے تو زینت اور اچھی پوشاک کی خواہش اور لذت اُسے پیدا ہوتی ہے حتیٰ کہ اسکی آرزو مین کھیلنا بھی چھوڑ دیتا ہے اور جب پندرہ برس کا ہوتا ہے تو عورتونکی خواہش اور لذت اسمین پیدا ہوتی ہے حتیٰ کہ عورتون کے پیچھے سب کچھ ترک کردیتا ہے اور جب ۲۰ برس کے قریب پہونچتا ہے تو ریاست تفاخر بڑھتی ہے اور طلب جاہ کی لذت اسمین پیدا ہوتی ہے یہ لذات دنیا کا آخری درجہ ہے جیساکہ حق تعالےٰ نے قرآن شریف مین فرمایا ہے اِنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِیْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ[۱] پس جب ۲۰ برس سے بڑھتا ہے

[۱] دنیا کی لذت کھیل ہے اور بیہودگی اور آرائش اور آپس مین خود ستائی اور مال اور اولاد مین زیادہ طلبی ۱۲

تو اگر دنیا نے اسکے باطن کو بالکل خراب نہین کیا ہے اور اسکے دل کو بیمار نہین کر دیا ہے تو عالم اور آفریدگار عالم و اسرار ملک و ملکوت کو پہچاننے کی لذت اسمین پیدا ہوتی ہے اور جس طرح بعد والی ہر لذت مین اسکی پہلے والی لذت ناچیز اور حقیر ہو جاتی ہے اسی طرح یہ لذت بھی اس معرفت مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے اور بہشت کی لذت پیٹ فرج آنکھ کی لذت سے زیادہ نہین ہے کہ آدمی باغ مین سیر کر رہا ہے اور عمدہ عمدہ کھانے کھاتا ہے سبزہ اور آب والی وادی ونچے اونچے زرنگار مکانات کا نظارہ کرتا ہے اور یہ خواہش اس جہان مین بھی ریاست اور غلبہ اور حکومت کی خواہش کے مقابلہ مین حقیر اور ناچیز ہو جاتی ہے پھر معرفت کی لذت کے سامنے بطریق ادنی ناچیز اور حقیر ہو جائیگی کیونکہ راہب کبھی صومعہ کو اسواسطے اپنا قیدخانہ بناتا ہے اور ہر روز اسلیے بقدر جوز سے زیادہ کھانا نہین کھاتا ہے تاکہ خلائق مین مقبولیت کا درجہ حاصل کرے پس راہب جاہ و قبول کی لذت کو بہشت کی لذت سے زیادہ عزیز رکھتا ہے اسواسطے کہ بہشت کی یہی لذت ہے کہ پیٹ فرج آنکھ کو حظ حاصل ہو پھر لذت جاہ جسنے پہلے سب خواہشون اور لذتون کو حقیر اور ناچیز کر دیا ہے وہ لذت معرفت مین فنا ہو جاتی ہے اے عزیز تو اس بات کا ایمان رکھتا ہے اسواسطے کہ جاہ کی خواہش تک پہونچا ہے اور لڑکا جو ابھی جاہ کی خواہش تک نہین پہونچا وہ اس بات کا ایمان نہین رکھتا اگر تو اس لڑکے کو ریاست کا مزہ بتانا چاہے تو یہ مشکل ہے اسی طرح تجھ اندھے کو معرفت کی لذت سمجھانے مین عارف بھی عاجز ہے لیکن اگر تو تھوڑا سا سرمایۂ عقل پیدا کرکے غور و تامل کریگا تو یہ بات تجھپر مخفی نہ رہے گی تیسری تدبیر یہ ہے کہ تو عارفون کا حال دیکھا کر اور انکی باتین سنا کر اسواسطے کہ مخنث اور نامرد اگرچہ شہوت مباشرت اور اسکی لذت سے بیخبر ہوتے ہین مگر جب مردون کو دیکھتے ہین کہ اپنی پونجی اس مزے کے پیچھے تباہ اور برباد کرتے ہین تو انھین خواہ نخواہ یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ انھین ایک بڑی شہوت اور لذت حاصل ہے کہ ہمین وہ نصیب نہین حضرت رابعہ جو ایک پارسا بی بی تھین انکے سامنے لوگون نے جنت کا ذکر کیا کہنے لگین اَلْجَارُ ثُمَّ الدَّارُ پہلے صاحب خانہ ہے پھر گھر حضرت ابو سلیمان دارانی رح نے کہا ہے کہ خدا کے تھوڑے بندے ایسے ہین کہ انھین دوزخ کا ڈر اور بہشت کی امید یاد الٰہی سے باز نہین رکھتی پھر دنیا انھین یاد الٰہی سے کیونکر باز رکھے گی حضرت معروف کرخی رح سے انکے کسی دوست نے پوچھا کہ بتاؤ تو تمھین دنیا سے بیزار کرکے عبادت اور خلوت مین کس چیز نے مشغول کیا کیا موت کے ڈر یا قبر کے خوف یا دوزخ کے اندیشے یا بہشت کی امید نے مشغول کیا ہے فرمایا انکی کیا حقیقت ہے جس بادشاہ کے دست قدرت مین یہ سب ہین اگر تو اسکے ساتھ محبت کرے تو ان سب کو بھول جائے اور اگر تجھے اسکے ساتھ معرفت اور آشنائی پیدا ہو جائے تو ان سب سے تو ننگ و عار رکھنے لگے حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ سے کسی نے خواب مین پوچھا کہ ابو نصر تمار اور عبد الوہاب وراق کا کیا حال ہے جواب دیا کہ اسوقت بہشت مین کھانا کھاتے چھوڑ آیا ہون پوچھا تمھارا کیا ہے جواب دیا کہ حق تعالیٰ نے جانا کہ مجھے کھانے پینے کی طرف رغبت ہی نہین ہے مجھے اپنا دیدار نصیب کیا حضرت علی ابن الموفق رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین کہ مین نے بہشت کو خواب مین دیکھا بہت لوگ وہان کھانا کھاتے تھے اور فرشتے اچھے اچھے کھانے ان کے منھ مین ڈالتے جاتے تھے ایک شخص کو مین نے دیکھا کہ حضرت قدوس مین آنکھین لگائے ہوئے مبہوت کی طرح دیکھ رہا ہے مین نے رضوان سے پوچھا یہ کون شخص ہے کہا معروف کرخی اسنے نہ خوف دوزخ سے عبادت کی تھی نہ امید بہشت پر اسکے واسطے حق تعالیٰ نے دیدار مباح کر دیا ہے حضرت ابو سلیمان دارانی

قدس سرہٗ کہتے ہین کہ جو شخص آج اپنے ساتھ مشغول ہے وہ فردا ے قیامت کو بھی یون ہی رہیگا اور جو شخص آج خدا کے ساتھ مشغول ہے وہ فردا ے قیامت کو بھی یون ہی ہوگا حضرت یحییٰ ابن معاذ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ کہتے ہین کہ ایک رات مین نے حضرت بایزید کو دیکھا عشا کی نماز کے بعد سے صبح تک ایڑیان اُٹھائے ہوئے دونون پاؤن کی اُنگلیون پر مبہوت کی طرح بیٹھے رہے آخر کو سجدہ کرکے دیر تک کھڑے رہے اور سر اُٹھاکر مناجات کی کہ بار خدایا ایک گروہ نے تجھے طلب کیا اسے تو نے یہ کرامتین عنایت فرمائین کہ وہ لوگ پانی پر چلے اور ہوا پر اڑے اور مین ان باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون اور ایک گروہ کو تو نے زمین کے خزانے مرحمت کیے اور ایک گروہ کو تو نے یہ کرامت عطا کی کہ وہ لوگ رات بھر مین بہت سی مسافت طے کر جاتے تھے وہ لوگ ان کرامتون سے خوش ہوے اور مین ان سب باتون سے تیری پناہ مانگتا ہون بعدہٗ پھر کر مجھے دیکھا اور فرمایا کہ اے یحییٰ تم یہان ہو مین نے کہا ہان اے میرے سید فرمایا کب سے ہو مین نے کہا دیر سے پھر مین نے کہا یہ حال مجھ سے تو ارشاد ہو فرمایا جو حال تجھ سے کہنے کے لائق ہے وہ کہتا ہون حق تعالےٰ نے مجھے ملکوت اعلیٰ اور ملکوت اسفل مین پھرایا اور عرش و کرسی اور آسمانون اور بہشتون مین پھرا کر ارشاد فرمایا کہ ان سب چیزون مین سے جو تیرا جی چاہے مانگ تاکہ مین تجھے عنایت فرماؤن مین نے عرض کیا ان سب مین سے مین کچھ نہین چاہتا ارشاد ہوا حق ہے کہ تو میرا ہی بندہ ہے حضرت ابو تراب نخشبی رحمہ اللہ تعالےٰ کا ایک بڑا مرید تھا اپنے کام مین مستغرق رہا کرتا تھا حضرت ابو تراب نے ایک دن کہا کہ اگر تو حضرت بایزید کو دیکھے تو مناسب ہے اس نے جواب دیا کہ مین بایزید سے بے پروا ہون حضرت ابو تراب نے پھر کئی بار یہی کہا مرید نے جواب دیا کہ مین بایزید کے خدا کو دیکھتا ہون بایزید کو دیکھ کر کیا کرون حضرت ابو تراب نے کہا کہ حضرت بایزید کو اگر تو ایک بار دیکھے تو اس سے بہتر ہے کہ خدا کو ستر بار دیکھے تب اس مرید نے متحیر ہوکر پوچھا یہ کیا بات ہے حضرت ابو تراب نے کہا اے نادان تو اپنے نزدیک خدا کو دیکھتا ہے تیرے ظرف کی قدر وہ ظاہر ہوتا ہے اور حضرت بایزید کو خدا کے پاس اسکی قدر کے موافق دیکھے گا یہ باریک بات سمجھ کر مرید نے عرض کیا کہ آیئے چلین حضرت ابو تراب کہتے ہین کہ ہم دونون آدمی حضرت بایزید کی خدمت مین گئے وہ جنگل مین بیٹھے تھے جب انکے قریب پہونچے تو وہ الٹی پوستین پہنے ہوے باہر تشریف لائے مرید نے انکی طرف دیکھ کر ایک نعرہ مارا اور مرگیا مین نے کہا کہ اے بایزید جو ایک نظر آپ کو دیکھے تو گیا وہ واجب القتل ہے کہا نہین یہ مرید صادق تھا اس مین ایک بھید تھا کہ وہ اسکی قوت سے کھلتا نہ تھا اس نے جب مجھے دیکھا تو وہ بھید کھل گیا چونکہ یہ ضعیف تھا اسکا متحمل نہ ہوا مرگیا اور حضرت بایزید قدس سرہٗ نے کہا ہے کہ اگر خلت ابراہیمؑ اور مناجات موسیٰؑ اور روحانیت عیسیٰ علیہم السلام حق تعالےٰ تجھے عنایت کرے تو بھی اسکی طرف سے منھ نہ پھیر کہ اسکے علاوہ اور بہت سے کام رکھتا ہے حضرت بایزید قدس سرہٗ کا ایک دوست تھا مزکی ایک دن کہنے لگا کہ مین تیس برس سے رات کو نماز پڑھتا ہون اور دن کو روزہ رکھتا ہون اور یہ حالات جو آپ بیان کرتے ہین انمین سے کوئی حالت مجھ پر ظاہر نہین ہوئی حضرت بایزید نے فرمایا کہ اگر تین سو برس تو عبادت کریگا تو بھی ظاہر نہ ہوگی اسنے پوچھا کہ اسکا کیا سبب فرمایا اسکا سبب یہ ہے کہ تو اپنی خودی کے سبب سے محجوب ہے پوچھا پھر اسکا علاج کیا ہے فرمایا اسکا علاج تو نہ کرسکے گا اس دوست نے کہا کیسے تو مین وہ علاج کرونگا فرمایا نہین تو نہ کریگا وہ نہایت بجد ہوا حضرت بایزید نے فرمایا کہ نائی کے پاس جاکر ابھی ڈاڑھی منڈوا ڈال اور ننگا رہا کر فقط ایک تہ بند کمر سے باندھ اور ایک توبڑہ بھر اخروٹ گلے مین

لٹکائے اور بازار مین جاکر منادی کر کہ جو لڑکا میری گدی مین گدا لگائیگا اسے ایک اخروٹ دونگا اور اسی طرح قاضی اور متشرع لوگون کے پاس جا اس شخص نے کہا سبحان اللہ یہ کیا بات ہے جو آپ نے فرمائی حضرت بایزید نے فرمایا کہ یہ جو تو نے سبحان اللہ کہا شرک کیا کہ یہ اپنی تعظیم کی راہ سے کہا وہ بولا اور کچھ علاج بتائیے یہ مجھ سے نہ ہو سکیگا فرمایا پہلا علاج یہی ہے جو مین نے کہا اس شخص نے کہا یہ علاج تو مین نہین کر سکتا فرمایا مین نے تو خود ہی کہا تھا کہ تجھ سے علاج نہ ہو سکیگا حضرت بایزید قدس سرہ نے یہ علاج اس واسطے فرمایا کہ وہ شخص جاہ و تکبر کی طلب مین مشغول تھا ایسے مرض کا یہی علاج ہوتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ اے عیسیٰ مین جب اپنے بندے کے دلمین نگاہ کرتا ہون اور اس مین دنیا اور آخرت کچھ نہین دیکھتا تو اپنی محبت وہان دیکھ کر اسکی حفاظت کرتا ہون حضرت ابراہیم ادہم رحمہ اللہ تعالے نے مناجات کی کہ بارخدایا تو جانتا ہے کہ جو محبت تو نے مجھے عطا فرمائی اور اپنے ذکر کا جو انس تو نے مجھے مرحمت کیا اسکے سامنے بہشت میرے نزدیک پر پشہ کے برابر بھی نہین حضرت رابعہ بصری قدس سرہا سے لوگون نے پوچھا کہ رسُول کو تم کیونکر دوست رکھتی ہو کہنے لگین کہ یہ مشکل بات ہے مگر خالق کی محبت نے مخلوق کی محبت سے مجھے باز رکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لوگون نے پوچھا کہ کون سا عمل سب اعمال سے افضل ہے فرمایا کہ خدا کی محبت اور جو کچھ اسنے کیا اس پر راضی رہنا غرضکہ ایسی حدیثین اور حکایتین بہت ہین اور ان بزرگون کے احوال کے قرینہ سے خواہ مخواہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی معرفت اور اس کی محبت کی لذت بہشت کی لذت سے بہت زیادہ ہے اے عزیز تجھے اس مقام مین غور و تامل کرنا چاہیے **معرفت الٰہی کی پوشیدگی کے سبب کا بیان** اے عزیز جس چیز کا جاننا متعذر ہوتا ہے تو دو سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ وہ چیز پوشیدہ رہے ظاہر نہ ہو دوسرا یہ کہ نہایت روشن ہو کہ آنکھ اسے نہ دیکھ سکے اسی واسطے چمگادڑ رات ہی کو دیکھتا ہے دن کو نہین دیکھ سکتا اسکا سبب یہ نہین کہ رات کو چیزین ظاہر ہوتی ہین بلکہ دن کو بہت ظاہر ہوتی ہین مگر اس کی بینائی ضعیف ہے اسی طرح کمال روشنی کے سبب سے اور اس وجہ سے کہ دلون کو اس کے دریافت کرنے کی قوت نہین خدا کی معرفت دشوار ہوئی اور خدا کا نور اور ظہور یہ مثال قیاس کرنے سے معلوم ہوگا کہ اگر تو لکھا ہوا ایک خط یا سیا ہوا کپڑا دیکھتا ہے تو کوئی چیز کاتب اور درزی کی قدرت اور علم و حیات اور ارادہ سے روشن تر نہین ہوتی اسواسطے کہ انکا یہ فعل ان صفتون کو انکے باطن سے ایسا ظاہر کرتا ہے کہ علم یقینی حاصل ہو جائے اگر حق تعالے تمام علم مین ایک پرندے یا ایک نبات سے زیادہ نہ پیدا کرتا تو جو اسے دیکھتا اسے صانع کے کمال علم اور کمال قدرت اور کمال عظمت اور کمال جلال کی معرفت ضرور بالضرور حاصل ہوتی اسواسطے کہ وجود صانع پر مصنوع کی دلالت کاتب پر خط کی دلالت سے زیادہ ظاہر ہے مگر آسمان و زمین اور حیوانات اور نباتات اور سنگ و کلوخ اور جو کچھ موجود اور مخلوق وہم و خیال مین آتے ہین سب یک زبان ہو کر صانع کی بزرگی پر گواہی دیتے ہین شعر ہر گیاہے کہ از زمین روید۔ وحدہٗ لاشریک لہٗ گوید۔ دلائل کی کثرت اور روشنی کی وجہ سے معرفت پوشیدہ ہے اسواسطے کہ اگر کوئی صنعت اس کا فعل اور کوئی دوسرے کا فعل ہوتا تو معرفت ظاہر ہوتی چونکہ سب مصنوعات ایک صفت پر ہو گئے لہذا معرفت صانع پوشیدہ ہو گئی اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی چیز نور آفتاب سے زیادہ روشن نہین اسواسطے کہ سب چیزین اسی سے ظاہر ہوتی ہین لیکن آفتاب اگر رات کو غروب نہ ہو جاتا یا سایہ کے سبب سے چھپ نہ جایا کرتا

تو کسی کو نہ معلوم ہوتا کہ شلاً روے زمین پر ایک ہی نور ہے اسواسطے کہ سفیدی اور سیاہی اور اور رنگون کے سوا کچھ نہ دیکھتے اور رکھتے کہ اسکے علاوہ اور کچھ نہین پس یہ جو معلوم ہوا کہ رنگون کے علاوہ نور کوئی چیز ہے کہ رنگ اس کے سبب سے ظاہر ہوتے ہین یہ اس سبب سے معلوم ہوا کہ رات کو رنگ چھپ جاتے ہین اور اندھیرے مین اتنا پوشیدہ ہوجاتے ہین جتنا نور آفتاب مین ظاہر نہین ہوتے تو ضد آفتاب سے آفتاب کو پہچانا اسی طرح اگر خالق کا غائب اور معدوم ہوجانا ممکن ہوتا اور زمین و آسمان برہم اور ناچیز ہوجاتے تو خالق کو خواہ نخواہ لوگ پہچان لیتے مگر چونکہ سب مخلوق خالق کے موجود ہونے پر گواہی دیتے ہین ایک ہی صفت کے ہین اور یہ گواہی ہمیشہ سے تو روشن ہے پس روشنی کی وجہ سے خالق کی معرفت پوشیدہ ہے دوسری بات یہ ہے کہ بچپن سے یہ مصنوعات و مخلوقات نظر مین رہے وہ وقت ایسا تھا کہ اس بات کی عقل نہ تھی کہ مصنوعات کی گواہی کو وہ سمجھتے جب مصنوعات کے ساتھ خوگر ہوگیا تو الفت پیدا ہوگئی پھر جب سن تمیز کو پہونچا تو ان کی گواہی سے آگاہ نہین ہوتا مگر یہ کہ جب کوئی نادر جانور یا عجیب نبات دیکھتا ہے تو اس وقت اس کی زبان سے بے اختیار کلمہ سبحان اللہ نکلجاتا ہے کیونکہ شاید اسکی گواہی سے دلمین آگاہ ہوتا ہے پس جنکی بینائی ضعیف نہین وہ جو مصنوع دیکھتا ہے اسمین صانع کی صنعت دیکھتا ہے اُس مصنوع کو نہین دیکھتا کیونکہ آسمان و زمین اس نظر سے دیکھتا ہے کہ اسی کی صنعت ہے جس طرح کوئی شخص خط کو اس نظر سے نہ دیکھے کہ وہ سیاہی اور کاغذ ہے کیونکہ اس طرح وہی شخص دیکھتا ہے جو خط کو جانتا ہی نہ ہو بلکہ اس نظر سے دیکھے کہ خط آراستہ ہے حتی کہ اسمین کاتب ہی کو دیکھے جس طرح کہ تصنیف مین آدمی مصنف ہی کو دیکھتا ہے خط کو نہین دیکھتا آدمی جب اس صفت کا ہوجاتا ہے تو جس چیز مین نظر کرتا ہے خدا ہی کو دیکھتا ہے اسواسطے کہ کوئی چیز ایسی نہین جو اس کی بنائی ہوئی نہ ہو بلکہ تمام عالم اسی کی صنعت اور تصنیف ہے اے عزیز اگر ایسی چیز کو دیکھنا چاہے جو نہ اسکی مصنوع ہو نہ اسکی ذات ہو تو نہ دیکھ سکیگا اور سب مخلوق زبان فصیح سے جسے زبان حال کہتے ہین اسکے کمال قدرت اور کمال جلال و عظمت پر گواہی دیتے ہین عالم مین اس سے زیادہ روشن کوئی نہین مگر خلق اپنے ضعف کے سبب سے اس معرفت سے عاجز رہتی ہے **محبت پیدا کرنے کی تدبیر کا بیان** اے عزیز جان تو کہ محبت بزرگ ترین مقامات ہے اسکی تدبیر پہچاننا ضرور ہے جو شخص چاہتا ہے کہ کسی خوبصورت پر عاشق ہو تو اس کی پہلی تدبیر یہ ہے کہ اسکے سوا اور جو کچھ ہے سب کی طرف سے منہ پھیر کر ہمیشہ اسی کو دیکھا کرے جب اس کا چہرہ دیکھے اور اس کے ہاتھ پاؤن پوشیدہ ہون اور خوبصورت بھی ہون تو انھین بھی دیکھنے کی کوشش کرے تاکہ جو جمال دیکھے اس کے سبب سے رغبت زیادہ ہوتی جائے جب اس نظارہ بازی کی مداومت کرے گا تو خواہ نخواہ اس کے دل مین تھوڑی بہت رغبت پیدا ہوجائے گی پس محبت الٰہی کا بھی یہی حال ہے محبت الٰہی کی پہلی شرط یہ ہے کہ آدمی دنیا کی طرف سے منھ پھیرلے اور اس نابکار کی محبت سے دل کو پاک کرے اسواسطے کہ غیر خدا کی محبت خدا کی محبت سے آدمی کو باز رکھتی ہے یہ دل کو پاک کرنا ایسا ہے جیسے کوڑے کرکٹ سے زمین کو پاک کرنا پھر حق تعالےٰ کی معرفت طلب کرے کیونکہ جو شخص اسے دوست نہین رکھتا اس کا سبب یہ ہے کہ اسے جانتا ہی نہین ورنہ جمال و کمال تو بالطبع محبوب ہین حتی کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو خوب پہچانتا ہے تو محال ہے کہ وہ انھین دوست نہ رکھے اسواسطے کہ اوصاف حمیدہ بالطبع محبوب ہین آدمی معرفت حاصل کرنا

ایسا ہے جیسے زمین مین تخم ریزی کرنا پھر مداومت ذکر و فکر مین مشغول ہو یہ آب پاشی کے مثل ہے اسواسطے کہ جب کوئی شخص کسی کو بہت یاد کرتا ہے تو خواہ نخواہ یاد کرنے والے کو اسکے ساتھ ایک انس پیدا ہو جاتا ہے اے عزیز جان تو کہ کوئی مسلمان اصل محبت سے خالی نہین مگر تفاوت مین سبب سے ہوتا ہے ایک یہ کہ آدمی دنیا کی محبت اور اسکے ساتھ مشغول رہنے مین تفاوت رکھتے ہین اور ایک چیز کی محبت دوسری چیز کی محبت گھٹا دیتی ہے دوسرا سبب یہ ہے کہ معرفت مین تفاوت رکھتے ہون اسواسطے کہ عامی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالے کو اسواسطے دوست رکھتا ہے کہ فی الجملہ جانتا ہے کہ وہ بڑے عالم تھے مگر جو فقیہ ان کے بعضے علمون کی تفصیل سے خبر رکھتا ہے وہ انہین زیادہ دوست رکھیگا اسواسطے کہ عامی کی بہ نسبت اسکی شناخت زیادہ ہے اور مزنی جو امام شافعی کے شاگرد تھے اور انکے سب حالات اور علوم اور اخلاق سے خبر رکھتے تھے وہ اور فقہا سے زیادہ انھین دوست رکھتے تھے پس جو شخص خدا کی معرفت زیادہ حاصل کرتا ہے وہ اسے بہت دوست رکھتا ہے تیسرا سبب یہ ہے کہ ذکر و عبادت جسکے سبب سے انس حاصل ہوتا ہے اس مین لوگ متفاوت ہون پس ان ہی سببون سے محبت کا تفاوت ہوتا ہے مگر جو شخص خدا کو بالکل دوست ہی نہین رکھتا اس کا سبب یہ ہے کہ وہ خدا کو ہرگز جانتا ہی نہین اسواسطے کہ جس طرح ظاہر کی خوبصورتی بالطبع محبوب ہوتی ہے اسی طرح باطن کی خوبصورتی بھی مرغوب ہوتی ہے پس محبت معرفت کا نتیجہ ہے اور معرفت کاملہ حاصل کرنے کے دو طریقے ہین ایک صوفیہ صافیہ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کا طریقہ ہے وہ مجاہدہ اور باطن کو دوام ذکر سے پاک کرنا ہے حتےٰ کہ اپنے تئین اور ماسوی اللہ کو بھول جاتے ہین تب ان کے باطن مین وہ معاملات ظاہر ہوتے ہین جن سے عظمت الٰہی مشاہدہ کے مانند روشن ہو جاتی ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے دام بچھانا شاید اسمین شکار پھنسے یا نہ پھنسے اور شاید اسمین چوہا آپھنسے یا باز آپھنسے اسمین ہر ایک کی قسمت کے موافق بڑا تفاوت ہوتا ہے دوسرا طریقہ علم معرفت کا سیکھنا ہے علم کلام اور دوسرے علوم کا سیکھنا نہین علم معرفت کی پہلی بسم اللہ یہ ہے کہ عجائب مصنوعات مین آدمی تفکر کرے چنانچہ ساتوین اصل مین اس کا بیان ہو چکا ہے پھر ترقی کر کے جمال اور جلال الٰہی مین فکر کرے تاکہ اسما اور صفات کے حقائق اس پر منکشف ہون اور یہ بڑا علم ہے مرید زیرک مرشد کامل کی مدد سے یہ علم حاصل کر سکتا ہے کودن اس مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا یہ علم دام بچھانے کے مانند نہین ہے کہ اسمین شکار کے پھنسنے نہ پھنسنے کا شبہہ ہو بلکہ تجارت اور زراعت اور کسب کے مانند ہے اسکی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے بکری بکرے کا جوڑا لگایا تو خواہ نخواہ نسل بڑھے گی مال زیادہ ہوگا لیکن اگر ان پر بجلی گرے اور وہ ناگاہ ہلاک ہو جائین تو مجبوری ہے اور جو شخص معرفت کی راہ چھوڑ کر اور کسی طریقہ سے محبت ڈھونڈھے گا وہ محال طلبی کرے گا اور جو شخص معرفت کو ان دو طریقون کے سوا جو مذکور ہوا اور کسی طریقہ سے ڈھونڈھے گا وہ ناکام رہیگا اور جو شخص سمجھتا ہے کہ بے محبت الٰہی سعادت آخرت کو پہونچے گا اسکی سمجھ غلطی پر ہے اسواسطے کہ آخرت کے یہی معنی ہین کہ تو خدا تک پہونچ جائے اور جب کوئی شخص ایک چیز تک پہونچا تو اگر پہلے سے دوست رکھتا تھا اور عوائق کے سبب سے اس سے محجوب تھا اور ایک زمانہ اس چیز کے شوق مین گزرا تھا تو جب وہ عوائق اور موانع رفع دفع ہو جاتے ہین اور وہ شائق اس چیز تک پہونچتا ہے تو بڑے مزے مین ہو جاتا ہے یہی سعادت ہے اور اگر پہلے سے اس چیز کو دوست نہ رکھتا تھا تو اسے کچھ بھی لذت نہین ملتی اگر اسے کم دوست رکھتا تھا تو کم لذت پاتا ہے تو عشق و محبت کی قدر سعادت ہوتی ہے اور اگر معاذ اللہ اپنے باطن مین اس چیز کے مخالف کے ساتھ

الفت اور مناسبت پیدا کی ہوگی تو جو حالت آخرت مین ظاہر ہوگی وہ اسکے مخالف ہوگی اسکے سبب سے وہ ہلاک ہوگا اور رنج و مصیبت مین پڑے گا جس چیز کے سبب سے اور لوگ سعید ہون گے وہ اسی کے سبب سے شقی ہو جائے گا اسکی مثال یہ ہے **حکایت** ایک خاکروب عطر سازون کے بازار مین گیا اور وہان کی خوشبوئین سونگھ کر بیہوش ہو کر گر پڑا لوگ آ آ کر اس پر گلاب چھڑکنے لگے اور اسے مشک سنگھانے لگے اس کا حال اور بھی بدتر ہوتا جاتا تھا حتی کہ ایک شخص وہان آیا اس نے بھی کسی زمانہ مین خاکروبی کی تھی اس نے اس کا حال پہچانا اور ذرا سی آدمی کی نجاست لاکر بھگوئی اور اسکی ناک مین مل دی وہ فوراً ہوش مین آگیا اور کہنے لگا کہ خوشبو یہ ہے پس جس نے لذت دنیا کے ساتھ انس پیدا کیا ہے کہ وہ اسکی معشوقہ ہوگئی وہ اس خاکروب کے مثل ہے اور جس طرح اس خاکروب نے عطر سازون کی بازار مین وہ نجاست بنائی تھی بلکہ جو خوشبو دار چیزین وہان تھین وہ اسکے مخالف تھین اور اسے اسکے سبب سے رنج و اذیت زیادہ ہوئی اور جس نجاست سے اسنے الفت و محبت پیدا کی تھی وہ وہان نہ تھی اسی طرح بازار آخرت مین بھی دنیا کی شہوتون مین سے کوئی چیز آدمی نہ پائے گا اور جو نعمتین وہان ہونگی وہ سب اسکی طبیعت کے برخلاف ہونگی پس وہی نعمتین اسکے رنج و مصیبت اور اسکی شقاوت کا سبب ہون گی آخرت عالم ارواح اور عالم جمال الٰہی ہے کیونکہ جمال الٰہی وہان ظاہر ہوگا سعید وہی شخص ہے جسنے اپنی طبیعت کو دنیا ہی اسکے ساتھ مناسبت دی ہو حتی کہ وہ اسکے موافق ہو جائے اور سب ریاضتین اور عبادتین اور معرفتین اسی مناسبت کے واسطے ہین اور محبت خود یہی مناسبت ہے یہ جو حق تعالے نے فرمایا ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا اس کے یہی معنی ہین اور دنیا کی سب معصیتین اور شہوتین اور محبتین اس مناسبت کی ضد ہین آیہ کریمہ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا سے یہی مراد ہے ارباب بصیرت اس مضمون کے مشاہدے مین حد تقلید سے گزر گئے ہین اور صدق پیغمبر سے اس مضمون کو پہچانا ہے بلکہ اسکے سبب سے صدق پیغمبر کو بے معجزہ کے یقینی سمجھے ہین اسواسطے کہ جو شخص علم طب جانتا ہے وہ جب کسی طبیب کی بات سنتا ہے پہچان جاتا ہے کہ یہ طبیب ہے اور جب دوکاندار حکیم کی بات سنتا ہے تو سمجھتا ہے کہ یہ جاہل ہے پس اس طریقے سے سچے نبی کی نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالے سے یقیناً آدمی پہچان لیتا ہے پھر جو کچھ اپنی بصیرت کے زور سے پہچان سکتا ہے اسے اکثر مین سے پہچانتا ہے اور یہ علم یقینی ہے اس علم کے مثل نہین ہے جو عصا کے اژدہا ہونے سے حاصل ہوا اسواسطے کہ یہ علم اس خطر مین ہے کہ گوسالے کی آواز سے باطل ہو جائے کیونکہ سحر اور معجزہ مین تمیز کرنا علم یقینی کی طرح آسان نہین ہے **محبت الٰہی کی علامتون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ محبت ایک گوہر عزیز ہے اور محبت کا دعوی کرنا آسان نہین پس آدمی کو یہ گمان کرنا نہ چاہیے کہ مین محبون مین سے ہون اسواسطے کہ محبت کی علامت اور دلیل ہے اسے اپنی ذات سے طلب کرنا چاہیے وہ سات دلیلین ہین پہلی یہ کہ موت سے ناراض نہ رہے اسواسطے کہ کوئی محب اپنے محبوب کے دیدار سے کراہت نہین رکھتا جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص خدا کے دیدار کو دوست رکھتا ہے خدا بھی اسکے دیدار کو دوست رکھتا ہے بویطی قدس سرہ نے ایک زاہد سے پوچھا آیا تو موت کو دوست رکھتا ہے اس نے جواب مین توقف کیا بویطی نے کہا کہ اگر تو صادق ہوتا تو موت کو دوست رکھتا مگر یہ بات جائز ہے کہ آدمی کو محبت ہو اور موت کے جلدی آنے سے کراہت رکھتا ہو اصل موت سے کراہت نہ رکھتا ہو اسواسطے کہ ابھی آخرت کا توشہ تیار نہ کیا ہوگا تاکہ

اب تیار کرلے اور اسکی علامت یہ ہے کہ ہمیشہ زاد آخرت کی فکر مین لگا رہے دوسری دلیل یہ ہے کہ اپنے محبوب کو خدا کے محبوب پر نثار کردے اور جس چیز کو اپنے حق مین قرب خدا کا سبب سمجھے اسے نہ چھوڑے اور جو چیز اسکی دوری کا سبب ہو اس سے دور رہے یہ اس شخص کا حال ہوتا ہے جو کہ اپنے تمام دل سے خدا ہی کو دوست رکھے جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی اس شخص کو دیکھا چاہے جو خدا کو پورے دل سے دوست رکھتا ہو تو سالم کو جو حذیفہ کا غلام آزاد ہے دیکھ لے پس جو شخص گناہ کرے تو یہ اس بات پر دلیل نہین کہ اسے محبت ہی نہین بلکہ اس بات پر دلیل ہے کہ اسے پورے دل سے محبت نہین ہمارے اس دعوے پر یہ دلیل ہے کہ نعیمان کو شراب خواری کی وجہ سے کئی بار جب حد ماری گئی تو ایک صحابی نے اسپر لعنت کی رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لعنت نہ کر اسواسطے کہ وہ خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے حضرت فضیل رحمہ اللہ تعالےٰ نے ایک شخص سے کہا کہ اگر لوگ تجھ سے پوچھین کہ کیا تو خدا کو دوست رکھتا ہے تو خاموش رہ اسواسطے کہ اگر کہے گا کہ دوست نہین رکھتا ہون تو کافر ہو جائے گا اور اگر کہے گا کہ دوست رکھتا ہون تو تیرے اعمال خدا کے دوستون کے اعمال سے نہین تیسری دلیل یہ ہے کہ ذکر الٰہی اس کے دل پر ہمیشہ تازہ رہے اور بے تکلف اسکا شائق رہے اسواسطے کہ جو شخص کسی چیز کو دوست رکھتا ہے تو اکثر اس چیز کا ذکر کیا کرتا ہے اور اگر محبت کامل ہوتی ہے تو اسے کبھی نہین بھولتا پس اگر تکلف سے دل کو ذکر پر لگاتا ہے تو اس بات کا خوف ہے کہ اسکا محبوب وہی ہے جس کا ذکر اس کے دل پر غالب ہے شاید اسکے دل پر خدا کی محبت غالب نہین مگر اسکی محبت کی محبت غالب ہے کیونکہ چاہتا ہے کہ اسے دوست رکھون اور محبت اور چیز ہے اور محبت کی محبت اور چیز ہے چوتھی دلیل یہ ہے کہ قرآن کو کہ اسکا کلام ہے اور رسول کو اور ہر چیز کو جو اس کی طرف منسوب ہو دوست رکھے جب یہ دوستی مضبوط ہو گئی تو تمام خلق کو دوست رکھے کہ سب خدا کے بندے ہین بلکہ تمام موجودات کو دوست رکھے کہ سب اسی کے مخلوق ہین مثلاً آدمی جب کسی کو دوست رکھتا ہے تو اسکی تصنیف اور اسکے خط کو بھی دوست رکھتا ہے پانچوین دلیل یہ ہے کہ خلوت اور مناجات پر حریص رہے اور رات ہونے کا آرزو مند رہے تاکہ عوائق اور موانع کی زحمت دور ہو اور خلوت مین دوست کے ساتھ مناجات کرے جب رات دن نیند اور بات چیت کو خلوت سے زیادہ دوست رکھے گا تو اسکی محبت ناقص ہے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد خلق کے ساتھ انس و محبت نہ کر اس واسطے کہ دو آدمی میری درگاہ سے محروم رہتے ہین ایک وہ جو طلب ثواب مین جلدی کرے اور جب دیر کو اسے ملے تو کاہل ہو جائے دوسرا وہ جو مجھے بھول کر اپنے خیال مین مشغول رہے اسکی علامت یہ ہے کہ مین اسے اسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہون اور دنیا مین اسے حیران رکھتا ہون پس جب خدا کی محبت کامل ہو جاتی ہے تو ماسوی اللہ کی محبت باقی ہی نہین رہتی بنی اسرائیل مین ایک عابد رات کو نماز پڑھتا تھا ایک درخت پر کوئی مرغ خوش الحان بولا اسکے نیچے جاکر وہ عابد نماز پڑھنے لگا اس زمانہ مین جو رسول علیہ السلام تھے انپر وحی آئی کہ اس عابد سے کہدو کہ تو نے ایک مرغ خوش آواز کے ساتھ محبت کی تیرا ایک درجہ کم ہو گیا پھر کسی عمل سے اس درجے کو تو نہ پائے گا اور کچھ لوگ خدا سے محبت اور مناجات کر کے اس مرتبہ کو پہونچ گئے ہین کہ ان کے گھر کے دوسرے کونے مین آگ لگی اور انھین خبر بھی نہ ہوئی ایک بزرگ کو کوئی بیماری تھی اس سبب سے نماز پڑھنے مین ان کا پاؤن کاٹ ڈالا انھین خبر تک نہ ہوئی اور حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی آئی کہ

اے داؤد جسنے میری محبت کا دعویٰ کیا اور رات بھر سوتا رہا وہ جھوٹا ہے دوست کیا دوست کا دیدار نہین چاہتا اور جو مجھے ڈھونڈھتا ہے مین اسکے ساتھ ہون حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ بار خدایا تو کہان ہے کہ مین تجھے ڈھونڈھون ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ جب تونے مجھے ڈھونڈھنے کا قصد کیا مجھے پالیا چھٹی دلیل یہ ہے کہ اسپر عبادت آسان ہو گران نہ گزرتی ہو کسی عابد نے کہا ہے کہ تمیس برس تک جانکنی کے ساتھ مین نے اپنے تئین نماز تہجد پر مستعد رکھا پھر اور تمیس برس تک اسکے سبب سے مین نے مزہ اٹھایا جب محبت پکی ہوجاتی ہے تو کوئی لذت عبادت کی لذت کو نہین پہونچتی عبادت دشوار کیونکر ہوگی ساتوین دلیل یہ ہے کہ خدا کے سب فرمانبردار بندون کو دوست رکھے اور سب پر مہربان رہے کافرون اور عاصیون سے عداوت رکھے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے اَشِدَّآءُ عَلَے الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ کسی پیغمبر علیہ السلام نے حق تعالےٰ سے پوچھا کہ بار خدایا تیرے محب کون لوگ ہین ارشاد ہوا کہ وہ لوگ ہین کہ جسطرح بچہ اپنی مان کا دیوانہ رہتا ہے اس طرح وہ میرے شیفتہ رہین اور جس طرح چڑیا اپنے گھونسلے مین پناہ لیتی ہے اس طرح وہ میرے ذکر سے پناہ لین اور جس طرح شیر غصّہ کی حالت مین کسی سے نہین ڈرتا اس طرح وہ جب کسی بندے سے گناہ دیکھتے ہین تو غصّہ مین آتے ہین لیکن اس قسم کی بہت سی دلیلین اور علامتین ہین جسے محبت کاملہ ہوتی ہے اس مین یہ سب علامتین پائی جاتی ہین اور جس مین بعضی علامتین ہون اسکی محبت ناقص ہے **خدا تعالےٰ کے شوق کا بیان** اے عزیز جان تو کہ جو شخص محبت الٰہی کا منکر ہے وہ اسکے شوق کا بھی منکر ہے اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دعاؤن مین یہ دعا داخل ہے اَسْئَلُکَ[1] الشَّوْقَ اِلٰی لِقَآئِکَ وَلَذَّۃَ النَّظَرِ اِلٰی وَجْھِکَ الْکَرِیْمِ اور حق تعالےٰ رسول مقبول صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی زبانی فرماتا ہے طَالَ شَوْقُ الْاَبْرَارِ اِلٰی لِقَآئِیْ وَاَنَا اِلٰی لِقَآئِھِمْ لَاَشَدُّ شَوْقًا یعنی نیک بندے میری ملاقات کے بہت شائق ہین اور مین ان سے بھی زیادہ ان کا مشتاق ہون پس اے عزیز تجھے شوق کے معنی معلوم کرنا چاہیے لوگ جسے ہرگز جانتے ہی نہین اس کا شائق ہونا محال ہے اور جسے جانتے ہین اور وہ سامنے موجود ہے اور اسے دیکھ رہے ہین تو بھی اسکا شوق نہ پایا جائے گا پس شوق ایسی چیز کا ہوتا ہے جو ایک وجہ سے حاضر ہو اور ایک وجہ سے غائب ہو جیسے معشوق کہ خیال مین حاضر نظر سے غائب ہوتا ہے اس کا شوق دل مین رہتا ہے شوق کے یہ معنی ہین کہ آدمی اپنے محبوب کو ڈھونڈھے تاکہ وہ آنکھون کے سامنے آئے اور ادراک پورا ہوجائے پس اس بات سے تجھے معلوم ہوگا کہ دنیا مین شوق سے خدا رسی ممکن نہین اسواسطے کہ حق تعالےٰ معرفت مین حاضر اور مشاہدہ مین غائب ہے جسطرح دیدار کمال خیال ہے اسیطرح مشاہدہ کمال معرفت ہے اور یہ شوق موت کے سوا اور کسی چیز سے نہین جاتا اور ایک قسم کا اور شوق باقی رہتا ہے جو آخرت مین بھی نہ جائیگا اسواسطے کہ اس جہان مین ادراک کا نقص دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ معرفت اس دیدار کے مانند ایک ادراک ہے جو باریک پردے کی آڑ سے ہو یا اس دیدار کے مثل ہے جو اندھیرے منھ جھٹپٹے وقت آفتاب نکلنے کے پہلے ہو یہ ادراک آخرت مین خوب روشن ہوجائیگا اور یہ شوق جاتا رہیگا دوسری وجہ یہ ہے کہ کوئی شخص معشوق رکھتا ہے اور اسنے اس معشوق کا چہرہ دیکھا ہو مگر اسکے بال اور اعضا نہ دیکھے ہون اور جانے کہ وہ سراپا خوبصورت ہے تو اس شخص کو اسکے دیدار کا شوق ہوتا ہے اسی طرح جناب الٰہی کے جمال باکمال کی نہایت نہین اگرچہ کوئی بہت کچھ جان لے مگر جو کچھ باقی رہ گیا ہے وہ زیادہ ہوگا اس واسطے کہ خدا کے معلومات کی

---

[1] مانگتا ہون مین تیری ملاقات کا شوق اور تیرا بزرگ منھ دیکھنے کی لذت ۱۲۔

نہایت نہین اور جب تک سب کو نہ جان لے گا تب تک حضرت الٰہی کا جمال تمام و کمال نہ دریافت کیا ہوگا اور یہ بات آدمی کو نہ اس جہان مین ممکن ہے نہ اس جہان مین اسواسطے کہ آدمی کا علم ہرگز بے نہایت نہین ہوتا پس جسقدر آخرت مین دیدار زیادہ ہوگا اُسی قدر لذت بھی زیادہ ہوگی اور وہ بے نہایت ہے جب دل کی نظر اس چیز پر ہوتی ہے جو حاضر ہے تو اسکے سبب سے اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ بالکل فرحت اور مسرت ہوجاتا ہے اسے انس کہتے ہین اور جب دل کی نظر اسکی طرف ہو جو باقی رہ گیا ہے تو طلب و تقاضا دل کا حال ہوتا ہے اسے شوق کہتے ہین اس انس اور شوق کی انتہا نہین نہ دنیا مین نہ آخرت مین وہ لوگ آخرت مین ہمیشہ یہی کہتے رہین گے رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا[ل] اسواسطے کہ جمال الٰہی مین سے جو کچھ ظاہر ہوگا وہ نورہی نور ہوگا اور ان لوگون کو تمام و کمال کی طلب ہوتی ہے مگر اسکی انتہا کو نہین پہونچ سکتے اسواسطے کہ حق سبحانہ تعالےٰ کے سوا اور کوئی حق سبحانہ تعالےٰ کو بدرجہ کمال نہین پہچانتا اور بدرجہ کمال پہچان نہین سکتا تو بدرجہ کمال دیکھ بھی نہ سکے گا مگر مشتاقون کے واسطے راہ کھلی رہے گی تاکہ ہمیشہ وہ کشف اور دیدار بڑھتا رہے اور لذت بے نہایت جو بہشت مین ہے اسکی حقیقت یہی ہے اور اگر یہ حقیقت نہ ہوتی تو شاید لذت پر آگاہی حاصل ہونے سے لذت کم ہوجاتی کیونکہ جو چیز ہمیشہ ملتی ہے اور دل اسکا خوگر ہوجاتا ہے اس سے حلاوت نہین حاصل ہوتی تاوقتیکہ کوئی تازہ چیز اسے پہونچے پس اہل جنت کی لذتین ہر لحظہ تازہ ہوتی رہین گی حتی کہ جو لذت دلمین آئے وہ ان نعمتون کے سامنے حقیر اور ناچیز معلوم ہوگی اس واسطے کہ وہ نعمتین روز بروز زیادہ ہوتی جائینگی اے عزیز اس اصل سے بھی تو نے انس کے معنی پہچانے کہ جو کچھ حاضر ہے اس کی طرف حالت دل کی اضافت کا نام انس ہے بشرطیکہ جو کچھ باقی رہا ہے اسکی طرف دل التفات نہ کرے اور جب باقی ماندہ کی طرف التفات کرے تو وہ شوق کی حالت ہے پس حق تعالےٰ کے سب محب دنیا اور آخرت مین انس و شوق مین پھرتے رہتے ہین اخبار داؤد علیہ السلام مین ہے کہ حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے داؤد زمین کے باشندون کو میری طرف سے خبر دے کہ مین اسکا دوست ہون جو مجھے دوست رکھے اور اسکا ہمنشین ہون جو میرے ساتھ خلوت مین بیٹھے اور اس کا مونس ہون جو میری یاد سے انس کرے اور اسکا رفیق ہون جو میرا رفیق ہے اور اسکا برگزیدہ کرنے والا ہون جو مجھے برگزیدہ کرے اور اس کا فرمانبردار ہون جو میری فرمانبرداری کرے اور جس بندہ نے مجھے دوست رکھا اور مین نے جانا کہ یہ دل سے مجھے دوست رکھتا ہے تو اسے بیشک اورون پر مقدم کرتا ہون اور جو مجھے ڈھونڈے گا بیشک پائیگا اور جو شخص دوسرے کو ڈھونڈے گا مجھے نہ پائے گا اے زمین والون جن کامون پر تم فریفتہ ہو ان مین تامل کرو میری صحبت اور مجالست اور موانست کی طرف ملتفت ہو اور میرے ساتھ انس کرو تاکہ مین تمھارے ساتھ انس کرون مین نے اپنے دوستون کی سرشت اور طینت اپنے دوست ابراہیم اور اپنے ہمراز موسےٰ اور اپنے برگزیدہ محمد صلے اللہ علیہم اجمعین کی سرشت اور طینت سے پیدا کی ہے اور مین نے اپنے مشتاقون کے دلون کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور اپنے جلال سے پرورش فرمایا ہے کسی نبی علیہ السلام پر وحی آئی کہ میرے بندے ہین کہ وہ مجھے دوست رکھتے ہین مین انھین دوست رکھتا ہون وہ میرے آرزومند ہین مین انکا آرزومند ہون وہ مجھے یاد کرتے ہین مین انھین یاد کرتا ہون انکی نظر میری طرف ہے

ل اے پروردگار ہمارے پورا کردے واسطے ہمارے نور ہمارا ۱۲۔

میری نظر اُن کی طرف ہے اگر تو بھی انکی راہ اختیار کریگا تو تجھے مین دوست رکھونگا اور اگر انکی راہ سے پھریگا تو تجھے دشمن رکھونگا یہ اور ایسی بہت حدیثین محبت اور شوق اور انس کے باب مین وارد ہین یہان اسی قدر کافی ہین **رضا کی فضیلت کا بیان** اے عزیز جان تو کہ قضائے الٰہی پر راضی رہنا بہت بلند مقام ہے اس سے بڑھ کر کوئی مقام نہین اسواسطے کہ محبت بہت بزرگ مقام ہے اور جو کچھ خدا کرے اسپر راضی رہنا محبت ہی کا ثمرہ ہے اور ہر ایک محبت کا ثمرہ نہین ہے بلکہ اسی محبت کا ثمرہ ہے جو بدرجہ کمال ہو اسی واسطے جناب سرور انبیا علیہ الصلوۃ والثنا نے فرمایا ہے اَلرِّضَآءُ بِالْقَضَآءِ بَابُ اللّٰہِ الْاَعْظَمُ یعنی قضاے الٰہی پر راضی رہنا خدا کی بڑی درگاہ ہے جب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم سے پوچھا کہ تمھارے ایمان کی کیا علامت ہے انھون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ بلا مین ہم صبر کرتے ہین اور نعمت پر شکر کرتے ہین اور قضائے الٰہی پر راضی رہتے ہین تب آپ نے فرمایا کہ اس قوم کے لوگ حکما اور علما ہین کمال علم کی وجہ سے ان کا مرتبہ انبیا کے مرتبہ کے قریب ہے اور فرمایا ہے کہ جب قیامت آئے گی تو میری امت کے ایک گروہ کو حق تعالےٰ پر و بال عطا فرمائے گا وہ لوگ بہشت مین اڑ جائین گے فرشتے ان سے پوچھین گے کہ تم حساب اور میزان اور پل صراط سے فراغت کر چکے یہ لوگ کہین گے کہ ہم نے تو ان چیزون مین سے کچھ بھی دیکھا تک نہین فرشتے پوچھین گے کہ تم کون لوگ ہو یہ کہین گے کہ ہم محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی امت مین سے ہین فرشتے پوچھین گے کہ تم نے کیا عمل کیا تھا کہ یہ سب بزرگیان پائین یہ کہین گے کہ ہم مین دو خصلتین تھین ایک یہ کہ خلوت مین حق تعالےٰ سے شرما کر ہم گناہ نہ کرتے تھے دوسری یہ کہ تھوڑا سا رزق جو حق تعالےٰ ہمین عنایت فرماتا تھا اس پر ہم راضی رہے ملائکہ کہین گے کہ پھر کیون نہ ہو یہ درجہ تمھارا ہی حق ہے کچھ لوگون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ حق تعالےٰ سے پوچھیے کہ وہ کیا بات ہے جس مین تیری رضامندی حاصل ہو تاکہ ہم اسپر عمل کرین وحی آئی کہ تم میرے حکم پر راضی رہو مین تم سے راضی رہونگا حضرت داؤد علیہ السلام پر حقتعالےٰ نے وحی بھیجی کہ میرے دوستون کو دنیا کے غم سے کیا کام غم دنیا انکے دلون سے لذت مناجات دور کردیگا اے داؤد مین اپنے دوستون سے اسی بات کو دوست رکھتا ہون کہ وہ روحانی رہین کسی چیز کا غم نہ کھائین اور دنیا سے کبھی دل نہ لگائین جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے فرمایا کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مین وہ خدا ہون کہ میرے سوا اور کوئی خدا نہین جو کوئی میری بلا پر صبر اور میری نعمت پر شکر نہ کریگا اور میری قضا پر راضی نہ رہے گا اس سے کہدو کہ دوسرا خدا ڈھونڈھ لے اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مین نے تقدیر کی اور تدبیر کی اور اپنی صنعت کو مضبوط کردیا اور جو کچھ ہوگا اسکا حکم کرچکا جو اسپر راضی ہے اس سے مین بھی راضی ہون اور جو ناراض ہے مین اس پر غصّہ مین ہون جتنک وہ مجھے دیکھے اور فرمایا ہے کہ حق تعالےٰ ارشاد کرتا ہے کہ مین نے خیر و شر پیدا کیے نیکبخت وہ شخص ہے جسے خیر کے واسطے پیدا کیا اور خیر کو اسکے ہاتھ پر آسان کردیا اور بدبخت وہ ہے جسے شر کے واسطے پیدا کیا اور شر کو اس کے ہاتھ پر آسان کردیا اور افسوس ہے اس پر جو چون و چرا کرے ایک نبی علیہ السلام بیس برس تک گرسنگی اور برہنگی اور بڑی محنت و مصیبت مین گرفتار رہے اور انکی دعا قبول نہ ہوتی تھی پھر وحی آئی کہ زمین و آسمان پیدا کرنے کے پہلے مین نے تیرے نصیب مین یہی تقدیر کیا تھا کیا تو چاہتا ہے کہ زمین و آسمان کی خلقت اور مملکت کو تیرے واسطے نئے سرے

پیدا کرون اور جو حکم کر چکا ہون اسے بدل ڈالون تاکہ جو تو چاہتا ہے وہ ہو جو مین چاہتا ہون وہ نہ ہو اور تیرے ارادے کے موافق کام ہو میری مرضی کے موافق نہ ہو مجھے قسم ہے اپنی عزت کی کہ اگر پھر تیرے دلمین یہ خطرہ رہے گا تو انبیا کے دفتر سے تیرا نام مٹا دونگا حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ بیس برس کامل مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی جو کچھ مین نے کیا کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ یہ تو نے کیون کیا اور جو کچھ مین نے نہ کیا کبھی آپ نے یہ نہ فرمایا کہ تو نے کیون نہ کیا مگر جب کوئی اور میرے ساتھ جھگڑتا تو آپ فرماتے کہ اگر تقدیر مین ہوتا تو یہ کام ہو جاتا حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے داؤد تو اور کچھ چاہتا ہے مین اور کچھ جو مین چاہتا ہون وہی ہوگا اگر تو میرے ارادے پر راضی رہے گا تو جو تو چاہتا ہے وہ بھی دونگا اور اگر ناراض ہوگا تو تیری خواہش مین تجھے غمگین کرونگا اور پھر وہی ہوگا جو میرا ارادہ ہو خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ مین اسی بات مین خوش ہون جو مقدر مین ہے وہ جو کچھ ہو اور ان سے کسی نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو بولے جو حکم الٰہی ہو چکا ہے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ اگر مین آگ کھاؤن تو آگ کھانے کو اس بات سے زیادہ دوست رکھتا ہون کہ جو چیز نہ ہوا سے کہون کہ کاش کہ ہوتی اور جو ہوا سے کہون کہ کاش کہ نہ ہوتی بنی اسرائیل کے ایک بڑے عابد نے عبادت مین مدت تک بڑی کوشش اور محنت کی پھر خواب مین دیکھا کہ اُس سے کوئی کہتا ہے کہ فلانی عورت بہشت مین تیری رفیق ہے عابد نے اسے ڈھونڈھا تاکہ اسکی عبادت دیکھے اُسے نہ رات کو نماز پڑھتے دیکھا نہ دن کو روزہ رکھتے مگر فرائض بجالاتی تھی عابد نے اس سے کہا کہ مجھے بتا تو کہ تیرا کردار کیا ہے اس نے کہا یہی جو تو نے دیکھا عابد نے جب بہت منت کی تو سوچ کر کہنے لگی کہ مجھ مین ایک خصلت ہے کہ اگر بلا بیماری مین مبتلا رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ آرام اور صحت مین رہون اور اگر دھوپ مین رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ سایہ مین رہون اور اگر سایہ مین رہتی ہون تو یہ نہین چاہتی کہ دھوپ مین ہون خدا جس امر کا حکم کرتا ہے اس مین راضی رہتی ہون عابد نے سر پہ ہاتھ رکھکر کہا کہ یہ چھوٹی خصلت نہین بہت بڑی خصلت ہے

رضا کی حقیقت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ ایک گروہ نے کہا ہے کہ مصیبت اور بلا پر اور جو چیز خواہش کے برخلاف ہو اسپر راضی رہنا ممکن ہی نہین بلکہ غایت الامر یہ ہے کہ آدمی صبر کرے حالانکہ یہ کہنا خطا ہے بلکہ جب محبت غالب ہوئی تو جو امر خواہش کے برخلاف ہو اس پر بھی دو وجہ سے راضی رہنا ممکن ہے ایک یہ کہ آدمی عشق مین ایسا مدہوش اور مستغرق ہو جائے کہ اپنی تکلیف اور درد کی خبر بھی نہ ہو جیسے کہ کوئی آدمی ایسا ہوتا ہے کہ حرب اور جنگ مین اس پر غصہ ایسا غالب ہوتا ہے کہ اسکے بدن مین جو زخم لگتے ہین اُنکا درد اُسے کچھ معلوم ہی نہین ہوتا تاوقتیکہ خون آنکھ سے نہ دیکھے اور کوئی شخص ایسا ہوتا ہے کہ جب کسی چیز کے لالچ مین دوڑتا ہے اور اس کے پاؤن مین کانٹا گڑ جاتا ہے تو اُسے خبر نہین ہوتی اور جب دل کی طرف مشغول ہوتا ہے تو آدمی کو اپنی بھوک پیاس کی خبر نہین ہوتی جب یہ باتین مخلوق کے عشق اور دنیا کی حرص مین ممکن ہین تو حق تعالےٰ کے عشق اور آخرت کی محبت مین کیون نہ ممکن ہون گی اور یہ امر تو معلوم ہی ہے کہ باطن کی خوبصورتی ظاہر کی خوبصورتی سے بہت بڑی ہے اسواسطے کہ صورت ظاہر تو ایک کھال لے کر گھورے پر تان دی ہے اور چشم بصیرت جس سے باطن کا جمال معلوم ہوتا ہے ظاہری آنکھ سے بمراتب روشن تر ہے اسواسطے کہ ظاہری آنکھ اکثر خطا کرتی ہے کبھی بڑی چیز کو چھوٹی اور دور کو نزدیک دکھتی ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ درد تو معلوم ہو لیکن چونکہ سمجھتا ہے

کہ میرے دوست کی رضامندی اسی مین ہے لہذا خود بھی راضی رہتا ہے مثلاً اگر کوئی دوست اسے حکم کرتا ہے کہ تو اپنے بدن سے خون نکال یا کڑوی دوا کھا تو اس اذیت مین وہ راضی رہتا ہے تاکہ اس حیلہ سے اپنے دوست کی رضامندی حاصل ہو پس جو کوئی سمجھے گا کہ حق تعالےٰ کی رضامندی اسی مین ہے کہ بندہ اُسکے حکم پر راضی رہے تو وہ محتاجی بیماری محنت بلا مین راضی رہے گا جس طرح لالچی دنیادار سفر کی محنت اور دریا کے خطر اور بہت سی مشقتون پر راضی رہتا ہے اور بہت سے خدا کے محب اس درجہ کو پہونچے ہین حضرت فتح موصلی کی بی بی رحمہا اللہ تعالےٰ کا ناخن اکھڑ گیا وہ ہنسنے لگین حضرت فتح موصلی نے ان سے پوچھا کہ کیا تمھین درد نہین معلوم ہوتا ہے انھون نے جواب دیا کہ مجھے ثواب کی خوشی اسقدر رہے کہ درد نہین معلوم ہوتا ہے حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالےٰ کے ایک مرض تھا وہ اسکی دوا نہ کرتے تھے لوگون نے کہا کہ آپ دوا کیون نہین کرتے جواب دیا کہ دوستو تم یہ نہین جانتے کہ دوست کا لگایا ہوا زخم درد نہین کرتا حضرت جنید نے کہا ہے کہ حضرت سری سقطی قدس سرہما سے مین نے پوچھا کہ جو محب خدا ہوتا ہے وہ بلا سے غمگین ہوتا ہے کہا نہین مین نے پوچھا اگر اسے تلوار سے مارین کہا تو بھی غمگین نہین ہوتا گو کہ تلوار سے ستر زخم اسے لگائین ایک محب خدا کا قول ہے کہ جس چیز کو خدا دوست رکھتا ہے اُسے مین بھی دوست رکھتا ہون اگر وہ یہی چاہے کہ مین دوزخ مین جاؤن تو اس پر بھی مین راضی ہون اور اسے بھی دوست رکھتا ہون حضرت بشر حافی قدس سرہٗ کہتے ہین کہ کسی نے ایک شخص کو بغداد مین ہزار لاٹھیان مارین اور اسنے اُف بھی نہ کی مین نے پوچھا کہ اے شخص تو نے منھ سے آواز کیون نہ نکالی کہنے لگا کہ اسواسطے کہ میرا معشوق سامنے تھا اور دیکھ رہا تھا مین نے کہا کہ بھلا اگر بڑے معشوق کو تو دیکھتا تو کیا کرتا بس اسنے ایک نعرہ مارا اور مر گیا وہی حضرت یہ بھی کہتے ہین کہ ابتدائے ارادت مین مین شہر عبادان کو جاتا تھا ایک جذامی دیوانہ کو زمین پر پڑے دیکھا چونٹیان اُسکا گوشت کھاتی تھین مین نے ترس کھا کر اس کا سر اٹھا کر اپنی گود مین رکھ لیا جب وہ ہوش مین آیا تو کہنے لگا کہ یہ کون فضولی تھا جسنے میرے اور میرے مالک کے درمیان مین اپنا دخل دیا قرآن شریف مین مذکور رہے کہ جو عورتین حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھنے گئی تھین انھون نے حضرت یوسفؑ کی عظمت جمال سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خبر بھی نہ ہوئی اور مصر مین قحط تھا لوگ جب بھوکے ہوتے تو حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار کو آتے اور اپنی بھوک بھول جاتے یہ بات مخلوق کے جمال کے اثر سے تھی تو اگر کسی پر خالق کا جمال مکشوف ہو تو کیا تعجب ہے جو وہ بلا اور مصیبت سے بیخبر ہو جائے ایک مرد صحرا مین تھا خدا کے ہر حکم پر راضی ہو کر کہتا کہ اسی مین خیر ہے ایک کتا اسکے اسباب کی نگہبانی کیواسطے اور ایک گدھا بار برداری کے لیے تھا اور ایک مرغ اسکا جگانے کے واسطے تھا ایک بھیڑیے نے آکر گدھے کا پیٹ پھاڑ ڈالا وہ مرد بولا اسی مین خیر ہے اور کتے نے مرغ کو مار ڈالا وہ بولا اسی مین خیر ہے اور وہ کتا بھی کسی سبب سے ہلاک ہوا پھر اس نے کہا اسی مین خیر ہے اس کے اہل و عیال رنجیدہ ہو کر کہنے لگے کہ جو کچھ حادثہ ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ اسی مین خیر ہے یہ کیا بات ہے اسواسطے کہ یہ جانور ہمارے ہاتھ پاؤن تھے وہ ہلاک ہو گئے اسنے کہا کہ چاہیے تو اسی مین خیر ہو دوسرے دن جو اُٹھے تو کیا دیکھتے ہین کہ انکے گرد و پیش اور جو لوگ تھے انھین چورون نے مار ڈالا اور سب اسباب لے گئے کتے اور مرغ کی آواز نہ ہونے کے سبب سے ان لوگون کا جان و مال بچ گیا اس مرد نے اپنے اہل و عیال سے کہا کہ تم نے دیکھا کہ خدا کے کام کی بہتری اُسی کو معلوم ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک مرد کی طرف گزرے

کہ اندھا اور کوڑھی اور جذامی تھا اور اسکا بدن دونون طرف سے شل تھا وہ بے دست و پا کہتا تھا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے مجھے اس بلا سے محفوظ رکھا جسمین بہتیری خلق مبتلا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ وہ کون سی بلا باقی ہے جس سے خدا نے تجھے محفوظ رکھا اسنے کہا کہ مین اُس شخص کی بہ نسبت حفاظت اور خیر وعافیت مین ہون جس کے دلمین خدا نے یہ معرفت نہین پیدا کی جو میرے دل مین پیدا کی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا پھر اسکا ہاتھ پکڑا تھے کہ اسپر ہاتھ پھیرا وہ فوراً بھلا چنگا ہوگیا اور اُٹھ کھڑا ہوا اور خوبصورت اور بینا ہوگیا حضرت عیسیٰ کے ساتھ عبادت کیا کرتا حضرت شبلی رحمہ اللہ تعالےٰ کو لوگون نے دارالشفا مین رکھا تھا کہ یہ دیوانے ہین کچھ لوگ انکے پاس گئے پوچھا تم کون ہو انھون نے کہا آپ کے دوستدار ہین پس حضرت شبلی انھین پتھر مارنے لگے وہ بھاگے پھر فرمایا کہ تم جھوٹے ہو اگر دوست ہوتے تو میری بلا پر صبر کرتے **فصل** بعضے لوگون نے کہا ہے کہ شرط رضا یہ ہے کہ آدمی دعا نہ کرے اور جو کچھ نہین ہے اسے حق تعالےٰ سے نہ مانگے اور جو کچھ ہے اس پر راضی رہے اور معصیت اور فسق دیکھ کر بُرا نہ مانے اسواسطے کہ وہ بھی حکم الٰہی سے ہے اور جس شہر مین گناہ کی کثرت یا وبا کی شدت ہو اس سے نہ بھاگے اسواسطے کہ یہ قضائے الٰہی سے بھاگنا ہے یہ کہنا خطا ہے دعا تو خود رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے مانگی ہے اور لوگون کو ترغیب دیکر فرمایا ہے کہ دعا عبادت کا مغز ہے اور حقیقت مین دعا کے سبب سے رقت شکستگی تضرع عجز فروتنی حق تعالےٰ سے التجا دل مین پیدا ہوتی ہے اور یہ صفتین سب نیک ہین اور جس طرح پیاس جانے کے واسطے پانی پینا بھوک جانے کے واسطے روٹی کھانا جاڑا نہ معلوم ہونے کے لیے جڑاول پہننا رضا کے خلاف نہین اسی طرح بلا دفع ہونے کے لیے دعا مانگنا بھی خلاف رضا نہین ہے بلکہ حق تعالےٰ نے جس چیز کو سبب مقرر کرکے اس کا حکم فرمایا تو اسکے حکم کے خلاف کرنا اس کے حکم سے رضی رہنے کے برخلاف ہے اور گناہ پر راضی رہنا کیونکر درست ہوگا اس واسطے کہ گناہ پر راضی رہنا ممنوع ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص گناہ پر راضی رہیگا وہ گناہ مین شریک ہے اور فرمایا ہے کہ اگر بندہ کو مشرق مین ناحق قتل کرین اور کوئی شخص مغرب مین اس پر راضی ہو تو وہ اس قتل مین شریک ہے پس اگرچہ گناہ قضائے الٰہی ہے مگر اسکے دو منھ ہین ایک بندے کی طرف باین طور کہ اس کے اختیار سے ہے اور اسکی علامت یہ ہے کہ بندے مین حق تعالےٰ کی صفتین موجود ہین اور ایک منھ حق تعالےٰ کی طرف رکھتا ہے اسواسطے کہ وہ گناہ قضائے الٰہی اور تقدیر الٰہی ہے پس اس وجہ سے کہ حق تعالےٰ نے حکم کیا ہے کہ عالم کفر اور معصیت سے خالی نہ رہے گناہ پر راضی رہنا چاہیے مگر اسوجہ سے کہ بندے کے اختیار مین ہے اور اسکی صفت ہے گناہ پر راضی نہ ہونا چاہیے اور اسکی علامت یہ ہے کہ خدا گناہ کو دشمن رکھتا ہے اور اس بات مین تناقض نہین اسواسطے کہ اگر کسی شخص کا ایک دشمن مرجائے کہ وہ اسکے دشمن کا بھی دشمن ہو تو وہ شخص غمگین بھی ہوگا اور خوش بھی خوشی کا سبب اور ہے غم کا سبب اور ہے اور تناقض اس صورت مین ہوگا کہ خوشی اور غم دونون ایک ہی سبب سے ہون علیٰ ہٰذا القیاس جہان گناہ کی کثرت ہو وہان سے بھاگ جانا ضرور ہے جیسا کہ حق تعالےٰ فرماتا ہے رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا[۱] اور جس بستی مین گناہ کی کثرت ہوئی اس سے اگلے بزرگ نکل گئے ہین کیونکہ معصیت سرایت کرتی ہے اگر معصیت سرایت نہین کرتی تو

[۱] اے رب ہمارے نکال تو ہمین اس قریہ سے کہ ظالم ہین باشندے اس کے ۱۲۔

تو اسکی بلا اور عقوبت سب کو ہے مرتی ہے جیسا کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَاصَّةً اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہو جہان اسکی نگاہ نامحرم پر پڑتی ہے تو وہان سے بھاگ جانا رضا کے خلاف نہین اسی طرح اگر کسی شہر مین تنگی اور قحط ہو تو وہان سے نکلجانا درست ہے مگر جہان طاعون ہو وہان سے نکل جانے کی ممانعت ہے اس واسطے کہ اگر تندرست لوگ نکل جائینگے تو بیمار خراب اور تباہ ہونگے مگر اور بلاؤن اور آفتون مین ایسا حکم نہین بلکہ حکم کے موافق اسکی تدبیر کرنا چاہیے اور حکم کے موافق تدبیر کرنے کے بعد جو کچھ حکم الٰہی ہو اس پر راضی رہنا چاہیے اور سمجھنا چاہیے کہ اسی مین خیر ہے ۱۲

دسوین اصل موت کو یاد کرنے کے بیان مین

اے عزیز از جان اس بات کو جان کہ جسنے یہ بات جان لی اور اپنے دلمین ٹھان لی کہ بہر حال میرا انجام کار موت ہے اور قبر میرا ٹھکانا ہے منکر نکیر موکل ہین قیامت برحق ہے جنت یا دوزخ مین مجھے جانا ہے وہ اگر عقلمند ہے تو موت سے زیادہ کسی چیز کا اندیشہ نہ کرے گا اور سب چیزون سے زیادہ زاد آخرت حاصل کرنے کی تدبیر مین لگا رہے گا جیسا کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا ہے اَلْكَيِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ اور جو شخص موت کو بہت یاد کرے گا وہ خواہ نخواہ اسی کا توشہ تیار کرنے مین مشغول رہے گا اور قبر کو جنت کے باغون مین سے ایک باغ ہمیشہ بہار پائے گا اور جو موت کو بھولے گا وہ دنیا مین مشغول ہو کر زاد آخرت سے غافل رہے گا اور قبر کو دوزخ کے غارون مین سے ایک غار پائیگا اسی سبب سے موت کو یاد کرنے کی بڑی فضیلت ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَكْثِرُوْا مِنْ ذِكْرِ هَادِمِ اللَّذَّاتِ یعنی اے وہ لوگو کہ لذت دنیا مین مشغول ہو اسے بہت یاد کرو جو لذتون کو غارت کرتی ہے یعنی موت اور فرمایا ہے کہ اگر چرندے موت کا وہ حال جانتے جو تم جانتے ہو تو فربہ گوشت ہرگز کسی بشر کے کھانے مین نہ آتا یعنی موت کے ڈر سے جانور لاغر رہتے ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کوئی شہیدون کے مرتبہ پر بھی ہوگا فرمایا ہان وہ شخص ہوگا جو دن بھر مین بیس بار موت کو یاد کرتا ہے جناب رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم ایک قوم کی طرف گزرے انکے قہقہون کی آواز بلند تھی آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اپنی اس مجلس مین اس چیز کا ذکر کرو جو سب لذتون کو منغص کر دیتی ہے ان لوگون نے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے فرمایا موت حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے انس موت کو بہت یاد کیا کر کہ وہ دنیا مین تجھے زاہد کر دے اور تیرے گناہونکا کفارہ ہو اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کَفٰی بِالْمَوْتِ وَاعِظًا یعنے خلق کو نصیحت کرنے کے واسطے موت کافی ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے صحابہؓ ایک شخص کی تعریف کرنے لگے آپ نے فرمایا کہ بھلا موت کی بات اسکے دل پر کیسی ہے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ موت کا ذکر تو ہم نے اس سے نہین سنا فرمایا تو جیسا تم جانتے ہو ویسا وہ نہین ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کہتے ہین کہ مین دس آدمیون کے ساتھ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا برکت مین حاضر ہوا انصار مین سے

ف پرہیز کرو تم فتنہ سے کہ نہین پہونچتا ان ہی کو جنھون نے ظلم کیا خاص کر کے ۱۲ ف دانا وہی ہے جس نے رام کیا اپنے نفس کو اور عمل کیا بعد موت کے واسطے ۱۲

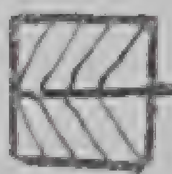
ایک شخص نے پوچھا کہ سب آدمیون سے زیادہ زیرک اور کریم کون شخص ہے آپ نے فرمایا کہ جو موت کو بہت یاد کرے اور زاد آخرت مہیا کرنے مین بہت حریص ہو وہی لوگ شرف دنیا اور کرامت آخرت لیجاتے ہین حضرت ابراہیم تیمی قدس سرہ کہتے ہین کہ دو چیزین دنیا کی راحت میرے دل سے چھین لیجاتی ہین ایک موت کی یاد دوسرے حق تعالے کے سامنے کھڑے ہونے کا خوف خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالی ہر شب علما کو جمع کرکے موت اور قیامت کا ذکر کیا کرتے تھے اور اسقدر روتے جسقدر ماتم زدہ لوگ روتے ہین جنکے سامنے جنازہ ہو حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالے جب بیٹھتے تو موت اور دوزخ اور آخرت ہی کی باتین کیا کرتے ایک عورت نے ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا کے سامنے اپنی سخت دلی کا گلہ کیا فرمایا موت کو بہت یاد کیا کرتا کہ نرم دل ہوجا اسنے ایسا ہی کیا وہ سختی اسکے دل سے جاتی رہی پھر آئی اور اس بات کا شکر بجالائی حضرت ربیع خثیم رحمہ اللہ تعالے نے اپنے گھر مین ایک قبر کھود رکھی تھی دن بھر مین کئی مرتبہ اس مین جاکر لیٹتے تاکہ موت کو اپنے دل پر تازہ کرلین اور کہتے کہ اگر ساعت بھر موت کو مین بھول جاتا ہون تو میرا دل سیاہ ہو جاتا ہے خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالے نے ایک شخص سے کہا کہ موت کو بہت یاد کیا کر کہ اس مین دو فائدے ہین اگر تو محنت اور مصیبت مین ہوگا تو اس سے تیری تسلی ہوگی اور اگر تو نعمت اور راحت مین ہوگا تو اس سے وہ نعمت تلخ ہوجائیگی حضرت ابو سلیمان دارانی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ ام ہارون سے مین نے پوچھا کہ موت تمھین دوست ہے کہا نہین مین نے کہا کیون جواب دیا کہ اگر آدمی کا گناہ کرتی ہون تو اسے دیکھنا نہین منظور ہوتا بہت گناہ رکھتی ہون دیدار الٰہی کی کیونکر خواہشمند ہون **فصل** اے عزیز جان تو کہ موت کی یاد تین طور پر ہوتی ہے ایک غافلون کا یاد کرنا جو دنیا مین مشغول ہین کہ موت کو یاد کرکے اس سے کراہت کرتے ہین انھین یہ خوف ہوتا ہے کہ موت کے سبب سے دنیا کی شہوتین اور لذتین ہم سے چھوٹ جائینگی پس موت کی شکایت کرکے کہتے ہین کہ بڑی بلا سامنے آنے والی ہے افسوس یہ دنیا اس خوشی کے ساتھ ہم سے چھوٹ جائے گی اس طور سے موت کی یاد انھین اور بھی حق تعالے سے دور کردیتی ہے لیکن اگر کسی وجہ سے دنیا انھین بُری معلوم ہو اور دنیا سے دل نفرت کرے تو فائدے سے خالی نہین دوسرا طور تائب کا یاد کرنا ہے کہ وہ اسواسطے موت کو یاد کرتا ہے کہ اسپر خوف بہت غالب ہو اور توبہ کرنے مین اکثر مشغول ہو اور گزشتہ کے تدارک مین بہت کوشش کرے اس طور سے موت کو یاد کرنے کا بڑا ثواب ہے اور توبہ کرنے والا موت سے کراہت نہین کرتا مگر موت کے جلدی آنے سے کراہیت رکھتا ہے اس سبب سے کہ جلدی موت آنے مین بے زاد آخرت جانا پڑے گا اگر باین وجہ کوئی شخص موت سے کراہیت رکھے تو کچھ قباحت نہین تیسرا طور عارف کے یاد کرنے کا ہے عارف اسوجہ سے موت کو یاد کرتا ہے کہ دیدار کا وعدہ مرنے کے بعد ہے اور دوست کے وعدہ کا وقت کوئی نہین بھولتا ہمیشہ اسی کا منتظر رہتا ہے بلکہ اسکی تمنا کیا کرتا ہے جیسا کہ حضرت حذیفہ نے مرتے وقت کہا حَبِیْبٌ جَآءَ عَلٰی فَاقَتِیْ یعنے دوست آیا اور حاجت کے وقت آیا اور مناجات کی کہ بار خدایا اگر تو جانتا ہے کہ مین محتاجی کو تونگری سے اور بیماری کو تندرستی سے اور موت کو زندگی سے زیادہ دوست رکھتا ہون تو موت کو مجھ پر آسان کردے تاکہ مین تیرے دیدار سے آسایش حاصل کرون اور اس درجہ کے علاوہ بھی ایک درجہ اس سے بہت بڑا ہے جس مین آدمی نہ موت سے بیزار رہتا ہے نہ اُس کا خواہان نہ موت کی تعجیل چاہتا ہے نہ تاخیر بلکہ حق تعالے کے حکم پر راضی رہتا ہے اپنے تصرف

اور اختیار کو بالاے طاق رکھتا ہے اور تسلیم و رضا کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے یہ بات اسوقت ہوتی ہے کہ موت اُسے یاد تو آئے مگر موت کا خیال اکثر نہ آوے اسواسطے کہ اسی جہان مین وہ مشاہدۂ الٰہی مین رہتا ہے اور خدا کا ذکر اسکے دل پر غالب ہوتا ہے مرنا جینا اسکے نزدیک یکسان ہے اسواسطے بہر حال خدا کی یاد اور محبت مین مستغرق رہے گا **موت کا ذکر دل مین اثر کرے اسکی تدبیر کا بیان** اے عزیز جان تو کہ موت بڑا کام ہے اور اسکا خطر عظیم ہے لوگ اس سے غافل ہین اگر یاد بھی کرتے ہین تو انکے دل مین اثر نہین ہوتا اسی واسطے کہ دنیا کے شغلون سے دل ایسا پُر ہوتا ہے کہ اسمین اور کسی چیز کی گنجایش نہین رہتی اسی واسطے ان لوگون کو خدا کی یاد اور تسبیح سے حلاوت اور لذت نہین حاصل ہوتی پس اسکی تدبیر یہ ہے کہ آدمی گوشہ نشین ہو کر ساعت بھر اپنے دل کو خیالات دنیا سے باز رکھے جس طرح وہ شخص جسے ایک جنگل طے کرنا ہے تو اس کی تدبیر اور فکر اس کے دل کو اور چیزون سے فارغ کر دیتی ہے اور گوشہ مین بیٹھ کر اپنے دل مین سوچے کہ موت قریب آپہونچی ہے شاید مین آج ہی مرجاؤن اے دل اگر کوئی تجھ سے کہے کہ اندھیرے تہہ خانے مین جا اور تجھے نہین معلوم کہ وہان کوئی کنوان ہے یا راہ مین کوئی پتھر پڑا ہے یا کچھ اندیشہ نہین تو تیرا زہرہ آب ہوتا ہے آخر موت کے بعد بھی تیرے کام کی پوشیدگی اور قبر مین تیرا خطر اس سے تو کم نہین تو موت وغیرہ سے کس بھروسے پر غفلت کرتا ہے اور بہترین علاج یہ ہے کہ اپنے زمانے کے لوگون کو یاد کرے جو مر گئے ہین اور انکی صورت کا تصور کرے کہ دنیا مین وہ کس شان و شوکت سے رہتے تھے اور انھین کسقدر خوشی حاصل تھی اور موت سے کسقدر غافل تھے پس عین غفلت اور بے سامانی آخرت مین دفعتہً موت آگئی اور انھین لے گئی اور خیال کرے کہ قبر مین اب انکی صورت کیسی ہے اعضا گل کر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے گوشت پوست آنکھ زبان مین کیڑے پڑ گئے وہان انکا تو یہ حال ہوا یہان ان کے وارثون نے ان کا مال آپس مین تقسیم کر لیا چین سے کھاتے ہین انکی جورو ئین انھین بھول گئین اورون کے ساتھ نکاح کر لیے وہ ان سے مزے اُڑاتے ہین پس اپنے زمانے کے ایک ایک آدمی کو یاد کرے اور انکی سیر اور ہنسی اور دل لگی اور غفلت و مشغولی کا خیال کرے کہ ایسے ایسے کامون کی تدبیر پہلے سے کر رکھی کہ بیس برس تک ان کامون کو نہ پہونچتے اور اس تدبیر مین بڑے بڑے رنج کھینچتے تھے ان کا کفن بزاز کی دوکان مین موجود تھا اور انھین اسکی خبر بھی نہ تھی پس اپنے دل مین کہے کہ تو بھی انھین کا ایسا ہے اور تیری غفلت اور حرص و حماقت اُنھین کی سی ہے تجھے یہ دولت ملی کہ وہ لوگ تیرے سامنے گزر گئے تیری زندگی مین مر گئے تاکہ تو ان سے عبرت لے فَاِنَّ السَّعِیْدَ مَنْ وُّعِظَ بِغَیْرِہٖ یعنی نیکبخت وہی ہے جو دوسرے کا حال دیکھ کر نصیحت اور عبرت لے پھر اپنے ہاتھ پاؤن آنکھ زبان انگلیون کا خیال کرے کہ یہ سب اعضا ایک دوسرے سے جدا ہو جائین گے اور چند دن مین تیرا بدن کیڑون اور حشرات الارض کی غذا ہو جائے گا وہ اُسے کھائین گے اور قبر مین جو اسکی صورت ہو گی وہ اپنے خیال مین لائے کہ مین سڑا گلا گندہ مردار ہون یہ باتین اور ایسی اور باتین ہر روز ساعت بھر اپنے دل سے کیا کرے تاکہ شاید اسکا دل موت سے آگاہ ہو اسواسطے کہ زبانی یاد کرنے سے دل مین کچھ اثر نہین ہوتا آدمی نے ہمیشہ جنازہ لیے جاتے لوگون کو دیکھا ہے اور اپنے تئین ہمیشہ دیکھتے ہی دیکھتا ہے جانتا ہے کہ مین ہمیشہ موت کی سیر کیا کرون گا اپنے تئین کبھی مردہ تو دیکھا ہی نہین اور جو کچھ آدمی نے نہین دیکھا وہ اس کے وہم و خیال مین بھی نہین آتا اسیواسطے

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ مین فرمایا کہ سچ کہہ یہ موت کیا ہمارے واسطے نہین لکھی ہے اور یہ جنازہ جو لوگ لیجاتے ہین سچ بتا
کہ یہ کیا مسافر ہین کہ پھر آئینگے انھین خاک مین ملاتے ہین اور انکی میراث خود کھاتے ہین اور اپنی موت سے غافل ہین اور موت کو نہ
یاد کرنا اکثر طول امل سے ہوتا ہے اور اسی سے سب فساد پیدا ہوتے ہین

امید کوتاہ کی فضیلت کا بیان

اے عزیز جان تو کہ جنے
اپنے دل مین یہ تصور کیا کہ مین بڑی عمر پاؤنگا مدت دراز تک نہ مرونگا اس سے کوئی دینی کام نہین ہوتا اسواسطے کہ وہ اپنے دل مین کہتا ہے
کہ بہت زمانہ باقی ہے جب چاہونگا وہی کام کرلونگا اب تو چین و آرام کرلون اور جو شخص اپنی موت کو قریب جانتا ہے وہ ہر وقت اسی کی
تدبیر مین لگا رہتا ہے اور یہی بات سب سعادتون کی اصل ہے رسول مقبول صلعم نے حضرت ابن عمرؓ سے کہا کہ صبح کو جب تو سو کر اٹھتا ہے
تو اپنے جی مین یہ نہ سمجھا کر کہ شام تک زندہ رہونگا اور شام کو اپنے دلمین یہ نہ کہا کر کہ صبح تک زندہ رہونگا زندگی سے زاد مرگ لیلے اور
تندرستی سے زاد بیماری پیدا کرلے اسواسطے کہ یہ نہین جانتا کہ کل خدا کے نزدیک تیرا کیا نام ہوگا اور فرمایا ہے کہ تمھارے بارے مین دو خصلتون
سے جتنا مین ڈرتا ہون اتنا کسی چیز سے نہین ڈرتا ایک خواہش کی پیروی کرنے سے دوسرے بہت جینے کی امید رکھنے سے حضرت اسامہ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کوئی چیز مول لی کہ ایک مہینے تک کام آئے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اسامہ سے کچھ تعجب
نہین کہ اسنے مہینا بھر کیواسطے کوئی چیز مول لی اِنَّ اُسَامَۃَ لَطَوِیْلُ الْاَمَلِ یعنے اسامہ زندگی کی بہت بڑی امید رکھتا ہے قسم ہے
اس پروردگار کی جس کے دست قدرت مین میری جان ہے کہ جب مین پلک جھپکاتا ہون تو جانتا ہون کہ آنکھ کھولنے کے پہلے ہی
میری موت آئے گی اور جب مین آنکھ کھولتا ہون تو جانتا ہون کہ پلک جھپکانے کے قبل میری موت آئیگی اور جو لقمہ منھ مین رکھتا
ہون یہی جانتا ہون کہ موت کے سبب سے میرے حلق ہی مین رہ جائے گا یہ کہکر آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم اگر عقل رکھتے ہو
تو اپنے تئین مردہ جانو اسواسطے کہ قسم ہے اس خدا کی جسکے دست قدرت مین میری جان ہے کہ اس نے تم سے جو کچھ وعدہ کیا ہے وہ آئیگا
اور اس سے تم نہ بچوگے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کرتے تو فوراً تیمم کرلیتے صحابہؓ عرض کرتے کہ
یارسول اللہ پانی قریب ہے آپ فرماتے شاید مین مرجاؤن اور پانی تک نہ پہونچنے پاؤن حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے
کہا ہے کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مربع خط کھینچا اور اسکے بیچ مین ایک سیدھا خط کھینچا اور اس سیدھے خط کے دونون
طرف چھوٹی چھوٹی لکیرین کھینچین اور اس مربع کے باہر ایک خط کھینچکر فرمایا یہ خط جو مربع کے اندر ہے گویا آدمی ہے اور وہ مربع اسکی موت ہے



جو چارون طرف سے اُسے گھیرے ہوئے ہے یہ اُس سے بھاگ نہین سکتا اور یہ چھوٹی چھوٹی لکیرین جو اس کے دونون طرف ہین
بلائین اور آفتین ہین جو اُسے درپیش ہین اگر بالفرض وہ ایک آفت سے بچ گیا تو دوسری آفت سے نہ بچیگا حتےٰ کہ مرجائے اور
جو خط مربع کے باہر ہے اسکی آرزو اور امید ہے کہ ہمیشہ ایسے کام کا خیال کرتا ہے کہ وہ کام خدا کے علم مین اسکے مرنے کے بعد ہوگا
اور فرمایا ہے کہ آدمی روز بروز بوڑھا ہوتا جاتا ہے اور دو چیزین اسمین ہین وہ جوان ہوتی جاتی ہین مال کی حرص اور جینے کی آرزو
حدیث شریف مین ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا کہ بیلچہ ہاتھ مین لیے کام کررہا ہے حضرت عیسیٰؑ نے
دعا کی کہ بار خدایا اسکے دل سے آرزو نکال حق تعالےٰ نے اسکے دل سے آرزو نکال ڈالی پس وہ بڈھا بیلچہ رکھکر سو رہا تھوڑی

دیر کے بعد حضرت عیسیٰ نے پھر دعا کی کہ بار خدایا آرزو اسے دیدے پس وہ بڈھا پھر اُٹھ کر اپنا کام کرنے لگا حضرت عیسیٰ نے اس سے پوچھا یہ کیا تھا اس نے کہا کہ میرے دل مین آیا کہ کب تک کام کرونگا اب بڈھا ہوا ہون جلد مرونگا مین نے بیلچہ رکھدیا پھر میرے جی مین آیا کہ جب تک مرون مرون تب تک تو مجھے لابد روٹی کھانے کو چاہیے مین اٹھکر اپنا کام کرنے لگا جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین نے لوگون سے پوچھا کہ تم جنت مین جایا چاہتے ہو لوگون نے عرض کیا کہ ہان چاہتے ہین فرمایا کہ آرزو کو کم کرو اور ہمیشہ موت کو اپنی آنکھ کے سامنے رکھو اور خدا سے شرم کیا کرو جو شرم کرنے کا حق ہے ایک بزرگ نے اپنے بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا کہ اما بعد دنیا خواب ہے اور آخرت بیداری اور درمیان مین موت ہے اور ہم جس عالم مین ہین یہ خیالات پریشان ہین **طول امل کے سببون کا بیان** اے عزیز جان تو کہ دو سببون سے آدمی اپنے دلمین زندگی کو دراز تصور کرتا ہے ایک نادانی دوسری محبت دنیا محبت دنیا جب غالب ہوئی تو موت اس محبوبہ یعنی دنیا کو آدمی سے چھین لیتی ہے سو اسطے کہ آدمی موت کو دشمن رکھتا ہے اور موت اسکی طبیعت کے برخلاف ہے اور جو چیز طبیعت کے خلاف ہوتی ہے آدمی اسے اپنے سے دور رکھتا ہے اور اپنے تئین پھسلا کر ہمیشہ اپنے دلمین ان باتون کی صورت باندھتا ہے جو اسکی آرزو کے موافق ہون پس ہمیشہ زندگی اور مال اور زن و فرزند اور اسباب دنیا کو فرض کیا کرتا ہے کہ برقرار رہین گے اور موت جو اسکی آرزو کے برخلاف ہے اُسے بھولا رہتا ہے اگر کبھی اسکے دلمین موت کا خیال بھی آتا ہے تو بھلا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ او جی ابھی بڑا عرصہ باقی ہے موت کا سامان کر لین گے جب بڑا ہوتا ہے تو کہتا ہے کہ بڑھاپے تک صبر کر جب بوڑھا ہوتا ہے تو کہتا ہے ذرا یہ عمارت تمام کر لون اور اس لڑکے کے واسطے جہاز ہو اکر اس سے فارغ البال ہو لون اور یہ زمین سینچنے کو پانی سے اطمینان کر لون تاکہ موت سے مطمئن ہو جاؤن اور عبادت کی لذت پاؤن اور اس دشمن نے جو میرے ساتھ بُرائی کی ہے اسکی گوشمالی کر لون اسی طرح تاخیر کیا کرتا ہے تاکہ فارغ البال ہو جائے اور اس ایک ایک کام مین دس دس کام نکلتے آتے ہین یہ بیوقوف اتنا نہین جانتا کہ دنیا سے تو کبھی فراغت ملے ہی گی نہین مگر اس وقت جب اسے ترک کر دے اور یہ بیوقوف جانتا ہے کہ کبھی تو اس سے فراغت پاؤن گا اسی طرح روز بروز تاخیر کرتا رہتا ہے حتے کہ ناگاہ موت آجاتی ہے اور حسرت ہی حسرت باقی رہتی ہے اسی سبب سے دوزخی لوگ پشیمانی کے سبب سے اکثر شور و فریاد کرین گے اور دنیا کی محبت ان سب باتون کی اصل ہے اور اسی سبب سے غفلت ہوتی ہے کیونکہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس چیز کو چاہو دوست رکھو مگر آخر کو تم سے چھین لین گے اور نادانی یہ ہے کہ آدمی جوانی پر بھروسا رکھتا ہے اور اسقدر نہین جانتا کہ بڑھاپے کے پہلے ہی مر جائے ہزارون لڑکے اور جوان مر جاتے ہین اور شہرون مین بوڑھے آدمی اسی سبب سے کم ہوتے ہین کہ کم آدمی بوڑھے ہوتے ہین دوسری بات یہ ہے کہ آدمی تندرستی مین مرگ مفاجات کو بہت بعید جانتا ہے اتنا نہین جانتا کہ اگر دفعۃً مر جانا نادر ہے تو دفعۃً بیمار ہو جانا تو نادر نہین اسواسطے کہ سب بیماریان یکایک آتی ہین اور بیماری آپہونچی تو بیمار کا مر جانا نادر بات نہین ہے تو ہمیشہ یہی فرض کرنا چاہیے کہ موت ہمارے سامنے آفتاب کے مانند ہے کہ اسکی شعاع ہم پر پڑی ہوئی ہے سایہ کے مانند نہین کہ ہمارے آگے آگے جاتا ہے اور ہم اسے نہین پا سکتے **طول امل کا علاج** اے عزیز جان تو کہ سبب کو

دفع کرنا علاج ہے جب سبب تو نے جان لیے تو انھین دفع کرنے مین مشغول ہو محبت دنیا جو سبب طول امل ہے اس کا علاج اسی طرح پر کرنا چاہیے جو محبت دنیا کے بیان مین ہم نے ذکر کیا غرضکہ جو شخص دنیا کی حقیقت جانتا ہے وہ اسے دوست نہین رکھتا اس واسطے کہ دنیا کی لذت چندروزہ ہے خواہ نخواہ موت کے سبب سے زائل ہو جائیگی اور دنیا فی الحال بھی منغص اور مکدر ہے اور رنج سے خالی نہین اور کبھی کسی کے واسطے صاف نہین ہوئی اور جو شخص مدت آخرت کی درازی کا خیال کرے اور عمر دنیا کی کوتاہی کا تصور کرے تو اسے معلوم ہو جائیگا کہ نقد دنیا لے کر سرمایہ آخرت کا بیچنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص خواب مین ایک دم جاگنے مین تمام دنیا سے زیادہ دوست رکھے اسواسطے کہ دنیا خواب کے مانند ہے اَلنَّاسُ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا انْتَبَهُوْا[1] اور نادانی کا علاج صاف تفکر اور معرفت یقینی سے ہوتا ہے آدمی یہ سمجھ لے کہ موت اسکے اختیار مین نہین ہے کہ جسوقت وہ چاہتا ہے اسی وقت آئے تاکہ وہ جوانی پر یا اور کسی کام پر اعتماد کرے

طول امل کے درجات اے عزیز جان تو کہ لوگ اس امر مین متفاوت ہین کوئی ایسا ہے کہ ہمیشہ دنیا مین رہنا چاہتا ہے جیسا کہ حقتعالیٰ نے فرمایا ہے یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ[2] اور کوئی چاہتا ہے کہ مین بوڑھا ہون اور کوئی سال بھر سے زیادہ کی امید نہین رکھتا اگلے سال کی تدبیر نہین کرتا اور کوئی ایک دن سے زیادہ کی امید نہین رکھتا کل کی تدبیر نہین کرتا جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ کل کے واسطے روزی نہ جمع کرو اسواسطے کہ اگر زندگی باقی ہے تو رزق بھی باقی ہے اور اگر زندگی نہین باقی تو اورون کی زندگی کے واسطے تم کیون رنج کھینچو اور کوئی دم بھر کی بھی امید نہین رکھتا جیسا کہ جناب سرور انبیا علیہ الصلوٰۃ والثنا تیمم کرتے ایسے وقت مین کہ پانی پانا ممکن ہوتا کہ مبادا پانی کے قریب پہونچنے کے پہلے ہی موت آجائے اور کوئی ایسا ہوتا ہے کہ ہر وقت موت اس کی آنکھون کے سامنے رہتی ہے کبھی غائب ہی نہین ہوتی جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایمان کی حقیقت کو پوچھا کہ کیا ہے انھون نے عرض کیا کہ جس چیز سے مین بہرہ مند ہوا سمجھا کہ اس سے پھر کامیاب نہ ہونگا اسود حبشی رحمہ اللہ تعالےٰ نماز پڑھتے تھے اور ہر طرف دیکھتے جاتے تھے لوگون نے پوچھا کہ تم کیا دیکھتے ہو کہا مین ملک الموت کا انتظار کرتا ہون کہ کس طرف سے آتے ہین غرضکہ اسباب مین خلق کا حال متفاوت ہے جو ایک مہینے سے زیادہ جینے کی امید نہین رکھتا اسے اس شخص پر فضیلت ہے جو چالیس دن جینے کی امید رکھتا ہے اور معاملہ مین اس کا اثر ظاہر ہوتا ہے اسواسطے کہ جس کے دو بھائی پردیس مین ہون ایک کے آنے کی امید مہینا بھر مین ہو دوسرے کے آنے کی امید سال بھر مین تو اس شخص کو جسکے آنے کی امید مہینا بھر مین ہے اسکے واسطے اسباب وغیرہ مہیا کرتا ہے اور سال بھر کے بعد جسکے آنے کی امید ہے اسکے واسطے اسباب مہیا کرنے مین تاخیر کرتا ہے پس ہر ایک اپنے تئین یہی جانتا ہے کہ مین کوتاہ امل ہون مگر کوتاہ امل ہونے کی علامت یہ ہے کہ نیک کام کرنے مین جلدی کرے اور ایک ایک دم کی جو اسے مہلت ملتی ہے اسے غنیمت جانے جیسا کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پانچ چیزون کو پانچ چیزون سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے کے پہلے تندرستی کو بیماری کے پہلے تونگری کو محتاجی کے پہلے فراغت کو شغل کے پہلے زندگی کو موت کے پہلے اور فرمایا کہ دو نعمتین ایسی ہین جنکے سبب سے اکثر خلق کا نقصان ہوتا ہے تندرستی اور فراغت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم جب صحابہ

---

[1] آدمی سوتے ہین پھر جب مرین گے تو جاگین گے ۱۲ [2] دوست رکھتا ہے ایک ان مین کا زندہ رہنا ہزار برس ۱۲

رضی اللہ تعالےٰ عنہم سے غفلت کا کوئی اثر دیکھتے تو ان کے بیچ مین ندا کرتے اور فرماتے کہ موت آئی ہے اسے سعادت لائی یا شقاوت لائی ہے
حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ ہر صبح کو منادی ندا کرتا ہے اَلرَّحِیْلُ الرَّحِیْلُ[۱] حضرت داؤد طائی کو لوگون نے دیکھا کہ نماز کو
دوڑے چلے جاتے ہین پوچھا کیا جلدی ہے کہا کہ شہر کے دروازے پر لشکر میرا منتظر ہے یعنی قبرستان کے مُردے جبتک مجھے ساتھ نہ لیلین گے
یہان سے کوچ نہ کرین گے حضرت ابو موسیٰ اشعری رحمہ اللہ تعالےٰ آخر عمر مین بڑی محنت اور ریاضت کرتے تھے لوگون نے کہا کہ اگر نرمی کیجیے تو
کیا ہو کہنے لگے کہ گھوڑے کو جب دوڑاتے ہین تو آخر میدان مین وہ اپنا تمام زور کر لیتا ہے اور یہ میری عمر کا آخری میدان ہے چونکہ موت
قریب پہونچی ہے تو محنت اور ریاضت مین سے کچھ اٹھائے نہین رکھتا **سکرات موت اور جان کنی کا بیان** اے عزیز
جان تو کہ اگر جان کنی اور اسکی شدت کے سوا اور کوئی خطر درپیش نہ ہوتا تو بھی لازم تھا کہ سکرات کا خوف دل مین رکھ کر عیش دنیا
سے آدمی ناراض رہتا اسواسطے کہ اگر کبھی آدمی کو اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ ایک ترک سپاہی گھر مین گھس کر گرز سے مجھے
مارے گا تو خواب و خور اُسے خوش نہین آتا حالانکہ ترک کا آنا مشتبہ ہے اور ملک الموت کا آنا اور روح قبض کر لے جانا یقینی ہے
اور قبض روح کا صدمہ یقیناً ترک کے گرز سے زیادہ دردناک ہے مگر غفلت کے سبب سے لوگ اس سے نہین ڈرتے
اور سب بزرگ لوگ اس بات پر متفق ہین کہ جانکنی کی اذیت تلوار سے ٹکڑے ہونے کی اذیت سے سخت تر ہے اس واسطے
کہ زخم کے درد کا سبب یہی ہے کہ جہان زخم کا صدمہ پہونچتا ہے وہان کی روح کو اذیت پہونچتی ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ محل زخم مین
تلوار اسقدر روح کو دکھیتی ہے اور آگ سے جلنے کا درد اسواسطے زیادہ ہوتا ہے کہ آگ تمام اجزائے بدن مین سرایت کرتی ہے
اور جان کنی کی اذیت عین روح مین جو آدمی کے تمام اجزاے بدن کو گھیرے ہوے ہے ظاہر ہوتی ہے اور سکرات کے وقت
آدمی بے طاقتی کے سبب سے اس واسطے چپ رہتا ہے کہ زبان اسکی سختی سے گنگ ہو جاتی ہے اور عقل بجا نہین رہتی یہ
سختی اسی کو معلوم ہو کہ جسنے اسکا مزہ چکھا ہے یا چکھنے کے پہلے نور نبوت سے اسے دریافت کیا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے فرمایا کہ اے حوارین تم دعا مانگو کہ حق تعالےٰ مجھ پر جانکنی آسان کر دے اسواسطے کہ مجھے موت کا خوف اسقدر ہے کہ اسکے
خوف کے مارے مرتا ہون اور جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین سکرات کے وقت یہ دعا مانگتے تھے
اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَکَرَاتِ الْمَوْتِ[۲] ام المومنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ جس کی جانکنی
مین آسانی ہو اس سے مین کچھ امید نہین رکھتی اس واسطے کہ جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات
کی جانکنی کی سختی مین نے اپنی آنکھ سے دیکھی اسوقت آپ فرماتے تھے کہ یا اللہ ہڈیون اور رگون مین سے تو اس روح کو نکالتا ہے
یہ سختی مجھ پر آسان کر دے اور رسول مقبول صلعم جانکنی کے درد اور تکلیف کا حال یون بیان کرتے تھے کہ سکرات کا حال تلوار کے
تین سو زخمون کا سا ہے اور رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ جو موت سب موتون سے زیادہ آسان ہوتی ہے اسکی مثال اس گوکھرو کی
سی ہے جو پاؤن مین گڑ جائے کہ اُسکا نکلنا ممکن ہی نہین ایک بیمار نزع کی حالت مین تھا رسول مقبول صلعم اسکے پاس تشریف لے گئے اور فرمانے لگے

[۱] کوچ ہے کوچ ہے ۱۲ [۲] اے اللہ آسان کر تو محمد پر سکرات موت کی ۱۲

کہ مجھے اسکی سختی کی اطلاع ہے اسکے بدن مین کوئی رگ ایسی نہین جسمین جداگانہ ایک درد نہین امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے کہ اے مسلمانو تو کافرون سے جنگ کرو تاکہ قتل ہو اسواسطے کہ تلوار کی ہزار ضرب مین بستر پر پڑے پڑے جانکنی ہونے سے زیادہ مجھ پر آسان ہین بنی اسرائیل کا ایک گروہ کسی قبرستان مین گزرا اور دعا کی کہ حق تعالےٰ ان مردون مین سے ایک کو زندہ کردے حقتعالیٰ نے ایک کو زندہ کردیا وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ اے لوگو تم مجھ سے کیا چاہتے ہو مجھے مرے ہوے پچاس برس گزرے اور ہنوز جانکنی کی تلخی مجھ مین باقی ہے ایک صحابی کا قول ہے کہ مسلمان کے واسطے درجات باقی رہ جاتے ہین کہ عمل سے اُن درجات کو وہ نہین پہونچا ہے تو اسپر حق تعالےٰ جانکنی کو مشکل کردیتا ہے تاکہ وہ ان مرتبون کو پہونچ جائے اور اگر کافر نے نیکی کی ہے حق تعالےٰ اسکے بدلے اسپر جانکنی آسان کردیتا ہے تاکہ اسکا کچھ حق نہ باقی رہے اور حدیث شریف مین ہے کہ مرگ مفاجات مسلمان کے حق مین راحت اور کافر کے حق مین حسرت ہے اور حدیث شریف مین ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کا وقت جب قریب پہونچا تو حق تعالیٰ نے انسے پوچھا کہ سکرات موت مین تم نے اپنے تئین کیسا پایا عرض کیا کہ مرغ زندہ کے مثل کہ اسے بھونین اور وہ نہ اُڑ سکے نہ مرجائے کہ نجات پائے امیر المومنین حضرت عمر فاروق سے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے پوچھا کہ جانکنی کا کیا حال ہے فرمایا یہ حال ہے جیسے کانٹے دار شاخ کسی کے پیٹ کے اندر کرین اور ہر ہر کانٹا ایک ایک رگ مین اُلجھے اور زور آور آدمی اس شاخ کو کھینچے

جانکنی کی ہیبتون کا بیان

اے عزیز جان تو کہ نزع کے علاوہ ہولناک تین ہیبتین آدمی کو اور درپیش ہین ایک یہ کہ ملک الموت یعنے حضرت عزرائیل علیہ السلام کی صورت دیکھتا ہے حدیث شریف مین ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تمھین اُس صورت پر دیکھون جس صورت سے تم گنہگارون کی روح قبض کرتے ہو ملک الموتؑ نے کہا کہ آپ تاب نہ لائیے گا حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اپنی وہ صورت ضرور دکھاؤ ملک الموت نے اپنے تئین اس صورت پر دکھایا تو وہ کیا دیکھتے ہین کہ ایک شخص کالا موٹے موٹے بالون والا کھڑا ہے کالے کپڑے پہنے ہے شعلہ اور دھوان اسکے منھ مین نکل رہا ہے بس حضرت ابراہیمؑ بیہوش ہوکر گر پڑے جب یہ ہوش مین آئے اور وہ اپنی صورت پر آگئے تو انھون نے کہا کہ اے ملک الموت گنہگار اگر فقط تمھاری صورت ہی دیکھے تو اسے کافی ہے اے عزیز جان تو کہ مطیع لوگ اس ہول سے بچے رہتے ہین کیونکہ وہ ملک الموت کو بہت اچھی صورت پر دیکھتے ہین چنانچہ اگر اور کوئی راحت نہ پائین گے تو انکا جمال صورت ہی کافی ہے حضرت سلیمان نے ملک الموت علیہما السلام سے کہا کہ تم لوگون مین عدل کیون نہین کرتے ایک کی جان جھٹ پٹ نکال لیتے ہو ایک کو دیر تک تڑپایا کرتے ہو حضرت عزرائیلؑ نے کہا یہ بات میرے اختیار مین نہین ہر ایک کے نام کا صحیفہ مجھے ملتا ہے جیسا حکم ہوتا ہے ویسا بجا لاتا ہون حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ ایک بادشاہ ایک دن سوار ہوا چاہتا تھا پوشاک طلب کی کئی جوڑے حاضر کیے گئے کوئی پسند نہ پڑا حتے کہ جو سب سے اچھا جوڑا تھا وہ پہنا اور کئی گھوڑے سواری کو حاضر کیے وہ بھی نہ پسند پڑے پھر ان مین جو سب سے اچھا تھا اسپر بادشاہ سوار ہوا پھر لشکر باکر و فر کے ساتھ باہر آیا تکبر سے کسی کی طرف دیکھتا ہی نہ تھا پھر حضرت ملک الموتؑ فقیر کی صورت بنائے میلے کچیلے کپڑے پہنے بادشاہ کے سامنے تشریف لائے اور سلام کیا بادشاہ نے جواب بھی نہ دیا ملک الموتؑ نے

گھوڑے کی لگام پکڑی بادشاہ نے کہا کہ ہاتھ ہٹا دیکھ کیا بے ادبی کرتا ہے ملک الموت نے کہا کہ بادشاہ سلامت مجھے آپ سے کچھ حاجت ہے کہا ٹھہر مین گھوڑے پر سے اترلون ملک الموت نے کہا نہین مین ابھی کہونگا بادشاہ نے کہا کہہ ملک الموت نے اس کے کان مین منھ لگا کر کہا کہ مین ملک الموت ہون اسواسطے آیا ہون کہ اسی گھڑی تیری روح قبض کرلون یہ سنتے ہی بادشاہ کے چہرے کا رنگ اُڑ گیا اور زبان سے بات نہ نکل سکی پھر کہنے لگا کہ اتنی مہلت دیجیے کہ گھر جا کر جورو لڑکون کو وداع کرلون ملک الموت نے کہا نہ اور فوراً اسکی روح قبض کرلی وہ گھوڑے پر سے گر پڑا ملک الموت وہان سے چلے گئے ملک الموت نے ایک مسلمان کو دیکھا کہا مین ایک بھید کی بات تجھ سے کہا چاہتا ہون اسنے کہا وہ کیا بات ہے کہا مین ملک الموت ہون اس مسلمان نے کہا مرحبا مدت سے مین آپ کے انتظار مین ہون آپ کا تشریف لانا بہت عزیز ہے ابھی میری جان نکال لیجیے ملک الموت نے کہا کہ جو کام اور حاجت تجھے ہو پہلے اس سے فراغت کرلے اس مسلمان نے کہا کہ مجھے اس سے زیادہ ضروری کوئی کام نہین ہے کہ اپنے خداوند کو دیکھون ملک الموت نے کہا کہ اب جس حال مین تجھے منظور ہو تیری روح قبض کرون اس مسلمان نے کہا کہ اتنا ٹھہریے کہ مین وضو کرکے نماز شروع کرون جب سجدے مین جاؤن تو میری جان نکال لیجیے ملک الموت نے ایسا ہی کیا وہب بن منبہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ یہ بھی حکایت کرتے ہین کہ ایک بادشاہ تھا کہ اس سے بڑھ کر تمام روے زمین پر کوئی بادشاہ نہ تھا ملک الموت نے اسکی روح قبض کی جب آسمان پر پہونچے تو فرشتون نے پوچھا کہ اے ملک الموت جان نکالتے وقت کبھی کسی پر تمھین رحم بھی آیا ہے کہا ایک عورت حاملہ ایک بیابان مین تھی اسکے لڑکا پیدا ہوا مجھے حکم الٰہی ہوا کہ اس عورت کی روح قبض کرلے مین نے روح قبض کرلی اور اس لڑکے کو تباہ اور خراب چھوڑا غریبی کی وجہ سے اس عورت پر اور تنہائی اور خرابی کے سبب سے اس لڑکے پر مجھے بڑا رحم آیا فرشتون نے کہا کہ اس بادشاہ کو بھی تو نے دیکھا کہ تمام روے زمین پر کوئی بادشاہ اسکا ہمسر نہ تھا ملک الموت نے کہا ہان دیکھا فرشتے کہنے لگے کہ یہ وہی لڑکا ہے جسے بیابان مین تم نے تنہا چھوڑا تھا بس ملک الموت نے کہا سُبْحَانَ اللّٰہِ اللَّطِیْفُ لِمَا یَشَآءُ[1] کسی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ہے کہ شعبان کی پندرھوین شب کو ایک صحیفہ ملک الموت علیہ السلام کو ملتا ہے اس سال مین جسکی جسکی جان نکالنا چاہیے انکے نام اسمین لکھے ہوتے ہین اور انمین سے دنیا مین کوئی عمارت بناتا ہے کوئی شادی نکاح کرتا ہے کوئی جھگڑے جھگڑتا ہے حالانکہ اس کا نام مردون کی اس فہرست مین لکھا ہوتا ہے اعمش رحمہ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے کہ ملک الموت حضرت سلیمان علیہما السلام کے پاس گئے وہان جا کر حضرت سلیمانؑ کے ایک مصاحب کو گھور کر دیکھا جب باہر نکلے تو اس مصاحب نے حضرت سلیمانؑ سے پوچھا کہ یہ کون شخص تھا کہ اسطرح میری طرف دیکھا حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ ملک الموت اُس مصاحب نے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ میری روح قبض کرینگے آپ ہوا سے حکم فرمائیے کہ مجھے سرزمین ہندوستان پر پہونچا دے کہ پھر جو ملک الموت یہان آئین تو مجھے نہ پائین حضرت سلیمانؑ نے ہوا کو حکم کردیا ہوا نے وہان سے اٹھا کر اسے سرزمین ہندوستان پر دھر دیا پھر جو ملک الموت حضرت سلیمانؑ کے پاس آئے تو حضرت سلیمانؑ نے پوچھا کہ تم نے میرے

[1] پاک ہے اللہ جو مہربان ہے جس پر چاہتا ہے ۱۲

فلانے مصاحب کی طرف گھور کر کیون دیکھا تھا ملک الموت نے کہا کہ مجھے حکم الٰہی ہوا تھا کہ اسی گھڑی ہندوستان مین اسکی روح قبض کرون اور وہ یہان تھا مین نے اپنے جی مین کہا کہ گھڑی بھر مین یہ ہندوستان کو کیونکر پہونچے گا جب مین وہان گیا تو اُسے وہین پایا مجھے بڑا تعجب آیا۔ اَے عزیز ان حکایتون سے غرض یہ ہے کہ تجھے معلوم ہوجائے کہ ملک الموت کو دیکھنے سے چارہ نہین دوسری ہیبت ان دونون فرشتون کو دیکھنے کی ہے جو ہر ایک آدمی پر مسلط ہین اسواسطے کہ حدیث شریف مین ہے کہ موت کے وقت یہ دونون فرشتے آدمی کو نظر آتے ہین اگر وہ آدمی مطیع ہے تو کہتے ہین جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا[1] ہمارے سامنے تونے بڑی اطاعت کی اور ہمین خوب راحت دی اور اگر وہ آدمی گنہگار ہوتا ہے تو فرشتے کہتے ہین لَا جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا[2] بہت بُری باتین اور بہت گناہ تونے ہمارے سامنے کیے اس وقت اس بیچارے کی آنکھین ہوا مین کھلی ہوتی ہین پھر نہین بند ہوتین تیسری ہیبت یہ ہے کہ موت کے وقت آدمی جنت یا دوزخ مین اپنی جگہ دیکھتا ہے اسواسطے کہ ملک الموت مطیع آدمی سے کہتے ہین کہ اے خدا کے دوست تجھے بہشت کی بشارت ہو اور گنہگار سے کہتے ہین کہ اے دشمن خدا تجھے دوزخ کی بشارت ہو پس ان ہولون کا رنج جانکنی کے رنج پر دونا ہوتا ہے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا[3] اور یہ ہولین آدمی دنیا مین دیکھتا ہے اور جو ہولین قبر مین جاکر اور اسکے بعد دیکھے گا اسکے سامنے یہ ہولین حقیر اور ناچیز ہین مرے کے ساتھ **قبر کی باتون کا بیان** جناب مخبر صادق صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسوقت مرے کو قبر مین رکھتے ہین تو قبر کہتی ہے اے ابن آدم تو کس بات پر مجھے بھولا تھا تجھے نہین معلوم کہ مین محنت کا گھر ظلمت کا گھر تنہائی کا گھر کیڑون کا گھر ہون تو کس بات پر بھولا تھا کہ متحیر وار ایک پاؤن آگے ایک پیچھے رکھتا ہوا مجھ پر چلتا تھا پس اگر وہ مرد صالح ہوتا ہے تو کوئی اسکی طرف سے جواب دیدیتا ہے کہ اے قبر تو کیا کہتی ہے یہ صالح تھا اسنے امر معروف اور نہی منکر کیا ہے تو قبر کہتی ہے کہ اب خواہ مخواہ اسکے واسطے مین باغ ہوجاؤنگی پھر اسکا بدن نور ہوجاتا ہے اور اسکی روح آسمان کو چلی جاتی ہے اور حدیث مین ہے کہ مرے کو قبر مین رکھتے ہین تو اسپر عذاب ہونے لگتا ہے پڑوسی مرے اُسے آواز دیتے ہین کہ اے پیچھے آنیوالے بارے تو ہم سے پیچھے رہ گیا اور ہم تجھ سے پہلے آئے تو نے ہم سے کیون نہ عبرت لی تو نے یہ نہ دیکھا کہ ہم اس عالم مین آئے اور ہمارے اعمال تمام ہوگئے اور تو نے مہلت پائی جو نیکیان ہم سے چھوٹ گئی تھین تو نے ان کا تدارک کیون نہ کیا اسی طرح زمین کے سب گوشے ندا کرتے ہین کہ اے ظاہر دنیا کے عاشق تو نے اُن لوگون سے کیون نہ عبرت لی جو تجھ سے پہلے آئے تھے اور تیری طرح دنیا کے عاشق اور فریفتہ تھے اور حدیث شریف مین ہے کہ بندۂ شائستہ کو جب قبر مین رکھتے ہین تو اسکے نیک کام اُسے گھیر لیتے ہین اور اسے عذاب سے محفوظ رکھتے ہین جب عذاب کے فرشتے بائین سے آتے ہین تو نماز سامنے آکھڑی ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ نہ خدا کے واسطے یہ بہت کھڑا رہا ہے اور جب سرہانے سے آتے ہین تو روزہ کہتا ہے کہ نہ اسنے دنیا مین خدا کے واسطے بڑی بھوک پیاس کھینچی ہے اور جب بدن کی طرف سے آتے ہین تو حج اور جہاد کہتے ہین کہ نہ اسنے خدا کی راہ مین تمام بدن سے رنج کھینچا ہے جب ہاتھ کی طرف سے آتے ہین تو صدقہ کہتا ہے کہ اے فرشتو تم اس سے دست بردار ہوجاؤ کہ اسنے اس ہاتھ سے راہ خدا مین بہت صدقہ دیا ہے پس عذاب کے فرشتے اس مُرے سے کہتے ہین کہ تو خوش رہ

۱ جزا دے تجھے اللہ نیک ۱۲ ۲ نہ جزا دے تجھے اللہ نیک ۱۲ ۳ پناہ مانگتا ہون مین اللہ کی اُس سے ۱۲

تجھے مبارک ہو اور رحمت کے فرشتے آتے ہین قبر مین بہشت کا فرش بچھاتے ہین اور قبر کو یہانتک وسیع کر دیتے ہین جہانتک نظر کام کرے اور جنت کی ایک قندیل لاکر لٹکا دیتے ہین تاکہ وہ مردہ قیامت تک اسکی روشنی مین رہے حضرت عبداللہ ابن عبید رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مُردے کو قبر مین رکھدیتے ہین وہ لوگون کی چاپ سنتا ہے جو اُسکے جنازے کے ساتھ آئے تھے اور کوئی اس سے بات نہین کرتا مگر قبر کہ قبر اس سے کہتی ہے کہ لوگون نے میرے ہول اور تنگی کا حال کیا بار ہا تجھ سے نہین کہا تو نے میرے واسطے کیا تیاری کی **منکر نکیر علیہما السلام کے سوال کا بیان** رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب مرتا ہے تو دو فرشتے آتے ہین انکا چہرہ سیاہ ہوتا ہے آنکھین نیلی ایک کا نام منکر ہے ایک کا نام نکیر مردے سے پوچھتے ہین کہ تو پیغمبر کے باب مین کیا کہتا ہے اگر وہ مردہ مسلمان ہے تو کہتا ہے کہ پیغمبر خدا کا بندہ اور رسول تھا مین گواہی دیتا ہون کہ خدا ایک ہے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم اُسکے رسول ہین پس اسکی قبر ستر گز چوڑی ستر گز لمبی کرکے روشن اور پر نور کر دیتے ہین اور کہتے ہین کہ تو عروس کی طرح اب ایسا سو کہ کوئی تجھے نہ جگائے گا مگر وہ جسے تو دوست رکھتا ہے اور اگر وہ مردہ منافق ہے تو وہ جواب مین کہتا ہے کہ مین تو کچھ نہین جانتا لوگون سے سنتا تھا کہ وہ کچھ کہتے تھے وہی مین بھی کہتا تھا پس زمین کو حکم ہوتا ہے کہ تو ملجا اور اس مردے کو دبا وہ ملجاتی ہے اور اُسے دباتی ہے حتیٰ کہ اسکی پسلیان باہم مل جاتی ہین قیامت تک اسی طرح وہ عذاب مین مبتلا رہتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پوچھا کہ اے عمر تو اپنے تئین کیسا دیکھتا ہے کہ تو مرجائے اور تیرے لوگ تیرے واسطے چار گز لمبی سوا گز چوڑی قبر کھودین پھر تجھے نہلا کفنا کر اس قبر مین رکھین اور تیرے اوپر مٹی ڈال کر پھر آئین اور قبر کے فتنے والے یعنے منکر نکیر آئین اُن کی آواز رعد کی سی آنکھین برق کے مانند انکے بال زمین پر لوٹتے ہوے اپنے دانتون سے قبر کی مٹی درہم برہم کرتے ہوے تجھے پکڑ کر ہلائین حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میری عقل میرے ساتھ ہوگی آپ نے فرمایا ہان ہوگی عرض کیا تو مجھے کچھ باک نہین انکا جواب دے لون گا حدیث شریف مین ہے کہ کافر پر قبر مین دو جانور اندھے بہرے مسلط ہوتے ہین ہر ایک کے ہاتھ مین لوہے کا ایک گرز ہوتا ہے اس گرز کا سر ایسا ہوتا ہے جیسے وہ ڈول جس سے اونٹون کو پانی پلاتے ہین وہ جانور اس کافر کو ان گرزون سے قیامت تک مارا کرتے ہین نہ آنکھ رکھتے ہین کہ اسکا حال زار دیکھکر اسپر رحم کرین نہ کان رکھتے ہین کہ اسکی شور و فریاد سُنین ام المؤمنین حضرت بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا فرماتی ہین کہ رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قبر ہر ایک مُردے کو دباتی ہے اگر کوئی اسکے فشار سے بچتا تو سعد ابن معاذ بچتا حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالےٰ عنہا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھین انھون نے انتقال فرمایا آپ نے انھین قبر مین رکھا تو آپکا چہرۂ مبارک نہایت زرد ہوگیا جب باہر تشریف لائے تو چہرۂ نورانی بحال ہوا ہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ کس سبب سے آپکا یہ حال ہوا تھا فرمایا کہ قبر کے فشار اور عذاب کو مین نے یاد کیا تھا پھر مجھے آگاہی ہوگئی کہ حق تعالےٰ نے زینبؓ پر فشار و عذاب آسان کر دیا مگر باانہمہ قبر اسکو ایسا دباتی ہے کہ سب جانور اسکی آواز سنتے ہین اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر مین کافر کو اسطرح پر عذاب ہوتا ہے کہ ننانوے اژدہے اسپر مسلط کیے جاتے ہین تم جانتے ہو کہ وہ اژدہے کیسے ہوتے ہین ننانوے ۹۹ سانپ

ہوتے ہین کہ ہر ایک کے نو نو سر ہوتے ہین وہ اس کافر کو ڈستے ہین اور اسے لپیٹتے ہین اور پھنکارین مارتے ہین قیامت تک یہی حال رہتا ہے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قبر آخرت کی پہلی منزل ہے اگر اسمین آسانی گذری تو جو کچھ اُسکے بعد ہونے والا ہے وہ بہت ہی آسان ہوگا اور جو قبر ہی مین دشواری ہوئی تو جو کچھ بعد ہونے والا ہے وہ بہت ہی دشوار اور سخت ہوگا اَے عزیز جان تو کہ قبر کی جو ہولین پیش آنے والی ہین ان مین پہلے نفخ صور کی ہیبت ہے پھر روز قیامت کی ہول اور درازی اور گرمی اور پسینا ہے پھر گناہون کی پرسش کی ہیبت ہے پھر داہنے بائین ہاتھ مین نامۂ اعمال ملنے کی ہیبت ہے پھر اس رسوائی اور فضیحتی کی ہیبت ہے جو نامۂ اعمال ملنے کے سبب سے ہوگی پھر یہ ہول ہے کہ دیکھیے میزان مین نیکی کا پلہ بھاری ہوتا ہے یا بدی کا پھر مدعیون اور حق دارون کے مظالم کی اور اسکے جواب کی ہیبت ہے پھر پل صراط کی ہیبت ہے پھر دوزخ کی اور اسکے فرشتون اور طوق زنجیرون اور زقوم اور سانپ بچھو وغیرہ عذابون کی ہیبت ہے اور یہ عذاب دو قسم پر ہین جسمانی اور روحانی جسمانی عذاب کا حال احیاء العلوم کے آخر مین مفصل مذکور ہے اور جو دلیلین اسپر وارد ہوئی ہین وہ بھی مذکور ہین علیٰ ہذا القیاس موت کی حقیقت کہ موت کیا چیز ہے اور روح کی حقیقت اور اسکا حال جو مرنے کے بعد ہوتا ہے عنوان مین ذکر ہو چکا جو شخص عذاب جسمانی کی تفصیل دریافت کیا چاہے احیاء مین دیکھے اور جو عذاب روحانی کا حال معلوم کیا چاہے عنوان مین تلاش کرے اسواسطے کہ اس کتاب مین عذاب جسمانی کا بیان کرنا اور عذاب روحانی جو عنوان مین مذکور ہو چکا اسے پھر ذکر کرنا موجب طوالت ہے اب مردونکا حال جو بزرگون کو خواب مین معلوم ہوا ہے اسے لکھکر ہم کتاب کو ختم کرتے ہین اسواسطے کہ زندون کو مردون کا حال کشف باطن سے معلوم ہوتا ہے یا خواب مین یا بیداری مین مگر حواس سے مردونکا حال نہین معلوم ہوتا اسواسطے کہ مردے ایسے عالم مین گئے ہین کہ یہ سب حواس انکا حال دریافت کرنے مین بیکار ہین جیسا کہ کان رنگ دریافت کرنے مین اور آنکھ آواز معلوم کرنے مین معزول اور بیکار ہے بلکہ آدمی مین ایک خاصیت ہے اس خاصیت کے سبب سے اس عالم والونکو دیکھ سکتا ہے مگر وہ خاصیت حواس اور دنیا کے شغلون کی بھیڑ مین پوشیدہ ہے چونکہ سونے مین ان شغلون سے آدمی کو نجات ملتی ہے تو اسکا حال مُردونکے حال سے قریب ہو جاتا ہے اور مردونکا حال کھلنے لگتا ہے اور اسی خاصیت کے سبب سے مردونکو بھی ہماری خبر ہوتی ہے حتےٰ کہ ہمارے نیک کامون سے خوش اور ہمارے گناہون سے رنجیدہ ہوتے ہین چنانچہ یہ مضمون حدیثون مین آیا ہے اور حقیقت حال یہ ہے کہ ہمین انکی خبر اور انھین ہماری خبر لوح محفوظ کے وساطت کے بغیر نہین ہوتی اسواسطے کہ ہمارا اور انکا احوال لوح محفوظ مین لکھا ہے چونکہ آدمی کے باطن کو سوتے مین لوح محفوظ کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے تو خواب مین لوح محفوظ سے مردونکا حال معلوم ہو جاتا ہے اور چونکہ مردون کو لوح محفوظ سے مناسبت پیدا ہو جاتی ہے تو وہ اسمین ہمارا حال دریافت کر لیتے ہین اور لوح محفوظ کی مثل اس آئینہ کی سی ہے جس مین سب چیزون کی صورت موجود ہے اور آدمی کی روح بھی آئینہ کے مثل ہے اور مردے کی روح بھی پس جسطرح ایک آئینہ سے دوسرے آئینہ مین صورت پیدا ہو جاتی ہے اسی طرح لوح محفوظ سے ہم مین اور مردونمین بھی پیدا ہو جاتی ہے اَے عزیز یہ گمان نہ کر کہ لوح محفوظ لکڑی یا بانس وغیرہ کی ایک چوکھونٹی تختی ہے کہ اس ظاہری آنکھ سے اسے دیکھ سکین اور جو کچھ اسمین لکھا ہے اسے پڑھ سکین اَے عزیز اگر لوح محفوظ کی مثال تجھے دریافت کرنا منظور ہے تو اپنے ہی مین ڈھونڈھ اسواسطے کہ جو کچھ تمام عالم مین ہے

اسکا نمونہ اور شائبہ حق تعالےٰ نے تجھ مین رکھدیا ہے تاکہ اسکے سبب سے تجھے سب چیزونکی پہچان حاصل ہو مگر تو اپنے سے آپ غافل ہے تو اور کو کیا پہچانے گا اور لوح محفوظ کا نمونہ حافظ کا دماغ ہے کہ تمام قرآن یاد رکھتا ہے گویا کہ اسکے دماغ مین تمام قرآن لکھا ہے اور وہ اسے اور اسکے حرفون اور اسکی سطرون کو دیکھتا ہے اگر کوئی شخص حافظ کے دماغ کو ریزہ ریزہ کرکے اس ظاہری آنکھ سے دیکھے تو اسمین نہ کہین قرآن دکھائی دیگا نہ کچھ لکھا نظر آئے گا بس اے عزیز جملہ امور کا لوح محفوظ مین لکھا ہونا تو اسی طرح سمجھ لے کیونکہ اسمین بے نہایت امور منقوش ہین اور آنکھ متناہی ہے تو نامتناہی کا متناہی مین نقش محسوس سے آنا ممکن نہین پس اسکا منھ اور اسکی لوح اور اسکا قلم اور اسکا ہاتھ کوئی تیری چیزون کے مثل نہین جسطرح وہ خود تیرے مانند نہین بلکہ ایسا ہی مضمون ہے جیسا کسی نے کہا مصرع از خانہ بکد خداے ماند ہمہ چیز۔ اے عزیز اس بیان سے یہ مقصود ہے کہ مردون کو ہماری خبر اور ہمین مردون کی خبر ہونا معلوم ہوجائے جیساکہ تو خواب مین دیکھتا ہے اور خواب مین مردونکو اچھے حال یا برے حال مین دیکھنا اس بات پر بڑی دلیل ہے کہ راحت و نعمت مین یا عذاب و مصیبت مین وہ زندہ ہین اور بالکل نیست و مردہ نہین ہین جیساکہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ[۱]

مُردون کے احوال کا بیان جو خواب مین معلوم ہوا ہے

جناب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ اجمعین نے فرمایا ہے کہ جو شخص مجھے خواب مین دیکھے اسنے مجھے جاگتے مین دیکھا اسواسطے کہ شیطان میری صورت مین نہین آسکتا امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کہا ہے کہ مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ مجھ سے خفا ہین مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے کیا خطا ہوئی ارشاد فرمایا کہ تجھ سے یہ نہین ہوسکتا کہ روزہ مین اپنی اہلیہ کو بوسہ نہ دے پھر حضرت عمرؓ نے عمر بھر ایسا نہین کیا اگرچہ روزے مین جورو کا بوسہ لینا حرام نہین ہے مگر نہ لینا اولیٰ ہے صدیق لوگون سے ایسی باریک باتون مین درگذر نہین کرتے اگرچہ اورون سے کرین حضرت عباسؓ کہتے ہین کہ مجھے حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے محبت تھی انکے مرنے کے بعد مین نے چاہا کہ خواب مین دیکھون سال بھر کے بعد مین نے دیکھا کہ اپنی آنکھین ملتے ہین فرمانے لگے کہ اب فراغت ملی اگر حق تعالےٰ کریم و رحیم نہ ہوتا تو بڑا خطر تھا حضرت عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کہتے ہین کہ مین نے ابولہب کو خواب مین دیکھا آتش دوزخ مین جلتا تھا مین نے پوچھا کیا حال ہے کہنے لگا کہ ہمیشہ عذاب مین مبتلا رہتا ہون مگر چونکہ شب دوشنبہ کو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے تھے اور مجھے آپ کی ولادت کی خوشخبری پہونچی تھی اور مین نے اس کی خوشی مین ایک بندہ آزاد کیا تھا اسکے ثواب کی بدولت دوشنبہ کی رات کو مجھ پر عذاب نہین ہوتا خلیفہ عمر ابن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما کے ساتھ آپ بیٹھے ہین مین بھی اس محفل مین بیٹھا ہی تھا کہ ناگاہ حضرت علیؓ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما کو حاضر کیا اور انھین ایک مکان کے اندر کرکے دروازہ بند کرلیا اسوقت مین نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ باہر نکلے اور فرمانے لگے قُضِيَ لِيْ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنے

[۱] اور نہ گمان کر تو ان لوگو نکو جو قتل کیے گئے راہ خدا مین کہ مردہ ہین بلکہ وہ زندہ ہین اور اپنے پروردگار کے پاس روزی دیے جاتے ہین خوش ہین اس چیز کے سبب سے جو عطا کی انھین خدا نے اپنے فضل سے ۱۲

واللہ میرا ہی حق ثابت ہوا پس حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی جلدی سے باہر نکلے اور فرمانے لگے غُفِرَلِی وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی واللہ مین بھی بخشدیا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے قبل ایک روز سو کر جو اُٹھے تو کہنے لگے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ لوگون نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگے کہ ظالمون نے حسینؓ کو قتل کر ڈالا لوگون نے پوچھا کہ تمھین کیونکر معلوم ہوا کہا مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ ایک شیشہ خون سے بھرا ہوا آپ کے پاس ہے آپ نے فرمایا کہ اے ابن عباسؓ تو نے دیکھا کہ میری امت نے میرے ساتھ کیا کیا میرے فرزند حسینؓ کو قتل کر ڈالا یہ اسکا اور اسکے ساتھیون کا خون ہے دادخواہی کے واسطے حق تعالےٰ کے سامنے لیے جاتا ہون چوبیس دن کے بعد خبر آئی کہ واقعی امام حسین علیہ السلام کو ظالمون نے شہید کر ڈالا امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی نے خواب مین دیکھا اور کہا کہ آپ ہمیشہ زبان سے اشارہ کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ بہت کام مجھے درپیش ہین فرمایا ہان اس زبان سے مین نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا حق تعالےٰ نے میرے سامنے بہشت رکھدی یوسف ابن الحسین رحمہ اللہ تعالےٰ کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تمھارے ساتھ کیا کیا بولے مجھ پر رحمت کی پوچھا کہ کس عمل کے سبب سے کہا اس سبب سے کہ حق بات کو ہزل سے مین نے کبھی نہین ملایا منصور ابن اسمٰعیل رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ عبداللہ بزاز کو مین نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ خدا نے تیرے ساتھ کیا کیا کہا کہ مین نے جس گناہ کا اقرار کیا حق تعالےٰ نے اسے بخشدیا مگر ایک گناہ کہ اسکے اقرار کرنے مین مجھے شرم آئی پس حق تعالےٰ نے مجھے پسینے مین کھڑا رکھا حتےٰ کہ میرے منھ کا گوشت بالکل گر پڑا مین نے پوچھا کہ وہ گناہ کیا تھا کہا کہ ایک دن مین نے ایک خوبصورت لڑکے کو دیکھا تھا وہ مجھے اچھا معلوم ہوا مجھے شرم آئی کہ حق تعالےٰ کے سامنے مین اس گناہ کا اقرار کرون ابو جعفر صیدلانی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ مین نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ صوفیون کا ایک گروہ حضرت کے ساتھ بیٹھا ہے دو فرشتے آسمان پر سے اترے ایک کے ہاتھ مین آفتابہ تھا ایک کے ہاتھ مین طشت پس رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے دست مبارک دھویا اور ان صوفیون نے اپنے ہاتھ دھوئے وہ فرشتے میرے سامنے طشت اور آفتابہ لائے کہ مین بھی ہاتھ دھوؤن کسی نے کہا کہ اسکے ہاتھ پر پانی نہ ڈالو یہ ان لوگون مین سے نہین ہے مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ روایت ہے کہ آپ نے فرمایا تھا کہ جو شخص جس قوم کو دوست رکھتا ہے وہ اسی قوم مین سے ہے اور مین اس قوم کو دوست رکھتا ہون رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرشتون سے فرمایا اس کے ہاتھ دھلاؤ یہ بھی اسی قوم مین سے ہے مجمع نامے ایک بزرگ تھے انھین کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ تم نے کیا معاملہ دیکھا کہا کہ دنیا اور آخرت کی بھلائی زاہد لوگ لے گئے زرارہ ابن ابی ادفی رحمہ اللہ تعالےٰ کو کسی نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ کس عمل کو تو نے افضل پایا کہا کہ خدا کے حکم پر راضی رہنے کو اور امید کو تاہ رکھنے کو یزید ابن مذعور کہتے ہین کہ اوزاعی رحمہ اللہ تعالےٰ کو مین نے خواب مین دیکھا اور کہا کہ جو عمل بہتر ہے مجھے اسکی خبر دو تاکہ مین اسکے سبب سے تقرب خدا کرون کہا کہ کوئی درجہ علما کے درجہ سے بلند تر مین نے نہین دیکھا اسکے بعد غمگینون کا مرتبہ دیکھا یہ یزید پیر مرد تھے یہ خواب دیکھنے کے بعد ہمیشہ رویا کیے حتےٰ کہ روتے روتے

اندھے ہو کر مرے ابن عینیہ رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین نے اپنے بھائی کو خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے تیرے ساتھ کیا کیا
کہنے لگا کہ جس گناہ سے مین نے استغفار کیا تھا وہ تو بخشدیا اور جس سے استغفار نہین کیا تھا اسے نہین بخشا بی بی زبیدہ
رحمہا اللہ تعالے کو کسی نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ تمھارے ساتھ خدا نے کیا کیا بولین کہ مجھ پر رحمت کی پوچھا کہ اس مال کے
سبب سے رحمت کی جو تم نے مکہ معظمہ کی راہ مین صرف کیا تھا کہا نہین اس مال کا اجر تو مالک مال کو ملا مجھے میری نیت کی
بدولت بخشدیا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالے نے تمھارے ساتھ کیا کیا
بولے کہ مین نے ایک قدم تو پل صراط پر رکھا اور دوسرا جنت مین احمد ابن الحواری رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین نے اپنی
جورو کو خواب مین دیکھا کہ ایسی خوبصورت ہے کہ اسکا حسن و جمال کبھی کسی مین مین نے نہ دیکھا تھا روشنی اور نور کے سبب سے اسکا
چہرہ چمکتا تھا مین نے پوچھا کہ تیرا چہرہ کیون نورانی ہے کہنے لگی کہ تمھین یاد ہے کہ فلانی رات کو تم خدا کے تئین یاد کر کے روئے تھے
مین نے کہا کہ ہان مجھے یاد ہے کہنے لگی کہ تمھارے آنسو مین نے اپنے چہرے مین مل لیے تھے یہ تمام نور اسی کے سبب سے
ہے کتانی رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ کو مین نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے
آپ کے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھ پر رحمت کی وہ سب عبارات اور اشارات تو برباد کیے انکے سبب سے تو کچھ فائدہ نہ ہوا مگر وہ دو رکعت
نماز جو رات کو مین پڑھا کرتا تھا کام آئین بی بی زبیدہ رحمہا اللہ تعالے کو کسی نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے
تمھارے ساتھ کیا کیا کہنے لگین کہ ان چار کلمون کے سبب سے حق تعالے نے مجھ پر رحمت فرمائی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُفْنِیْ بِھَا عُمُرِیْ[1]
لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اُدْخُلُ بِھَا قَبْرِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَخْلُوْ بِھَا وَحْدِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَلْقٰی بِھَا رَبِّیْ حضرت بشر
حافی رحمہ اللہ تعالے کو کسی نے خواب مین دیکھا اور پوچھا کہ حق تعالے نے تمھارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھ پر رحمت کی اور مجھ سے
ارشاد فرمایا کہ تجھے مجھ سے شرم نہ تھی کہ اس سختی کے ساتھ مجھ سے ڈرتا تھا حضرت ابو سلیمان قدس سرہ کو کسی نے خواب مین دیکھا اور
پوچھا کہ حق تعالے نے تمھارے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ مجھ پر رحمت کی اور کسی چیز سے مجھے نقصان نہین ہوا مگر دینداروں مین
انگشت نما ہونے سے حضرت ابو سعید خراز قدس سرہ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا لاٹھی اٹھائی کہ اسے مارون
اس سے وہ کچھ بھی نہ ڈرا پس ہاتف نے ایک آواز دی کہ لاٹھی سے نہین ڈرتا جو نور دلمین ہوتا ہے اس سے یہ ڈرتا ہے مسوحی
رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ ابلیس کو مین نے خواب مین دیکھ کر کہا کہ آدمیون سے تجھے شرم نہین آتی کہنے لگا یہ آدمی نہین ہین اگر
آدمی ہوتے تو جس طرح لڑکے گیند سے کھیلتے ہین مین ان سے نہ کھیلتا آدمی وہ لوگ ہین جنھون نے مجھے بیمار اور نزار کر دیا یہ
صوفیۂ صافیہ رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین کی طرف اشارہ کیا ابو سعید خراز رحمہ اللہ تعالے کہتے ہین کہ مین دمشق مین تھا
رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہما کے کاندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے
تشریف لاتے ہین اور مین اپنے سینہ پر انگلیان مار مار کر ایک شعر پڑھتا تھا آپ نے فرمایا کہ اس فعل مین فائدے سے زیادہ

[1] لا آلہ الا اللہ فنا کرو مین اسکے ساتھ اپنی عمر کو لا آلہ الا اللہ داخل ہون مین اسکے ساتھ اپنی قبر مین لا آلہ الا اللہ خالص ہو جاؤن اسکے ساتھ اکیلا مین لا آلہ الا اللہ ملاقات کرون مین اسکے ساتھ اپنے پروردگار کی ۱۲۔

نقصان ہے حضرت شبلی قدس سرہٗ کو مرنے کے تین دن کے بعد کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے آپکے ساتھ کیا کیا کہنے لگے کہ میرے حساب کو تنگ پکڑا حتی کہ مین ناامید ہوا جب میری ناامیدی دیکھی تو مجھ پر رحمت کی حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالےٰ کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ مجھ پر رحمت کی پوچھا کہ عبداللہ بن مبارک کا کیا حال ہے کہا کہ انھین دن بھر مین دو مرتبہ حق تعالےٰ کے دیدار کی بار ملتی ہے حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ اس کلمہ کے سبب سے مجھ پر رحمت کی جو مین نے حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ سے سنا تھا کہ وہ جب جنازہ دیکھتے تھے تو کہتے تھے سُبْحَانَ اللّٰہِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالےٰ نے جس شب کو انتقال فرمایا اسی شب کو کسی شخص نے اُنھین خواب مین دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہین اور آواز آرہی ہے کہ حضرت حسن بصریؒ نے اپنے خدا کو دیکھا اور بہت خوشنود ہوا حضرت جنید بغدادی قدس سرہٗ کہتے ہین کہ مین نے ابلیس کو خواب مین دیکھا اور کہا کہ اے ابلیس تو آدمیون سے نہین شرماتا کہنے لگا کہ یہ آدمی نہین ہین آدمی وہ ہین جو شونیزیہ[1] مین ہین کہ انھون نے مجھے نزار کر ڈالا حضرت جنید کہتے ہین کہ مین صبح ہی شونیزیہ کی مسجد تک پہونچا جیسے ہی دروازہ کے اندر گیا تو دیکھتا کیا ہون کہ لوگ زانو پر سر رکھے ہوئے تفکر مین بیٹھے ہین مجھے دیکھ کر کہنے لگے کہ اے جنید اُس ملعون پلید کے کہنے سے دھوکے مین نہ آنا عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالےٰ نے جنت کی ایک حور کو خواب مین دیکھا کہ نہایت درجہ حسین ہے وہ کہنے لگی کہ اے عتبہ مین تجھ پر عاشق ہون خبردار ایسا کام نہ کرنا کہ حق تعالےٰ تجھے باز رکھے عتبہ نے کہا کہ مین نے دنیا کو تین طلاقین دی ہین ہرگز اسکے قریب بھی نہ جاؤنگا تاکہ تجھے پاؤن ابوایوب سجستانی رحمہ اللہ تعالےٰ ایک مفسد آدمی کا جنازہ دیکھکر بالاخانہ پر چڑھ گئے کہ اس پر نماز نہ پڑھنا چاہیے اُس مردے کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حق تعالےٰ نے تیرے ساتھ کیا کیا کہنے لگا کہ مجھ پر رحمت کی یہ کہکر کہا کہ ابوایوب سے کہدینا لَوْ اَنْتُمْ تَمْلِکُوْنَ خَزَائِنَ رَحْمَۃِ رَبِّیْ اِذًا لَّاَمْسَکْتُمْ خَشْیَۃَ الْاِنْفَاقِ یعنے خدا کی رحمت کے خزانے اگر تمہارے ہاتھ مین ہوتے تو تم بخل کے سبب سے کچھ بھی نہ خرچ کرتے جس رات کو حضرت داؤد طائی قدس سرہٗ نے انتقال فرمایا ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ آسمان کے فرشتے آتے جاتے ہین اس شخص نے پوچھا کہ آج کون سی رات ہے فرشتون نے کہا کہ آج داؤد طائی نے انتقال کیا ہے بہشت انکے واسطے آراستہ ہے حضرت ابوسعید شحام قدس سرہٗ کہتے ہین کہ سہل صعلوکی کو مین نے خواب مین دیکھ کر کہا اے خواجہ کہنے لگے کہ خواجگی سے ہاتھ اُٹھا کہ وہ سب گئی گذری مین نے کہا کہ تمہارے وہ سب کار اور کردار کہان گئے کہنے لگے کچھ مفید نہ ہوا مگر ان مسائل کا جواب جو بڑھیان پوچھا کرتی تھین ربیع بن سلیمان کہتے ہین کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کو مین نے خواب مین دیکھا پوچھا کہ حقتعالےٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا فرمایا کہ مجھے سونے کی کرسی پر بٹھا کر آبدار موتی مجھ پر پھینکے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہین کہ ایک مشکل کام مجھے پیش آیا مین اسمین عاجز ہوا خواب مین کیا دیکھتا ہون کہ ایک شخص نے آکر کہا اے محمد ادریس کہہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ لَا اَمْلِکُ لِنَفْسِیْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا مَوْتًا

[1] پاک ہے خدا زندہ اور نہ مریگا ۱۲ [2] ایک گاؤن کا نام ہے ۱۲ [3] اے اللہ مین نہ مالک ہون اپنی ذات کے واسطے نقصان کا نہ نفع کا نہ موت کا نہ زندگی کا نہ پراگندہ ہونے کا اور نہ طاقت رکھتا ہون مین یہ کہ کچھ لون مگر وہ جو عطا کرے تو مجھے اور نہ یہ کہ بچون مین اس چیز سے کہ بچائے تو مجھے اے اللہ توفیق دے تو مجھے اسکی جسے تو محبوب رکھتا ہے اور جس سے تو راضی ہوتا ہے بات سے اور کام سے عافیت مین ۱۲ ۔

وَلَاحَیٰوۃً وَّلَانُشُوْرًا وَّلَا اَسْتَطِیْعُ اَنْ اٰخُذَ اِلَّا مَآ اَعْطَیْتَنِیْ وَلَآ اَنْ اَتَّقِیَ اِلَّا مَا وَقَیْتَنِیْ اَللّٰھُمَّ وَفِّقْنِیْ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی مِنَ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ فِیْ عَافِیَۃٍ صبح کو جب مین اٹھا تو مین نے یہ دعا پڑھی کچھ دن چڑھے وہ کام آسان ہو گیا اے عزیز تجھے چاہیے کہ اس دعا کو نہ بھول عتبۃ الغلام رحمہ اللہ تعالے کو کسی نے خواب مین دیکھا پوچھا خدا نے تمہارے ساتھ کیا کیا کہا کہ اس دعا کے سبب سے بخشدیا جو دیوار پر لکھی ہے مین جب جاگا تو عتبۃ الغلام کے خط سے دیوار پر یہ دعا لکھی دیکھی یَاھَادِیَ الْمُضِلِّیْنَ وَیَارَاحِمَ الْمُذْنِبِیْنَ وَیَامُقِیْلَ عَثَرَاتِ الْعَاثِرِیْنَ اِرْحَمْ عَبْدَکَ ذَا الْخَطَرِ الْعَظِیْمِ وَالْمُسْلِمِیْنَ کُلَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ وَاجْعَلْنَا مَعَ الْاَحْیَآءِ الْمَرْزُوْقِیْنَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ اٰمِیْنَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ذکر موت مین اسقدر باتین جو بیان کی گئین یہی بس ہین کتاب کیمیائے سعادت کو اسی پر ہم نے ختم کیا جو لوگ اس کتاب کا مطالعہ کرین اور اس سے فائدہ لین ان سے یہ امید ہے کہ اس کتاب کے مصنف اور مترجم کو دعائے خیر مین نہ بھولین اور حق تعالے سے اسکی مغفرت چاہین تاکہ اگر کوئی سہو اور قصور کلام مین ہوا ہو یا تکلف یا ریا کا میل نیت مین ہو گیا ہو تو اسے حق تعالے اپنی دعا اور رحمت کی برکت سے معاف کرے اور اس کتاب کے ثواب سے محروم نہ رکھے اسواسطے کہ اس سے بڑھکر اور کیا نقصان ہوگا کہ کوئی شخص خلق کو خدا کی طرف بلائے اور خود ریا کے سبب سے درگاہ الٰہی سے دور ہو جائے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْہُ وَنَقُوْلُ فِیْ خَاتِمَۃِ الْکِتَابِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِعَفْوِکَ مِنْ عِقَابِکَ وَنَعُوْذُ بِرِضَاکَ مِنْ سَخَطِکَ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْکَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ اَنْتَ کَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ ؏

تمّت

لہ اے راہ دکھانے والے گمراہون کے اور اے رحم کرنے والے گنہگارون کے اے محو کرنے والے لغزشون چوکنے والون کے رحم کر تو اپنے بندے پر کہ بڑے خطرے والا ہے اور سب مسلمانون پر سب کے سب پر اور کر تو ہمین ایسے زندون کے ساتھ جو رزق دیے گئے ہین ایسے کہ انعام کیا تو نے ان پر نبیون اور صدیقون اور شہیدون اور صالحون مین سے قبول کر تو اے پروردگار عالمون کے ۱۲ ۲ہ اے اللہ پناہ مانگتے ہین بطفیل تیرے عفو کے تیرے عذاب سے اور پناہ مانگتے ہین بطفیل تیری خوشنودی کے تیرے غصے سے اور پناہ مانگتے ہین تیری تجھ سے احصار حمد و ثنا نہین کر سکتے ہین ہم آپ اُسی قابل ہین جیسے اپنی تعریف آپ کرتے ہین اور ہر حمد ہر حامد سے ازل سے ابد تک خاص آپ کی ذات مقدس کے واسطے ہے ۱۲ سید جعفر علی نگینوی

خاتمۃ الطبع

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا بادیۂ ضلالت کے آوارون کو مسرت ہو کہ ہادی برحق نے انھین ہدایت فرمائی مرض شقاوت کے گرفتارونکو فرحت ہو کہ شافی مطلق نے انھین صحت کی صورت دکھائی یعنی نسخہ سراپا منفعت مسمّٰی بہ اکسیر ہدایت ترجمۂ کیمیائے سعادت مرتب ہوا اور مطبع منشی تیجکمار واقع لکھنؤ مین بہ سرپرستی جناب فیض مآب منشی تیج کمار صاحب بھارگو مالک مطبع اور باہتمام سیتالال بھارگو سپرنٹنڈنٹ بماہ اپریل ۱۹۵۴ء مطابق ماہ شعبان المعظم ۱۳۷۳ھ چھپ کر بار شانزدہم شائع ہوا *